اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۲

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

فتاوی عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۲)

مترجم ـــــ حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری
کتابت ـــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی
طباعت ـــــ عکسی
تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار
ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام
کاغذ ـــــ اعلی سفید،
تاریخ اشاعت ـــــ صفر ۱۴۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۹۸۰ء
مطبع ـــــ المکتبہ پریس دیال سنگھ لاہور
مقام اشاعت ـــــ سہگل آباد۔ ضلع جہلم پاکستان۔

فہرست طبع شدہ

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

جلد ۱	طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰٫۰۰	جلد ۲	نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰٫۰۰
جلد ۳	زکوٰۃ کی بحث، ″ ۳۲، ″ ۵۳۱، ″ ۱۷٫۰۰	جلد ۴	روزہ کی بحث، ″ ۲۹، ″ ۵۱۰، ″ ۱۷٫۰۰
جلد ۵	حج کی بحث، ″ ۴۳، ″ ۱۰۱۹، ″ ۵۰٫۰۰	جلد ۱۴	حدود کی بحث، ″ ۳۰، ″ ۸۵۵، ″ ۳۸٫۰۰
جلد ۱۳	احکام المرتدین، ″ ۱۳، ″ ۳۹۰، ″ ۳۰٫۰۰	جلد ۱۵	جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث ″ ۱۹، ″ ۹۸۸، ″ ۴۶٫۰۰
جلد ۲۱	ذکر مصحف و مسجد، ″ ۲، ″ ۱۹۵، ″ ۱۲٫۰۰	جلد ۲۲	نظر کھانے و قبروں کی زیارت، ″ ۱۳، ″ ۲۴۴، ″ ۲۶٫۰۰
جلد ۶	نکاح باب ۱ تا ۵، ″ ۲۰، ″ ۵۰۷، ″ ۴۸٫۰۰		علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد ″ ۲۲٫۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ، قیمت ۴۰۶٫۰۰

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71 -2-1/ 2 - GM/97009/96904 - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب۔
″ 71 -13-4/ A.D.S.C/2-M/28386/28056 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد۔
″ 71 --14-7 / E/F.P.U.B/11-B/19650/1974 ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی۔
″ 72 - 12 - 13 /33145/ 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفر آباد۔

العارض :۔ معاون ناظم نشر و اشاعت سعید صادق مغل میانہ موہڑہ۔ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ: مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان۔

سلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ۔ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية ۔ فى مذهب الامام الاعظم ابى حنيفة النعمان رح ۔ صاحب القدر الافخم ۔ تاليف
جماعة من علماء الهند الاعلام رح وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رحمه الله ۔ وذلك بامر السلطان
ابى المظفر محى الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير عليه و عليهم رحمة المولى اللطيف الخبير ۔ آمين۔

جلد ۲

الجلد الثانى كتاب الصلوة

المواقيت والاذان وشروط الصلوة وصفتها والامامة
الحدث فى الصلوة و ما يفسد و ما يكره
صلوة الوتر والنوافل وادراك الفريضة
قضاء الفوائت ۔ سجود السهو والتلاوة
صلوة المريض والمسافر وصلوة الجمعة والعيدين والكسوف
الاستسقاء وصلوة الخوف ۔ الجنائز والسجدات

ابواب ۲۲ ۔ دفعات ۹۸ تا ۲۲۹

دوسری جلد ۔ نماز کی بحث

نماز کے اوقات ۔ اذان ۔ نماز کی شرطیں ۔ ارکان اور امامت
نماز میں بے وضو ہو جانا ۔ نماز کے مفسدات ۔ اور مکروہات
نماز وتر ۔ نوافل ۔ اور باجماعت فرض نماز میں شمولیت
فوت شدہ نمازوں کی قضاء ۔ سجود سہو اور سجدہ تلاوت
مریض اور مسافر کی نماز ۔ نماز جمعہ ۔ عیدین اور کسوف
سورج گرہن میں نماز ۔ بارش مانگنا ۔ نماز خوف ۔ جنازہ اور سجدات

عنوانات ۱۳۲ ۔ تعداد شق ۲۶۱۹

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش :۔

ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری، ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

میانہ موہڑہ ڈاکخانہ قریال، ضلع راولپنڈی (حال) سہگل آباد ضلع جہلم

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاوٰی عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری کی زیرِ نگرانی اور علماء ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاوٰی عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاوٰی ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاوٰی کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عزّ برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبر وار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یک جا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان بھی ارباب ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاوٰی کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظر عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کیلئے دلیل راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت، صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاوٰی عالمگیریہ

سہگل آباد، ضلع جہلم مغربی پاکستان

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

فتاوٰی عالمگیریہ

ابواب ۲۲ - فصول ۴۸ - دفعات ۹۸ تا ۲۲۱ - عنوانات ۱۳۱ - تعداد شق ۲۶۱۹

نماز کی بحث کے ابواب کی فہرست

فہرست جلد۲ — نماز کی بحث

نماز کے اوقات۔ اذان۔ نماز کی شرطیں۔ ارکان۔ امامت۔ نماز میں بے وضو ہو جانا۔ نماز کے مفسدات۔ مکروہات۔ نمازِ وتر۔ نوافل۔ باجماعت نماز میں شمولیت۔ فوت شدہ نمازوں کی قضا۔ سجود سہو۔ سجدۂ تلاوت۔ مریض اور مسافر کی نماز۔ جمعہ۔ عیدین۔ کسوف (سورج گرہن میں نماز)۔ بارش مانگنا۔ نماز خوف۔ نماز جنازہ اور شہدات۔

ابواب ۲۲۔ دفعات ۹۸ تا ۲۲۹۔ عنوانات ۱۳۲۔ تعداد شق ۲۶۱۱

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها	الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد

سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اجمعین

کتاب الصلوٰۃ

ابواب ۲۲ فصول ۴۸

۹۸- الصلوٰۃ

تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	الصلوٰۃ فریضۃ محکمۃ لا یسع ترکها ویکفر جاحدها۔	كذا فی الخلاصۃ
۲-	ولا یقتل تارک الصلوٰۃ عامداً غیر منکر وجوبها بل یحبس حتی یحدث توبۃ	كذا فی شرح مجمع البحرين لابن الملك
۳-	الوجوب یتعلق عندنا بآخر الوقت بمقدار التحریمۃ حتیٰ ان الکافر اذا اسلم والمجنون اذا افاق والحائض اذا طهرت ان بقی مقدار التحریمۃ یجب علیه الصلوٰۃ عندنا۔	كذا فی المضمرات
۴-	واذا اعترضت هذه العوارض فی آخر الوقت سقط الفرض بالاجماع	كذا فی مختار الفتاوىٰ
۵-	القابلۃ لو اشتغلت بالصلوٰۃ تخاف موت الولد جاز لها ان تؤخر الصلوٰۃ عن وقتها وتؤخر بسبب اللص ونحوه۔	كذا فی الخلاصۃ فی الفصل الرابع من المواقیت

دفعات دستی نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — پہلی فصل نماز کے اوقات کے احکام کا بیان	حوالہ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور ان کے اصحاب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سب پر ہو

نماز کی بحث

تعداد ابواب ۲۲ تعداد فصول ۴۸

۹۸- نماز کی حیثیت

اور اس میں ۵ شقیں ہیں۔

دفعات	متن	حوالہ
۱-	(ا) نماز[۱] ایسا فرضِ محکم ہے کہ اسے چھوڑ دینے کی گنجائش نہیں۔ (ب) اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہوتا ہے۔	خلاصہ
۲-	ایسا شخص جو جان بوجھ کر نماز کا تارک ہے اور اس کی فرضیت کا منکر نہیں ہے تو اسے قتل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اسے قید کیا جائے گا حتیٰ کہ توبہ کرے۔	شرح مجمع البحرین
۳-	ہمارے ہاں کسی نماز کے آخری وقت سے تکبیر تحریمہ کی مقدار کا وقت پالینے سے اس وقت کی نماز فرض ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب[۱] کافر مسلمان ہوا یا[۲] لڑکا بالغ ہوا یا[۳] پاگل ٹھیک ہو گیا یا[۴] عورت حیض سے پاک ہوئی تو ان کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس نماز کے وقت سے تکبیرِ تحریمہ کی مقدار کا وقت باقی تھا تو ان پر اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی۔	مضمرات
۴-	اور اگر کسی کو یہ مذکورہ عذر (جنون۔ حیض وغیرہ) کسی نماز کے آخری وقت کی مذکورہ مقدار (بقدر تکبیر تحریمہ) میں پیش آئیں تو بالاجماع ان پر اس وقت کی نماز کی فرضیت باقی نہ رہے گی۔	مختار الفتاوی
۵-	(ا) دائی کو اگر یہ خوف ہے کہ اگر وہ نماز میں مشغول ہو گئی تو بچہ مرجائے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دے۔	
	(ب) اسی طرح چور کے خوف سے اور اس قسم کے دوسرے اسباب سے بھی نماز اپنے وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے۔	خلاصہ

[۱] نماز سے مراد کامل نماز یعنی پانچوں نمازیں فرض محکم ہیں۔ ان کی فرضیت معراج کی رات کو ہوئی۔ معراج سے پہلے سورج نکلنے سے اور سورج چھپنے سے پہلے کی نمازیں تھیں۔ نیز کوئی نہ کوئی نماز ہر شریعت میں رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر صبح کی نماز، حضرت داؤد علیہ السلام پر ظہر کی نماز، حضرت سلیمان علیہ السلام پر عصر کی نماز، حضرت یعقوب علیہ السلام پر مغرب کی نماز اور حضرت یونس علیہ السلام پر عشاء کی نماز فرض تھی اور اس امت کیلئے مذکورہ سب نمازیں جمع کر دی گئیں۔ ماخوذ از شامی ج ا ص ۳۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ	حوالہ
	(وفیه اثنان وعشرون بابا)	
	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها	
	وفیه ثلاثة فصول دفعات ۹۹ تا ۱۰۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۶۰	
	الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ	
	دفعات ۹۹ تا ۹۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴	
۹۹-	**اوقات الصلوٰۃ** تعداد شق ۱۴	
۱-	وقت الفجر من الصبح الصادق وهو البیاض المنتشر فی الافق الی طلوع الشمس ولا عبرة بالکاذب وهو البیاض الذی یبدو طولا ثم یعقبه الظلام فبالکاذب لا یدخل وقت الصلوٰۃ ولا یحرم الاکل علی الصائم-	هکذا فی الکافی
۲-	اختلف المشائخ فی ان العبرة لاول طلوع الفجر الثانی او لاستطارته و انتشاره-	کذا فی المحیط
	والثانی اوسع والیه مال اکثر العلماء	هکذا فی مختار الفتاوی
۳-	والاحوط فی الصوم والعشاء اعتبار الاول وفی الفجر اعتبار الثانی	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم
۴-	ووقت الظهر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیه سوی الفیٔ	کذا فی الکافی
۵-	وهو الصحیح	هکذا فی محیط السرخسی
۶-	والزوال ظهور زیادة الظل لکل شخص فی جانب المشرق	کذا فی الکافی
۷-	وطریق معرفة زوال الشمس وفیٔ الزوال ان تغرز خشبة مستویة فی ارض مستویة فما دام الظل فی الانتقاص فالشمس فی حد الارتفاع واذا اخذ الظل فی الازدیاد علم ان الشمس قد زالت- فاجعل علی رأس الظل علامة فمن موضع العلامة الی الخشبة یکون فیٔ الزوال- فاذا ازداد علی ذلک و صارت الزیادة مثلی ظل اصل العود سوی فیٔ الزوال یخرج وقت الظهر عند ابی حنیفة رح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸-	وهذا الطریق هو الصحیح	هکذا فی الظهیریة

(نماز کی بحث میں بائیس ۲۲ باب ہیں)

پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام

اس میں تین فصلیں ہیں۔ دفعات ۹۹ تا ۱۰۱ عنوانات ۳۔ تعداد شق ۶۰

پہلی فصل نماز کے اوقات کے احکام کا بیان

دفعات ۹۹ تا ۹۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۴

۹۹۔ نماز کے اوقات

اور اس میں ۱۴ شقیں ہیں۔

۱۔ (ا) فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے[1] اور صبح صادق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو (مشرق میں) آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے اور سورج نکلنے تک رہتی ہے (ب) صبح کاذب کا اعتبار نہیں۔ اور صبح کاذب اس سفیدی کو کہتے ہیں جو (مشرق میں) صرف طول میں ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے۔ (ج) پس صبح کاذب سے صبح کی نماز کا وقت شروع نہیں ہوتا۔ اور روزہ دار پر کھانا حرام نہیں ہوتا۔ ذ

۲۔ (د) اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ دوسری فجر (صبح صادق) کا اعتبار اس کے شروع ہونے کے وقت سے ہے یا آسمان کے پھیل جانے اور واضح ہونے کے وقت سے ہے۔ محیط

(ب) دوسرے قول میں زیادہ آسانی ہے اور اکثر علماء اسی قول کی طرف مائل ہیں۔ مختار الفتاوی

۳۔ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ روزہ بند کرنے اور عشا کی نماز پڑھنے کے لئے پہلے قول کا اعتبار کیا جائے اور فجر کی نماز پڑھنے کے لئے دوسرے قول کا اعتبار کیا جائے۔ شرح نقایہ

۴۔ ظہر کی نماز کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سائے کے علاوہ دوگنا ہو جائے۔ کافی

۵۔ اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔ محیط سرخسی

۶۔ زوال اسے کہتے ہیں کہ ہر شخص (سایہ دار چیز) کا سایہ مشرق کی طرف بڑھنے لگے۔ کافی

۷۔ سورج کے زوال اور کسی چیز کے اصلی سایہ کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین میں گاڑ دی جائے جب تک اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا رہے گا اس وقت تک سورج بلند ہو رہا ہے۔ اور جب اس لکڑی کا سایہ بڑھنا شروع ہو تو جان لیا جائے کہ اب سورج ڈھلنے لگا ہے اس وقت اس لکڑی کے اس سایہ کے سرے پر ایک نشان بنا دیں۔ اس نشان سے لیکر اس لکڑی تک سایہ کی لمبائی اس لکڑی کا اصلی سایہ ہے۔ پس جب سایہ مزید بڑھے حتیٰ کہ اس سایہ کی لمبائی اس لکڑی کے (مذکورہ) اصلی سایہ کی لمبائی کے علاوہ اس لکڑی کی لمبائی سے دوگنا ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ظہر کی نماز کا وقت نکل جائے گا۔ قاضیخان

۸۔ (اصلی سایہ کی پہچان کے لئے) یہی (مذکورہ) طریقہ صحیح ہے۔ ظہیریہ

---

[1] فجر کی نماز کا آخری وقت یہ ہے کہ جب سورج کا ذرا سا کنارہ نکل آیا تو فجر کا وقت جاتا رہا۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقات	حوالہ
۹۹- ۹-	قالوا الاحتیاط ان یصلی الظهر قبل صیرورۃ الظل مثله ویصلی العصر حین یصیر مثلیه لیکون الصلوتان فی وقتیهما بیقین۔	هكذا فی شرح المجمع
۱۰-	ووقت العصر من صیرورۃ الظل مثلیه غیر فیئ الزوال الی غروب الشمس۔	هكذا فی شرح المجمع
۱۱-	ووقت المغرب منه الی غیبوبۃ الشفق وهو الحمرۃ عندهما وبه یفتی	هكذا فی شرح الوقایة
	وعند ابی حنیفة رح الشفق هو البیاض الذی یلی الحمرۃ	هكذا فی القدوری
	وقولهما اوسع للناس وقول ابی حنیفة رح احوط لان الاصل فی باب الصلوۃ ان لا یثبت فیها رکن ولا شرط الا بما فیه یقین۔	كذا فی النهاية ناقلا عن الاسرار ومبسوط شیخ الاسلام
۱۲-	ووقت العشاء والوتر من غروب الشفق الی الصبح	كذا فی الکافی
۱۳-	ولا یقدم الوتر علی العشاء لوجوب الترتیب لا لان وقت الوتر لم یدخل حتی لو صلی الوتر قبل العشاء ناسیا او صلاهما فظهر فساد العشاء دون الوتر فانه یصح الوتر ویعید العشاء وحدها عند ابی حنیفة رح لان الترتیب یسقط بمثل هذا العذر۔	هكذا فی التبیین
۱۴-	ومن لم یجد وقت العشاء والوتر بان کان فی بلد یطلع الفجر فیه کما یغرب الشفق او قبل ان یغیب الشفق لم یجب علیه	هكذا فی التبیین

الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقات

دفعات ۱۰۰ تا ۱۰۰ عنوان ۱ تعداد شق ۱۱

۱۰۰- فضیلۃ الاوقات

تعداد شق ۱۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	یستحب تاخیر الفجر ولا یؤخرها بحیث یقع الشك فی طلوع الشمس بل یسفر بها بحیث لو ظهر فساد صلوته یمکنه ان یعیدها فی الوقت بقراءۃ مستحبة	كذا فی التبیین
	وهذا فی الازمنة کلها الا صبیحة یوم النحر للحاج بالمزدلفة فان هناك التغلیس افضل۔	هكذا فی المحیط

دفعات و شق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — دوسری فصل نماز کے اوقاتِ فضیلت کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۹- ۹-	فقہاء رح نے کہا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جبکہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تاکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے یقینی وقت میں ادا ہوں۔	شرح مجمع
۱۰-	عصر کی نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہو جائے اور عصر کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔	شرح مجمع
۱۱-	(ا) مغرب کی نماز کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں شفق سے مراد سرخی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔	شرح وقایہ
	(ب) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے۔	قدوری
	(ج) امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے قول میں لوگوں کے لئے زیادہ آسانی ہے (د) اور امام ابو حنیفہ رح کے قول میں زیادہ احتیاط ہے۔ اس لئے کہ نماز کے باب میں اصل یہ ہے کہ اس کا ہر رکن اور شرط اسی چیز سے ثابت ہونا ہی جو یقینی ہو۔	نہایہ و مبسوط
۱۲-	عشا اور وتر کی نماز کا وقت شفق چھپنے سے لیکر صبح ہونے تک ہے	کافی
۱۳-	وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے نہ پڑھے کیونکہ ترتیب واجب ہے۔ یہ حکم اس لئے نہیں ہے کہ وتر کا وقت داخل نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے پڑھ لی یا عشا اور وتر دونوں پڑھ لئے پھر معلوم ہوا کہ عشا کی نماز کسی فاسد کی وجہ سے صحیح ادا نہیں ہوئی تھی البتہ وتر کی نماز صحیح ادا ہوئی تھی تو وتر کی نماز درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں صرف عشا کی نماز لوٹائے گا اس لئے کہ اس قسم کے عذر کی وجہ سے ترتیب ضروری نہیں رہتی۔	تبیین
۱۴-	جس شخص نے عشا اور وتر کی نماز کا وقت نہ پایا۔ مثلاً وہ کسی ایسے علاقے[1] میں ہے جہاں شفق کے غروب ہوتے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے یا وہاں شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے تو اس پر عشا اور وتر کی نماز واجب نہیں۔	تبیین

دوسری فصل نماز کے اوقاتِ فضیلت

دفعات ۱۰۰ تا ۱۰۰ عنوان ۱ تعداد شق ۱۱

۱۰۰- نماز کے اوقاتِ فضیلت۔

اس میں ۱۱ شقیں ہیں۔

۱-	(ا) فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے۔ لیکن اتنی تاخیر نہ ہو کہ سورج نکلنے کا شک ہو جائے بلکہ فجر کی نماز اس قدر روشنی میں پڑھے کہ اگر کسی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے تو فجر کے وقت میں ہی مستحب قرأت کے ساتھ نماز کا لوٹانا ممکن ہو۔	تبیین
	(ب) (فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہونے کا حکم) ہر زمانہ میں ہے۔ لیکن مزدلفہ میں حاجیوں کے لئے یوم نحر میں (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ جس دن قربانی ہوتی ہے) فجر کی نماز کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ وہاں اندھیرے میں ہی فجر	

[1] جیسا کہ حسب حکایت معجم صاحب البلدان علاقہ بلغار میں سال کی چھوٹی راتوں میں ایسا ہوتا ہے تو بوجہ عدم سبب اس وقت کی نماز واجب نہ ہوگی۔ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت ومایتصل بہا — الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقات	حوالہ
۱۰۰-		
۲-	ویستحب تأخیر الظہر فی الصیف وتعجیلہ فی الشتآء	ھکذا فی الکافی
۳-	سواء کان یصلی الظہر وحدہ او بجماعۃ	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
۴-	ویستحب تاخیر العصر فی کل زمان ما لم یتغیر الشمس	کذا فی الکافی
۵-	والعبرۃ لتغیر القرص لا لتغیر الضوء فمتی صار القرص بحیث لا تحار فیہ العین فقد تغیّرت والا لا۔	کذا فی الکافی
۶-	وھو الصحیح	کذا فی الھدایۃ
۷-	ولو شرع فیہ قبل التغیّر فمدّہ الیہ لا یکرہ	کذا فی البحر الرائق ناقلاً عن غایۃ البیان
۸-	ویستحب تعجیل المغرب فی کل زمان	کذا فی الکافی
۹-	وکذا تأخیر العشاء الی ثلث اللیل والوتر الی اٰخر اللیل لمن یثق بالانتباہ ومن لم یثق بالانتباہ اوتر قبل النوم	ھکذا فی التبیین
۱۰-	وفی یوم الغیم ینور الفجر کما فی حال الصحو ویؤخر الظہر لئلا یقع قبل الزوال ویعجل العصر خوفا من ان یقع فی الوقت المکروہ ویؤخر المغرب حذرا من الوقوع قبل الغروب ویعجل العشاء کیلا یمنع مطرا وثلج عن الجماعۃ	ھکذا فی محیط السرخسی
۱۱-	ھذا فی الازمنۃ کلہا ولا یجمع بین الصلوتین فی وقت واحد لا فی السفر ولا فی الحضر بعذر۱ ما عدا عرفۃ والمزدلفۃ	کذا فی المحیط

الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیہا الصّلوٰۃ وتکرہ فیہا

دفعات ۱۰۱ تا ۱۰۱ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵

۱۰۱ - الاوقات التی لا تجوز فیہا الصلوٰۃ وتکرہ فیہا

تعداد شق ۳۵

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱-	ثلاث ساعات لا تجوز فیہا المکتوبۃ ولا صلوٰۃ الجنازۃ ولا سجدۃ التلاوۃ۲۔ اذا طلعت الشمس حتی ترتفع وعند الانتصاف الی اَن تزول وعند احمرارھا	

۱ عرفہ میں حاجیوں کے لئے ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر پڑھنے کا حکم ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں حاجیوں کے لئے عشا کے وقت میں مغرب اور عشا پڑھنے کا حکم ہے (مترجم)

۲ جنازہ کے وجوب کا وہ وقت معتبر ہے جب وہ جنازہ گاہ میں پہنچے۔ اور سجدۂ تلاوت کے وجوب کا وقت وہ ہے جب تلاوت کی گئی جیسا کہ ردالمحتار میں ہے (قولہ

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کا بیان جن میں نماز جائز نہیں اور جن میں نماز مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۰۔	کی نماز ادا کرنا افضل ہے	محیط
۲۔	گرمیوں میں ظہر کی نماز کے وقت میں تاخیر کرکے ادا کرنا اور سردیوں میں جلدی (یعنی اول وقت میں) ادا کرنا مستحب ہے	کافی
۳۔	اس حکم (مذکورہ ۲) میں اکیلے نماز ادا کرنے والا اور جماعت سے ادا کرنے والا دونوں برابر ہیں۔	شرح المجمع
۴۔	عصر کی نماز میں اس وقت تک تاخیر مستحب ہے جب تک کہ سورج میں تغیر نہ ہو۔ یہ حکم ہر زمانہ میں ہے۔	کافی
۵۔	سورج کے تغیر کا اعتبار سورج کی ٹکیہ میں تبدیلی کا اعتبار ہے دھوپ میں تبدیلی کا اعتبار نہیں ہے۔ پس جب سورج کی ٹکیہ ایسی ہو جائے کہ اس کے دیکھنے سے آنکھ چندھیا نہ جائے تو جان لیں کہ سورج میں تغیر ہو چکا ہے۔ اور اگر یہ حالت نہیں ہے تو سورج میں تغیر نہیں ہے۔	کافی
۶۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۷۔	اگر کسی نے عصر کی نماز سورج متغیر ہونے سے پہلے شروع کی اور سورج متغیر ہونے تک نماز لمبی ہو گئی تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی۔	بحر رائق
۸۔	مغرب کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، یہ حکم ہر زمانہ کے لئے ہے۔	کافی
۹۔	(ا) عشاء کی نماز تہائی رات تک دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ (ب) اور وتر کی نماز آخر رات تک دیر سے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ جاگ اٹھنے کا اعتماد ہو اور جسے یہ اعتماد نہ ہو تو وہ وتر کی نماز سونے سے پہلے پڑھ لے۔	تبیین
۱۰۔	بادل والے دن (ا) فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جائے جیسا کہ بغیر بادل والے دن میں پڑھی جاتی ہے (ب) ظہر کی نماز دیر سے پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی زوال سے پہلے نہ ہو (ج) اور عصر کی نماز جلدی پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی مکروہ وقت میں نہ ہو (د) مغرب کی نماز دیر سے پڑھی جائے تاکہ اس کی ادائیگی غروب سے پہلے وقت میں نہ ہو (س) اور عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے تاکہ بارش یا برف جماعت کے لئے رکاوٹ نہ ہو۔	محیط السرخسی
۱۱۔	(ا) یہ حکم (مذکورہ ۱۰) سب زمانوں کے لئے ہے (ب) عرفہ اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو کسی بھی عذر سے ایک وقت میں جمع نہ کرے۔ مسافر ہو یا مقیم ہو۔	محیط

تیسری فصل ان وقتوں کا بیان جن میں نماز جائز نہیں اور جن میں نماز مکروہ ہے

دفعات ۱۰۱ تا ۱۰۱ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵

۱۰۱۔ جن وقتوں میں نماز جائز نہیں، اور جن میں مکروہ ہے۔ اور اس میں ۳۵ شقیں ہیں۔

۱۔	تین وقت ایسے ہیں جن میں فرض نماز، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز نہیں ہے۔ وہ تین وقت یہ ہیں۔ سورج طلوع ہونے کے وقت سے لے کر اس کے بلند ہونے تک۔ سورج دن کے نصف میں ہونے کے وقت سے	

او علی جنازۃ) ای اذا حضرت فی ذلک الوقت وکذا (قولہ وسجدۃ التلاوۃ) ای اذا تلیت فیہ الخ رد المحتار ج ۱ ص ۲۴۲ (مترجم) ۳ دن کے نصف سے (باقی ص ۳۰۲ پر)

دفعات وشق نمبر	الباب الاوّل فی المواقیت وما یتصل بہا — الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیہا الصلوٰۃ وتکرہ فیہا	حوالہ
۱۰۱	الی ان تغیب الا عصر یومہ ذلک فانہ یجوز اداءہ عند الغروب	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲-	قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح مادام الانسان یقدر علی النظر الی قرص الشمس فھی فی الطلوع۔	کذا فی الخلاصۃ
۳-	ھذا اذا وجبت صلوۃ الجنازۃ و سجدۃ التلاوۃ فی وقت مباح واخّرتا الی ھذا الوقت فانہ لا یجوز قطعا۔ اَمّا لو وجبتا فی ھذا الوقت وادیتا فیہ جاز لانہا ادیت ناقصۃ کما وجبت۔	کذا فی السراج الوھاج وھکذا فی الکافی و التبیین۔
۴-	لکن الافضل فی سجدۃ التلاوۃ تاخیرھا وفی صلوۃ الجنازۃ التاخیر مکروہ۔	ھکذا فی التبیین
۵-	ولا یجوز فیہا قضاء الفرائض والواجبات الفائتۃ عن اوقاتہا کالوتر	ھکذا فی المستصفی والکافی
۶-	والتطوع فی ھذہ الاوقات یجوز ویکرہ۔	کذا فی الکافی وشرح الطحاوی
۷-	حتی لو شرع فی التطوع عند طلوع الشمس او غروبہا ثم قہقہ کان علیہ الوضوء	ھکذا فی فتاوی قاضیخان فی نواقض الوضوء
۸-	ولو صلی فریضۃ سوی عصر یومہ لا تنتقض طہارتہ بالقہقہۃ۔	ھکذا فی فتاوی قاضیخان فی نواقض الوضوء
۹-	ویجب قطعہ وقضاءہ فی وقت غیر مکروہ فی ظاھر الروایۃ۔ ولو اتمہ خرج عن عھدۃ ما لزمہ بذلک الشروع۔	ھکذا فی فتح القدیر
۱۰-	وقد اساء ولا شئ علیہ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۱-	ولو قضاہ فی وقت مکروہ جاز وقد اساء	کذا فی محیط سرخسی
۱۲-	ولو نذر ان یصلی فی الوقت المکروہ فادی فیہ یصح ویاثم۔	

(بقیہ از صفحہ ۲۹۹) مراد میں دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ عرفی دن کے نصف میں سورج قائم ہونے اور اس کے زوال کے درمیان کے لمحہ میں نماز کی کوئی جزء آجائے تو نماز جائز نہیں۔ یا یہ کہ شرعی دن (یعنی طلوعِ صبح سے سورج کے غروب ہونے تک) کے نصف (یعنی ضحوۃ الکبریٰ) سے لیکر سورج کے زوال تک کے درمیانی وقت* نماز نہ پڑھے۔ عرفی دن کا نصف مراد ہونا ائمہ ماوراء النہر کی طرف منسوب ہے۔ اور شرعی دن کا نصف مراد لینا ائمہ خوارزم کی طرف منسوب ہے۔ ابوسعید رض کی حدیث میں نصف النہار میں نماز کی ممانعت سے یہی منصور ہوتا ہے کہ اس وقت میں نماز پڑھنا ممکن ہو۔ اور یہ امکان نصف النہار کے دوسرے معنی یعنی شرعی دن کے نصف مراد

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جنمیں نماز جائز نہیں اور جنمیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	لیکر اس کے زوال تک [۱] اور سورج کے سرخ ہو جانے کے وقت سے لیکر اس کے غروب ہونے تک لیکن اسی دن کی عصر سورج کے غروب ہونے کے وقت ادا ہو جاتی ہے	قاضیخان
۲۔	حضرت شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل رح کا قول ہے کہ جب تک انسان سورج کی ٹکیہ کو دیکھ سکتا ہے تب تک سورج طلوع ہونے کی حالت میں ہے۔	خلاصہ
۳۔	(ل) یہ (حکم مذکورہ ۱/۱۰۱) اس صورت میں ہے جبکہ جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ ایسے وقت میں واجب ہوئے کہ اس وقت انہیں ادا کرنے کے لئے مباح وقت تھا۔ پھر ان اوقات (مذکورہ ۱/۱۰۱) تک دیر کی تو اس صورت میں مذکورہ اوقات میں ان کی ادائیگی قطعاً جائز نہیں (ب) لیکن اگر وہ (نماز جنازہ و سجدۂ تلاوت) انہیں مذکورہ وقتوں میں واجب ہوئے ہوں اور انہیں وقتوں میں انہیں ادا کیا تو یہ جائز ہے اس لئے کہ جس طرح وہ ناقص واجب ہوئے اسی طرح ناقص وقت میں ادا ہوئے۔	سراج وہاج، کافی، تبیین
۴۔	لیکن افضل یہ ہے کہ صورت مذکورہ (۳ب/۱۰۱) میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے میں دیر کرے البتہ جنازہ کی نماز میں دیر کرنا مکروہ ہے۔	تبیین
۵۔	ان مذکورہ (۱/۱۰۱) وقتوں میں فرضوں کی قضا جائز نہیں۔ اور واجب جیسا کہ اگر وتر قضا ہو گئے ہوں تو ان کی قضا بھی ان مذکورہ وقتوں میں جائز نہیں۔	مستصفی، کافی
۶۔	ان مذکورہ (۱/۱۰۱) اوقات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	کافی، شرح طحاوی
۷۔	حتیٰ کہ اگر کسی نے سورج طلوع ہوتے یا غروب کے وقت نفل شروع کئے اور ان میں قہقہہ مارا تو اس پر وضو کرنا ضروری ہوگا۔	قاضیخان
۸۔	اور اگر کسی نے اسی دن کی عصر کی نماز کے سوا کوئی اور فرض نماز ان مذکورہ (۱/۱۰۱) وقتوں میں پڑھی تو اس نماز میں قہقہہ لگانے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔	قاضیخان
۹۔	ظاہر روایت کے مطابق (اوقاتِ مذکورہ ۱/۱۰۱ میں نوافل شروع کرنے کے بعد) ان کا توڑ دینا اور پھر غیر مکروہ وقت میں قضا کرنا واجب ہے [۱]۔ (ب) اور اگر کسی نے ان کو پورا پڑھ لیا تو اس شروع کرنے سے جو کچھ لازم ہوا تھا وہ اس کے ذمہ سے اتر گیا [۱]۔	فتح القدیر
۱۰۔	(اور مذکورہ صورت ۹ب/۱۰۱ میں) وہ گنہگار ہوا ہے مگر اس پر اور کچھ واجب نہیں۔	شرح طحاوی
۱۱۔	اور اگر کسی نے (مذکورہ ۹/۱۰۱ کی قضا کو) مکروہ وقت میں قضا کیا تو جائز ہو گیا مگر گنہگار ہے [۲]	محیط سرخسی
۱۲۔	(ل) اگر کسی نے نذر مانی کہ مکروہ وقت میں نفل پڑھے گا پھر اس نے مکروہ وقت میں وہ نفل ادا کئے تو یہ ادا کرنا	

لینے کو ترجیح دیتا ہے اور اس صورت میں شرعی دن کے نصف یعنی ضحوۃ الکبری سے زوال تک مذکورہ نماز جائز نہ ہوگی۔ (ماخوذ از رد المحتار ج ا ص۳۴۵) (مترجم)

[۱] جیسا کہ بحر الرائق میں ہے کہ وان کانت الصلوۃ نفلا فھی صحیحۃ مکروھۃ حتی وجب قضاءہ اذا قطعہ ویجب قطعہ وقضاءہ فی غیر مکروہ فی ظاہر الروایۃ ولو اتمہ خرج عن عھدۃ مالزمہ بذلک الشروع الخ البحر الرائق ج ا ص۲۴۹ (مترجم) [۲] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ لو قضی فی وقت مکروہ ما قطعہ من النفل المشروع فیہ فی وقت مکروہ حیث یخرج عن العھدۃ وان کان آثما الخ۔ البحر الرائق ج ا ص۲۴۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فى المواقيت وما يتصل بها — الفصل الثالث فى بيان الاوقات التى لا تجوز فيها الصلوٰة وتكره فيها	حوالہ
١٠١	ويجب ان يصلى فى غيره-	كذا فى البحر الرائق
١٣-	اذا نذر مطلقا او فى غير هذه الاوقات فانه لا يجوز الاداء فيها وهو اوجه	هكذا فى شرح منية المصلى لابن امير الحاج
١٤-	تسعة[1] اوقات يكره فيها النوافل وما فى معناها الا الفرائض	هكذا فى النهاية والكفاية
١٥-	فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة	كذا فى فتاوىٰ قاضيخان
١٦-	منها[١] ما بعد طلوع الفجر قبل صلوٰة الفجر	كذا فى النهاية والكفاية
١٧-	يكره فيه التطوع باكثر من سنة الفجر-	هكذا فى السراج الوهاج والتبيين
١٨-	ومن صلى تطوعا فى آخر الليل فلما صلى ركعة طلع الفجر كان الاتمام افضل لان وقوعه فى التطوع بعد الفجر لا عن قصد ولا تنوبان عن سنة الفجر على الاصح-	هكذا فى السراج الوهاج والتبيين
١٩-	ولو شرع اربعا فالشفع الذى بعد الطلوع ينوب عن سنة الفجر- هو المختار-	كذا فى خزانة الفتاوىٰ
٢٠-	ومنها[٢] ما بعد صلوٰة الفجر قبل طلوع الشمس	هكذا فى النهاية والكفاية
٢١-	ولو افسد سنة الفجر ثم قضاها بعد صلوٰة الفجر لم يجز	كذا فى محيط السرخسى
٢٢-	ومنها[٣] ما بعد صلوٰة العصر قبل التغير	هكذا فى النهاية والكفاية.
٢٣-	لو افتتح صلوٰة النفل فى وقت مستحب ثم افسدها فقضاها بعد صلوٰة العصر قبل مغيب الشمس لا يجزيه-	هكذا فى محيط السرخسى
٢٤-	ومنها[٤] ما بعد غروب الشمس قبل صلوٰة المغرب وعند[٥] الاقامة يوم الجمعة وعند[٦] خطبة الجمعة والعيدين[٧] والكسوف والاستسقاء[٩]	هكذا فى النهاية والكفاية
٢٥-	ويكره التنفل عند خطبة الحج وخطبة النكاح	هكذا فى شرح منية المصلى لابن امير الحاج
٢٦-	ويكره التطوع اذا خرج الامام للخطبة يوم الجمعة	كذا فى منية المصلى
٢٧-	اذا شرع فى الاربع قبل الجمعة ثم خرج الامام للخطبة يتم اربعا وهو الصحيح	

[1] نو وقت یعنی (١) طلوعِ فجر اور نمازِ فجر کے درمیان ماسوائے فجر کی سنتوں کے (٢) نمازِ فجر اور طلوعِ سورج کے درمیان (٣) نمازِ عصر کے بعد سے لیکر سورج متغیر ہونے سے پہلے تک (٤) سورج غروب ہونے کے بعد سے لیکر نمازِ مغرب سے پہلے تک (٥) نمازِ جمعہ کی اقامت کے وقت (٦) جمعہ کے خطبہ کے وقت (٧) دونوں عیدوں کے خطبے

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جنمیں نماز جائز نہیں اور جنمیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	صحیح ہو جائے گا مگر گنہگار رہے۔ (ب) اور اس پر وہ نماز دوسرے وقت میں پڑھنا واجب ہے۔	بحرالرائق
۱۳-	اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ کسی وقت نفل پڑھے گا۔ یا یہ نذر مانی کہ ان وقتوں (مذکورہ ۱/۱۰۱) کے سوا کسی وقت میں نفل پڑھے گا تو اس کی ادائیگی ان وقتوں (مذکورہ ۱/۱۰۱) میں جائز نہیں ہے اور یہی حکم اوجہ (زیادہ وجاہت والا) ہے	شرح منیہ
۱۴-	نو وقت ۹ ایسے ہیں کہ ان میں نوافل اور جو نمازیں نوافل کے حکم میں ہیں مکروہ ہیں مگر ان وقتوں میں فرض قضا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔	نہایہ کفایہ
۱۵-	پس ان نو وقتوں (مذکورہ حاشیہ ۱/۱۰۱) میں قضا نماز، جنازہ کی نماز، اور تلاوت کا سجدہ جائز ہے۔	قاضیخان
۱۶-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت صبح طلوع ہونے کے بعد سے لیکر فجر کی نماز سے پہلے تک کا وقت ہے۔	نہایہ کفایہ
۱۷-	اس مذکورہ وقت میں فجر کی سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنا مکروہ ہے۔	سراج وہاج تبیین
۱۸-	جس شخص نے آخر رات میں نفل پڑھے۔ جب اس نے ایک رکعت پڑھی تو فجر طلوع ہو گئی (الف) تو اس نماز کا پورا کر لینا افضل ہے اسلئے کہ (نماز نفل کے دوران طلوع فجر کی صورت میں) طلوع فجر کے بعد نفل نماز میں واقع ہونا اس کے اپنے قصد سے نہیں ہوا ہے۔ (ب) اور زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ نفل (مذکورہ ۱۸/۱۰۱) فجر کی سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔	سراج وہاج تبیین
۱۹-	اور اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) چار رکعتیں پڑھیں تو جو دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھی ہیں وہ فجر کی سنتوں کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ یہی حکم مختار ہے۔	خزانۃ الفتاویٰ
۲۰-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت نماز فجر کے بعد کے وقت سے لیکر سورج نکلنے کے وقت تک ہے۔	نہایہ۔ کفایہ
۲۱-	اگر فجر کی سنتیں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے پھر انہیں نماز فجر کے بعد قضا کیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۲۲-	ان نو وقتوں میں سے ایک وقت عصر کی نماز کے بعد کے وقت سے لیکر سورج متغیر ہونے سے پہلے تک کا وقت ہے۔	نہایہ۔ کفایہ
۲۳-	اگر کسی نے مستحب وقت میں نفل نماز شروع کی پھر توڑ دی پھر وہ نفل نماز عصر کی نماز کے بعد سورج چھپنے سے پہلے قضا کی تو اسے کفایت نہیں کرے گا۔	محیط سرخسی
۲۴-	اور ان نو وقتوں میں سے ایک وقت سورج چھپنے کے بعد کے وقت سے لیکر مغرب کی نماز سے پہلے کا وقت ہے۔ اور ان نو وقتوں میں سے جمعہ ۵ کی اقامت کا وقت، جمعہ ۶ کے خطبہ کا وقت، عیدین ۷ کے خطبہ کا وقت کسوف ۸ (سورج گرہن) یا استسقاء ۹ کے خطبہ کا وقت ہے۔	نہایہ کفایہ
۲۵-	اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے جب کہ حج یا نکاح کا خطبہ پڑھا جا رہا ہو۔	شرح منیہ
۲۶-	اس وقت نفل نماز مکروہ ہے جب امام جمعہ کے دن جمعہ کے خطبہ کے لئے نکل چکے۔	منیۃ المصلی
۲۷-	اگر کسی نے جمعہ سے پہلے چار رکعتیں شروع کیں پھر امام خطبہ کے لئے نکلا تو وہ چار رکعتیں پوری کر لے حضرت	

وقت (۸) سورج گرہن کے خطبہ کے وقت اور استسقاء یعنی بارش طلب کرنے کے لئے خطبہ کے وقت جیسا کہ ۱۶/۱۰۱ تا ۲۴/۱۰۱ میں انکا ذکر موجود ہے (مترجم) ۲ے نوافل کے حکم میں عام نفل اور سنتیں شامل ہیں مگر نوافل کی قضا، نذر کے نفل اور واجب شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ نوافل کے حکم ہی میں نہیں ہیں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بها — الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیها الصلوٰة وتکره فیها	حوالہ
١٠١	والیه مال الامام الصدر الاجل الشهید الاستاذ حسام الدین رح	کذا فی الظهیریة
٢٨-	ویکره التنفل اذا اقیمت الصلوٰة الاسنة الفجران لم یخف فوت الجماعة	هکذا فی البحر الرائق
٢٩-	وقبل صلوٰة العیدین مطلقا وبعدها فی المسجد لا فی البیت-	هکذا فی البحر الرائق
٣٠-	وبین صلوتی الجمع بعرفة ومزدلفة	هکذا فی البحر الرائق
٣١-	ویکره جمیع الصلوٰت سوی الوقتیة اذا ضاق وقت المکتوبة	هکذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج ناقلا عن الحاوی-
٣٢-	ویکره الصلوٰة وقت مدافعة البول او الغائط	هکذا فی البحر الرائق
٣٣-	ووقت حضور الطعام اذا کانت النفس تائقة الیه-	هکذا فی البحر الرائق
٣٤-	والوقت الذی یوجد فیه ما یشغل البال من افعال الصلوٰة ویخل بالخشوع کائناما کان الشاغل-	هکذا فی البحر الرائق
٣٥-	ویکره اداء العشاء ما بعد نصف اللیل	هکذا فی البحر الرائق

دفعات وشق نمبر	پہلا باب نماز کے اوقات اور متعلقہ احکام — تیسری فصل ان وقتوں کے احکام کا بیان جن میں نماز جائز نہیں ور جنیں مکروہ ہے	حوالہ
۱۰۱	امام صدر الشہید استاد حسام الدینؒ کا میلان اسی حکم کی طرف ہوا ہے۔	ظہیریہ
۲۸-	(الف) اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے جب نماز کی اقامت ہوجائے (ب) البتہ فجر کی سنتیں اقامت کے بعد بھی پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ جماعت فوت ہوجانے کا خوف نہ ہو۔	بحر رائق
۲۹-	عیدین کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا خواہ کہیں پڑھے مکروہ ہے (ب) اور عیدین کی نماز کے بعد بھی مسجد میں نفل پڑھنا مکروہ ہے (ج) مگر عیدین کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔	بحر رائق
۳۰-	عرفات اور مزدلفہ میں جب نمازیں جمع کرکے پڑھتے ہیں تو ان جمع نمازوں کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۱-	اگر کسی فرض نماز کا وقت تنگ ہوجائے تو اس وقت میں اس وقت کی فرض نماز کے سوا باقی سب نمازیں مکروہ ہیں۔	شرح منیہ
۳۲-	پیشاب اور پاخانہ کی حاجت روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۳-	جب کھانا حاضر ہو اور طبیعت اس کی طرف مشتاق ہو تو اس وقت بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	بحر رائق
۳۴-	ایسا وقت جس میں ایسا سبب پایا جائے جس کی وجہ سے نماز کی طرف دل متوجہ نہ ہو اور نماز کے خشوع میں خلل پڑتا ہو تو اس وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وہ سبب خواہ کچھ بھی ہو۔	بحر رائق
۳۵-	آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]	بحر رائق

[1] تو حکم نمبر ۱۱ تا ۳۵ میں کل ۲۴ ایسے اوقات مذکور ہیں جن میں نماز (نفل یا فرض) مکروہ ہوتی ہے یا صحیح نہیں ہوتی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثانی فی الاذان	
	وفیہ فصلان ۔ دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۴ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۴	
	الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن	
	دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۲ عنوان ۱ تعداد شق ۴۲	
۱۰۲-	**صفة الاذان واحوال المؤذن** تعداد شق ۴۲	
۱-	الاذان سنة لاداء المکتوبات بالجماعة ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وقیل انه واجب والصحیح انه سنة مؤکدة	کذا فی الکافی
۲-	وعلیه عامة المشائخ رح	هکذا فی المحیط
۳-	والاقامة مثل الاذان فی کونه سنة للفرائض فقط	کذا فی البحر الرائق
۴-	ولیس لغیر الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوتر والتطوعات والتراویح والعیدین اذان ولا اقامة ۔	کذا فی المحیط
۵	وکذا للمنذورة وصلوٰة الجنازة والاستسقاء والضحی والافزاع	هکذا فی التبیین
۶-	وکذا لصلوٰة الکسوف والخسوف	کذا فی العینی شرح الکنز
۷-	ولیس علی النساء اذان ولا اقامة فان صلین بجماعة یصلین بغیر اذان واقامة وان صلین بهما جازت صلاتهن مع الاساءة	هکذا فی الخلاصة
۸-	وندب الاذان والاقامة للمسافر والمقیم فی بیته	کذا فی التبیین
۹-	ولیس علی العبید اذان ولا اقامة	کذا فی التبیین
۱۰-	تقدیم الاذان علی الوقت فی غیر الصبح لا یجوز اتفاقا وکذا فی الصبح عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	

۱ پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے علاوہ کسی مذکورہ نماز کیلئے اذان مشروع نہیں ہے البتہ رد المحتار میں نماز کے علاوہ ان مواقع پر اذان مسنون و مشروع لکھی ہے۔ نو مولود کے کان میں۔ غم ۲ سے بے چین کیلئے۔ مرگی ۳ زدہ کے لئے۔ غصہ ۴ سے بھرے ہوئے انسان یا جانور کیلئے۔ لڑائی ۵ میں۔ جلانے والی آگ ۶ کے بھڑک اٹھنے پر۔ سرکش ۷ جن کیلئے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب اذان کے احکام

اس میں دو فصلیں ہیں۔ دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۴ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۴

پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات

دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۲ عنوان ۱ تعداد شق ۷۲

۱۰۲۔ اذان اور مؤذن کے حالات۔ اور اس میں ۷۲ شقیں ہیں۔

شق	متن	حوالہ
۱۔	(ا) فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کے لئے اذان کہنا سنت ہے۔	قاضیخان
	(ب) بعض فقہاء کا قول ہے کہ اذان کہنا واجب ہے (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اذان کہنا سنتِ مؤکدہ ہے	کافی
۲۔	عام مشائخ رح کا مسلک اسی حکم (مذکورہ ۱/ج ۱۰۲) پر ہے۔	محیط
۳۔	صرف فرضوں کے لئے سنت ہونے میں اقامت بھی اذان کی طرح سنت ہے۔	بحر رائق
۴۔	پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے سوا جسقدر باقی نمازیں ہیں مثلاً سنتیں۔ وتر۔ تراویح اور عیدوں کی نمازیں ان کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔	محیط
۵۔	اسی طرح منت مانی ہوئی نماز، جنازہ کی نماز، استسقاء (طلب بارش کے لئے نماز) اور چاشت کی نماز۔ اور مصیبت کے وقت کی نمازوں کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔	تبیین
۶۔	نمازِ کسوف (سورج گرہن) اور نماز خسوف (چاند گرہن) کیلئے بھی اذان اور اقامت نہیں ہے[1]	عینی
۷۔	(ا) عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔ اگر عورتیں اپنی جماعت سے نماز پڑھیں تو وہ اذان اور اقامت کے بغیر پڑھیں گی (ب) اور اگر وہ اذان اور اقامت کہیں تو ان عورتوں کی نماز جائز ہوگی مگر گناہ ہوگا۔	خلاصہ
۸۔	مسافر کے لئے اور اس مقیم کے لئے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت مستحب ہے۔	تبیین
۹۔	غلاموں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔	تبیین
۱۰۔	(ا) صبح کی نماز کے سوا باقی تمام نمازوں کے وقتوں سے پہلے اذان کہنا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ (ب) اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں صبح کی اذان بھی صبح کے وقت سے پہلے کہنا جائز نہیں ہے	

[1] بیابان میں راہ بھولے مسافر کو اور اذان واقامت مسافر کے پیچھے کہنا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان واحوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲ -	وان قدم یعاد فی الوقت	هكذا فی مجمع البحرين لابن الملك هكذا فی التتارخانية ناقلا عن الحجة.
-۱۱	وعليه الفتوى	
-۱۲	واجمعوا ان الاقامة قبل الوقت لا تجوز۔	كذا فی المحيط
-۱۳	حضر الامام بعد اقامة المؤذن بساعة او صلى سنة الفجر بعدها لا يجب اعادتها۔	كذا فی القنية
-۱۴	واهلية الاذان تعتمد بمعرفة القبلة والعلم بمواقيت الصلوٰة	كذا فی فتاوىٰ قاضيخان
-۱۵	وينبغی ان يكون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالما بالسنة	كذا فی النهاية
-۱۶	وينبغی ان يكون مهيبا ويتفقد احوال الناس ويزجر المتخلفين عن الجماعات	كذا فی القنية
-۱۷	وان يكون مواظبا على الاذان۔	هكذا فی البدائع والتتارخانية
-۱۸	وان يكون محتسبا فی اذانه	كذا فی النهر الفائق
-۱۹	والاحسن ان يكون اماما فی الصلوٰة	كذا فی معراج الدراية
-۲۰	والافضل ان يكون المؤذن هو المقيم	كذا فی الكافی
-۲۱	وان اذن رجل واقام آخر ان غاب الاول جاز من غير كراهة ۔ وان كان حاضرا ويلحقه الوحشة باقامة غيره يكره ۔ وان رضی به لا يكره عندنا	كذا فی المحيط
-۲۲	اذان الصبی العاقل صحيح من غير كراهة فی ظاهر الرواية ۔ ولكن اذان البالغ افضل ۔ واذان الصبی الذی لا يعقل لا يجوز ويعاد ۔ وكذا المجنون ۔	هكذا فی النهاية
-۲۳	ويكره اذان السكران ويستحب اعادته	كذا فی التبيين

[۱] مؤذن کی اہلیت کے لئے گیارہ موزوں امور کا حکم ۱۴/۱۰۲ تا ۱۹/۱۰۲ میں ذکر ہے۔ (مترجم) [۲] البحر الرائق میں ہے کافر کی اذان صحیح نہیں ہے اور اگر کوئی غیر مسلم اذان کہدے تو اس سے وہ مسلمان نہیں قرار پاتا لیکن اگر اذان کہنا اس کی عادت ہو، وہ شہادتین کہتا ہو اور وہ اس فرقہ سے نہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو صرف عرب والوں کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں تو ایسے غیر مسلم مؤذن کو مسلمان قرار پانا چاہیئے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۶۴ (مترجم) [۳] بعض نمازوں کی اذانیں کہنا اور بعض نمازوں کی نہ کہنے کے متعلق اولیٰ حکم یہی ہے مگر اس کے جائز ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۱۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اگر نیت حصول ثواب کی ہو تو کسب معاش کی تلافی کے طور پر بغیر مشروط کئے مال لے لے تو جائز ہے اور قوم کو ایسا کرنا چاہیئے جیسا کہ بحوالہ فتح القدیر البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۵۴ وکذا فی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۷۸ میں ہے۔ اور متاخرین کے ہاں اسی پر فتویٰ ہے کہ امام، مؤذن، معلم قرآن، مفتی اور معلم فقہ پر اجرت مقرر کر کے لینا بھی جائز ہے جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۵۴ میں ہے اور فتاوٰی عالمگیریہ میں بحوالہ مشائخ بلخ ومحیط وفتاوٰی غیاثیہ میں ہے فتاوٰی عالمگیریہ ج ۴ صفحہ ۴۴۸ بلکہ رد المحتار میں اسے کار خیر اور کسب معاش دونوں عبادتوں کا اجتماع کہا ہے رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے احکام اور موذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲	(ج) اگر کسی نماز کے وقت سے پہلے اذان کہہ دی گئی تو وقت میں لوٹائی جائے گی۔	شرح مجمع البحرین
۱۱۔	اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
۱۲۔	اس حکم پر اجماع ہے کہ کسی نماز کے وقت سے پہلے اس نماز کے لئے اقامت جائز نہیں	محیط
۱۳۔	مؤذن نے اقامت کہی اور پھر تھوڑی دیر بعد امام آیا۔ یا اس نے اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھیں تو مذکورہ صورتوں میں اقامت کا لوٹانا ضروری نہیں۔	قنیہ
۱۴۔	اذان کہنے کی اہلیت اس شخص میں معتبر ہے جو قبلہ کو اور نماز کے وقتوں کو پہچانتا ہو۔	قاضیخان
۱۵۔	مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو سمجھدار ہو۔ نیک ہو۔ پرہیزگار ہو اور سنت کا عالم ہو۔	نہایہ
۱۶۔	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو بارعب ہو۔ لوگوں کے حالات کی خبر رکھتا ہو۔ اور جو لوگ جماعت سے رہ جاتے ہیں انہیں متنبہ کرتا ہو۔	قنیہ
۱۷۔	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ اذان ہمیشہ کہا کرے۔	بدائع۔ تتارخانیہ
۱۸۔	اور مؤذن ایسا ہونا چاہیئے جو اللہ تعالےٰ سے ثواب اور اجر کی امید کے جذبہ سے اذان کہتا ہو۔	نہر الفائق
۱۹۔	بہتر یہ ہے کہ مؤذن نماز کا امام ہو۔	معراج الدرایہ
۲۰۔	افضل یہ ہے کہ موذن ہی اقامت کہے۔	کافی
۲۱۔	اگر ایک شخص نے اذان کہی دوسرے نے اقامت کہدی تو دیکھیں گے (ا) اگر پہلا شخص (موذن) غائب ہو گیا تھا تو دوسرے شخص کی اقامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ (ب) اور اگر پہلا شخص حاضر تھا اور اسے دوسرے شخص کا اقامت کہنا ناگوار گذرتا ہے تو دوسرے شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔ (ج) اور اگر پہلا شخص دوسرے شخص کی اقامت پر راضی ہے تو دوسرے شخص کا اقامت کہنا ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے۔	محیط
۲۲۔	ظاہر روایت میں سمجھدار لڑکے کی اذان کراہیت کے بغیر صحیح ہے۔	
	(ب) لیکن بالغ آدمی کی اذان افضل ہے (ج) اور ناسمجھ لڑکے کی اذان جائز نہیں ہے۔ وہ لوٹائی جائے گی۔	
	(د) اسی طرح پاگل کی اذان کا یہی حکم ہے کہ وہ لوٹائی جائے گی۔	نہایہ
۲۳۔	اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں اذان دے تو مکروہ ہے اور اس کا لوٹانا مستحب ہے۔	تبیین

۵ یعنی امام اذان کہے تو افضل ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے فیفید ان الافضل کون الامام ھو المؤذن وھذا مذھبنا وعلیہ کان ابوحنیفۃ رح کما علم من اخبارہ اھ البحر الرائق ج ا صـ۲۵۵ اور الدر المختار میں ہے کہ وفی الضیاء انہ علیہ السلام اذن فی سفر بنفسہ واقام وصلی الظہر الخ الدر المختار ج ا صـ۲۶۰ اور رد المختار میں ہے کہ لولا الخلیفی لاذنت ای مع الامامۃ الخ رد المحتار ج ا صـ۲۶۰ نیز البحر الرائق میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے کہ بانی مسجد کو اذان واقامت کی ولایت حاصل ہے خواہ وہ فاسق ہو اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں اسی طرح بانی مسجد کو امامت کی ولایت حاصل ہے بشرطیکہ وہ فاسق نہ ہو جیسا کہ لکھا ہے کہ وفی الظہیریۃ وولایۃ الاذان والاقامۃ لمن بنی المسجد وان کان فاسقا والقوم کارھون لہ وکذا الامامۃ الا ان ھھنا استثنی الفاسق اھ البحر الرائق ج ا صـ۲۵۵ وھکذا فی الدر المختار ج ا صـ۲۶۰ (مترجم) ۶ مؤذن کے علاوہ اقامت کہنے کے جواز کے متعلق حکم نمبر ۲۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الفصل الاول فی صفۃ الاذان واحوال المؤذن — الباب الثانی فی الاذان	حوالہ
۱۰۲ ۲۴-	وکرہ اذان المرأۃ ویعاد ندبا۔	کذا فی الکافی
۲۵-	ویکرہ اذان الفاسق ولا یعاد	ھکذا فی الذخیرۃ
۲۶-	وکرہ اذان الجنب واقامتہ باتفاق الروایات۔ والاشبہ ان یعاد الاذان ولا تعاد الاقامۃ	ھکذا فی الکافی
۲۷-	ولا یکرہ اذان المحدث فی ظاہر الروایۃ	ھکذا فی الکافی
۲۸-	وھو الصحیح	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲۹-	وکرہ اقامتہ ولا تعاد	ھکذا فی محیط السرخسی
۳۰-	ولو ارتد المؤذن بعد الاذان لا یعاد وان اعید فھو افضل	کذا فی السراج الوھاج
۳۱-	واذا ارتد فی الاذان فالاولی ان یبتدئ غیرہ وان لم یبتدئ غیرہ واتمہ جاز	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۳۲-	ویکرہ الاذان قاعدا وان اذن لنفسہ قاعدا فلا بأس بہ	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والخلاصۃ
۳۳-	والمسافر اذا اذن راکبا لا یکرہ وینزل للاقامۃ وان لم ینزل واقام اجزأہ	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والخلاصۃ۔ کذا فی المحیط
۳۴-	ویجوز للمسافر ان یفتتح الاذان علی الدابۃ وان لم یکن وجھہ الی القبلۃ	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والخلاصۃ
۳۵-	وفی الحضر یکرہ ان یؤذن راکبا فی ظاہر الروایۃ ولا یعاد	کذا فی محیط السرخسی ھکذا فی الخلاصۃ
۳۶-	ویجوز اذان العبد والقروی واھل المفازۃ وولد الزنا والاعمٰی۔ ومن یؤذن فی بعض الصلوٰت دون بعض بان کان فی السوق نھارا وفی السکۃ لیلا من غیر کراھۃ لکن غیر ھؤلاء اولیٰ	ھکذا فی المحیط
۳۷-	ومتی کان مع الاعمی من یحفظ علیہ اوقات الصّلوٰۃ فتأذینہ وتأذین البصیر سواء	ھکذا فی النھایۃ
۳۸-	ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۳۹-	ولا یکرہ ترکھما لمن یصلی فی المصر اذا وجد فی المحلۃ ولا فرق بین الواحد والجماعۃ	ھکذا فی التبیین

لہ اگر کوئی شخص ایک ہی نماز کے لئے دو مسجدوں میں اذان کہے تو مکروہ ہے جیساکہ الدر المختار میں ہے کہ یکرہ لہ ان یؤذن فی مسجدین الخ الدر المختار ج ۱ ص ۲۶۲۔ اور رد المحتار میں ہے کہ لان الاذان للمکتوبۃ وھو فی المسجد الثانی یصلی النافلۃ الخ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۲

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام پہلی فصل اذان کے مسائل اور موذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲۔ ۲۴۔	عورت اذان کہے تو مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس اذان کو لوٹایا جائے۔	کافی
۲۵۔	فاسق اذان کہے تو مکروہ ہے۔ اور اس اذان کو لوٹایا نہ جائے۔	ذخیرہ
۲۶۔	جنبی کی اذان اور اقامت مکروہ ہے۔ اس حکم پر روایات متفق ہیں۔ اور اشبہ حکم یہ ہے کہ اس کی اذان لوٹائی جائے اور اس کی اقامت نہ لوٹائی جائے۔	کافی
۲۷۔	ظاہر روایت میں بے وضو کی اذان مکروہ نہیں۔	کافی
۲۸۔	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	جوہرہ نیرہ
۲۹۔	بے وضو شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے لیکن اس کی اقامت نہ لوٹائی جائے۔	محیط سرخسی
۳۰۔	اگر کوئی موذن اذان کہنے کے بعد مرتد ہو گیا تو (ا) اس کی اذان کا لوٹانا ضروری نہیں۔ (ب) اور اگر لوٹائی جائے تو افضل ہے۔	سراج وہاج
۳۱۔	اگر کوئی موذن اذان کے دوران مرتد ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص ابتدار سے ساری اذان کہے اور اگر دوسرے شخص نے ابتدار سے اذان نہ کہی اور اسی اذان کو پورا کیا تو جائز ہے۔	قاضیخان
۳۲۔	(ا) بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے (ب) اور اگر کسی نے اپنے لئے اذان بیٹھ کر کہی تو حرج نہیں ہے۔	قاضیخان و خلاصہ
۳۳۔	(ا) مسافر اگر سواری پر اذان کہے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اقامت کے لئے اترے۔	قاضیخان و خلاصہ
	(ب) اگر مسافر اقامت کے لئے نہیں اُترا اور اقامت کہی تو اسے کافی ہے۔	محیط
۳۴۔	مسافر نے اگر سواری پر اذان شروع کی اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ تھا تو جائز ہے۔	قاضیخان و خلاصہ
۳۵۔	(ا) ظاہر روایت میں مقیم آدمی کے لئے سواری پر اذان کہنا مکروہ ہے۔	محیط سرخسی
	(ب) (اگر مقیم نے سواری پر اذان کہی تو) اس اذان کو لوٹایا نہ جائے گا۔	خلاصہ
۳۶۔	(ا) غلام، دیہاتی، جنگل میں رہنے والے، ولد حرام اور اندھے کی اذان جائز ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔ اور اس شخص کی اذان بغیر کراہیت کے جائز ہے جو بعض نمازوں کی اذان کہتا ہے اور بعض کی نہیں کہتا۔ مثلاً وہ دن کو بازار میں ہوتا ہو اور رات کو گھر میں ہوتا ہو۔ (ب) لیکن اگر ان (مذکورہ $\frac{۳۶}{۱۰۲}$) کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اذان کہے تو اولیٰ ہے	محیط
۳۷۔	جب اندھے آدمی کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو اس کے لئے نماز کے وقتوں کی دیکھ بھال رکھے تو اس اندھے کی اذان اور آنکھوں والے کی اذان برابر ہے۔	نہایہ
۳۸۔	مسجد میں اذان اور اقامت کے بغیر باجماعت فرض نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۳۹۔	جو شخص شہر میں نماز پڑھے اور اس کے محلہ میں اذان اور اقامت ہو گئی ہو تو اس شخص کے لئے اذان اور اقامت کا چھوڑ دینا مکروہ نہیں ہے۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ مذکورہ شخص نے اکیلے نماز پڑھی یا جماعت سے نماز پڑھی۔	تبیین

ا اور قاضیخان میں ہے۔ ویکرہ ان یوذن فی مسجدین ویصلی فی احدھما الخ فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۷۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان و احوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲ ۴۰۔	والافضل ان یصلی بالاذان والاقامة	كذا فی التمرتاشی
۴۱۔	واذا لم یؤذن فی تلك المحلة یكره له تركهما ولو ترك الاذان وحده لا یكره۔	كذا فی المحیط
۴۲۔	ولو ترك الاقامة یكره۔	كذا فی التمرتاشی
۴۳۔	ویكره للمسافر تركهما وان كان وحده۔	كذا فی المبسوط
۴۴۔	ولو ترك الاقامة اجزأه ولكنه یكره	هكذا فی شرح الطحاوی
۴۵۔	وان اذن واقام فهو حسن	هكذا فی المبسوط
۴۶۔	وكذلك ان اقام ولم یؤذن	هكذا فی المبسوط
۴۷	ولو صلی فی بیته فی قریة۔ ان كان فی القریة مسجد فیه اذان واقامة فحكمه حكم من صلی فی بیته فی المصر۔ وان لم یكن فیها مسجد فحكمه حكم المسافر۔	كذا فی الشمنی شرح النقایة
۴۸۔	وان كان فی كرم او ضیعة یكتفی باذان القریة او البلدة ان كان قریبا والا فلا	كذا فی مختار الفتاوی
۴۹۔	وحد القریب ان یبلغ الاذان الیه منها	كذا فی مختار الفتاوی
۵۰۔	وان اذنوا كان اولی	كذا فی الخلاصة
۵۱۔	وان صلوا بجماعة فی المفازة وتركوا الاذان لا یكره وان تركوا الاقامة یكره۔	كذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲۔	اهل المسجد اذا صلوا باذان وجماعة یكره تكرار الاذان والجماعة فیه	كذا فی المضمرات
۵۳۔	ولو صلی بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والامام و بقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للاولی	كذا فی المضمرات
۵۴۔	ولو صلی فیه غیر اهله بالجماعة فلا بأس لاهله ان یصلوا فیه بالجماعة	كذا فی محیط السرخسی
۵۵۔	جماعة من اهل المسجد اذنوا فی المسجد علی وجه المخافتة بحیث لم یسمع غیرهم ثم حضر قوم من اهل المسجد ولم یعلموا ما صنع الفریق الاول فاذنوا	

له یعنی اگر کسی مسافر نے اقامت کہی اور اذان نہ کہی تو ہدایہ میں ہے کہ جائز ہے۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ لو اکتفی (المسافر) بالاقامة جاز الخ هدایہ ج ا ۵۳۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ لو ترك

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲ ۴۰	اور (مذکورہ صورت میں اس کے لئے) افضل یہ ہے کہ وہ اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھے	تمرتاشی
۴۱	(ا) اگر (صورتِ مذکورہ ۱۰۲/۳۹ میں) اس کے محلہ میں اذان نہیں ہوئی تھی تو اس شخص کے لئے اذان اور اقامت چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر اس نے صرف اذان کو چھوڑا تو یہ مکروہ نہیں ہے۔	محیط
۴۲	اگر (صورت مذکورہ ۱۰۲/۴۱ میں) صرف اقامت چھوڑ دی تو مکروہ ہے۔	تمرتاشی
۴۳	مسافر خواہ اکیلے نماز پڑھتا ہوا سے اذان واقامت چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	بسوط
۴۴	اگر (مذکورہ صورت میں) مسافر نے صرف اقامت چھوڑ دی تو کفایت کر جائے گی مگر مکروہ ہے۔	شرح طحاوی
۴۵	اگر (صورت مذکورہ ۱۰۲/۴۳ میں) مسافر اذان واقامت دونوں کہے تو یہ بہتر ہے۔	مبسوط
۴۶	اس طرح اگر صورتِ مذکورہ (۱۰۲/۴۳ میں) مسافر نے اقامت کہی اور اذان نہیں کہی۔[1]	بسوط
۴۷	کسی شخص نے گاؤں میں اپنے گھر نماز پڑھی تو (اذان واقامت کے متعلق اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس گاؤں میں ایسی مسجد ہے جس میں اذان اور اقامت ہوئی ہے تو اس کا حکم وہی (۱۰۲/۳۹ تا ۴۲) ہے۔ جو شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس گاؤں میں مسجد نہیں ہے تو اس کا حکم وہی (۱۰۲/۴۳ تا ۴۶) ہے جو مسافر کے لئے ہے۔	شمنی
۴۸	اگر کوئی شخص انگوروں کے باغ یا کھیت میں تھا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ (ا) اگر گاؤں یا شہر قریب ہے تو وہاں کی اذان ہی اس کے لئے کافی ہے (ب) اور اگر گاؤں یا شہر قریب نہیں ہے تو پھر اس گاؤں یا شہر کی اذان اس کے لئے کافی نہیں ہے	مختار الفتاوئی
۴۹	(مذکورہ صورت میں) گاؤں یا شہر کے قریب ہونے کی حد یہ ہے کہ وہاں کی اذان کی آواز اسے پہنچتی ہو	مختار الفتاوئی
۵۰	اگر (صورت ۱۰۲/۴۸ میں) وہ اذان کہہ لیں تو بہتر ہے۔	خلاصہ
۵۱	اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں اور اذان چھوڑ دیں تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اقامت چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔	قاضیخان
۵۲	اگر مسجد والوں نے اذان کہہ کر جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد میں دوبارہ اذان وجماعت مکروہ ہے	مضمرات
۵۳	اور اگر مسجد والوں سے بعض نے اقامت اور جماعت سے نماز پڑھ لی۔ اس کے بعد موذن، امام اور جماعت کے باقی لوگ داخل ہوئے تو مستحب جماعت انہی (دوسری) ہو گی اور پہلی جماعت مکروہ ہو گی۔	مضمرات
۵۴	اگر ایسے لوگوں نے جو اس مسجد والے نہیں ہیں اس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد والوں کے لئے اس مسجد میں دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں	محیط سرخسی
۵۵	مسجد والوں سے ایک گروہ نے اتنی آہستہ اذان کہی کہ ان کے سوا دوسروں نے نہ سنا۔ پھر مسجد والوں کا دوسرا گروہ آیا اور انہیں پہلے فریق کے اس حال کی خبر نہ تھی۔ چنانچہ دوسرے گروہ نے زور سے اذان کہی	

[1] (المسافر) الاذان واتی بالاقامة لایکرہ لاثر علی دمٗ ولو عکس یکرہ کما فی شرح النقایة الخ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۵۔ وهکذا فی الدر المختار ج ۱ ص ۲۶۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الاول فی صفة الاذان و احوال المؤذن	حوالہ
۱۰۲	علی وجه الجهر ثم علموا ما صنع الفریق الاول فلهم ان یصلوا بالجماعة علی وجهها ولا عبرة للجماعة الاولیٰ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل الاذان
۵۶۔	مسجد لیس له مؤذن و لا امام معلوم یصلی فیه الناس فوجا فوجا بجماعة فالافضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامة علیحدة	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل المسجد
۵۷۔	قوم ذکروا فساد صلوٰة صلوها فی المسجد فی الوقت قضوها بجماعة فیه ولا یعیدون الاذان ولا الاقامة وان قضوها بعد الوقت قضوها فی غیر ذلك المسجد باذان و اقامة۔	کذا فی الزاهدی
۵۸۔	ومن فاتته صلوٰة فی وقتها فقضاها اذن لها و اقام واحدا کان او جماعة۔	هکذا فی المحیط
۵۹۔	وان فاتته صلوات اذن للاولی و اقام وکان مخیرا فی الباقی ان شاء اذن و اقام وان شاء اقتصر علی الاقامة۔	کذا فی الهدایة
	و ان اذن و اقام لکل صلوٰة فحسن لیکون القضاء علی سنن الاداء	کذا فی الکافی وهکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی
	و التخییر فی البواقی انما هو اذا قضاها فی مجلس واحد اما اذا قضاها فی مجالس فیشترط کلاهما۔	هکذا فی البحر الرائق
۶۰۔	و الضابطة عندنا ان کل فرض اداء کان او قضاء یؤذن له و یقام سواء اداه منفردا او بجماعة الا الظهر یوم الجمعة فی المصر فان اداءه باذان و اقامة مکروه۔	کذا فی التبیین
۶۱۔	و فی الجمع بین الصلوتین بعرفة و مزدلفة یؤذن و یقیم للاولی و یقیم للثانیة ولا یؤذن۔	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۲۔	و اذا غشی علی المؤذن فی الاذان او الاقامة یستقبل غیره	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳۔	وکذا اذا مات فی احدهما۔	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴۔	ولو سبقه الحدث فی احدهما فذهب لیتوضأ یستقبل غیره او هو	

[1] بحر الرائق میں یہی صورت بحوالہ مجتبیٰ درج ہے اور قوله قضو "فی غیر ذلك المسجد الخ کے متعلق حاشیہ پر لکھا ہے کہ اس حکم میں "اس مسجد کے علاوہ" کے مفہوم کی بجائے "مسجد کے علاوہ" کا مفہوم ہونا چاہیئے جیسا کہ حاشیہ بحر الرائق میں ہے کہ قال الرملی ظاهرة انتهی

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — پہلی فصل اذان کے مسائل اور مؤذن کے حالات	حوالہ
۱۰۲	پھر انہیں پہلے گروہ کے حال کا علم ہوا تو دوسرے فریق کو چاہیئے کہ حسب طریقہ جماعت سے نماز پڑھیں اور پہلی جماعت کا اعتبار نہیں۔	قاضیخان
۵۶-	کسی مسجد میں مؤذن اور امام مقرر نہیں۔ اس میں گروہ گروہ لوگ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو افضل یہ ہے کہ ہر ہر گروہ علیحدہ اذان اور اقامت سے نماز پڑھے۔	قاضیخان
۵۷-	کسی گروہ نے جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر ابھی وقت باقی تھا کہ ان کو اس نماز کے فساد (نماز صحیح نہ ہونے) کا علم ہوا۔ پھر انہوں نے (اُسی وقت کے اندر) اسی مسجد میں اس نماز کو جماعت سے قضا کیا تو وہ اذان اور اقامت کو نہ لوٹائیں گے۔ اور اگر انہوں نے مذکورہ صورت میں اس وقت کے بعد اس نماز کو قضا کیا تو اس مسجد کے سوا کسی اور جگہ میں اذان اور اقامت سے قضا کریں[1]۔	زاہدی
۵۸-	جس شخص کی نماز اپنے وقت سے فوت ہو جائے۔ پھر وہ اس نماز کو قضا کرے تو اذان اور اقامت کہے۔ اکیلا ہو یا جماعت سے پڑھے۔	محیط
۵۹-	(الف) اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص کی کئی نمازیں فوت ہوگئیں۔ تو (اکھٹی) قضا کرتے وقت پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے اور باقی نمازوں میں اسے اختیار ہے۔ چاہے تو اذان اور اقامت دونوں کہے اور چاہے تو صرف اقامت کہے۔	ہدایہ
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ہر نماز کی قضا کے لئے اذان اور اقامت کہی تو بہتر ہے تاکہ نمازوں کا قضا کرنا ان کے ادا کرنے کے طریقوں کے مطابق ہو جائے۔	کافی شرح مبسوط سرخسی
	(ج) اور یہ (مذکورہ ۵۹/۱۰۲ ب) اختیار اس وقت ہے جب کہ ایک ہی مجلس میں ان سب نمازوں کو قضا کرے۔ اور اگر ان قضا شدہ نمازوں کو بہت سی مجلسوں میں قضا کرے تو اذان و اقامت دونوں شرط ہیں۔	بحرالرائق
۶۰-	(ان مسائل میں) ہمارے ہاں ضابطہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز خواہ ادا کی جارہی ہو یا قضا کی جارہی ہو اس کے لئے اذان اور اقامت کہے خواہ وہ اس نماز کو اکیلے ادا کرے یا جماعت سے ادا کرے لیکن جمعہ کے دن اگر شہر میں ظہر پڑھے تو اس ظہر کا اذان و اقامت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔	تبیین
۶۱-	عرفہ اور مزدلفہ میں جب دو نمازوں کے جمع کرنے کی صورت میں پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے اور دوسری نماز کے لئے اقامت کہے اور اذان نہ کہے	قاضیخان
۶۲-	اگر کسی مؤذن کو اذان یا اقامت کے دوران غشی آجائے تو دوسرا شخص ان کو ابتداء سے پھر کہے۔	قاضیخان
۶۳-	یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ کوئی مؤذن اذان یا اقامت کے دوران وفات پا جائے۔	قاضیخان
۶۴-	اگر کسی مؤذن کا اذان یا اقامت کے دوران وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کرنے چلا گیا تو دوسرا شخص انہیں از سر نو	

[1] یقضونها في مسجد غيره وقد تقدم انهم صرحوا بان الفائتة لا تقضى في المسجد لما فيه من اظهار التكاسل فينبغي تخصيصه بغير مسجد فتامل الخ حاشية البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۲ (مترجم)

حوالہ	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما	دفعات وشق نمبر
ھکذا فی فتاوی قاضیخان	اذا رجع۔	۱۰۲
کذا فی المحیط	قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ الاولیٰ ان یتم الاذان ان احدث فیہ واتمّ الاقامۃ ان احدث فیھا ثم یذھب ویتوضأ۔	۶۵-
کذا فی فتاوی قاضیخان	اذا حصر المؤذن فی خلال الاذان او الاقامۃ ولم یکن ھناک من یلقنہ یجب الاستقبال	۶۶-
کذا فی فتاوی قاضیخان	وکذا اذا خرس فی احدھما وعجز عن الاتمام یستقبل غیرہ	۶۷-
ھکذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الیتیمۃ	اذا وقف خلال الاذان یعیدہ اذا کانت الوقفۃ بحیث تعد فاصلۃ وان کانت یسیرۃ مثل التنحنح والسعال لا یعید	۶۸-
ھکذا فی السراج الوھاج	ویکرہ التنحنح فی الاذان بغیر عذر فان کان بعذر فلا بأس بہ	۶۹-
کذا فی الزاھدی	ویکرہ ردّ السلام فی الاذان والاقامۃ ولا یجب لرد بعدہ علی الاصح	۷۰-
کذا فی فتاوی قاضیخان والمحیط	ولا ینبغی للمؤذن ان یتکلم فی الاذان او فی الاقامۃ او یمشی فان تکلم بکلام یسیر لا یلزمہ الاستقبال	۷۱-
کذا فی فتاوی قاضیخان والمحیط	واذا انتھی المؤذن فی الاقامۃ الیٰ قولہ قد قامت الصلوٰۃ [۱] لہ الخیار ان شاء اتمّھا فی مکانہ وان شاء مشی الی مکان الصلوٰۃ۔	۷۲-

الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما

دفعات ۱۰۳ تا ۱۰۸ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۲

۱۰۳- کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما تعداد شق ۵۲

حوالہ		
کذا فی فتاوی قاضیخان	الاذان خمسۃ عشر کلمۃ وآخرہ عندنا لا الٰہ الا اللہ۔	۱-
	وھی ۱- اللہ اکبر- ۲- اللہ اکبر- ۳- اللہ اکبر- ۴- اللہ اکبر۔ ۵- اشھد ان لا الٰہ الا اللہ - ۶- اشھد ان لا الٰہ الا اللہ - ۷- اشھد ان محمدًا	۲-

[۱] چونکہ موذن کے لئے اقامت کے دوران چلنے کو بعض نے مطلقاً مکروہ کہا ہے۔ بعض نے کہا ہے اگر مؤذن امام کے علاوہ ہے تو اقامت جہاں شروع کی ہے اسی جگہ پوری کرے جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۵۱ میں ہے۔ مگر فتاوی ہذا میں بحوالہ قاضیخان اور محیط حکم نمبر ۷۱/۱۰۲ یہ ہے کہ مؤذن کو اقامت کے دوران چلنا نہیں چاہیئے مگر اگر وہ "قد قامت الصلوٰۃ" تک پہنچ گیا ہے تو بموجب حکم نمبر ۷۲/۱۰۲ اسے اختیار ہے کہ اقامت کے بقیہ کلمات اسی جگہ پورا

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۲	ابتداء سے کہے۔ یا وہ خود جب لوٹ کر آئے تو از سر نو ابتداء سے کہے۔	قاضیخان
-۶۵	ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) بہتر یہ ہے کہ اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اس اذان کو پورا کرلے اور اگر اقامت کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اقامت کو پورا کرے۔ پھر جائے اور وضو کرے۔	محیط
-۶۶	اگر مؤذن اذان یا اقامت کے دوران رک جائے اور وہاں کوئی دوسرا اسے بتانے والا نہ تھا تو از سر نو ابتداء سے اذان یا اقامت کہنا واجب ہے۔	قاضیخان
-۶۷	اسی طرح اگر مؤذن اذان یا اقامت کے دوران گونگا ہوگیا اور وہ اس اذان یا اقامت کو پورا کرنے سے عاجز ہوگیا تو اس اذان یا اقامت کو دوسرا شخص از سر نو ابتداء سے کہے۔	فتاویٰ قاضیخان
-۶۸	اگر کوئی مؤذن اذان کے درمیان ٹھہر گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر ٹھہرنے کا وقفہ ایسا ہے کہ وہ فاصلہ شمار ہوتا ہے تو اسے لوٹائے گا (ب) اور اگر ٹھہرنے کا وقفہ تھوڑا ہے جیسا کہ کھنکارنا اور کھانسنا تو نہ لوٹائے گا۔	تاتارخانیہ
-۶۹	اذان میں بغیر عذر کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر کسی عذر سے کھنکارے تو کوئی حرج نہیں ہے۔	سراج وہاج
-۷۰	اذان اور اقامت کے دوران سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اذان کے بعد بھی اس سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔	زاہدی
-۷۱	مؤذن کو اذان یا اقامت کے دوران بات چیت کرنا یا چلنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر تھوڑی سی بات کی تو اس سے اذان یا اقامت کا پھر شروع سے کہنا ضروری نہیں۔	قاضیخان۔ محیط
-۷۲	جب مؤذن اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ تک پہنچے تو اسے اختیار ہے کہ اسی جگہ اسے پورا کرے یا نماز کی جگہ چلا جائے۔[1]	قاضیخان ومحیط

دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت

دفعات ۱۰۳ تا ۱۰۴   عنوانات ۲   تعداد شق ۶۲

۱۰۳- اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت   اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں۔

-۱	اذان کے کل پندرہ الفاظ ہیں۔ اور ہمارے ہاں آخری کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے۔	قاضیخان
-۲	اذان کے پندرہ کلمے یہ ہیں۔ (۱) اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ۲- اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ۳- اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ۴- اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۵- اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۶- اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۷- اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا	

[1] کرے یا اپنی نماز کی جگہ چلا جائے خواہ وہ امام ہو یا غیر امام۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ا ص۷۳ میں ہے اور جیسا کہ بحوالہ خلاصہ البحر الرائق ج ا ص۲۵۷ میں ہے۔ اپنی نماز کی جگہ پر جانے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مثلاً مؤذن امام تھا اور وہ قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچنے کے بعد امام کے مصلی پر چلا گیا یا مؤذن مقتدی تھا اور قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچنے کے بعد صف پوری کرنے کے لئے دوسری جگہ چلا گیا (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۳	رسول اللہ - ۸- اشہد ان محمدا رسول اللہ - ۹- حیّ علی الصلوٰۃ - ۱۰- حیّ علی الصلوٰۃ ۱۱- حیّ علی الفلاح - ۱۲- حیّ علی الفلاح - ۱۳- اللہ اکبر - ۱۴- اللہ اکبر - ۱۵- لا الٰہ الا اللہ -	ھکذا فی الزاھدی
۳-	والاقامۃ سبع عشرۃ کلمۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴-	خمس عشرۃ منہا کلمات الاذان وکلمتان قولہ قد قامت الصّلوٰۃ مرّتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵-	ویزید بعد فلاح اذان الفجر "الصّلوٰۃ خیر من النوم" مرتین	کذا فی الکافی
۶-	ولا یؤذن بالفارسیۃ ولا بلسان اٰخر غیر العربیۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷-	وھو الاظھر والاصح	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۸-	ومن السنۃ ان یاتی بالاذان والاقامۃ جھرا رافعا بھما صوتہ الا انّ الاقامۃ اخفض منہ	ھکذا فی النھایۃ والبدائع
۹-	وینبغی ان یؤذن علی المأذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰-	والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ولا یجھد نفسہ -	کذا فی البحر الرائق
۱۱-	ویکرہ للمؤذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ	کذا فی المضمرات
۱۲-	و یقیم علی الارض	ھکذا فی القنیۃ
۱۳-	وفی المسجد	ھکذا فی البحر الرائق
۱۴-	ولا ترجیع فی الاذان - وھو ان یاتی بالشہادتین مرتین مخافتۃ ثم یرجع بعد قولہ فی المرّۃ الثانیۃ اشھد ان محمدا رسول اللہ خفیا الی قول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ رافعا صوتہ فیکرر الشہادتین فیقول کلا من الشہادتین اربع مرّات - مرتین علی سبیل الاخفاء ومرتین علی سبیل الجھر -	کذا فی الکفایۃ
۱۵-	ویترسل فی الاذان ویحدر فی الاقامۃ - وھذا بیان الاستحباب -	کذا فی الھدایۃ

لہ ترجمہ :- ۱- اللہ سب سے بڑا ہے - ۲- اللہ سب سے بڑا ہے - ۳- اللہ سب سے بڑا ہے - ۴- اللہ سب سے بڑا ہے - ۵- میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - ۶- میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - ۷- میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں - ۸- میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں - ۹- نماز کی طرف آؤ - ۱۰- نماز کی طرف آؤ - ۱۱- کامیابی کی طرف آؤ - ۱۲- کامیابی کی طرف آؤ - ۱۳- اللہ سب سے بڑا ہے - ۱۴- اللہ سب سے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۳	رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ۸۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ۹۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ ۱۰۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ ۱۱۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ ۱۲۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ ۱۳۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ۱۴۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۵۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔[1]	زاہدی
۳۔	اقامت کے سترہ الفاظ ہیں۔	قاضیخان
۴۔	اقامت کے سترہ کلمے یہ ہیں۔ پندرہ کلمے اذان والے ہیں اور دو کلمے یہ ہیں۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ دو بار کہنا۔[2]	قاضیخان
۵۔	فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو بار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ زیادہ کرے۔[3]	کافی
۶۔	عربی زبان کے علاوہ فارسی یا کسی اور زبان میں اذان نہ کہے۔	قاضیخان
۷۔	یہی (مذکورہ حکم) زیادہ ظاہر اور زیادہ صحیح ہے۔	جوہرہ نیرہ
۸۔	یہ سنت ہے کہ اذان اور اقامت اونچی آواز سے کہے اور ان دونوں میں آواز بلند کرے مگر اقامت کی آواز اذان کی آواز سے دھیمی رہے۔	نہایہ۔ بدائع
۹۔	(ل) اذان کہنے والا اذان کہنے کی مخصوص جگہ (مینار یا چبوترہ) پر اذان کہے (ب) یا مسجد سے باہر اذان کہے (ج) مسجد کے اندر اذان نہ کہے۔[4]	قاضیخان
۱۰۔	سنت یہ ہے کہ (ل) ایسی بلند جگہ میں اذان کہے کہ پڑوسی اچھی طرح اذان سنیں۔ (ب) اور آواز اونچی کرے اور اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں نہ ڈالے۔	بحرالرائق
۱۱۔	مؤذن اپنی طاقت سے زیادہ اونچی آواز کرے تو یہ مکروہ ہے۔	مضمرات
۱۲۔	اقامت (نیچے اتر کر) زمین پر کہے۔	قنیہ
۱۳۔	اور اقامت مسجد کے اندر کہے۔	بحرالرائق
۱۴۔	اذان میں ترجیع نہیں ہے اور ترجیع اس کو کہتے ہیں کہ مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار دھیمی آواز سے کہے اور جب دوسری بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دھیمی آواز سے کہہ چکے تو پھر بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو لوٹائے اور شہادت کے دونوں کلموں کو دو دو بار (اونچی آواز سے) کہے۔ اسی طرح شہادت کا ہر کلمہ چار بار کہے۔ یعنی دو بار دھیمی آواز سے کہے اور دو بار اونچی آواز سے کہے۔	کفایہ
۱۵۔	اذان کے کلمے خوش الحانی۔ آہستگی اور وقفہ وقفہ سے کہے اور اقامت کے کلمے جلدی سے کہے۔ اور اس حکم میں مستحب طریقہ کا بیان ہے۔	ہدایہ

بڑا ہے۔ ۱۵۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (مترجم) [2] قد قامت الصلوٰۃ البتہ نماز کھڑی ہو گئی ہے۔ قد قامت الصلوٰۃ حی علی الفلاح دو بار کہنے کے بعد کہے گا۔ جیسا کہ درمختار اور بحرالرائق میں ہے ویزید بعد فلاحھا مرتین قد قامت الصلوٰۃ" درمختار ص ۳۶۱ ج ۱ و بحرالرائق ج ۱ ص ۲۵۷ (مترجم) [3] الصلوٰۃ خیر من النوم۔ نماز نیند سے بہتر ہے (مترجم) [4] جیسا کہ البحرالرائق میں بحوالہ خلاصہ لکھا ہے کہ و فی الخلاصۃ ولا یؤذن فی المسجد الخ البحرالرائق ج ۱ ص ۲۵۵ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۳	حتّٰی لو ترسّل فیھما او حدر فیھما او ترسل فی الاقامۃ وحدر فی الاذان جاز۔	کذا فی الکافی
	وقیل یکرہ وھو الحق۔	ھکذا فی فتح القدیر
۱۶۔	والترسّل ان یقول اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ویقف ثم یقول مرۃ اخرٰی مثلہ وکذلک یقف بین کل کلمتین الٰی اٰخر الاذان والحدر الوصل والسرعۃ	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الینابیع
۱۷۔	ویسکن کلماتھما علی الوقف لکن فی الاذان حقیقۃ وفی الاقامۃ ینوی الوقف۔	کذا فی التبیین
۱۸۔	والمدّ فی اول التکبیر کفر وفی اٰخرہ خطأ فاحش	کذا فی الزاھدی
۱۹۔	ویرتب بین کلمات الاذان والاقامۃ کما شرع	کذا فی محیط السرخسی
۲۰۔	واذا قدّم فی اذانہ او فی اقامتہ بعض الکلمات علی بعض نحو ان یقول اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ قبل قولہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ فالافضل فی ھذا ان ما سبق علی اوانہ لا یعتد بہ حتی یعیدہ فی اوانہ وموضعہ وان مضی علی ذلک جازت صلوٰتہ	کذا فی المحیط
۲۱۔	ویوالی بین کلمات الاذان والاقامۃ حتی لو اذن فظن انہ اقامۃ ثم علم بعد ما فرغ فالافضل ان یعید الاذان ویستقبل الاقامۃ مراعاۃ للموالات	کذا فی البدائع والغایۃ للسروجی
۲۲۔	وکذا اذا اخذ فی الاقامۃ فظن انہ اذان ثم علم فالافضل ان یبتدئ بالاقامۃ	کذا فی البدائع والغایۃ للسروجی
۲۳۔	ویستقبل بھما القبلۃ ولو ترک الاستقبال جاز ویکرہ	کذا فی الھدایۃ
۲۴۔	واذا انتھی الی الصلوٰۃ والفلاح حوّل وجھہ یمینا وشمالا وقدماہ مکانھما سواء صلی وحدہ او مع الجماعۃ وھو الصحیح	ھکذا فی المحیط
۲۵۔	حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحوّل وجھہ یمنۃ ویسرۃ عند ھاتین الکلمتین	ھکذا فی المحیط
۲۶۔	وکیفیتہ ان یکون الصلوٰۃ فی الیمین والفلاح فی الشمال	

لہ کیونکہ اقامت کے گمان میں قد قامت الصّلوٰۃ کہنے سے اذان کے کلمے پے درپے نہیں رہیں گے۔ اور صرف آخری کلمے یعنی حی علی الفلاح اور اللّٰہ اکبر دہرا دینے سے بھی مسلسل کلموں کے ساتھ مسنون اذان ادا نہ ہوگی۔ پس افضل یہ ہے کہ پوری اذان

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور کیفیت	حوالہ
۱۰۳	(ب) حتیٰ کہ اگر کسی نے اذان[۱] اور اقامت دونوں میں وقفے کئے یا دونوں[۲] کو وقفوں کے بغیر کہا یا اذان[۳] وقفوں کے بغیر اور اقامت وقفوں سے کہی تو جائز ہے۔	کافی
	(ج) بعض اہل علم کا قول ہے کہ یہ طریقہ (مذکورہ $\frac{۱۵ ب}{۱۰۳}$) مکروہ ہے۔ اور یہی حکم حق ہے۔	فتح القدیر
۱۶	(ا) وقفہ وقفہ سے کہنا یوں ہوتا ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور کچھ ٹھہرے۔ پھر دوسری بار ایسے ہی کہے۔ اسی طرح آخر اذان تک ہر دو کلموں کے درمیان وقفہ کرے۔ (ب) اور وقفہ کے بغیر جلدی جلدی کہنا یوں ہوتا ہے کہ ملا کر کہنا اور جلدی سے کہنا۔	تتارخانیہ
۱۷۔	اذان اور اقامت کے ہر کلمہ پر وقف کا سکون کرے (آخر سے ساکن پڑھے) لیکن اذان میں حقیقتاً ساکن پڑھے اور اقامت میں ساکن پڑھنے کی نیت رکھے۔	تبیین
۱۸۔	اللہ اکبر کے اول میں مد پڑھنا (آللّٰہ پڑھنا) کفر ہے۔ اور اس کے آخر میں مد پڑھنا (اکبار پڑھنا) فحش غلطی ہے۔	زاہدی
۱۹۔	اذان اور اقامت کے کلموں کی ترتیب مشروع طریقہ کے مطابق رکھے۔	محیط سرخسی
۲۰۔	اگر اذان اور اقامت میں مقررہ ترتیب کی بجائے بعض کلموں کو بعض سے پہلے کہہ دے۔ مثلاً اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے پہلے کہہ دے تو افضل یہ ہے کہ جو کلمہ اپنے وقت سے پہلے کہہ دے اس کا شمار نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس کلمہ کو اپنے وقت اور مقام پر لوٹائے گا۔ اور اگر نہ لوٹایا تو (اس اذان سے) نماز جائز ہوگی۔	محیط
۲۱۔	اذان اور اقامت کے کلموں کو پے در پے کہے حتیٰ[۱] کہ اگر کسی نے اذان کہی اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ اقامت ہے پھر فارغ ہونے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اذان تھی تو افضل یہ ہے کہ اذان کا اعادہ کرے اور اقامت از سر نو کہے تاکہ پے در پے کی رعایت رہے[۱]۔	بدائع غایۃ سروجی
۲۲۔	اسی طرح (مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے اقامت شروع کی اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ اذان ہے پھر بعد میں معلوم ہوا اقامت تھی تو افضل یہ ہے کہ اقامت ابتداء سے پھر کہے۔	بدائع غایۃ سروجی
۲۳۔	(ا) اذان اور اقامت میں قبلہ کی طرف منہ کرے (ب) اور اگر قبلہ رُو نہ ہوا تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	ہدایہ
۲۴۔	(ان دونوں میں) جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اپنا منہ دائیں طرف اور بائیں طرف پھیرے اور پاؤں اسی جگہ قائم رکھے خواہ اکیلا نماز پڑھتا ہو یا جماعت سے پڑھتا ہو۔ یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
۲۵۔	حتیٰ کہ فقہاء رح نے یہاں تک کہا ہے کہ جو شخص نومولود بچہ کے لئے اذان دے تو اس میں بھی اسے ان دو کلموں (مذکورہ $\frac{۲۴}{۱۰۳}$) کے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیر لینا چاہیئے۔	محیط
۲۶	(ا) (منہ پھیرنے کا) طریقہ یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر دائیں طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح پر بائیں	

[۱] کو لوٹائے۔ اسی طرح حکم نمبر $\frac{۲۲}{۱۰۳}$ میں اقامت کا حکم ہے نیز اس سے حدر اور ترسیل کی سنت بھی ادا نہ ہو گی۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۷۹ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان و الاقامۃ و کیفیتهما	حوالہ
١٠٣	و قیل الصلوٰۃ فی الیمین و الشمال و الفلاح کذلک	کذا فی التبیین
	و الصحیح الاول۔	هکذا فی البدائع
-٢٧	و ان استدار فی صومعته عند اتساعها فحسن فیستدیر المؤذن فی المأذنة عند الحیعلتین و یخرج رأسه من الکوة الیمنی و یقول حی علی الصلوٰۃ مرتین ثم من الکوة الیسرٰی و یقول حی علی الفلاح مرتین۔	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم۔
	و هذا اذا لم یتم الاعلام مع بقاء المؤذن فی مقامه۔ و اما اذا تم بتحویل الرأس یمینا و شمالا فیکتفی بذلك فلا یزال القدمان عن مکانهما۔	کذا فی شاهان شرح الهدایة
-٢٨	و یکره التلحین و هو التغنی بحیث یؤدی الی تغییر کلماته	کذا فی شرح المجمع لابن الملك۔
-٢٩	و تحسین الصوت للاذان حسن ما لم یکن لحنا	کذا فی السراجیة و هکذا فی شرح الوقایة۔
-٣٠	و یجعل اصبعیه فی اذنیه و ان لم یفعل فحسن لانه لیس بسنة اصلیة و انما شرع لاجل المبالغة فی الاعلام۔	هکذا فی التبیین
		هکذا فی التبیین
-٣١	و ان جعل یدیه علی اذنیه فحسن	کذا فی القنیة
-٣٢	و جعل اصبعیه فی اذنیه سنة الاذان لیرفع صوته بخلاف الاقامة	
-٣٣	و التثویب حسن عند المتأخرین فی کل صلوٰۃ الا فی المغرب	هکذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم کذا فی الکافی
-٣٤	و هو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلوٰۃ بین الاذان و الاقامة۔	
-٣٥	و تثویب کل بلدة علی ما تعارفوه اما بالتنحنح او بالصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ او قامت قامت لانه للمبالغة فی الاعلام۔ و انما یحصل ذلك بما تعارفوه۔	کذا فی الکافی
-٣٦	و یؤذن للفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرین آیة ثم یثوب ثم یقعد مثل ذلك ثم یقیم۔	کذا فی التبیین
-٣٧	و یفصل بین الاذان و الاقامة مقدار رکعتین او اربع یقرأ فی کل رکعة نحوا من عشر آیات۔	کذا فی الزاهدی

لہ حکم نمبر ٣٠/١٠٣ میں اذان کے دوران کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم ہے اور بموجب حکم نمبر ٣٢/١٠٣ ایسا کرنا اذان کی سنت ہے اس کے باوجود حکم نمبر ٣٠/١٠٣ میں ہے کہ اگر ایسا نہ کرے تو بہتر ہے تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ اذان کے دوران کانوں میں انگلیاں رکھے تو بہتر ہے نہ رکھے تو بہتر ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ فان قیل ترك السنة کیف یکون حسنا قلنا ان الاذان معه احسن، فاذا ترکه بقی الاذان حسنا کذا فی الکافی الخ رد المحتار ج ١ ص ٣٦٠ و البحر الرائق ج ١ ص ٢٦١ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۳	طرف منہ پھیرے۔ (ب) بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر دائیں اور بائیں دونوں طرف منہ پھیرے اور اسی طرح حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر بھی دونوں طرف منہ پھیرے۔ (ج) صحیح قول پہلا (مذکورہ ۲۶ الف/۱۰۳) ہے۔	تبیین
۲۷۔	(د) اگر اذان کے لئے مخصوص بلند عمارت میں گنجائش ہو اور اس میں مؤذن پھر جائے تو بہتر ہے۔ پس مؤذن اذان کی جگہ میں حیّ علی الصلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت پھرے اور دائیں طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوٰۃ دو بار کہے۔ پھر بائیں طرف کے طاق سے سر نکال کر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو بار کہے۔	بدائع
	یہ حکم (مذکورہ ۲۷ الف/۱۰۳) اس وقت ہے جب ایک جگہ کھڑے ہو کر اذان کہنے میں اچھی طرح اطلاع نہ کی جا سکتی ہو (ب) اور اگر دائیں اور بائیں سر گھما لینے سے اچھی طرح اطلاع ہو سکتی ہو تو اسی کو کافی سمجھے اور پاؤں اپنی جگہ سے نہ ہٹائے۔	شرح نقایہ شامی شرح ہدایہ
۲۸۔	تلحین مکروہ ہے۔ اور تلحین ایسے ترنم کو کہتے ہیں جس سے الفاظ بدل جائیں۔	شرح المجمع
۲۹۔	خوش آوازی سے اذان کہنا بہتر ہے بشرطیکہ اس میں الفاظ تبدیل کر دینے والا ترنم نہ ہو۔	سراجیہ، شرح وقایہ
۳۰۔	(مؤذن) دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھ لے اور اگر ایسا نہ کرے تو بہتر ہے اس لئے کہ ایسا کرنا دراصل سنت نہیں ہے۔ یہ طریقہ صرف اس لئے شروع کیا گیا ہے کہ اطلاع اچھی طرح ہو سکے۔	تبیین
۳۱۔	اگر (مؤذن) دونوں ہاتھ دونوں کانوں پر رکھ لے تو بہتر ہے۔	تبیین
۳۲۔	دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھنے کا معمول اذان میں ہے تاکہ مؤذن کی آواز بلند ہو۔ ایسا کرنا اقامت میں نہیں ہے۔	قنیہ
۳۳۔	تثویب (جس کا مطلب ۳۴/۱۰۳ میں درج ہے) متاخرین کے ہاں مغرب کے سوا باقی سب نمازوں کے لئے بہتر ہے۔	شرح نقایہ
۳۴۔	تثویب اسے کہتے ہیں کہ مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان پھر اطلاع کرے۔	کافی
۳۵۔	ہر شہر کی تثویب وہاں کے دستور کے مطابق ہوتی ہے۔ مثلاً کھنکارنا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہنا۔ قامت قامت کا لفظ کہنا۔ اس لئے کہ تثویب اچھی طرح اطلاع کر دینے کے لئے ہے اور یہ بات اس طرح حاصل ہوتی ہے جس طرح وہاں کا دستور ہو[۱]۔	کافی
۳۶۔	فجر کی اذان کے بعد اتنا ٹھہرے جتنی دیر میں بیس آیتیں پڑھ سکے۔ پھر تثویب (مذکورہ ۳۴/۱۰۳) کہے۔ پھر اسی قدر (جس میں بیس آیتیں پڑھ سکے) بیٹھے۔ پھر اقامت کہے۔	تبیین
۳۷۔	اذان اور اقامت کے درمیان بقدر دو رکعتوں یا چار رکعتوں کے فاصلہ کرے۔ ایسی رکعتیں جن میں سے ہر ایک میں دس آیتوں کے بقدر پڑھ سکے۔	زاہدی

[۱] اس صورت میں روا ہوگا کہ ہر خطہ کی زبان میں تثویب ہو۔ کیونکہ عربی کی خصوصیت تو صرف اذان کے کلموں میں ہے (اردو حاشیہ نسخہ علمی پریس) اور رد المحتار میں ہے کہ علم اور رتبہ میں اپنے سے بڑے کے لئے تثویب کرنے میں اپنے آپ کو بڑا بنانا ہے ایسا نہیں چاہیئے مگر مؤذن کو اجازت ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ لا ینبغی لاحد ان یقول لمن فوقہ فی العلم والجاہ حان وقت الصلوٰۃ سوی المؤذن لانہ استفضال لنفسہ الخ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۱ و البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۳ ۳۸-	والوصل بین الاذان والاقامۃ مکروہ بالاتفاق	کذا فی معراج الدرایۃ
۳۹-	والاولی للمؤذن فی الصلوٰۃ التی قبلہا تطوّع مسنون او مستحب ان یتطوّع بین الاذان والاقامۃ۔	ہکذا فی محیط السرخسی
۴۰-	فان لم یصل یجلس بینہما	ہکذا فی النہایۃ
۴۱-	اما اذا کان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینہما بسکتۃ یسکت قائما مقدار ما یتمکن من قراءۃ ثلاث اٰیات قصار۔	ہکذا فی النہایۃ
۴۲-	فقد اتفقوا علٰی ان الفصل لابد منہ فیہ ایضا۔	کذا فی العنایۃ
۴۳-	واختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفۃ رح المستحب ان یفصل بینہما بسکتۃ یسکت قائما ساعۃ ثم یقیم ومقدار السکتۃ عندہ قدر ما یتمکن فیہ من قراءۃ ثلاث اٰیات قصار او اٰیۃ طویلۃ۔ وعندہما یفصل بینہما بجلسۃ خفیفۃ مقدار الجلسۃ بین الخطبتین وذکر الامام الحلوانی رح الخلاف فی الافضلیۃ حتّٰی ان عند ابی حنیفۃ رح ان جلس جاز والافضل ان لا یجلس وعندہما علی العکس	کذا فی النہایۃ
۴۴-	ویستحب ان یدعو بین الاذان والاقامۃ	کذا فی السراج الوہاج
۴۵-	وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلۃ وکبیرہا۔	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۶-	ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطہ حتے یفرغ المتوضئ من وضوئہ والمصلی من صلوٰتہ والمعتصر من قضاء حاجتہ	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ
۴۷-	اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حیّ علی الفلاح	کذا فی المضمرات
۴۸-	ان کان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حیّ علی الفلاح عند علمائنا الثلاثۃ وہو الصحیح	ہکذا فی المحیط
۴۹-	فاما اذا کان الامام خارجا المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلک الصف والیہ مال شمس الائمۃ الحلوانی رح والسرخسی رحمہ اللہ	

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۳ - ۳۸	اذان اور اقامت کو ملا دینا (فاصلہ نہ کرنا) بالاتفاق مکروہ ہے۔	معراج الدرایہ
۳۹ -	مؤذن کے لئے یہ اولیٰ ہے کہ جس نماز سے پہلے سنتیں یا نفل پڑھے جاتے ہیں وہ اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے۔	محیط سرخسی
۴۰ -	اگر مؤذن اذان اور اقامت کے درمیان سنتیں یا نفل نہ پڑھے تو اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھ جائے	نہایہ
۴۱ -	اگر مغرب کا وقت ہو تو مستحب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان کھڑے کھڑے اتنا وقفہ کرے جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں۔	نہایہ
۴۲ -	فقہاء رح کا اس پر اتفاق ہے کہ مغرب میں بھی اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ ضرور ہے۔	عنایہ
۴۳ -	(مغرب کی اذان اور اقامت) میں وقفہ کے متعلق اختلاف ہے (ل) حضرت امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مستحب یہ ہے کہ اس اذان اور اقامت میں ایک ساعت چپ کا کھڑا رہ کر وقفہ کردے پھر اقامت کہے۔ اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ایک ساعت کی مقدار یہ ہے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جاسکے (ب) اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں اس اذان اور اقامت کے درمیان اتنی دیر بیٹھ جائے جتنی دیر دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔ (ج) حضرت امام حلوانی رح نے لکھا ہے کہ امام صاحب رح اور صاحبین رح میں مذکورہ اختلاف (مندرجہ ۴۳ ل ب / ۱۰۳) افضلیت میں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی مؤذن نے مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھ کر مذکورہ وقفہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ یہ وقفہ کھڑے کھڑے کرے اور امام محمد رح و ابویوسف رح کے ہاں بھی اگر مذکورہ وقفہ کھڑے کھڑے کرے تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ مذکورہ وقفہ بیٹھ کر کرے۔	نہایہ
۴۴ -	اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنا مستحب ہے۔	سراج وہاج
۴۵ -	(ل) مؤذن (اقامت کہنے کیلئے) لوگوں کا انتظار کرے (ب) اور جو ضعیف جلدی چاہتا ہے اس کی رعایت کے لئے اقامت کہے (ج) محلہ کے بڑے آدمی اور سردار کا انتظار نہ کرے۔	معراج الدرایہ
۴۶ -	اذان اول وقت میں کہنی چاہیئے اور اقامت درمیانے وقت میں کہنی چاہیئے۔ تاکہ وضو کرنے والا اپنے وضو سے۔ نماز پڑھنے والا اپنی نماز سے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہوجائے۔[1]	تتارخانیہ
۴۷ -	جب کوئی شخص اقامت کے وقت داخل ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچ جائے تب کھڑا ہو۔	مضمرات
۴۸ -	اگر مؤذن امام کے سوا کوئی اور شخص ہو اور نمازی بھی امام کے ساتھ مسجد کے اندر ہوں تو ہمارے تینوں اماموں رح کے ہاں جس وقت مؤذن (اقامت میں) حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے اس وقت امام اور نمازی کھڑے ہوں اور یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
۴۹ -	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسجد سے باہر ہے تو اس کا حکم یہ ہے) (ل) اگر امام صفوں کی طرف سے مسجد میں داخل ہو تو جس صف سے وہ بڑھے وہ صف کھڑی ہوتی جائے اسی حکم کی طرف شمس الائمہ حلوانی رح امام	

[1] یعنی یہ لوگ اذان سنیں تو اپنی مذکورہ مصروفیتوں سے فارغ ہو کر باجماعت نماز میں شامل ہوسکیں مگر مغرب میں وقفہ کم ہے جیسا کہ حکم ۴۱ تا ۴۳ / ۱۰۳ میں مذکور ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان — الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۳	وشیخ الاسلام خواهر زاده۔	
	وان کان الامام دخل المسجد من قدامهم یقومون کما رأوا الامام	هکذا فی المحیط
۵۰-	وان کان الامام والمؤذن واحدا فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون مالم یفرغ من الاقامۃ	هکذا فی المحیط
۵۱-	وان اقام خارج المسجد مشائخنا[له] اتفقوا علی انهم لا یقومون مالم یدخل الامام المسجد	هکذا فی المحیط
۵۲-	ویکبر الامام قبیل قوله قد قامت الصلوٰۃ۔ قال الشیخ الامام شمس الاسلام الحلوانی[ره] وهو الصحیح۔	هکذا فی المحیط

ومما یتصل بذلك اجابۃ المؤذن

۱۰۴- اجابۃ المؤذن تعداد شق ۱۰

۱-	یجب علی السامعین عند الاذان الاجابۃ وهی ان یقول مثل ما قال المؤذن الا فی قوله حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح فانه یقول مکان حیّ علی الصلوٰۃ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰه العلیّ العظیم ومکان قوله حی علی الفلاح ما شاء اللّٰه کان ومالم یشأ لم یکن۔	کذا فی محیط السرخسی
۲-	وهو الصحیح	کذا فی فتاوی الغرائب
۳-	وکذا فی قول المؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم لا یقول السامع مثله ولکن یقول صدقت وبررت۔	کذا فی محیط السرخسی
۴-	سمع الاذان وهو یمشی فالاولی ان یقف ساعۃ ویجیب	کذا فی القنیۃ
۵-	واجابۃ الاقامۃ مستحبۃ	هکذا فی فتح القدیر
۶-	واذا بلغ قوله قد قامت الصلوٰۃ یقول السامع اقامها اللّٰه وادامها اللّٰه مادامت السمٰوٰت والارض۔	کذا فی فتاوی الغرائب

[له] اقامت اور نماز میں فصل ہو جائے تو تھوڑے فصل سے اقامت کالعدم نہیں ہوگی جیساکہ بحرالرائق میں ہے وینبغی انه ان طال الفصل تبطل والافلا الخ البحر الرائق ج ا صـ ۲۶۳ نیز اس کے متعلق حکم $\frac{۱۳}{۱۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، [له] هو الصحیح سے معلوم ہوا کہ اس میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے ہاں اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے امام تکبیر کہدے تاکہ اقامت کہنے والے کا قول قد قامت الصلوٰۃ (نماز کھڑی ہو چکی ہے) صحیح رہے اور بعض فقہاء کے ہاں امام قد قامت الصلوٰۃ کے بعد تکبیر کہے تاکہ اقامت کہنے والا بھی نماز کے شروع میں شامل ہو سکے اور اقامت کی اجابت بھی ہو سکے جیساکہ $\frac{۵}{۱۰۴}$ میں ہے) اور یہ اختلاف افضلیت میں ہے حتی کہ اگر اقامت پوری ہونے کے بعد امام نے تکبیر کہی تب بھی سب کے ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیساکہ شرح وقایہ میں ہے۔ ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ الخ اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ قوله قد قامت الصلوٰۃ ای قبیل عند ابی حنیفۃ[رح] ومحمد[رح]

دفعات ذیلی نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان اور اقامت کے الفاظ اور انکی کیفیت	حوالہ
۱۰۳	سرخسیؒ اور شیخ الاسلام خواہرزادہؒ کا میلان ہے	
	(ب) اور اگر امام مسجد میں سامنے سے داخل ہوا تو سبھی نمازی امام کو دیکھتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔	محیط
۵۰-	اگر مؤذن اور امام ایک ہی شخص ہو تو دیکھیں گے) اگر اس نے اقامت مسجد کے اندر کہی تو جب تک وہ اقامت سے فارغ نہ ہولے تب تک نمازی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں۔	محیط
۵۱-	(صورت مذکورہ نمبر ۵۰ میں) اس نے مسجد سے باہر اقامت کہی تو ہمارے مشائخؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ جبتک امام مسجد میں داخل نہ ہو تب تک نمازی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں۔[۱]	محیط
۵۲-	امام قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ سے کچھ دیر پہلے تکبیر کہہ دے۔ الشیخ الاسلام شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔[۲]	محیط

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل، مؤذن کو جواب دینا

۱۰۴	**مؤذن کو جواب دینا** — اس میں دس شقیں ہیں۔	
۱-	اذان کے وقت سننے والوں پر جواب دینا واجب ہے۔ اور جواب دینے سے مراد یہ ہے کہ جو الفاظ مؤذن کہتا ہے وہی الفاظ سننے والا کہے۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے جواب میں وہی لفظ نہ کہے۔ بلکہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[۳] کہے۔ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ[۴] کہے۔	محیط سرخسی
۲-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	فتاوی الغرائب
۳-	اسی طرح مؤذن کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنے میں سننے والا وہی لفظ نہ کہے بلکہ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے۔[۵]	محیط سرخسی
۴-	کسی نے اذان سنی اور وہ چل رہا تھا تو اولیٰ یہ ہے کہ ایک ساعت ٹھہر جائے اور اذان کا جواب دے	قنیہ
۵-	اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔	فتح القدیر
۶-	جب اقامت کہنے والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو سننے والا یہ الفاظ کہے۔ اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا اللّٰہُ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔[۶]	فتاوی الغرائب

وبعدہ عند ابی یوسف رح والخلاف فی الافضلیۃ الخ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص۱۲۵ اور بحر رائق میں ہے وفی الظھیریۃ ولو اخر حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ لاباس بہ فی قولھم جمیعا واللہ اعلم البحر الرائق ج ۱ ص۳۰۵ اور اسی طرح درمختار میں ہے کہ روشروع الامام) فی الصلوۃ (مذ قیل قد قامت الصلوۃ) ولو اخر حتی اتمھا لاباس بہ اجماعا الخ درمختار ج ۱ ص۳۲۷۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ اختلاف فضیلت میں ہے ردالمحتار ج ۱ ص۳۲۷ (مترجم) [۳] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے اس کی مدد کے بغیر نہ گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے (مترجم) [۴] ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ ہو گیا اور جو اس نے نہ چاہا نہ ہوا۔ (مترجم) [۵] ترجمہ:- (ل) نماز نیند سے بہتر ہے (ب) تو نے سچ کہا اور تو نے نیکی کی بات کہی (مترجم) [۶] ترجمہ:- جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اللہ تعالیٰ نماز کو قائم اور دائم رکھے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی الاذان　　الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتہما	حوالہ
۱۰۴ ۔۷	وفی سائر الکلمات یجیب کما یجیب فی الاذان	کذا فی فتاوی الغرائب
۔۸	ولا ینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامۃ ولا یشتغل بقرآءۃ القرآن ولا بشیٔ من الاعمال سوی الاجابۃ ولو کان فی القرآءۃ ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابۃ	کذا فی البدائع
۔۹	ولا بأس بان یشتغل بالدعاء عند الاقامۃ	کذا فی الخلاصۃ
۔۱۰	اذا کان فی المسجد اکثر من مؤذن واحد اذنوا واحدا بعد واحد فالحرمۃ للاول	کذا فی الکفایۃ

لہ یعنی اگر ایک ہی مسجد میں ایک ہی نماز کے لئے کئی موذن یکے بعد دیگرے اذان دیں جیسا کہ بعض بڑی مسجدوں میں (لاؤڈ اسپیکر سے پہلے) ایسا ہوتا رہا ہے اور جیسا کہ قاضیخان میں ہے کہ اذان کا تکرار ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ۔ اذن مرتین فلا بأس بہ الخ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص۷۹ اور بحرالرائق میں ہے کہ تکرار الاذان مشروع دون الاقامۃ الخ البحرالرائق ج ۱ ص۲۷۵ تو یکے بعد دیگرے کئی اذانوں کی صورت میں اذان کے احترام کے متعلقہ احکام مثلاً کلمات کا جواب دینا اور جمعہ کے دن خرید وفروخت چھوڑ دینا وغیرہ کا تعلق پہلے موذن کی اذان سے ہوگا ۔ اور اگر کئی موذن مل کر

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب اذان کے احکام — دوسری فصل اذان واقامت کے الفاظ اور ان کی کیفیت	حوالہ
۱۰۴ ۷-	اقامت کے باقی کلموں میں اسی طرح جواب دے جس طرح اذان میں جواب دیتا ہے۔	فتاوی الغرائب
۸-	اذان اور اقامت کے دوران سننے والے کو چاہیئے کہ (ا) بات چیت نہ کرے۔ (ب) اور نہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ (ج) اور نہ اذان واقامت کا جواب دینے کے سوا کوئی اور کام کرے۔ (د) اور پہلے سے قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے تو اذان اور اقامت کے دوران اسے چھوڑ کر اذان اور اقامت سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو۔	بدائع
۹-	اگر اقامت کے وقت دعا میں مشغول ہو تو کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۱۰-	اگر کسی مسجد کے کئی مؤذن ہوں جنہوں نے یکے بعد دیگرے اذانیں کہیں تو حرمت پہلی اذان کیلئے ہے[ا]	کفایہ

[ا] اکٹھے اذان دیں تو رد المحتار میں بحوالہ سیوطی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی اکٹھی اذان بنو امیہ کے دور میں شروع ہوئی ہے۔ اور رد المحتار میں بحوالہ نہایہ ہے کہ کئی مؤذن مل کر جمعہ کی پہلی اذان دیں تو اسے متوارث طور پر ذکر کیا ہے پس یہ مکروہ نہیں ہے بدعتِ حسنہ ہے اور خطیب کے سامنے کئی آدمی مل کر اذان دیں یا پانچوں نماز وں کے لئے کئی مؤذن مل کر اذان دیں تو یہی حکم ہے۔ سید عبد الغنی رحمہ اللہ نے بھی یوں ہی لکھا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صہ ۳۶۲ (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ

دفعات ۱۰۵ تا ۱۱۲ عنوانات ۸ تعداد شق ۲۵۵

۱۰۵- شروط الصلوٰۃ تعداد شق ۱

۱- وھی عندنا سبعۃ الطہارۃ من الاحداث والطہارۃ من الانجاس و ستر العورۃ واستقبال القبلۃ والوقت والنیۃ والتحریمۃ — کذا فی الزاھدی

وفیہ فصول اربعۃ

الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ

دفعات ۱۰۶ تا ۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۲

۱۰۶- الطہارۃ وستر العورۃ تعداد شق ۶۲

۱- تطہیر النجاسۃ من بدن المصلی وثوبہ والمکان الذی یصلی علیہ واجب ھذا اذا کانت النجاسۃ قدرا مانعا وامکن ازالتہا من غیر ارتکاب ما ھو اشد حتی لو لم یتمکن من ازالتہا الا بابداء عورتہ للناس یصلی معہا۔ — ھکذا فی الزاھدی فی باب الانجاس

ولو ابداھا للازالۃ فسق — ھکذا فی البحر الرائق

۲- ویعتبر ظاھر البدن حتی لو اکتحل بکحل نجس لایجب علیہ غسل عینیہ۔ — کذا فی السراج الوھاج

۳- النجاسۃ ان کانت غلیظۃ وھی اکثر من قدر الدرھم فغسلہا فریضۃ

لہ یعنی ان امور کا بیان جو نماز میں شامل تو نہیں مگر نماز کی صحت ان پر موقوف ہے۔ (مترجم) ۲ہ طہارت کے دیگر مسائل از وضو غسل۔ پانیوں کے

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب نماز کی شرطیں

دفعات ۱۰۵ تا ۱۱۳ عنوانات ۹ تعداد شق ۲۵۵

۱۰۵- نماز کی شرطوں کے احکام [۱]

تعداد شق ۱

۱- ہمارے ہاں نماز کی شرطیں سات ہیں (۱) حدث (بے وضو و بے غسل ہونے کی حالت) سے پاک ہونا۔ (۲) نجاستوں (یعنی بدن، لباس اور نماز کی جگہ کا نجاستوں) سے پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (۴) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔

زاہدی

اس باب میں چار فصلیں ہیں،

پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۶ تا ۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۲

۱۰۶- پاک ہونا اور ستر ڈھانکنا۔

اور اس میں ۶۲ شقیں ہیں۔

۱- (ا) نمازی کا بدن، نمازی کا لباس اور نماز کی جگہ نجاست سے پاک کرنا واجب ہے [۲]

زاہدی

(ب) یہ حکم (۱۰۶/۱) اس صورت میں ہے جب کہ نجاست اتنی لگ جائے کہ اس کی موجودگی میں نماز جائز نہ ہو سکے۔ اور اس نجاست کا دور کرنا اس طرح ممکن ہو کہ نجاست سے بڑھ کر کسی خرابی میں مبتلا نہ ہونا پڑے حتیٰ کہ اگر لوگوں کے سامنے ستر کھولے بغیر اس نجاست کا دور کرنا ممکن نہ ہو تو اس نجاست کے باوجود نماز پڑھ لے

(ج) اگر کسی نے نجاست دور کرنے کے لئے (لوگوں کے سامنے) ستر کھولا تو فسق کیا [۳]

بحر رائق

۲- (نجاست دور کرنے میں) ظاہر بدن کا اعتبار ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے آنکھوں میں ناپاک سرمہ لگایا تو آنکھوں کا دھونا واجب نہیں۔

سراج وہاج

۳- (ا) اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے قدر سے زیادہ ہے تو اس کا دھونا فرض ہے اور اس کے ساتھ

[۱] احکام تیمم۔ موزوں پر مسح۔ عورتوں کے مخصوص احکام اور نجاستوں کے احکام) جلد اول طہارت کی بحث میں دفعات ۱ تا ۹۴ مذکور ہیں (مترجم)

[۳] جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۶/۱ ب میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ	حوالہ
۱۰۶	والصلوٰۃ بہا باطلۃ	
	وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب والصلوٰۃ معها جائزة	
	وان كانت اقل من قدر الدرهم فغسلها سنة	
	وان كانت خفيفة فانها لا تمنع جواز الصلوٰۃ حتى تفحش	كذا فی المضمرات
۴-	ستر العورة شرط لصحة الصلوٰۃ اذا قدر عليه	كذا فی محيط السرخسی
۵-	العورة للرجل من تحت السرة حتى تجاوز ركبتيه	
	فسرته ليست بعورة عند علمائنا الثلاثة	
	وركبته عورة عند علمائنا جميعا۔	هكذا فی المحيط
۶-	بدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها	كذا فی المتون
۷-	وشعر المرأة ما على رأسها عورة	
	واما المسترسل ففيه روايتان الاصح انه عورة	كذا فی الخلاصة
۸-	وهو الصحيح وبه أخذ الفقيه ابو الليث رح وعليه الفتوى	كذا فی معراج الدراية
۹-	والامة كالرجل وبطنها وظهرها عورة	
	ويدخل فی هذا الجواب ام الولد[1] والمدبرة[2] والمكاتبة[3]	كذا فی التبيين
۱۰-	والمستسعاة[4] بمنزلة المكاتبة عند ابی حنيفة رح	كذا فی الظهيرية
۱۱-	والخنثى المشكل اذا كان رقيقا فعورته عورة الامة وان كان حرا	
	امرناه ان يستر جميع بدنه - فان ستر ما بين سرته الى ركبتيه	
	قال بعضهم تلزمه الاعادة	
	وقال بعضهم لا تلزمه	كذا فی السراج الوهاج
۱۲-	مراهقة صلت عريانة او بغير وضوء تؤمر بالاعادة	
	وان صلت بغير قناع فصلاتها تامة استحسانا	كذا فی محيط السرخسی

[1] ام الولد وہ باندی ہے جس کے پیٹ سے اس کے مالک کی اولاد ہوا اور [2] مدبرہ وہ باندی ہے جسے اس کا مالک یہ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور [3] مکاتبہ وہ باندی ہے جس کو اس کا مالک یہ لکھ دے کہ اس قدر مال دیدے تو پھر تو آزاد ہے (حاشیہ فتاوی ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس) [4] مستسعاۃ وہ باندی ہے

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	نماز پڑھنا باطل ہے۔	
	(ب) اگر نجاستِ غلیظہ ایک درہم کے بقدر ہے تو اس کا دھونا واجب ہے۔ اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔	
	(ج) اگر نجاست غلیظہ قدرِ درہم سے کم ہے تو اس کا دھونا سنت ہے۔	
	(د) اور اگر نجاستِ خفیفہ ہے تو جب تک وہ زیادہ نہ ہو نماز جائز ہونے میں مانع نہیں ہوتی۔	مضمرات
۴-	نماز صحیح ہونے کے لئے ستر ڈھانکنا شرط ہے بشرطیکہ نمازی اس پر قادر ہو۔	محیط سرخسی
۵-	(ل) مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت تک ستر ہے۔	
	(ب) مرد کی ناف ہمارے تینوں اماموں کے ہاں ستر نہیں ہے۔	
	(ج) گھٹنے ہمارے سب علماء کے ہاں ستر میں شامل ہیں۔	محیط
۶-	آزاد عورت کے چہرہ، ہتھیلیوں اور پاؤں کے سوا اس کا تمام بدن ستر میں شامل ہے۔ *	متون
۷-	(ل) عورت کے وہ بال جو اس کے سر پر ہیں وہ ستر میں شامل ہیں۔	
	(ب) عورت کے وہ بال جو لٹکے ہوئے ہیں ان کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ بھی ستر میں شامل ہیں۔	خلاصہ
۸-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے اور اسی حکم کو فقیہ ابواللیث رح نے اختیار کیا ہے۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	معراج الدرایہ
۹-	(ل) باندی کے لئے ستر کے احکام وہی ہیں جو مرد کے لئے ہیں (ب) اور باندی کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر میں شامل ہیں۔	
	(ج) اس مذکورہ حکم میں ہر قسم کی باندیوں کا حکم شامل ہے خواہ وہ ام الولد ہو یا مدبّرہ ہو یا مکاتبہ ہو۔[۱]	تبیین
۱۰-	امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مستسعاۃ باندی کا حکم مکاتبہ باندی کی طرح ہے۔[۲]	ظہیریہ
۱۱-	خنثیٰ مشکل کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ل) وہ اگر غلام ہے تو اس کے لئے ستر کے احکام باندی کے ستر کے احکام کی طرح ہیں (ب) اور اگر وہ آزاد ہے تو اس کے ستر کے لئے ہمارے فقہاء کا حکم یہ ہے کہ وہ سارا بدن ڈھانکے۔ پس اگر اس نے صرف ناف سے گھٹنوں تک بدن ڈھانکا اور نماز پڑھی، تو بعض فقہاء کے ہاں اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور بعض فقہاء کے ہاں اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں۔	سراج وہاج
۱۲-	جو لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہے (ل) اگر اس نے ننگے ہو کر یا وضو کے بغیر نماز پڑھی تو اسے اس نماز کے لوٹانے کا حکم دیا جائے گا۔	
	(ب) اور اگر مذکورہ لڑکی نے اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھی تو از روئے استحسان اس کی نماز پوری ہو گئی۔	محیط سرخسی

[۱] جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو اور باقی حصہ کی آزادی کے لئے وہ قیمت دینے کی کوشش کرتی ہو (حاشیہ فتاویٰ ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس) [۲] خنثیٰ مشکل وہ ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامتیں موجود ہوں (حاشیہ فتاویٰ ہذا از مولانا امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس)

* یہ حکم نماز صحیح ہونے کے لئے ہے جیسا کہ ۔۔۔ میں ہے۔ نماز کے علاوہ جوان عورت کے لئے غیر محرم کے سامنے چہرہ ننگا کرنا منع ہے بااستثنا ضرورتِ معتبرہ (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۷۰) وکذا فی [illegible] صفحہ ۲۰۲ [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ	حوالہ
۱۰۶ -۱۳	وستر العورۃ فی الصلوٰۃ من الغیر فرض بالاجماع ومن نفسہ غیر فرض عند عامۃ المشائخ رح	کذا فی شاہان
-۱۴	فاذا صلے فی قمیص بغیر ازار وکان لو نظر رأی عورتہ من زیقہ فعند عامۃ المشائخ رح لا تفسد وھو الصحیح۔	کذا فی السراج الوہاج
-۱۵	وان صلے فی بیت مظلم عریانا ولہ ثوب طاہر لا تجوز صلوٰتہ بالاجماع	کذا فی السراج الوہاج
-۱۶	والثوب الرقیق الذی یصف ما تحتہ لا تجوز الصلوٰۃ فیہ	کذا فی التبیین
-۱۷	ولو کان علیہ قمیص لیس علیہ غیرہ وکان اذا سجد لا یری احد عورتہ لکن لو نظر الیہ انسان من تحتہ رأی عورتہ فھذا لیس بشیٔ	ھکذا فی المحیط
۱۸	قلیل الانکشاف عفو لان فیہ بلوی ولا بلوی فی الکبیر فلا یجعل عفوا	ھکذا فی المحیط
۱۹	الربع فما فوقہ کثیر وما دون الربع قلیل وھو الصحیح	ھکذا فی المحیط
-۲۰	والاصح ان التقدیر فی العورۃ الغلیظۃ والخفیفۃ بالربع	ھکذا فی الخلاصۃ
-۲۱	انکشاف ما دون الربع معفو اذا کان فی عضو واحد	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
-۲۲	وان کان فی عضوین او اکثر وجمع وبلغ ربع ادنی عضو منہا یمنع جواز الصلوٰۃ	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
-۲۳	ولا یعتبر الجمع بالاجزاء کالاسداس والاتساع بل بالقدر حتّٰی لو انکشفت من الاذن تسعہا ومن الساق تسعہا یمنع لان المکشوف قدر ربع الاذن	ھکذا فی القنیۃ
-۲۴	ان انکشفت عورتہ فی الصلوٰۃ فسترھا بلا مکث جازت صلوٰتہ اجماعا	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
-۲۵	وان ادّی رکنا مع الانکشاف فسدت اجماعا	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
۲۶	وان لم یودّہ لکن مکث قدر ما یمکن الاداء تفسد عند ابی یوسف رح	

لہ یعنی اس باریک کپڑے میں سے بدن کے اعضائے ستر کا بشرہ (چمڑا) دکھائی دیتا ہو تو اس میں نماز جائز نہیں (مترجم)
لہ چوتھائی سے مراد عضو کی چوتھائی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۰ میں ہے (مترجم) لہ کسی کے ستر غلیظ کو دیکھنے کی حرمت ستر خفیف کی نسبت زیادہ سخت ہے اور ستر غلیظ سے مراد پیشاب

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶ ۱۳-	(ا) نماز میں دوسروں سے ستر چھپانا بالاجماع فرض ہے۔ (ب) اور نماز میں اپنے آپ سے ستر چھپانا عام مشائخؒ کے ہاں فرض نہیں ہے۔	شاہان
۱۴-	اگر کسی نے تہ بند کے بغیر صرف قمیص پہن کر نماز پڑھی اور قمیص ایسی تھی کہ اگر قمیص کے گریبان میں سے دیکھے تو اسے اپنا ستر نظر آئے تو عام مشائخ کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۵-	اگر کسی نے اندھیرے گھر میں ننگا ہو کر نماز پڑھی اور اس کے پاس پاک کپڑا موجود ہے تو اس کی نماز بالاجماع جائز نہ ہوگی۔	سراج وہاج
۱۶-	ایسا باریک کپڑا جس میں سے اس کے نیچے کا بدن نظر آتا ہو اس میں نماز جائز نہیں ہے[۱]۔	تبیین
۱۷-	اگر کسی شخص پر ایک قمیص ہے اس پر اس قمیص کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے اور اس قمیص کے پہننے کی حالت میں جب وہ سجدہ کرے تو کوئی شخص اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا لیکن اگر کوئی اور آدمی اس کے نیچے سے دیکھے تو اس کا ستر دیکھ سکتا ہے تو اس سے کچھ حرج نہیں۔	محیط
۱۸-	تھوڑا سا ستر کھل جانا معاف ہے اس لئے کہ اس میں عام ضرورت ہے اور بہت ستر کھلنے میں عام ضرورت نہیں ہے پس وہ معاف نہیں ہے۔	محیط
۱۹-	چوتھائی اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہے اور چوتھائی سے کم تھوڑے میں داخل ہے۔ یہی حکم صحیح ہے[۲]۔	محیط
۲۰-	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ستر غلیظ ہو یا ستر خفیف ہو اس کا حساب چوتھائی سے ہی کیا جاتا ہے۔	خلاصہ
۲۱-	ایک عضو میں اس کی چوتھائی کی مقدار سے کم کھل جانا معاف ہے	شرح المجمع
۲۲-	اگر دو یا دو سے زیادہ اعضاء میں سے اتنا ستر کھل گیا کہ اگر ننگے حصے جمع کئے جائیں تو ان اعضاء میں سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی جتنے ہو جائیں تو نماز جائز نہ ہوگی۔	شرح المجمع
۲۳-	ستر میں سے سب ننگی جگہوں کو جمع کرنے کا حساب حصوں سے معتبر نہیں۔ مثلاً چھٹا حصہ یا نواں حصہ بلکہ مقدار کا حساب ہوگا یہاں تک کہ اگر کان کا نواں حصہ ننگا ہو جائے اور پنڈلی کا نواں حصہ بھی ننگا ہو جائے تو نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ ننگی جگہیں کان کی چوتھائی کی مقدار جتنی ہو جاتی ہیں۔	قنیہ
۲۴-	اگر کسی کا ستر نماز میں کھل گیا اور اس نے فوراً ڈھانک لیا تو نماز جائز ہوگی۔ اس پر فقہاءؒ کا اجماع ہے۔	شرح نقایہ
۲۵-	اور اگر (نماز میں کسی کا ستر کھل گیا اور) اس نے ننگا ہونے کی حالت میں نماز کا کوئی رکن ادا کیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اس پر فقہاءؒ کا اجماع ہے۔	شرح نقایہ
۲۶-	اور اگر (نماز میں کسی کا ستر کھل گیا اور) اس نے ستر ننگا ہونے کی حالت میں نماز کا کوئی رکن ادا نہ کیا لیکن وہ اس حالت میں اس قدر رہا کہ اس میں کوئی رکن ادا کرنا ممکن تھا تو (ا) امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ نماز ٹوٹ	

کرنے کا عضو اور اس کے اردگرد کی جگہ اور پاخانہ کرنے کا عضو اور اس کے اردگرد کی جگہ ہے اور ران کے علاوہ ستر کے اعضاء ستر خفیف میں شامل ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے کہ الغلیظۃ قبل ودبر وحولھما والخفیفۃ ماعدا ذلک من الرجل والمرأۃ الخ الدر المختار ورد المحتار ج۱ ص ۳۷۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الاول فی الطهارۃ وستر العورۃ	حوالہ
۱۰۶	خلافاً لمحمد رح ولا نص عن ابی حنیفۃ رح	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
۲۷-	امۃ صلت بغیر قناع فاعتقت فی صلوتها فان لم تستر من ساعتها فسدت صلوتها۔	
	وان سترت من ساعتها بعمل قلیل جازت	کذا فی محیط السرخسی
۲۸-	والعمل القلیل ان تأخذه بید واحدۃ	کذا فی السراج الوهاج
۲۹-	والذکر یعتبر بانفراده وکذا الانثیان هو الصحیح	هکذا فی الهدایۃ
۳۰-	والالیتان کل واحدۃ منهما عورۃ علی حدۃ والدبر ثالثهما هو الصحیح	کذا فی شرح المجمع لابن الملک وهکذا فی التبیین
۳۱-	والرکبۃ الی آخر الفخذ عضو واحد حتی لو صلے والرکبتان مکشوفتان والفخذ مغطی جازت صلوته وهو الاصح۔	هکذا فی التجنیس
۳۲-	وکذا کعب المرأۃ مع ساقها	کذا فی شرح المجمع لابن الملک
۳۳-	وما بین سرته وعانته عضو علی حدۃ والمراد ما حوله من جمیع البدن فاذا انکشف ربعه فسدت صلوته۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۴-	والظهر بانفراده عورۃ ۔ والبطن کذلک۔ وکذا الصدر	کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن العتابیۃ
۳۵-	والجنب تبع للبطن	کذا فی القنیۃ
۳۶-	وثدی المرأۃ ان کانت صغیرۃ ناهدۃ فهو تبع لصدرها وان کانت کبیرۃ فهو عضو علی حدۃ	کذا فی الخلاصۃ
۳۷-	ویعتبر کل واحد عورۃ بانفراده وکذا الاذنان حتے لو انکشف ربع واحد منهما فسدت۔	کذا فی الزاهدی
۳۸-	ومن لم یجد ثوبا صلے قاعدا یومی بالرکوع والسجود او قائما برکوع وسجود۔ والاول افضل	هکذا فی الکافی
۳۹-	لیلا کان او نهارا فی بیت او صحراء وهو الصحیح	کذا فی البحر الرائق
۴۰-	والمراد بالوجود القدرۃ فان ابیح له فالاصح انه یجب علیه استعماله	هکذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۴۱-	العاری اذا کان بحضرته من له کسوۃ فانه یسأله فان لم یعط صلی عریانا	کذا فی التتارخانیۃ ناقلاً عن الحجۃ

له ۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۰ میں مرد کے ستر کے اعضا آٹھ لکھے ہیں (۱) پیشاب کا عضو اور اس کا ارد گرد (۲) خصیتین اور ان کا ارد گرد (۳) پاخانہ کی جگہ اور اس کا ارد گرد (۴) ایک سرین (چوتڑ)

دفعات وشتی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	جائے گی (ب) اور امام محمد رح کے ہاں نماز نہیں ٹوٹے گی (ج) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس مسئلہ کا کوئی صریح حکم منقول نہیں ہے۔	شرح نقایہ
۲۷-	کسی باندی نے اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھی اور نماز کے دوران ہی وہ آزاد کر دی گئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اس نے اسی وقت اوڑھنی نہ اوڑھی تو اس کی نماز ٹوٹ گئی۔	
	(ب) اور اگر اس نے تھوڑے عمل سے اوڑھنی اوڑھ لی تو اس کی نماز جائز ہوگی۔	محیط سرخسی
۲۸-	تھوڑا عمل یہ ہے کہ وہ اوڑھنی کو ایک ہاتھ سے پکڑے۔	سراج وہاج
۲۹-	ذکر ایک جدا عضو ہے۔ اسی طرح دونوں خصیے (خایے) ملکر ایک جدا عضو ہیں اور یہی حکم صحیح ہے[۵]۔	ہدایہ
۳۰-	ہر ایک سرین ایک علیحدہ ستر ہے اور دبران میں تیسرا علیحدہ ستر ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	شرح المجمع، تبیین
۳۱-	گھٹنا[۶] ران کے آخر تک ایک عضو ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور گھٹنے کھلے تھے[۷] اور ران ڈھکے ہوئے تھے تو نماز جائز ہوگی۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تجنیس
۳۲-	اسی طرح عورت کا ٹخنہ اور اس کی پنڈلی ایک عضو ہے۔	شرح المجمع
۳۳-	مرد کی ناف کے نیچے سے عانہ (ابھری ہوئی ہڈی) تک ایک علیحدہ عضو ہے اور اس سے مراد سارے بدن سے جسم کے اس حصہ کا چاروں طرف ہے۔ پس اگر اس حصہ کی چوتھائی کھل گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی۔	خلاصہ
۳۴-	(ا) پیٹھ ایک جدا عضوِ ستر ہے (ب) اسی طرح پیٹ جدا عضوِ ستر ہے (ج) اور اسی طرح سینہ جدا عضوِ ستر ہے۔	تتارخانیہ
۳۵-	پہلو پیٹ میں شامل ہیں۔	قنیہ
۳۶-	(ا) عورت کا پستان اگر چھوٹا ہے اور ابھرا ہوا ہے تو وہ سینہ میں شامل ہے۔	
	(ب) اور اگر عورت کا پستان بڑا ہے تو وہ علیحدہ عضو ہے۔	خلاصہ
۳۷-	(ا) عورت کا ہر پستان علیحدہ عضوِ ستر قرار دیا جاتا ہے۔	
	(ب) اسی طرح ہر کان علیحدہ عضوِ ستر ہے حتیٰ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کا چوتھائی حصہ ننگا ہو گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔	زاہدی
۳۸-	جس شخص کو کپڑا نہ ملے (ننگا ہو) تو وہ (ا) بیٹھ کر نماز پڑھے وہ رکوع و سجود اشارے سے کرے (ب) یا وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے (ج) اول صورت افضل ہے۔	کافی
۳۹-	رات کا وقت ہو یا دن ہو گھر ہو یا جنگل ہو سب صورتوں میں یہی حکم (مذکورہ $\frac{۳۸}{۱۰۷}$) ہے۔	بحر الرائق
۴۰-	کپڑا ملنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کپڑے پر قادر ہو۔ پس اگر کسی نے اس کے لئے کپڑے کے استعمال کی اجازت دے دی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس پر اس کا استعمال واجب ہے۔	جوہرہ نیرہ
۴۱-	ننگے آدمی کے سامنے اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جس کے پاس لباس ہو تو ننگا آدمی اس سے مانگے۔ اگر وہ	

(۵) دوسری سرین (۶) ایک ران گھٹنوں سمیت (۷) دوسری ران گھٹنوں سمیت (۸) ناف کے نیچے سے لیکر عانہ یعنی ابھری ہوئی ہڈی تک بمع پیٹھ اور پیٹ میں سے دو جانبوں سمیت (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
١٠٦		
٤٢-	ولو وجد فی خلال صلوٰته ثوبا استقبل	كذا فی التتارخانية ناقلا عن السراجية
٤٣-	وان كان يرجو وجود الثوب يؤخر ما لم يخف فوت الوقت كطهارة المكان	كذا فی القنية
٤٤-	ويصلی العراة وحدانا متباعدين وان صلوا بجماعة يتوسطهم الامام ويرسل كل واحد رجليه الی القبلة ويضع يديه بين فخذيه يومی ايماء. وان اومأ القائم او ركع او سجد القاعد جاز	كذا فی الزاهدی
٤٥-	فی الحجة اذا وجد العاری حصيرا او بساطا صلی فيه ولا يصلی عريانا. وكذا ان امكنه ان يستر عورته بالحشيش.	كذا فی التتارخانية
٤٦-	عريان قدر علی طين يلطخ به عورته ان علم انه يبقی عليه لم يجز الا ذلك كما لو قدر ان يخصف عليه ورق الشجرة	كذا فی القنية
٤٧-	ولو وجد ما يستر به بعض العورة وجب استعماله ويستر به القبل والدبر بالاتفاق	هكذا فی معراج الدراية
٤٨-	وان لم يجد الا ما يستر به احدهما قال بعضهم يستر به الدبر لانه افحش فی حالة الركوع وقال بعضهم يستر به القبل لانه يستقبل به القبلة.	كذا فی السراج الوهاج
٤٩-	ولا تجوز الصلوٰة فی ثوب الحرير للرجال وتصح للنساء ولو لم يجد غيره يصلی فيه لا عريانا.	كذا فی فتح القدير

[1] یعنی ننگے شخص کے لئے نماز میں چار صورتیں ہیں (۱) بیٹھ کر رکوع وسجود اشارہ سے کرے تو یہ افضل ہے جیسا $\frac{٣٨ د}{١٠٦}$ میں ہے اور $\frac{٤٤}{١٠٦}$ میں ہے کہ پاؤں قبلہ کیطرف لمبے کر دیں (۲) کھڑے ہوکر رکوع وسجود کرکے نماز پڑھے تو جائز ہے جیسا کہ $\frac{٣٨ ب}{١٠٦}$ میں ہے (۳) کھڑے ہوکر رکوع وسجود اشارہ سے کرے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ $\frac{٤٤ ج}{١٠٦}$ میں ہے (۴) اور بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ $\frac{٤٤ ج}{١٠٦}$ میں ہے۔ انہیں چار صورتوں کو الدر المختار میں یوں لکھا ہے کہ (ویصلی قاعدا)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶	کپڑا نہ دے تو پھر ننگے ہی نماز پڑھ لے۔	تتارخانیہ
۴۲۔	اگر کسی (ننگے) کو نماز کے درمیان کپڑا ملے تو وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۳۔	اگر کسی (ننگے) کو کپڑا ملنے کی امید ہو تو نماز میں اس وقت تک تاخیر کرے جب تک نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔ جیسا کہ جس شخص کو نماز پڑھنے کے لئے پاک جگہ نہ ملے تو اس صورت میں بھی اس وقت تک نماز کے لئے تاخیر کرے جب تک کہ نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔	قنیہ
۴۴۔	(ا) ننگے لوگ اکیلے اکیلے دور دور (ایک دوسرے سے ہٹ کر) نماز پڑھیں (ب) اگر وہ جماعت سے نماز پڑھیں تو امام ان کے درمیان میں ہو۔ اور ان میں سے ہر شخص اپنے پاؤں قبلہ کی طرف لمبے کر دے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں کے درمیان رکھ دے اور اشارہ سے نماز پڑھے۔ (ج) اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے یا بیٹھ کر رکوع یا سجدہ سے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے[ا]	زاہدی
۴۵۔	(ا) کتاب حجہ میں ہے کہ اگر کسی ننگے کو بوریا یا بچھونا مل جائے تو اس سے ستر ڈھانک کر نماز پڑھے ننگا ہونے کی حالت میں نماز نہ پڑھے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ ننگا آدمی گھاس سے ستر ڈھانک سکتا ہو تو اس سے ستر ڈھانک لے اور وہ ننگے ہو کر نماز نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۶۔	(ا) ننگا آدمی اگر اس پر قادر ہو کہ وہ گارے سے اپنے ستر کو لیپ لے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے معلوم ہے کہ وہ گارا اس کے بدن پر ٹھہرا رہے گا تو لیپ لے اور ایسا کرنے کے بغیر اس کی نماز جائز نہ ہوگی (ب) جیسا کہ اگر کوئی ننگا اس پر قادر ہے کہ اپنے ستر پر پتے لپیٹ لے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ پتے لپیٹ لے اور ایسا کئے بغیر اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	قنیہ
۴۷۔	اگر کسی ننگے نے صرف اس قدر (چھوٹی) چیز پائی جس سے وہ ستر کا بعض حصہ ڈھانک سکتا ہے تو اس چیز کا استعمال واجب ہے اور وہ اس سے پیشاب و پاخانہ کا مقام ڈھک لے اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔	معراج الدرایہ
۴۸۔	اگر کسی ننگے نے صرف اس قدر چیز پائی جس سے وہ پیشاب یا پاخانہ کی جگہوں سے صرف ایک جگہ کو ڈھانک سکتا ہے تو (ا) اس کے لئے بعض فقہاء کے ہاں حکم یہ ہے کہ وہ پاخانہ کی جگہ کو ڈھانک لے اس لئے کہ اس جگہ کا ننگا ہونا رکوع کی حالت میں زیادہ فحش ہے[ب] (ب) اور بعض فقہاء کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ وہ پیشاب کی جگہ کو ڈھانک لے اس لئے کہ وہ جگہ قبلہ کی طرف ہوتی ہے۔	سراج وہاج
۴۹۔	(ا) ریشمی کپڑوں میں مردوں کے لئے نماز جائز نہیں (ب) البتہ ریشمی کپڑوں میں عورتوں کی نماز جائز ہے (ج) اگر کسی ننگے مرد کو ریشمی کپڑے کے سوا کوئی اور کپڑا نہ ملے تو اسی (ریشمی) کپڑے سے نماز پڑھ لے اور (اس صورت میں) ننگا نماز نہ پڑھے۔	فتح قدیر

کما فی الصلوٰۃ وقیل ما دار جلیہ (مؤمیا برکوع وسجود وھو افضل من صلوٰتہ) قاعدا یرکع ویسجد و(قائما) بایماء او برکوع وسجود لان الستر اہم من اداء الارکان الخ الدر المختار ج ا ص ۳۵۲ (مترجم) [ب] اور الدر المختار میں کو رہ صورت میں حالت رکوع کے ساتھ حالت سجدہ کا بھی ذکر ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ قیل (یستر الدبر) لانہ افحش فی الرکوع والسجود وقیل (القبل حکاھما فی البحر بلا ترجیح الخ الدر المختار ج ا ص ۳۵۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة	حوالہ
١٠٦ ٥٠-	ولو ان امرأة صلت قائمة ينكشف من عورتها ما يمنع جواز الصلوٰة - ولو صلت قاعدة لا ينكشف شئ منها فانها تصلى قاعدة	كذا فی التبيين
٥١-	فی العتابية اذا انكشف ربع عورتها عند السجود تركت السجود	كذا فی التاتارخانية
٥٢-	والمستحب ان يصلی الرجل فی ثلاثة اثواب، قميص وازار وعمامة	كذا فی الخلاصة
٥٣-	اما لو صلی فی ثوب واحد متوشحا به تجوز صلوٰته من غير كراهة	كذا فی الخلاصة
٥٤-	وان صلّی فی ازار واحد يجوز ويكره.	كذا فی الخلاصة
٥٥-	واما المرأة فالمستحب لها ان تصلی فی ثلاثة اثواب ايضا قميص وازار ومقنعة	كذا فی الخلاصة
٥٦-	فان صلت فی ثوبين جازت صلوٰتها.	كذا فی الخلاصة
٥٧-	وان صلت فی ثوب واحد متوشحة به لا يجوز الا اذا استترت به رأسها وجميع جسدها.	كذا فی محيط السرخسی
٥٨-	ولو صلّی رجلان فی ثوب واحد واستتر كل واحد بطرف منه اجزأه. وكذا لو القی احد طرفيه على نائم اجزأه.	كذا فی الجوهرة النيرة
٥٩-	ولو كان الثوب يغطی جسدها وربع رأسها وتركت تغطية الرأس لا يجوز.	كذا فی التبيين
٦٠-	ولو كان يغطی اقل من الربع لا يضرها تركها والستر افضل	كذا فی التبيين
٦١-	عريان وجد قطعة تستر ربع اصغر العورات فلم يستر فسدت والا فلا.	كذا فی القنية
٦٢-	وان صلی فی الماء ان كان كدرا صحت وان كان صافيا يمكن رؤية عورته لا تصح.	كذا فی السراج الوهاج

دفعات دستی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — پہلی فصل طہارت اور ستر ڈھانکنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶ ۵۰-	اگر کسی عورت کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھے تو اس کا اتنا ستر کھل جاتا ہے جس کے کھلنے سے نماز جائز نہیں ہوتی اور اگر وہ عورت بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا وہ ستر بالکل نہیں کھلتا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گی۔	تبیین
۵۱-	عتابیہ کتاب میں ہے کہ اگر سجدہ کرنے میں عورت کے ستر والے عضو میں سے چوتھائی حصہ کھل جاتا ہے تو وہ سجدہ چھوڑ دے۔	تتارخانیہ
۵۲-	مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ تہبند، قمیص اور پگڑی۔	خلاصہ
۵۳-	اگر کسی (مرد) نے اپنے (جسم) پر ایک کپڑا لپیٹ کر (بغل سے نکال کر اور پھر کندھے پر ڈال کر) نماز پڑھی تو کراہت کے بغیر نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۴-	اگر کسی (مرد) نے صرف تہبند میں نماز پڑھی تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔	خلاصہ
۵۵-	اور عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ تین کپڑے پہن کر نماز پڑھے۔ قمیص۔ تہبند اور اوڑھنی۔	خلاصہ
۵۶-	اگر عورت نے دو کپڑوں میں نماز پڑھی تو نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۷-	اگر عورت نے ایک کپڑا لپیٹ کر (بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال کر) نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا لیکن اگر اس نے اس کپڑے سے اپنے سر کو اور تمام بدن کو ڈھانک لیا تو نماز جائز ہوگی۔	محیط سرخسی
۵۸-	(ا) اگر دو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھیں اور ہر شخص اس کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھانک لے تو نماز جائز ہونے کے لئے کافی ہے (اسی طرح اگر کوئی شخص کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھانک لے اور دوسرا کنارہ کسی سوئے ہوئے پر ڈال دے تو نماز جائز ہونے کے لئے کافی ہے۔	جوہرہ نیرہ
۵۹-	اگر کسی عورت کو (صرف) اسی قدر کپڑا ملے کہ وہ اس سے اپنا بدن اور چوتھائی سر ڈھانک سکتی ہے مگر اس نے سر ڈھانکنا چھوڑ دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔	تبیین
۶۰-	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت کے پاس اسی قدر کپڑا تھا کہ اس کے بدن کو چوتھائی سر سے کم کو ڈھانکتا تھا اور اس نے (اس صورت میں) اس کپڑے سے سر نہ ڈھانکا تو اس میں حرج نہیں ہے اور (ب) مگر پھر بھی اگر وہ عورت وہ کپڑا سر پر رکھ لے تو ایسا کرنا افضل ہے۔	تبیین
۶۱-	(ا) کسی ننگے کو کپڑے کا صرف اتنا ٹکڑا ملا کہ اعضائے ستر میں جو عضو سب سے چھوٹا ہے اس کی چوتھائی کو ڈھانک سکتا ہے مگر اس ننگے نے اس عضو کو (اس قدر) نہ ڈھانکا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی (ب) اور اگر اس ننگے نے اس ٹکڑے سے ستر کے چھوٹے عضو کی چوتھائی کو ڈھانک لیا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔	قنیہ
۶۲-	اگر کسی (ننگے) نے پانی کے اندر نماز پڑھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر پانی گدلا ہے تو اس کی نماز صحیح ہوگی (ب) اور اگر پانی ایسا صاف ہے کہ اس سے اس کا ستر دیکھنا ممکن ہے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الثانی فی طهارة مایستر به العورة وغیره	حوالہ
	الفصل الثانی فی طهارة مایستر به العورة وغیره	
	دفعات ۱۰۷ تا ۱۰۹ — عنوانات ۳ — تعداد شق ۵۷	
۱۰۷-	**طهارة مایستر به العورة وغیره**[1] — تعداد شق ۲۶	
۱-	وجد ثوبا ربعه طاهر وصلے عاریا لم یجز۔	
	وان کان اقل من ربعه طاهرا اوکله نجسا خیّر بین ان یصلی عاریا قاعدا بایماء وبین ان یصلی فیه قائما برکوع وسجود وهو افضل۔	کذا فی الکافی
۲-	ولو لم یجد الاجلد میتة غیر مدبوغ لا یجوز ان یستر به عورته ولم تجز صلوٰته فیه۔	کذا فی السراج الوهاج
۳-	ولو کان معه ثوبان نجاسة کل واحد منهما اکثر من قدر الدرهم یتخیّر مالم یبلغ احدهما ربع الثوب لاستوائهما فی المنع	کذا فی التبیین
۴-	والمستحب الصلوٰة فی اقلهما نجاسة	کذا فی الخلاصة
۵-	ولو کان دم احدهما قدر الربع ودم الاخر اقل یصلی فی اقلهما دما ولا یجوز عکسه۔	هکذا فی التبیین
۶-	ولو کان فی کل واحد منهما قدر الربع اوکان فی احدهما اکثر لکن لا یبلغ ثلاثة ارباع وفی الاخر قدر الربع صلی فی ایهما شاء۔	
	والافضل ان یصلی فی اقلهما نجاسة۔	هکذا فی التبیین
۷-	ولو کان ربع احدهما طاهرا والاخر اقل من الربع یصلی فی الذی ربعه طاهر ولا یجوز العکس۔	هکذا فی التبیین
۸-	ولو کان الدم فی ناحیة من الثوب والطاهر منه بقدر مایمکنه ان یتزر به لم یجز الا ان یصلی فیه لانه یمکنه ستر العورة بثوب طاهر۔ ولم یفصل بینما اذا تحرک الطرف الاخر او لم یتحرک	کذا فی محیط السرخسی

[1] اس عنوان میں وغیرہ کی گنجائش سے ستر ڈھانکنے والی چیزوں اور دیگر چیزوں (مثلاً نمازی کی جگہ اور نمازی کی اٹھائی ہوئی چیز کی طہارت کا ذکر ہے چنانچہ شق ۱ تا ۲۶ میں ستر ڈھانکنے والی چیزوں کی طہارت کا ذکر ہے اور شق ۲۹ تا ۵۵ میں مکان کی طہارت کا بیان ہے اور باقی مایتصل بذلک سے متعلق ہے۔ (مترجم)

دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۷ تا ۱۰۹ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳

۱۰۷۔ ستر ڈھانکنے والی چیزوں اور نمازی کی دیگر چیزوں کا پاک ہونا۔[۵] اور اس میں ۶ شقیں ہیں

۱۔ (ا) کسی کو ایسا کپڑا ملا کہ اس کا چوتھائی حصہ پاک تھا اس نے ایسے کپڑے کی موجودگی میں ننگے نماز پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔

(ب) اگر کسی کو ایسا کپڑا ملا جو چوتھائی سے کم پاک تھا یا وہ کپڑا سارا نجس تھا تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے ننگا ہونے کی حالت میں بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے یا اس کپڑے کو پہن کر کھڑے ہو کر رکوع اور سجدے سے نماز پڑھے۔ اور یہی صورت افضل ہے۔ — کافی

۲۔ اگر کسی شخص کو ستر ڈھانکنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی مگر اسے مردار کی ایسی کھال ملی جسے دباغت نہ دی گئی تھی تو اس کھال سے ستر ڈھانکنا جائز نہیں اور اس کھال میں اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ — سراج وہاج

۳۔ اگر کسی شخص کے پاس (صرف) دو (نجس) کپڑے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی نجاست قدرِ درہم سے زیادہ ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ان میں سے کوئی کپڑا بھی چوتھائی حصہ تک نجس نہیں تو اسے اختیار ہے جس کپڑے سے چاہے نماز پڑھے۔ اس لئے کہ نماز کے لئے مانع میں دونوں برابر ہیں۔[۶] — تبیین

۴۔ مستحب یہ ہے کہ جس کپڑے میں نجاست کم ہو اس میں نماز پڑھے۔ — خلاصہ

۵۔ اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) ایک کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی کے بقدر خون لگا ہے اور اس کے دوسرے کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی سے کم خون لگا ہو تو جس میں خون کم لگا ہو اس میں نماز پڑھے اور اس کا عکس جائز نہیں۔ — تبیین

۶۔ اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) (ا) کسی کے دونوں کپڑوں میں سے ہر ایک میں بقدر چوتھائی کے خون لگا ہو یا ایک کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی سے زیادہ خون لگا ہو مگر کپڑے کی تین چوتھائی (پونے حصہ کے بقدر) تک نہ ہو اور دوسرے کپڑے میں کپڑے کی چوتھائی کے بقدر خون لگا ہو تو دونوں میں سے جس کپڑے میں چاہے نماز پڑھے۔

(ب) اور افضل یہ ہے کہ اس کپڑے میں نماز پڑھے جس میں نجاست کم ہو۔ — تبیین

۷۔ اگر (مذکورہ صورت ۱۰۷/۳ میں) کسی کے ایک کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے۔ اور دوسرے کپڑے کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہے تو جس کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے اس میں نماز پڑھے اور اس کا عکس جائز نہیں۔ — تبیین

۸۔ اگر (کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے) اس کپڑے کی ایک طرف خون لگا ہے اور اس کپڑے میں سے اس قدر حصہ پاک ہے کہ اس سے تہبند باندھ سکتا ہے تو اگر اس نے پاک حصہ سے تہبند باندھے بغیر نماز پڑھی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ پاک کپڑے سے ستر ڈھانکنے پر قادر ہے۔ اور اس صورت میں یہ فرق نہیں کیا گیا کہ (ایک طرف کے ہلنے سے) کپڑے کی دوسری طرف ہلتی ہو یا نہ ہلتی ہو۔ — محیط سرخسی

[۵] حکم نمبر ۱۰۷/۳ تا ۷ کی صورتوں میں اگر کوئی کپڑا اتنا بڑا ہے کہ اس کی پاک طرف سے تہبند بنایا جا سکتا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷/۸ تا ۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نوشتی نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طہارۃ ما یستر بہ العورۃ وغیرہ	حوالہ
۱۰۷ ۹-	ولوکان طرف احدھما یمکنه ان یتزر به فانه یتزر به ویصلی لم یجز الا ذلك سواء کان بحال یتحرك الطرف الاخر او لا یتحرك۔	کذا فی الخلاصة
۱۰-	الاصل فی جنس ھذہ المسائل ان من ابتلی ببلیتین وھما متساویان یأخذ بایھما شاء وان اختلفتا فعلیه ان یختار اھونھما۔	کذا فی البحر الرائق
۱۱-	اذا اشتبه علیه الثوب الطاھر من النجس تحرّی وصلی وان کانت الغلبة للثیاب النجسة۔	کذا فی السراجیة
۱۲-	ولو وقع تحریه علی ثوب وصلے فیه الظھر ثم وقع تحریه علی ثوب اٰخر فصلی فیه العصر فالعصر فاسدة۔	کذا فی الخلاصة
۱۳-	ولوکان معه ثوبان لا یعلم فیھما نجاسة فصلے الظھر فی احدھما ثم صلی العصر فی الاٰخر ثم المغرب فی الاول ثم العشاء فی الثانی ثم رأی فی احدھما نجاسة اکثر من قدر الدرھم ولا یدری ایھما الاول او الثانی فالظھر والمغرب جائزان والعصر والعشاء فاسدان۔	کذا فی الخلاصة
۱۴-	وھذا ومالو صلی الظھر فی الاول بالتحری والعصر فی الثانی وفی الاول المغرب وفی الثانی العشاء سواء۔ ذکرہ الامام السرخسی۔	کذا فی الخلاصة
۱۵-	واذا صلی وھو لابس منديلا او ملاءة واحد طرفیه نجس والطرف الذی فیه النجاسة علی الارض ان کان النجس یتحرك بتحرك المصلی لم تجز صلوٰته وان کان لا یتحرك تجوز صلوٰته۔	کذا فی المحیط
۱۶-	واذا صلے فی ثوب وعندہ انه نجس فلما فرغ من صلوٰته تبین انه	

ـه مطلب یہ ہے کہ حکم نمبر ۷ میں گذرا ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف دو نجس کپڑے ہیں ایک کا چوتھائی حصہ پاک ہے دوسرے کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہے تو وہ اس میں نماز پڑھ لے جس کا چوتھائی حصہ پاک ہے۔ اب حکم نمبر ۹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ دو نجس کپڑوں کی صورت میں اگر ایک کپڑے کی پاک طرف سے تہبند بنا کر ستر ڈھانک سکتا ہے تو اس طرف کا تہبند بنا کر پڑھ لے خواہ یہ کپڑا وہ تھا جس کا ربع پاک تھا یا وہ تھا جس کا ربع سے بھی کم پاک تھا (مترجم) ۲ـه مثلاً زخمی سجدہ کرے تو خون بہہ پڑتا ہے تو وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے کیونکہ

دفعات دستی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۹-	(صرف دو نجس کپڑوں کی صورت میں) اگر ان میں سے ایک کپڑے کی (پاک) طرف سے تہبند بنا کر لپیٹا جا سکتا ہے تو اس طرف کا تہبند بنا کر لپیٹ لے اور اسی میں نماز پڑھے اور اگر اس نے اس ایک طرف سے تہبند باندھے بغیر نماز پڑھی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اس صورت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کپڑے کی دوسری طرف حرکت کرتی ہے یا نہیں[۱]۔	خلاصہ
۱۰-	اس قسم کے مسئلوں میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو (ل) اور دونوں برابر ہوں تو وہ جس مصیبت کو چاہے اختیار کرے۔ (ب) اور اگر وہ دونوں مصیبتیں مختلف ہوں تو آسان کو اختیار کرے[۲]۔	بحر رائق
۱۱-	اگر کسی کو پاک اور نجس کپڑوں میں شبہ پڑ گیا (کہ کونسا پاک ہے اور کونسا ناپاک ہے) تو غور کرے اور ظنِ غالب پر عمل کرے اگرچہ نجس کپڑوں کی تعداد پاک کپڑوں سے زیادہ ہو[۳]۔	سراجیہ
۱۲-	اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے گمانِ غالب میں جو کپڑا پاک قرار پایا اس کے ساتھ اس نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کا گمانِ غالب دوسرے کپڑے کے پاک قرار پانے پر ہوا اور اس دوسرے کپڑے کے ساتھ اس نے عصر کی نماز پڑھی تو اس کی وہ عصر کی نماز صحیح نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۳-	اگر کسی کے پاس دو کپڑے تھے وہ ان دونوں کپڑوں میں نجاست نہیں جانتا تھا اس نے ان میں سے ایک کپڑا پہن کر ظہر کی نماز پڑھی پھر دوسرا کپڑا پہن کر عصر کی نماز پڑھی پھر پہلا کپڑا پہن کر مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر دوسرا کپڑا پہن کر عشاء کی نماز پڑھی پھر اس نے ایک کپڑے میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست دیکھی اور وہ یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے میں ان کپڑوں میں سے پہلے کونسا پہنا تھا اور پھر کونسا پہنا تھا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اس کی نماز ظہر اور مغرب جائز ہوگی اور عصر اور عشاء کی نماز صحیح نہ قرار پائے گی۔	خلاصہ
۱۴-	اس مذکورہ صورت کا حکم اور اس صورت کا حکم برابر ہے جب کہ اس نے ظہر کی نماز سوچ کر اور ظنِ غالب پر عمل کر کے پہلا کپڑا پہن کر پڑھی اور عصر کی نماز دوسرے کپڑے میں پڑھی اور مغرب کی نماز پہلے کپڑے میں پڑھی اور عشا کی نماز دوسرے کپڑے میں پڑھی (یعنی اس صورت میں ظہر اور مغرب کی نماز جائز ہوگی اور عصر اور عشاء کی نماز صحیح نہ قرار پائے گی) اس حکم کو امام سرخسی نے ذکر کیا ہے۔	خلاصہ
۱۵-	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس نے رومال یا چادر پہن رکھی تھی جس کا ایک کنارہ ناپاک تھا اور ناپاک کنارہ زمین پر پڑا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر نمازی کی حرکت سے ناپاک کنارہ حرکت کرتا ہے تو نماز جائز نہیں ہے (ب) اور اگر نمازی کی حرکت سے اس کپڑے کا ناپاک کنارہ حرکت نہیں کرتا تو نماز جائز ہے۔	محیط
۱۶-	اگر کسی نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور وہ اس کے خیال میں ناپاک تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو اُسے	

[۱] بے وضو ہونے سے ترکِ سجدہ ہلکا ہے اور ترکِ سجدہ تو حالتِ اختیار میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ سواری پر نفل اشارے سے درست ہیں تو حالتِ عذر میں ترکِ سجدہ کا مضائقہ نہیں۔ (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) [۳] لیکن اگر مذکورہ صورت میں کپڑوں کی بجائے پاک پانی کے برتنوں اور ناپاک پانی کے برتنوں میں اشتباہ ہو جائے اور ناپاک پانی کے برتن پاک پانی کے برتنوں سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ صفحہ ۲۴۸ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الثانی فی طهارة ما یستر به العورة وغیره	حوالہ
۱۰۷	طاهر تجوز صلوته	كذا في المحيط
۱۷-	اذا كان مع العريان ثوب ديباج وثوب كرباس فيه نجاسة اكثر من قدر الدرهم يصلي في الديباج	كذا في الخلاصة
۱۸-	المصلي اذا رأى على ثوبه نجاسة هي اقل من قدر الدرهم ان كان في الوقت سعة فالافضل ان يغسل الثوب ويستقبل الصلوٰة۔ وان كان تفوته الصلوٰة بجماعة ويجد في موضع آخر فكذلك۔	
	وان خاف ان لا يجد الجماعة او يفوته الوقت مضى على صلوته	كذا في الذخيرة
۱۹-	هذا اذا كان في الصلوٰة وان لم يكن فيها لكن انتهى الى القوم وهم في الصلوٰة وهو يخشى ان غسله تفوته الجماعة۔ احبّ الىّ ان يدخل في الصلوٰة ولا يغسله۔	كذا في الخلاصة
۲۰-	ان وجد في ثوبه نجاسة مغلظة اكثر من قدر الدرهم ولا يدري متى اصابته لا يعيد شيئاً من صلوته بالاجماع وهو الاصح	كذا في محيط السرخسي والجوهرة النيرة
۲۱-	ولو رأى في ثوب امامه نجاسة اقل من قدر الدرهم فان كان مذهب المقتدي ان النجاسة القليلة لا تمنع الصلوٰة ومذهب الامام انها تمنع فصلى الامام وهو لا يعلم جازت صلوٰة المقتدي ولا تجوز صلوٰة الامام وان كان مذهبهما على العكس فحكمهما على العكس	كذا في فتاوی قاضیخان في باب النجاسات
۲۲-	قال نصير رح وبه نأخذ۔	كذا في الذخيرة
۲۳-	النجاسة لو كانت على خفين وعلى الثوب وكل واحدة منها اقل من قدر الدرهم لكن لو جمع بينهما صارتا اكثر من قدر الدرهم يجمع ويمنع جواز الصلوٰة۔	
	وكذا لو كانت في ثوب المصلي في مواضع	كذا في الخلاصة
۲۴-	ولو صلى في ثوب ذي طاق واحد كالقميص ونحوه وعليه نجاسة اقل من قدر الدرهم قد نفذت النجاسة الى الجانب الآخر فلو جمعتا تكونان	

ـــــــــــــــــــ

۱؎ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر مقتدی کے مذہب میں یہ ہے کہ نجاست غلیظ تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع ہے اور امام کے مذہب میں نجاست تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے اور امام کی نماز جائز ہے۔ (مترجم) ۲؎ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کے ایک کپڑے پر

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷	معلوم ہوا کہ وہ کپڑا پاک ہے تو اس کی نماز جائز ہوگی۔	محیط
۱۷-	اگر کسی ننگے کے پاس ایک (پاک) ریشمی کپڑا ہے اور اس کے پاس ایک سوتی کپڑا ہے جس میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست لگی ہوئی ہے تو وہ ریشمی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔	خلاصہ
۱۸-	اگر کسی نماز پڑھنے والے نے (نماز کے دوران) اپنے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاست دیکھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اس کپڑے کی نجاست والی جگہ کو دھولے اور وہ نماز شروع سے پھر پڑھے (ب) اگر نماز کے وقت میں تو گنجائش ہے مگر کپڑا دھوئے تو اس کی جماعت فوت ہوتی ہے البتہ اسے کسی دوسری جگہ جماعت مل سکتی ہے تب بھی اس کے لئے یہی حکم (مذکورہ ۱۸/ا/۱۰۷) ہے۔ (ج) اور اگر اسے یہ ڈر ہے کہ وہ کپڑا دھونے میں لگ گیا تو پھر جماعت کہیں نہیں مل سکے گی یا نماز کا وقت ہی جاتا رہے گا تو وہ اس کپڑے میں نماز پڑھتا رہے۔	ذخیرہ
۱۹	یہ حکم (مذکورہ ۱۸/ا/۱۰۷) اس صورت میں ہے جب وہ نماز میں ہو اور اگر وہ نماز میں نہیں لیکن جماعت کے قریب پہنچ گیا اور جماعت کھڑی ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر وہ کپڑا دھونے میں لگ گیا تو اسے جماعت نہیں مل سکے گی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ نماز میں شامل ہو جائے اور اس (قدرِ درہم سے کم نجاست) کو نہ دھوئے۔	خلاصہ
۲۰-	اگر کسی نے اپنے کپڑے میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاستِ غلیظہ لگی ہوئی دیکھی اور اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اسے یہ نجاست کب سے لگی ہے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ (سابقہ پڑھی ہوئی) کسی نماز کا اعادہ نہ کرے۔ اس حکم پر فقہاء کا اجماع ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی، جوہرہ نیرہ
۲۱-	اگر کسی نے امام کے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاستِ غلیظہ لگی ہوئی دیکھی تو اگر مقتدی کے مذہب میں یہ ہو کہ نجاستِ غلیظہ تھوڑی ہو تو نماز کے لئے مانع نہیں ہے اور امام کا مذہب یہ ہو کہ نجاستِ غلیظہ تھوڑی ہو تب بھی نماز کے لئے مانع ہے اور اس کے باوجود امام نے بے خبری میں اس کپڑے میں نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز جائز ہے اور امام کی نماز جائز نہیں ہے۔ اگر مقتدی اور امام کا مذہب اس (مذکورہ صورت) کے برعکس ہے تو اس کا حکم بھی برعکس ہے	قاضیخان
۲۲-	حضرت نصیرؒ کا قول ہے کہ ہم اس (مذکورہ) حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	ذخیرہ
۲۳-	(ا) اگر کسی کے موزوں پر اور کپڑے پر نجاست (غلیظہ) لگی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں قدرِ درہم سے کم نجاست لگی ہے لیکن اگر دونوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جائیں تو ان دونوں نجاستوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور اس سے نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کپڑے میں کئی جگہ پر نجاست لگی ہو	خلاصہ
۲۴-	اگر کسی نے ایک تہ والے کپڑے میں نماز پڑھی مثلاً قمیص وغیرہ اور اس پر نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے کم لگی ہے اور وہ نجاست کپڑے کی دوسری طرف پھوٹ نکلی ہے۔ اگر دونوں طرفوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ	

متفرق جگہ نجاستِ غلیظہ لگی ہے۔ ان نجاستوں میں سے ہر ایک قدرِ درہم سے کم ہے لیکن اگر وہ سب نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو ان نجاستوں کو جمع کیا جائے گا اور ان کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔ اور اگر مذکورہ حالت نمازی کے دو کپڑوں کی صورت میں ہے تو اس کے لئے حکم نمبر ۲۵/۱۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ　الفصل الثانی فی طهارة مایستربه العورة وغیرہٗ	حوالہ
۱۰۷	اکثر من قدر الدرهم لا تمنع جواز الصلوٰة فی قولهم. ولیست کالنجاسة المتفرقة فی ثوب واحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۲۵	ولو صلی فی ثوبین علی کل واحد منهما نجاسة اقل من قدر الدرهم ولو جمعت تکونان اکثر من قدر الدرهم فانه یجمع بینهما ویمنع جواز الصلوٰة -	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۲۶	ولو صلی فی ثوب ذی طاقین فاصابت النجاسة احد الطاقین ونفذت الی الآخر علی قول ابی یوسف رح هو کثوب واحد لا تمنع جواز الصلوٰة وعلی قول محمد رح تمنع	
	وقول ابو یوسف رح اوسع وقول محمد رح احوط	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۲۷	ولو صلی ومعه درهم تنجس جانباه المختار انه لا یمنع الجواز	کذا فی الخلاصة
-۲۸	وهو الصحیح لان الکل درهم واحد.	هکذا فی فتاوی قاضیخان
-۲۹	اذا کان موضع انفه نجسا وموضع جبهته طاهرا تجوز صلوته بلا خلاف	
	وکذلک اذا کان موضع انفه طاهرا وموضع جبهته نجسا وسجد علی انفه تجوز صلوته بلا خلاف	
	وان کان موضع انفه وجبهته نجسا ذکر الزندویستی رح فی نظمه قال ابو حنیفة رح یسجد علی انفه دون جبهته وتجوز صلوته وان لم یکن بجبهته عذر	
	وعندهما رح لا تجوز صلوته الا اذا کان بجبهته عذر.	کذا فی المحیط
	وان سجد بهما لا یجوز علی الاصح.	هکذا فی محیط السرخسی
-۳۰	وان کانت النجاسة تحت قدمی المصلی منع الصلوٰة	کذا فی الوجیز للکردری
-۳۱	ولا یفترق الحال بین ان یکون جمیع موضع القدمین نجسا وبین ان یکون موضع الاصابع نجسا.	کذا فی المحیط

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷	ہو جاتی ہیں تو فقہاء رح کے قول کے مطابق وہ نجاست نماز کے لئے مانع نہیں ہوگی اور اس صورت کا حکم اس نجاست کے حکم (مذکورہ $\frac{۲۳ ب}{۱۰۷}$) کی طرح نہیں ہے جو ایک کپڑے میں متفرق جگہ پر ہو۔	قاضیخان
۲۵۔	اگر کسی نے دو کپڑوں میں نماز پڑھی ہر ایک میں نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے کم لگی ہے اور اگر دونوں کی نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں ان دونوں کپڑوں کی نجاستوں کو جمع کیا جائے گا اور اس نجاست کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان
۲۶۔	اگر کسی نے دو تہہ والے کپڑے میں نماز پڑھی۔ اس کپڑے کی ایک تہہ میں نجاست لگی اور دوسری تہہ تک پھوٹ نکلی تو (ل) امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ ایک کپڑے کے حکم میں ہے (اگر نجاستِ غلیظہ ایک طرف قدرِ درہم سے کم ہے تو) اس کی وجہ سے نماز منع نہ ہوگی (ب) اور امام محمد رح کے ہاں (وہ دو کپڑوں کے حکم میں ہے۔ اگر دونوں کی نجاستوں کا مجموعہ قدرِ درہم سے زیادہ ہو گیا تو) اس کی وجہ سے نماز منع ہوگی۔ (ج) امام ابو یوسف رح کے قول میں آسانی زیادہ ہے اور امام محمد رح کے قول میں احتیاط زیادہ ہے۔	قاضیخان
۲۷۔	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسا درہم تھا جس کی دونوں طرفیں نجس تھیں تو مختار حکم یہ ہے کہ نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۲۸۔	اور یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ وہ کل ایک درہم ہے۔	قاضیخان
۲۹۔	(ل) اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ ناپاک ہے اور ماتھا رکھنے کی جگہ پاک ہے تو اس کی نماز جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ب) اسی طرح اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ پاک ہے اور پیشانی رکھنے کی جگہ ناپاک ہے اور اس نے ناک سے ہی سجدہ کیا تو اس کی نماز جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں (ج) اور اگر کسی نمازی کے ناک رکھنے کی جگہ اور ماتھا رکھنے کی جگہ دونوں جگہیں ناپاک ہیں تو اس کا حکم حضرت زندویسی رح نے اپنی نظم میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ناک سے سجدہ کرے پیشانی سے سجدہ نہ کرے اور اس کی نماز جائز ہوگی خواہ اس کی پیشانی میں کوئی عذر نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں اس صورت میں اس کی نماز جائز نہ ہوگی لیکن اگر اس کی پیشانی میں کوئی عذر ہو تو اس کی نماز جائز ہوگی (د) اگر اس صورتِ مذکورہ $\frac{۲۹ ج}{۱۰۷}$ میں اس نے ناک اور پیشانی دونوں پر سجدہ کیا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	محیط محیط سرخسی
۳۰۔	اگر کسی نمازی کے دونوں پاؤں تلے نجاست ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔[۱]	وجیز
۳۱۔	اور مذکورہ صورت میں اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کہ دونوں پاؤں کی تمام جگہ ناپاک ہو یا صرف پاؤں کی انگلیوں کی جگہ ناپاک ہو۔	محیط

[۱] کیونکہ دونوں پاؤں کی جگہ کی طہارت امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین رح کے نزدیک شرط ہے (اردو حاشیہ ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طهارة ما یستر بالعورة وغیره	حوالہ
۱۰۷ ۳۲-	واذا كان موضع احدى القدمين طاهرا وموضع الاخرى نجسا فوضع قدميه اختلف المشائخ فيه. الاصح انه لا تجوز صلوته فان وضع احدى القدمين التى موضعها طاهر ورفع القدم الاخرى التى موضعها نجس وصلى فان صلوته جائزة	كذا فى المحيط
۳۳-	وان كانت النجاسة تحت يديه او ركبتيه فى حالة السجود لم تفسد صلوته فى ظاهر الرواية[1]	
	واختار ابو الليث رح انها تفسد وصححه فى العيون	كذا فى السراج الوهاج
۳۴-	اذا صلى على مكان طاهر وسجد عليه الا انه اذا سجد تقع ثيابه على ارض نجسة يابسة او ثوب نجس جازت صلوته	كذا فى المحيط
۳۵-	ان كانت النجاسة تحت كل قدم اقل من قدر الدرهم ولو جمعت تصير اكثر من قدر الدرهم فانها تجمع وتمنع جواز الصلوٰة	كذا فى فتاوى قاضيخان فى فصل النجاسة التى تصيب الثوب
۳۶-	وفى المضمرات هو المختار-	مضمرات
۳۷-	وفى الفتاوى العتابية وكذا يجمع نجاسة موضع السجود وموضع القدم	كذا فى التاتارخانية
۳۸-	واذا كان فى ثوب المصلى اقل من قدر الدرهم وتحت قدميه اقل من قدر الدرهم لكن لو جمع يبلغ اكثر من قدر الدرهم لا يجمع	كذا فى الخلاصة
۳۹-	اذا قام المصلى على مكان طاهر ثم تحول الى مكان نجس ثم عاد الى الاول ان لم يمكث على النجاسة مقدار ما يمكنه فيه اداء ادنى ركن جازت صلوته والا فلا-	كذا فى فتاوى قاضيخان فى فصل النجاسة التى تصيب الثوب او المكان
۴۰-	ولو افتتح الصلوٰة على مكان نجس ثم انتقل الى مكان طاهر لا يصير شارعا فى الصلوٰة	كذا فى الخلاصة
۴۱-	ولو صلى على الدابة وعلى سرجها نجاسة مثل الدم والعذرة اكثر من قدر الدرهم فصلوته فاسدة	
	والصحيح انه يجزيه-	كذا فى محيط السرخسى
۴۲-	ولو صلى على بساط وفى ناحية منه نجاسة ان لم تكن فى موضع قدميه ولا فى موضع سجوده لا تمنع اداء الصلوٰة سواء كان البساط كبيرا او صغيرا بحيث لو حرك احد طرفيه يتحرك الطرف الاخر هو المختار-	كذا فى الخلاصة فى الفصل الرابع فى مسح الرأس هكذا فى السراج الوهاج
۴۳-	وكذا الثوب والحصير-	

[1] چنانچہ حاشیہ البحر الرائق اور رد المحتار میں ہے کہ سجدہ کی حالت میں ہاتھوں اور گھٹنوں کی جگہوں کا پاک ہونا اس صورت میں ضروری نہیں ہے جب کہ سجدہ ان پر رکھے بغیر کرے (جیسا کہ بموجب ۱۲۶/۱۱۷ میں ان کے رکھے بغیر سجدہ ہو جاتا ہے) اور اگر انہیں سجدہ میں رکھے تو انکی طہارت ضروری ہے اس لئے کہ نماز میں کسی عضو کا رکھنا فرض نہ بھی

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۳۲-	(ا) اگر کسی نمازی کے ایک پاؤں کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پاؤں کی جگہ ناپاک ہو اور اس نے دونوں پاؤں رکھے تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اگر اس نے وہ پاؤں رکھا جس کی جگہ پاک ہے اور وہ پاؤں اٹھا لیا جس کی جگہ ناپاک ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	محیط
۳۳-	اگر کسی نمازی کے سجدہ کی حالت میں ہاتھوں یا گھٹنوں کے نیچے نجاست ہو تو (ا) ظاہر روایت کی رُو سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور فقیہ ابواللیث رح نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس حکم کو عیون میں صحیح کہا ہے۔	سراج وہاج
۳۴-	کسی نمازی نے پاک جگہ پر نماز پڑھی اور سجدہ کیا مگر سجدہ کرتے وقت اس کے کپڑے ایسی زمین پر پڑتے ہیں جو ناپاک ہے اور خشک ہے یا اس کے کپڑے ناپاک کپڑے پر پڑتے ہیں تو اس صورت میں اس کی نماز جائز ہے	محیط
۳۵-	اگر کسی نمازی کے ہر پاؤں کے نیچے قدرِ درہم سے کم نجاست ہے اور اگر جمع کی جائے تو نجاستِ غلیظہ قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں وہ نجاستیں جمع کی جائیں گی اور ان کی وجہ سے نماز جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان
۳۶-	مضمرات میں لکھا ہے کہ یہی حکم (مذکورہ $\frac{۳۵}{۱۰۷}$) مختار ہے۔	مضمرات
۳۷-	اور فتاویٰ عتابیہ میں لکھا ہے کہ اسی طرح سجدہ کی جگہ اور پاؤں کی جگہ کی نجاستیں جمع کی جائیں گی۔	تتارخانیہ
۳۸-	اگر کسی نمازی کے کپڑے میں قدرِ درہم سے کم نجاستِ غلیظہ لگی ہے اور اس کے دونوں پاؤں کے نیچے بھی قدرِ درہم سے کم نجاست لگی ہے لیکن اگر دونوں نجاستیں جمع کی جائیں تو قدرِ درہم سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں جمع نہ کی جائیگی	خلاصہ
۳۹-	اگر نمازی پاک جگہ پر کھڑا ہوا پھر (نماز میں ہی) ناپاک جگہ کی طرف ہو گیا۔ پھر پہلی پاک جگہ پر آ گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ناپاک جگہ میں اتنی دیر نہیں ٹھہرا جتنی دیر میں نماز کا کوئی چھوٹا رکن ادا ہو سکتا ہو تو اس کی نماز جائز ہے اور اگر ناپاک جگہ میں اتنی دیر ٹھہرا جتنی دیر میں نماز کا کوئی چھوٹا رکن ادا ہو سکتا ہے تو پھر اس کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۰-	اگر کسی نے ناپاک جگہ نماز شروع کی پھر پاک جگہ کی طرف ہو گیا تو اس کی نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔	خلاصہ
۴۱-	(ا) اگر کسی نے جانور کی پیٹھ پر نماز پڑھی اور اس کی زین پر خون یا گندگی کی مانند قدرِ درہم سے زیادہ نجاستِ غلیظہ تھی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز کے جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گی۔	محیط سرخسی
۴۲-	اگر کسی نے ایسے بچھونے پر نماز پڑھی جس کے ایک کنارے پر نجاست تھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس کے دونوں پاؤں اور سجدے کی جگہ میں نجاست نہ تھی تو نماز جائز ہے خواہ بچھونا بڑا ہو یا ایسا چھوٹا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو۔ یہی حکم مختار ہے[ع]	خلاصہ
۴۳-	اور یہی حکم (مذکورہ حکم) کپڑے اور چٹائی کا ہے۔	سراج وہاج

ع جب اسے نجاست متصل ہو گئی تو وہ بمنزلہ نجاست اٹھانے کے ہے جیسا کہ حاشیہ بحر الرائق میں ہے کہ وھو یفید ان عدم اشتراط طھارۃ مکان الیدین والرکبتین اذا لم یضعھما اما ان وضعھما اشترطت فلیحفظ ھذا کذا فی فتح القدیر الخ لان اتصال العضو بالنجاسۃ بمنزلۃ حملھا وان کان وضع ذلک العضو لیس بفرض الخ حاشیۃ البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۷ وھکذا فی رد المختار ج ۱ ص ۳۷۴ (مترجم) نیز یہ حاشیہ ص ۳۵۲ میں ملاحظہ ہو)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی طہارۃ ما یستر بہ العورۃ وغیرہ	حوالہ
۱۰۷ ۴۴-	وفی الحجۃ البساط اذا اصابتہ نجاسۃ ولا یدری فی ای موضع ہی فانہ یجوز ان یتحری فیصلی فی الموضع الذی یطمئن قلبہ انہ طاہر۔	کذا فی التتارخانیۃ
۴۵-	ولو کانت النجاسۃ علی بطانۃ مصلاہ او فی حشوہا جازت الصلوٰۃ علیہا اذا لم یکن احدہما مخیطا علی صاحبہ ولا مضربا۔	ہکذا فی محیط السرخسی
۴۶-	وان کان احدہما مخیطا علی صاحبہ یجوز علی قول محمد رح لانہ بالخیاطۃ والتضریب لم یصر ثوبا واحدا۔	
	وعند ابی یوسف رح لا یجوز۔	ہکذا فی محیط السرخسی
۴۷-	وقول ابی یوسف رح اقرب الی الاحتیاط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۸-	ولو کانت النجاسۃ رطبۃ فالقی علیہا ثوبا وصلی ان کان ثوبا یمکن ان یجعل من عرضہ ثوبان کالنہالی یجوز عند محمد رح وان کان لا یمکن لا یجوز	کذا فی الخلاصۃ
۴۹-	وان کانت یابسۃ جازت اذا کان یصلح ساترا۔	کذا فی الخلاصۃ
۵۰-	وفی الفتاوی اذا ثنی ثوبہ والاعلی طاہر دون الاسفل یجوز۔	کذا فی السراج الوہاج و شرح المنیۃ لابن امیر الحاج ناقلا عن المبتغی
۵۱-	ولو قام علی النجاسۃ وفی رجلیہ نعلان او جوربان لم تجز صلوٰتہ	کذا فی محیط السرخسی
۵۲-	ولو خلع نعلیہ وقام علیہما جاز سواء کان ما یلی الارض منہ نجسا او طاہرا اذا کان ما یلی القدم طاہرا۔	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۵۳-	والآجر اذا کان احد وجہیہا نجسا فقام علی الوجہ الطاہر وصلی جاز مفروشۃ کانت او موضوعۃ	ہکذا فی فتاوی قاضیخان
۵۴-	واذا صلی علی حجر الرحی او علی باب او بساط غلیظ او علی مکعب ظاہرہ طاہر وباطنہ نجس یجوز عند محمد رح وبہ کان یفتی الشیخ ابو بکر الاسکاف رح وہو الاشبہ بالترجیح۔	ہکذا فی شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج۔ ہکذا فی المحیط
۵۵-	وکذا اللبد	
۵۶-	وکذا الخشب اذا کان غلظہ بحیث یقبل القطع	ہکذا فی الخلاصۃ
۵۷-	اذا اراد ان یصلی علی ارض علیہا نجاسۃ فکبسہا بالتراب ینظر ان	

(بقیہ حاشیہ ۲۵۱ ص) ایسی قدموں اور سجدہ کی جگہ کے علاوہ مثلاً بچھونا ... گھٹنوں کی جگہ کا ذکر نہیں ہے اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۱۰۷ اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱]

نہالی جیسے دوتہی اور دوہرا کھیس وغیرہ (مترجم) [۲] کپڑے کی دوتہوں کے درمیان نجاست ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۵/۱۰۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷ ۴۴۔	حجہ میں ہے کہ اگر بچھونے پر نجاست لگ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ غور کرے اور گمانِ غالب میں جس جگہ کے پاک ہونے کے متعلق اس کا دل مطمئن ہو اس میں نماز پڑھے۔	تتارخانیہ
۴۵۔	اگر کسی مصلّٰی (جائے نماز) کے استر پر یا اس کے درمیان میں نجاست ہو تو اس پر نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ استر یا درمیانی حصہ اور اوپر کا چھاڑ، ایک دوسرے سے سلا ہوا اور جڑا ہوا نہ ہو۔	محیط سرخسی
۴۶۔	اور اگر (صورت مذکورہ میں) وہ ایک دوسرے سے سلے ہوئے اور جڑے ہوں (ل) تو امام محمد رح کے ہاں اس پر نماز جائز ہے اس لئے کہ وہ سل جانے اور مل جانے کی وجہ سے ایک کپڑا نہیں ہو جاتا۔ (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں اس پر نماز جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۴۷۔	اور حضرت امام ابو یوسف رح کا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔	قاضیخان
۴۸۔	اگر کسی جگہ پر نجاست تھی کسی نے اس پر کپڑا ڈال کر نماز پڑھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر وہ کپڑا ایسا ہے کہ اس کے عرض سے دو کپڑے بن سکتے ہیں جیسا کہ نہالی سے بن سکتے ہیں تو امام محمد رح کے ہاں نماز جائز ہے (ب) اور اگر اس کپڑے کے عرض سے دو کپڑے نہیں بن سکتے تو پھر اس پر نماز جائز نہیں۔	خلاصہ
۴۹۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ نجاست خشک تھی اور اس پر جب کپڑا ڈالا وہ نجاست چھپانے کی صلاحیت رکھتا تھا تو اس پر نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵۰۔	فتاویٰ میں ہے کہ اگر کسی نے کپڑے کو دوہرا کر لیا اور اس کپڑے کی اوپر کی تہ پاک ہے نیچے کی تہ ناپاک ہے تو اس پر نماز جائز ہے۔	سراج وہاج بشرح منیہ
۵۱۔	اگر کوئی شخص نجاست پر کھڑا ہوا اور وہ پاؤں میں جوتے یا جرابیں پہنے ہوئے ہے تو نماز جائز نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۵۲۔	اور اگر کسی نے جوتے اتار دئے اور ان پر کھڑا ہو گیا تو جوتوں کے اوپر کی جانب جو پاؤں سے ملتی ہے اگر پاک ہے تو نماز جائز ہے خواہ جوتوں کے نیچے کی جانب جو زمین سے ملتی ہے پاک ہو یا ناپاک ہو۔	قاضیخان
۵۳۔	پکی اینٹیں جن کی ایک طرف ناپاک ہو تو کوئی شخص ان کی دوسری طرف پر جو پاک ہے کھڑا ہوا اور نماز پڑھی تو جائز ہے خواہ ان اینٹوں کا فرش بنا ہو یا وہ زمین پر ویسے ہی رکھی ہوں۔	قاضیخان
۵۴۔	اگر کسی نے چکی کے پتھر پر نماز پڑھی یا دروازے (کے تختہ پر) یا موٹے بچھونے پر یا مکعب[۵۳] پر نماز پڑھی جو اوپر سے پاک ہے اور نیچے سے ناپاک ہے تو امام محمد رح کے ہاں نماز جائز ہوگی۔ اور شیخ ابوبکر اسکاف رح اسی حکم پر فتویٰ دیتے تھے اور یہی حکم تر جیح کے مشابہ ہے۔	شرح منیۃ المصلی
۵۵۔	اور یہی (مذکورہ) حکم نمدے کا ہے[۵۴]۔	محیط
۵۶۔	اور یہی حکم مذکورہ (۵۴/۱۰۷) اس لکڑی کا ہے جس کی موٹائی اتنی ہو کہ موٹائی کی طرف سے چر سکے۔	خلاصہ
۵۷۔	کسی شخص نے ناپاک زمین پر نماز پڑھنا چاہی تو اس نے اس نجاست کو مٹی سے چھپا دیا تو اس کا حکم یہ ہے	

[۵۳] مکعب چھ سطحوں والے جسم کو کہتے ہیں۔ (مترجم) [۵۴] اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر نمدہ اوپر سے پاک ہے اور اندر سے ناپاک ہے۔ کسی نے اس نمدے پر نماز پڑھی تو امام محمد رح اور شیخ ابوبکر اسکاف رح کے ہاں اس پر نماز جائز ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ ومما یتصل بذلک مسائل	حوالہ
۱۰۷	کان التراب قلیلا بحیث لو استشمه یجد رائحة النجاسة لایجوز وان کان کثیرا لایجد الرائحة یجوز۔	هکذا فی التاتارخانیة
۵۸-	اذا کان علی الثوب المبسوط نجاسة وفرش علیه التراب لایجوز۔	هکذا فی السراج الوهاج
۵۹-	ولو بسط کمه علی موضع النجاسة وسجد علیه الصحیح انه لایجوز۔	هکذا فی التاتارخانیة
۶۰-	ولو صلی فی جبة محشوة فوجد فی حشوها بعد الفراغ فأرة میتة یابسة ان کان للجبة ثقب او خرق اعاد صلوٰة ثلاثة ایام۔ وان لم یکن اعاد جمیع ما صلی فی تلک الجبة۔	کذا فی السراج الوهاج

۱۰۸- ممایتصل بذلک مسائل   تعداد شق ۱۳

	(ومما یتصل بذلک مسائل)	
۱-	اذا صلی وفی کمه بیضة مذرة قد حال محها دما جازت صلوٰته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲-	وکذا البیضة التی فیها فرخ میت	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳-	فی النصاب رجل صلی وفی کمه قارورة فیها بول لاتجوز الصلوٰة سواء کانت ممتلئة اولم تکن لان هذا لیس فی مظانه ومعدنه بخلاف البیضة المذرة لانه فی معدنه ومظانه وعلیه الفتوی۔	کذا فی المضمرات
۴-	ولو صلی والشهید علی عاتقه وعلی ثوبه دم کثیر تجوز صلوٰته	کذا فی الخلاصة
۵-	ولو کان ثوب الشهید علی عاتقه دون الشهید لاتجوز	کذا فی الخلاصة
۶-	رجل دخل فی الصلوٰة وفی کمه فرخة حیة فلما فرغ من صلوٰته رآها میتة فان کان غالب ظنه انها ماتت فی صلوٰته تجب اعادة الصلوٰة وان لم یکن غالب ظنه ذلک بان کان مشکلا لاتجب علیه الاعادة	کذا فی الخلاصة
۷-	اعاد سنه جازت صلوٰته وان زاد علی قدر الدرهم - لاخلاف بین علمائنا علی ظاهر المذهب وهو الصحیح لان سن الآدمی طاهر	هکذا فی الکافی
۸-	ولو صلی وفی عنقه قلادة فیها سن کلب او ذئب تجوز صلوٰته۔	کذا فی فتاوی قاضیخان

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — دوسری فصل ستر ڈھانکنے والی چیزوں وغیرہ کی طہارت کے احکام کے بیان	حوالہ
۱۰۷	کر دیکھیں گے (ل) اگر اس زمین پر مٹی اتنی تھوڑی ہے کہ اگر اسے سونگھے تو نجاست کی بُو پاتا ہے تو اس زمین پر نماز جائز نہیں ہے (ب) اور اگر اس زمین پر مٹی اتنی زیادہ ہے کہ سونگھے تو نجاست کی بُو نہیں پاتا تو اس زمین پر نماز جائز ہے۔	تتارخانیہ
۵۸-	اگر بچھے ہوئے کپڑے پر نجاست تھی کسی نے اس پر مٹی بچھا کر نماز پڑھی تو یہ جائز نہیں ہے۔	سراج وہاج
۵۹-	اگر کسی نے نجاست کی جگہ پر اپنی آستین بچھا کر اس پر سجدہ کر لیا تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۶۰-	اگر کسی نے ایسا جبہ پہن کر نماز پڑھی جو جبہ اندر سے بھرا ہوا تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو جبہ کے اندر بھرا ند میں مرا ہوا چوہا پایا جو سوکھ چکا تھا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھیں گے (ل) اگر اس جبہ میں سوراخ یا پھٹن تھی تو تین دن کی نمازیں لوٹائے گا۔ (ب) اور اگر جبہ میں کوئی سوراخ یا پھٹن نہ تھی تو جتنی نمازیں اس جبہ کے ساتھ پڑھی ہیں وہ سب لوٹائے۔	سراج وہاج
۱۰۸-	**اس فصل سے ملتے جلتے مزید مسائل۔** اور اس میں ۱۳ شقیں ہیں۔	
	اور ان مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل یہ ہیں۔	
۱-	کسی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں گندا انڈہ ہے جس کی زردی خون بن چکی ہے تو نماز جائز ہے۔	قاضیخان
۲-	اسی طرح اس انڈے کے ساتھ بھی نماز جائز ہے جس میں مرا ہوا بچہ ہو۔	قاضیخان
۳-	نصاب میں ہے اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں شیشی ہے جس میں پیشاب ہے تو نماز جائز نہ ہوگی خواہ وہ بھری ہوئی ہو یا بھری ہوئی نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ پیشاب اپنی اصل جگہ اور منبع پر نہیں ہے۔ اور انڈے کا حکم اس لئے اس کے خلاف ہے کہ اس کی وہ نجاست اپنے منبع اور اصل جگہ پر ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	مضمرات
۴-	اگر کسی نے نماز پڑھی اور شہید اس کے کندھے پر ہے اور شہید کے کپڑوں پر بہت سا خون لگا ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۵-	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے کندھوں پر شہید کے کپڑے ہوں (جن کپڑوں پر شہید کا بہت سا خون لگا ہے) اور خود شہید اس کے کندھوں پر نہ ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	خلاصہ
۶-	کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کی آستین میں کسی پرندے کا زندہ بچہ تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو اسے مردہ پایا تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ بچہ نماز کے اندر مرا ہے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس کا غالب گمان ایسا نہ ہو یا شک ہو تو اس پر اس نماز کا لوٹانا واجب نہ ہوگا۔	خلاصہ
۷-	کسی نے اکھڑے ہوئے دانت کو پھر منہ میں رکھ لیا تو اس کی نماز جائز ہے اگرچہ وہ دانت قدر درہم سے زیادہ ہو۔ اس حکم میں ظاہر مذہب کے بموجب ہمارے علماء میں اختلاف نہیں اور یہی حکم صحیح ہے اس لئے کہ آدمی کے دانت پاک ہیں۔	کافی
۸-	اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کی گردن میں ہار تھا جس میں کتے یا بھیڑئیے کے دانت تھے تو اس کی نماز جائز ہے	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ ومما یتصل بذلک مسائل	حوالہ
١٠٨ ۔٩	اذا صلی ومعہ فأرۃ او ھرّۃ او حیّۃ تجوز صلوٰتہ وقد اساء وکذا کل ما یجوز التوضؤ بسؤرہ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۔١٠	وان کان فی کمہ ثعلب او جرو کلب او خنزیر لا تجوز صلوٰتہ لان سؤرہ نجس۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۔١١	اذا وضع فی حجر المصلی الصبی الغیر المستمسک وعلیہ نجاسۃ مانعۃ ان لم یمکث قدر ما امکنہ اداء رکن لا تفسد صلوٰتہ وان مکث تفسد۔ بخلاف ما لو استمسک وان طال مکثہ۔	ھکذا فی الخلاصۃ وفتح القدیر
۔١٢	وکذا الحمامۃ المتنجسۃ اذا جلست علیہ۔	ھکذا فی الخلاصۃ وفتح القدیر
۔١٣	وکذا الجنب والمحدث اذا حملہ المصلی جازت صلوٰتہ	کذا فی السراج الوھّاج
۔١٠٩	**تکرہ الصلوٰۃ فی تسع مواطن** تعداد شق ۵	
۔١	(وتکرہ الصلوٰۃ فی تسع مواطن) فی قوارع الطریق ومعاطن الابل والمزبلۃ والمجزرۃ والمخرج والمغتسل والحمام والمقبرۃ وسطح الکعبۃ۔	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۔٢	ولا بأس بالصلوٰۃ والسجود علی الحشیش والحصیر والبساط والبواری	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۔٣	ولو کان الثوب المتنجس معلقا فوق رأسہ اذا قام المصلی یصیر علی کتفہ فصلی رکنا معہ تفسد صلوٰتہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۔٤	وکذا لو وضع علیہ قباء نجس۔	ھکذا فی الخلاصۃ

ل کیونکہ اگر وہ بچہ نمازی کے تھامنے کا محتاج ہے تو گویا نمازی نے اسے اٹھایا ہوا ہے (مترجم) ٢ اس لئے کہ حدث اور جنابت کی نجاست محدث اور جنبی کی طرف منسوب ہوگی نمازی حامل نجاست نہیں ہوگا اور ان کی نجاست بھی حقیقی نہیں حکمی ہے ماخوذ از ردالمختار ج ١ ص ٢٤٢ (مترجم) ٣ عام گذرگاہ کا مفہوم ہے کہ جہاں سامنے سے کسی کے گذرنے کا گمان غالب ہو (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸ ۹۔	(الف) کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس چوہا۔ بلی یا سانپ تھا تو اس کی نماز جائز ہے البتہ اس نے گناہ کیا ہے۔ (ب) اور یہی حکم ان سب جانوروں کو پاس رکھ کر نماز پڑھنے کا ہے جن کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے،	قاضیخان
۱۰۔	(کسی نے نماز پڑھی) اور اس کی آستین میں لومڑی ہو یا کتے یا خنزیر کا پلا ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ ان جانوروں کا جھوٹا پانی نجس ہے۔	قاضیخان
۱۱۔	(الف) اگر کسی نمازی کی گود میں آدمی کا ایسا بچہ رکھا گیا جو خود سنبھلنے کے قابل نہیں[1]۔ اور بچے پر ایسی نجاست لگی ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ بچہ اس کی گود میں اتنی دیر نہیں رہا جتنی دیر میں وہ نماز کا کوئی رکن ادا کر سکے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی (۲) اور اگر وہ بچہ اس کی گود میں اتنی دیر ٹھہرا رہا جتنی دیر میں نماز کا کوئی رکن ادا ہو سکتا ہے تو پھر اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ب) اور اگر نمازی کی گود میں ایسا بچہ آ گیا جو خود سنبھلنے کے قابل ہے تو اس سے اس کی نماز نہ ٹوٹے گی خواہ وہ بچہ اس کی گود میں زیادہ دیر ٹھہرا رہا۔	خلاصہ فتح القدیر
۱۲۔	اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ نمازی پر کوئی ایسا کبوتر آ کر بیٹھ گیا جس پر ایسی نجاست لگی ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی تو اس کبوتر کے خود بیٹھ جانے کی وجہ سے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی خواہ وہ کبوتر اس پر زیادہ دیر ٹھہرا رہے۔	خلاصہ، فتح القدیر
۱۳۔	اسی طرح اگر نمازی نے نماز کے دوران جنبی یا بے وضو کو اٹھایا تو اس کی نماز جائز رہے گی[2]۔	سراج وہاج
۱۰۹۔	**نو جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔** اس میں ۵ شقیں ہیں۔	
۱۔	نو جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (۱) عام گذرگاہ میں[3] (۲) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں (۳) گندگی اور کوڑا کرکٹ والی جگہ میں (۴) بوچڑ خانہ (جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ) میں (۵) بیت الخلاء میں (۶) غسلخانہ میں (۷) حمام میں (۸) مقبرہ میں (۹) اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۲۔	گھاس پر، چٹائی پر، بچھونے پر اور بوریے پر نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	قاضیخان
۳۔	اگر کسی نماز پڑھنے والے کے سر پر ناپاک کپڑا لٹکا تھا جب وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ ناپاک کپڑا اس کے کندھے پر آ جاتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے ایک رکن وہ ناپاک کپڑا کندھے پر ہونے کی حالت میں ادا کیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی[4]۔	خلاصہ
۴۔	اور یہی (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نمازی پر نماز کی حالت میں نجس قبا (شیروانی) ڈال دی گئی اور اس نمازی نے ایک رکن اس ناپاک قبا کے اٹھائے ہوئے ہونے کی حالت میں ادا کیا۔ تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔	خلاصہ

[4] یہی حکم ناپاک چھت یا چھپر اور نجس خیمہ کا ہے جب کہ نمازی کے کھڑا ہونے سے اس کا سر اس سے لگتا ہو۔ تو اگر اس سے سر لگا ہونے کی حالت میں کسی نے نماز کا ایک رکن ادا کیا تو اس کی نماز نہ ہوگی (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور بحوالہ طحاوی) وکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	حوالہ
۱۰۹- ۵-	اذا رای الرجل فی ثوب غیرہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرھم ان کان فی قلبہ انہ لو اخبرہ بذلک یغسل النجاسۃ فانہ یخبرہ۔ وان کان فی قلبہ انہ لایلتفت الی قولہ وسعہ ان لایخبرہ۔ والامر بالمعروف علی ھذا۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	قال الامام السرخسی رح الامر بالمعروف واجب مطلقا من غیر ھذا التفصیل	کذا فی الخلاصہ

الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ

دفعات ۱۱۰ تا ۱۱۱ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۱۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰-	**استقبال القبلۃ۔** تعداد شق ۱۲	
۱-	لایجوز لاحد اداء فریضۃ ولا نافلۃ ولا سجدۃ تلاوۃ ولا صلوٰۃ جنازۃ الا متوجھا الی القبلۃ	کذا فی السراج الوھاج
۲-	اتفقوا علی ان القبلۃ فی حق من کان بمکۃ عین الکعبۃ فیلزمہ التوجہ الی عینھا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳-	ولا فرق بین ان یکون بینہ وبینھا حائل من جدار اولم یکن	کذا فی التبیین
۴-	حتی لو صلی مکی فی بیتہ ینبغی ان یصلی بحیث لو ازیلت الجدران یقع استقبالہ علی شطر الکعبۃ۔	کذا فی الکافی
۵-	ولو صلی مستقبلا بوجھہ الی الحطیم لایجوز	کذا فی المحیط
۶-	ومن کان خارجا عن مکۃ فقبلتہ جھۃ الکعبۃ وھو قول عامۃ المشائخ ھو الصحیح	ھکذا فی التبیین
۷-	وجھۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحاریب التی نصبھا الصحابۃ رض والتابعون رح فعلینا اتباعھم۔ فان لم تکن فالسؤال من اھل ذلک الموضع۔	
	واما فی البحار والمفاوز فدلیل القبلۃ النجوم	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۸-	والمعتبر التوجہ الی مکان البیت دون البناء	
	وفی فتاوی الحجۃ الصلوٰۃ فی الآبار العمیقۃ والجبال والتلال الشامخۃ	

ل قبلہ کی طرف منہ کرنا خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً مثلاً جو کعبہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو۔ اور یہ ایک امتحانی شرط ہے کہ باوجود اس اعتقاد کے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی جہت نہیں ہو سکتی کعبہ کو جہت مقرر کیا گیا (فولوا وجوھکم الآیہ) اور سجدہ صرف خدا کو ہے حتی کہ اگر کوئی کعبہ کو ہی سجدہ کرے تو کفر ہوگا اور اگر کوئی شخص عمداً غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے خواہ وہ رخ قبلہ کا ہی ہو تو امام صاحب کے ہاں کافر ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے بشرطیکہ بطریق اعتقاد ایسا کیا ہو (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ شرح طحاوی) ۲ حطیم۔ خانہ کعبہ کی جگہ کا وہ حصہ ہے جو کعبہ کی چھت والی جگہ سے متصل شمالی جانب بغیر چھت کے ہے جسے قریش نے کعبہ کی عمارت

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹ ۵-	اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے کپڑے میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست دیکھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس کا دل مانتا ہے کہ اگر اسے بتائے تو وہ شخص اپنے کپڑے سے نجاست دھولے گا تو اسے بتا دے (ب) اور اگر اس کا دل یہ کہتا ہے کہ وہ شخص اس کے بتانے کی پرواہ نہیں کرے گا تو (۱) اسے گنجائش حاصل ہے کہ اس شخص کو نہ بتائے اور امر بالمعروف (تبلیغ) کا حکم یہی ہے۔	قاضیخان
	(۲) اور امام سرخسی رح نے کہا ہے کہ امر بالمعروف بہر حال واجب ہے۔ اور اس میں مذکورہ تفصیل نہیں ہے۔	خلاصہ

تیسری فصل قبلہ کی طرف منہ کرنے کے احکام کا بیان

دفعات ۱۱۰ تا ۱۱۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۵۱

۱۱۰- قبلہ کی طرف منہ کرنا

اور اس میں ۴۴ شقیں ہیں

۱-	کسی شخص کے لئے فرض نماز، نفل نماز، سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ، قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر جائز نہیں ہے[۱]	سراج وہاج
۲-	اس حکم پر فقہاء رح کا اتفاق ہے کہ جو شخص مکہ میں ہو اس کا قبلہ عین خانہ کعبہ کا رُخ ہے پس اسے عین خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔	قاضیخان
۳-	اس میں کچھ فرق نہیں کہ نماز پڑھنے والے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا نہ ہو۔	تبیین
۴-	حتیٰ کہ اگر مکہ میں کسی شخص نے اپنے گھر میں نماز پڑھی تو اس طرف رُخ کر کے پڑھنی چاہیئے کہ اگر درمیان سے دیواریں ہٹا دی جائیں تو خانہ کعبہ کا کوئی حصہ اس کے سامنے ہو۔	کافی
۵-	اگر کسی مکی نے حطیم[۲] کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہیں ہے۔	محیط
۶-	جو شخص مکہ سے باہر ہو تو اس کا قبلہ خانہ کعبہ کی طرف کا رُخ ہے۔ عام مشائخ رح کا قول یہی ہے! وہی صحیح ہے	تبیین
۷-	کعبہ کی طرف دلیل سے معلوم ہوتی ہے (ل) اور شہروں اور بستیوں میں جہت کعبہ کی دلیل وہ محرابیں ہیں جو صحابہ اور تابعین رح نے بنائی تھیں پس ہم پر ان کی پیروی ضروری ہے (ب) اور اگر وہ محراب نہ ہوں تو اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لیا جائے۔	
	(ج) سمندروں اور جنگلوں میں جہت قبلہ کی دلیل ستارے ہیں۔	قاضیخان
۸-	(ل) خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے میں کعبہ کے کوٹھے کی اس جگہ کی طرف رخ کرنا معتبر ہے نہ کہ خانہ کعبہ کی اس عمارت کی طرف رُخ کرنا[۳]۔	
	(ب) فتاویٰ حجہ میں ہے کہ گہرے کنوؤں میں۔ پہاڑوں اور اونچے ٹیلوں پر اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا	

کا تجدید کے وقت مال کم ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور کئی تبدیلیوں کے باوجود آجکل بھی وہ حصہ بغیر چھت کے ہے (مترجم) [۳] جیسا کہ در مختار میں ہے۔ (والمعتبر فی القبلۃ العرصۃ لا البناء) الخ الدر المختار ج ا ص ۱۰۰ یعنی قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں کعبہ کی جگہ کی طرف رُخ کرنا ہے۔ خواہ اس پر عمارت نہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلة	حوالہ
۱۱۰	وعلى ظهر الكعبة جائزة لان القبلة من الارض السابعة الى السماء السابعة بحذاء الكعبة الى العرش	كذا فى المضمرات
۹-	ولو صلى فى جوف الكعبة او على سطحها جاز الى اى جهة توجه.	هكذا فى المحيط
۱۰-	ولو صلى على جدار الكعبة فان كان وجهه الى سطح الكعبة يجوز والا فلا.	هكذا فى المحيط
۱۱-	مريض صاحب فراش لا يمكنه ان يحول وجهه وليس بحضرته احد يوجهه يجزيه صلوته الى حيثما شاء	كذا فى الخلاصة
۱۲-	وكذا اذا كان يجد من يحوله ولكن يضره التحويل	هكذا فى الظهيرية
۱۳-	ومن كان خائفا يصلى الى اى جهة قدر.	كذا فى الهداية
۱۴-	ويستوى فيه الخوف من عدو او سبع او لص	هكذا فى التبيين
۱۵-	وكذا اذا كان على خشبة فى البحر وهو يخاف الغرق اذا انحرف الى القبلة.	هكذا فى التبيين
۱۶-	وكذلك اذا صلى الفريضة بالعذر على دابة والنافلة بغير عذر فله ان يصلى الى اى جهة توجه.	كذا فى منية المصلى
۱۷-	ومن اراد ان يصلى فى سفينة تطوعا او فريضة فعليه ان يستقبل القبلة ولا يجوز له ان يصلى حيثما كان وجهه	كذا فى الخلاصة
۱۸-	حتى لو دارت السفينة وهو يصلى توجه الى القبلة حيث دارت	كذا فى شرح منية المصلى لابن امير الحاج
۱۹-	وان اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلى.	كذا فى الهداية
۲۰-	فان علم انه اخطأ بعد ما صلى لا يعيدها	كذا فى الزاهدى
۲۱-	وان علم وهو فى الصلوة استدار الى القبلة وبنى عليها.	كذا فى الزاهدى

[1] کیونکہ قبلہ رُو ہونا نمازی کے لئے ایک زائد امتحانی شرط ہے جو عجز کے وقت ساقط ہے البحر الرائق ج ۱ ص ۲۸۶ لیکن اگر کسی نمازی نے کسی شخص کے ڈرانے کی وجہ سے قبلہ کے رُخ کے علاوہ نماز پڑھی یا کسی کے ڈرانے کی وجہ سے بیٹھ کر فرض نماز پڑھی یا قید ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا تو یہ مجبوری بندوں کی طرف سے ہے قدرت پانے کے بعد اسے اس نماز کو لوٹانا چاہیئے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۳ ۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۹۴ اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] عذر کی وجہ سے سواری کے جانور پر فرض نماز پڑھنا مثلاً سواری کا جانور سرکش ہے یا خود کمزور ہے اترنے کے بعد کسی مددگار کے بغیر سوار نہیں ہو سکتا اور مددگار نہیں ہے ۔ یا نیچے کیچڑ اور دلدل کی

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	جائز ہے اس لئے کہ قبلہ خانہ کعبہ کی سیدھ سے عرش کی طرف ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔	مضمرات
۹۔	اگر کسی نے کعبہ کے اندر یا کعبہ کی چھت پر نماز پڑھی تو جس طرف کو منہ کر کے نماز پڑھے جائز ہے۔	محیط
۱۰۔	اگر کسی نے خانہ کعبہ کی دیوار پر نماز پڑھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس کا منہ کعبہ کی چھت کی طرف ہے تو نماز جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔	محیط
۱۱۔	کوئی شخص بستر پر بیمار پڑا ہے، قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا اور اس کے پاس کوئی اور ایسا شخص بھی نہیں ہے جو اس کا منہ قبلہ کے رُخ پر کر دے تو وہ جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اسے کفایت کرے گا۔	خلاصہ
۱۲۔	اسی طرح اگر مذکورہ صورت میں اس مریض کے پاس ایسا شخص موجود ہے جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دے مگر اس سے مریض کے لئے ضرر ہے تو وہ جدھر منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ کفایت کر جائے گا۔	ظہیریہ
۱۳۔	جس شخص کو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں خوف ہو تو جس طرف منہ کر سکتا ہے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے[۱]	ہدایہ
۱۴۔	خواہ اسے دشمن کا خوف ہو یا درندے کا یا چور کا خوف ہو تو وہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔	تبیین
۱۵۔	اسی طرح اگر کوئی شخص سمندر میں لکڑی پر ہو اور اسے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ڈوب جانے کا ڈر ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔	تبیین
۱۶۔	اسی طرح اگر کوئی شخص فرض نماز کسی عذر کی وجہ سے سواری کے جانور پر پڑھے[۲] یا نفل نماز بغیر عذر کے سواری کے جانور پر پڑھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ جس طرف اس کا منہ ہے اسی رُخ پر نماز پڑھ لے۔	منیۃ المصلی
۱۷۔	اگر کسی شخص نے کشتی میں نماز پڑھنا چاہی، نماز فرض ہو یا نفل ہوں اس پر لازم ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے اور اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جس طرف کو اس کا منہ ہے اسی رخ کو نماز پڑھ لے[۳]	خلاصہ
۱۸۔	حتیٰ کہ اگر (کسی نے کشتی میں قبلہ رُخ ہو کر نماز شروع کی اور پھر) کشتی گھوم گئی اور وہ نماز پڑھ رہا ہے تو وہ کشتی کے گھومتے ہی قبلہ کی طرف منہ کرے۔	شرح منیہ
۱۹۔	اگر کسی کو قبلہ کا رخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور اس کے سامنے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے پوچھ لے تو وہ غور اور کوشش سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھ لے۔	ہدایہ
۲۰۔	اگر مذکورہ صورت میں کسی کو نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے اپنی کوشش سے قبلہ کا جو رُخ مقرر کیا تھا وہ غلط تھا تو اس نماز کو نہ لوٹائے۔	زاہدی
۲۱۔	اور اگر صورتِ مذکورہ (۱۹/۱۱۰) میں کسی کو نماز کے دوران ہی معلوم ہو گیا کہ اس کا مقرر کردہ رُخ درست نہیں ہے	

[۱] دوسرے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے تو ان صورتوں میں اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو دوسرے ارکان کی طرح یہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ اور ان صورتوں میں سواری کا جانور ٹھہرا لینا ممکن ہو تو ٹھہرا لے اور قافلہ سے بچھڑ جانے کے ضرر کا خوف ہو تو استقبال قبلہ کی طرح سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں ہے جب اور قدرت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کا اعادہ بھی نہیں ہے اس لئے کہ یہ خوف سماوی ہے کسی کے ڈرانے سے نہیں ہے الخ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۴ والبحرالرائق ج ۱ ص ۲۸۶ (مترجم) [۳] کیونکہ کشتی میں آدمی چاروں طرف منہ کر سکتا ہے اور جانور پر سواری کی حالت میں ایسا کرنا مشکل ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۷۔ ریل میں نماز کا حکم بھی کشتی میں نماز کے حکم کی طرح ہے البتہ اگر ریل میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا خوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible] ... علم الفقہ حصہ دوم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	حوالہ
١١٠		
-٢٢	واذا کان بحضرتہ من یسألہ عنہا وھو من اھل المکان عالم بالقبلۃ فلا یجوز لہ التحری	کذا فی التبیین
-٢٣	ولو کان بحضرتہ من یسألہ عنہا فلم یسألہ وتحری وصلی فان اصاب القبلۃ جاز والا فلا	کذا فی منیۃ المصلی و ھکذا فی شرح الطحاوی
-٢٤	وحد الحضرۃ ان یکون بحیث لو صاح بہ سمعہ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
-٢٥	ولو اشتبہت القبلۃ فی المفازۃ فوقع اجتہادہ الی جہۃ فاخبرہ عدلان ان القبلۃ الی جہۃ اخری فان کانا مسافرین لا یلتفت الی قولہما۔ اما اذا کانا من اھل ذلک الموضع لا یجوز لہ الا ان یأخذ بقولہما	کذا فی الخلاصۃ
-٢٦	فان تحری وصلی الی غیر جہۃ التحری یعیدھا وان اصاب القبلۃ	کذا فی منیۃ المصلی
-٢٧	ولو صلی الی جہۃ من غیر ان یشک فی امر القبلۃ ثم شک بعد ذلک فھو علی الجواز حتی یعلم فسادہ بیقین فیجب علیہ الاعادۃ۔	کذا فی الخلاصۃ
	فان ظھر فی خلال الصلوٰۃ انہ اخطأ یلزمہ الاستقبال۔ وان ظھر انہ اصاب القبلۃ اختلفوا فیہ والصحیح انہ یتم ولا یستقبل	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
-٢٨	ولو شک ولم یتحر وصلی من غیر تحر فان زال الشک فی الصلوٰۃ بان اصاب او اخطأ یستقبل الصلوٰۃ والا فان ظھر الخطأ بعد الفراغ او لم یظھر شیٔ یعید وان ظھرت الاصابۃ مضی الامر۔	ھکذا فی الخلاصۃ
-٢٩	تحری ولم یقع تحریہ علی شیٔ قیل یؤخر وقیل یصلی الی اربع جہات	

لہ یہ صورت بحرالرائق میں یوں بیان کی گئی ہے ثم مسائل حسن التحری فی القبلۃ علی عشرین وجہا لانہ لا یخلو اما ان لم یشک ولم یتحر او شک وتحری الخ اما الاول فان ظھر انہ اخطأ لزمہ الاستقبال سواء کان فی الصلوٰۃ او بعد الفراغ منہا۔ وان

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	تو نماز میں ہی رُخ قبلہ کی طرف درست کرکے باقی نماز پڑھ لے۔	زاہدی
۲۲-	اگر کسی کو قبلہ کا رخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور (اس کے سامنے ایسا شخص موجود تھا جس سے پوچھ سکتا تھا اور وہ شخص وہیں کا رہنے والا اور قبلہ کا رُخ جاننے والا تھا تو اس کے لئے محض اپنے غور اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کرکے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۲۳-	اگر کسی کو قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور (اس کے سامنے ایسا شخص موجود تھا جس سے قبلہ کا رُخ پوچھ سکتا تھا۔ پھر اس نے اس سے نہ پوچھا اور محض اپنے غور اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کرکے نماز پڑھ لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر اس نے قبلہ کے ٹھیک رُخ پر نماز پڑھی ہے تو جائز ہے (ب) اور اگر قبلہ کے ٹھیک رُخ پر نماز نہیں پڑھی ہے تو وہ نماز جائز نہیں ہے۔	منیہ ا شرح طحاوی
۲۴-	کسی شخص کے سامنے ہونے کی حد یہ ہے کہ اگر اسے چلا کر پکارے تو وہ سن لے۔	جوہرہ نیرہ
۲۵-	اگر کسی شخص کو جنگل میں قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا اور اس نے اپنے گمانِ غالب میں ایک طرف قبلہ کا رُخ مقرر کیا پھر اسے دو معتبر آدمیوں نے بتایا کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر وہ دونوں بھی مسافر ہیں تو ان کی بات پر توجہ نہ دے۔ (ب) اور اگر وہ دونوں اسی جگہ کے رہنے والے ہیں تو قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں ان کی بات مان لے ورنہ دوسرے رُخ پر نماز جائز نہ ہوگی۔	خلاصہ
۲۶-	اور اگر کسی کے گمانِ غالب میں قبلہ کا رخ ایک طرف تھا اس نے دوسری طرف منہ کرکے نماز پڑھی تو وہ اس نماز کو لوٹائے گا اگرچہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک ہوا تھا۔	منیہ
۲۷-	کسی کو قبلہ کے رخ میں کوئی شک نہ تھا (د) اس نے قبلہ کے رُخ پر نماز پڑھی پھر اسے نماز پڑھ چکنے کے بعد قبلہ کے رُخ میں شک ہو گیا تو وہ نماز جائز ہے لیکن اگر اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کا رخ غلط تھا تو پھر وہ نماز لوٹانا واجب ہے۔	خلاصہ
	(ب) اگر اسے نماز کے دوران ہی معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کے رُخ میں غلطی کی ہے تو اس نماز کو از سرِ نو پڑھنا ضروری ہے (ج) اور اگر نماز کے دوران ہی اسے معلوم ہو گیا کہ اس نے قبلہ کی طرف ٹھیک رخ کیا ہے تو اس کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس نماز کو پورا کرے اور نہ لوٹائے[1]	قاضیخان
۲۸-	اگر کسی کو قبلہ کے رُخ میں شک ہوا اور اس نے غور و گمانِ غالب سے کام لئے بغیر کسی رخ کو نماز پڑھ لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (د) اگر نماز کے دوران ہی قبلہ کے رُخ کے ٹھیک ہونے یا غلط ہونے کا شک دُور ہو گیا تو نماز از سرِ نو پڑھے (ب) اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ کی سمت کی غلطی معلوم ہوئی یا کچھ معلوم نہ ہوا تو نماز لوٹائے (ج) اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ قبلہ کی سمت ٹھیک تھی تو وہ نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۲۹-	کسی نے قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے لئے غور کیا مگر گمانِ غالب کسی طرف نہ ہوا تو اس کے حکم میں اختلاف ہے	

[1] ظهر انه اصاب قبل الفراغ ففيه اختلاف الخ والصحيح كما فى المبسوط والخانية انه لا يلزمه الاستقبال الخ وان تبين بعد الفراغ انه اصاب بيقين او باكبر رأيه او لم يظهر من حاله شئ حتى غاب عن ذلك الموضع فصلوته جائزة الخ البحر الرائق ج ا ص ۲۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلة	حوالہ
۱۱۰	وقیل یخیر۔	کذا فی البحر الرائق
	والاصوب الاداء	کذا فی المضمرات
	فان صلی الی جهة ان ظهر انه اصاب القبلة جاز۔ وکذا ان ظهر انه اخطأ او لم یظهر شیء	هکذا فی الظهیریة
۳۰-	لو دخل بلدة وعاین المحاریب المنصوبة یصلی الیها ولا یتحری	کذا فی محیط السرخسی
۳۱-	وکذا لو کان فی المفازة والسماء مصحیة وله علم بالاستدلال بالنجوم علی القبلة لا یتحری۔	کذا فی محیط السرخسی
۳۲-	رجل دخل مسجداً لامحراب له وقبلته مشکلة فصلی بالتحری ثم ظهر انه اخطأ کان علیه الاعادة لانه قادر علی السؤال من الاهل وان تبین انه اصاب جازت صلوته۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳-	ولو سألهم فلم یخبروه وتحری وصلی جاز۔ وان تبین انه اخطأ۔	کذا فی محیط السرخسی
۳۴-	رجل صلی فی المسجد فی لیلة مظلمة بالتحری فتبین انه صلی الی غیر القبلة جازت صلوته لانه لیس علیه ان یقرع ابواب الناس للسؤال عن القبلة۔[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵-	ولو صلی رکعة بالتحری ثم تحول رأیه الی جهة اخری فصلی الرکعة الثانیة الی الجهة الثانیة ثم تحول رأیه الی الجهة الاولی اختلف فیه المشائخ منهم من قال یتم صلوته الی الجهة الاولی ومنهم من قال یستقبل الصلوٰة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶-	رجل صلی فی مفازة بالتحری فاقتدی به رجل من غیر تحر ان اصاب الامام القبلة جازت صلوتهما وان اخطأ جازت صلوٰة الامام دون المقتدی	کذا فی الخلاصة

[1] یعنی ایسی رات میں گھروں کے وہ حاضر لوگ جو آواز سننے کی حد میں ہیں بمنزلہ غائب کے ہیں۔ پس گمان غالب سے نماز

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	(ل) بعض کا قول ہے کہ وہ نماز میں تاخیر کرے۔ بعض کے ہاں وہ چاروں طرف نماز پڑھے۔ بعض کے ہاں اسے اختیار ہے جس طرف رخ کر کے چاہے نماز پڑھ لے۔ (ب) اور زیادہ ٹھیک حکم یہ ہے کہ وہ نماز ادا کرے۔ (ج) پس اگر اس نے کسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر معلوم ہوگیا کہ اس نے قبلہ کی طرف رُخ کیا تھا تو نماز جائز ہے (ب) اسی طرح اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کی طرف رُخ ٹھیک نہیں کیا تھا یا کچھ معلوم نہ ہوا تو بھی وہ نماز جائز ہے۔	بحرالرائق، مضمرات، ظہیریہ
۳۰۔	اگر کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہوا اس نے وہاں بنی ہوئی محرابیں دیکھیں تو اسی رخ پر نماز پڑھے اور گمانِ غالب سے رُخ مقرر نہ کرے۔	محیط سرخسی
۳۱۔	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کوئی شخص جنگل میں ہے۔ آسمان صاف ہے اور وہ ستاروں کی رہنمائی سے قبلہ کا رُخ پہچان سکتا ہے تو وہ گمانِ غالب سے رُخ مقرر نہ کرے گا (بلکہ ستاروں کی رہنمائی سے قبلہ کا رُخ پہچانے گا۔)	محیط سرخسی
۳۲۔	کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد میں قبلہ کے رخ کی رہنمائی کے لئے محراب نہ تھی اور اس کا قبلہ معلوم نہیں ہوتا (ل) پس اس نے غور کیا اور گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں غلطی کی ہے تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے اس لئے کہ وہ وہاں کے رہنے والوں سے پوچھ سکتا تھا (ب) اور اگر اسے معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کے ٹھیک رخ پر نماز پڑھی ہے تو اس کی نماز جائز ہے۔	قاضیخان
۳۳۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ان لوگوں سے پوچھا اور انہوں نے نہ بتایا تو اس نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھ لی تو نماز جائز ہے اگرچہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف ٹھیک نہ تھا۔	محیط سرخسی ۵
۳۴۔	کسی شخص نے اندھیری رات میں مسجد میں گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کر کے نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا تو اس کی نماز جائز ہوگی اس لئے کہ اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے لئے لوگوں کے دروازے کھٹکھٹائے ۔[1]	قاضیخان
۳۵۔	اگر کسی نے گمانِ غالب سے قبلہ کی سمت مقرر کر کے نماز شروع کی۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت دوسری سمت کو منہ کر کے پڑھی۔ پھر اس کی رائے پہلی سمت کی طرف بدل گئی تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے (ل) بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ وہ پہلی سمت کی طرف باقی نماز پوری کرے۔ (ب) اور بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ از سرِ نو نماز پڑھے۔	قاضیخان
۳۶۔	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز شروع کی۔ ایک اور شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رخ مقرر کئے بغیر اس کے پیچھے اقتدا کر لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر امام کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک تھا تو دونوں کی نماز جائز ہے (ب) اور اگر امام کا رخ قبلہ کی طرف ٹھیک نہ تھا تو امام کی نماز جائز ہے اور مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے	خلاصہ

جائز ہوگی (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس)

حوالہ	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ	دفعات وشق نمبر
هكذا فى الظهيرية	رجل اشتبهت عليه القبلة بمكة بان كان محبوسا ولم يكن بحضرته من يسأله فصلى بالتحرى ثم تبين انه أخطأ روى عن محمد رح انه لا اعادة عليه وهو القياس وكذلك اذا كان بالمدينة۔	۱۱۰ ۳۷-
كذا فى فتاوى قاضيخان	ولو اشتبهت عليه القبلة فصلى ركعة بالتحرى فتحول رأيه الى جهة فصلى الثانية الى تلك الجهة هكذا صلى اربع ركعات الى اربع جهات، عن محمد رح انه يجوز۔	۳۸-
كذا فى القنية	ولو صلى ركعة بالتحرى الى جهة ثم تحول رأيه الى جهة اخرى فصلى الركعة الثانية الى الجهة الثانية ثم تذكر انه ترك سجدة من الركعة الاولى اختلف المشائخ فيه والصحيح انه تفسد صلوته۔	۳۹-
كذا فى فتاوى قاضيخان	رجل دخل فى الصلوٰة بالتحرى واجتهاده كان خطأ ولم يعلم بذلك ثم علم فى الصلوٰة فحول وجهه الى القبلة فجاء رجل قد علم بحاله الاول ودخل فى صلوته فصلوٰة الاول جائزة وصلوٰة الداخل فاسدة	۴۰-
	الاعمى اذا صلى ركعة الى غير القبلة فجاء رجل وحوله الى القبلة و اقتدى به ان كان الاعمى حين افتتح الصلوٰة وجد من يسأله عن القبلة فلم يسأل فسدت صلوٰة الامام والمقتدى	۴۱-
كذا فى فتاوى قاضيخان	وان لم يجد من يسأله جازت صلوٰة الامام وفسدت صلوٰة المقتدى	
	ولو ان قوما اشتبهت عليهم القبلة فى ليلة مظلمة وهم فى بيت ليس بحضرتهم احد عدل يسألونه وليس ثمه علامة يستدل بها على جهة القبلة اوكانوا فى المفازة فتحروا جميعا وصلوا ان صلوا وحدانا جازت صلوتهم اصابوا القبلة اولا	۴۲-
	ولو صلوا بجماعة يجزيهم ايضا الا صلوٰة من تقدم على امامه او علم بمخالفة امامه فى الصلوٰة	

لہ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ روان علم به فى صلوته اوتحول رأيه ولو فى سجود سهو را ستدار وبنى)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — تیسری فصل قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰ ۳۷-	(ل) کسی شخص کو مکہ میں قبلہ کے رُخ مقرر کرنے میں شبہ پڑ گیا مثلاً وہ قید تھا اور اس کے سامنے کوئی ایسا شخص بھی نہ تھا جس سے پوچھتا تو اس نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز پڑھی پھر واضح ہوا کہ اس نے قبلہ کا رُخ مقرر کرنے میں غلطی کی تو اس کا حکم امام محمد رح کی روایت میں یہ ہے کہ اس پر اعادہ ضروری نہیں اور یہی روایت قیاس کے زیادہ موافق ہے۔ (ب) اور یہی حکم اس شخص کے لئے ہے جو مدینہ میں ہو۔	ظہیریہ
۳۸-	کسی شخص کو قبلہ کے رُخ میں شبہ پڑ گیا اس نے گمانِ غالب سے ایک سمت مقرر کر کے نماز شروع کی ایک رکعت پڑھی تو اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت اس دوسری سمت کو رُخ کر کے پڑھی اسی طرح چار رکعتیں چار سمتوں کو پڑھیں تو امام محمد رح کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ نماز جائز ہے[1]۔	قاضیخان
۳۹-	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے ایک رکعت پڑھی تو پھر اس کی رائے دوسری سمت کو بدل گئی تو اس نے دوسری رکعت دوسری سمت کو رُخ کر کے پڑھی۔ پھر اسے یاد آیا کہ پہلی رکعت سے اس کا ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔	قنیہ
۴۰-	کسی شخص نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر کے نماز شروع کی اور اس کا گمانِ غالب غلط رُخ پر تھا اور یہ اس غلطی کو نہیں جانتا تھا پھر اسے نماز میں ہی رُخ کی غلطی معلوم ہو گئی تو اس نے قبلہ کے ٹھیک رُخ کی طرف منہ پھیر لیا۔ پھر ایک اور شخص آیا جسے اس پہلے آدمی کی پہلی رکعت میں رُخ کی غلطی معلوم تھی اور یہ دوسرا شخص پہلے کے ساتھ (اقتدا کر کے) نماز میں داخل ہو گیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) پہلے کی نماز جائز ہے اور نماز میں داخل ہونے والے مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۱-	اندھے آدمی نے ایک رکعت قبلہ کے رُخ کی بجائے دوسری طرف منہ کر کے پڑھی پھر ایک آدمی نے اس کا رُخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اس کی اقتدا کر لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اندھے نے نماز شروع کرتے وقت کوئی ایسا شخص پایا تھا جس سے وہ قبلہ کا رُخ پوچھ سکتا تھا مگر اس اندھے نے نہ پوچھا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہیں ہوئی۔ (ب) اور اگر اندھے نے ایسا کوئی شخص نہیں پایا تھا تو امام کی نماز جائز ہے اور مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۴۲-	اگر کسی گروہ کو اندھیری رات میں قبلہ کا شبہ پڑ گیا اور وہ ایک ایسے گھر میں تھے کہ ان کے سامنے کوئی ایک معتبر آدمی ایسا نہ تھا جس سے پوچھ لیں اور وہاں کوئی ایسی علامت بھی نہ تھی جس سے قبلہ کی سمت معلوم ہو سکے۔ یا وہ گروہ کسی جنگل میں تھا تو انہوں نے گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کر لیا اور نماز پڑھ لی تو (ان کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر انہوں نے علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں تو ان کی نماز جائز ہے خواہ قبلہ کے رُخ پر نماز پڑھی ہو یا کسی دوسرے رُخ پر پڑھی ہو۔ (ب) اور اگر انہوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تب بھی ان کی نماز جائز ہے مگر اس شخص کی نماز جائز نہیں ہے جو امام سے آگے کھڑا تھا یا وہ شخص جسے نماز میں معلوم ہو گیا کہ امام کا رخ اس کے رُخ کے خلاف ہے۔	

[1] حتی لو صلی کل رکعة لجهة جاز الخ الدر المختار ج ا صـ۲۰۳ (مترجم)

حوالہ	مما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ — الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ	دفعات وشق نمبر
کذا فی الخلاصۃ	وکذا لو کان عندہ انہ تقدم علی الامام وصلی الی جانب آخر غیر ما صلی امامہ۔	١١٠
کذا فی الخلاصۃ	قوم صلوا فی مفازۃ بالتحری وفیہم مسبوق ولاحق فلما فرغ الامام من صلوتہ قاما یقضیان فظہر لہما القبلۃ خلاف ما رأی الامام امکن للمسبوق اصلاح صلوتہ بان یحول الی القبلۃ دون اللاحق۔	۔٤٣
ھکذا فی السراج الوھاج	ویجوز التحری لسجدۃ التلاوۃ کما یجوز للصلوٰۃ	۔٤٤

١١١۔ مما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ۔ تعداد شق ٦

	(ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ فی الکعبۃ)	
ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ و السراج الوھاج	صح فرض الصلوٰۃ ونفلہا فی الکعبۃ۔	۔١
	ولو صلوا فی جوف الکعبۃ بجماعۃ واستداروا حول الامام فمن جعل ظہرہ الی ظہر الامام او جعل وجہہ الی ظہرہ جازت صلوتہ۔ وکذا ان جعل وجہہ الی وجہہ الا انہ یکرہ اذا لم یکن بینہ وبین الامام سترۃ۔	۔٢
ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج	ومن جعل ظہرہ الی وجہ الامام لم یجز	
کذا فی الزاد وھکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی	ومن کان عن یمین الامام او یسارہ جاز اذا لم یکن اقرب الی الجدار الذی توجہ الیہ الامام من الامام۔	۔٣
کذا فی الھدایۃ	واذا صلی الامام فی المسجد الحرام وتحلق الناس حول الکعبۃ وصلوا صلوٰۃ الامام فمن کان منہم اقرب الی الکعبۃ من الامام جازت صلوتہ اذا لم یکن فی جانب الامام	۔٤
کذا فی التبیین	ولو قام الامام فی الکعبۃ وتحلق المقتدون حولہا جاز اذا کان الباب مفتوحا	۔٥
کذا فی الظھیریۃ	وان وقفت امرأۃ بحذاء الامام ونوی الامام امامتہا فان استقبلت الجہۃ التی استقبلہا الامام فسدت صلوتہ وان استقبلت الجہۃ الاخری لا تفسد۔	۔٦

لہ مسبوق وہ ہے جو امام کے ساتھ اس وقت نماز میں شامل ہوا جب امام کوئی رکعت پڑھ چکا تھا اور لاحق وہ ہے جو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا لیکن پھر کسی حدث وغیرہ کی وجہ سے کوئی رکعت امام کے ساتھ نہ مل سکی اور چونکہ مقتدی امام کی فراغت کے بعد اپنی بقیہ نماز پڑھنے میں اکیلے نماز پڑھنے والے کی طرح ہوتا ہے اسلئے اس پر قرأت ہے چنانچہ اس کے لئے سمت کی اصلاح

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰	اور یہی حکم اس صورت میں ہے جس کے گمان میں یہ تھا کہ وہ امام سے آگے ہے۔ یا یہ کہ اس نے امام کے رُخ کی بجائے دوسرے رُخ پر نماز پڑھی ہے۔	خلاصہ
۴۳۔	کسی گروہ نے جنگل میں گمانِ غالب سے قبلہ کا رُخ مقرر کرکے نماز پڑھی اور ان میں مسبوق اور لاحق بھی تھے جب امام نماز سے فارغ ہوا یہ دونوں کھڑے ہوکر اپنی بقیہ نماز پڑھنے لگے اس وقت ان دونوں کو معلوم ہوا کہ قبلہ امام کی رائے کے خلاف رُخ پر تھا تو مسبوق اگر قبلہ کی درست سمت کی طرف پھر گیا تو اس کی نماز جائز ہوگی مگر لاحق کی نماز جائز نہ ہوگی۔[1]	خلاصہ
۴۴	(قبلہ کا رُخ متعین کرنے کے لئے) جس طرح نماز کے لئے سوچ کر اور گمانِ غالب کی رُو سے قبلہ کا رُخ متعین کرنا جائز ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت کے لئے بھی جائز ہے۔	سراج وہاج
۱۱۱۔	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل۔** اس میں ۷ شقیں ہیں اور مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسائل ہیں۔	
۱۔	کعبہ کے اندر فرض نماز اور نفل نماز صحیح ہے۔	جوہرہ نیرہ و سراج وہاج
۲۔	اور اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور امام کے اردگرد ہو جائیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) جس نے اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف کی یا جس نے اپنا منہ امام کی پیٹھ کی طرف کیا اس کی نماز جائز ہے (ب) اسی طرح جس نے اپنا منہ امام کے منہ کی طرف کیا۔ اور امام کے اور اس کے درمیان کوئی سترہ (پردہ) نہ تھا تو اس کی نماز جائز ہوگی مگر مکروہ ہوگی۔ (ج) اور جس نے اپنی پیٹھ امام کے منہ کی طرف کی اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔	زاد، جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۳۔	اور (خانہ کعبہ کے اندر جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں) جو شخص امام کے دائیں یا بائیں جانب ہو اس کی نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ امام کی نسبت اس دیوار سے زیادہ قریب نہ ہو جس دیوار کی طرف امام کا منہ ہے	زاد، شرح مبسوط سرخسی
۴۔	اگر امام نے مسجدِ حرام میں نماز پڑھائی اور جماعت کے لوگ کعبہ کے اردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اور امام کی نماز میں شریک ہوئے تو جو شخص امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اس کی نماز جائز ہے بشرطیکہ وہ امام والی طرف میں نہیں ہے۔	ہدایہ
۵۔	اگر امام کعبہ کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی کعبہ کے باہر کعبہ کے اردگرد حلقہ میں کھڑے ہوئے تو جائز ہے بشرطیکہ کعبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہو۔	تبیین
۶۔	اگر کوئی عورت امام کے ساتھ برابر کھڑی ہوئی اور امام نے اس کی امامت کی نیت کر لی تو اگر اس عورت نے بھی اس طرف منہ کر لیا جس طرف امام کا منہ ہے تو امام کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر عورت نے دوسری طرف منہ کیا تو امام کی نماز نہ ٹوٹے گی۔	ظہیریہ

[1] ممکن ہے کہ لاحق اپنی بقیہ نماز میں مقتدی کی طرح ہوتا ہے اسلئے اس پر قرأت نہیں ہے چنانچہ اس کے لئے بحیثیت مقتدی عمداً امام کے رخ کی مخالفت لازم آتی ہے یا قبلہ کی صحیح سمت کے خلاف نماز پڑھنا لازم آتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوتی پس لاحق کے لئے رخ کی اصلاح ممکن نہیں ہے وہ ازسرنو نماز پڑھے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۱ ۷-	من صلی فی جوف الکعبۃ رکعۃ الی جہۃ ورکعۃ اخری الی جہۃ اخری لایجوز لانہ صار مستدبرا عن الجہۃ التی صارت قبلۃ بیقین من غیر ضرورۃ	کذا فی البدائع

الفصل الرابع فی النیّۃ

دفعات ۱۱۲ تا ۱۱۲ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۱۲- النیۃ تعداد شق ۶۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	النیۃ ارادۃ الدخول فی الصلوٰۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلوٰۃ یصلی وادناہا ما لو سئل لامکنہ ان یجیب علی البدیہۃ۔ وان لم یقدر علی ان یجیب الا بتأمل لم تجز صلوتہ	کذا فی الکافی
۲-	ولاعبرۃ للذکر باللسان فان فعلہ لتجتمع عزیمۃ قلبہ فہو حسن	کذا فی الکافی
۳-	ومن عجز عن احضار القلب یکفیہ اللسان	کذا فی الزاہدی
۴-	ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح۔ ہو الصحیح	کذا فی التبیین
۵-	وہو ظاہر الجواب واختیار عامۃ المشائخ رح	کذا فی التجنیس
۶-	والاحتیاط فی التراویح ان ینوی التراویح اوسنۃ الوقت اوقیام اللیل	کذا فی منیۃ المصلی
۷-	والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوٰۃ متابعا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کذا فی الذخیرۃ
۸-	الواجبات والفرائض لاتتأدی بمطلق النیۃ اجماعا	کذا فی الغیاثیۃ
۹-	فلابد من التعیین فیقول نویت ظہر الیوم اوعصر الیوم او فرض الوقت اوظہر الوقت	کذا فی شرح مقدمۃ ابی اللیث
۱۰-	ولایکفیہ نیۃ الفرض	کذا فی السراج الوہاج
۱۱-	واذا نوی فرض الوقت جاز الا فی الجمعۃ ولو نوی الظہر فی غیر الجمعۃ قیل یجوز ہو الصحیح وانما یجزیہ ان ینوی فرض الوقت اذا کان یصلی فی الوقت۔ اما بعد خروج الوقت اذا صلی وہو لا یعلم بخروجہ فنوی فرض الوقت فانہ لایجوز۔	کذا فی السراج الوہاج
۱۲-	ولو نوی ظہر یومہ یجوز ولو کان الوقت قد خرج وہو مخلص لمن	

لہ اس وقت کے فرض کی نیت تب ہے، جب وہ نماز اس نماز کے وقت میں پڑھ رہا ہو جیسا کہ حکم نمبر ۱۱ میں بیان ہے (مترجم)، ٢ہ فرض معین کی نیت (مثلاً ظہر کے فرض یا عصر کے فرض) نہیں

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱ ، کا۔	جس شخص نے کعبہ کے اندر ایک رکعت ایک سمت کو اور دوسری رکعت دوسری سمت کو پڑھی تو جائز نہیں اس لئے کہ وہ بغیر کسی ضرورت کے اس سمت سے پھر گیا جو سمت یقین کے ساتھ قبلہ تھی۔	بدائع

چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان

دفعات ۱۱۲ تا ۱۱۲ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۱۲۔ نیت کرنا

اس میں ۶۳ شقیں ہیں

دفعات و شق نمبر		حوالہ
۱۔	(ل) نیت کرنا نماز میں داخل ہونے کے ارادہ کو کہتے ہیں (ب) اس کی شرط یہ ہے کہ دل میں جانتا ہو کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے (ج) اور کم سے کم نیت کا درجہ یہ ہے کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے تو بغیر سوچے فوراً جواب دے سکے۔ اور اگر بغیر سوچے فوراً جواب نہ دے سکا تو نماز جائز نہ ہوگی۔	کافی
۲۔	(ل) نیت میں زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں (ب) اگر کسی نے زبان سے بھی کہہ لیا تاکہ دل کے ارادے کے ساتھ زبان کا عمل بھی جمع ہو جائے تو اچھا ہے۔	کافی
۳۔	جو شخص دل میں نیت حاصل کرنے سے عاجز ہے تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ زبان سے کہدے۔	زاہدی
۴۔	نفل، سنت اور تراویح کے لئے فقط نماز کی نیت کر لینا کافی ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
۵۔	یہی جواب ظاہر حکم کے مطابق ہے اور اسی حکم کو عام مشائخ رح نے اختیار کیا ہے۔	تجنیس
۶۔	نماز تراویح کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا سنتِ وقت یا قیام لیل (رات کی نماز) کی نیت کرے	منیۃ المصلی
۷۔	سنتوں کی نیت میں احتیاط یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نماز پڑھنے کی نیت کرے۔	ذخیرہ
۸۔	واجب اور فرض نمازیں فقط نماز کی نیت سے ادا نہیں ہوتیں۔ اس حکم پر اجماع ہے۔	غیاثیہ
۹۔	پس دل میں مقرر کرنا ضروری ہے تو وہ یوں کہیگا کہ میں نے آج کی ظہر کی یا آج کی عصر کی نیت کی یا اس وقت کے فرض کی یا اس ۱ وقت کی ظہر کی نیت کی۔	شرح مقدمہ ابی اللیث رح
۱۰۔	اس کے لئے صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہیں ہوگا۔[۲]	سراج وہاج
۱۱۔	(ل) اور اگر کسی نے وقت کے فرض کی نیت کی تو جائز ہے مگر جمعہ کی نماز کے لئے صرف وقت کے فرض کی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔[۳] (ب) اور اگر کسی نے جمعہ کے سوا محض ظہر کی نیت کی تو بعض کا قول ہے کہ جائز ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ (ج) اس وقت کے فرض کی نیت کرنا تب جائز ہے جب وہ نماز اس نماز کے وقت میں پڑھ رہا ہو (د) لیکن اگر کسی نے وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور وہ وقت کا نکل جانا نہیں جانتا چنانچہ اس نے اس وقت کے فرض کی نیت کی تو جائز نہیں[۴] ہے۔	سراج وہاج
۱۲۔	اگر کسی نے اس دن کی ظہر کی نیت کی تو جائز ہوگی اگرچہ (ظہر کا) وقت نکل چکا ہو۔ اور یہ (مذکورہ نیت کرنا)	

کہ از قضا واجب، دما فیہ اور در ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ طحاوی، ۳ نماز جمعہ ظہر کی نماز کا عوض ہے اس وقت کا فرض نماز ظہر ہے پس فرض جمعہ کی نیت کرے (اردو حاشیہ فتاوی [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۲	یشك فی خروج الوقت	کذا فی التبیین
۱۳-	وفی صلوٰۃ الجنازۃ ینوی الصلوٰۃ للہ تعالی والدعاء للمیّت	کذا فی الزاھدی
۱۴-	وفی العیدین ینوی صلوٰۃ العید	کذا فی الزاھدی
۱۵-	وفی الوتر ینوی صلوٰۃ الوتر	کذا فی الزاھدی
	وفی الغایۃ انہ لاینوی فیہ انہ واجب للاختلاف فیہ	کذا فی التبیین
۱۶-	وکذا یشترط التعیین فی المنذور ورکعتی الطواف	ھکذا فی البحر الرائق
۱۷-	ولایشترط نیۃ عدد الرکعات	ھکذا فی شرح الوقایۃ
۱۸-	حتی لونواھا خمس رکعات وقعد علی رأس الرابعۃ اجزأہ وتلغو نیۃ الخمس	کذا فی شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۱۹-	ونیۃ الکعبۃ لیست بشرط ھو الصحیح وعلیہ الفتوی	ھکذا فی المضمرات
۲۰-	ویحتاج الی التعیین فی القضاء ایضا	ھکذا فی فتح القدیر
۲۱-	ولوکانت الفوائت کثیرۃ فاشتغل بالقضاء یحتاج الی تعیین الظھر والعصر ونحوھما وینوی ایضا ظھر یوم کذا وعصر یوم کذا	کذا فی فتاوی قاضیخان والظھیریۃ
۲۲-	وھو الاصح	کذا فی التبیین فی مسائل شتی
۲۳-	فان اراد تسھیل الامر ینوی اول ظھر علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان والظھیریۃ وھکذا فی التبیین فی مسائل شتی
۲۴-	ویعیّن قضاء ما شرع فیہ من النفل ثم افسدہ	کذا فی التبیین
۲۵-	وفی القضاء نوی انھا سبتیۃ فاذا ھی احدیۃ او علی عکسہ اختلاف المشائخ وفی الوقت یجوز	کذا فی الزاھدی
۲۶-	عزم علی الظھر وجری علی لسانہ العصر یجزیہ	کذا فی شرح مقدمۃ ابی اللیث وھکذا فی القنیۃ
۲۷	رجل افتتح المکتوبۃ فظن انھا تطوع فصلی علی نیۃ التطوع حتی فرغ فالصلوٰۃ ھی المکتوبۃ۔	

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۳۷۱) اور اگر اس صورت میں اسے وقت نکل جانے کا علم تھا تو فرض الوقت یا ظہر الوقت کی نیت سے نماز جائز ہو جائے گی۔ ماخوذ از الدر المختار و رد المحتار ج ۱ صفحہ ۲۹۲ (مترجم)

لہ کیونکہ اس صورت میں خواہ ظہر کا وقت باقی ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں اس دن کی ظہر کی نیت سے ظہر کی نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	اس شخص کے لئے (باعث) خلاصی ہے جسے وقت نکلنے میں شک ہو۔[۱]	تبیین
۱۳-	جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے لئے اور دعا میت کے لئے ہے۔	زاہدی
۱۴-	اور عیدوں کی نماز میں عید کی نماز کی نیت کرے۔	زاہدی
۱۵-	(ل) اور وتر کی نماز میں وتر کی نماز کی نیت کرے۔	زاہدی
	(ب) اور الغایہ میں ہے کہ وتر کی نماز میں یہ نیت کرے کہ وہ واجب ہے اس لئے کہ اس کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔	تبیین
۱۶-	اسی طرح نذر کی نماز میں اور طواف کی دو رکعتوں کی نماز میں اس نماز کو متعین (مقرر) کرنے کی نیت کرنا شرط ہے	بحرالرائق
۱۷-	نیت کرنے میں رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں ہے۔	شرح وقایہ
۱۸-	حتی کہ اگر کسی نے پانچ رکعتوں کی نیت کی اور چوتھی رکعت پڑھ کر بیٹھ گیا تو اسے کافی ہوا اور پانچویں رکعت کی نیت بے کار ہوگی۔	شرح منیہ
۱۹-	کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت شرط نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔[۲]	مضمرات
۲۰-	قضا کی نماز میں بھی اس نماز کے متعین کرنے کی نیت شرط ہے۔	فتح القدیر
۲۱	اگر کسی کی بہت سی نمازیں فوت ہوگئیں پھر اس نے ان کی قضا شروع کی تو اس کے لئے ظہر اور عصر وغیرہ متعین کرنے کی نیت بھی ضروری ہے۔ اور یہ بھی نیت کرے کہ فلاں دن کی ظہر اور فلاں دن کی عصر قضا کرتا ہوں[۳]	قاضیخان وظہیریہ
۲۲-	یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۲۳-	اگر (صورت مذکورہ ۲۱/۱۱۲ میں) قضا کرنے میں کوئی شخص آسانی چاہے تو یوں نیت کرے کہ پہلی ظہر جو اس کے ذمہ ہے اس کی نیت کرتا ہوں[۴]	قاضیخان ظہیریہ تبیین
۲۴-	اگر کسی نے نفل کی نماز شروع کر کے توڑ دی تھی تو اس کی قضا کرنے میں بھی اس نماز کو متعین کر کے نیت کرے۔	تبیین
۲۵-	اگر کسی نے قضا میں ہفتہ کے دن کی نماز کی قضا کی نیت کی تھی پھر اسے معلوم ہوا کہ اس پر اتوار کے دن کی نماز قضا کرنا تھی یا صورت حال اس کے الٹ تھی تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ (ب) اور اگر وقت کی نماز میں ایسی صورت پیش آئی تو جائز ہے	زاہدی
۲۶-	کسی شخص کے دل میں ظہر کی نماز کی نیت تھی اور اس کی زبان سے عصر کی نماز جاری ہوا تو نیت کفایت کر جائے گی۔[۵]	شرح مقدمہ ابو اللیث وغیرہ
۲۷-	کسی شخص نے فرض نماز شروع کی۔ پھر اسے گمان ہوا کہ نفل ہیں۔ پس اس نے نفل نماز کی نیت سے نماز مکمل کی تو وہ نماز فرض ادا ہوئی ہے۔	

[۲] کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت شرط نہیں فتوی اسی پر ہے اور اگر اختلاف سے بچنا چاہے تو کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کی ضرورت ہے (ملاحظہ ہو حکم نمبر ۳۱/۱۱۲) (مترجم) [۳] یعنی قضا نماز میں فقط ظہر یا عصر کی نیت کرنا کافی نہیں بلکہ معتمد قول یہ ہے کہ یہ نیت بھی کرے کہ فلاں دن کی ظہر پڑھتا ہوں خواہ قضا نمازوں کی کثرت ہے اس کی ترتیب ساقط ہوگئی ہو یا نہ اور غیر معتمد قول یہ ہے کہ قضا نمازیں زیادہ ہو جائیں تو پھر ان دنوں کی تعیین ضروری نہیں (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ الطحاوی ہو مترجم) [۴] اس نیت میں آسانی کی وجہ یہ ہے کہ شاید اسے دن اور تاریخ یاد نہ ہو (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس) (مترجم) [۵] کیونکہ نیت کے لئے اصل میں دل کا عمل معتبر ہے۔ ملاحظہ ہو حکم نمبر ۲/۱۱۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰة — الفصل الرابع فی النیة	حوالہ
۱۱۲	ولوکان الامر بالعکس فالجواب بالعکس	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸-	ولو افتتح الظهر ثم نوی التطوع او العصر او الفائتة او الجنازة وکبّر یخرج عن الاول ویشرع فی الثانی والنیة بدون التکبیر لیس بمخرج	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن العتابیة
۲۹-	واذا صلی رکعة من الظهر ثم کبّر ینوی الظهر فهی هی ویجتزئ بتلك الرکعة هذا اذا نوی بقلبه اما اذا نوی بلسانه وقال نویت ان اصلی الظهر انتقض ظهره ولایجتزئ بتلك الرکعة۔	کذا فی الخلاصة
۳۰-	ولو کبّر للتطوع ثم کبّر ینوی به الفرض یصیر شارعا فی الفریضة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱-	والمنفرد یحتاج الی ثلاث نیات الصلوٰة للّٰه تعالی وتعیین انها ایة صلوٰة وینوی القبلة حتی یکون جائزا عند الکل	کذا فی الخلاصة
۳۲-	والامام ینوی ما ینوی المنفرد ولایحتاج الی نیة الامامة حتی لو نوی ان لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی به جاز	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳-	ولایصیر اماما للنساء الا بالنیة	هکذا فی المحیط
۳۴-	ولوکان مقتدیا ینوی ما ینوی المنفرد وینوی الاقتداء ایضا لان الاقتداء لایجوز بدون النیة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵-	لونوی الشروع فی صلوٰة الامام او الاقتداء به فی صلوٰته یجزیه	هکذا فی معراج الدرایة
۳۶-	وکذا لو نوی الاقتداء به لاغیر وهو الاصح	هکذا فی معراج الدرایة
۳۷-	ولونوی صلوٰة الامام او فرض الامام لایجزیه	هکذا فی التبیین
۳۸-	والافضل ان ینوی الاقتداء بعد ما قال الامام اللّٰه اکبر حتی یکون مقتدیا بالمصلی	کذا فی المحیط
۳۹-	ولونوی الاقتداء حین وقف الامام موقف الامامة تجوز نیته عند عامة العلماء رح وبه کان یفتی الشیخ الامام الزاهد اسمعیل رح الحاکم عبد الرحمن الکاتب رح وهو اجود۔	کذا فی المحیط
۴۰-	ولونوی الشروع فی صلوٰة الامام والامام لم یشرع بعد وهو یعلم بذلك	

[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی نے نفل نماز شروع کی پھر اسے گمان ہوا کہ فرض ہے پس فرض کی نیت سے پڑھ کر مکمل کی تو وہ نماز نفل ادا ہوئی ہے (مترجم) [2] بشرطیکہ نیت صرف دل میں ہو اور اگر زبان سے

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	(ب) اور اگر صورتِ حال اس کے الٹ پر تھی تو اس کا حکم بھی برعکس ہے۔	قاضیخان
۲۸-	(ل) اگر کسی نے ظہر کی نماز شروع کی پھر اس نے نفل کی نماز یا عصر کی نماز یا قضا کی نماز یا جنازہ کی نماز کی نیت کر لی اور تکبیر کہی تو وہ پہلی نماز سے نکل گیا اور دوسری نماز شروع ہو گئی۔ (ب) بغیر تکبیر کے (نئی) نیت کرنا پہلی نماز سے خارج نہیں کرتا۔	تتارخانیہ
۲۹-	(ل) کسی شخص نے ظہر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو وہ نماز اسی طرح رہے گی اور وہ رکعت جائز شمار ہوگی۔ اور یہ حکم تب ہے جب نیت صرف دل سے کرے۔ (ب) اور اگر اس نے زبان سے بھی کہا کہ میں ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں تو اس کی وہ نماز ٹوٹ جائے گی اور وہ رکعت جائز شمار نہ ہوگی۔	خلاصہ
۳۰-	اگر کسی نے نفل نماز کی نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو اس کی فرض نماز شروع ہو جائے گی	قاضیخان
۳۱-	اکیلے نماز پڑھنے والے کو تین امور کی نیت کی ضرورت ہے۔ اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے۔ یہ متعین کرنا کہ کونسی نماز پڑھتا ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کرنا۔ تاکہ سب کے نزدیک (بلا اختلاف) نماز جائز ہو جائے۔	خلاصہ
۳۲-	(ل) امام بھی نماز کی ویسی ہی نیت کرے جیسے اکیلے نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے (ب) اور اسے امامت کی نیت کی ضرورت نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی امام نے یہ نیت کی کہ وہ فلاں شخص کا امام نہیں ہے اور اس شخص نے اگر اس کے پیچھے اقتدار کر لی تو اقتدار جائز ہے۔	قاضیخان
۳۳-	عورتوں کا امام نیت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔	محیط
۳۴-	اگر کوئی شخص مقتدی ہے تو وہ ویسی ہی نیت کرے جیسے اکیلے نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے اور اقتدار کی نیت بھی کرے اس لئے کہ کسی کی اقتدار کرنا نیت کے بغیر جائز نہیں ہے۔	قاضیخان
۳۵-	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی یا امام کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت کی تو یہ نیت اقتدا جائز ہونے کے لئے کافی ہے۔	معراج الدرایہ
۳۶-	اسی طرح اگر کسی نے صرف امام کی اقتدار کی نیت کی تو یہ نیت اقتدار جائز ہونے کے لئے کافی ہے! ور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	معراج الدرایہ
۳۷-	اور اگر کسی نے امام کی نماز یا امام کے فرض کی نیت کی تو یہ نیت اقتدار کے لئے کافی نہیں ہے	تبیین
۳۸-	افضل حکم یہ ہے کہ اقتدار کی نیت اس وقت کرے جب امام اللہ اکبر کہہ چکے تاکہ اس کی اقتدا اس وقت موجب کہ امام نماز میں ہے۔	محیط
۳۹-	اور اگر کسی نے اقتدار کی نیت اس وقت کی جب امام امامت کی جگہ کھڑا ہوا تو عام علماء کے ہاں جائز ہے اور اسی حکم پر شیخ امام زاہد اسمٰعیل رح اور حاکم عبدالرحمن کاتب رح فتویٰ دیتے تھے اور یہی حکم عمدہ ہے۔	محیط
۴۰-	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی اور امام نے ابھی تک نماز نہیں شروع کی تھی اور مقتدی اس	

بھی کہے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹ب/۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ سے ۳۱/۱۱۲ کا تیسرا حکم اختلاف سے بچنے کے لئے ہے ورنہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کرنا شرط نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے ملاحظہ ہو حکم نمبر ۱۹/۱۱۲ (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیۃ	حوالہ
۱۱۲	یصیر شارعا فی صلوٰۃ الامام اذا شرع۔	کذا فی المحیط وھکذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱۔	ولو نوی الشروع فی صلوٰۃ الامام علی ظن ان الامام قد شرع وھو لم یشرع لم یجز	کذا اختارہ قاضیخان۔ کذا فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج
۴۲	اذا اقتدی بالامام ینوی صلوٰۃ الامام ولا یعلم ان الامام فی ایۃ صلوٰۃ فی الظھر او الجمعۃ اجزأہ اینھا کانت	
	ولو نوی الاقتداء بالامام ولکن لم ینو صلوٰۃ الامام وانما نوی الظھر فاذا ھی الجمعۃ لا یجوز۔	
	واذا اراد المقتدی تیسر الامر علی نفسہ ینبغی ان ینوی صلوٰۃ الامام و الاقتداء بہ او ینوی ان یصلی مع الامام ما یصلی الامام	کذا فی المحیط
۴۳۔	ولو نوی الاقتداء فی صلوٰۃ الجمعۃ ونوی الظھر والجمعۃ جمیعا بعضھم جوزوا ذلک ورجحوا نیۃ الجمعۃ بحکم الاقتداء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴۔	ولو نوی الاقتداء بنیۃ الامام و لم یخطر ببالہ انہ زید او عمرو او یری انہ زید فاذا ھو عمرو صح اقتداءہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵۔	ولو کان المقتدی یری شخص الامام فقال اقتدیت بھذا الامام الذی ھو عبد اللہ او لا یری شخص الامام فقال اقتدیت بالامام الذی ھو قائم فی المحراب الذی ھو عبد اللہ فاذا ھو جعفر جاز	کذا فی المحیط
۴۶۔	واذا نوی الاقتداء بزید فاذا ھو عمرو لم یجز	کذا فی التبیین
۴۷۔	وینبغی للمقتدی ان لا یعین الامام عند کثرۃ القوم	کذا فی الظھیریۃ
۴۸۔	وکذلک فی صلوٰۃ الجنازۃ ینبغی ان لا یعین المیّت	کذا فی الظھیریۃ
۴۹۔	المصلون ستۃ۔ من علم الفرائض منھا والسنن وعلم معنی الفرض انہ ما یستحق الثواب بفعلہ والعقاب بترکہ۔ والسنۃ ما یستحق الثواب بفعلھا ولا یعاقب بترکھا، فنوی الظھر او الفجر اجزأتہ واغنت نیۃ الظھر عن نیۃ الفرض۔	
	والثانی من یعلم ذلک وینوی الفرض فرضا و لکن لا یعلم ما فیہ من	

ك حکم: ۴۴-۴۵ / ۱۱۲ میں اس نے امام موجود کی اقتدار کی نیت کی تھی اس کا نام اور تھا تو اس سے نقصان نہیں کیونکہ اعتبار نیت کا ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	بات کو جانتا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جب امام نماز شروع کرے گا تو مقتدی کی نماز اس کی اقتدا ء بھی شروع ہو جائے گی۔	محیط و قاضیخان
۴۴۱	اگر کسی نے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت کی اور اس کے گمان میں امام نماز شروع کر چکا ہے اور در حقیقت امام نے ابھی نماز شروع نہ کی تھی تو یہ اقتدار جائز نہ ہوگی۔	قاضیخان و شرح منیہ
۴۴۲	(الف) اگر کسی نے امام کی اقتدار کی اور اس میں امام والی نماز کی نیت کی اور مقتدی نہیں جانتا کہ امام ظہر یا جمعہ کی نماز میں سے کونسی نماز پڑھ رہا ہے تو امام جونسی نماز بھی پڑھ رہا ہو مقتدی کی اقتدار کی مذکورہ نیت اقتدار جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گی۔ (ب) اگر کسی نے امام کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت نہیں کی بلکہ مقتدی نے ظہر کی نماز کے لئے اقتدار کی نیت کی اور امام جمعہ کی نماز میں تھا تو اقتدار جائز نہیں ہے۔ (ج) اگر مقتدی اپنے لئے آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ میں امام کے پیچھے امام والی نماز پڑھتا ہوں یا یہ نیت کرے کہ امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہوں جو امام پڑھتا ہے۔	محیط
۴۴۳	اگر کسی نے جمعہ کی نماز میں امام کی اقتدار کی نیت کی تو اس نے ظہر اور جمعہ کی ایک ساتھ نیت کر لی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) بعض فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے اور اقتدار کی وجہ سے جمعہ کی نیت کو ترجیح دی ہے۔	قاضیخان
۴۴۴	اور اگر کسی نے امام کی اقتدار کی نیت کی اور اس کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ امام زید ہے یا عمر ہے یا اس کا گمان ہے کہ امام زید ہے حالانکہ وہ عمر تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اقتدار صحیح ہے۔	قاضیخان
۴۴۵	اگر کسی مقتدی کو امام نظر آتا تھا اور اس نے کہا کہ میں اس امام کی اقتدار کی نیت کرتا ہوں جو کہ وہ عبد اللہ ہے یا اسے امام نظر نہ آتا تھا اور اس نے کہا کہ میں اس امام کی اقتدار کی نیت کرتا ہوں جو محراب میں کھڑا ہے جو کہ وہ عبد اللہ ہے اور حقیقت میں امام عبد اللہ نہ تھا جعفر تھا تو اقتدار جائز ہے۔	محیط
۴۴۶	اگر کسی نے نیت کی کہ میں زید کی اقتدار کرتا ہوں اور در اصل امام عمر تھا تو اقتدار جائز نہیں[۱]۔	تبیین
۴۴۷	مقتدی کو چاہیئے کہ جب جماعت بڑی ہو تو اقتدار کی نیت میں امام متعین نہ کرے۔	ظہیریہ
۴۴۸	اسی طرح جنازہ کی نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ نمازِ جنازہ میں میت کو متعین نہ کرے (حاضر میت کی نیت کرے)۔	ظہیریہ
۴۴۹	نمازی چھ طرح کے ہیں (۱) ایک وہ جو فرضوں اور سنتوں کا مطلب جانتا ہے۔ اور فرض کا مطلب جاننے سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ جانے کہ فرض ادا کرنے سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور فرض چھوڑ دینے سے عذاب کے لائق ہے۔ اور سنت کا مطلب جاننے سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ جانے کہ سنت ادا کرنے سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور سنت چھوٹ جانے سے اسے عذاب نہیں دیا جائے گا تو ایسے شخص نے ظہر یا فجر کی نیت کی تو کافی ہے۔ اور اس کے لئے صرف ظہر کی نیت ہی فرض کی نیت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ (۲) نمازی کی دوسری قسم وہ ہے جو فرض و سنت کا مذکورہ علم رکھتا ہے۔ اور فرض نماز کی نیت میں فرض کی	

(۱) از حکم نمبر ۴۴۶ یعنی جبکہ اس نے امام موجود کی اقتدار کی بجائے امام کو نام سے معین کیا اس طرح اس نے امام حاضر کے غیر کی نیت کی اس لئے اقتدار صحیح نہ ہوئی۔ حاشیہ از ترجمہ فتاویٰ ہندیہ مطبوعہ مصر (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیّۃ	حوالہ
۱۱۲	الفرائض والسنن یجزیہ والثالث ینوی الفرض ولا یعلم معناہ لایجزیہ والرابع علم ان فیما یصلیہا الناس فرائض ونوافل فیصلی کما یصلی الناس ولایمیز الفرائض من النوافل لایجزیہ والخامس اعتقد ان الکل فرض جازت صلوٰتہ والسادس لایعلم ان للہ علی عبادہ صلوات مفروضۃ ولکنہ کان یصلیہا لاوقاتہا لم یجزیہ	کذا فی القنیۃ
۵۰-	من لایعلم الفرض من النفل وینوی الفرض فی کل ما یصلی یصح الاقتداء بہ فی صلوٰۃ لیس لہا سنۃ قبلہا مثلہا کصلوٰۃ العصر والمغرب والعشاء ولا یصح فی کل صلوٰۃ قبلہا سنۃ مثلہا کصلوٰۃ الفجر والظہر	ھکذا فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج وفتاوی قاضیخان
۵۱-	اجمع اصحابنا علی ان الافضل ان تکون النیۃ مقارنۃ للشروع	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲-	والنیۃ المقدمۃ علی التکبیر کالقائمۃ عند التکبیر اذا لم یوجد ما یقطعہ وھو عمل لایلیق بالصلوٰۃ	کذا فی الکافی
۵۳-	حتی لونوی ثم توضأ ومشی الی المسجد فکبّر ولم یحضرہ النیۃ جاز ولا یعتد بالنیۃ المتأخرۃ عن التکبیر	کذا فی التبیین
۵۴-	الریاء لایدخل فی الفرائض	کذا فی الخلاصۃ
۵۵-	لوافتتح خالصا للہ تعالی ثم دخل فی قلبہ الریاء فھو علی ما افتتح	کذا فی المضمرات فی باب النوافل ناقلا عن العتابیۃ
۵۶-	والریاء انہ لوخلا عن الناس لایصلی ولوکان مع الناس یصلی لیرائی الناس	کذا فی المضمرات فی باب النوافل ناقلا عن العتابیۃ
۵۷-	فاما لوصلی مع الناس یحسنہا ولوصلی وحدہ لایحسنہا فلہ ثواب اصل الصلوٰۃ دون الاحسان	کذا فی المضمرات فی باب النوافل ناقلا عن العتابیۃ
۵۸-	رجل انتہی الی المسجد لیصلی الظہر فوجد الامام فی القعدۃ ولم یدر انہا القعدۃ الاولی او الاخیرۃ فاقتدی بہ ونوی انہ ان کانت الاولی	

لہ وتعن لایعلم ما فیہ میں ضمیر ما فیہ نماز فرض کو راجع ہے یعنی اتنا جانتا ہو کہ یہ نماز فرض ہے لیکن اس نماز میں جتنے فرائض، واجبات اور سنتیں وغیرہ ہیں ان سے ناواقف ہو تو اس کے لئے یہ نیت

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	نیت کرتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس فرض نماز میں کتنے فرض اور سنتیں ہیں تو اس کے لئے یہ نیت کفایت کر جائیگی (۳) نمازی کی تیسری قسم وہ ہے جو فرض کی نیت کرتا ہے اور فرض کا مطلب نہیں جانتا تو اس کی یہ نیت کفایت نہیں کرے گی۔ (۴) نمازی کی چوتھی قسم وہ ہے جسے یہ معلوم ہے کہ لوگ جو کچھ نماز پڑھتے ہیں اس میں کچھ فرض ہیں اور کچھ سنتیں ہیں پس وہ جس طرح اور لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتا ہے لیکن وہ فرضوں اور نفلوں میں تمیز نہیں کر پاتا تو اس کے لئے یہ نیت کفایت نہ کرے گی۔ (۵) نمازی کی پانچویں قسم وہ ہے جس کا یہ اعتقاد ہے کہ سب نمازیں فرض ہیں تو اس نیت سے اس کی نماز جائز ہے (۶) نمازی کی چھٹی قسم وہ ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر نمازیں فرض کی ہیں لیکن وہ نماز کے وقتوں میں نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے اس نیت سے نماز پڑھنا کافی نہیں۔	قنیہ
۵۰	(ل) جو شخص فرض و نفل میں فرق نہیں جانتا اور ہر نماز میں فرض کی نیت کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے ان نمازوں میں اقتدار جائز ہے جن سے پہلے اس فرض نماز سے (تعداد میں) ملتی جلتی سنتیں نہیں ہیں۔ جیسے عصر، مغرب اور عشا کی نماز ہے (ب) اور ان نمازوں میں اس کے پیچھے اقتدار جائز نہیں جن سے پہلے فرضوں سے (تعداد میں) ملتی جلتی سنتیں ہیں جیسے فجر اور ظہر کی نماز ہے۔	شرح منیۃ
۵۱	ہمارے فقہار کا اس پر اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز کی نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ ساتھ ہو۔	قاضیخان
۵۲	نماز کی جو نیت تکبیر سے پہلے ہو تو وہ اس نیت کی طرح ہے جو تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے بشرطیکہ اس نیت کے بعد کوئی ایسا عمل نہ پایا جائے جو اس نیت کو کاٹ دے۔ اور کاٹ دینے والے عمل سے مراد ایسا عمل ہے جو نماز سے مناسبت نہیں رکھتا۔	کافی
۵۳	(ل) حتیٰ کہ اگر کسی نے نماز کی نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد کی طرف چلا پھر تکبیر کہی اور اس کے دل میں نیت کا استحضار نہ تھا تو جائز ہے (ب) اور جو نیت تکبیر کے بعد ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔	تبیین
۵۴	ریاکاری فرض میں داخل نہیں ہوتی۔	خلاصہ
۵۵	اگر کسی نے خالص اللہ کے لئے نماز شروع کی پھر اس کے دل میں ریا کا دخل ہوا تو اس کی نماز اسی طرح ہو گی جس طرح شروع کی تھی۔	مضمرات
۵۶	اور ریاکاری یہ ہے کہ اگر اکیلا ہو تو نماز نہ پڑھے اور اگر لوگوں کے سامنے ہو تو نماز پڑھے تاکہ لوگ دیکھیں۔	مضمرات
۵۷	اور اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اگر لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے تو اچھی طرح پڑھتا ہے اور اگر اکیلے پڑھتا ہے تو اچھی طرح سے نہیں پڑھتا تو اس کے لئے اصل نماز کا ثواب تو ہے مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا۔	مضمرات
۵۸	کوئی شخص مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور امام کو قعدہ (التحیات پڑھنے کی حالت) میں پایا اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ امام پہلے قعدہ میں ہے یا آخری قعدہ میں ہے پس اس نے امام کی اقتدار کی اور نیت یہ کی کہ اگر پہلا قعدہ ہے	

کفایت کر جائے گی جیسا کہ در مختار میں ہے ولو لم یعلم ما فی الصلوٰۃ من الفرائض والسنن اجزأہ۔ قنیہ الخ در مختار ج ۱ ص ۲۴۷ و البحر الرائق ج ۱ ص ۲۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ — الفصل الرابع فی النیّۃ	حوالہ
۱۱۲	اقتدیت بہ وان کانت الاخیرۃ ما اقتدیت لا یصح الاقتداء	کذا فی التجنیس
۵۹-	وکذا لو نوی ان کانت الاولی اقتدیت بہ فی الفریضۃ وان کانت الاخیرۃ اقتدیت بہ فی التطوع لا یصح اقتداءہ فی الفریضۃ	کذا فی التجنیس
۶۰-	ولو انتہی الیہ ولم یدر انہ فی العشاء او فی التراویح فاقتدی بہ ونوی انہ ان کان فی الفریضۃ اقتدیت بہ. وان کان فی التراویح ما اقتدیت لا یصح۔	کذا فی التجنیس
۶۱-	ولو نوی انہ ان کان فی الفریضہ اقتدیت بہ وان کان فی التراویح اقتدیت بہ فظہر انہ فی التراویح صح اقتداءہ	کذا فی التجنیس
۶۲-	لو وجد الامام فی الصلوٰۃ ولم یدر انہا الفریضۃ او التراویح فقال ان کانت العشاء اقتدیت بہ وان کانت التراویح ما اقتدیت بہ لا یصح الاقتداء سواء کان فی العشاء او فی التراویح	کذا فی الخلاصۃ
۶۳-	ولو قال ان کان فی العشاء اقتدیت بہ وان کان فی التراویح اقتدیت بہ فظہر انہ فی التراویح او فی العشاء صح الاقتداء	کذا فی الخلاصۃ

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب نماز کی شرطوں کے احکام — چوتھی فصل نیت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۲	تو امام کے پیچھے میری اقتدار ہے اور اگر آخری قعدہ ہے تو پھر میری اقتدار نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ) اس نیت سے اقتدار صحیح نہیں ہوگی۔	تجنیس
۵۹۔	اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نے یہ نیت کی کہ اگر امام کی پہلی رکعت ہے تو امام کے پیچھے میری اقتدار فرض نماز میں ہے اور اگر آخری رکعت ہے تو امام کے پیچھے میری اقتدار نفل نماز میں ہے تو اس نیت سے اس کی اقتدار فرض نماز میں صحیح نہیں ہوگی۔	تجنیس
۶۰۔	کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ نہیں جانتا کہ آیا وہ عشار کی نماز میں ہے یا تراویح کی نماز میں ہے۔ پس اس نے امام کی اقتدار کی اور نیت یہ کی کہ اگر وہ عشار کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر وہ تراویح کی نماز میں ہے تو پھر میری اقتدار نہیں ہے تو اس نیت سے اس کی اقتدار صحیح نہ ہوگی۔	تجنیس
۶۱۔	اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) یہ نیت کی کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اقتدار کی پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اس کی اقتدار صحیح ہے۔	تجنیس
۶۲۔	اگر کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ نہیں جانتا کہ آیا وہ عشا کی فرض نماز میں ہے یا وہ تراویح کی نماز میں ہے پس اس نے کہا کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تو میری اقتدار نہیں ہے تو اس نیت سے اقتدار صحیح نہیں ہے خواہ امام عشار کی نماز میں تھا یا تراویح کی نماز میں تھا۔	خلاصہ
۶۳۔	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یہ کہا کہ اگر امام عشار کی نماز میں ہے تو میں نے اس کی اقتدار کی اور اگر امام تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اس کی اقتدار کی۔ پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا یا یہ معلوم ہوا کہ وہ عشا کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اقتدار صحیح ہے۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فی صفة الصلوٰة، هذا الباب مشتمل علی خمسة فصول

دفعات ۱۱۳ تا ۱۵۶ عنوانات ۴۴ تعداد شق ۳۶۲

الفصل الاول فی فرائض الصلوٰة - وهی ست

دفعات ۱۱۳ تا ۱۱۸ عنوانات ۶ تعداد شق ۷۹

۱۱۳- التحریمة

تعداد شق ۳۲

شق	متن	حوالہ
۱-	(منها التحریمة)[1] وهی شرط عند نا حتی ان من یحرم للفرائض کان له ان یؤدی بها التطوع۔	هکذا فی الهدایة
	ولکنه یکره لترك التحلل عن الفرض بالوجه المشروع	کذا فی السراج الوهاج
۲-	وأما بناء الفرض علی تحریمة فرض اٰخر فلا یجوز اجماعًا۔	کذا فی السراج الوهاج
۳-	وکذا بناء الفرض علی تحریمة النفل	کذا فی السراج الوهاج
۴-	ولو احرم حاملا للنجاسة فالقاها عند فراغه منها او مکشوف العورة فسترها عند فراغه من التکبیر بعمل یسیر و شرع فی التکبیر قبل ظهور الزوال ثم ظهر عند فراغه منها او منحرفا عن القبلة فاستقبل عند فراغه منها جاز	هکذا فی البحر الرائق
۵-	ولو شرع بالتسبیح او بالتهلیل صح ولکن الاولی ان یشرع بالتکبیر	کذا فی التبیین

[1] یہاں صفت سے مراد نماز کے ذاتی اوصاف ہیں جن میں فرض، واجب اور سنت وغیرہ سب شامل ہیں (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) [2] تکبیر تحریمہ سے مراد نماز میں اپنے اوپر ان مباح چیزوں کو حرام کر لینا ہے جو نماز میں منع ہیں یہ تکبیر نماز جنازہ میں رکن ہے مگر نماز میں عام مشائخ کے ہاں شرط ہے پس نفل یا فرض نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی تو اس نماز پر نفل کی بنا کرنا درست ہے، البتہ مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے (التحریمة) فاما دو هی شرط) فی غیر جنازة علی القادر به یفتی فیجوز بناء النفل علی النفل وعلی الفرض وان کره لا فرض علی فرض او نفل علی الظاهر الخ الدر المختار ج ا ص ۴۲۱ (مترجم) [3] بنا کرنا مثلاً ظہر کی ادا نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی اور وہ نماز پڑھی اور اسی کے ساتھ بغیر نئی تکبیر تحریمہ کہے ظہر کی قضا نماز شروع کر دی تو یہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا باب نماز کی صفات کے احکام ۔ اور اس باب میں پانچ فصلیں ہیں

دفعات ۱۱۳ تا ۱۵۶ عنوانات ۴۴ تعداد شق ۳۶۲

پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان ۔ اور یہ چھ ہیں۔

دفعات ۱۱۳ تا ۱۱۸ عنوانات ۶ تعداد شق ۷۹

۱۱۳۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔ اور اس میں ۳۲ شقیں ہیں۔

۱۔ (نماز کے چھ فرضوں میں سے) پہلا فرض تکبیر تحریمہ کہنا ہے (ل) اور یہ ہمارے ہاں شرط ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے فرض نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ اس تکبیر سے نفل ادا کرے۔ — ہدایہ

(ب) لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ فرض سے نکلنے کا جو طریقہ مقرر تھا وہ چھوٹ گیا[۱۰۰]۔ — سراج وہاج

۲۔ ایک فرض نماز کی تکبیر تحریمہ پر دوسری فرض نماز کی بنا کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے[۱۰۱]۔ — سراج وہاج

۳۔ اسی طرح نفل نماز کے لئے تکبیر تحریمہ پر فرض نماز کی بنا کرنا جائز نہیں ہے۔ — سراج وہاج

۴۔ (ل) اگر کسی نے تکبیر تحریمہ کہی تو اس پر (مانع نماز) نجاست تھی اور اس نے تکبیر سے فارغ ہونے ہی اس نجاست کو پھینک دیا (ب) یا اس نے تکبیر کہی تو اس کا ستر کھلا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہونے ہی اس نے معمولی عمل سے ستر ڈھانک لیا (ج) یا اس نے زوال کا وقت ظاہر ہونے سے پہلے تکبیر کہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی زوال کا وقت ظاہر ہو گیا (د) یا تکبیر کہتے وقت اس کا رخ قبلہ رُو نہ تھا اور تکبیر کہتے ہی وہ قبلہ رو ہو گیا تو (ان سب صورتوں میں) نماز جائز ہوگی۔ — بحر رائق

۵۔ (ل) اگر کسی نے نماز کو (اللہ اکبر کی بجائے) سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہہ کر شروع کیا تو نماز درست ہو جائے گی[۱۰۲]۔

جائز نہیں ہے بلکہ دوسرے فرضوں کے لئے از سرِ نو تکبیر تحریمہ کہے۔ (مترجم) [۱۰۲] نماز درست ہو جائیگی اس لئے کہ نماز شروع کرنے کیلئے بطورِ تعظیم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا منصوص ہے اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کیلئے ہیں مگر چونکہ آنحضرتؐ سے اس موقع پر اللہ اکبر کے الفاظ کہنے پر مداومت ثابت ہے، لہٰذا بغیر عذر ان الفاظ کے علاوہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے۔ (جیسا کہ حکم نمبر ۵ ب / ۱۱۳ میں ہے) اور کراہت تحریمی ہے جو چھوڑنے میں واجب کے زمرے میں ہے (ماخوذ از البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۶) اور رد المحتار میں ہے کہ تحریمہ میں اللہ اکبر کے متوارث الفاظ سنت یا واجب ہیں رد المحتار ج ۱ ص ۴۴۷ (نوٹ) تکبیر تحریمہ بموجب حکم نمبر ۱/۱۱۳ نماز کیلئے شرط ہے رکن نہیں ہے پس تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کے مخصوص الفاظ اگر واجب کے مرتبہ میں ہی ہوں تب بھی چونکہ تحریمہ رکن نہیں شرط ہی ہے نماز میں نہیں اس سے نماز شروع ہوتی ہے لہٰذا اگر کسی نے اللہ اکبر کے مخصوص الفاظ کے علاوہ سے نماز شروع کی تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۳	وهل يكره الشروع بغيره اختلف المشائخ بعضهم قالوا يكره وهو الاصح	هكذا فی الذخيرة والمحيط والظهيرية
۶-	ثم الاصل عند ابی حنيفة رح ان ما تجرد للتعظيم من اسماء الله تعالى جاز الافتتاح به نحو اَللّٰهُ اِلٰهٌ و سُبْحَانَ اللّٰهِ و لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔	كذا فی التبيين
۷-	وكذا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ و لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ و تَبَارَكَ اللّٰهُ۔	هكذا فی المحيط
۸-	وكذا اذا قال اَللّٰهُ اَجَلُّ او اَعْظَمُ او اَلرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ اجزأه عندهما رح	هكذا فی الجوهرة النيرة والسراج الوهاج
۹-	اما اذا قال ابتداء اَجَلُّ او اَعْظَمُ او اَكْبَرُ ولم يقرن اسم الله بهذه الصفات لا يصير شارعا بالاجماع۔	هكذا فی الجوهرة النيرة و السراج الوهاج
۱۰-	ولو قال اَللّٰهُمَّ يصير شارعا عند الفقهاء رح	كذا فی الخلاصة وفتاوی قاضيخان
۱۱-	وهو الاصح۔	كذا فی المحيطين
۱۲-	ولو ذكر الاسم دون الصفة بان قال الله او الرحمٰن او الرب ولم يزد عليه يصير شارعا عند ابی حنيفة رح	كذا فی التبيين
۱۳-	وهو الصحيح ثم اختلفت الروايات والمشائخ ان الشروع عنده بالاسماء الخاصة اوبها و بالمشتركة كالرحيم و الكريم والاظهر والاصح انه بكل اسم من اسمائه۔ كذا ذكره الكرخی رح وافتى به المرغينانی رح	هكذا فی الزاهدی
۱۴-	ولو افتتح باَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ لا يصح لانه ليس بتعظيم خالص بل هو مشوب بحاجة العبد	كذا فی محيط السرخسی
۱۵-	واذا قال اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ او اَعُوْذُ بِاللّٰهِ او اِنَّا لِلّٰهِ او لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ او مَا شَاءَ اللّٰهُ كان لا يصير شارعا۔	هكذا فی المحيط

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۳	لیکن اولیٰ یہی ہے کہ نماز اللہ اکبر سے شروع کرے۔	تبیین
	(ب) اور کیا اللہ اکبر کے لفظ کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے یا نہیں اس کے حکم کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اللہ اکبر کے کلمہ کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع کرنا مکروہ ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ذخیرہ، محیط، ظہیریہ
۶۔	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو نام صرف تعظیم کے لئے ہیں ان سے نماز شروع کرنا جائز ہے جیسے اَللّٰہُ اِلٰہٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کلمات (سے نماز شروع کرنا جائز ہے)	تبیین
۷۔	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ، اور تَبَارَکَ اللّٰہُ کے کلمات (سے نماز شروع کی تو جائز ہے)۔	محیط
۸۔	اسی طرح اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ کہا تو ان دونوں کے ہاں کفایت کر جائے گا۔[۱]	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۹۔	لیکن اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ کی بجائے) ابتدا میں صرف اَجَلُّ یا اَعْظَمُ یا اَکْبَرُ کہا اور اللہ کا نام ان صفتوں کے ساتھ نہ ملایا تو ان کلموں سے نماز شروع نہ ہوگی۔ اس حکم پر اجماع ہے۔	جوہرہ نیرہ، سراج وہاج
۱۰۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰھُمَّ کہا تو اس کلمہ سے فقہاء رح کے ہاں نماز شروع ہو جائے گی۔	خلاصہ، قاضیخان
۱۱۔	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیطین
۱۲۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) صرف اللہ کا نام ذکر کیا صفت کا ذکر نہ کیا جیسا کہ اس نے صرف اللہ یا صرف الرحمٰن یا صرف ربّ کا کلمہ کہا اور اس پر کوئی اور کلمہ نہ بڑھایا تو ان کلموں سے امام ابوحنیفہ رح کے ہاں نماز شروع ہو جائیگی۔	تبیین
۱۳۔	(ا) اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔ (ب) پھر اس میں روایتوں اور فقہاء رح کا اختلاف ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اللہ کے ناموں میں سے صرف انہیں ناموں کے ساتھ نماز شروع ہو سکتی ہے جو اللہ سے مخصوص ہیں یا مخصوص اور مشترک دونوں ناموں سے نماز شروع ہو سکتی ہے جیسے رحیم، اکریم۔ تو زیادہ ظاہر اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اللہ کے ہر نام سے نماز شروع ہو سکتی ہے۔ یہ حکم امام کرخی رح نے ذکر کیا ہے اور اسی پر حضرت مرغینانی رح نے فتویٰ دیا ہے۔	زاہدی
۱۴۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہہ کر نماز شروع کی تو یہ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ یہ اللہ کی خالص تعظیم نہیں بلکہ بندے کی حاجت بھی ملی ہوئی ہے۔	محیط سرخسی
۱۵۔	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) یوں کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ یا کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ یا کہا اِنَّا لِلّٰہِ۔ یا کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یا کہا مَاشَاءَ اللّٰہُ تو ان کلموں سے نماز شروع نہ ہوگی۔	محیط

[۱] ان دونوں سے مراد امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح ہیں کیونکہ امام ابویوسف رح کے ہاں تو تکبیر میں پانچ مخصوص الفاظ سے ہی کسی کے ساتھ نماز شروع کیا سکتی ہے۔ ماخوذ از بحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۶

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالــہ
۱۱۳ ۱۶-	ولو کبر متعجبا ولم یرد بہ التعظیم او اراد بہ جواب المؤذن لم یجزئہ و ان نوی	کذا فی التتارخانیۃ
۱۷-	ولو قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا یصیر شارعاً۔	کذا فی التبیین
۱۸-	ولو قال اللہ اکبر مع الف الاستفہام لا یصیر شارعا بالاتفاق	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الصیرفیۃ
۱۹-	ولو قال اللہ اکبر با لکاف الفارسیۃ یصیر شارعا	کذا فی المحیط
۲۰-	ولا یصیر شارعا بالتکبیر الا فی حالۃ القیام او فیما ھو اقرب الیہ من الرکوع۔	ھکذا فی الزاھدی
۲۱-	حتی لو کبر قاعدا ثم قام لا یصیر شارعا فی الصلوٰۃ ویجوز افتتاح التطوع قاعدا مع القدرۃ علی القیام	کذا فی محیط السرخسی
۲۲-	ویجوز مقارنا لتحریمۃ الامام عند ابی حنیفۃ رح وعند ھما بعد ما احرم والفتوی علی قولھما	ھکذا فی المعدن
	قیل لا خلاف فی الجواز وھو الصحیح وانما الخلاف فی الاولویۃ	ھکذا فی التبیین
۲۳-	والمقارنۃ علی قولہ کمقارنۃ حرکۃ الخاتم والاصبع	
	والبعدیۃ علی قولھما ان یوصل المقتدی ھمزۃ اللہ براء اکبر	کذا فی المصفی فی باب الحنفیۃ
۲۴-	فان قال المقتدی اللہ اکبر ووقع قولہ اللہ مع الامام وقولہ اکبر وقع قبل قول الامام ذلک۔ قال الفقیہ ابو جعفر رح الاصح انہ لا یکون شارعا عندھم۔	کذا فی الخلاصۃ
۲۵-	وکذا لو ادرک الامام فی الرکوع فقال اللہ اکبر الا ان قولہ اللہ کان فی قیامہ وقولہ اکبر وقع فی رکوعہ لا یکون شارعا فی الصلوٰۃ	کذا فی الخلاصۃ
۲۶-	واجمعوا علی ان المقتدی لو فرغ من قولہ اللہ قبل فراغ الامام من ذلک	

دفعات دشتی نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۳ ۱۶-	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ کے وقت) تعجب سے اللہ اکبر کہا اور اس اللہ اکبر کہنے میں اللہ کی تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا اس نے مؤذن کے جواب کے ارادہ سے اللہ اکبر کہا تو اس کے لئے یہ اللہ اکبر کہنا نماز شروع ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اگرچہ اس نے نماز کی نیت کی ہو۔	تتارخانیہ
۱۷-	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا تو اس سے نماز شروع نہ ہوگی۔	تبیین
۱۸-	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی بجائے) الفِ استفہام لگا کر (آ اللہ اکبر) کہا تو بالاتفاق نماز شروع نہ ہوگی یہ ضیر فیہ سے نقل ہے[1]	تتارخانیہ
۱۹-	اگر کسی نے (تکبیر تحریمہ میں) اللہ اکبر فارسی کاف (اگبر) سے کہا تو نماز شروع ہو جائے گی۔	محیط
۲۰-	(تکبیر تحریمہ سے) نماز تب شروع ہوگی کہ تکبیر کھڑے ہو کر کہے یا ایسی حالت میں تکبیر کہے کہ وہ حالت رکوع کی نسبت قیام کے زیادہ قریب ہو۔	زاہدی
۲۱-	(ا) حتیٰ کہ اگر کسی نے بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہی پھر کھڑا ہوا تو نماز شروع نہ ہوگی۔ (ب) نفل نماز بیٹھ کر شروع کرنا جائز ہے خواہ کھڑا ہونے پر قادر ہو۔	محیط سرخسی
۲۲-	(ا) امام ابوحنیفہ رح کے ہاں (مقتدی) امام کی تحریمہ کے ساتھ ساتھ تحریمہ کہے۔ (ب) اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں (مقتدی) امام کی تحریمہ کے بعد تحریمہ کہے۔ (ج) اور فتویٰ صاحبین رح کے قول پر ہے۔	معدن
	(د) بعض فقہاء رح کا قول ہے کہ جائز ہونے میں (امام صاحب اور صاحبین رح کا) کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ کونسا طریقہ بہتر ہے۔	تبیین
۲۳-	(ا) امام ابوحنیفہ رح کے ہاں مقتدی کی تحریمہ امام کی تحریمہ کے ساتھ اس طرح ساتھ ساتھ ہونی چاہیے جس طرح انگوٹھی اور انگلی کی حرکت ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ (ب) اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں مقتدی کی تحریمہ امام کی تحریمہ کے بعد ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب امام اللہ اکبر کا کلمہ کہے تو اس کے (حرف) ر سے مقتدی اپنے کلمہ اللہ اکبر کے (حرف) ہمزہ کو ملا دے۔	مصفٰی
۲۴-	اگر مقتدی نے اللہ اکبر کہا تو اس کا لفظ اللہ تو امام کے لفظ اللہ کہنے کے ساتھ واقع ہوا اور مقتدی کا لفظ اکبر امام کے اس لفظ اکبر کہنے سے پہلے واقع ہوا تو فقیہ ابوجعفر رح کے قول کے مطابق اس کا زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (اس صورت میں) فقہاء رح کے ہاں نماز شروع نہ ہوگی۔	خلاصہ
۲۵-	اسی طرح اگر کسی (مقتدی) نے امام کو رکوع میں پایا تو مقتدی نے اللہ اکبر کہا مگر مقتدی کا لفظ "اللہ" مقتدی کے کھڑا ہونے کی حالت میں واقع ہوا اور اس کا لفظ "اکبر" اس کے رکوع میں واقع ہوا تو (اس صورت میں) مقتدی کی نماز شروع نہ ہوگی[2]	خلاصہ
۲۶-	اور اس حکم پر فقہاء رح کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی (تکبیر تحریمہ میں) "اللہ" کا لفظ کہنے میں امام کے اس لفظ کے کہنے	

[1] اس کی مزید تفصیل کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۶/۳۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] یعنی پورا جملہ یعنی اللہ اکبر کہنے کی صورت میں پورا جملہ حالتِ قیام میں کہے اور صرف لفظ اللہ کہنے کی صورت

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰة	حوالہ
۱۱۳	لا یکون شارعا فی الصلوٰة فی اظهر الروایات	کذا فی الخلاصة
۲۷-	ان کبر قبل امامه فالصحیح انه ان نوی الاقتداء به لا یصیر شارعا۔ و ان لم ینو الاقتداء به یصیر شارعا فی صلوٰة نفسه	هکذا فی محیط السرخسی
۲۸-	اما فضیلة تکبیرة الافتتاح فتکلموا فی وقت ادراکها والصحیح ان من ادرک الرکعة الاولی فقد ادرک فضیلة تکبیرة الافتتاح	کذا فی الحصر فی باب ابی یوسف
۲۹-	ولو ادرک الامام وهو راکع فکبّر قائما وهو یرید تکبیرة الرکوع جازت صلوته ولغت نیته۔	هکذا فی محیط السرخسی
۳۰-	ولو کبّر بالفارسیة جاز۔ سواء کان یحسن العربیة اولا الا انه اذا کان یحسنها یکره	هکذا فی المتون
	وعلی قول ابی یوسف رح ومحمد رح لا یجوز اذا کان یحسن العربیة۔	هکذا فی المحیط
۳۱	وعلی هذا الخلاف جمیع اذکار الصلوٰة من التشهد والقنوت والدعاء وتسبیحات الرکوع والسجود[1][2] وکذا کل ما لیس بعربیة کالترکیة والزنجیة والحبشیة والنبطیة[3]	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲-	وفی المبسوط الوبرّی والاخرس والامی الذی لا یحسن شیئا یصیر شارعا بالنیة ولا یلزمه التحریک باللسان	کذا فی التبیین
۱۱۴-	**القیام۔** تعداد شق ۴	
۱-	(ومنها القیام) وهو فرض فی صلوٰة الفرض والوتر	هکذا فی الجوهرة النیرة والسراج الوهاج
۲-	وفرضه یتأدی بادنی ما یطلق علیه الاسم	کذا فی الکافی فی آخر فصل القراءة۔
۳-	وحد القیام ان یکون بحیث اذا مد یدیه لا ینال رکبتیه۔	کذا فی الجوهرة النیرة والسراج الوهاج
۴-	ویکره القیام علی احدی القدمین من غیر عذر وتجوز الصلوٰة وللعذر[4] لا یکره۔	کذا فی الجوهرة النیرة والسراج الوهاج
۱۱۵-	**القراءة** تعداد شق ۱۵	
۱-	(ومنها القراءة) وفرضها عند ابی حنیفة رح یتأدی بآیة واحدة وان	

[1] اس کے متعلق ۱۱۵/۱۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] اسی طرح خطبہ کا حکم بھی یہی ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے والخطبة والتشهد علی هذا الاختلاف الخ ہدایہ ج ۱ ص ۹۸ (مترجم) [3] زنجی یعنی زنگی زبان جو حبشی سے ملتی جلتی زبان ہے اور نبطی یعنی شام کی دیہاتی زبان (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) [4] درمختار میں یہ دو حکم بھی درج ہیں (۱) جو نماز یں

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۳	سے پہلے فارغ ہوگیا تو روایتوں میں زیادہ ظاہر روایت کے مطابق اس کی نماز شروع نہ ہوگی۔	خلاصہ
۲۷-	اگر کسی مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر کہہ لی تو صحیح حکم یہ ہے کہ (ل) اگر اس نے امام کی اقتدار کی نیت کی ہے تو نماز شروع نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر اس نے امام کی اقتدار کی نیت نہیں کی تو اس کی اپنی الگ نماز شروع ہوجائیگی	محیط سرخسی
۲۸-	تکبیر اولیٰ (تکبیر تحریمہ) کی فضیلت ملنے کے وقت میں فقہاءؒ نے کلام کیا ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ جس (مقتدی) نے (امام کے ساتھ) پہلی رکعت پالی اس نے تکبیر اولیٰ کی فضیلت پالی۔	الحصر
۲۹-	اگر کسی (مقتدی) نے امام کو رکوع میں پایا تو اس نے کھڑے ہوکر رکوع کی تکبیر کے ارادہ سے تکبیر کہی تو اس کی نماز ہوگئی اور اس کی (رکوع کی تکبیر کی) نیت بے کار رہے گی۔	محیط سرخسی
۳۰-	(ل) اگر کسی نے فارسی میں تکبیر تحریمہ کہی تو (نماز) جائز ہوجائے گی۔ (ب) خواہ عربی میں اچھی طرح تکبیر کہہ سکتا ہو یا نہ لیکن اگر عربی میں اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا مکروہ ہے [۱] (ج) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ کے ہاں اگر عربی میں اچھی طرح تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا جائز نہیں ہے۔	متون محیط
۳۱-	(مذکورہ صورت میں) (ل) امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کا یہ اختلاف نماز کے تمام اذکار مثلاً التحیات، قنوت، دعا، رکوع اور سجود کی تسبیحات میں بھی ہے [۲] (ب) اسی طرح وہ تمام زبانیں جو عربی نہیں ہیں مثلاً ترکی، زنجی، حبشی اور نبطی زبان ان سب کا حکم بھی وہی ہے جو فارسی زبان کا ہے [۳]	قاضیخان
۳۲-	مبسوط میں ہے کہ گنوار اور گونگا اور ایسا ان پڑھ جو اچھی طرح کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کی نماز صرف نیت سے شروع ہوجاتی ہے۔ اس کے لئے زبان ہلانا ضروری نہیں ہے [*]	تبیین
۱۱۴	**قیام کرنا۔** اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کے چھ فرضوں میں سے دوسرا فرض قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا ہے۔ اور یہ فرضوں کی نماز اور وتر کی نماز [۴] میں فرض ہے [۵]	جوہرہ نیرہ وسراج وہاج
۲-	قیام کی وہ تھوڑی سی تھوڑی مقدار جسے کھڑا ہونا کہا جاسکتا ہو اس سے نماز میں قیام کا فرض ادا ہوجاتا ہے۔	کافی
۳-	قیام کی حد یہ ہے کہ وہ کھڑا ہونے کی حالت میں اگر ہاتھ لمبے کرے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔	جوہرہ نیرہ وسراج وہاج
۴-	(ل) کسی عذر کے بغیر (نماز میں) ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور نماز جائز ہوجاتی ہے۔ (ب) اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے (نماز میں) ایک پاؤں پر کھڑا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ وسراج وہاج
۱۱۵	**قرأت کرنا۔** اور اس میں ۱۵ شقیں ہیں۔	
۱-	(ل) نماز کے چھ فرضوں میں تیسرا فرض قرأت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (نماز میں) ایک آیت پڑھنے کی	

فرضوں سے ملتی ہیں جیسا کہ فجر کی سنتیں اور نذر مانی ہوئی نماز تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق ان میں بھی قیام فرض ہے (۲) اور اگر کوئی شخص جماعت کے لئے جائے تو تھک کر نماز میں قیام نہیں کرسکتا تو وہ گھر میں ہی قیام کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ لکھا ہے کہ (منها القيام في فرض) وملحق به كنذر وسنة فجر في الاصح الخ ولو ضعف عن القيام الخروج لجماعة صلى في بيته

[illegible] (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۵	کانت قصیرۃ	کذا فی المحیط
	وفی الخلاصۃ وهو الاصح۔	کذا فی التاتارخانیۃ
	والمکتفی بها مسیئ	کذا فی الوقایۃ
	ثم عندہ اذا قرأ اٰیۃ قصیرۃ هی کلمات او کلمتان نحو قوله تعالیٰ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ وثُمَّ نَظَرَ یجوز بلا خلاف بین المشائخ رح	
	فلو قرأ اٰیۃ هی کلمۃ واحدۃ کمُدْهَامَّتَانِ او اٰیۃ هی حرف۔ کصاد، نونٍ قاف۔ فیه اختلاف بین المشائخ رح۔	کذا فی المصفّی
	والاصح انه لا یجوز۔	کذا فی شرح المجمع لابن الملك وهكذا فی الظهیریۃ والسراج الوهاج وفتح القدیر
۲-	اذا قرأ اٰیۃ طویلۃ فی الرکعتین نحو اٰیۃ الکرسی واٰیۃ المداینۃ البعض فی رکعۃ والبعض فی اخرٰی عامتهم علی انه یجوز	کذا فی المحیط
۳-	وهو الاصح۔	کذا فی الکافی ومنیۃ المصلی
۴-	واما حد القرأۃ فنقول تصحیح الحروف امر لابد منه فان صحح الحروف بلسانه ولم یسمع نفسه لا یجوز۔ وبه اخذ عامۃ المشائخ رح	هکذا فی المحیط
۵-	وهو المختار	هکذا فی السراجیۃ
۶-	وهو الصحیح	هکذا فی النقایۃ
۷-	وعلی هذا نحو التسمیۃ علی الذبیحۃ والاستثناء فی الیمین والطلاق والعتاق والایلاء والبیع	هکذا فی المحیط
۸-	واما محل القرأۃ ففی الفرائض الرکعتان	هکذا فی المحیط
۹-	ثنائیا کان او ثلاثیا اورباعیا وسواء کانتا اولیین او اخریین او مختلفین	هکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
۱۰-	حتی لو لم یقرأ فی واحدۃ منه او قرأ فی واحدۃ فقط فسدت صلوته	کذا فی الشمنی شرح النقایۃ
۱۱-	وفی الوتر والنفل الرکعات کلها	هکذا فی المحیط
۱۲-	ولو قرأ فی حالۃ النوم الاصح انه لا یجوز۔	کذا فی الظهیریۃ
۱۳-	ولا تجوز القرأۃ بالفارسیۃ الا بعذر عند ابی یوسف رح ومحمد رح وبه	

[1] یعنی اگر کسی نے بیوی کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کیا یا ایلاء کیا اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ خود بھی ان الفاظ کو نہ سن سکا تو طلاق وغیرہ واقع نہ ہوگی یا اس نے قسم اٹھائے الفاظ میں ان شاء

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۵	بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ آیت چھوٹی ہو۔	محیط
	(ب) خلاصہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	تتارخانیہ
	(ج) جو شخص صرف اسی قدر (یعنی بقدر فرض ایک آیت) ہی پڑھتا ہے وہ گنہگار ہے۔	وقایہ
	(د) پھر امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جب کسی نے ایسی چھوٹی آیت پڑھی جس میں کئی کلمے یا دو کلمے ہیں مثلاً قرآن کی یہ آیت ثُمَّ قُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ اور یہ آیت ثُمَّ نَظَرَ تو (ایسی آیت کی قرأت سے) نماز جائز ہوگی۔ اس میں مشائخ کا اختلاف نہیں ہے۔	
	(س) اور اگر کسی نے ایسی چھوٹی آیت پڑھی جس میں صرف ایک کلمہ ہے جیسے مُدْهَآمَّتَانِ۔ یا ایسی آیت پڑھی جو صرف ایک ہی حرف ہے جیسے صٓ۔ نٓ۔ قٓ تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے۔	مصفی
	(س) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ نماز جائز نہ ہوگی۔	شرح المجمع، ظہیریہ، سراج وہاج، فتح القدیر
۲۔	اگر کسی نے ایک بڑی آیت دو رکعتوں میں پڑھی۔ مثلاً آیت الکرسی اور آیتِ مداینہ کا کچھ حصہ ایک رکعت میں پڑھا اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا تو اس کے متعلق عام فقہاء رح کا قول یہ ہے کہ جائز ہے۔	محیط
۳۔	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	کافی، منیۃ المصلی
۴۔	قرأت کی حد کے متعلق ہمارا قول یہ ہے کہ حرفوں کا صحیح ادا ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی نے زبان سے (بغیر آواز کے) حروف صحیح کہے اور وہ حروف خود اپنے آپ کو نہ سنائے تو جائز نہ ہوگا۔ عام مشائخ رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے	محیط
۵۔	یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	سراجیہ
۶۔	اور یہی حکم (مذکورہ ۴/۱۱۵) صحیح ہے۔	نقایہ
۷۔	(۱) اور یہی حکم (مذکورہ ۴/۱۱۵) ذبح میں بسم اللہ پڑھنے کا ہے (ب) اور یہی حکم قسم میں استثنار کا ہے (ج) اور یہی حکم طلاق، عتاق، ایلار اور بیع کا ہے[۱]۔	محیط
۸۔	فرض نمازوں میں قرأت کا مقام دو رکعتیں ہیں۔	محیط
۹۔	خواہ وہ فرض نماز دو رکعت والی ہو یا تین رکعت والی یا چار رکعت والی نماز ہو اور خواہ پہلی دو رکعتیں ہوں یا آخر کی دو رکعتیں ہوں۔ یا دو رکعت اس طرح ہوں کہ پہلے دوگانہ سے ایک رکعت ہو اور آخری دوگانہ سے ایک رکعت ہو[۲]	شرح نقایہ
۱۰۔	حتیٰ کہ اگر کسی نے (فرض نماز کی کسی) ایک رکعت میں بھی قرأت نہ کی یا صرف ایک رکعت میں قرأت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔	شمنی
۱۱۔	وتر اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے	محیط
۱۲۔	اگر کسی نے نیند کی حالت میں قرأت کی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگی	ظہیریہ
۱۳۔	(ل) فارسی میں قرأت کرنا امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے ہاں بغیر عذر کے جائز نہیں ہے۔ اور اسی پر	

[۱] اور اس میں سے کسی چیز کا اتنا آہستہ استثنار کیا کہ وہ خود بھی نہ سن سکا تو وہ استثنار جائز نہ ہوگا۔ (ماخوذ از حاشیۂ ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۰۹ علی قول ابی جعفر رح) (مترجم)

[۲] اسکے متعلق حکم نمبر ۱/۱۲۰ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۵	یفتی	هکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
	وتجوز عند ابی حنیفۃ رح بالفارسیۃ وبای لسان کان وھو الصحیح	
	ویروی رجوعہ الی قولھما وعلیہ الاعتماد۔	هکذا فی الهدایۃ
۱۴-	وفی الاسرار ھو اختیاری	
	وفی التحقیق ھو مختار عامۃ المحققین وعلیہ الفتوی	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم رح
۱۵-	وھو الاصح	هکذا فی مجمع البحرین
۱۱۶-	**الرکوع** تعداد شق ۴	
۱-	(ومنھا الرکوع) وقدر الواجب من الرکوع ما یتناولہ الاسم بعد ان یبلغ حدہ۔	
	وھو ان یکون بحیث اذا مد یدیہ نال رکبتیہ۔	کذا فی السراج الوهاج
۲-	اذا لم یرکع وذھب من القیام الی السجود بغیر السنۃ بان خر کالجمل فذلک الانحناء یجزی عن الرکوع۔	کذا فی الخلاصۃ والتجنیس
۳-	والاحدب اذا بلغت حدوبتہ الرکوع یشیر برأسہ للرکوع	کذا فی الخلاصۃ والتجنیس
۴-	واما وقتہ فبعد ما فرغ من القرأۃ وھو الاصح	هکذا فی المحیط
۱۱۷-	**السجود** تعداد شق ۲	
۱-	(ومنھا السجود) السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامۃ	کذا فی الزاھدی
۲-	وکمال السنۃ فی السجود وضع الجبھۃ والانف جمیعا ولو وضع احدھما فقط ان کان من عذر لا یکرہ۔ وان کان من غیر عذر فان وضع جبھتہ دون انفہ جاز اجماعا ویکرہ۔ وان کان بالعکس فکذلک عند ابی حنیفۃ رح وقالا لا یجوز وعلیہ الفتوی۔	
	ولو وضع خدہ او ذقنہ لا یجوز لا فی حالۃ العذر ولا فی غیرھا۔ الا انہ فی حالۃ العذر بھما یؤمی ایماء ولا یسجد۔	کذا فی خزانۃ المفتین

لہ اگر فارسی میں قرآن کے ترجمہ کے علاوہ بطور تفسیر کچھ بھی اضافہ پڑھا تو اس سے امام صاحب اور صاحبین کے ہاں بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی (حاشیہ ہدایہ ص۹۸ بحوالہ مبسوط) اور اگر فارسی میں صرف قرآن کا ترجمہ پڑھا تو بوجہ انہ لفی زبر الاولین یہ قرآن پہلے صحیفوں میں بھی تھا حالانکہ وہ عربی میں نہ تھے) امام صاحب کے ہاں فرض قرأت ادا ہو جائے گا۔ اور صاحبین کے ہاں عذر کی وجہ سے فارسی میں قرأت کی تو فرض قرأت ادا ہوگا اور بغیر عذر

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۵	فتوی دیا جاتا ہے۔[۱]	شرح نقایہ
	(ب) اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں فارسی یا کسی اور زبان میں قرأت جائز ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	
	(ج) اور روایت کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے صاحبین رح کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی حکم پر اعتماد ہے۔	ہدایہ
۱۴-	(ل) اسرار میں ہے کہ یہی حکم (مذکورہ ۱۳ ج/۱۱۵) میرا اختیار کردہ ہے۔	
	(ب) تحقیق میں ہے کہ یہی حکم (۱۳ ج/۱۱۵) عام محققین کے ہاں مختار ہے اور اسی حکم پر فتوی ہے۔	شرح نقایہ
۱۵-	اور یہی حکم (۱۳ ج/۱۱۵) زیادہ صحیح ہے۔	مجمع البحرین
۱۱۶-	**رکوع کرنا۔** اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	(ل) نماز کے چھ فرضوں میں چوتھا فرض رکوع کرنا ہے (ب) رکوع کی حد کو پہنچنے کے بعد اتنی مقدار رکوع کرنا واجب ہے تا جسے رکوع کہا جاسکے۔	
	(ج) اور رکوع کی حد یہ ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں اگر ہاتھ لمبے کرے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں[۲]	سراج وہاج
۲-	اگر کسی شخص نے رکوع نہ کیا اور قیام سے سیدھا سجدہ میں چلا گیا اور سجدہ میں سنت کے خلاف اونٹ کی طرح گر پڑا تو ایسا جھکنا رکوع کے قائم مقام ہو جائے گا۔[۳]	خلاصہ تجنیس
۳-	اگر کسی کبڑے کا کبڑا پن رکوع کی حد تک پہنچ گیا ہو تو وہ رکوع کے لئے اپنے سر سے اشارہ کرے۔	خلاصہ تجنیس
۴-	رکوع کا وقت قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط
۱۱۷-	**سجدے کرنا۔** اور اس میں ۲ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کے چھ فرضوں میں سے پانچواں فرض سجدے کرنا ہے۔ اور دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح فرض ہے کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہے۔	زاہدی
۲-	(ل) سجدہ میں پورا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ماتھا اور ناک دونوں رکھے۔ (ب) اگر کسی نے ماتھا اور ناک میں سے صرف کوئی ایک رکھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو مکروہ نہیں ہے۔ (۲) اور اگر عذر کے بغیر ایسا کیا تو (دیکھیں گے) (ل) اگر اس نے ماتھا رکھا اور ناک نہ رکھی تو بالاجماع جائز ہے مگر مکروہ ہے	
	(ب) اور اگر ناک رکھی ماتھا نہ رکھا تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں پھر بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اور صاحبین کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اور اسی حکم پر فتوی ہے۔	
	(ج) اگر کسی نے (سجدہ میں) رخسار یا ٹھوڑی رکھی تو یہ جائز نہیں ہے نہ عذر کی حالت میں نہ عذر کے بغیر۔ لیکن پیشانی اور ناک دونوں میں عذر ہے تو اشارہ کرے اور سجدہ نہ کرے۔	خزانۃ المفتین

[۱] فرض قرأت ادا نہ ہوگا گو فارسی میں قرأت سے صاحبین کے ہاں بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ہدایہ ج ۱ ص ۸۸ و حاشیہ ہدایہ بحوالہ نہایہ (مترجم) [۲] رکوع کی یہ حد کھڑا ہو کر رکوع کرنے میں ہے اور بیٹھ کر رکوع کرنے کی پوری حد یہ ہے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیٹھ جھکا کر سر پست کر دے تو بھی رکوع ہو جائے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۶ (مترجم) [۳] نیز حکم نمبر ۱۷/۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الاول فی فرائض الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۷	وانما یجوز الاقتصار علی الانف اذا سجد علی ما صلب منہ ۔ واما اذا سجد علی ما لان منہ وھو الارنبۃ فلا یجوز	کذا فی السراج الوہاج والجوہرۃ النیرۃ
۳۔	ولو سجد علی الحشیش او التبن او علی القطن او الطنفسۃ او الثلج ان استقرت جبہتہ وانفہ ویجد حجمہ یجوز وان لم تستقر لا	ھکذا فی الخلاصۃ
۴۔	ولو سجد علی العجلۃ ان کانت علی البقرۃ لا یجوز وان کانت علی الارض یجوز کالسجدۃ علی السریر	ھکذا فی الخلاصۃ
۵۔	ولو سجد علی العرزال[1] وھو بالفارسیۃ کازہ یجوز کالسریر	ھکذا فی الخلاصۃ
۶۔	اذا سجد علی الحنطۃ او الشعیر جاز	کذا فی السراج الوہاج
۷۔	وان سجد علی الذرۃ او الجاورس او الدخن او الارز لا یجوز فان کان الارز او الجاورس او الذرۃ او الدخن او المحلوج فی الجوالق جاز۔	کذا فی السراج الوہاج
۸۔	ولو سجد علی ظہر رجل ھو فی الصلوٰۃ جاز فان لم یکن ذلک الرجل فی الصلوٰۃ او لیس فی صلوٰتہ لا یجوز	کذا فی الخلاصۃ
۹۔	ولو سجد علی فخذہ ان کان بغیر عذر المختار انہ لا یجوز ۔ وان کان بعذر المختار انہ یجوز	کذا فی الخلاصۃ
۱۰۔	ولو سجد علی رکبتیہ لا یجوز بعذر وبغیر عذر	کذا فی الخلاصہ
۱۱۔	ولو سجد علی کفہ وھی علی الارض جاز علی الاصح	کذا فی التبیین
۱۲۔	ولو سجد علی ظہر المیت وعلیہ لبد ان وجد حجم المیت لم یجز۔ وان لم یجد حجمہ جاز	کذا فی محیط السرخسی
۱۳۔	اذا کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین بقدر لبنۃ او لبنتین منصوبتین جاز وان زاد لم یجز	کذا فی الزاہدی
۱۴۔	وحد اللبنۃ ربع ذراع	کذا فی السراج الوہاج
۱۵۔	فی الحجۃ لو کان بموضع سجودہ شوک کثیر او قراضات زجاجۃ فرفع رأسہ من موضع السجود ووضع بموضع اخر جاز۔ ولا یکون ذلک	

[1] قولہ العرزال ھو بالکسر شبہ الجوالق کما فی القاموس عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی عرزال زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے وہ جوالق سے ملتی جلتی

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — پہلی فصل نماز کے فرضوں کا بیان	حوالہ
۱۱۷	(د) صرف ناک پر سجدہ کرنا تب جائز ہوگا جب کہ ناک کے سخت حصہ سے سجدہ کرے۔ اور اگر ناک کے نرم حصہ جو کہ ناک کا سرا ہے اس سے (صرف ناک پر) سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا۔	سراج وہاج۔ جوہرہ نیرہ
-۳	اگر کسی نے گھاس پر یا بھوسہ پر یا روئی پر یا کھجور کی چٹائی پر یا برف پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اس کے ماتھے اور ناک نے قرار پکڑا اور اس چیز (جس پر سجدہ کر رہا ہے) کی جسامت کی سختی محسوس کر رہا ہے تو جائز ہے۔ (ب) اور اگر ناک اور ماتھے نے ان چیزوں پر قرار نہ پکڑا تو پھر ان پر سجدہ جائز نہیں ہے۔	خلاصہ
-۴	اور اگر کسی نے عجلۃ (چھکڑا یا گھرنی) پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر وہ گائے (بیل) کے اوپر رکھی ہو تو اس پر سجدہ جائز نہیں ہے (ب) اور اگر وہ زمین پر رکھی تو اس پر سجدہ جائز ہے جیسا کہ تخت پر سجدہ؎ جائز ہے۔	خلاصہ
-۵	اور اگر کسی نے عزرال پر جسے فارسی میں کازہ (مچان) کہتے ہیں سجدہ کیا تو جائز ہے جیسا کہ تخت پر جائز ہے	خلاصہ
-۶	اگر کسی نے گیہوں یا جو پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔	سراج وہاج
-۷	(ل) اور اگر کسی نے مکی یا باجرہ یا کنگنی یا چاولوں پر سجدہ کیا تو جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر چاول، باجرہ، مکی اور کنگنی یا بنولے نکالی ہوئی روئی تھیلوں میں بھری تو ان پر سجدہ جائز ہے۔	سراج وہاج
-۸	(ل) اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا جو نماز پڑھ رہا ہے تو جائز ہے۔ (ب) اور اگر وہ دوسرا آدمی نماز میں نہیں ہے یا وہ نماز میں تو ہے مگر اس شخص کے ساتھ جماعت میں نہیں ہے تو پھر اس کی پیٹھ پر سجدہ جائز نہیں ہے۔	خلاصہ
-۹	اور اگر کسی شخص نے اپنی ران پر سجدہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر کسی عذر کے بغیر ایسا کیا تو مختار یہی ہے کہ جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو مختار یہی ہے کہ جائز ہوگا۔	خلاصہ
-۱۰	اور اگر کسی شخص نے اپنے دونوں گھٹنوں پر سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا خواہ کسی عذر سے ایسا کیا یا عذر کے بغیر کیا	خلاصہ
-۱۱	اگر کسی شخص نے اپنی ہتھیلی پر سجدہ کیا اور وہ ہتھیلی زمین پر رکھی تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق یہ جائز ہے۔	تبیین
-۱۲	اگر کسی شخص نے میت کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور اس پر نمدہ پڑا ہوا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر اسے میت کی جسامت کی سختی محسوس ہوتی ہے تو جائز نہیں (ب) اور اگر اسے میت کی جسامت کی سختی محسوس نہیں ہوتی تو جائز ہے	محیط سرخسی
-۱۳	(ل) اگر کسی شخص کے سجدہ کی جگہ اس کے پاؤں کی جگہ سے ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے بقدر اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے (ب) اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ کی نسبت ایک یا دو کھڑی اینٹوں کے بقدر بلندی سے بھی اونچی ہو تو پھر سجدہ جائز نہیں	زاہدی
-۱۴	اینٹ کی حد (شرعی) گز کی چوتھائی کے بقدر ہے۔	سراج وہاج
-۱۵	حجۃ میں ہے کہ اگر کسی شخص کے سجدہ کی جگہ میں بہت سے کانٹے تھے یا شیشے کے ٹکڑے تھے تو اس نے سجدہ کی جگہ سے سر اٹھایا اور دوسری جگہ رکھا تو جائز ہے اور ایسا کرنے سے اس کا یہ سجدہ دوسرا سجدہ نہیں قرار چیز ہے (مترجم)	

؎ سریر میں چارپائی بھی داخل ہے۔ پس اگر چارپائی بہت ڈھیلی نہ ہو تو اس پر نماز جائز ہو جائے گی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰة	حوالہ
۱۱۷	سجدة اخری بل الکل سجدة واحدة	کذا فی التتارخانیة
-۱۶	ولو ترک وضع الیدین والرکبتین جازت صلوته بالاجماع	کذا فی السراج الوهاج
-۱۷	ولو سجد ولم یضع قدمیه علی الارض لا یجوز۔ ولو وضع احدهما جاز مع الکراهة ان کان بغیر عذر	کذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج رح
-۱۸	ووضع القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبعا واحدة فلو وضع ظهر القدم دون الاصابع بان کان المکان ضیقا ان وضع احدهما دون الاخری تجوز صلوته کما لو قام علی قدم واحدة	کذا فی الخلاصة
-۱۹	لو سجد وهو نائم اعاد السجدة	-
	ولو نام فی رکوعه وسجوده لا یعید شیئا۔	کذا فی محیط السرخسی
-۲۰	ولو وضع جبهته علی حجر صغیر ان وضع اکثر الجبهة علی الارض یجوز والا فلا	کذا فی التجنیس وهکذا فی المحیط

۱۱۸- القعود الاخیر
تعداد شق ۴

-۱	(ومنها القعود الاخیر) مقدار التشهد	کذا فی التبیین
-۲	وهو من قوله التحیات لله الی عبده ورسوله ۔ هو الصحیح حتی لو فرغ المقتدی قبل فراغ الامام فتکلم فصلوته تامة	کذا فی الجوهرة النیرة
-۳	والقعدة الاخیرة فرض فی الفرض والتطوع حتی لو صلی رکعتین ولم یقعد فی آخرهما وقام وذهب تفسد صلوته	کذا فی الخلاصة
-۴	واما الخروج بصنع المصلی فلیس بفرض هو الصحیح	هکذا فی التبیین والعینی شرح الکنز واکثر الکتب

الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰة

دفعات ۱۱۹ تا ۱۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۴۴

۱۱۹- واجبات الصلوٰة
تعداد شق ۴۴

-۱	یجب تعیین الاولیین من الثلاثیة والرباعیة المکتوبتین للقراءة المفروضة حتی لو قرأ فی الاخریین من الرباعیة دون الاولیین او فی احدی الاولیین واحدی الاخریین ساهیا وجب علیه سجود السهو	کذا فی البحر الرائق

لہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا جب کہ اس نے ابھی تین تسبیحات نہ کہی ہوں اور اگر اس سجدہ میں تین تسبیحات کہنے کے بعد سر اٹھایا تو دوسری جگہ کرنے سے دوسرا سجدہ ہونا چاہیے (حاشیہ اردو)

۱۱۷ پائے گا بلکہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا[1]

تتارخانیہ

۱۶- اگر کسی نے (سجدہ میں) ہاتھوں اور گھٹنوں کو نہ رکھا تو اس کی نماز جائز ہوگی اس پر اجماع ہے[2]۔

سراج وہاج

۱۷- (ل) اگر کسی نے سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے تو جائز نہیں ہے۔

(ب) اگر کسی نے سجدہ میں) ایک پاؤں رکھا اور اس نے ایسا کسی عذر کے بغیر کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے

شرح منیہ

۱۸- (ل) (سجدہ میں) پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی رکھے۔

(ب) پس اگر کسی نے پاؤں کی پیٹھ رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں کہ جگہ تنگ تھی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ایک پاؤں رکھ لیا ہے اور دوسرا پاؤں نہیں رکھا تو اس کی نماز جائز ہوجائے گی جیسا کہ کوئی شخص قیام میں ایک پاؤں پر کھڑا ہو تو اس کی نماز جائز ہوجاتی ہے۔

خلاصہ

۱۹- (ل) اگر کسی شخص نے اس حال میں سجدہ کیا کہ وہ سویا ہوا ہے تو اس سجدہ کو لوٹائے۔

(ب) اور اگر کوئی شخص رکوع میں یا سجدہ میں سوگیا تو وہ کسی چیز کو نہیں لوٹائے گا۔

محیط سرخسی

۲۰- اگر کسی نے (سجدہ میں) چھوٹے پتھر پر ماتھا رکھا (تو دیکھیں گے) اگر اس نے ماتھے کا اکثر حصہ زمین پر رکھا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

تجنیس و محیط

۱۱۸- آخری التحیات کے لئے بیٹھنا

اور اس میں ۴ شقیں ہیں۔

۱- نماز کے چھ فرضوں میں سے چھٹا فرض آخری قعدہ (آخری التحیات کے لئے بیٹھنا) ہے۔ اور وہ تشہد پڑھنے کی مقدار تک بیٹھنا ہے

تبیین

۲- (ل) اور وہ (تشہد) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ سے لے کر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھنا ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔

(ب) حتیٰ کہ اگر مقتدی امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہوگیا اور بات کی تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔

جوہرہ نیرہ

۳- آخری قعدہ فرض نماز اور نفل نماز دونوں میں فرض ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے دو رکعتیں (نفل) پڑھیں اور ان کے آخر میں نہ بیٹھا، کھڑا ہوگیا اور چلا گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔

خلاصہ

۴- نمازی کا اپنے اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔

تبیین عینی اکثر کتب

دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان

دفعات ۱۱۹ تا ۱۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۴۴

۱۱۹- نماز کے واجبات

اس میں ۴۴ شقیں ہیں۔

۱- فرض نماز خواہ تین رکعت کی ہو یا چار رکعت کی ہو اس میں فرضِ قرأت ادا کرنے کے لئے پہلی دو رکعتوں کو مقرر کرنا واجب ہے، حتیٰ کہ اگر کسی نے چار رکعت والی نماز میں بھول کر پہلی دو رکعتوں کی بجائے آخر کی دو رکعتوں میں یا پہلے دوگانہ میں سے ایک رکعت میں اور دوسرے دوگانہ میں سے ایک رکعت میں قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب

[1] ترجمہ فتاویٰ ہٰذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ عین الہدایہ [2] سجدہ میں ہاتھوں یا گھٹنوں کی جگہ پاک نہ ہونے کے حکم کے متعلق حکم ۳۲/۱۰۷ اور ان کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۹		
-۲	وتجب قراءة الفاتحة	
	وضم السورة اوما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار او آية طويلة فى الاوليين بعد الفاتحة	كذا فى النهر الفائق
	وفى جميع ركعات النفل والوتر	هكذا فى البحر الرائق
-۳	ويجب تقديم الفاتحة على السورة	كذا فى النهر الفائق
-۴	اذا نسى الفاتحة فى الركعة الاولى او الثانية وقرأ السورة ثم تذكر فانه يبدأ بفاتحة الكتاب ثم يقرأ السورة وهو ظاهر الرواية	هكذا فى المحيط
-۵	ومن قرأ فى العشاء فى الاوليين السورة ولم يقرأ بفاتحة الكتاب لم يعد الفاتحة فى الاخريين۔	
	وان قرأ الفاتحة ولم يزد عليها قرأ فى الاخريين الفاتحة والسورة يجهر بهما هو الصحيح۔	هكذا فى الهداية
	اذا لم يقرأ بشئ فى الشفع الاول يقرأ فى الشفع الثانى بفاتحة الكتاب وسورة يجهر بهما فى قولهم ويسجد للسهو	كذا فى فتاوى قاضيخان فى فصل سجود السهو
-۶	ويجب الاقتصار فى الركعتين الاوليين على قرأة الفاتحة مرة واحدة فى كل ركعة منهما۔	هكذا فى المنية
-۷	واذا قرأ فى الاوليين او احدهما الفاتحة مرتين على الولاء يلزمه سجود السهو۔	
	ولو قرأ الفاتحة ثم السورة ثم الفاتحة لاسهو عليه	كذا فى الظهيرية وهكذا فى التجنيس
-۸	وهو الاصح	هكذا فى الزاهدى
-۹	ويجب مراعاة الترتيب فى كل فعل مكرر فى كل ركعة كالسجود او جميع الصلوٰة كعدد الركعات حتى لو نسى سجدة من الركعة الاولى وقضاها فى آخر الصلوٰة جاز	
	وكذا ما يقضيه المسبوق بعد فراغ الامام اول صلوٰته عندنا ولو كان الترتيب فرضا كان آخرا۔	كذا فى التبيين

لہ پس اگر کسی نے ایک رکوع کی مقدار یا اس سے زیادہ قرأت کی مگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔ ماخوذ از حاشیہ ترجمہ فتاوی ہذا ج ۱ ص ۱۲۹ از سید امیر علی مطبوعہ علمی پریس لاہور اور اگر اکثر آیات چھوڑ دیں تو اسے متعلق حکم $\frac{۱}{۱۹۱}$ ملاحظہ ترجمہ ۲ اور تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اس کے متعلق حکم $\frac{۲}{۱۱۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
۱۱۹	ہوگا۔	
۲-	(ل) (قرأت میں) سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کا پڑھنا واجب ہے[۵۱]	بحر الرائق
	(ب) (فرضوں کی) پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا اس کے قائم مقام چھوٹی تین آیتوں یا ایک بڑی آیت کا ملانا بھی واجب ہے۔	النہر الفائق
	(ج) نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں (سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا اس کے قائم مقام آیات کا ملانا بھی واجب ہے۔	بحر الرائق
۳-	سورۂ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔	النہر الفائق
۴-	اگر کوئی شخص پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور سورت پڑھ لی پھر اسے یاد آیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے اور پھر کوئی اور سورت پڑھے۔ اور یہ حکم ظاہر روایت کا ہے۔	محیط
۵-	(ل) جس شخص نے عشار کی پہلی دو رکعتوں میں سورت پڑھی اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ اخیر کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ نہ لوٹائے۔	
	(ب) اور اگر کسی نے (عشا کی پہلی دو رکعتوں میں) سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس پر اور زیادہ کچھ نہ پڑھا تو وہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھے اور دونوں کی اونچی قرأت کرے۔ یہی حکم صحیح ہے[۵۲]	ہدایہ
	(ج) اگر کسی نے (عشا کی) پہلی دوگانہ میں کچھ بھی نہ پڑھا تو وہ دوسرے دوگانہ میں فاتحہ اور سورت پڑھے اور دونوں کی قرأت اونچی کرے اور سجدۂ سہو کرے۔	قاضیخان
۶-	(ل) اور یہ واجب ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ صرف ایک بار پڑھنے پر بس کرے۔	منیہ
۷-	(ل) اور اگر کسی نے پہلی دو رکعتوں میں یا پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ دو بار پے در پے پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔	
	(ب) اور اگر کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے	ظہیریہ۔ تجنیس
۸-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	زاہدی
۹-	(ل) جو کام ہر رکعت میں کئی بار ہوتے ہیں جیسے سجدہ یا جو کام پوری نماز میں کئی بار ہوتے ہیں جیسے رکعتوں کی تعداد، ان میں ترتیب واجب ہے (فرض نہیں ہے) (ب) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور اسے آخری رکعت میں قضا کیا تو جائز ہے[۵۳]	
	(ج) اسی طرح مسبوق[۵۴] جو نماز امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھتا ہے وہ ہمارے نزدیک اس کی پہلی رکعت ہے اگر ترتیب فرض ہوتی تو اس کی وہ نماز اخیر نماز ہوتی۔	تبیین

[۵۳] یعنی نماز کے لئے جواز کا حکم ہے مگر تاخیر واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوگا (ماخوذ از درمختار ج ا ص ۶۹۳) (مترجم) [۵۴] مسبوق کے مفہوم سے متعلق حکم ۲۴۳/۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۹ ۔۱۰	اما ما شرع غیر مکرر فی کل رکعۃ کالقیام والرکوع او فی جمیع الصلوٰۃ کالقعدۃ الاخیرۃ فالترتیب فیہا فرض حتی لو رکع قبل القیام او سجد قبل الرکوع لا یجوز وکذا لو قعد قدر التشہد ثم تذکر ان علیہ سجدۃ او نحوہا بطل القعود	کذا فی التبیین
۔۱۱	اجمعوا علی ان الاعتدال فی قومۃ الرکوع لیس بواجب عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی الظہیریۃ
۔۱۲	وکذا الطمانینۃ فی الجلسۃ	ہکذا فی الکافی
۔۱۳	واما الاعتدال فی الرکوع والسجود وکل رکن ہو اصل بنفسہ ۔ ذکر الکرخی رح انہ واجب علی قولہما	ہکذا فی الظہیریۃ
۔۱۴	وہو الصحیح	کذا فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج
۔۱۵	وتعدیل الارکان ہو تسکین الجوارح حتی تطمئن مفاصلہ وادناہ قدر تسبیحۃ ۔	کذا فی العینی شرح الکنز والنہر الفائق
۔۱۶	وتجب القعدۃ الاولی قدر التشہد اذا رفع رأسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ فی ذوات الاربع والثلاث ہو الاصح	ہکذا فی الظہیریۃ
۔۱۷	ویجب التشہد فی القعدۃ الاخیرۃ ۔ وکذا فی القعدۃ الاولیٰ ۔ وہو الصحیح	ہکذا فی السراج الوہاج
۔۱۸	وہو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
۔۱۹	والتشہد ان یقول التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ	کذا فی الزاہدی
۔۲۰	وہذا تشہد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والاخذ بہا اولیٰ من الاخذ بتشہد ابن عباس رضی اللہ عنہ	کذا فی الہدایۃ
۔۲۱	ولا بد من ان یقصد بالفاظ التشہد معانیہا التی وضعت لہا من عندہ کانہ یحیی اللہ ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی نفسہ واولیاء اللہ تعالیٰ	کذا فی الزاہدی

لہ اعتدال کی تشریح کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ہ ترجمہ :۔ زبان، بدن اور پاک مال کی سب عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں ۔ اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ۔ اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
۱۱۹ ۱۰-	(د) مگر وہ کام جو ہر رکعت میں کئی بار نہیں ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے قیام، رکوع یا جو کام پوری نماز میں ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے آخری قعدہ تو ان میں ترتیب فرض ہے (ب) حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے قیام سے پہلے رکوع کر لیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا تو جائز نہیں ہے۔ (ج) اسی طرح اگر کوئی شخص (آخری) قعدہ میں تشہد کے بقدر بیٹھا پھر اسے یاد آیا کہ اس کے ذمہ کوئی سجدہ یا ایسا ہی کوئی اور رکن باقی رہ گیا ہے تو اس کا وہ قعدہ باطل ہے۔	تبیین
۱۱-	اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ رکوع کے قومہ میں اعتدال (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں واجب نہیں ہے۔	ظہیریہ
۱۲-	اسی طرح جلسہ میں طمانیت (دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان وسکون سے بیٹھنا) بھی واجب نہیں ہے۔	کافی
۱۳-	اور رکوع اور سجود میں اور نماز کا ہر وہ کام جو فی نفسہ ایک عمل ہے ان میں اعتدال کے متعلق امام کرخی رح نے یہ ذکر کیا ہے کہ صاحبین رح کے قول کے بموجب ان میں اعتدال واجب ہے۔	ظہیریہ
۱۴-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	شرح منیہ
۱۵-	تعدیل ارکان (نماز کے ارکان میں اعتدال) سے مراد جسم کے اعضاء کا ایسا سکون ہے کہ ہر عضو کے جوڑ میں ٹھہراؤ آجائے۔ اور کم از کم ٹھہراؤ ایک تسبیح کہہ لینے کی دیر کے بقدر رہے۔	عینی، النہر الفائق
۱۶-	چار یا تین رکعت والی نماز میں جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو بقدر تشہد پہلا قعدہ (التحیات سے لے کر عبدہ ورسولہ تک پڑھنے کے بقدر بیٹھنا) واجب ہے۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ظہیریہ
۱۷-	آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اور اسی طرح پہلے قعدہ میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۸-	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۹-	اور تشہد میں یہ پڑھے:- اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؎	زاہدی
۲۰-	تشہد کے یہ (مذکورہ) الفاظ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد کے ہیں۔ اور ان الفاظ کو اختیار کرنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد کے الفاظ سے اولیٰ ہے۔	ہدایہ
۲۱-	اور تشہد کے لفظوں کے مفرد معنوں کا اپنی طرف سے ارادہ کرنا ضروری ہے۔ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر تحیۃ (تعریف) بھیجتا ہے۔ اور اللہ کے نبی ﷺ پر اپنے آپ پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیج رہا ہے۔	زاہدی

کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر		الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰۃ	حوالہ
۱۱۹	۲۲-	ويجب لفظ السلام	هكذا فی الكنز
	۲۳-	ويجب قرأة القنوت فی الوتر وتكبيرات العيدين هو الصحيح حتى يجب سجود السهو بتركها۔	هكذا فی التبيين
	۲۴-	ويجب الجهر فی ما يجهر والمخافتة فيما يخافت	هكذا فی التبيين
	۲۵-	ويجهر بالقرأة فی الفجر وفی الركعتين الاوليين من المغرب والعشاء ان كان اماما ويخفيها فيما بعد الاوليين	كذا فی الزاهدی
	۲۶-	ويخفيها الامام فی الظهر والعصر وان كان بعرفة	كذا فی الهداية
	۲۷-	ويجهر فی الجمعة والعيدين	كذا فی الهداية
	۲۸-	وكذا يجهر فی التراويح والوتر ان كان اماما	كذا فی التبيين
	۲۹-	وٓ ان كان منفردا ان كانت صلوٰة يخافت فيها يخافت حتما هو الصحيح وٓ ان كانت صلوٰة يجهر فيها فهو بالخيار والجهر افضل ولكن لا يبالغ مثل الامام لانه لا يسمع غيره۔	كذا فی التبيين
	۳۰-	ولا يجهد الامام نفسه بالجهر	كذا فی البحر الرائق
	۳۱-	واذا جهر الامام فوق حاجة الناس فقد اساء لان الامام انما يجهر لاسماع القوم ليدبروا فی قرأته ليحصل احضار القلب	كذا فی السراج الوهاج
	۳۲-	وٓ الذكر ان كان وجب للصلوٰة فانه يجهر به كتكبيرة الافتتاح وما ليس بفرض فما وضع للعلامة فانه يجهر به كتكبيرات الانتقال عند كل خفض ورفع اذا كان اماما۔ وٓ اما المنفرد والمقتدی فلا يجهـ به	كذا فی البحر الرائق
	۳۳-	وان كان يختص ببعض الصلوٰة كذ ات العيدين جهر به۔ وكذا القنوت فی مذهب العراقيين واختار صاحب الهداية الاخفاء	كذا فی البحر الرائق
	۳۴-	واما ما سوى ذلك فلا يجهر به مثل التشهد وآمين والتسبيحات	كذا فی البحر الرائق

[1] جیسا کہ حکم نمبر ۵/۱۲۸ میں ہے (مترجم) [2] یعنی وہ تکبیریں جو نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جاتے ہوئے کہ[illegible] ہیں مثلاً رکوع میں جانے کی تکبیر (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — دوسری فصل نماز کے واجبوں کا بیان	حوالہ
119 -۲۲	سلام کا لفظ واجب ہے۔	کنز
-۲۳	(ا) نمازِ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ (ب) اور دونوں عیدوں کی زائد تکبیریں بھی واجب ہیں۔ اور یہی حکم صحیح ہے (ج) حتیٰ کہ انہیں چھوڑ دینے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔	تبیین
-۲۴	بلند آواز سے قرأت کرنے کے اوقات میں اونچا پڑھنا اور آہستہ آواز سے قرأت کرنے کے اوقات میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔	تبیین
-۲۵	(ا) فجر کی نماز میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اگر امام ہے تو اونچی آواز سے قرأت کرے (ب) اور پہلی دو رکعت کے بعد کی نماز میں آہستہ قرأت کرے۔	زاہدی
-۲۶	ظہر اور عصر کی نماز میں امام آہستہ قرأت کرے۔ خواہ عرفہ میں ہو۔	ہدایہ
-۲۷	اور جمعہ اور دونوں عیدوں کی نماز میں اونچی آواز سے قرأت کرے۔	ہدایہ
-۲۸	اسی طرح تراویح اور وتر کی نماز میں اگر امام ہو تو اونچی آواز سے قرأت کرے۔	تبیین
-۲۹	اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہو تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ایسے وقت کی نماز ہے جس میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے تو آہستہ قرأت کرنا ضروری ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اگر ایسے وقت کی نماز ہے جس میں اونچی آواز سے قرأت کی جاتی ہے تو اُسے اختیار ہے۔ اور (اس صورت میں اس کے لئے) اونچی آواز سے قرأت کرنا افضل ہے۔ لیکن امام کی طرح زیادہ اونچی قرأت نہ کرے۔ کیونکہ یہ کسی دوسرے کو نہیں سنا رہا ہے۔	تبیین
-۳۰	امام اونچی قرأت کرنے میں بہت کوشش نہ کرے۔	بحر رائق
-۳۱	اگر امام نے لوگوں کی ضرورت سے زیادہ اونچی قرأت کی تو گناہ ہوگا۔ اس لئے کہ امام لوگوں کو سنانے کے لئے اونچی قرأت اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی قرأت میں غور و فکر کریں تاکہ حضورِ قلب حاصل ہو۔	سراج وہاج
-۳۲	(نماز میں مشروع اذکار کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر امام ہو تو جو ذکر نماز کے لئے ضروری قرار پایا ہے جیسے نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کہنا اسے اونچا کہے گا اور جو ذکر نماز میں فرض نہیں ہے تو ان میں سے جو علامت کے لئے مقرر ہے جیسے جھکتے اور اٹھتے ایک عمل سے دوسرے عمل میں جاتے وقت کی تکبیریں کہنا تو انہیں بھی اونچا کہے گا۔ (ب) اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا مقتدی ہو تو پھر تکبیر تحریمہ اور تکبیراتِ انتقال اونچی آواز سے نہیں کہی جائیں گی	بحر رائق
-۳۳	(ا) اور اگر وہ ذکر ایسا ہے کہ بعض نمازوں سے مخصوص ہے جیسے عیدوں کی تکبیریں تو اسے اونچی آواز سے کہا جائے گا (ب) اور اسی طرح قنوت کا حکم یہ ہے کہ عراقیوں کے مذہب کے مطابق اونچی آواز سے پڑھا جائے گا اور صاحب ہدایہ نے قنوت پڑھنے میں آہستہ پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔	بحر رائق
-۳۴	اور ان اذکار (مذکورہ ۳۲-۳۳-۳۳ / ۱۱۹) کے سوا جو اذکار نماز میں پڑھے جاتے ہیں جیسے تشہد پڑھنا، آمین کہنا اور تسبیحات پڑھنا انہیں اونچی آواز سے نہ کہا جائے گا۔	بحر رائق

؎ عید کی نماز اکیلے پڑھنا درست نہیں جیسا کہ نماز جمعہ اکیلے پڑھنا درست نہیں ہے۔ بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۵۔ اس کے متعلق حکم نمبر ... کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۱۹ ۳۵-	اذا ترک صلوٰة اللیل ناسیا فقضاها فی النهار وامّ فیها وخافت کان علیه السهو۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی سجود السهو
۳۶-	وان امّ لیلا فی صلوٰة النهار یخافت ولا یجهر فان جهر ساهیا کان علیه السهو	کذا فی فتاوی قاضیخان فی سجود السهو
۳۷-	والمنفرد اذا قضی هذه الصلوات ففی الجهر فیما یجهر اختلاف المشائخ رح والاصح ان الجهر افضل	کذا فی المحیط، هکذا فی الکافی
۳۸-	وهو اختیار شمس الائمة رح وفخر الاسلام رح وجماعة من المتأخرین وقال قاضیخان هو الصحیح وفی الذخیرة وهو الاصح	کذا فی التبیین
۳۹-	وفی الخلاصة عن الاصل رجل یصلی وحده فجاء رجل واقتدی به بعد ما قرأ الفاتحة او بعضها یقرأ الفاتحة ثانیا ویجهر	کذا فی البحر الرائق
۴۰-	واما نوافل النهار فیخفی فیها حتما وفی نوافل اللیل یتخیّر	کذا فی الزاهدی
۴۱-	اختلفوا فی حد الجهر والمخافتة قال الفقیه ابو جعفر رح والشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل رح ادنی الجهر ان یسمع غیره وادنی المخافتة ان یسمع نفسه وعلی هذا یعتمد	کذا فی المحیط
۴۲-	وهو الصحیح	کذا فی الوقایة والنقایة
۴۳-	وبه أخذ عامّة المشائخ رح	کذا فی الزاهدی
۴۴-	ولو کان بحیث تجاوز شفتیه حتی لو قرّب انسان صماخه من فمه یدخل صوته فی اذنه وفهم ما یقرأ فهذه مجمجة[1]	کذا فی الخلاصة

الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها

دفعات نمبر ۱۲۰ تا ۱۳۸ — عنوانات ۱۹ — تعداد شق ۱۴۵

۱۲۰- سنن الصلوٰة

تعداد شق ۳

۱-	(سننها) رفع الیدین للتحریمة ونشر اصابعه وجهر الامام	

[1] قوله مجمجة فی القاموس مجمج فی خبره لم یبینه والکتاب لم یبین حروفه (حاشیه عربی فتاوی ہذا) (ترجمہ) قاموس میں مجمج کا معنی یہ لکھا ہے کہ فلاں نے خبر میں مجمجہ کیا یعنی واضح نہ کیا اور لکھنے میں مجمجہ کیا یعنی اس کے حروف واضح نہ کئے۔ نیز رقم نمبر ۱۱۱/۱ کا حاشیہ ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۱۹ ۳۵-	اگر کسی نے رات کی نمازوں میں سے کوئی نماز بھول کر چھوڑ دی پھر اسے دن میں قضا کیا اور اس میں امام بنا اور قرأت اونچی آواز سے نہ کی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔	قاضیخان
۳۶-	اگر کسی نے دن کی نماز رات کے وقت قضا کی اور اس میں امام بنا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) قرأت آہستہ کرے گا اور اونچی آواز سے قرأت نہ کرے گا۔ پس اگر اس نے (اس صورت میں) بھول کر اونچی آواز سے قرأت کی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔	قاضیخان
۳۷-	اکیلے نماز پڑھنے والا نمازیں قضا کرے تو جن نمازوں میں قرأت اونچی کہی جاتی ہے ان کی قضا کرتے وقت قرأت اونچی پڑھنے میں مشائخ رح کا اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کے لئے اونچی آواز سے قرأت کرنا افضل ہے	محیط - کافی
۳۸-	اس (مذکورہ) حکم کو شمس الائمہ رح اور فخر الاسلام رح اور متاخرین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے اور قاضی خان نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۳۹-	خلاصہ میں اصل سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص آیا اور اس نے اسوقت اقتداء کی جب وہ پوری سورۂ فاتحہ یا بعض سورۂ فاتحہ پڑھ چکا تھا تو اب وہ سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے اور قرأت اونچی کرے۔	بحر رائق
۴۰-	(الف) دن کے نفلوں میں یقینی حکم یہی ہے کہ آہستہ قرأت کرے۔ (ب) اور رات کے نفلوں میں اسے اختیار ہے (کہ اونچی قرأت کرے یا آہستہ کرے)	زاہدی
۴۱-	اونچی قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو جعفر رح اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل رح نے کہا ہے کہ کم از کم اونچی قرأت یہ ہے کہ دوسرے کو سنائے اور کم سے کم آہستہ قرأت یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے اور اسی تعریف پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ؎	محیط
۴۲-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	وقایہ - نقایہ
۴۳-	اور اسی حکم (مذکورہ ۴۱/۱۱۹) کو عام مشائخ رح نے اختیار کیا ہے۔	زاہدی
۴۴-	اگر کسی کا پڑھنا اس کے ہونٹوں سے اس طرح نکلا کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کے منہ کے قریب کان لے جائے تو اس کی آواز اس کے کان میں آتی ہے اور جو کچھ وہ پڑھتا ہے اسے سمجھ آتا ہے تو یہ کھسر پھسر ہے۔	خلاصہ

تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور نماز کی کیفیت کا بیان

دفعات ۱۲۰ تا ۱۳۸ — عنوانات ۱۹ — تعداد شق ۱۴۵

۱۲۰- نماز کی سنتیں۔ اور اس میں ۳ شقیں ہیں۔

۱- نماز کی سنتیں ؎۲ یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔ اور (تکبیر میں ہاتھ کی) انگلیاں کھلے رکھنا۔ اور

؎۲ ترک سنت سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے البتہ جان بوجھ کر ترکِ سنت گناہ کا سبب اور نادانستہ ترک ہو جانا معاف ہے لیکن اگر کوئی شخص سنت کو حقیر جانے تو کافر ہوگا اور سنت کو حق نہ جاننا بھی کفر ہے کیونکہ حق نہ جاننا حقیر سمجھنا ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاویٰ ہذا مطبوعہ علمی پریس بحوالہ نہر الفائق عن البزازیہ)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابہا وکیفیتہا	حوالہ
۱۲۰-	بالتکبیر والثناء والتعوذ والتسمیۃ والتامین سرًّا۔ ووضع یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ وتکبیر الرکوع وتسبیحہ ثلاثا واخذ رکبتیہ بیدیہ وتفریج اصابعہ وتکبیر السجود والرفع وکذا الرفع نفسہ وتسبیحہ ثلاثا ووضع یدیہ ورکبتیہ وافتراش رجلہ الیسری ونصب الیمنی والقومۃ والجلسۃ۔	کذا فی البحر الرائق
۲-	وکذا الطمانینۃ فیہما قدر تسبیحۃ۔	کذا فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج
۳-	والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء	ھکذا فی البحر الرائق
۱۲۱-	**آدابہا** تعداد شق ۴	
۱-	(وآدابہا) نظرہ الی موضع سجودہ حال القیام والی ظہر قدمیہ حالۃ الرکوع والی ارنبتہ حالۃ السجود والی حجرہ حالۃ القعود وعند التسلیمۃ الاولی الی منکبہ الایمن وعند الثانیۃ الی منکبہ الایسر	ھکذا فی البحر الرائق
۲-	وکظم فمہ عند التثاؤب	ھکذا فی البحر الرائق
۳-	واخراج کفیہ من کمیہ عند التکبیر۔	ھکذا فی البحر الرائق
۴-	ودفع السعال ما استطاع۔	ھکذا فی البحر الرائق
۱۲۲-	**کیفیۃ الصلوٰۃ (کیفیۃ التحریمۃ)** تعداد شق ۱۰	
۱-	(وکیفیتہا) اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ حذاء اذنیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمتی اذنیہ وبروس الاصابع فروع اذنیہ	کذا فی التبیین
۲-	ولا یطاطئ رأسہ عند التکبیر	کذا فی الخلاصۃ
۳-	قال الفقیہ ابو جعفر رح یستقبل ببطون کفیہ القبلۃ وینشر اصابعہ ویرفعہما فاذا استقرتا فی موضع محاذاۃ الابہامین شحمتی الاذنین یکبر قال شمس الائمۃ السرخسی رح علیہ عامۃ المشائخ رح	کذا فی المحیط
۴-	والرفع قبل التکبیر ھو الاصح	ھکذا فی الہدایۃ
۵-	وھکذا تکبیرات القنوت وصلوٰۃ العیدین ولا یرفعہما فی تکبیرۃ سواہا۔	کذا فی الاختیار شرح المختار

لہ ثنا اور تعوذ کے پورے الفاظ اور ان کے معانی حکم نمبر ۱۲۳ ، ۱۲۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۰-	امام[2] کا اونچی آواز سے تکبیر کہنا۔ ثنا[3] (سبحٰنک اللّٰھم) پڑھنا[4]۔ اعوذ[5] باللہ پڑھنا۔ بسم[6] اللہ پڑھنا۔ اور آمین[7] کہنا۔ اور (یہ سب) آہستہ[8] آواز سے کہنا۔ ناف[9] کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ رکوع[10] کی تکبیر کہنا۔ رکوع[11] میں تین دفعہ تسبیحات کہنا۔ رکوع[12] میں دونوں گھٹنے دونوں ہاتھوں سے پکڑنا۔ رکوع[13] میں انگلیاں کھلے رکھنا[14]۔ سجدہ کے لئے تکبیر کہنا۔ سجدہ[15] سے اٹھنے کے لئے تکبیر کہنا۔ سجدہ[16] سے اٹھنے کا عمل کرنا۔ سجدہ[17] میں تین دفعہ تسبیحات کہنا۔ (اور[18] سجدہ میں) دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا۔ (قعدہ میں) بایاں[19] پاؤں بچھانا اور دایاں[20] پاؤں کھڑا رکھنا۔ قومہ[21] (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) جلسہ[22] (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا)	بحر رائق
۲-	اسی طرح قومہ[23] اور جلسہ میں بقدر ایک تسبیح کے اطمینان حاصل کرنا۔	شرح منیہ
۳-	آنحضرت[24] صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور دعا[25] پڑھنا۔	بحر رائق
۱۲۱-	**نماز کے آداب۔** اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کے آداب یہ ہیں کہ نمازی قیام[1] کے دوران اپنی نگاہ اپنے سجدہ کی جگہ پر رکھے۔ رکوع[2] کے دوران اپنی نگاہ اپنے دونوں پاؤں کی پیٹھ پر رکھے۔ سجدہ[3] میں ناک کے سرے پر رکھے۔ التحیات[4] کے دوران اپنی نگاہ اپنی گود پر رکھے۔ پہلے[5] سلام کے وقت اپنی نگاہ اپنے دائیں کندھے پر رکھے اور دوسرے[6] سلام کے وقت اپنی نگاہ اپنے بائیں کندھے پر رکھے۔	بحر رائق
۲-	اور[7] اگر جمائی آئے تو منہ بند رکھے۔	بحر رائق
۳-	تکبیر تحریمہ کے لئے (ہاتھ اٹھاتے وقت) اپنے دونوں ہاتھ آستینوں سے باہر نکالے۔	بحر رائق
۴-	اور[8] کھانسی کو جس قدر روک سکے، روکے۔	بحر رائق
۱۲۲-	**نماز کی کیفیت (تکبیر تحریمہ کی کیفیت)** اس میں ۱۷ شقیں ہیں۔	
۱-	نماز کی کیفیت میں (تکبیر تحریمہ کی کیفیت) یہ ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہے[1]۔ اور دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے مقابل ہوں اور انگلیوں کے سرے دونوں کانوں کے اوپر والے حصوں کے مقابل ہوں۔	تبیین
۲-	تکبیر کے وقت سر نہ جھکائے۔	خلاصہ
۳-	فقیہ ابوجعفر رح نے کہا ہے کہ (دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ) دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں کھلی ہوں۔ اور جب دونوں ہاتھ یہاں تک اٹھ جائیں کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے مقابل ہو جائیں تو تکبیر کہے۔ شمس الائمہ سرخسی رح نے کہا ہے کہ عام مشائخ رح کا قول یہی ہے۔	محیط
۴-	ہاتھوں کا اٹھانا تکبیر سے پہلے ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۵-	(ا) اسی طرح (طریقۂ مذکورہ کے ساتھ) قنوت اور عیدوں کی تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے (ب) اور ان مذکورہ جگہوں (تحریمہ، قنوت، عیدین) کے سوا ہاتھ نہ اٹھائے۔	اختیار شرح مختار

[1] تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے اس حکم کی تفصیل حاشیہ حکم نمبر ۱۱۳/۵ پر ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۴ ‎-۶	فلو رفع عندنا لا تفسد صلوٰته علی الصحیح	کذا فی السراج الوهاج
‎-۷	والمرأة ترفع حذاء منکبیها هو الصحیح	کذا فی الهدایة والتبیین
‎-۸	واذا رفع یدیه لایضم اصابعه کل الضم ولا یفرج کل التفریج بل یترکها علیٰ ما کانت علیه بین الضم والتفریج	هکذا فی النهایة
‎-۹	وهو المعتمد	هکذا فی المحیط
‎-۱۰	ولو کبر ولم یرفع یدیه حتّٰی فرغ من التکبیر لم یأت به	کذا فی التبیین
‎-۱۱	وان ذکره فی اثناء التکبیر یرفع	کذا فی التبیین
‎-۱۲	وان لم یمکنه الیٰ موضع المسنون رفعهما قدر ما یمکن	کذا فی التبیین
‎-۱۳	وان امکنه رفع احدهما دون الاخریٰ رفعها۔	کذا فی التبیین
‎-۱۴	وان لم یمکنه الرفع الا بزیادة علی المسنون رفعهما	کذا فی التبیین
‎-۱۵	فی المبسوط لو مد الف الله لا یصیر شارعا وخیف علیه الکفران کان قاصدا۔ وکذا لو مد الف اکبر او باءه لا یصیر شارعا ولو مد هاء الله فهو خطأ لغة وکذا لو مد راءه ومد لام الله صواب وجزم الهاء خطأ	کذا فی فتح القدیر
‎-۱۶	واذا قال الله اکبر بمد همزة الله او همزة اکبر تفسد صلوته لمکان الشک۔	هکذا فی النهایة
‎-۱۷	واذا وسط الالف بین الباء والراء قال بعضهم تفسد صلوته و قال بعضهم لا تفسد۔	هکذا فی النهایة
۱۲۳-	**کیفیة وضع الید (فی القیام والثناء)** تعداد شق ۱۶	
‎-۱	ویضع یده الیمنی علی الیسریٰ تحت السرة کما فرغ من التکبیر	هکذا فی المحیط ناقلا عن الامام خواهرزاده وهکذا فی النهایة
‎-۲	والمرأة تضعهما علی ثدییها۔	کذا فی المنیة

[1] جیسا کہ حکم نمبر ۱۰ج/۱۲۸ میں ہے (مترجم) [2] جیسا کہ حکم نمبر ۱۸/۱۱۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب و رکیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۲ - ۶	اگر کسی نے مذکورہ جگہ کے علاوہ (نماز میں) ہاتھ اٹھائے تو ہمارے ہاں صحیح قول کے مطابق اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔	سراج وہاج
۷۔	عورت اپنے کندھوں کے مقابل تک ہاتھ اٹھائے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ۔ تبیین
۸۔	(نمازی) جب ہاتھ اٹھائے تو انگلیوں کو بالکل بند نہ کرے اور نہ بالکل کھولے بلکہ معمول کے مطابق بند ہونے اور کھلے ہونے کے درمیان رکھے[1]۔	نہایہ
۹۔	اسی (مذکورہ) حکم پر اعتماد کیا جاتا ہے۔	محیط
۱۰۔	اگر کسی نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہاتھ نہ اٹھائے حتیٰ کہ وہ تکبیر سے فارغ ہو گیا تو پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔	تبیین
۱۱۔	اور اگر اسے تکبیر کے درمیان (ہاتھ اٹھانا) یاد آیا تو (اس وقت) ہاتھ اٹھالے۔	تبیین
۱۲۔	اور اگر کوئی شخص مسنون جگہ تک ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو جہاں تک اس سے ممکن ہے وہاں تک اٹھائے	تبیین
۱۳۔	اور اگر کوئی شخص ایک ہاتھ اٹھا سکتا ہے اور دوسرا ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک ہاتھ ہی اٹھالے۔	تبیین
۱۴۔	اور اگر کوئی شخص مسنون جگہ تک ہاتھ نہیں اٹھا سکتا مگر مسنون جگہ سے اوپر تک اٹھا سکتا ہے تو وہ (اسی طرح) ہاتھ اٹھائے۔	تبیین
۱۵۔	مبسوط میں ہے (ا) کہ اگر کسی نے (اللہ اکبر کہنے میں) لفظ "اللہ" کے الف کو مد سے پڑھا تو اس طرح پڑھنے سے نماز شروع نہ ہوگی[2] اور اگر اس نے اس کا ارادہ کر کے ایسا کیا تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ (ب) اسی طرح اگر کسی نے لفظ "اکبر" کا الف مد سے پڑھا۔ یا لفظ "اکبر" کی با کو مد سے پڑھا تو اس طرح پڑھنے سے نماز شروع نہ ہوگی۔ (ج) اور اگر کسی نے لفظ "اللہ" کی ہا کو مد سے پڑھا تو اس نے لغت کی رو سے غلطی کی۔ اور یہی حکم لفظ "اکبر" کی را کو مد سے پڑھنے کا ہے۔ (د) اور لفظ "اللہ" میں لام کو مد سے پڑھنا صحیح ہے۔ اور لفظ "اللہ" میں ہا کو جزم سے پڑھنا غلطی ہے	فتح القدیر
۱۶۔	اگر کسی نے اللہ اکبر میں لفظ "اللہ" کے ہمزہ کو مد سے پڑھا۔ یا لفظ "اکبر" کے ہمزہ کو مد سے پڑھا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ شک کا معنی پیدا ہو جائے گا۔	نہایہ
۱۷۔	اور اگر کسی نے لفظ "اکبر" میں با اور را کے درمیان الف شامل کر دیا تو بعض فقہاء کے ہاں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور بعض فقہاء کے ہاں نہ ٹوٹے گی[3]۔	نہایہ
۱۲۳	**(قیام میں) ہاتھ باندھنے (اور ثنا پڑھنے) کی کیفیت۔** اس میں ۱۶ شقیں ہیں۔	
۱۔	تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوتے ہی ناف کے نیچے دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔ یہ محیط میں امام خواہرزادہ سے نقل ہے۔	محیط۔ نہایہ
۲۔	عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے گی۔	منیہ

[3] اللہ اکبر کی "ر" پر جزم پڑھنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲۰/۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فى صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فى سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها	حوالہ
۱۲۳ -۳	كل قيام فيه ذكر مسنون فالسنة فيه الاعتماد كما فى حالة الثناء والقنوت وصلوٰة الجنازة. وكل قيام ليس فيه ذكر مسنون كما فى تكبيرات العيدين فالسنة فيه الارسال.	كذا فى النهاية
-۴	وهو الصحيح	كذا فى الهداية
-۵	وبه كان يفتى شمس الائمة السرخسى رح والصدر الكبير برهان الائمة والصدر الشهيد حسام الدين رح	كذا فى المحيط
-۶	ويرسل اتفاقا فى قومة الركوع اذ الذكر سنة الانتقال لا القومة	كذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم
-۷	استحسن كثير من مشائخنا رح الجمع بين الأخذ والوضع	كذا فى الخلاصة
-۸	وفى المصفى هو الصحيح.	كذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم
-۹	وذلك بان يضع باطن كفه اليمنى على ظاهر كف اليسرى ويأخذ الرسغ بالخنصر والابهام ويرسل الباقى على الذراع.	كذا فى الخلاصة
-۱۰	وينبغى ان يكون بين قدميه اربع اصابع فى قيامه	كذا فى الخلاصة
-۱۱	ثم يقول سبحنك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك	كذا فى الهداية
-۱۲	اماما كان او مقتديا او منفردا	كذا فى التاتارخانية
-۱۳	ولم يذكر فى الاصل ولا فى النوادر وجل ثناؤك	كذا فى المحيط
-۱۴	فلا يأتى به فى الفرائض	كذا فى الهداية
-۱۵	ولا يوجه بعد التحريمة ولا بعد الثناء	كذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم
-۱۶	والاولى ان لا يأتى بالتوجيه قبل التكبير لتتصل النية به وهو الصحيح	كذا فى الهداية

۱۲۴- كيفية التعوذ — تعداد شق ۵

-۱	(ثم يتعوذ) وصورته اعوذ بالله من الشيطن الرجيم وهو المختار	كذا فى الخلاصة
-۲	وبه يفتى	هكذا فى الزاهدى
-۳	والسنة فيه الاخفاء وهو المذهب عند علمائنا	هكذا فى الذخيرة
-۴	ثم التعوذ تبع للقراءة دون الثناء عند ابى حنيفة رح ومحمد رح حتى يأتى به المسبوق اذا قام الى القضاء دون المقتدى	

ف۱ الٰہی تیری پاکی (کے ساتھ) اور تیری تعریف کے ساتھ (تجھے یاد کرتا ہوں) تیرا نام بابرکت ہے۔ تیری شان بلند ہے اور تیری تعریف بہت بڑی ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے (مترجم) ف۲ ترجمہ: میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنا منہ اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف متوجہ کر لیا جس نے زمین و آسمان بنائے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (مترجم) ف۳ جیسا کہ منیۃ المصلی میں ہے کہ تکبیر سے پہلے اور نیت کے بعد انی وجہت نہ پڑھنے پر اجماع ہے اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ یہی حکم صحیح ہے تاکہ نیت اور تکبیر میں فاصلہ نہ ہو جائے نیز منیہ میں ہے کہ طرفین کے ہاں افتتاح یعنی نیت سے پہلے انی وجہت الخ [illegible] منیۃ المصلی [illegible] اور رد المحتار اور البحر الرائق میں ہے کہ انی وجہت پڑھنے کا ثبوت تہجد میں ہے اور وہ نفل نماز پر محمول ہے۔ رد المحتار ج۱ ص۴۵۶ والبحر الرائق ج۱ ص۳۱۱

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۳ ۳-	(نماز) میں ہر وہ قیام جس میں کوئی مسنون ذکر ہے اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ جیسے ثناء (سبحنک اللّٰھم) پڑھنے کی حالت، قنوت پڑھنے کی حالت اور نمازِ جنازہ پڑھنے کی حالت ہے۔ اور ہر وہ قیام جس میں کوئی مسنون ذکر نہیں ہے جیسے عیدوں کی تکبیریں تو اس میں ہاتھ چھوڑ دینا سنت ہے۔	نہایہ
۴-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۵-	اور اس حکم (مذکورہ ۳/۱۲۳) پر شمس الائمہ سرخسیؒ۔ صدر الکبیر برہان الائمہؒ اور صدر الشہید حسام الدینؒ فتویٰ دیتے تھے۔	محیط
۶-	اور رکوع کے (بعد) قومہ (سیدھے کھڑا ہونا) میں بالاتفاق ہاتھ چھوڑ دے اس لئے کہ اس میں مسنون ذکر انتقال (ایک عمل سے دوسرے عمل کی طرف منتقل ہونا) کے لئے ہے قومہ کے لئے نہیں ہے۔	شرح النقایہ
۷-	ہمارے اکثر مشائخؒ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور پکڑنے میں جمع کرنے کو مستحسن کہا ہے۔	خلاصہ
۸-	اور مصفّی میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	شرح نقایہ
۹-	اور (ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور پکڑنے) کا طریقہ یہ ہے کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھے سے گٹے کو پکڑے اور باقی انگلیاں کلائی پر چھوڑ دے۔	خلاصہ
۱۰-	اور قیام کی حالت میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کے بمقدار فاصلہ ہونا چاہیئے۔	خلاصہ
۱۱-	پھر کہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ [۱]	ہدایہ
۱۲-	امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو (ثنا پڑھے)	تتارخانیہ
۱۳-	اور (الفاظ) جَلَّ ثَنَاءُكَ نہ اصل میں مذکور ہیں اور نہ نوادر میں مذکور ہیں۔	محیط
۱۴-	پس اسے (یعنی جَلَّ ثَنَاءُكَ کے کلمہ کو) فرضوں میں نہ پڑھے۔	ہدایہ
۱۵-	اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور ثنا کے بعد یہ دعا نہ پڑھے "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔" [۲]	شرح نقایہ
۱۶-	اور بہتر یہ ہے کہ یہ دعا (اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ) تکبیر تحریمہ سے پہلے بھی نہ پڑھے تاکہ نیت تکبیر سے متصل رہے [۳]	ہدایہ
۱۲۴-	**اعوذ باللہ پڑھنے کی کیفیت** اس میں ۵ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر تعوّذ پڑھے اور اس کے الفاظ یہ ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ [۴] یہی مختار ہے۔	خلاصہ
۲-	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔	زاہدی
۳-	(تعوّذ) میں سنت یہ ہے کہ نیچی آواز میں پڑھے ہمارے علماء کا مذہب یہی ہے۔	ذخیرہ
۴-	حضرت امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا) قرأت کے تحت ہے۔ ثنا (سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ الخ) کے تحت نہیں ہے (لہٰذا) حتیٰ کہ مسبوق (جو امام کے ساتھ پہلی رکعت میں نہ مل سکا ہو) جب اپنی بقیہ نماز پڑھنے کھڑا ہو تو تعوذ پڑھے گا اور مقتدی نہیں پڑھے گا [۵]	

[۲] چنانچہ الدر المختار میں ہے کہ فلا یضم وجہت وجہی الا فی النافلۃ الخ الدر المختار ج ۱ ص ۳۵۵ (مترجم) [۴] ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو مردود ہے (مترجم) [۵] مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم ۳/۱۲۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور مقتدی وہ شخص ہے جو امام کے ساتھ اس کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۴	ویؤخر عن تکبیرات العید	هکذا فی الهدایۃ واکثر المتون
۵-	والتعوذ عند افتتاح الصلوٰۃ لا غیر. فلو افتتح الصلوٰۃ ونسی التعوذ حتی قرأ الفاتحۃ لا یتعوذ بعد ذلک	کذا فی الخلاصۃ
۱۲۵-	**کیفیۃ التسمیۃ** تعداد شق ۶	
۱-	(ثم یاتی بالتسمیۃ) ویخفیها وهی من القرآن آیۃ انزلت للفصل بین السور.	کذا فی الظهیریۃ فیما یکره فی الصلوٰۃ
۲-	ولا یتادی بها فرض القرأۃ	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۳-	ویاتی بها فی اول کل رکعۃ وهو قول ابی یوسف رح	کذا فی المحیط
۴-	وفی الحجۃ وعلیه الفتوی	هکذا فی التاتارخانیۃ
۵-	ولا یسمی بین الفاتحۃ والسورۃ	هکذا فی الوقایۃ والنقایۃ
۶-	وهو الصحیح	هکذا فی البدائع والجوهرۃ النیرۃ
۱۲۶-	**کیفیۃ قرأۃ الفاتحۃ** تعداد شق ۶	
۱-	(ثم یقرأ فاتحۃ الکتاب)	کذا فی السراج الوهاج
۲-	اذا فرغ من الفاتحۃ قال آمین. والسنۃ فیه الاخفاء	کذا فی المحیط
۳-	والمنفرد والامام سواء. وکذا الماموم اذا سمع.	هکذا فی الزاهدی
۴-	وفی آمین لغتان. المد والقصر ومعناه استجب. والتشدید خطأ فاحش. ولو قال آمین بالمد والتشدید لا تفسد صلوٰته وعلیه الفتوی لانه موجود فی القرآن	هکذا فی التبیین
۵-	ولو سمع المقتدی من الامام وَلَا الضَّآلِّیْنَ فی صلوٰۃ لا یجهر فیها مثل الظهر والعصر قال بعض مشائخنا رح لا یؤمن وعن الفقیه ابی جعفر الهندوانی رح یؤمن	کذا فی المحیط
۶-	وفی صلوٰۃ الجمعۃ والعیدین اذا سمع المقتدی من المقتدین التامین قال الامام ظهیر الدین رح یؤمن.	کذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوی

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۴	ب) اور عید کی نماز کے دوران (پہلی رکعت میں) زائد تکبیروں کے بعد تعوّذ پڑھے گا۔	ہدایہ و متون
۵-	تعوذ نماز شروع کرتے وقت (قرأت سے پہلے) پڑھی جاتی ہے بعد میں نہیں۔ پس اگر کسی نے نماز شروع کر دی اور تعوذ بھول گیا حتیٰ کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو پھر اس کے بعد تعوذ نہ پڑھے۔	خلاصہ
۱۲۵-	**بسم اللہ پڑھنے کی کیفیت** اس میں ۶ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر نیچی آواز سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔[1] اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے، جو قرآن مجید کی سورتوں کے درمیان امتیاز رکھنے کے لئے اتاری گئی ہے۔	ظہیریہ
۲-	بسم اللہ پڑھنے سے (نماز میں) فرضِ قرأت ادا نہیں ہوتا۔	جوہرہ نیرّہ
۳-	بسم اللہ ہر رکعت کی ابتدا میں پڑھے امام ابو یوسف رح کا قول یہی ہے۔	محیط
۴-	اور حجہ میں ہے کہ اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
۵-	سورۂ فاتحہ اور (اس کے بعد پڑھی جانے والی) سورت کے درمیان بسم اللہ نہ پڑھے۔	وقایہ - نقایہ
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	بدائع - جوہرہ نیرہ
۱۲۶-	**سورۂ فاتحہ پڑھنے کی کیفیت۔** اس میں ۶ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے۔	سراج وہاج
۲-	(ل) جب سورۂ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو تو آمین کہے (ب) اور آمین کہنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ نیچی آواز سے کہے۔	محیط
۳-	(آمین کہنے میں) اکیلے نماز پڑھنے والا اور امام برابر ہیں (ب) اور مقتدی کے لئے بھی آمین کہنے کا یہی حکم ہے جب کہ وہ قرأت سنتا ہو۔	زاہدی
۴-	(ل) آمین کہنے میں دو لغتیں ہیں۔ مدّ کے ساتھ پڑھنا اور قصر (بغیر مد) سے پڑھنا (ب) آمین کا معنی ہے (اے اللہ) قبول کر (ج) آمین کہنے میں (میم پر) شدّ کے ساتھ پڑھنا واضح غلطی ہے۔ اگر کسی نے آمین کو مدّ اور شدّ (الف پر مد اور میم پر شدّ) سے پڑھا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔ اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ (آمّین کا لفظ) قرآن میں موجود ہے۔	تبیین
۵-	اگر ایسی نماز جس میں نیچی قرأت پڑھی جاتی ہے جیسے ظہر اور عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے امام سے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کا کلمہ سنا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ل) ہمارے بعض مشائخ رح نے کہا ہے کہ وہ آمین نہ کہے۔ (ب) فقیہ ابو جعفر ہندوانی رح سے منقول ہے کہ وہ آمین کہے۔	محیط
۶-	جمعہ اور عیدین کی نماز میں اگر کوئی مقتدی دوسرے مقتدیوں کا آمین کہنا سن لے تو (اس کے متعلق) امام ظہیر الدین رح نے کہا ہے کہ وہ بھی آمین کہے۔ یہ فتاویٰ سے نقل ہے۔	سراج وہاج

[1] ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلٰوة — الفصل الثالث فی سنن الصلٰوة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۲۷-	**کیفیة ضم السورة** — تعداد شق ۲	
۱-	(ثم یضم الی الفاتحة سورة او ثلاث آیات)	هکذا فی شرح المنية لابن امير الحاج
۲-	والآیة الطویلة تقوم مقامها	كذا فی التبيين
۱۲۸-	**کیفیة الرکوع** — تعداد شق ۱۴	
۱-	(ویرکع حین یفرغ من القراءة وهو منتصب) هو المذهب الصحیح	كذا فی الخلاصة
۲-	فی الجامع الصغیر ویکبر مع الانحطاط	كذا فی الهداية
۳-	قال الطحاوی وهو الصحیح	كذا فی معراج الدراية
۴-	فیکون ابتداء تکبیره عند اول الخرور والفراغ عند الاستواء للرکوع۔	كذا فی المحيط
۵-	ویجهر الامام بتکبیرة الرکوع وغیره وهو ظاهر الروایة	كذا فی التاتارخانية
۶-	وهو الاصح	كذا فی الخلاصة
۷-	ویجزم الراء من التکبیر	كذا فی النهاية
۸-	ویعتمد بیدیه علی رکبتیه۔	كذا فی الهداية
۹-	وهو الصحیح	هكذا فی البدائع
۱۰-	ویفرج بین اصابعه ولا یندب الی التفریج الا فی هذه الحالة ولا الی الضم الا فی حالة السجود وفیما وراء ذلك یترك علی العادة	كذا فی الهداية
۱۱-	ویبسط ظهره حتی لو وضع علی ظهره قدح من ماء لاستقر۔ ولا ینکس رأسه ولا یرفع یعنی یسوی رأسه بعجزه	كذا فی الخلاصة
۱۲-	ویکره ان یحنی رکبتیه شبه القوس	كذا فی الزاهدی
۱۳-	والمرأة تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعها ولکن تضم یدیها وتضع علی رکبتیها وضعا وتحنی رکبتیها ولا تجافی عضدیها	كذا فی الزاهدی
۱۴-	ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلاثا وذلك ادناه فلو ترك التسبیح اصلا او اتی به مرة واحدة یجوز ویکره	هكذا فی الخلاصة

۱؎ جیساکہ حکم نمبر ۳۲/۱۱۹ میں ہے (مترجم) ۲؎ اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۸/۱۱۳ ، ۱۵،۱۶/۱۲۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ اس مقام پر یندب بمعنی یستحب نہیں ہے کیونکہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنا مستحب نہیں سنت ہے جیساکہ حکم نمبر ۱/۱۲۰ میں ہے۔ اور یندب بمعنی دعوت دینے اور اکسانے کے مستعمل ہے جیساکہ المنجد صفحہ ۱۲۶۳ میں ہے۔ اس لئے حاشیہ ہدایہ میں بھی ہے کہ یہاں یندب مشہور معنی میں نہیں ہے ورنہ الیٰ کے لفظ کی ضرورت نہ تھی۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ صفحہ ۹۹ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۷-	**فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کی کیفیت** — اس میں ۲ شقیں ہیں	
۱-	پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں ملائے۔	شرح منیہ
۲-	ایک لمبی آیت تین آیتوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے	تبیین
۱۲۸-	**رکوع کرنے کی کیفیت** — اس میں ۱۴ شقیں ہیں	
۱-	جب کھڑا ہونے کی حالت میں قرأت سے فارغ ہو جائے تو رکوع کرے۔ یہی حکم صحیح مذہب کا ہے۔	خلاصہ
۲-	جامع صغیر میں ہے کہ جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہے۔	ہدایہ
۳-	طحاوی رح نے کہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔	معراج الدرایہ
۴-	پس اس کی تکبیر (رکوع کی تکبیر) کی ابتدا جھکنے کی ابتدا پر ہو اور تکبیر سے فراغت رکوع میں ٹھیک چلا جانے پر ہو۔	محیط
۵-	امام رکوع وغیرہ کی تکبیریں اونچی آواز سے کہے[1]۔	تتارخانیہ
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۷-	اللہ اکبر کی "را" پر جزم پڑھے[2]۔	نہایہ
۸-	دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دے دے۔	ہدایہ
۹-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	بدائع
۱۰-	(ل) انگلیوں کو کھول کر رکھے اور اس حالت (یعنی رکوع) کے علاوہ میں انگلیاں کشادہ رکھنے کی طرف نہ اکسائے[3] (ب) اور سجدہ کی حالت کے علاوہ میں انگلیاں ملا کر رکھنے کی طرف نہ اکسائے۔ (ج) اور ان دونوں (رکوع و سجدہ کے) موقعوں کے علاوہ میں (انگلیاں) عام عادت کے مطابق رہنے دے[4]۔	ہدایہ
۱۱-	(ل) پیٹھ کو اس طرح بچھا کر رکھے کہ اگر اس کی پیٹھ پر پانی کا پیالہ رکھا جائے تو ٹھہر جائے (ب) سر کو نہ جھکائے نہ اوپر اٹھائے یعنی اس کا سر اس کی سرین کی سیدھ میں ہو۔	خلاصہ
۱۲-	اگر (کوئی نمازی رکوع میں) اپنے گھٹنے کمان کی طرح جھکائے تو مکروہ ہے۔	زاہدی
۱۳-	عورت (۱) رکوع میں تھوڑا جھکے اور (۲) ہاتھوں سے سہارا نہ دے۔ (۳) انگلیاں کھول کر نہ رکھے بلکہ بند رکھے اور گھٹنوں پر اچھی طرح رکھ لے۔ اور (۴) دونوں گھٹنے جھکائے رکھے۔ اور (۵) بازو جسم سے ہٹا کر نہ رکھے۔	زاہدی
۱۴-	(ل) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین بار کہے[5]۔ (ب) اور یہ (تین بار کہنا) کم از کم تعداد ہے (ج) اور اگر کوئی شخص تسبیح بالکل نہ پڑھے یا صرف ایک بار پڑھے تو جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے[6]۔	خلاصہ

[4] یعنی باقی جگہوں میں انگلیاں کشادہ کرکے رکھنے کی بجائے حسب عادت رہنے دے۔ مثلاً تشہد میں اور تکبیر تحریمہ میں انگلیاں حسب عادت رکھے۔ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{3}{127}$، $\frac{2،1}{124}$ میں ہے (مترجم) [5] ترجمہ:- پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا (مترجم)
[6] تسبیحات کی تعداد کا مزید بیان حکم نمبر $\frac{3 \text{ تا } 5}{130}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابہا وکیفیتہا	حوالہ
۱۲۹-	**کیفیۃ الرفع من الرکوع** — تعداد شق ۸	
۱-	فاذا اطمأنّ راکعا رفع رأسہ فان ترک الطمانینۃ تجوز صلوٰتہ عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	هکذا فی الخلاصۃ
۲-	فان کان اماما یقول سمع اللہ لمن حمدہ بالاجماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف	کذا فی المحیط
	وان کان منفردا الاصح انہ یاتی بہما	کذا فی التتارخانیۃ
۳-	وعلیہ الاعتماد	هکذا فی الهدایۃ
۴-	وهو الاصح	
۵-	ثم فی الروایۃ التی تجمع یاتی بالتسمیع حال الارتفاع واذا استوی قائما قال ربنا لک الحمد۔	کذا فی الزاهدی
۶-	وهو الصحیح	کذا فی القنیۃ
۷-	سئل یوسف بن محمد رح عن من رفع رأسہ من الرکوع ولم یقل عند الرفع سمع اللہ لمن حمدہ قال لا یاتی بہ بعد ما استوی قائما وکذا کل ذکر یؤتی بہ فی حال الانتقال لا یؤتی بہ فی غیر محلہ۔ کالتکبیر الذی یؤتی بہ عند الانحطاط من القیام الی الرکوع او من الرکوع الی السجود	
	وکذا لا یأتی بتسبیحۃ السجود بعد رفع رأسہ بل الواجب ان یراعی کل شیء فی محلہ	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الیتیمۃ
۸-	اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ یقول الهاء بالجزم ولا یبین الحرکۃ فی الهاء	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ
۱۳۰-	**کیفیۃ السجدۃ** — تعداد شق ۹	
۱-	ثم اذا استوی قائما کبر وسجد	کذا فی الهدایۃ
۲-	ویکبر فی حالۃ الخرور ویقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلی ثلاثا وذلک ادناہ	کذا فی المحیط
۳-	ویستحب ان یزید علی الثلاث فی الرکوع والسجود بعد ان یختم بالوتر	کذا فی الهدایۃ
۴-	فالادنی فیهما ثلاث مرات والاوسط خمس مرات والاکمل سبع مرات۔	کذا فی الزاد

لہ مترجم:- اللہ تعالیٰ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۲۹-	**رکوع سے اٹھنے کی کیفیت-** اس میں ۸ شقیں ہیں۔	
۱-	(ا) جب اطمینان سے رکوع کرلے تو رکوع سے سر اٹھائے (ب) اگر طمانینت (اطمینان سے کرنا) نہ ہوئی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس کی نماز جائز ہو جائیگی	خلاصہ
۲-	(ا) اگر امام ہے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ اس پر اجماع ہے۔ (ب) اور اگر مقتدی ہے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ[۲] کہے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے۔ اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (ج) اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں (تسمیع و تحمید) کہے۔	محیط
۳-	اور اس (مذکورہ) حکم پر اعتماد ہے۔	تتارخانیہ
۴-	اور یہی حکم (ف ۱۲۹ / ۲) زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
۵-	پھر اس روایت کے بموجب جس میں (تسمیع و تحمید) دونوں کو جمع کرنے کا حکم ہے (اس میں طریقہ یہ ہے کہ) اٹھنے میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے	زاہدی
۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	قنیہ
۷-	(ا) یوسف بن محمد رح سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہا (تو کیا کرے) انہوں نے جواب دیا کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے۔ (ب) اور اسی طرح یہی حکم ہر اس ذکر کے لئے ہے جو حالتِ انتقال (ایک عمل سے دوسرے عمل میں جانا) میں ادا کیا جاتا ہے۔ اسے دوسری جگہ میں ادا نہ کیا جائے گا۔ جیسے وہ تکبیر جو قیام سے رکوع کی طرف جھکتے وقت کہی جاتی ہے یا وہ تکبیر جو رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے وقت کہی جاتی ہے۔ (اگر اپنی اصلی جگہ نہ کہی گئی، تو دوسری جگہوں میں ادا نہ کی جائے گی۔) (ج) اور اسی طرح سجدہ میں جو تسبیح باقی رہ جائے اسے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد نہ کہے۔ (د) بلکہ ضروری ہے کہ ہر چیز میں اس کے اپنے مقام کی رعایت کی جائے۔	تتارخانیہ
۸-	سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کی "ھا" کو جزم سے پڑھے۔ اور "ھا" کی حرکت ظاہر کرکے نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۱۳۰-	**سجدہ کرنے کی کیفیت** اس میں ۹ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر جب سیدھا کھڑا ہو چکے تو تکبیر کہے اور سجدہ میں جائے۔	ہدایہ
۲-	تکبیر جھکنے کے دوران کہے اور سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى[۳] کہے اور یہ (تعداد) کم از کم ہے۔	محیط
۳-	رکوع اور سجود کی تسبیحات میں تین بار سے زیادہ کہہ کر طاق تعداد پر ختم کرنا مستحب ہے۔	ہدایہ
۴-	رکوع اور سجود میں تسبیحات کی کم سے کم مقدار تین بار ہے۔ درمیانی مقدار پانچ بار ہے اور اکمل مقدار سات بار ہے۔	زاد

[۲] ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے لئے ہے۔ (مترجم) [۳] پاک ہے میرا پروردگار جو اعلیٰ ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۰- ۵-	وان کان اماماً لا یزید علی وجه یملّ القوم	کذا فی الهدایة
۶-	قالوا اذا اراد السجود یضع اولاً ما کان اقرب الی الارض فیضع رکبتیه اولاً ثم یدیه ثم انفه ثم جبهته واذا اراد الرفع یرفع اولاً جبهته ثم انفه ثم یدیه ثم رکبتیه قالوا هذا اذا کان حافیاً۔ اما اذا کان متخففاً فلا یمکنه وضع الرکبتین اولاً فیضع الیدین قبل الرکبتین ویقدم الیمنی علی الیسریٰ	کذا فی التبیین
۷-	ویضع یدیه فی السجود حذاء اذنیه ویوجّه اصابعه نحو القبلة وکذا اصابع رجلیه ویعتمد علی راحتیه ویبدی ضبعیه عن جنبیه ولا یفترش ذراعیه۔	کذا فی الخلاصة
	ویجافی بطنه عن فخذیه	کذا فی الهدایة
۸-	والمرأة لا تجافی فی رکوعها وسجودها وتقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها۔	کذا فی الخلاصة
۹-	والامة کالحرة الا فی رفع الیدین عند الاحرام فهی کالرجل	کذا فی السراج الوهاج

۱۳۱- کیفیة رفع الرأس من السجود

تعداد شق ۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	ثم یرفع رأسه ویکبّر والسنة فیه ان یرفع رأسه حتی یستوی جالساً ولیس فی الجلوس ذکر مسنون عندنا۔	هکذا فی الجوهرة النیرة
۲-	ولو لم یستو جالساً وسجد اخری اجزأه عند ابیحنیفة[۲] ومحمد رح	کذا فی الهدایة
۳-	رفع الرأس من السجدة لیس برکن وانّما الرکن هو الانتقال لانه لا یمکنه اداء الثانیة الا به۔ الا انه لا یمکنه الانتقال الی الثانیة الا بعد رفع الرأس فلزمه رفعه حتی لو امکنه الانتقال من غیر رفع الرأس بان سجد علی وسادة وازیلت الوسادة حتی وقعت جبهته علی الارض اجزأه	هکذا فی النهایة
۴-	واختلفوا فی مقدار الرفع فروی عن ابی حنیفة رح انه ان کان الی القعود اقرب جاز۔ وان کان الی الارض اقرب لا یجوز۔	هکذا فی التبیین

[۱] اور ماتھے کی حد ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اور بھنوؤں کے نیچے سے کاسۂ سر تک ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ سجدہ میں کل ماتھا رکھنا واجب نہیں ہے (حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا مطبوعہ علمی پریس لاہور) [۲] کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ جب مؤمن سجدہ کرتا ہے تو اس کا ہر عضو

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۰-۵-	اگر امام ہو تو تسبیحات کی تعداد) اتنی زیادہ نہ کرے کہ لوگ تنگ پڑ جائیں۔	ہدایہ
۶-	(ا) فقہاء رح نے کہا ہے کہ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو زمین پر پہلے وہ اعضاء رکھے جو زمین سے زیادہ قریب ہیں۔ پس پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے۔ پھر ناک اور پھر ماتھا رکھے[1]۔ (ب) اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو اول ماتھا اٹھائے۔ پھر ناک اٹھائے پھر ہاتھ اٹھائے اور پھر گھٹنے اٹھائے۔ (ج) فقہاء رح نے کہا ہے یہ حکم تب ہے جب کہ ننگے پاؤں ہو مگر جب موزے پہنے ہوئے ہو تو پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکے گا پس وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھ لے گا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مقدم کرے۔	تبیین
۷-	(ا) اور سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے مقابل میں رکھے (ب) اور ہاتھ کی انگلیاں قبلہ رُخ پر رکھے[2]۔ (ج) اسی طرح پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رُخ رکھے (د) ہتھیلیوں پر سہارا لے (ہ) اپنے دونوں بازوؤں کو پہلو سے ہٹا کر رکھے (س) اور اپنی دونوں کلائیاں بچھا کر نہ رکھے۔ (ص) اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جدا رکھے۔	خلاصہ، ہدایہ
۸-	(ا) عورت اپنے رکوع و سجود میں اپنے اعضاء کو ہٹا کر نہ رکھے (ملا کر رکھے) (ب) وہ اپنے دونوں پاؤں پر بیٹھے (ج) اور وہ سجدہ میں اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر بچھا دے۔	خلاصہ
۹-	(ا) باندی کا حکم آزاد عورت کے حکم کی طرح ہے (ب) لیکن باندی تکبیر تحریمہ میں مرد کی طرح ہاتھ اٹھائے گی۔	سراج وہاج
۱۳۱	**سجدہ سے سر اٹھانے کی کیفیت۔** اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	(ا) پھر (سجدہ سے) سر اٹھائے اور تکبیر کہے (ب) اور اس میں سنت یہ ہے کہ سر اٹھائے حتیٰ کہ سیدھا بیٹھ جائے۔ (ج) اور اس بیٹھنے میں ہمارے ہاں کوئی ذکر مسنون نہیں۔	جوہرہ نیرہ
۲-	اگر کوئی شخص سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اسے کفایت کر جائے گا۔	ہدایہ
۳-	سجدہ سے سر اٹھانا رکن نہیں ہے۔ البتہ اصل رکن تو انتقال (ایک رکن سے باہر ہو کر دوسرا رکن شروع کرنا) ہے۔ اس لئے کہ دوسرے سجدے کی ادائیگی (پہلے سجدہ سے) انتقال کے بغیر ممکن نہیں۔ مگر دوسرے سجدہ کی طرف انتقال (پہلے سجدہ سے) سر اٹھائے بغیر ممکن نہیں اسلئے سر اٹھانا لازم ہوا حتیٰ کہ اگر سر اٹھائے بغیر انتقال ممکن ہو مثلاً کسی نے تکیہ پر سجدہ کیا پھر وہ تکیہ نکال لیا گیا حتیٰ کہ اس کا ماتھا زمین پر لگ گیا تو اسے (دونوں سجدوں کے لئے) کفایت کر جائے گا۔	نہایہ
۴-	(سجدہ سے) سر اٹھانے کی مقدار میں اختلاف ہے۔ (ا) حضرت امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا گیا ہے کہ اگر (سر اٹھانے میں) بیٹھنے کی طرف زیادہ قریب تھا تو جائز ہے اور اگر زمین کی طرف زیادہ قریب تھا تو جائز نہیں ہے۔	تبیین

سجدہ کرتا ہے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے اعضا قبلہ کی جانب متوجہ کرے۔ ہدایہ ج۱ ص۹۹ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة و آدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۱-	وهو الاصح	هكذا فی الهداية
	و روی ابو یوسف رح اذا رفع رأسه مقدار ما یسمی رافعا جاز قال فی المحيط وهو الاصح-	كذا فی التبيين
	وهو الصحيح-	هكذا فی البدائع
۱۳۲-	**كيفية سجدة الثانية** تعداد شق ۱	
۱-	(ثم یکبر و ینحط للسجدة الثانية) ویسبح فیهما مثل ما سبح فی السجدة الاولیٰ-	كذا فی المحيط
۱۳۳-	**كيفية النهوض من السجدة الثانية** تعداد شق ۴	
۱-	(ثم اذا فرغ من السجدة ینهض علی صدور قدمیه) ولا یقعد ولا یعتمد علی الارض بیدیه عند قیامه وانما یعتمد علی رکبتیه-	هكذا فی المحيط
۲-	وترك الاعتماد مستحب لمن لیس به عذر عندنا علی ما هو ظاهر فی كثير من الكتب المشهورة-	كذا فی البحر الرائق
۳-	ولو قعد و اعتمد بیدیه علی الارض کما هو مذهب الشافعی رح لا بأس به-	هكذا فی الظهيرية
۴-	ویفعل فی الرکعة الثانية مثل ما فعل فی الرکعة الاولیٰ الا انه لا یستفتح[1] ولا یتعوّذ-	كذا فی القدوری
۱۳۴-	**كيفية القعدة** تعداد شق ۳	
۱-	(واذا رفع رأسه من السجدة الثانية فی الرکعة الثانية افترش رجله اليسرى) وجلس علیها ونصب اليمنى نصبا و وجه اصابعه نحو القبلة ووضع یدیه علی فخذیه وبسط اصابعه	كذا فی الهداية
۲-	ولا یأخذ الرکبة هو الاصح	كذا فی الخلاصة
۳-	وان كانت امرأة جلست علی الیتها الیسری واخرجت رجلیها من الجانب الايمن	كذا فی الهداية
۱۳۵-	**كيفية التشهد** تعداد شق ۳	
۱-	(ویقرأ تشهد ابن مسعود رض)[2]	كذا فی الكافی
۲-	ولا یزید علی هذا	كذا فی محيط السرخسی
۳-	واذا انتهی الی قوله اشهد ان لا اله الا الله یشیر بالمسبحة-	

[1] الاستفتاح اس سے مراد ثناء (سبحنك اللهم آخر تک) پڑھنا ہے جو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھا جاتا ہے (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۹۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۹۸) اور دوسری رکعت کے شروع میں ہاتھ اٹھانا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ تکبیر تحریمہ، قنوت اور عیدین کے سوا ہاتھ اٹھانا نہیں ہے (۵/۱۲۲) مترجم۔ [2] حضرت عبداللہ بن مسعود رض

دفعات دشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۱-	(ب) اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
	(ج) اور امام ابویوسف رح سے روایت ہے کہ جب اس قدر سر اٹھائے کہ اسے (سجدہ سے) سر اٹھانے والا کہا جاسکے۔ تو جائز ہے۔ محیط میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
	(د) اور یہی حکم مذکورہ $\frac{۴-ج}{۱۳۱}$ صحیح ہے۔	بدائع
۱۳۲-	**دوسرے سجدہ کی کیفیت** اس میں ۱ شق ہے۔	
۱-	پھر تکبیر کہے اور دوسرے سجدہ کے لئے جھکے اور دوسرے سجدہ میں بھی پہلے سجدہ کی طرح تسبیحات پڑھے۔	محیط
۱۳۳-	**دوسرے سجدہ سے اٹھنے کی کیفیت** اس میں ۴ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر جب (دوسرے) سجدہ سے فارغ ہو تو پنجوں کے بل اٹھے اور بیٹھے نہیں اور نہ کھڑا ہوتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر سہارا لے البتہ دونوں گھٹنوں پر سہارا لے۔	محیط
۲-	اور سہارا نہ لینا مستحب ہے۔ اور یہ حکم ہمارے ہاں اس شخص کے لئے ہے جسے کوئی عذر نہ ہو۔ بہت سی مشہور کتابوں میں یہی حکم ظاہر ہے۔	بحرالرائق
۳-	اگر کوئی شخص بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا جیسا کہ امام شافعی رح کا مذہب ہے تو کوئی حرج نہیں۔	ظہیریہ
۴-	(ل) دوسری رکعت میں بھی وہی کچھ کرے جو کچھ پہلی رکعت میں کیا ہے (ب) مگر استفتاح[۱] (ثنا) نہ پڑھے اور اعوذ باللہ بھی نہ پڑھے۔	قدوری
۱۳۴	**قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنے) کی کیفیت۔** اس میں ۳ شقیں ہیں۔	
۱-	(ل) جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو بایاں پاؤں بچھائے اور اس پر بیٹھے۔ (ب) اور دایاں پاؤں ٹھیک کھڑا رکھے۔ (ج) اور اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ (د) اور دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھے۔ اور اپنی انگلیاں پھیلا دے۔	ہدایہ
۲-	گھٹنوں کو نہ پکڑے۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۳-	اگر عورت ہے تو بائیں سرین پر بیٹھے۔ اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دے۔	ہدایہ
۱۳۵	**تشہد (التحیات) پڑھنے کی کیفیت۔** اس میں ۳ شقیں ہیں۔	
۱-	(اور تشہد کے الفاظ پڑھنے میں) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والی تشہد پڑھے[۲]	کافی
۲-	اور اس (تشہد) پر اور اضافہ نہ کرے۔	محیط سرخسی
۳-	(ل) اور جب اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے[۳]۔	

کی روایت والی تشہد کے الفاظ کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۹، ۲۰}{۱۱۹}$ ملاحظہ ہو اور تشہد کے لفظ "السلام علیک" میں سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ پڑھے جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۳}{۱۳۸}$ میں ہے۔ (مترجم) [۳] رد المختار میں مختلف حوالوں سے اشارہ اور اس کی کیفیت نقل کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشہور قول کے بموجب (بقیہ حاشیہ ص ۱۴۲ پر)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۵	والمختار انه لا یشیر	کذا فی الخلاصۃ
	وعلیه الفتوٰی۔	کذا فی المضمرات ناقلا عن الکبریٰ
ـ	وکثیر من المشائخ رح لایرون الاشارۃ وکرهها فی منیۃ المفتی	کذا فی التبیین
۱۳۶	**کیفیۃ القیام الی الشفع الثانی** — تعداد شق ۱۰	
۱-	(فاذا فرغ من قراءۃ التشهد قام)	کذا فی المحیط
۲-	وفی الجلابی والقیام من القعدۃ علی صدور قدمیه کالقیام من السجدۃ وقال الطحاوی رح لابأس بان یعتمد بیدیه علی الارض	کذا فی الزاهدی
۳-	واذا قام یفعل فی الشفع الثانی ما فعل فی الشفع الاول من القیام والرکوع والسجود۔	کذا فی المحیط
۴-	ویقرأ الفاتحۃ فقط۔	هکذا فی الکافی
۵-	وتکره الزیادۃ علی ذلک — کذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الاختیار شرح المختار	
۶-	وان ترک القراءۃ والتسبیح لم یکن علیه حرج ولا سجدتا السهو ان کان ساهیا لکن القرأۃ افضل۔ هذا هو الصحیح من الروایات	هکذا فی الذخیرۃ
۷-	وعلیه الاعتماد	کذا فی فتاوٰی قاضیخان
۸-	وهو الاصح	کذا فی المحیط فی فصل القراءۃ
۹-	وهو الصحیح وظاهر الروایۃ۔	هکذا فی البدائع
۱۰-	والسکوت مکروه	هکذا فی الخلاصۃ
۱۳۷	**کیفیۃ القعدۃ الاخیرۃ۔** — تعداد شق ۱۲	
۱-	(ویجلس فی الاخیرۃ کما جلس فی الاولیٰ۔	هکذا فی الهدایۃ

(بقیہ حاشیہ از ص۴۲۱) التحیات میں دونوں ہاتھ رانوں پر انگلیاں پھیلا کر رکھے اور اشارہ نہ کرے اور اگر اشارہ کرے تو اس کی صورت یہ ہے کہ ابتداء میں ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر رکھے اور جب کلمۂ شہادت پر پہنچے تو انگشتِ شہادت تو اسی طرح رہنے دے مگر چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی بند کرکے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے سروں کو ملا کر حلقہ بنالے یا چھنگلیا اس کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی تینوں کو بند کرکے انگوٹھے کا سرا درمیانی انگلی کے درمیانی جوڑ کے سرے پر رکھ لے پھر انگشتِ شہادت سے اس طرح اشارہ کرے کہ نفی پر یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ کہنے پر انگلی اٹھائے اور اثبات پر یعنی اِلَّا اللّٰه پر انگلی رکھے اور انگلیاں بند کئے بغیر اشارہ کرنے کا قول شاذ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج۱ ص۴۷۵۔ وکذا فی حاشیۃ البحر الرائق ج۱ ص۳۲۴ وغنیۃ المصلی ص۱۸۹ وحاشیہ شرح وقایہ ص۱۳۵ (مترجم) ۵ التحیات میں اشارہ بالمسبحہ (انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنے) کے متعلق اختلاف ہے۔ درمختار ورد المحتار ج۱ ص۴۷۴،۴۷۵ اور بحرالرائق ج۱ ص۳۲۳،۳۲۴ غنیۃ المصلی ص۱۸۹ حاشیہ شرح وقایہ ج۱ ص۱۳۵ وغیرہ میں اشارہ کے حق میں اور اس کے خلاف بھی متعدد حوالے درج ہیں۔ فتاوی ہذا میں بھی اسے اختلافی مسئلہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے البتہ عدم

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۵	(ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ اشارہ نہ کرے۔	خلاصہ
	اور۲ اسی (مذکورہ) حکم پر فتوٰی ہے۔ یہ کبرٰی سے نقل ہے۔	مضمرات
	اور۳ بہت سے مشائخ رح کی رائے میں اشارہ کرنا مشروع نہیں ہے۔ اور منیۃ المفتی میں اشارہ کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔[۱]	تبیین
۱۳۶-	**دوسرے دوگانہ کے لئے قیام کی کیفیت۔** اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱-	جب تشہد پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہو جائے۔	محیط
۲-	(ل) جلابی میں ہے کہ قعدہ سے پنجوں کے بل کھڑا ہو۔ جیسا کہ سجدہ سے کھڑا ہونے کا حکم ہے۔	
	(ب) طحاوی رح نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ زمین پر ہاتھ ٹیک لے۔	زاہدی
۳-	جب کھڑا ہو تو دوسرے دوگانہ میں قیام، رکوع اور سجود اسی طرح کرے جس طرح کہ اس نے پہلے دوگانہ میں قیام، رکوع اور سجود کیا ہے۔	محیط
۴-	(دوسرے دوگانہ میں) صرف سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھے۔	کافی
۵-	اور اس (سورۂ فاتحہ) پر اضافہ کرنا مکروہ ہے۔ یہ حکم اختیار شرح مختار سے نقل کیا گیا ہے۔	سراج وہاج
۶-	(ل) اگر کسی نے (دوسرے دوگانہ میں) نہ قرأت کی اور نہ تسبیح پڑھی تو کچھ حرج نہیں۔ اور نہ سجدہ سہو کا حکم ہے اگر (قرأت و تسبیح) بھول گیا تھا مگر قرأت افضل ہے۔ (ب) سب روایتوں میں سے یہی حکم صحیح ہے۔	ذخیرہ
۷-	اور اسی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) پر اعتماد ہے۔	قاضیخان
۸-	اور یہی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) زیادہ صحیح ہے۔	محیط
۹-	اور یہی حکم (مذکورہ $\frac{6}{136}$) صحیح اور یہی ظاہر روایت ہے۔	بدائع
۱۰-	اور (دوسرے دوگانہ میں) چپ رہنا مکروہ ہے۔	خلاصہ
۱۳۷-	**آخری قعدہ کی کیفیت** اس میں ۱۲ شقیں ہیں۔	
۱-	آخری قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جس طرح پہلے قعدہ میں بیٹھا ہے۔	ہدایہ

[۱] اشارہ والے حوالوں کو ترجیحاً ذکر کیا گیا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اشارہ کی حرکت اور عدمِ اشارہ (سکون) کی روایات سند کے لحاظ سے برابر ہیں اور اجتہادی اصول اور فقہی نظریہ کی رُو سے نماز میں حرکت و سکون کی روایات برابر ہوں تو (مبنی الصلوٰۃ علی السکون الخ البحر الرائق ج ا صـ ۳۲۴ کی رُو سے) سکون والی روایات کو ترجیح ہے جیسا کہ نماز میں رفع یدین کے مسئلہ میں ہے مگر چونکہ کوئی ایسی روایت بھی نہیں ہے جس میں رفع یدین کی ممانعت کی طرح اشارہ کے متعلق کسی روایت میں کم از کم یہ ذکر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ نہیں کیا تا کہ رفعِ یدین کی طرح اس اشارہ کی حرکت کو بھی چھوڑ دیا جاتا۔ لہٰذا محدثین فقہاء رح کے ہاں تو اشارہ مذکور مشروع اور مسنون ہے۔ مگر کئی متقدمین فقہاء رح کے ہاں بنا بر اصول مذکور سکون (عدم اشارہ) کو ہی اختیار کیا گیا ہے اور چونکہ اشارہ کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے۔ لہٰذا فتاوٰی ہٰذا میں عدم اشارہ والے حوالوں کو ترجیحاً ذکر کیا گیا ہے۔ گو اشارہ مشروع ہونے پر مشتمل حوالہ بھی مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ و آدابہا وکیفیتہا	حوالہ
۱۳۷- ۲-	ویتشہد فاذا فرغ من التشہد یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	کذا فی المحیط
۳-	وسئل محمدؒ عن کیفیۃ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقول اللّٰہم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم وبارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔	کذا فی التبیین
۴-	وکرہ بعضہم ان یقول اللّٰہم ارحم محمدا والصحیح انہ لا یکرہ	کذا فی التبیین
۵-	فاذا فرغ من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لنفسہ ولابویہ وللمؤمنین والمؤمنات	کذا فی الخلاصۃ
۶-	ویدعو لنفسہ ولغیرہ من المؤمنین ولا یخص نفسہ بالدعاء وہو سنۃ	ہکذا فی التبیین
۷-	ثم یقول ربنا آتنا الی آخرہ	کذا فی الخلاصۃ
۸-	ولا یدعو بما یشبہ کلام الناس وما لا یستحیل سؤالہ من العباد۔ کقولہ اللّٰہم زوجنی فلانۃ یشبہ کلامہم وما یستحیل کقولہ اللّٰہم اغفر لی لیس من کلامہم وقولہ اللّٰہم ارزقنی من قبیل الاول	کذا فی الہدایۃ
۹-	فلا یجوز الدعاء بہذا اللفظ ہو الصحیح	کذا فی العینی شرح الہدایۃ

لہ درود شریف کے الفاظ مختلف منقول ہیں۔ امام محمدؒ سے تبیین کی اس روایت میں اور رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۴۷ میں امام محمدؒ سے زیلعیؒ کی روایت میں اور بحر ج ۱ صفحہ ۳۲۸ اور کنز الدقائق صفحہ ۳ پر علامہ عینی کے حاشیہ میں صرف آخر میں انک حمید مجید منقول ہے مگر رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۴۷ میں امام محمدؒ سے بحوالہ شرح منیہ۔ کفایہ قنیہ اور مجتبیٰ میں اور ذخیرہ میں اور بخاری، مسلم اور نسائی کی مرفوع روایات میں انک حمید مجید درمیان میں اور آخر میں دوبار منقول ہے اور عوام وخواص کا تعامل بھی اسی پر ہے نیز بخاری اور مسلم کی مرفوع روایات میں بارک علی محمد سے ماقبل اللہم کا لفظ بھی منقول ہے۔ (مترجم) ۲ ترجمہ:۔ الٰہی! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر رحمت نازل کی اور حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکت نازل کی۔ بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ (مترجم)
۳ ترجمہ:۔ الٰہی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحم فرما (مترجم) ۴ ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (مترجم) ۵ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{9}{137}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ ھو الصحیح سے اشارہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۷-۲-	تشہد (التحیات) پڑھے اور جب تشہد سے فارغ ہو چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے	محیط
۳-	حضرت امام محمدؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا۔ یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ[۱] وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔[۲]	تبیین
۴-	(ل) بعض فقہاء نے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا[۳] کہنا مکروہ کہا ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	تبیین
۵-	جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے فارغ ہو چکے تو اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور ایمان والے سب مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش کی دعا مانگے۔	خلاصہ
۶-	(ل) اپنے لئے دعا مانگے اور اپنے سوا دوسرے ایمان والوں کے لئے بھی دعا مانگے (ب) اور دعا میں صرف اپنے آپ کو خاص نہ کرے۔ اور یہی طریقہ سنت ہے۔	تبیین
۷-	پھر یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔[۴]	خلاصہ
۸-	(ل) ایسی (عبارت سے) دعا نہ مانگے جیسے آدمیوں سے باتیں کرتے ہیں (ب) ایسی دعا بھی نہ مانگے جسے بندوں سے مانگنا محال نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَۃً (اے اللہ فلاں عورت سے میرا نکاح کرا دے۔) تو یہ دعا آدمیوں سے کرنے کی باتیں ہیں۔ اور جن چیزوں کا بندوں سے مانگنا محال ہے جیسے یہ کہنا کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ (اے اللہ! میری بخشش کر دے) تو یہ دعا آدمیوں سے مانگنے کی نہیں ہے۔ (پس ایسی دعا مانگ لے) (ج) اور[۱] یہ کہنا کہ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ (اے اللہ! مجھے رزق دے) تو یہ پہلی قسم میں شامل ہے۔[۵]	ہدایہ
۹-	پس اس لفظ (اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ) سے دعا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔[۶]	عینی

ہے کہ نماز میں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ بغیر کسی قید کے بطور دعا کہا جائے تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاءؒ کے ہاں اس سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ ص ۳۳۱ میں حسب تصریح فخر الاسلامؒ اللّٰھم ارزقنی کو اللّٰھم اغفرلی کی طرح قرار دیا گیا ہے اور در مختار ج ۱ ص ۴۸۹ میں اور بحوالہ غایۃ البیان البحر الرائق ج ۱ ص ۳۳۱ میں اور بحوالہ شرح منیہ و فتح۔ رد محتار ج ۱ ص ۴۸۹ میں کہا گیا ہے کہ درحقیقت رزق دینے والا اللہ ہی ہے۔ بندوں کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ پس اللّٰھم ارزقنی سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ جیسا کہ احادیث میں دونوں سجدوں کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَارْزُقْنِیْ کہنے کا عمل منقول ہے۔ اور جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَارْزُقْنَا وانت خیر الرازقین مگر بعض فقہاءؒ کے ہاں چونکہ اللّٰھم ارزقنی بندوں سے کلام کے مشابہ ہے جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے رَزَقَ الْاَمِیْرُ الْجَیْشَ (حاکم نے لشکر کو رزق دیا) اور نماز میں بندوں سے کلام کے مشابہ کلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اِنَّ صَلٰوتَنَا لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْئٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ (نماز میں بندوں سے کلام کے مشابہ کلام کی گنجائش نہیں) پس اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ سے نماز ٹوٹ جائے گی جیسا کہ ہدایہ اور عینی کے حوالے سے حکم نمبر ۹/۸ میں مذکور ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا عمل نفل پر محمول ہو سکتا ہے جن میں گنجائش ہوتی ہے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۴۲۶)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وکیفیتها	حوالہ
۱۳۷ -۱۰-	ولوقال اللّٰهم ارزقنی مالاً عظیماً تفسد	
	ولوقال اللّٰهم ارزقنی العلم والحج ونحو ذلك لاتفسد	کذا فی المضمرات
	وفی الولوالجية ينبغی ان يدعو فی الصلوٰة بدعاء محفوظ لانه يخاف ان يجری علی لسانه مايشبه كلام الناس فتفسد صلاته	کذا فی التاتارخانية
	وكل ماذكرناه انه يفسد انما يفسد اذا لم يقعد قدر التشهد فی آخر الصلوٰة۔ واما اذا قعد فصلوته تامة يخرج به من الصلوٰة	کذا فی التبیین
۱۱-	ومن الادعية المأثورة ماروی عن ابی بكر رضی الله عنه انه قال لرسول الله صلی الله عليه وسلم علمنی دعاء ادعو به فی صلوتی فقال قل اللّٰهم انی ظلمت نفسی ظلماً كثيراً وانه لايغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحيم وكان ابن مسعود رضی الله عنه يدعو بكلمات منهن اللّٰهم انی اسئلك من الخير كله ماعلمت منه ومالم اعلم واعوذبك من شر كله ماعلمت منه ومالم اعلم	کذا فی النهاية
۱۲-	ويستحب ان يقول المصلی بعد ذكر الصلوٰة فی آخر الصلوٰة رب اجعلنی مقيم الصلوٰة ومن ذريتی۔ ربنا وتقبل دعاء۔ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔	کذا فی التاتارخانية ناقلاً عن الحجة
۱۳۸-	**كيفية السلام** تعداد شق ۱۸	
۱-	(ثم يسلم تسليمتين) تسليمة عن يمينه وتسليمة عن يساره ويحول فی التسليمة الاولی وجهه عن يمينه حتی يری بياض خده الايمن وفی التسليمة الثانية عن يساره حتی يری بياض خده الايسر وفی القنية هو الاصح	
	هكذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم رح	

(بقیہ از صفحہ ۴۲۵) یا آپکا عمل آپ سے مخصوص قرار پا کر اس پر آپکے قول کو ترجیح ہو سکتی ہے۔ خصوصاً عبادات کے احکام میں تو احتیاط شدید ہے البتہ ٹوٹ جانے سے مراد کے متعلق حکم نمبر ۱۰-د / ۱۳۷ ملاحظہ ہو (مترجم) (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور یقیناً تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا پس تو اپنی طرف سے ہی میری مکمل

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۷-۱۰-	(ل) اگر کسی نے کہا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي مَالًا عَظِيمًا (اے اللہ! مجھے بہت سے مال کا رزق دے) تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ب) اور اگر کسی نے کہا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْعِلْمَ وَالْحَجَّ وَنَحْوَ ذٰلِكَ (اے اللہ مجھے علم اور حج وغیرہ کا رزق دے) تو اس سے نماز نہ ٹوٹے گی۔	مضمرات
	(ج) الولوالجیہ میں ہے کہ نماز میں پہلے سے یاد کی ہوئی دعائیں مانگنی چاہئیں اس لئے کہ اس کا ڈر ہے کہ اس کی زبان پر ایسا کلام جاری ہو جائے جو لوگوں سے کلام کے مشابہ ہو۔ اور اس سے اس کی نماز ٹوٹ جائے۔	تتارخانیہ
	(د) اور جن صورتوں میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان میں نماز اس حالت میں ٹوٹ جاتی ہے کہ جب نماز کے آخر میں تشہد کے بقدر نہ بیٹھ چکا ہو۔ اور اگر نماز کے آخر میں تشہد کے بقدر بیٹھ چکا ہے تو اس کی نماز مکمل ہے اور نماز توڑنے والی دعا کی وجہ سے وہ نماز سے خارج ہو جائے گا۔	تبیین
۱۱-	(ل) مسنون دعاؤں میں ایک یہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جو نماز میں پڑھا کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہہ:- اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - [۱] (ب) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ - [۲]	نہایہ
۱۲-	اور مستحب یہ ہے کہ نمازی نماز کے آخر میں نماز کی دعاؤں کے بعد یہ دعا پڑھے رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي - رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ - رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ - [۳] یہ الحجہ سے نقل ہے۔	تتارخانیہ
۱۳۸-	**سلام کہنے کی کیفیت۔** اس میں ۱۸ شقیں ہیں۔	
۱-	پھر دو بار سلام کہے۔ ایک بار دائیں طرف سلام کہے اور ایک بار بائیں طرف سلام کہے اور پہلے سلام میں دائیں طرف اس قدر منہ پھیرے کہ اس کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جا سکے اور دوسرے سلام میں بائیں طرف اس قدر منہ پھیرے کہ اس کے بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جا سکے۔ اور قنیہ میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	شرح نقایہ

[۱] مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو نہایت بخشنے والا اور نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ [۲] اے اللہ! میں تجھ سے پوری بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جو میں نے اس میں سے جانا اور جو نہ جانا۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں پوری برائی سے جو میں نے اس میں سے جانا اور جو نہ جانا [۳] اے میرے پروردگار! (بقیہ بر صفحہ ۴۲۸)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وآدابها وكيفيتها	حوالہ
۱۳۸ ۲-	ويقول السلام عليكم ورحمة الله	كذا فى المحيط
۳-	المختار ان يكون السلام بالالف واللام وكذلك فى التشهد	كذا فى الظهيرية
۴-	ولا يقول فى هذا السلام فى أخره وبركاته عندنا والسنة فى السلام ان تكون التسليمة الثانية اخفض من الاولى	كذا فى المحيط
۵-	وهو الاحسن	كذا فى التبيين
۶-	وان سلم عن يمينه فقام فان لم يتكلم ولم يخرج من المسجد يقعد و يسلم	كذا فى التتارخانية ناقلا عن الحجة
	والصحيح انه اذا استدبر القبلة لا يأتى بها	كذا فى القنية
۷-	ولو سلم اولا عن يساره فانه يسلم عن يمينه ما لم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره	كذا فى التبيين
۸-	اختلفوا فى تسليم المقتدى قال الفقيه ابو جعفر رح المختار ان ينتظروا اذا سلم الامام عن يمينه يسلم المقتدى عن يمينه واذا فرغ عن يساره يسلم المقتدى عن يساره	كذا فى فتاوى قاضيخان
۹-	وينوى من عنده من الحفظة والمسلمين فى جانبيه	كذا فى الزاهدى
۱۰-	ولا ينوى النساء فى زماننا ولا من لا شركة له فى صلوته هو الصحيح	كذا فى الهداية
۱۱-	والمقتدى يحتاج الى نية الامام مع نية من ذكرنا فان كان الامام فى جانب الايمن نواه فيهم وان كان فى جانب الايسر نواه فيهم وان كان بحذاءه نواه فى الجانب الايمن عند ابى يوسف رح وعند محمد رح ينويه فيهما۔	كذا فى المحيط
۱۲-	وهو رواية عن ابى حنيفة رح	كذا فى الكافى
۱۳-	وفى الفتاوى هو الصحيح	كذا فى التتارخانية
۱۴-	والمنفرد ينوى الحفظة لا غير	كذا فى الهداية
۱۵-	ولا ينوى فى الملائكة عددا محصورا۔	كذا فى الهداية

(بقیہ از صفحہ ۴۲۴) تو مجھے نماز کا قائم کرنیوالا بنا اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار! میری دعا کو قبول فرما اے ہمارے پروردگار! بخش دے مجھے اور میرے

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۸- ۲-	اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہے[1]	محیط
۳-	(ل) مختار حکم یہ ہے کہ سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ (السلام علیکم ورحمۃ اللہ) کہے۔ (ب) اسی طرح تشہد میں بھی سلام کا لفظ الف لام کے ساتھ (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ[2]) کہے۔	ظہیریہ
۴-	(ل) اس سلام کے آخر میں ہمارے ہاں "وَبَرَکَاتُهٗ" کا لفظ نہ کہے۔	
	(ب) اور سلام میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دوسرا سلام پہلے سلام کی نسبت پست آواز سے کہے۔	محیط
۵-	یہی (مذکورہ) حکم زیادہ اچھا ہے۔	تبیین
۶-	(ل) اگر کسی نے دائیں طرف سلام پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے بات نہیں کی اور مسجد سے باہر نہیں نکلا تو بیٹھ جائے اور (دوسرا) سلام کہے۔	تاتارخانیہ
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اگر قبلہ کی طرف پیٹھ پھیر دی تو پھر دوسرا سلام نہ کہے۔	قنیہ
۷-	(ل) اگر کسی نے پہلے بائیں طرف سلام کہہ دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جب تک بات نہیں کی دائیں طرف سلام کہے اور بائیں طرف کے سلام کو دوبارہ نہ کہے۔	
	(ب) اور اگر کسی نے منہ کے سامنے کی طرف سلام کہا تو پھر بائیں طرف سلام کہے۔	تبیین
۸-	مقتدی کے سلام کہنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابوجعفر رح کے قول میں مختار حکم یہ ہے کہ مقتدی منتظر رہے جب امام دائیں طرف سلام کہے تو مقتدی دائیں طرف کو سلام کہے اور جب امام بائیں طرف سلام کہنے سے فارغ ہو تو مقتدی بائیں طرف کو سلام کہے۔	قاضیخان
۹-	(سلام کہتے وقت) انہیں سلام کہنے کی نیت کرے جو اس کے دونوں طرف محافظ فرشتے اور مسلمان ہیں۔	زاہدی
۱۰-	(ل) ہمارے (اس) زمانہ میں سلام کہتے وقت عورتوں کے لئے نیت نہ کرے۔ (ب) اس کے لئے بھی سلام میں نیت نہ کرے۔ جو اس کی نماز میں شریک نہیں - یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۱۱-	(ل) مقتدی (جب سلام کہے تو اس) کے لئے مذکورہ (حکم نمبر ۹/۱۳۸) کی نیت کے ساتھ امام کی نیت کی بھی ضرورت ہے۔ پس اگر امام دائیں جانب تھا تو اس طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے (ب) اور اگر امام بائیں طرف تھا تو اس طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے (ج) اور اگر امام سامنے تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (۱) امام ابویوسف رح کے ہاں دائیں طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے۔ (۲) اور امام محمد رح کے ہاں دونوں طرف کے لوگوں میں امام کی نیت کرے۔	محیط
۱۲-	اور یہی (امام محمد رح سے منقول مذکورہ حکم) حضرت امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے۔	کافی
۱۳-	اور فتاوی میں ہے کہ یہی حکم (مذکورہ ۱۱ ج (۲) / ۱۳۸) صحیح ہے۔	تاتارخانیہ
۱۴-	اکیلے نماز پڑھنے والا محافظ فرشتوں کی نیت کرے۔ اور کسی کی نیت نہ کرے۔	ہدایہ
۱۵-	فرشتوں کی نیت میں کوئی تعداد مقرر نہ کرے۔	ہدایہ

والدین کو اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جس دن کہ قیامت قائم ہو۔ (مترجم) (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة و ادابها وکیفیتها	حوالہ
١٣٨- ١٦-	وهو الصحيح	هكذا في البدائع
١٧-	واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا. لكنه يقوم الى التطوع[١] ولا يتطوع في مكان الفريضة ولكن ينحرف يمنة و يسرة او يتأخر وان شاء رجع الى بيته يتطوع فيه. وان كان مقتديا او يصلي وحده ان لبث في مصلاه يدعو جاز. وكذا ان قام الى التطوع في مكانه او تاخر او انحرف يمنة او يسرة جاز. والكل سواء. وفي صلوة لا تطوع بعدها كالفجر والعصر يكره المكث قاعدا في مكانه مستقبل القبلة. والنبي صلى الله عليه وسلم سمى هذا بدعة ثم هو بالخيار ان شاء ذهب وان شاء جلس في محرابه الى طلوع الشمس وهو افضل ويستقبل القوم بوجهه اذا لم يكن بحذائه مسبوق[٢]. فان كان ينحرف يمنة او يسرة والصيف والشتاء سواء هو الصحيح[٣].	كذا في الخلاصة
١٨-	وفي الحجة الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع في السنة ولا يشتغل بادعية طويلة[٤].	كذا في التاتارخانية

١ تطوع نفل کو کہتے ہیں مگر تطوع نماز عام ہے اس میں سنتیں اور نوافل سبھی شامل ہیں۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ا ص ۱۳۵ و حاشیہ شرح وقایہ ج ا ص ۱۶۱ (مترجم)
٢ مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۳۴/۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ ردالمحتار میں ہے کہ چونکہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۷/۱۳۸ میں ہے لہٰذا فرضوں اور سنتوں میں وہ فصل جو گھر جانے کی بنا پر ہو مکروہ نہیں ہے۔ ردالمحتار ج ا ص ۴۹۵ (مترجم) ٤ یعنی اگر فرضوں کے بعد وہیں سنتیں پڑھنی ہیں تو سنتوں سے قبل لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ سنتیں جو فرائض کے لواحق اور توابع سے ہیں ان کے

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — تیسری فصل نماز کی سنتوں، آداب اور کیفیت کا بیان	حوالہ
۱۳۸- ۱۶-	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	بدائع
۱۷-	(ل) جب امام ظہر، مغرب اور عشا کی نماز کا سلام پھیر چکے تو اس کے لئے وہاں بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ لیکن وہ[1] نفلوں کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور جہاں فرض پڑھے ہیں وہاں نفل نہ پڑھے لیکن وہ دائیں بائیں ہو جائے یا پیچھے ہٹ جائے اور اگر چاہے تو گھر لوٹ کر وہاں نفل پڑھے۔ (ب) اگر مقتدی ہے یا اکیلے نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی نماز کی جگہ ٹھہر کر دعا مانگتا رہے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر وہ نفلوں کے لئے اسی جگہ کھڑا ہو گیا یا پیچھے ہو گیا یا دائیں یا بائیں ہٹ گیا تو جائز ہے۔ اور سب صورتیں برابر ہیں۔ (ج) ایسی نماز جس کے بعد نفل نہیں ہیں مثلاً فجر اور عصر کی نماز تو ان میں اسی جگہ قبلہ رُو ہو کر بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیٹھنے کا نام بدعت رکھا ہے (د) پھر اسے اختیار ہے کہ چاہے تو چلا جائے اور چاہے تو اپنے محراب میں سورج نکلنے تک بیٹھا رہے اور یہ (سورج نکلنے تک بیٹھنا) افضل ہے۔ (یہ اس صورت میں کہ فجر کی نماز ہو) (س) اور جماعت کی طرف منہ کرے جب کہ اس کے سامنے کوئی مسبوق نہ ہو۔ اور اگر اس کے سامنے کوئی مسبوق ہو[2] تو دائیں یا بائیں طرف پھر جائے۔ (س) سردی و گرمی کے موسم میں حکم ایک سا ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
۱۸-	حجہ میں ہے کہ امام ظہر، مغرب اور عشا سے فارغ ہو تو سنتیں شروع کر دے[3] اور لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول نہ ہو[4]	تتارخانیہ

پڑھنے میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے اور نماز کے بعد کی ماثورہ دعائیں اگر سنتوں سے پہلے پڑھنے کی بجائے ان کے بعد پڑھے تب بھی وہ دعائیں فرض نماز کے بعد پڑھنا ہی قرار پائیں گی البتہ ماثورہ دعاؤں میں سے چھوٹی دعاؤں کے پڑھنے کی گنجائش ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر فرضوں کے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے بقدر سنتیں شروع کرنے میں تاخیر کرے تو حلوانی کے قول کے بموجب کوئی حرج نہیں ہے اور کمال نے اسی کو اختیار کیا ہے (ماخوذ از ردالمحتار و درمختار ج ا ص ۴۹۴، ۴۹۵) (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الرابع فی القرأة	حوالہ

الفصل الرابع فی القرأة

دفعات ۱۳۹ تا ۱۳۹ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۱۳۹۔ القراءة

تعداد شق ۳۳

۱۔	سنتها حالة الاضطرار فی السفر و هو ان یدخله خوف او عجلة فی سیره ان یقرأ بفاتحة الکتاب و ای سورة شاء	هکذا فی الزاهدی
۲۔	و حالة الاضطرار فی الحضر و هو ضیق الوقت او الخوف علی نفس او مال ان یقرأ قدر ما لا یفوته الوقت او الامن	هکذا فی الزاهدی
۳۔	وسنتها حالة الاختیار فی السفر بان کان فی الوقت سعة وهو فی امنة و قرار ان یقرأ فی الفجر سورة البروج او مثلها لیحصل الجمع بین مراعاة سنة القرأة وتخفیفها المرخص فی السفر	کذا فی شرح منیة المصلی لابن امیر الحاج
	و فی الظهر مثله و فی العصر و العشاء دونه و فی المغرب بالقصار جدا	هکذا فی الزاهدی
۴۔	وسنتها فی الحضر ان یقرأ فی الفجر فی الرکعتین باربعین او خمسین آیة سوی فاتحة الکتاب و فی الظهر ذکر فی الجامع الصغیر مثل الفجر و ذکر فی الاصل او دونه وفی العصر والعشاء فی الرکعتین عشرین آیة سوی فاتحة الکتاب وفی المغرب یقرأ فی کل رکعة سورة قصیرة	هکذا فی المحیط
۵۔	و استحسنوا فی الحضر طوال المفصل فی الفجر والظهر و اوساطه فی العصر والعشاء و قصاره فی المغرب	کذا فی الوقایة
۶۔	وطوال المفصل من الحجرات الی البروج و الاوساط من سورة البروج الی لم یکن والقصار من سورة لم یکن الی الاخر	هکذا فی المحیط والوقایة ومنیة المصلی
۷۔	و فی الیتیمة اذا کان یؤدی العصر فی وقت مکروه فالصواب انه یستوفی القرأة المسنونة	کذا فی التتارخانیة
۸۔	ولم یتوقف فی الوتر شئ سوی الفاتحة	کذا فی معراج الدرایة

۱؎ قرأت کی فرض مقدار کے متعلق حکم نمبر ۵-۱۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ سورۃ بروج کی مقدار یہ ہے کہ اس میں ایک رکوع۔ آیات قدرے چھوٹی اور کل آیات ۲۲ ہیں نیز اس صورت میں سورۃ بروج جتنی قرأت سے مراد یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں مجموعہ قرأت اتنا ہو ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۰۳ (مترجم) ۳؎ یعنی صبح کی دونوں رکعتوں میں مجموعہ قرأت

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام چوتھی فصل قراءت کا بیان	حوالہ

چوتھی فصل قراءت کا بیان

دفعات ۱۳۹ تا ۱۳۹ عنوان[۱] ۱ تعداد شق ۳۳

۱۳۹۔ قراءت کرنا اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں۔

۱۔ سفر کی صورت میں اگر مجبوری کی حالت ہو مثلاً خوف ہو یا چلنے کی جلدی ہو تو سنت[۱] یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ جونسی سورت چاہے قراءت کرے۔ — زاہدی

۲۔ مقیم ہونے کی صورت میں اگر مجبوری کی حالت ہو مثلاً وقت تنگ ہو یا جان یا مال کا خوف ہو تو سنت یہ ہے کہ اتنی قراءت کرے (کہ وقت کی تنگی کی صورت میں) وقت اور (خوف کی صورت میں) امن فوت نہ ہو۔ — زاہدی

۳۔ (ا) سفر کی صورت میں مجبوری کی حالت نہ ہو۔ مثلاً وقت میں گنجائش ہو اور وہ امن اور چین سے ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز میں سورۃ بروج یا اس جتنی قراءت[۲] کرے تاکہ قراءت میں سنت کی رعایت اور سفر میں قراءت کی تخفیف کی رخصت دونوں جمع ہو جائیں — شرح منیہ

(ب) ظہر میں بھی اسی (سورۃ بروج) کے بقدر قرأت کرے (ج) عصر اور عشاء میں اس سے کم قراءت کرے (د) اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں پڑھے۔ — زاہدی

۴۔ (ا) مقیم ہونے کی صورت میں (اگر مجبوری کی حالت نہ ہو تو) سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ چالیس یا پچاس آیتیں قرأت کرے[۳] (ب)[۱] نماز ظہر کے متعلق جامع صغیر میں لکھا ہے کہ نماز فجر جتنی قرأت کرے۔[۲] اور اصل میں لکھا ہے کہ یا نماز فجر کی قرأت سے کم پڑھے (ج) عصر اور عشا کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بیس آیتیں قرأت کرے۔ (د) اور مغرب کی نماز کی ہر رکعت میں چھوٹی سورت پڑھے۔ — محیط

۵۔ فقہائے نے پسند کیا ہے کہ (ا) مقیم ہونے کی صورت میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل قرأت کرے۔
(ب) عصر اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل قرأت کرے۔
(ج) اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل قرأت کرے۔[۴] — وقایہ

۶۔ (ا) طوال مفصل سے مراد سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک کی سورتیں ہیں (ب) اوساط مفصل سے مراد سورۃ بروج سے لَمْ یَکُنْ تک کی سورتیں ہیں۔ (ج) لَمْ یَکُنْ سے آخر تک قصار مفصل ہیں — محیط۔ وقایہ۔ منیۃ المصلی

۷۔ یتیمہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز مکروہ وقت میں پڑھ رہا ہو تب بھی بہتر یہ ہے کہ وہ مسنون قرأت پوری کرے۔ — تتارخانیہ

۸۔ وتر کی نماز میں سورہ فاتحہ کے سوا کوئی اور سورت مقرر نہیں ہے۔ — معراج الدرایہ

---

[۳] چالیس یا پچاس آیتیں ہوں ماخوذ از (بحوالہ محیط) حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۱ چنانچہ جامع صغیر و شرح طحاوی میں ہے کہ فجر کی پہلی رکعت میں ۳۰ اور دوسری رکعت میں ۲۰ یا ۱۰ آیتیں پڑھنا چاہیے ماخوذ زخیرۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۶ اور ہدایہ میں ہے کہ صبح کی دونوں رکعتوں میں چالیس سے ساٹھ تک اور ساٹھ سے سو آیات تک بھی مروی ہے اور ان روایات پر عمل اسطرح ہے کہ رغبت والے نماز یوں لئے باقی ...

حوالہ	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الرابع فی القرأة	دفعات وشق نمبر
كذا فى المحيط	فما قرأ فيه فهو حسن	۱۳۹- ۹-
كذا فى التهذيب	لكن عن النبى صلى الله عليه وسلم انه اوتر بسبح اسم ربك الاعلىٰ و قل يا يها الكافرون و قل هو الله احد فيقرأ احيانا هذا للتبرك واحيانا غيرذلك للتحرز عن هجران باقى القرآن	۱۰-
كذا فى المضمرات ناقلا عن الطحاوى	ولا يزيد على القرأة المستحبة ولا يثقل على القوم ولكن يخفف بعد ان يكون على التمام والاستحباب	۱۱-
كذا فى الزاهدى ومعراج الدراية	والاطالة القرأة فى الركعة الاولى على الثانية من الفجر مسنونة بالاجماع	۱۲-
كذا فى الزاهدى معراج الدراية	وقال محمد احب الى ان يطول الركعة الاولى على الثانية فى الصلوات كلها وعليه الفتوى	
كذا فى التاتارخانية	وفى الحجة وهو المأخوذ للفتوى	
هكذا فى البدائع	وعلى هذا الخلاف الجمعة والعيدان	۱۳-
	وبعد هذا اختلف المشائخ بعضهم قالوا ينبغى انيكون التفاوت بينهما بقدر الثلث والثلثين الثلثان فى الاولى والثلث فى الثانية	۱۴-
كذا فى المحيط	وفى شرح الطحاوى وينبغى ان يقرأ فى الاولى بثلاثين آية وفى الثانية بقدر عشر آيات اوعشرين هذا لبيان الاولى	
كذا فى الظهيرية	واما لبيان الحكم فالتفاوت وان كان فاحشا بأن قرأ فى الاولى سورة طويلة و فى الثانية ثلاث آيات لابأس به	
كذا فى الخلاصة	وفى بعض شروح الجامع الصغير لاخلاف ان اطالة الركعة الثانية على الاولى مكروهة ان كانت بثلاث آيات او اكثر وان كانت باقل من ذلك لا يكره	۱۵-
كذا فى التبيين	قال المرغينانى التطويل يعتبر بالآى ان كانت متقاربة و ان كانت الآيات متفاوتة من حيث الطول والقصر يعتبر بالكلمات والحروف	۱۶-
هكذا فى التبيين	ويكره ان يوقت شيأ من القرآن لشئ من الصلوات قال الطحاوى والاسبيجابى هذا اذا رأه حتما واجبا بحيث لايجوز غيره اورأى قراءة غيره مكروهة واما اذا قرأ لاجل اليسر عليه اوتبركا بقراءته صلى الله عليه وسلم فلا كراهية فى ذلك ولكن يشترط ان يقرأ غيره احيانا لئلا يظن الجاهل ان غيره لا يجوز	۱۷-

القیم ... کیساتھ سو آیتوں تک پڑھے سستی والوں کیساتھ چالیس تک اور درمیانہ درجہ والوں کیساتھ پچاس ساٹھ آیتوں تک پڑھے اور یہ قول بھی ہے کہ راتوں کی کمی بیشی اور مقتدیوں کے کاموں کی کمی زیادتی ملحوظ رکھے ماخوذ از ہدایہ ج ا ص ۱۰۱ اور در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ وقت۔ قوم اور امام کی وجہ سے قرأت کی مقدار مختلف ہو جاتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح کی نماز میں

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹-۹	پس (وتر میں) جو کچھ قرأت کرے بہتر ہے	محیط
۱۰-	لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ پڑھا ہے۔ پس تبرکاً کبھی یہ سورتیں پڑھے اور کبھی ان سے علاوہ قرأت کرے تاکہ باقی قرآن کے چھوٹ جانے سے بچاؤ رہے	تہذیب
۱۱-	(ا) مستحب قرأت پر زیادتی نہ کرے (ب) اور یوں بھی نہ کرے کہ (نمازی) لوگوں پر گراں ہو (ج) لیکن تخفیف کا لحاظ پوری سنت اور مستحب قرأت کے بعد کرے یہ طحاوی سے نقل ہے۔	مضمرات
۱۲-	(ا) فجر کی نماز میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت کی قرأت کی نسبت طویل کرنا بالاجماع مسنون ہے۔	زاہدی۔ معراج الدرایہ
	(ب) حضرت امام محمدؒ کا قول ہے کہ میری پسند یہ ہے کہ سب نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت لمبا کرے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	زاہدی۔ معراج الدرایہ
	حجۃ میں ہے کہ فتویٰ کے لئے یہی (مذکورہ) حکم لیا گیا ہے۔	تتارخانیہ
۱۳-	اسی اختلاف (مذکورہ حکم ۱۲/۱۳۹) پر جمعہ اور عیدوں کا حکم ہے	بدائع
۱۴-	اس کے بعد مشائخ کا ایک اختلاف (اور بھی) ہے (ا) بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں رکعتوں میں فرق ایک ثلث اور دو ثلث کا ہے دو ثلث قرأت پہلی رکعت میں پڑھے اور ایک ثلث دوسری رکعت میں پڑھے۔	
	(ب) شرح طحاوی میں ہے کہ پہلی رکعت میں تیس آیتیں پڑھے اور دوسری رکعت میں دس آیتیں یا بیس آیتیں پڑھے	محیط
	(ج) یہ حکم (مذکورہ ۱۴/۱۳۹) اولیٰ ہونے کے بیان کے لئے ہے (د) اور (عام) حکم یہی ہے کہ فرق خواہ بہت ہو مثلاً پہلی رکعت میں لمبی سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے	ظہیریہ
۱۵-	جامع صغیر کی بعض شرحوں میں لکھا ہے کہ اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دوسری رکعت کی قرأت پہلی رکعت کی قرأت کی نسبت تین آیتیں یا اس سے زیادہ لمبا کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	خلاصہ
۱۶-	حضرت مرغینانی رح نے کہا ہے کہ طویل ہونے کا اعتبار آیتوں سے اسوقت ہوتا ہے جبکہ آیتیں لمبائی میں ایک دوسرے سے قریب قریب ہوں اور اگر آیتیں بڑی چھوٹی ہونے میں باہم مختلف ہوں تو طویل ہونے کا اعتبار کلموں اور حرفوں سے ہوگا۔	تبیین
۱۷-	(ا) کسی نماز کے لئے قرآن کا کوئی حصہ قرأت کیلئے مقرر کر لینا مکروہ ہے (ب) امام طحاوی رح اور اسبیجابی رح نے کہا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ اس طرح مقرر کر لینا اس حد تک بالکل ضروری سمجھ لے کہ اس کے سوا قرأت کو ناجائز یا مکروہ سمجھ لے (ج) اور اگر آسانی کیلئے کوئی حصہ مقرر کرلے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول قرأت کو تبرکاً پڑھا کرے تو اس طرح مقرر کرنے میں کراہیت نہیں ہے (د) لیکن اس میں بھی یہ شرط ہوگی کہ کبھی کبھی اس مقررہ قرأت کے علاوہ بھی پڑھا کرے تاکہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ اس قرأت کے سوا اور قرأت جائز ہی نہیں ہے۔	تبیین

معوذتین (سورۃ الفلق اور الناس) پڑھنا بھی ثابت ہے جبکہ آپ نے بچہ کے رونے کی آواز سنی تاکہ اس کی ماں پر گراں نہ گذرے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۵ (مترجم) ؎ یعنی ہر رکعت میں ایک پوری سورۃ طوال مفصل یا اوساط مفصل یا قصار مفصل سے پڑھے ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۴ اور جیسا کہ حکم ۸/۱۳۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الرابع فی القرأة	حوالہ
۱۳۹۔ ۱۸	الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وسورة کاملة فی المکتوبة فان عجز الآن یقرأ السورة فی الرکعتین	کذا فی الخلاصة
۱۹	ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکرہ و قیل لا یکرہ و هو الصحیح	کذا فی الظهیریة
۲۰	ولکن لاینبغی ان یفعل ولو فعل لابأس به	کذا فی الخلاصة
۲۱	ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة او من آخر سورة و قرأ فی الرکعة الاخری من وسط سورة اخری او من آخر سورة اخری لاینبغی له ان یفعل ذلك علی ماهو ظاهر الروایة ولکن لو فعل ذلك لابأس به	کذا فی الذخیرة
۲۲	فی الحجة لو قرأ فی الرکعة الاولی آخر سورة و فی الرکعة الثانیة سورة قصیرة کما لو قرأ آمن الرسول فی رکعة و قل هو الله احد فی رکعة لایکرہ	کذا فی التتارخانیة
۲۳	قرأة آخر السورة فی الرکعتین افضل من قرأة السورة بتمامها ان کان آخرها اکثر آیة من السورة وان کانت السورة اکثر آیة فقرأتها افضل	هکذا فی الذخیرة
۲۴	واذا أراد ان یقرأ آیة طویلة مثل آیة المداینة اوثلاث آیات اختلفوا فیه والصحیح ان قرأة ثلاث آیات اولی اذا بلغت الآیات مقدار اقصر سورة من القرآن	کذا فی التتارخانیة
۲۵	واذا جمع بین سورتین بینهما سور او سورة واحدة فی رکعة واحدة یکرہ	
	واما فی رکعتین ان کان بینهما سور لا یکرہ	
	وان کان بینهما سورة واحدة قال بعضهم یکرہ وقال بعضهم ان کانت السورة طویلة لایکرہ	
	کما اذا کان بینهما سورتان قصیرتان	هکذا فی المحیط
	و قال بعضهم لایکرہ اصلا	کذا فی الخلاصة
۲۶	واذا قرأ فی رکعة سورة و فی الرکعة الاخری او فی تلك الرکعة سورة فوق تلك السورة یکرہ وکذا اذا قرأ فی رکعة آیة ثم قرأ فی الرکعة الاخری	کذا فی المحیط

ؔ۱ مثلاً کسی نے سورت کا اوّل حصّہ پہلی رکعت میں اور وسط یا آخر حصّہ دوسری رکعت میں پڑھا تو صحیح حکم کے مطابق یہ مکروہ نہیں ہے (مترجم) ؔ۲ اسکے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۳۹ مع حاشیہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹- ۱۸	(و) افضل یہ ہے کہ فرض نماز میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی پوری سورۃ پڑھے۔ (ب) اور اگر ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھنے سے عاجز رہے تو دو رکعتوں میں پوری سورۃ پڑھ لے	خلاصہ
۱۹	اگر کسی نے ایک سورۃ کا کچھ حصہ ایک رکعت میں پڑھا اور اسکا کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (و) بعض فقہاء کے ہاں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ب) اور بعض کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے [1]	ظہیریہ
۲۰	(و) لیکن ایسا (مذکورہ ۱۹/۱۳۹) نہیں کرنا چاہیئے (ب) اور اگر کسی نے کیا تو کچھ حرج نہیں ہے	خلاصہ
۲۱	اگر کسی نے ایک سورۃ کے درمیان سے یا آخر سے پڑھا اور دوسری رکعت میں دوسری سورۃ کے درمیان یا آخر سے پڑھا تو ظاہر روایت کے مطابق (اس کا حکم یہ ہے کہ) (و) اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے (ب) لیکن اگر کسی نے ایسا کیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔	ذخیرہ
۲۲	حجۃ میں ہے کہ اگر کسی نے پہلی رکعت میں کسی سورۃ کا آخری حصہ پڑھا اور دوسری رکعت میں کوئی چھوٹی سورۃ پڑھی مثلاً ایک رکعت میں آمَنَ الرَّسُوْلُ سے قرأت کی اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ پڑھی تو مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۲۳	(و) دو رکعتوں میں کسی سورۃ کا آخر حصہ پڑھنا پوری سورۃ کے پڑھنے سے افضل ہے بشرطیکہ سورۃ کے اس آخری حصہ کی آیتیں اس پوری سورۃ کی آیتوں سے زیادہ ہوں (ب) اور اگر اس پوری سورۃ کی آیتیں سورۃ کے اس آخری حصہ کی آیتوں سے زیادہ ہوں تو پوری سورۃ کا پڑھنا افضل ہے۔	ذخیرہ
۲۴	کسی نے ارادہ کیا کہ ایک لمبی آیت، آیت مداینہ جیسی پڑھے یا تین (چھوٹی) آیتیں پڑھے تو اس کے حکم میں اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ تین آیتوں کی قرأت اولیٰ ہے جبکہ وہ تین آیتیں قرآن کی کسی چھوٹی سورۃ کی مقدار جتنی ہو جائیں۔	تتارخانیہ
۲۵	(و) اگر کسی نے ایک رکعت میں ایسی دو سورتیں پڑھیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک یا کئی سورتوں کا فاصلہ ہے تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر کسی نے دو رکعتوں میں ایسا کیا (جنمیں ایک یا کئی سورتوں کا فاصلہ ہے) تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر[1] ان دونوں کے درمیان کئی سورتوں کا فاصلہ ہے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور[2] اگر ان دونوں کے درمیان ایک سورۃ کا فاصلہ ہے تو (و) بعض فقہاء کے ہاں مکروہ ہے (ب) اور بعض فقہاء کے ہاں حکم یہ ہے کہ اگر درمیان والی سورت لمبی ہے تو مکروہ نہیں ہے۔	محیط
	(ج) جیسا کہ اگر دو چھوٹی سورتوں کا فاصلہ ہو (تو مکروہ نہیں ہے)	خلاصہ
	(د) اور بعض فقہاء[2] نے کہا ہے کہ کسی صورت میں بھی مکروہ نہیں ہے [2]	محیط
۲۶	(و) اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اسی طرح (یہی حکم) اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک آیت پڑھی پھر دوسری رکعت میں یا اسی رکعت میں اس سے اوپر کی آیت پڑھی (تو یہ مکروہ ہے)۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ — الفصل الرابع فی القرأۃ	حوالہ
۱۳۹	او فی تلك الرکعۃ آیۃ اخری فوق تلك الآیۃ و اذا جمع بین آیتین بینهما آیات او آیۃ واحدۃ فی رکعۃ واحدۃ او فی رکعتین فهو علی ما ذکرنا فی السور	کذا فی المحیط
	هذا کله فی الفرائض و اما فی السنن فلا یکره	هکذا فی المحیط
۲۷	ولو قرأ فی رکعۃ سورۃ و قرأ فی الرکعۃ الاخری سورۃ اخری بینهما سورۃ او قرأ سورۃ فوق تلك السورۃ فالمختار انه یمضی فی قرأتها ولا یترك	هکذا فی الذخیرۃ
۲۸	افتتح سورۃ و قصد سورۃ اخری فلما قرأ آیۃ او آیتین اراد ان یترك السورۃ و یفتتح التی ارادها یکره	
	وکذا لو قرأ اقل من آیۃ و ان کان حرفا	کذا فی الخلاصۃ
۲۹	ولو کبر للرکوع فی الصلوۃ ثم بدأ له ان یزید فی القرأۃ لا بأس به ما لم یرکع	کذا فی الخلاصۃ
۳۰	واذا قرأ الفاتحۃ وحدها فی الصلوۃ او الفاتحۃ ومعها آیۃ او آیتین فذلك مکروہ	کذا فی المحیط
۳۱	من یختم القرآن فی الصلوۃ اذا فرغ من المعوذتین فی الرکعۃ یرکع ثم اذا قام الی الثانیۃ یقرأ بفاتحۃ الکتاب و شئ من البقرۃ	کذا فی الخلاصۃ
۳۲	فی الحجۃ قرأۃ القرآن بالقرآت السبعۃ والروایات کلها جائزۃ ولکنی اری الصواب ان لا یقرأ القرأۃ العجیبۃ بالامالات والروایات الغریبۃ	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۳	صلی التطوع قاعدا فاذا اراد الرکوع قام ورکع فالافضل حین قام ان یقرأ بشئ من القرآن ولو لم یقرأ واستوی قائما و رکع جاز	
	اما اذا لم یستو قائما ورکع لم یجز	کذا فی الخلاصۃ

ـــــــــــــــ

[۱] اور ردالمحتار میں ہے کہ قرأت میں ترتیب الٹ دینا یا درمیان سے تھوڑا سا چھوڑ کر فصل کر دینا تب مکروہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر کرے اور اگر بھول سے ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ یوں ہی شرح منیہ میں ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰ و هکذا فی فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیریہ ج ۴ ص ۴۲ (مترجم) [۲] جیسا کہ درمختار ج ۱ ص ۵ میں اور فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۴ ص ۴۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے احکام — چوتھی فصل قرأت کا بیان	حوالہ
۱۳۹	(ج) اور اگر کسی نے ایک رکعت میں یا دو رکعتوں میں دو ایسی آیتیں پڑھیں جن کے درمیان کئی آیتوں یا ایک آیت کا فاصلہ ہے تو اسکا حکم وہی ہے جو سورتوں کی صورت (مذکورہ ۲۵/۱۳۹) میں ہم نے ذکر کر دیا ہے۔	محیط
	(د) یہ سب احکام (جن میں قرأت کے ان مکروہات کا ذکر ہے) فرائض سے متعلق ہیں اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں مکروہ نہیں ہے۔[۲]	محیط
۲۷	اگر کسی نے ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھی کہ ان دونوں میں ایک سورۃ کا فاصلہ ہے یا دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی سورۃ سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو مختار حکم یہ ہے کہ وہ قرأت جاری رکھے اور چھوڑ نہ دے۔	ذخیرہ
۲۸	(ﻫ) کسی شخص نے ایک سورۃ شروع کی اور پھر کسی دوسری سورت کے پڑھنے کا قصد کیا پس جب شروع کی ہوئی سورۃ سے ایک یا دو آیتیں پڑھ چکا تو اس نے ارادہ کیا کہ یہ سورۃ چھوڑ دے اور دوسری سورۃ کو شروع کرے جسکا اس نے قصد کیا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔	
	(ب) یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ ایک آیت سے کم پڑھ چکا ہو خواہ ایک حرف ہو۔	خلاصہ
۲۹	اگر کسی نے رکوع کے لئے تکبیر کہہ لی پھر اس نے قرأت میں اضافہ کرنا چاہا تو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ رکوع میں نہیں گیا۔	خلاصہ
۳۰	اگر کسی نے نماز کی قرأت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھی یا سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں پڑھیں تو یہ مکروہ ہے۔[۳]	محیط
۳۱	جو شخص نماز میں تمام قرآن کا ختم کرے تو جب وہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) ایک رکعت میں پڑھ چکے تو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور کچھ حصّہ سورۃ بقرہ کا پڑھے	خلاصہ
۳۲	حجۃ میں ہے کہ قرآن مجید ساتوں قرأت اور سب روایتوں میں پڑھنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک ٹھیک یہ ہے کہ اما لوں[۴] کے ساتھ عجیب لہجہ قرأت اور نادر روایات والی طرزِ قرأت نہ پڑھے۔	تتارخانیہ
۳۳	کسی شخص نے بیٹھ کر نفل نماز پڑھی جب رکوع کرنے لگا تو اٹھ کھڑا ہوا اور رکوع کیا تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ جب کھڑا ہوا ہے تو (قیام میں) قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصّہ پڑھ لے۔	
	(ب) اور اگر اس نے نہ پڑھا اور سیدھا کھڑا ہو کر پھر رکوع کیا تو جائز ہے۔	
	(ج) اور اگر سیدھا کھڑا ہی نہیں ہوا اور (صرف رکوع کی حد تک اٹھ کر) رکوع کیا تو جائز نہیں۔	خلاصہ

[۳] مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ واجب ترک ہوگیا اور ترک واجب سے سجدہ سہو بھی لازم ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق مصری ج۱ ص۳۱۳ و کبیری شرح منیہ ص۳۰۲ و درمختار ج۱ ص۴۵۹ و عالمگیری بحث نماز باب ۴ ص۱۲۶ (مترجم) [۴] امالہ کہنے میں تلفظ یائے مجہول کی طرح ہو جاتا ہے مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا (سورہ ہود۔ پ۱۲) اس "مجرا" کا تلفظ قطرے کی "ر" کی طرح یائے مجہول سے ہے (مترجم)

الفصل الخامس فی زلة القاری

دفعات ۱۴۰ تا ۱۵۶ عنوانات ۱۷ تعداد شق ۶۱

۱۴۰۔ وصل حرف تعداد شق ۱

۱۔ (منها) وصل حرف من كلمة بحرف من كلمة اخرى
ان وصل حرفا من كلمة بحرف من كلمة اخرى نحو ان قرأ اياك نعبد و وصل الكاف بالنون او غير المغضوب عليهم و وصل الباء بالعين او سمع الله لمن حمده و وصل الهاء من الله باللام فالصحيح انه لا يفسد ولو تعمد ذلك.

هكذا فی الخلاصة

۱۴۱۔ بدل حرف تعداد شق ۳

۱ (ومنها) ذكر حرف مكان حرف. ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبه ذلك لم تفسد صلوته

هكذا فی فتاوى قاضيخان

۲۔ وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلوته عند الكل

هكذا فی فتاوى قاضيخان

۳۔ وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلوته

هكذا فی فتاوى قاضيخان

وكثير من المشائخ افتوا به
قال القاضي الامام ابو الحسن رح والقاضي الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسد
وهو اعدل الاقاويل والمختار
ومن لا يحسن بعض الحروف ينبغي ان يجهد ولا يعذر فی ذلك۔

هكذا فی الوجيز للكردری

حوالہ	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	دفعات وشق نمبر

پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان

دفعات ۱۴۰ تا ۱۵۶ عنوانات ۱۷ تعداد شق ۶۱

۱۴۰۔ کسی حرف کو دوسرے حرف سے ملا دینا — اسمیں ۱ شق ہے

۱۔ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک کلمہ کے حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملا دے۔ اگر کسی نے ایک کلمہ کے حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملا دیا مثلاً اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں کاف کو نون سے ملا کر اِیَّاكَنَعْبُدُ پڑھ دے (ب) یا غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ میں با کو عین سے ملا کر غَیْرِالْمَغْضُوْبِعَلَیْهِمْ پڑھ دے (ج) یا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ میں اللہ کے لفظ کی ھا کو لام سے ملا کر سَمِعَ اللّٰهُلِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھ دے تو (ان سب صورتوں میں) حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی خواہ اس نے جان بوجھ کر ایسے پڑھا۔ — خلاصہ

۱۴۱۔ کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا۔ — اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱۔ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک حرف کو چھوڑ کر اسکی جگہ دوسرا حرف ذکر کر دے۔ اگر کسی نے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کر دیا اور معنی نہیں بدلا مثلاً (اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ کی بجائے) اِنَّ الْمُسْلِمُوْنَ اور (اِنَّ الظَّالِمِیْنَ کی بجائے) اِنَّ الظَّالِمُوْنَ پڑھ دیا اور جو اسکے مانند ہے تو (حکم یہ ہے کہ) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی — قاضیخان

۲۔ اور اگر (حرف بدلنے کی مذکورہ صورت میں) معنی بدل گیا تو اگر وہ دونوں حرف ایسے تھے کہ ان میں فرق کرنا آسانی سے ممکن تھا جیسے طا اور صاد ہے اور اس نے الصَّالِحَاتِ کی جگہ الطَّالِحَاتِ پڑھ دیا تو اس کی نماز سب کے ہاں ٹوٹ جائے گی۔ — قاضیخان

۳۔ اور اگر (حرف اور معنی بدل جانے کی صورت میں) وہ دونوں حرف ایسے تھے کہ ان دونوں میں فرق کرنا آسانی سے ممکن نہ تھا۔ جیسے ظا اور ضاد صاد اور سین طا اور تا تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے (۱) اکثر کا قول یہ ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔ — قاضیخان

۲ بہت سے مشائخ نے اسی (مذکورہ) قول (کہ اس سے نماز نہیں ٹوٹتی) پر فتوی دیا ہے۔

(ب) اور قاضی ابوالحسن رح اور قاضی ابوعاصم رح نے کہا ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر اتفاقاً اسکی زبان سے جاری ہوگیا یا وہ ان حرفوں میں تمیز کرنا نہیں جانتا تھا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔

اور سب اقوال میں سے یہی قول زیادہ معتدل اور مختار ہے۔ — الوجیز للکردری

(ج) جو شخص بعض حرفوں کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا تو اسے کوشش کرنی چاہیے اور اس میں وہ معذور نہیں سمجھا جائیگا۔

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۴۱۔	فان کان لاینطق لسانه فی بعض الحروف ان لم یجد آیة لیس فیها تلك الحروف تجوز صلوته ولا یؤم غیرہ وان وجد آیة لیس فیها تلك الحروف فقرأها جازت صلوته عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها تلك الحروف قال بعضهم لا یجوز صلوته وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی المحیط
۱۴۲۔ حذف حرف	تعداد شق ۵	
۱۔	(ومنها) حذف حرف ان کان الحذف علی سبیل الایجاز والترخیم فان وجد شرائطه نحو ان قرأ ونادوا یامال لا تفسد صلوته	هکذا فی المحیط
۲۔	وان لم یکن علی وجه الایجاز والترخیم فان کان لا یغیر المعنی لا تفسد صلوته نحو ان یقرأ ولقد جاءهم رسلنا بالبینات بترك التاء من جاءت	هکذا فی المحیط
۳۔	وان غیر المعنی تفسد صلوته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ فما لهم یؤمنون فی لا یؤمنون بترك لا	هکذا فی المحیط
۴۔	وفی العتابیة هو الاصح	کذا فی التاتارخانیة
۵	ونحو ان یقرأ وهم لا یظلمون فرأیت لحذف الالف من أفرأیت ووصل نون یظلمون بفاء أفرأیت وان یقرأ وهم یحسبون نهم یحسنون صنعا لحذف الالف من انهم ووصل النون بالنون لا تفسد الصلوة	هکذا فی الذخیرة فی فصل فی حذف ما هو مظهر و فی اظهار ما هو محذوف
۱۴۳۔ زیادة حرف	تعداد شق ۲	
۱۔	(ومنها) زیادة حرف۔ ان زاد حرفا فان کان لا یغیر المعنی لا تفسد صلوته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ وانهی عن المنکر بزیادة الیاء	هکذا فی الخلاصة
۲۔	وکذا نحو ان یقرأ وهم الذین کفروا فیجزم المیم من هم ولیظهر الالف من الذین وکانت الالف محذوفة فلا تفسد الصلوة	هکذا فی المحیط

له اس لئے کہ اس نے قرأت پر قدرت کے باوجود اسے چھوڑ دیا ہے۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۵۵ (مترجم) ۲ ایجاز کسی مفہوم کو متعارف عبارت سے کم میں ادا کرنے کو کہتے ہیں اس کی ایک قسم میں حذف ہے جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ ای اَهْلَ الْقَرْیَةِ (بستی سے پوچھ یعنی بستی والوں سے پوچھ) یَأْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَةٍ ای صَحِیْحَةٍ (وہ ہر کشتی پکڑتا ہے یعنی ہر سالم کشتی پکڑتا ہے) ماخوذ از مختصر المعانی ص ۱۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۱	(د) پس اگر بعض حرفوں میں اسکی زبان جاری نہیں ہوتی تو (۱) اگر اس نے کوئی ایسی آیت نہ پائی جسمیں وہ حروف نہ ہوں تو اسکی نماز جائز ہوگی مگر وہ دوسروں کی امامت نہ کرے (۲) اور اگر اس نے ایسی آیت پائی جس میں وہ حروف نہ ہوں اور اس کو پڑھا تو اس کی نماز سب کے ہاں جائز ہے۔ اور اگر اس نے اسی آیت کو پڑھا جس میں وہی حروف ہیں تو (اس صورت میں) بعض کے ہاں اسکی نماز جائز نہ ہوگی[۲]	قاضیخان
	(۳) اور یہی مذکورہ حکم صحیح ہے	محیط
۱۴۲	**کوئی حرف حذف کردینا** اسمیں ۵ شقیں ہیں	
۱۔	قاری کی لغزش میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی حرف حذف کردے۔ اگر حذف کرنا ایجاز اور ترخیم[۳] کے طور پر ہو اور اس کی شرطیں پائی جائیں مثلاً (وَنَادَوْا یا مَالِكُ کی بجائے) وَنَادَوْا یا مَالُ پڑھے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۲۔	اگر حذف کرنا ایجاز اور ترخیم کے طور پر نہ ہو تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے مثلاً (وَجَاءَتْ هُمْ رُسُلُنَا کی بجائے) جَاءَتْ کی تا کو چھوڑ کر وَجَاءَ هُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ پڑھے تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۳۔	اور اگر (حذف کرنا ایجاز اور ترخیم کے طور پر نہ ہو اور) معنی بدل جائیں مثلاً (فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کی بجائے لَا يُؤْمِنُوْنَ کا لَا چھوڑ کر فَمَا لَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ پڑھے تو عام مشائخ کے ہاں اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔	محیط
۴۔	اور عتابیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۵۔	اور (اگر) (وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ أَفَرَأَيْتَ کی بجائے) أَفَرَأَيْتَ کا الف حذف کرکے اور يُظْلَمُوْنَ کے نون کو أَفَرَأَيْتَ کی فا سے ملاکر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ فَرَأَيْتَ پڑھے اور (وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ کی بجائے) أَنَّهُمْ کا الف حذف کرکے نون کو (يَحْسَبُوْنَ کے) نون سے ملاکر وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ نَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا پڑھے تو اس قسم کے حذف سے نماز نہ ٹوٹے گی۔	ذخیرہ
۱۴۳	**کوئی حرف زیادہ کردینا** اسمیں ۴ شقیں ہیں۔	
۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی حرف زیادہ کردے۔ اگر کوئی حرف زیادہ ہوجائے تو (اس صورت میں) اگر معنی تبدیل نہ ہو مثلاً (وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی بجائے) یا زیادہ کرکے وَانْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ پڑھ دے تو عام مشائخ رح کے نزدیک اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۲۔	اسی (مذکورہ) کی طرح. مثلاً اگر (هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کی بجائے) هُمْ کے میم کو جزم دیکر اور الَّذِيْنَ کے محذوف الف کو ظاہر کرکے هُمْ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پڑھے تو (معنی نہ بدلنے کی وجہ سے) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط

[۳] ترخیم کسی کلمہ کو آخر سے حذف کردینے کو کہتے ہیں یہ فصاحت کی ایک قسم ہے مگر اس کی کئی شرطیں ہیں مثلاً جس کلمہ میں ترخیم کی جائے وہ (اسم علم) نام ہو۔ اُس سے پہلے ندا ہو اور وہ نام تین حرفی نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ حروف والا ہو۔ مثلاً یا حَارِثَةُ کی بجائے یا حَارِثُ کہنا اور یا عَائِشَةُ کی بجائے یا عَائِشُ کہنا ترخیم ہے۔ ماخوذ از قاضیخان علی حامش عالمگیریۃ ج ۱ ص ۱۵۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۴۳- ۳-	وکذا نحو ان یقرأ وماخلق الذکر والانثی فاظهر الالف وکانت محذوفة و اظهر اللام وکانت مدغمة فی الذال	هکذا فی المحیط
۴-	و ان غیر المعنی نحو ان یقرأ و زرابیب مبثوثة مکان و زرابی او مثانین مکان مثانی او الذکر والانثی وان سعیکم لشتی والقرآن الحکیم و انك بزیادة الواو تفسد	هکذا فی الخلاصة

۱۴۴- بدل کلمة

تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱-	(ومنها) ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل.[1] ان کانت الکلمة التی قرأها مکان کلمة یقرب معناها وهی فی القرآن لا تفسد صلوته نحو ان قرأ مکان العلیم الحکیم	هکذا فی الخلاصة
۲-	وان لم تکن تلك الکلمة فی القرآن لکن یقرب معناها عن ابی حنیفة رح و محمد رح لا تفسد وعن ابی یوسف رح تفسد نحو ان قرأ التیابین مکان التوابین	هکذا فی الخلاصة
۳-	وان لم تکن تلك الکلمة فی القرآن ولا تتقاربان فی المعنی تفسد صلوته بلا خلاف اذا لم تکن تلك الکلمة تسبیحا ولا تحمیدا ولا ذکرا	هکذا فی الخلاصة
۴-	وان کان فی القرآن ولکن لا تتقاربان فی المعنی نحو ان قرأ وعدا علینا انا کنا غافلین مکان فاعلین ونحوه مما لو اعتقده یکفر تفسد عند عامة مشائخنا رح وهو الصحیح من مذهب ابی یوسف رح	هکذا فی الخلاصة
۵	ولو نسب الی غیر ما نسب الیه ان لم یکن المنسوب الیه فی القرآن نحو مریم ابنة غیلان تفسد بلا خلاف ولو کان فی القرآن نحو مریم ابنة لقمان و موسی بن عیسی لا تفسد عند محمد رح وعلیه عامة المشائخ رح	

[1] بدل کے طور پر یوں کہ اصل کلمہ حذف کردے اور اسکی جگہ دوسرا کلمہ ذکر کردے کیونکہ اصل وبدل جمع نہیں ہوا کرتے جیساکہ حکم ۲۳/۹۱ کے حاشیہ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۳-۳	اسی (مذکورہ کی) طرح مثلاً اگر (وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کی بجائے) محذوف الف کو ظاہر کر کے اور الذَّكَرَ کی ذال میں مدغم لام کو ظاہر کر کے وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ پڑھے تو (معنی نہ بدلنے کی وجہ سے) اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔	محیط
۴	اور اگر (کسی حرف کے اضافہ سے) معنی بدل جائے مثلاً زَرَابِيُّ کی بجائے زَرَابِيبُ مَبْثُوثَةٌ پڑھ دے یا مَثَانِيَ کی بجائے مَثَانِينَ پڑھ دے یا (الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ اور وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ اِنَّكَ کی بجائے) واؤ زیادہ کر کے الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ وَ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ اور وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ وَاِنَّكَ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی	خلاصہ

۱۴۴۔ کوئی کلمہ بدل دینا

اسمیں ۵ شقیں ہیں

۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک کلمہ چھوڑ کر اسکی جگہ دوسرا کلمہ بدل[۱] کے طور پر ذکر کر دے تو اگر دوسرا کلمہ جو اس نے پڑھا ہے اسکا معنی پہلے کلمہ کے قریب ہے اور وہ دوسرا کلمہ قرآن مجید میں (دوسری جگہ) موجود ہے مثلاً اَلْعَلِيمُ کی بجائے اَلْحَكِيمُ پڑھ دیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔	خلاصہ
۲۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ (جو اس نے پڑھا ہے) قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن اسکا معنی پہلے کلمہ کے قریب ہے مثلاً اَلتَّوَّابِينَ کی بجائے اَلتَّيَابِينَ پڑھ دیا تو (ا) امام ابو حنیفہ رح اور امام محمدؒ کے ہاں نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی	خلاصہ
۳۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ (جو اس نے پڑھا ہے) قرآن مجید میں بھی نہیں ہے اور وہ دونوں کلمے معنی میں بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں ہیں تو اسکی نماز بلا اختلاف ٹوٹ جائیگی بشرطیکہ وہ دوسرا کلمہ تسبیح، تحمید یا ذکر بھی نہ بن سکتا ہو	خلاصہ
۴۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا کلمہ جو اس نے پڑھا ہے قرآن مجید میں ہے لیکن وہ دو کلمے معنی میں ایکدوسرے کے قریب نہیں ہیں مثلاً وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ کی بجائے غَافِلِينَ پڑھ دیا اور اس کی مانند ایسی تبدیلی کر دی کہ اگر اس پر اعتقاد رکھے تو کفر ہو جائے تو (اس طرح کلمہ بدل دینے سے) اسکی نماز عام مشائخ رح کے ہاں ٹوٹ جائیگی اور امام ابو یوسف رح کے مذہب میں بھی یہی صحیح ہے	خلاصہ
۵۔	اگر (کلمہ کی تبدیلی میں) کسی کلمہ کی نسبت کسی ایسے کلمہ کی طرف کر دی گئی جس کی طرف وہ منسوب نہیں ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ کلمہ جسکی طرف نسبت کی گئی ہے وہ قرآن مجید میں نہیں ہے مثلاً مَرْيَمَ ابْنَةَ غَيْلَانَ (پڑھ دیا) تو بلا اختلاف نماز ٹوٹ جائیگی [۲] (ب) اور اگر وہ کلمہ جس کی طرف نسبت کی گئی ہے وہ قرآن مجید میں ہے مثلاً مَرْيَمَ ابْنَةَ لُقْمَانَ اور	

۲؎ اس لئے کہ اس نے (نام لینے میں غلطی کے علاوہ) ایسا لفظ پڑھ دیا جو قرآن مجید میں نہیں ہے۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج۱ ص۱۵۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالـة
۱۴۴-۱	ولو قرأ عیسی بن لقمان تفسد ولو قرأ موسی بن لقمان لا لان عیسی لا اب له وموسی له اب الا انه اخطأ فی الاسم	كذا فی الوجیز للکردری

۱۴۵۔ زیادة کلمة
تعداد شق ۳

۱-	(ومنها) زیادة کلمة لا علی وجه البدل. الکلمة الزائدة ان غیرت المعنی ووجدت فی القرآن نحو ان یقرأ والذین آمنوا وکفروا باللہ ورسله اولئك هم الصدیقون او لم یوجد نحو ان یقرأ انما نملی لهم لیزدادوا اثما وجمالا تفسد صلوته بلاخلاف	هکذا فی المحیط
۲-	وان لم تغیر المعنی فان کانت فی القرآن نحو ان یقرأ ان اللہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا لا تفسد بالاجماع	هکذا فی المحیط
۳-	وان لم تکن فی القرآن نحو ان یقرأ فیها فاکهة ونخل وتفاح ورمان لا تفسد صلوته عند عامة المشائخ رح	هکذا فی المحیط

۱۴۶۔ تکرار الحرف او الکلمة
تعداد شق ۴

۱-	(ومنها) تکرار الحرف او الکلمة- ان کرر حرفا واحدا فان کان ذلك اظهار تضعیف لم تفسد صلوته نحو ان یقرأ ومن یرتدد	هکذا فی الظهیریة
۲-	وان کان زیادة نحو ان یقرأ الحمد للہ بثلاث لامات تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
۳-	وان کرر الکلمة فان لم یتغیر المعنی لا تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
۴-	وان تغیر نحو ان یقرأ رب رب العالمین او مالك مالك یوم الدین فالصحیح انها تفسد	هکذا فی الظهیریة

لـه اور موسیٰ اور لقمان دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں اسی طرح اگر کسی نے موسیٰ بن مریم پڑھ دیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ موسیٰ اور مریم

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام ۔ پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۴۔	مُوْسَی بِنْ عِیْسٰی (پڑھ دیا) تو امام محمدؒ کے ہاں نماز نہیں ٹوٹے گی اور عام مشائخ اسی حکم پر ہیں۔ (ج) اور اگر کوئی عِیْسٰی بِنْ لُقْمَانَ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر مُوْسٰی بِنْ لُقْمَانَ پڑھے تو نماز نہ ٹوٹے گی اسلئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا تو باپ ہی نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا باپ ہے مگر اس نے نام میں غلطی کی ہے[1]	الوجیز للکردری

۱۴۵۔ کوئی کلمہ زیادہ کردینا
اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی کلمہ زیادہ کردے اور یہ اضافہ بدل کے طور پر نہ ہو (اس صورت میں) اگر زائد معنی بدل جائے اور وہ کلمہ قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہو جیسے (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ ... یحُوْنَ کی بجائے) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ پڑھ دے یا (اس اضافہ سے معنی بدل جائے اور) وہ کلمہ قرآن مجید میں نہ ہو مثلاً (اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا کی بجائے) اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّجَمَالًا پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے	محیط
۲۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں کسی کلمہ کا اضافہ) معنی تبدیل نہ کرے تو (اس صورت میں) اگر وہ کلمہ قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے مثلاً (اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا کی بجائے) اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا پڑھ دے تو نماز بالاجماع نہ ٹوٹے گی	محیط
۳۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں کسی کلمہ کے اضافہ سے معنی نہ بدلے اور) وہ کلمہ قرآن مجید میں نہیں ہے مثلاً (فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ کی بجائے) فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ پڑھ دے تو عام مشائخ کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔	محیط

۱۴۶۔ کسی حرف یا کلمہ کا تکرار کردینا
اسمیں ۴ شقیں ہیں

۱۔	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی حرف یا کلمہ کا تکرار کردے اگر کسی نے ایک حرف کا تکرار کیا تو اگر وہ تکرار کسی حرف کے دوبارہ ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے تھا مثلاً (وَمَنْ یَّرْتَدَّ کی بجائے) وَمَنْ یَّرْتَدِدْ پڑھ دے تو اسکی نماز نہیں ٹوٹی۔	ظہیریہ
۲۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں ایک حرف کے تکرار سے) کوئی حرف زیادہ کردیا مثلاً (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی بجائے) تین لام سے اَلْحَمْدُ لِلّٰلّٰہِ پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔	ظہیریہ
۳۔	اگر کسی کلمہ کا تکرار کرلے تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	ظہیریہ
۴۔	اور اگر (مذکورہ صورت میں کلمہ کے تکرار سے) معنی بدل جائے مثلاً (رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی بجائے) رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور (مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی بجائے) مٰلِکِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ	

[1] دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں اور اس میں کسی ایسے شخص کی طرف ماں کی نسبت نہیں کی گئی جس کی ماں ہی نہیں ہے۔ فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۴۷-	**الخطأ فی التقدیم والتأخیر** — تعداد شق ۶	
۱	(ومنها) الخطأ فی التقدیم والتأخیر ان قدّم کلمة علی کلمة او اخر ان لم یتغیر المعنی لا تفسد نحو ان قرأ لهم فیها زفیر وشهیق و قدم الشهیق	هکذا فی الخلاصة
۲	وان تغیر المعنی نحو ان یقرأ ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم فاکثر المشائخ علی انها تفسد وهو الصحیح	هکذا فی الظهیریة
۳	وان قدم کلمتین علی کلمتین ففی ما یتغیر به المعنی تفسد نحو ان یقرأ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فخافوهم ولا تخافون	هکذا فی الخلاصة
۴	وفیما لا یتغیر لا تفسد نحو ان یقرأ یوم تسوّد وجوه وتبیض وجوه	هکذا فی الخلاصة
۵	ولو قدّم حرفا علی حرف ان تغیر المعنی تفسد صلوته کعفص مکان عصف	هکذا فی الخلاصة
۶	وان لم یتغیر لا تفسد کما اذا قرأ غثاء او حی مکان احوی هو المختار	هکذا فی الخلاصة
۱۴۸-	**ذکر آیة مکان آیة** — تعداد شق ۳	
۱	(ومنها ذکر آیة مکان آیة) لو ذکر آیة مکان آیة ان وقف وقفا تاما ثم ابتدأ بآیة اخری او ببعض آیة لا تفسد کما لو قرأ والعصر ان الانسان ثم قال ان الابرار لفی نعیم او قرأ والتین الی قوله وهذا البلد الامین ووقف ثم قرأ لقد خلقنا الانسان فی کبد او قرأ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم قال اولئك هم شر البریة لا تفسد	هکذا فی الخلاصة
۲	اما اذا لم یقف و وصل ان لم یغیر المعنی نحو ان یقرأ ان الذین	

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۶-	پڑھ دے تو صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔	ظہیریہ

۱۴۷- **آگے پیچھے پڑھنے کی غلطی کردینا** اسمیں ۶ شقیں ہیں

۱- قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ (کسی کلمے میں) آگے پیچھے پڑھنے کی غلطی کردے۔ اگر کسی نے کوئی کلمہ (اس کی اپنی جگہ کی بجائے) دوسرے کلمہ سے آگے یا پیچھے کردیا تو (اس صورت میں) اگر معنی نہ بدلے مثلاً لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّ شَهِيقٌ پڑھے تو شَهِيقٌ کو پہلے پڑھ دے (اور لَهُمْ فِيهَا شَهِيقٌ وَّ زَفِيرٌ کہہ دے) تو نماز نہ ٹوٹے گی۔ — خلاصہ

۲- اور اگر (مذکورہ صورت میں کلمہ آگے پیچھے پڑھنے سے) معنی بدل جائے مثلاً (اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ کی بجائے) اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھ دیا تو اکثر مشائخ کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے — ظہیریہ

۳- اگر کسی نے کوئی دو کلمے (اپنی اصلی جگہ کی بجائے) دوسرے دو کلموں سے آگے کردئے تو جن صورتوں میں ایسا کرنے سے معنی بدل جاتا ہے مثلاً (فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ کی بجائے) اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَخَافُوْهُمْ وَلَا تَخَافُوْنِ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی۔ — خلاصہ

۴- اور جن صورتوں میں (مذکورہ تبدیلی سے) معنی نہیں بدلتا ہے مثلاً (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کی بجائے) يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ وَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ پڑھ دے تو نماز نہ ٹوٹے گی۔ — خلاصہ

۵- اگر کسی نے ایک حرف (اپنی اصلی جگہ کی بجائے) دوسرے حرف سے آگے کردیا تو (اس صورت میں) اگر معنی بدل جائے مثلاً عَسْعَسَ کی بجائے كَعْسَفِ پڑھ دے تو نماز ٹوٹ جائیگی — خلاصہ

۶- اور اگر معنی نہ بدلے مثلاً غُثَآءً اَحْوٰى کی بجائے غثاءً اَوْحى پڑھ دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی۔ یہی حکم مختار ہے — خلاصہ

۱۴۸- **ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھ دینا** اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱- قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھ دے۔ اگر کسی نے کوئی آیت دوسری آیت کی جگہ پڑھ دی تو (اس صورت میں) اگر اس نے پورا وقف کیا اور پھر دوسری آیت پوری یا کچھ آیت پڑھی مثلاً کسی نے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ پڑھا پھر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ نَعِيْمٍ پڑھ دیا یا کسی نے سورۃ التین هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ تک پڑھی پھر وقف کیا اور پھر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ پڑھ دیا۔ یا کسی نے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھا پھر وقف کیا اور پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ پڑھ دیا تو (ان سب صورتوں میں) نماز نہ ٹوٹے گی — خلاصہ

۲- اور اگر اس نے (مذکورہ صورتوں میں) وقف نہ کیا اور (دوسری آیت کو) ملا کر پڑھ دیا تو (اس صورت میں)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۴۸	امنوا و عملوا الصالحات فلهم جزاء الحسنی مکان قوله کانت لهم جنات الفردوس نزلا لا تفسد	هکذا فی الخلاصة
۳	اما اذا غیر المعنی بان قرأ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئك هم شر البریة- ان الذین کفروا من اهل الکتاب الی قوله خالدین فیها اولئك هم خیر البریة تفسد عند عامة علمائنا رح وهو الصحیح	هکذا فی الخلاصة

۱۴۹- الوقف والوصل والابتداء فی غیر موضعها تعداد شق ۴

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	(ومنها الوقف والوصل والابتداء فی غیر موضعها) اذا وقف فی غیر موضع الوقف او ابتدأ فی غیر موضع الابتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیرا فاحشا نحو ان یقرأ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات و وقف ثم ابتدأ بقوله اولئك هم خیر البریة لا تفسد بالاجماع بین علمائنا رح	هکذا فی المحیط
۲	وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل کما لو لم یقف عند قوله اصحاب النار بل وصل بقوله الذین یحملون العرش لا تفسد لکنه قبیح	هکذا فی الخلاصة
۳	وان تغیر به المعنی تغیرا فاحشا نحو ان یقرأ شهد الله انه لا اله و وقف ثم قال الا هو لا تفسد صلوته عند عامة علمائنا رح وعند البعض تفسد صلوته والفتوی علی عدم الفساد بکل حال	هکذا فی المحیط
۴	و قال القاضی الامام السعید النجیب ابوبکر رح اذا فرغت من القرأة و ترید ان تکبر للرکوع ان کان الختم بالثناء فالوصل بالله اکبر اولی ولو لم یکن بالثناء فالفصل اولی کقوله تعالی ان شانئك هو الابتر	هکذا فی التاتارخانیة

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۴۸	اگر معنی نہ بدلے مثلاً (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا کی بجائے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَزَاءُ الْحُسْنٰى پڑھ دے تو نماز نہ ٹوٹے گی	خلاصہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) معنی بدل جائے مثلاً کسی نے (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ کی بجائے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ پڑھ دیا اور (جہاں شَرُّ الْبَرِيَّةِ تھا وہاں) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلٰى قَوْلِهٖ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ پڑھ دیا تو ہمارے عام علماءؒ کے ہاں نماز ٹوٹ جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	خلاصہ

۱۴۹۔ بغیر موقع وقف۔ وصل اور ابتدا کرنا

اسمیں ۴ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ بغیر موقع وقف (ٹھہر جانا) یا وصل (ملا دینا) یا ابتداء (شروع کرنا) کردے۔ اگر کسی نے ایسے مقام پر وقف کیا جو وقف کا مقام نہیں یا ایسے مقام سے ابتداء کی جو ابتدا کرنے کا مقام نہیں تو (اس صورت میں) اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں ہوئی مثلاً اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھ کر وقف کردے اور پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سے ابتدا کردے تو ہمارے علماءؒ کے ہاں بالاجماع نماز نہ ٹوٹے گی۔	محیط
۲	اسی طرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے ایسے مقام پر وصل کیا جہاں وصل کا موقع نہ تھا مثلاً (اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ) اَصْحٰبُ النَّارِ پر وقف نہ کیا اور اسے اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے ملا دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی لیکن ایسا کرنا بہت ناپسندیدہ ہے۔	خلاصہ
۳	اور اگر (وقف کی صورت مذکورہ ۱۴۹/۱ میں) معنی میں فحش تبدیلی ہو جائے مثلاً شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ پڑھ کر وقف کردے اور پھر اِلَّا هُوَ کہے تو (اس صورت میں) (ا) ہمارے عام علماءؒ کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور بعض علماء کے ہاں (مذکورہ صورت میں) اسکی نماز ٹوٹ جائے گی (ج) اور فتوی اس پر ہے کہ (وقف کی مذکورہ صورتوں میں سے) کسی صورت میں نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۴	قاضی امام سعید نجیب ابو بکرؒ نے کہا ہے کہ تو جب قرأت سے فارغ ہو کر رکوع کیلئے تکبیر کا ارادہ کرے تو (دیکھیں گے اگر) (ا) قرأت کے اختتام میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر ہے تو (اس کے ساتھ) اللہ اکبر ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے (ب) اور اگر قرأت کے اختتام میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر نہیں ہے مثلاً اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کی آیت ہو تو (ایسی صورت میں اس کے ساتھ) اللہ اکبر جدا کر کے کہنا اولیٰ ہے۔	تتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حواله
	## ۱۵۰- اللحن فی الاعراب تعداد شق ۴	
۱	(ومنها اللحن فی الاعراب) اذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا ترفعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسد صلوته بالاجماع	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲	وان غیر المعنی تغیرا فاحشا بان قرء وعصى آدمُ ربَّه بنصب الميم ورفع الرب وما اشبه ذلك مما لو تعمد به يكفر اذا قرأ خطأ فسدت صلوته فی قول المتقدمين واختلف المتأخرون قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام وابوبكر بن سعيد البلخی والفقيه ابوجعفر الهندوانی وابوبكر محمد بن الفضل والشيخ الامام الزاهد وشمس الائمة الحلوانی لا تفسد صلوته وما قال المتقدمون احوط لانه لو تعمد يكون كفرا وما يكون كفرا لا يكون من القرآن وما قاله المتأخرون اوسع لان الناس لا يميزون بين اعراب واعراب	كذا فی فتاوی قاضیخان
۳	وهو الاشبه	كذا فی المحیط
۴	وبه يفتى	كذا فی العتابية وهكذا فی الظهيرية
	## ۱۵۱- ترك التشديد والمد تعداد شق ۴	
۱	(ومنها ترك التشديد والمد فی موضعهما) لو ترك التشديد فی قوله اياك نعبد واياك نستعين او قرأ الحمد لله رب العالمين واسقط التشديد على الباء المختار انها لا تفسد وكذا فی جميع المواضع وان كان قول عامة المشائخ انها تفسد	هكذا فی الخلاصة
۲	واما ترك المد ان كان لا يغير المعنى بان قرأ اولئك بلا مد وانا اعطينك بدون المد لا تفسد	هكذا فی الخلاصة
۳	وان كان يغير بان قرأ سواء عليهم بترك المد وكذا فی قوله	

له جیسا کہ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۹۰ میں ہے نیز اعراب کی غلطی کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۲/۱۵۶ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ

۱۵۰۔ اعراب میں غلطی کرنا

اسمیں ۴ شقیں ہیں

۱ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اعراب (زیر۔ زبر۔ پیش وغیرہ) میں غلطی کر دے۔ اگر کسی نے اعراب میں ایسی غلطی کی جس سے معنی نہیں بدلتا مثلاً کسی نے (لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ کی بجائے) لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتُكُمْ تا کی پیش کے ساتھ پڑھا تو اسکی نماز بالاجماع نہ ٹوٹے گی

قاضیخان

۲ اگر (مذکورہ صورت میں) معنی میں فحش تبدیلی ہو جائے مثلاً کسی نے (وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ کی بجائے) عَصٰى اٰدَمَ رَبُّهٗ کہہ کر میم کو زبر اور رَبّ (کی با) کو پیش سے پڑھ دیا یا اسی قسم کی ایسی غلطی کی (جس سے اعراب کی تبدیلی سے معنی میں ایسی فحش تبدیلی ہو جائے) کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو کفر ہو جائے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر غلطی سے یوں پڑھ دیا تو متقدمین علماء کے قول کے بموجب اس کی نماز ٹوٹ جائیگی (ب) اور متاخرین نے (مذکورہ حکم کے متعلق) اختلاف کیا ہے۔ محمد بن مقاتلؒ۔ ابو نصر محمد بن سلامؒ۔ ابو بکر بن سعید بلخیؒ۔ فقیہ ابو جعفر ہندوانیؒ۔ ابو بکر محمد ابن الفضلؒ۔ شیخ امام زاہدؒ اور شمس الائمہ الحلوانیؒ کا قول ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی۔ (ج) متقدمین کے مذکورہ قول میں زیادہ احتیاط ہے اسلئے کہ اگر مذکورہ غلطی جان بوجھ کر کرے تو کفر ہو جاتا ہے اور جو بات کفر قرار پائے وہ قران سے نہیں
اور متاخرین کے مذکورہ قول میں آسانی زیادہ ہے اس لئے کہ اکثر لوگ ایک اعراب سے دوسرے اعراب کی تمیز نہیں کر سکتے۔

قاضیخان

۳ اور یہی (مذکورہ) حکم فقہ سے زیادہ مشابہ ہے

محیط

۴ اور اسی (مذکورہ $\frac{۲ ج ۲}{۱۵۰}$) حکم پر فتویٰ دیا جاتا ہے [1]

عتابیہ۔ ظہیریہ

۱۵۱۔ شدّ یا مدّ چھوڑ دینا

اسمیں ۸ شقیں ہیں

۱ قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ شدّ اور مدّ کو انکی اپنی اپنی جگہوں سے چھوڑ دے اگر کسی نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں شدّ چھوڑ دی یا کسی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی بجائے) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر با سے شدّ ختم کر دی تو (ا) مختار حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح سب جگہوں کے لئے یہی حکم ہے
(ب) اور اگرچہ عام مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) نماز ٹوٹ جائیگی۔

خلاصہ

۲ اور مدّ چھوڑ دینے کی صورت میں (حکم یہ ہے کہ) اگر معنی نہیں بدلتا مثلاً کسی نے اُولٰٓئِكَ (پڑھنے میں لام) کو مدّ کے بغیر پڑھا اور اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ (پڑھنے میں نون) کو مدّ کے بغیر پڑھا تو نماز نہ ٹوٹے گی

خلاصہ

۳ اور اگر (مذکورہ صورت میں مدّ چھوڑ دینے سے) معنی بدل جاتا ہے مثلاً سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ (پڑھنے میں واؤ) کو مدّ کے بغیر پڑھا اور اسی طرح دُعَآءً وَ نِدَآءً (پڑھنے میں ع اور د) کو مدّ کے بغیر پڑھا

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفة الصلوٰة — الفصل الخامس فی زلة القاری	حوالہ
۱۵۱	دعاء ونداء المختار انها لا تفسد کما فی ترک التشدید	هکذا فی الخلاصة
۴	وان شدّد فی ومن اظلم ممن کذب علی الله قال بعضهم لا تفسد و علیه الفتوی	کذا فی العتابیة

۱۵۲- ترک الادغام والاتیان به — تعداد شق ۳

۱	(ومنها ترک الادغام والاتیان به) اذا اتی بالادغام فی موضع لم یدغمه احد من الناس ویقبح العبارة ویخرجها عن معرفة معنی الکلمة نحو ان یقرأ قل للذین کفروا ستغلبون بادغام الغین فی اللام فسدت صلوته	هکذا فی المحیط
۲	وان اتی بالادغام فی موضع لم یدغمه احد الا ان المعنی لا یتغیّر به ویفهم ما یفهم مع الاظهار نحو ان یقرأ قُلْ سِیْرُوْا بادغام اللام فی السین لا تفسد صلوته	هکذا فی المحیط
۳	واذا ترک الادغام نحو ان یقرأ اینما تکونوا یدرککم الموت بفکّ الادغام لا تفسد صلوته وان فحش من حیث العبارة	هکذا فی المحیط

۱۵۳- الامالة فی غیر موضعها — تعداد شق ۱

۱	(ومنها الامالة فی غیر موضعها) اذا قرأ بسم الله بالامالة او قرأ مالک یوم الدین بالامالة وماشاکل ذلک لا تفسد صلوته	کذا فی المحیط

۱۵۴- القرأة بغیر ما فی المصحف — تعداد شق ۲

۱	(ومنها القرأة بغیر ما فی المصحف الذی جمعه امیر المومنین عثمان رضی الله تعالیٰ عنه) ذکر بعض المشائخ انه اذا قرأ بغیر ما فی المصحف المعروف ما لا یؤدی معناه تفسد صلوته بالاتفاق اذا لم یکن دعاء ولا ثناء فی نفسه	
۲	وان قرأ ما یؤدی معناه فعلی قولهما لا تفسد	هکذا فی المحیط

ل جب دو ہم مخرج یا قریب المخرج حرف اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو پہلے کو دوسرے میں ملا کر تلفظ میں ایک مشدّد حرف (اشدد الاحرف) پڑھتے ہیں۔ مثلاً مَدْدَ کو مَدَّ پڑھنا۔ ادغام کی پوری تفصیل قرأت وتجوید کی کتابوں میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۵۱-	تو مختار حکم یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی۔ جیسا کہ شدّ چھوڑ دینے (کی صورت) میں مختار حکم یہی ہے	خلاصہ
۴	اگر کسی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللهِ (کی بجائے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ عَلَى اللهِ یعنی ذال) کو شد کے ساتھ پڑھا تو بعض کا قول یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے گی اور اسی حکم پر فتوی ہے	عتابیہ

۱۵۲- ادغام چھوڑ دینا یا بے موقع ادغام کرنا
اسمیں ۳ شقیں ہیں

۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ادغام[1] کے مقام سے ادغام چھوڑ دے اور بے موقع ادغام کردے اگر کسی نے ایسے مقام پر ادغام کیا جہاں کسی نے بھی ادغام نہیں قرار دیا اور اس ادغام سے عبارت غیر پسندیدہ ہو جائے اور اس ادغام کی وجہ سے اس کلمہ کے معنی سمجھ نہیں آتے مثلاً قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ کے پڑھنے میں غین کو لام میں مدغم کرکے (سَتُلَّبُوْنَ) پڑھ دے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی	محیط
۲	اور اگر کسی نے ایسے مقام پر ادغام کیا جہاں کسی نے ادغام نہیں قرار دیا مگر اسکے ادغام کرنے سے اس کلمہ کے معنی نہیں بدلتا اور (اس کلمہ) سے وہ معنی سمجھا جاتا ہے جو بغیر ادغام کے سمجھا جاتا تھا مثلاً قُلْ سِيْرُوْا کے پڑھنے میں لام کو سین میں ادغام کرکے (قِسِّيْرُوْا) پڑھ دے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط
۳	اور اگر کسی نے (ادغام کے مقام سے) ادغام چھوڑ دیا مثلاً (اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ کی بجائے) اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ (کاف کو) ادغام کے بغیر پڑھ دے تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اگرچہ (ایسا کرنا) عبارت کے لحاظ سے فحش غلطی ہوگی	محیط

۱۵۳- بے موقع امالہ کرنا
اسمیں ۱ شق ہے

۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ بے موقع امالہ[2] کردے۔ اگر کسی نے بِسْمِ اللهِ پڑھنے میں امالہ کیا یا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور اس جیسے الفاظ پڑھنے میں امالہ کیا تو اسکی نماز نہ ٹوٹے گی	محیط

۱۵۴- مصحف عثمانی کے علاوہ قرأت کرنا
اسمیں ۲ شقیں ہیں

۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسی قرأت کرنا جو اس قرآن میں نہیں ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے ایسی قرأت کی جو اس مشہور قرآن میں نہیں ہے اور اس قرأت سے اس مشہور قرآن کا معنی بھی ادا نہیں ہوتا تو اسکی نماز بالاتفاق ٹوٹ جائیگی بشرطیکہ وہ قرأت فی نفسہ دعا یا خدا کی تعریف نہ تھی۔	محیط
۲	اور اگر کسی نے ایسی قرأت کی (جو مصحف عثمانی میں نہیں مگر) اس سے مشہور قرآن کے معنی ادا ہوتے	

[2] امالہ کے مفہوم کے لئے اور عجیب لہجہ قرأت کیلئے حکم ۳۴۲/۱۳۹ اور اسکا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھنے میں امالہ کرنا یہ کہ مثلاً اسے مٰلِيكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وغیرہ پڑھنا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۵۴	وعلی قول ابی یوسفؒ تفسد والصحیح من الجواب فی ھذا انه اذا قرأ بما فی مصحف ابن مسعودؓ او غیرہ لا یعتد به من قرأۃ الصلوۃ اما صلوته فلا تفسد حتی لو قرأ مع ذلك شیأ مما فی مصحف العامة مقدار ما تجوز به الصلوۃ تجوز صلوته	ھکذا فی المحیط

۱۵۵- ذکر بعض الحروف عن الکلمۃ — تعداد شق ۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومنها ذکر بعض الحروف عن الکلمة) اذا ذکر بعض الکلمة وما اتمها اما لانقطاع النفس اولانه نسی الباقی ثم تذکر فذکر الباقی نحو ان اراد ان یقرأ الحمد لله فلما قال أل انقطع نفسه او نسی الباقی ثم تذکر وقال حمد لله او لم یذکر الباقی نحو ان اراد ان یقرأ فاتحة الکتاب والسورۃ ثم نسی قرأته فاراد ان یقرأ فلما قال أل تذکر انه قد کان قرأ فترك ذلك ورکع او ذکر بعض الکلمة وترك تلك الکلمة وذکر کلمة اخری ففی ھذہ الصور کلها اوما شاکلها تفسد صلوته عند بعض المشائخ رحمهم الله وبه کان یفتی الامام شمس الائمة الحلوانی رحمه الله ومن المشائخ من قال ان ذکر شطر کلمة لو ذکر کلها یوجب ذلك فساد الصلوۃ فذکر شطرها یوجب فساد الصلوۃ وان ذکر شطر کلمة لو ذکر کلها لا یوجب الفساد فذکر شطرها لا یوجب الفساد وللشطر حکم الکل هو الصحیح ومنهم من قال ان کان لما ذکر من الشطر وجه صحیح فی اللغة ولا یکون لغوا ولا یتغیر به المعنی ینبغی ان لا یوجب فساد الصلوۃ وان کان الشطر المقرؤ لا معنی له ویکون لغوا اولم یکن لغوا ولکن یکون مغیرا المعنی یوجب فساد الصلوۃ وعامة المشائخ رحمهم الله علی انها لا تفسد لان ھذا مما لا یمکن الاحتراز عنه فصار کالتنحنح المدفوع فی الصلوۃ	ھکذا فی الذخیرۃ والمحیط کذا فی فتاوی قاضیخان ھکذا فی الذخیرۃ والمحیط
۲	اذا خفف بعض حروف الکلمة فالصحیح انها لا تفسد صلوته لان فیه بلوی العامة	کذا فی المحیط

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۵۴	ہیں تو (ا) امام ابوحنیفہ رحؒ اور امام محمد رحؒ کے ہاں اسکی نماز نہ ٹوٹے گی (ب) اور امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں نماز ٹوٹ جائے گی (ج) اور (اس مسئلہ کے جواب میں صحیح حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے (صرف) ایسی قرأت کی جو ابن مسعود رضؓ یا ان کے علاوہ کے مصحف والی تھی تو ایسی قرأت نماز کی قرأت میں شمار نہ ہوگی مگر (اس سے) اسکی نماز فاسد بھی نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر اس نے اس کے ساتھ مشہور قرآن میں سے اتنی مقدار میں قرأت کرلی جس مقدار سے نماز جائز ہوتی ہے تو اسکی نماز جائز ہوجائیگی	محیط

۱۵۵۔ کسی کلمہ کے صرف بعض حرف پڑھنا — اسمیں ۷ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کلمہ کے (صرف) بعض حروف پڑھے۔ (ا) اگر کسی نے کوئی کلمہ تھوڑا سا پڑھا اور اسے پورا نہ کیا یا اس وجہ کہ اسکا سانس ٹوٹ گیا تھا یا اس لئے کہ وہ باقی کلمہ بھول گیا تھا پھر اسے یاد آیا تو (اس کلمہ سے) باقیماندہ پڑھ دیا مثلاً کسی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنے کا ارادہ کیا تو جونہی اس نے اَلْ کہا اسکی سانس ٹوٹ گئی یا (اس کلمہ کا) باقی حصہ بھول گیا پھر اسے یاد آیا تو کہا حَمْدُ لِلّٰہِ یا اُسے (اس کلمہ کا) باقی حصہ یاد نہ آیا۔ مثلاً کسی نے الحمد اور کوئی سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکا پڑھا جانا بھول گیا اس نے پھر پڑھنے کا ارادہ کیا تو جونہی اَلْ کہا تو اسے یاد آیا کہ وہ تو (الحمد وغیرہ) پڑھ چکا ہے چنانچہ اس نے اسکا پڑھنا چھوڑ دیا اور رکوع میں چلا گیا۔ یا کسیؔ نے کوئی کلمہ تھوڑا سا پڑھا اور پھر اسے چھوڑ کر دوسرا کلمہ پڑھنے لگا تو ان سب صورتوں یا ان جیسی صورتوں میں اسکی نماز بعض مشائخ رحؒ کے ہاں ٹوٹ جائیگی اور شمس الائمہ الحلوانیؒ اس حکم پر فتویٰ دیتے تھے۔ (ب) اور بعض مشائخ رحؒ کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی ایسے کلمہ کا بعض حصہ پڑھا جس کلمے کو پورا پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہو تو اس کلمے کا بعض حصہ پڑھنے سے بھی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر کسی نے کسی ایسے کلمہ کا بعض حصہ پڑھا جس کلمے کو پورا پڑھنے کی صورت میں نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ایسے کلمے کا بعض حصہ پڑھنے سے نماز نہ ٹوٹے گی۔ کہ جزء کلمہ کے لئے وہی حکم ہے جو کل کلمہ کے لئے ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔ (ج) بعض مشائخ رحؒ کا قول یہ ہے کہ کلمہ کا حصہ جو اس نے پڑھا ہے اگر از روئے لغت کچھ صحیح معنی بن سکتا ہو اور وہ معنی فضول نہ ہو اور (قرآن کے) معنی بھی نہ بدلتا ہو تو اس سے نماز نہ ٹوٹنی چاہیئے اور اگر کلمہ کا وہ حصہ جو اس نے پڑھا ہے اسکا کچھ معنی نہیں اور وہ فضول ہے یا فضول نہیں مگر اس سے (قرآن کے) معنی بدل جاتا ہے تو اس سے نماز ٹوٹ جائیگی (د) اور عام مشائخ رحؒ کا قول یہ ہے کہ مذکورہ سے نماز نہیں ٹوٹتی اس لئے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے بچنا ممکن نہیں ہوتا پس انکا حکم اسی طرح ہوگا جیسا کہ نماز میں کھنکارنے کا حکم ہے	ذخیرہ۔ محیط قاضیخان ذخیرہ۔ محیط
۲	اگر کسی نے کسی کلمہ کے بعض حروف کو پست آواز میں پڑھا تو صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ ایسی صورت اکثر واقع ہوجاتی ہے۔	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ — الفصل الخامس فی زلۃ القاری	حوالہ
۱۵۵ ۳	ولو قرأ القرآن فی الصلوٰۃ بالالحان ان غیرا لکلمۃ تفسد	
	و ان کان ذلک فی حروف المدّ و اللین لا تفسد الا اذا فحش	کذا فی الخلاصۃ
۴	و ان قرأ فی غیر الصلوٰۃ اختلف المشائخ رح و عامتہم کرھوا ذلک	کذا فی الخلاصۃ
۵	و ھو الصحیح	کذا فی الوجیز للکردری
۶	وکرھوا الاستماع ایضا	کذا فی الخلاصۃ
۷	ونقل عن ابی القاسم الصفار البخاری ان الصلوٰۃ اذا جازت من وجوہ و فسدت من وجہ یحکم بالفساد احتیاطا الا فی باب القرأۃ لان للناس عموم البلوی	کذا فی الظہیریۃ

۱۵۶- ادخال التانیث فی اسماء اللہ تعالیٰ تعداد شق ۲

۱	(ومنها ادخال التانیث فی اسماء اللہ تعالیٰ) اذا قرأ فی صلوتہ ھل ینظرون الا ان تاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام بالتاء قال محمد بن علی بن محمد الادیبؒ تفسد صلوتہ لان التانیث لا یجوز ادخالہ فی اسماء اللہ تعالیٰ کما لا یجوز فی قولہ عز وجل اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم و قولہ لم یلد ولم یولد و اشباہ ذلک	
	وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضلؒ انہا لا تفسد صلوتہ لان الاتیان ھہنا فعل غیر اللہ تعالیٰ	
	وبعض مشائخنا صححوا ما ذکرہ الفضلی رح	ھکذا فی المحیط والذخیرۃ
۲	ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطأ فاحش ثم رجع و قرأ صحیحا قال عندی صلوتہ جائزۃ وکذلک الاعراب	
	ولو قرأ النصب مکان الرفع والرفع مکان النصب او الخفض مکان الرفع او النصب لا تفسد صلوتہ	فوائد

سلہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ آیت مذکورہ ۲/۱۵۱ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ الآیۃ (اللہ تعالیٰ ان پر ابر کے سائبانوں میں آئے) میں اللہ تعالیٰ کے لئے بادلوں کے سائبانوں میں آنے کی نسبت مجازی ہے۔ اور اتیان یعنی آنے سے مراد اللہ کا عذاب آنا مراد ہے (جلالین) پس آنا غیر اللہ کا فعل ہے۔ اور اسے مونث پڑھنے (یعنی یاتی کو تاتی

دفعات دشق نمبر	چوتھا باب نماز کے اوصاف کے احکام — پانچویں فصل قاری کی لغزش کا بیان	حوالہ
۱۵۵ ۲	اگر کسی نے نماز میں قرآن راگ (موسیقی اور گانے کی طرز) سے پڑھا تو (ا) اگر اس طرح پڑھنے سے کلمہ بدل جائے تو نماز ٹوٹ جائیگی (ب) اور اگر صرف مدولین کے حروف میں قرآن مجید راگ سے پڑھا تو نماز نہ ٹوٹے گی لیکن اگر بالکل واضح راگ سے پڑھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (بلکہ پھر نماز ٹوٹ جائیگی)	خلاصہ
۴	اگر کسی نے نماز کے علاوہ قرآن مجید کو راگ سے پڑھا تو اس کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے اور اکثر مشائخ نے اسے مکروہ کہا ہے۔	خلاصہ
۵	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	الوجیز للکردری
۶	اور مذکورہ ($\frac{۴}{۱۵۵}$) کی صورت میں اس (قرآت کا) سننا بھی مکروہ ہے	خلاصہ
۷	ابو القاسم صفار بخاریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر نماز اس طرح ادا ہو کہ اس میں کئی وجوہ جواز کی ہوں اور کوئی ایک وجہ نماز ٹوٹنے کی ہو تو از روئے احتیاط نماز ٹوٹنے کا حکم ہو گا مگر قرآت کے مسئلوں میں یہ حکم نہیں ہو گا (بلکہ اس میں نماز نہ ٹوٹنے کا حکم ہو گا) اس لئے کہ اس میں لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہیں	ظہیریہ

۱۵۶۔ اللہ تعالیٰ کے نام مونث پڑھنا — اسمیں ۲ شقیں ہیں

۱	قاری کی لغزشوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کو مونث (صیغوں سے) پڑھے۔ اگر کسی نے نماز میں (هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ کی بجائے) هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ تا کے ساتھ پڑھ دیا تو (ا) (اس کے حکم کے متعلق) محمد بن علی بن محمد الادیبؒ نے کہا ہے کہ اسکی نماز ٹوٹ جائیگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مونث (صیغوں سے) پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے کلام اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ میں اور اللہ تعالیٰ کے قول لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ میں اور اسکی مانند میں (مونث کے صیغوں سے پڑھنا) جائز نہیں ہے (ب) اور شیخ امام محمد بن الفضلؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ یہاں (مذکورہ آیت يَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ الآیۃ میں) اِتْيَان (یعنی آنا) غیر اللہ کا فعل ہے [1] (ج) اور ہمارے بعض مشائخؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے جو امام فضلی رح نے ذکر کیا ہے	محیط۔ذخیرہ
۲	فوائد میں ہے کہ اگر کسی نے نماز میں فحش غلطی پڑھی پھر اس نے لوٹا کر صحیح پڑھا تو آپ نے (اس کے حکم کے متعلق) کہا کہ میرے ہاں اسکی نماز جائز ہے۔ اور یہی حکم اعراب (کی غلطی) کا ہے اور اگر کسی نے پیش کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ پیش پڑھ دی یا پیش یا زبر کی جگہ زیر پڑھ دی تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی [2]	فوائد

[1] پڑھنے) سے اللہ تعالیٰ کیلئے مونث صیغہ پڑھنا لازم نہ آئیگا اور نماز نہ ٹوٹے گی (مترجم) [2] جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۲}{۱۵۰}$ میں متاخرین کے قول کے بموجب حکم ہے اور اعراب کی غلطیوں کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۵۰ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الاول فی الجماعة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الخامس فی الامامة

وفیہ سبعة فصول دفعات ۱۵۷ تا ۱۷۳ عنوانات ۱۶ تعداد شق ۲۳۰

الفصل الاول فی الجماعة

دفعات ۱۵۷ تا ۱۵۷ عنوان ۱ تعداد شق ۶

۱۵۷۔ الجماعة

تعداد شق ۶

۱ الجماعة سنة مؤكدة
وفی الغاية قال عامة مشائخنا انها واجبة
وفی المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة
وفی البدائع تجب على الرجال العقلاء البالغين الاحرار القادرين على الصلوة بالجماعة من غير حرج
واذا فاتته الجماعة لايجب عليه الطلب فی مسجد آخر بلا خلاف بين اصحابنا
لكن ان اتى فی مسجد آخر ليصلی بهم مع الجماعة فحسن
وان صلی فی مسجد حيه فحسن
وذكر القدوری انه يجمع فی اهله ويصلی بهم
وذكر شمس الائمة الاولى فی زماننا اذا لم يدخل مسجد حيه ان يتبع الجماعات
وان دخله صلی فيه
(حوالہ: كذا فی المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسی)

۲ وتسقط الجماعة بالاعذار[۱] حتى لا تجب على المريض والمقعد[۲] والزمن و
(حوالہ: كذا فی التبيين)

[۱] یہ احکام باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے ہیں اور جمعہ و عیدین جائز ہونے کیلئے جماعت شرط ہے۔ حاشیہ کنز ص۳۱ (مترجم)
[۲] المقعد یعنی اپاہج کنجھا کا مریض۔ منجد ص۱۰۲۱ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پہلی فصل جماعت کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں باب امامت کے احکام

اس میں سات فصلیں ہیں دفعات ۱۵۷ تا ۱۷۲ عنوانات ۱۶ تعداد شق ۲۲۰

پہلی فصل جماعت کا بیان

دفعات ۱۵۷ تا ۱۵۷ عنوان ۱ تعداد شق ۶

۱۵۷۔ جماعت

اور اس میں ۶ شقیں ہیں

۱ (و) جماعت سنت موکدہ ہے [۱] — متون۔ خلاصہ۔ محیط۔ محیط سرخسی

اور [۲] غایہ میں ہے کہ ہمارے عام مشائخ رحمہ نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور مفید [۳] میں ہے کہ جماعت کو سنت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا واجب ہونا سنت سے ثابت ہے اور بدائع [۴] میں ہے کہ جماعت ان مردوں پر واجب ہے جو عاقل بالغ اور آزاد ہوں اور کسی حرج کے بغیر نماز باجماعت ادا کرنے پر قادر ہوں

(ب) اگر [۱] کسی کی جماعت فوت ہو جائے تو اس پر کسی دوسری مسجد میں جماعت کی طلب واجب نہیں ہے اس (حکم) میں ہمارے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے

لیکن [۲] اگر وہ کسی دوسری مسجد میں آجائے تاکہ ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لے تو بہتر ہے

اور [۳] اگر اس نے اپنے محلہ کی مسجد میں ہی نماز پڑھ لی تو (یہ بھی) بہتر ہے

قدوری [۴] میں ذکر ہے کہ وہ (جماعت فوت ہونے کی مذکورہ صورت میں) اپنے گھر کے لوگوں کو جمع کرلے اور ان کے ساتھ نماز پڑھ لے

اور [۵] شمس الائمہ رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اولیٰ یہ ہے کہ اگر وہ (جماعت فوت ہونے کی مذکورہ صورت میں) اپنے محلہ کی مسجد میں داخل نہیں ہوا ہے تو (باجماعت نماز پڑھنے کے لئے) دوسری جماعتوں میں جستجو کرے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اپنے محلہ کی مسجد میں داخل ہو گیا ہے تو (پھر) وہیں نماز پڑھ لے — تبیین

۲ کئی عذر ایسے ہیں کہ ان کی بنا پر (اس عذر والے سے) جماعت (کی پابندی) ساقط ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بیمار۔ [۱] چلنے سے معذور [۲] (گٹھیا کا مریض)، معطل اعضا والا [۳] (لنجا) وہ [۴] شخص جسکا ایک ہاتھ اور اس سے

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فى الامامة — الفصل الاول فى الجماعة	حواله
١٥٧	معطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذى لا يستطيع المشى والشيخ الكبير العاجز والاعمى عند ابى حنيفة رح والصحيح انها تسقط بالمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة	كذا فى التبيين
٣	وتسقط بالريح فى الليلة المظلمة واما بالنهار فليست الريح عذرا وكذا اذا كان يدافع الاخبثين او احدهما او كان اذا خرج يخاف ان يحبسه غريمه فى الدين او يريد سفرا واقيمت الصلوة فيخشى ان تفوته القافلة او كان قيما لمريض او يخاف ضياع ماله وكذا اذا حضر العشاء واقيمت الصلوة ونفسه تتوق اليه وكذا اذا حضر الطعام فى غير وقت العشاء ونفسه تتوق اليه	كذا فى السراج الوهاج
٤	المسجد اذا كان له امام معلوم وجماعة معلومة فى محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لا يباح تكرارها فيه باذان ثان اما اذا صلوا بغير اذان يباح اجماعا وكذا فى مسجد قارعة الطريق	كذا فى شرح المجمع للمصنف
٥	اذا زاد على الواحد فى غير الجمعة فهو جماعة وان كان معه صبى عاقل	كذا فى السراجية
٦	التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعى يكره وفى الاصل للصدر الشهيد رح اذا صلوا بجماعة بغير اذان واقامة فى ناحية المسجد لا يكره وقال شمس الائمة الحلوانى رح ان كان سوى الامام ثلثة لا يكره بالاتفاق وفى الاربع اختلف المشائخ رح والاصح انه يكره [1]	هكذا فى الخلاصة

[1] يہ کل انیس عذر ہیں۔ اور فتاوی شامیہ میں وہ عذر جنکی وجہ سے جماعت چھوٹ جانے کا جواز ہے وہ کل بیس ہیں۔ اور بیسواں یہ ہے کہ فقہ کی مشغولیت میں اگر کبھی جماعت چھوٹ جائے تو معذور قرار پائیگا بشرطیکہ عادت نہ بنالے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ١ ص ٥٢٠ بحوالہ الباقانی والبہنسی، والقنیة

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پہلی فصل جماعت کا بیان	حوالہ
۱۵۷	دوسری طرف کا پاؤں کٹا ہوا ہو۔ وہ[۵] شخص جس کا پاؤں کٹا ہوا ہو وہ[۶] فالج زدہ جو چل نہ سکتا ہو وہ[۷] بڈھا بوڑھا جو بڑھاپے کی وجہ سے عاجز ہوچکا ہو۔ اور اندھے[۸] پر سے امام ابوحنیفہ رح کے ہاں جماعت (کی پابندی) ساقط ہوجاتی ہے اور (یہ حکم) صحیح ہے کہ بارش[۹]۔ کیچڑ[۱۰]۔ سخت سردی[۱۱] اور سخت اندھیرے[۱۲] میں (بھی) جماعت ساقط ہوجاتی ہے	تبیین
۳	اور اندھیری[۱۳] رات میں (تیز) ہوا کی وجہ سے بھی جماعت ساقط ہوجاتی ہے مگر دن کے وقت ہوا کوئی عذر نہیں ہے۔ اسی طرح جب[۱۴] کسی کو پیشاب و پاخانہ کی یا ان میں سے کسی ایک کی حاجت ہو یا اسے[۱۵] یہ ڈر ہو کہ اگر (جماعت کیلئے) نکلے گا تو اسکا قرضخواہ اسے پکڑ کر روک لے گا یا وہ[۱۶] عازم سفر ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی ہے اور اسے ڈر ہے کہ وہ اگر جماعت سے نماز پڑھے گا تو اس سے قافلہ چھوٹ جائیگا یا وہ[۱۷] کسی بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا ہے یا اسے[۱۸] اپنے مال کے ضائع ہونیکا ڈر ہے۔ اسی[۱۹] طرح جب شام کا کھانا حاضر ہو اور (ادھر) جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور اس کا جی کھانے کی خواہش کر رہا ہو۔ اور اسی طرح جب شام کے کھانے کے علاوہ کھانا حاضر ہو اور اس کا جی کھانے کی خواہش کر رہا ہو تو (ان سب صورتوں میں اس سے جماعت ساقط ہوجاتی ہے[۱]	سراج وہاج
۴	(و) اگر کسی محلہ کی مسجد میں جہاں امام اور جماعت کے لوگ معلوم (مقرر) ہیں اور ان لوگوں نے اپنی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد میں دوسری اذان کے ساتھ دوبارہ جماعت مباح نہیں ہے[۲] (ب) لیکن اگر (مذکورہ صورت میں) اذان کے بغیر (دوسری جماعت سے) نماز پڑھیں تو بالاجماع مباح ہے اور اسی طرح راستہ کی مسجد میں (دوبارہ جماعت کے متعلق) یہی حکم ہے	شرح مجمع
۵	جمعہ کی نماز کے سوا اور نمازوں میں جب ایک آدمی سے زیادہ ہوں تو وہ جماعت (کے حکم میں) ہے خواہ اس کے ساتھ ایک سمجھدار لڑکا ہی ہو	سراجیہ
۶	(و) جماعت کے ساتھ نفل نماز جبکہ اس جماعت کے لئے لوگوں کو بلا بلا کر لایا گیا ہو مکروہ ہے (ب) اور صدر شہید رح کی اصل میں ہے کہ اذان اور اقامت کے بغیر مسجد کے گوشے میں جماعت سے (نفل) نماز پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے (ج) اور شمس الائمہ حلوانی رح نے کہا ہے کہ اگر[۱] (نفلوں کی جماعت کی مذکورہ صورت میں) امام کے سوا تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے اور[۲] (امام کے سوا) چار آدمی ہونے کی صورت میں مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ ہے	خلاصہ

[۱] وھکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۵ اور نور الایضاح ص ۲۸ میں ہے کہ جو شخص کسی جائز عذر کی بنا پر جماعت سے رہ جائے (اور اس کی نیت حضور جماعت کی ہو) تو اسے جماعت کا ثواب حاصل ہوگا (مترجم) [۲] جیسا کہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۶ میں ہے اور رد المختار میں بحوالہ شرح منیہ امام ابویوسف رح سے منقول ہے کہ جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی ہیئت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے اور محراب سے ہٹ جانے سے ہیئت بدل جاتی ہے یہ بزازیہ میں ہے۔ نیز تتارخانیہ میں الولوالجیہ سے ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۵ تا ہم بنا بریں ولا یصلی بعد صلوۃ مثلھا اور جماعت اولیٰ کی تقلیل سے بچنے کے لئے جماعت ثانیہ کی عادت نہیں بنا لینی چاہئیے (مترجم) [۳] قولہ والاصح انہ یکرہ الخ خلاصۃ الفتاوی سے منقول یہ عبارت فتاوی عالمگیریہ نسخہ امیریہ مصری میں یوں ہی درج ہے۔ اور نسخہ میمنیہ مصری میں بھی یوں ہی ہے۔ مگر خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۵۴ اور بحوالہ خلاصہ حاشیہ مختصر الوقایہ ج ۱ ص ۱۳۲ میں مذکورہ عبارت یوں درج ہے۔ والاصح انہ لا یکرہ الخ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الاول فی الجماعۃ	حوالہ

الفصل الثانی فی بیان من ھو احق بالامامۃ

دفعات ۱۵۸ تا ۱۵۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۱۵۸۔ احق بالامامۃ — تعداد شق ۲۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	الاولی بالامامۃ اعلمہم باحکام الصلوٰۃ	ھکذا فی المضمرات
	وھو الظاھر	ھکذا فی البحر الرائق
	ھذا اذا علم من القرأۃ قدر ما تقوم بہ سنۃ القرأۃ	ھکذا فی التبیین
	ولم یطعن فی دینہ	کذا فی الکفایۃ وھکذا فی النھایۃ
	ویجتنب الفواحش الظاھرۃ وان کان غیرہ اورع منہ	کذا فی المحیط وھکذا فی الزاھدی
۲	وان کان متبحرا فی علم الصلوٰۃ لکن لم یکن لہ حظ فی غیرہ من العلوم فھو اولی	کذا فی الخلاصۃ
۳	فان تساووا فاقرؤھم ای اعلمہم بعلم القرأۃ یقف فی موضع الوقف ویصل فی موضع الوصل ونحو ذلک من التشدید والتخفیف وغیرھما	کذا فی الکفایۃ
۴	فان تساووا فاورعہم[1]	کذا فی الھدایۃ
۵	فان تساووا فاسنہم	کذا فی الھدایۃ
۶	فان کانوا سواء فی السن فاحسنہم خلقا[2]	کذا فی فتح القدیر
۷	فان کانوا سواء فاحسبہم	کذا فی فتح القدیر

[1] ورع اور تقوی میں یہ فرق ہے کہ حرام امور سے بچنا تقوی ہے اور والے امور سے بھی بچنا ورع ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۲۱ و البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۸

[2] مترجم: اخلاق میں اچھا ہو یعنی لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنے میں دوسروں سے اچھا ہو ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۲۱ (مترجم)

دوسری فصل امامت کیلئے زیادہ حقدار کون ہے اسکا بیان

دفعات ۱۵۸ تا ۱۵۸ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۱۵۸- امام ہونے کا زیادہ حقدار — اسمیں ۲۱ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(الف) (نماز کی) امامت کیلئے اولیٰ (سب سے مقدم) وہ شخص ہے جو دوسروں کی نسبت نماز کے احکام زیادہ جانتا ہو	مضمرات
	(ب) اور یہی (مذکورہ حکم) ظاہر ہے	بحرالرائق
	(ج) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے[1] جبکہ وہ قرأت (نماز میں قرآن مجید کی خواندگی) میں سے اسقدر جانتا ہو جس سے قرأت کی سنت ادا ہوجائے	تبیین
	[2] اور اس کے دین میں طعن نہ ہو	کفایہ۔ نہایہ
	[3] اور وہ (کم از کم) ظاہر گناہوں سے بچتا ہو (تو امامت کیلئے یہی اولیٰ ہے) خواہ اس کے علاوہ کوئی اور شخص اس سے زیادہ پرہیزگار ہو	محیط۔ زاہدی
۲	اگر کوئی شخص نماز کے علم میں کامل ہے لیکن وہ اسکے سوا اور علوم نہیں جانتا تو (پھر بھی امامت کے لئے) وہی اولیٰ ہے	خلاصہ
۳	اگر وہ (مذکورہ امور میں) سب برابر ہوں تو پھر (الف) ان میں سے جو شخص زیادہ اچھا قاری ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے۔ (ب) اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو علم قرأت زیادہ جانتا ہو۔ وہ وقف (وقفہ) کی جگہ وقف اور وصل (ملا کر پڑھنا) کی جگہ وصل کرتا ہو اور اسی طرح وہ تشدید (شد پڑھنا) اور تخفیف (جزم پڑھنا) اور تشدید و تخفیف کے علاوہ میں (بھی) قواعد قرأت کی رعایت رکھتا ہو	کفایہ
۴	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی علم قرأت جاننے میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص زیادہ ورع والا (بہت پرہیزگار) ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے [1]	ہدایہ
۵	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی ورع اور پرہیزگاری میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے	ہدایہ
۶	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی عمر کے لحاظ سے بھی) سب برابر ہوں تو پھر جو شخص اخلاق[2] میں سب سے اچھا ہو وہ امامت کے لئے اولیٰ ہے	فتح قدیر
۷	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی اخلاق میں بھی) سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص خاندانی شرافت[3] میں سب سے اچھا ہو وہ امامت کیلئے اولیٰ ہے۔	فتح قدیر

[3] قاموس میں ہے کہ حسب (خاندانی شرافت) میں باپ دادوں کے قابل فخر کارنامے۔ مال۔ دین۔ سخاوت اور بلند کرداری شامل ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة	حوالہ
۱۵۸- ۸	فان کانوا سواء فاصبحهم وجها	کذا فی فتح القدیر
	ای اکثرهم صلوة باللیل	کذا فی الکافی
۹	فان استووا فی الحسن فاشرفهم نسبا	کذا فی فتح القدیر
۱۰	فکل من کان اکمل فهو افضل لان المقصود کثرة الجماعة ورغبة الناس فیه اکثر	کذا فی التبیین
۱۱	فان اجتمعت هذه الخصال فی رجلین یقرع بینهما او الخیار الی القوم	کذا فی الخلاصة
۱۲	جماعة فی دار اضیاف فصاحب الدار اولی بان یتقدم الا ان یکون معه ذو سلطان اوقاض فان قدم المالک واحدا منهم وکبره فهو افضل وان تقدم احدهم جاز	هکذا فی التاتارخانیة
۱۳	دار فیها مستاجرها ومالکها وضیف فالمستاجر احق بالاذن والاستئذان منه	هکذا فی التاتارخانیة
۱۴	وکذا المستعیر اولی من المعیر	کذا فی السراج الوهاج
۱۵	دخل المسجد من هو اولی بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولی	کذا فی القنیة
۱۶	والاخرس اذا أم قوما خرسا فصلوة الکل جائزة	کذا فی التتارخانیة
۱۷	واذا أم امیا ذکر فی بعض المواضع لا یجوز عند علمائنا رح وذکر شیخ الاسلام رح فی شرح کتاب الصلوة ان الاخرس مع الامی اذا اراد الصلوة کان الامی اولی بالامامة والامی اذا أم الاخرس فصلوتهما جائزة بلاخلاف	کذا فی التتارخانیة

ا؎ نسبی شرف۔ یعنی سلسلہ نسب کے لحاظ سے شرف رکھتا ہو مثلاً کئی عام نسب والے اشخاص سابقہ مذکورہ اوصاف میں برابر ہوں اور ان میں ایک شخص نسب کے لحاظ سے علوی ہو تو اسے ترجیح دی جا سکتی ہے یاد رہے کہ نسبی حیثیت سے ایکدوسرے پر فخر کرنا جائز نہیں مگر جیسا کہ نکاح میں کفو اور غیر کفو میں نسب کے لحاظ سے فرق پڑتا ہے اسی طرح یہاں بھی نسبی شرف سے ترجیح ہو سکتی ہے (مترجم) ۲؎ اخرس۔ گونگا ہونا۔ بے آواز ہونا۔ منجد ص ۳۱۴ (مترجم) ۳؎ اور امی وہ شخص ہے جو

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — دوسری فصل امامت کیلئے زیادہ حقدار کون ہے اسکا بیان	حوالہ
۱۵۸ ۸	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی خاندانی شرافت میں بھی) برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو شخص (ا) زیادہ روشن چہرے والا ہو وہ امامت کے لئے اولی ہے	فتح قدیر
	(ب) اور روشن چہرہ سے مراد وہ شخص ہے جو رات کی نماز (تہجد) زیادہ پڑھنے والا ہو	کافی
۹	اگر وہ (مذکورہ امر یعنی روشن چہرہ ہونے میں بھی) سب برابر ہیں تو پھر ان میں سے جو شخص نسبی شرافت[1] زیادہ رکھتا ہو وہ امامت کے لئے اولیٰ ہے	فتح قدیر
۱۰	پس جو شخص زیادہ کامل ہوگا (امامت کیلئے) وہی افضل ہے کیونکہ مقصد یہ ہے کہ جماعت میں کثرت ہو اور زیادہ باکمال شخص میں لوگوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے	تبیین
۱۱	اگر یہ (مذکورہ) اوصاف دو آدمیوں میں پائے جائیں تو ان دونوں میں قرعہ ڈالا جائے یا قوم کی پسند پر چھوڑ دیا جائے	خلاصہ
۱۲	(ا) مہمان خانہ میں جماعت ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ صاحب خانہ (امامت کیلئے) آگے بڑھے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ (وہاں) حاکم یا قاضی ہو تو پھر صاحب خانہ کے لئے یہ اولیٰ نہیں ہے کہ وہ امامت کیلئے آگے بڑھے (ب) اور اگر صاحب خانہ ان (حاکم یا قاضی) میں سے کسی کو تعظیماً (امامت کے لئے) آگے بڑھا دے تو یہ افضل ہے۔ (ج) اگر ان (حاکم یا قاضی) میں سے خود ہی کوئی شخص (امامت کیلئے) آگے بڑھے تو جائز ہے	تتارخانیہ
۱۳	کسی گھر میں کرایہ دار بھی ہے۔ گھر کا مالک بھی اور مہمان بھی ہے تو (جماعت کیلئے) اجازت دینے کا حق کرایہ دار کو ہے اور گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت چاہنا بھی اس (کرایہ دار) سے ہے	تتارخانیہ
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے مکان مانگ کر لیا تو مانگ کر لینے والا شخص دینے والے کی نسبت (جماعت کیلئے اذن اندر آنے کے لئے اجازت دینے میں) اولیٰ ہے	سراج وہاج
۱۵	مسجد میں ایسا شخص داخل ہوا جو امامت کی صفات میں محلہ کے امام کی نسبت اولیٰ ہے تو (اس صورت میں) محلہ کا امام ہی (امامت کیلئے) اولیٰ ہے	قنیہ
۱۶	گونگا آدمی جب گونگوں کا امام ہو تو سب کی نماز جائز ہوگی	تتارخانیہ
۱۷	(ا) اور اگر اس گونگے[2] نے امّی[3] کی امامت کی تو بعض جگہوں میں لکھا ہے کہ (اس صورت میں) ہمارے علماء کے ہاں یہ جائز نہ ہوگا۔ (ب) اور شیخ الاسلام نے کتاب الصلوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ گونگا اور امی جب نماز پڑھنا چاہیں تو امّی[4] آدمی امامت کیلئے اولیٰ ہے (ج) اور اگر امی آدمی نے گونگے کی امامت کی تو دونوں کی نماز جائز ہوگی۔ اسمیں اختلاف نہیں ہے	تتارخانیہ

[1] نماز کے لئے قرأت بقدر فرض بھی درست نہیں پڑھ سکتا۔ بحر رائق ج ۱ صفحہ ۳۶۲ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ و فوائد شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۱۴۷ [2] اور گونگے کے پیچھے امی کی اقتدا جائز نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۳/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس لئے کہ امی تکبیر تو کہہ سکے گا اور اخرس یہ بھی نہیں کر سکتا ماخوذ از درمختار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالة
۱۵۸ - ۱۸	و فی منیة المصلی المتیمم من الجنابة اولی من المتیمم من الحدث[1]	کذا فی النهر الفائق
۱۹	قوم جلسوا فی المسجد الداخل و قوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فأمهم وقام امام من اهل الداخل فأمهم من یسبق بالشروع فهو والمقتدون به لاکراهة فی حقهم	کذا فی الخلاصة
۲۰	رجلان فی الفقه والصلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم اهل المسجد غیر الاقرأ فقد أساؤا[2] وان اختار بعضهم الاقرأ واختار بعضهم غیره فالعبرة للاکثر	کذا فی السراج الوهاج
۲۱	لیس فی المحلة الا واحد یصلح للامامة لاتلزمه ولا یأثم بترکها	کذا فی القنیة

الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ

دفعات ۱۵۹ تا ۱۵۹ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۵۹- من یصلح اماما تعداد شق ۶۳

دفعات وشق نمبر		حوالة
۱	قال المرغینانی تجوز الصلوة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن وحاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والا فلا[3]	هکذا فی التبیین والخلاصة

[1] فتاوی ہذا میں یہ حکم بحوالہ النهر الفائق منیة المصلی سے منقول ہے اور رد المحتار میں بھی حکم بحوالہ نہر منیة المفتی سے منقول ہے اور لکھا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جنابت سے تیمم والے شخص کی طہارت زیادہ قوی ہے اس لئے کہ وہ بمنزلہ غسل کے ہے جو حدث سے نہیں ٹوٹتی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۲ (مترجم) [2] ۱۵۸ / ۱۸ کے متعلق درمختار میں ہے کہ اساؤا بلا اثم اور رد المحتار میں بحوالہ تتارخانیہ ہے کہ فقد اساؤا وترکوا السنة ولکن لا یأثمون الخ درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۵۲۲ یعنی انہوں نے برائی کی مگر اس میں گناہ نہ ہوگا (مترجم) [3] بشرطیکہ وہ خواہشات اور بدعت کفر نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے (وان) انکر بعض ما علم من الدین ضرورة (کفر بها) الی قوله (فلا یصح الاقتداء به اصلا) درمختار ج ۱ ص ۵۲۳-۵۲۵ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۵۹ / ۲۱ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسری فصل۔ جو شخص دوسرے کی امامت کے لائق ہے اسکا بیان	حوالہ
۱۵۸۔ ۱۸	منیۃ المصلی میں ہے کہ صرف جنابت سے تیمم کرنیوالا شخص حدث (بے وضو ہونے کی حالت) سے تیمم کرنیوالے کی نسبت اولی ہے ۱ھ	
۱۹	کچھ لوگ مسجد کے اندر والے حصے میں بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد کے باہر والے حصے میں بیٹھے تھے۔ مؤذن نے اقامت کہی تو باہر کے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر باہر والوں کا امام بن گیا اور اندر کے لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر اندر والوں کا امام بن گیا۔ تو (انکا حکم یہ ہے کہ) جس نے پہلے نماز شروع کر دی اس کے اور اس کے مقتدیوں کے حق میں کراہت نہیں ہے	نہر فائق
۲۰	دو شخص فقہ (احکام دین جاننے) اور نیکی میں برابر ہیں۔ مگر ان میں سے ایک شخص قرأت میں مقدم ہے مسجد والوں نے اسے امام بنایا جو قرأت میں مقدم نہیں ہے تو انہوں نے برائی کی ۲ھ	خلاصہ
	(ب) اور اگر مسجد والوں میں سے بعض لوگوں نے قرأت میں مقدم کو پسند کیا اور بعض نے اسے پسند کیا جو قرأت میں مقدم نہیں ہے تو اس مسجد کے (نمازیوں کے) اکثر لوگوں کا فیصلہ معتبر ہے	سراج وہاج
۲۱	اگر محلہ میں امامت کے لائق ایک ہی شخص ہو تو اس پر امام بننا ضروری نہیں ہے اور وہ امامت نہ کرنے میں گنہگار نہ ہوگا	قنیہ

تیسری فصل جو شخص دوسرے کی امامت کے لائق ہے۔ اسکا بیان

دفعات ۱۵۹ تا ۱۵۹ عنوان ۱ تعداد شق ۶۳

۱۵۹۔	**امام بننے کے لائق کون ہے** اسمیں ۶۳ شقیں ہیں	
۱	(ا) مرغینانیؒ نے کہا ہے کہ صاحب ہوا (اپنی خواہش پر چلنے والے) اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ۳ھ	
	(ب) اور رافضی[۴] جہمی[۵] قدری[۶] مشبہ[۷] اور اس شخص کے پیچھے جو قرآن مجید کو مخلوق قرار دینے کا قائل ہو ان سب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔	
	حاصل یہ ہے کہ اپنی خواہش پر چلنے والے کی (دینی خرابی) اگر ایسی خرابی ہو کہ اس سے وہ شخص کافر نہ قرار پاتا ہو تو اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر خرابی ایسی ہو کہ اس سے وہ شخص کافر قرار پاتا ہو	

۴ھ رافضی یعنی غالی رافضی جو حضرت صدیق اکبر رضؓ کے صحابی ہونے یا انکی خلافت برحق ہونے کا قائل نہ ہو اور فتح القدیر میں ہے کہ جو حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق مذکورہ عقیدہ رکھے وہ بھی اسی حکم میں ہے اور جو شخص حضرت علی رضؓ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے وہ بدعتی ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۹ (مترجم) ۵ھ جہمی جو جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں اور انسان کو مجبور محض سمجھتے ہیں۔ ماخوذ از شرح مواقف ص ۶۱۷ (مترجم) ۶ھ قدری۔ جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور انسان کو مختار سمجھتے ہیں (مترجم) ۷ھ مشبہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کی طرح ہاتھ پاؤں کے قائل ہوں اور اگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے مگر مخلوق کے جسم کی طرح نہیں ہے تو وہ بدعتی ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالة
۱۵۹		
۲	وهو الصحیح	هکذا فی البدائع
۳	ومن انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر	کذا فی الخلاصة
۴	وان انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر	کذا فی الخلاصة
۵	ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لا ینال مثل ما ینال خلف تقی	کذا فی الخلاصة
۶	والاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد وان لا ینحرف عن القبلة انحرافا فاحشا	هکذا فی النهایة والکفایة فی باب الوتر
۷	ولا شك انه اذا جاوز المغارب کان فاحشا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	ولا یکون متعصبا ولا شاکا فی ایمانه وان لا یتوضأ فی الماء الراکد القلیل وان یغسل ثوبه من المنی ویفرك الیابس منه وان لا یقطع الوتر وان یراعی الترتیب فی الفوائت وان یمسح ربع رأسه	هکذا فی النهایة والکفایة فی باب الوتر
	ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیه النجاسة	کذا فی فتاوی قاضیخان
	ولا بالماء المستعمل	هکذا فی السراجیة
۹	وذکر الامام التمرتاشی عن شیخ الاسلام المعروف بخواهر زادہ انه اذا لم تعلم منه هذه الاشیاء بیقین یجوز الاقتداء به ویکرہ	کذا فی الکفایة والنهایة
۱۰	ولو علم المقتدی من الامام ما یفسد الصلوة علی زعم الامام کمس المرأة او الذکر او ما اشبه ذلك والامام لا یدری بذلك تجوز صلوته علی قول الاکثر وقال بعضهم لا تجوز	
	وجه الاول وهو الاصح ان المقتدی یری جواز صلوة امامه والمعتبر فی حقه رأی نفسه فوجب القول بجوازها	کذا فی التبیین
۱۱	قال الفضلی یصح اقتداء الحنفی فی الوتر بمن یری مذهب ابی یوسف ومحمد	هکذا فی الخلاصة

[1] تھوڑے پانی اور زیادہ پانی کی مقدار کیلئے حکم ۷-۶/۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] نماز وتر کیلئے صاحبین کا مسلک رد المحتار میں یوں ذکر ہے کہ صاحبین کے ہاں نماز

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل ۔ جو شخص دوسرے کی امامت کے لائق ہے۔ اسکا بیان	حوالہ
۱۵۹	تو پھر اسکے پیچھے نماز جائز نہیں ہے	تبیین۔خلاصہ
۲	اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے	بدائع
۳	جس شخص نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائیگا (۱) اگر وہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک راتوں رات جانیکا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔	خلاصہ
۴	اور اگر اس نے بیت المقدس سے آگے معراج کا انکار کیا ہے تو وہ کافر نہ قرار پائیگا۔	خلاصہ
۵	اگر کسی بدعتی یا فاسق شخص کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ جماعت کا ثواب پانیوالا ہے لیکن اتنا ثواب نہیں پائے گا جتنا کسی متقی کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت میں ملتا ہے	خلاصہ
۶	شافعی مسلک والے کے پیچھے اقتدا کرنا تب صحیح ہے جبکہ امام خلاف (احکام والے) موقعوں سے بچتا ہو۔ مثلاً [1] یہ کہ جسم کے دونوں راستوں کے علاوہ جسم کے کسی مقام سے نجاست نکلے تو وضو کرے جیسا کہ فصد کھلائے (تو وضو کرے) اور [2] مثلاً یہ کہ وہ (قبلہ رو ہونے میں) قبلہ کے رخ سے زیادہ نہ پھر جائے	نہایہ وکفایہ
۷	اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وہ (شافعی مسلک والا امام قبلہ رو ہونے میں) سورج کے غروب ہونے کے مقامات سے نکل گیا تو یہ قبلہ سے زیادہ پھر جانا ہے (اور پھر اہل مشرق کیلئے اپنے ایسے امام کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوگی)	قاضیخان
۸	اور (شافعی امام کے پیچھے نماز تب صحیح ہے جبکہ (وہ [3] امام متعصب نہ ہو۔ اپنے [4] ایمان میں شک نہ رکھتا ہو ایسے [5] کھڑے پانی میں جو تھوڑا ہو اس میں وضو نہ کرتا ہو۔ اور [6] منی اسکے کپڑے کو لگ جائے تو وہ اسے دھوتا ہو اور خشک منی کو کھرچ دیتا ہو اور [7] نماز وتر کو قطع نہ کرتا ہو اور [8] قضا نمازوں میں ترتیب کی رعایت رکھتا ہو اور [9] (کم ازکم) چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو	نہایہ۔کفایہ
	اور [10] اگر تھوڑے پانی میں نجاست گر جائے تو وہ اس پانی سے وضو نہ کرتا ہو	قاضیخان
	اور [11] وہ مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو	سراجیہ
۹	امام تمرتاشی رح نے شیخ الاسلام المعروف بخواہر زادہ رح سے نقل کیا ہے کہ اگر شافعی مسلک والے امام سے یہ مذکورہ امور (یعنی مذکورہ اختلافی احکام والے موقعوں سے بچنا) بالیقین سے معلوم نہ ہوں تو اسکے پیچھے اقتدا کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے	کفایہ۔نہایہ
۱۰	اگر مقتدی کو اپنے (شافعی) امام میں ایسی باتیں معلوم ہوں جن سے امام کے ہاں نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے عورت یا ذکر کو چھونا وغیرہ اور امام کو ایسی باتیں واقع ہونے کی خبر نہ ہو تو (ا) اکثر فقہاء رح کے ہاں اس (مقتدی) کی نماز جائز ہوگی (ب) اور بعض کے ہاں اسکی نماز جائز نہ ہوگی پہلا قول جو زیادہ صحیح ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ مقتدی کی رائے کے بموجب امام کی نماز جائز ہے۔ اور (چونکہ) اس (مقتدی) کے لئے اپنے بارے میں اپنی ہی رائے معتبر ہے پس اسکی نماز جائز ہونے کا قول معتبر ہے۔	تبیین
۱۱	فضلی نے کہا ہے کہ نماز وتر [2] میں حنفی مسلک والے کی اقتدا اس شخص کے پیچھے جائز ہے جسکی رائے امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے مذہب پر ہو	خلاصہ

وتر سنت ہیں۔ البتہ بنا بر حدیث انکی قضا کی جاتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ - ۱۲	ویجوز ان یؤم المتیمم المتوضئین عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح وذکر شیخ الاسلام رح هذا الخلاف فیما اذا لم یکن مع المتوضئین ماء فان کان معهم ماء فانه لا یؤم المتوضئین	هکذا فی الهدایة هکذا فی النهایة
	واما اقتداء المتوضی بالمتیمم فی صلاة الجنازة فجائز بلا خلاف	هکذا فی الخلاصة
۱۳	ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذرهما وان اختلف فلا یجوز	کذا فی التبیین
۱۴	فلا یجوز ان یصلی من به انفلات ریح خلف من به سلس البول	کذا فی البحر الرائق
۱۵	وکذا لا یصلی من به سلس البول خلف من به انفلات ریح وجرح لا یرقأ لان الامام صاحب عذرین والمأموم صاحب عذر	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۶	ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول ولا الطاهرات خلف المستحاضة وهذا اذا قارن الوضوء الحدث او طرأ علیه	هکذا فی الزاهدی
۱۷	ویجوز اقتداء الغاسل بماسح الخف وبالماسح علی الجبیرة وکذا امامة المفتصد لغیره من الاصحاء اذا کان یأمن خروج الدم والراکب علی الدابة لمن کان معه علی دابة والمومی لمثله والعاری للعراة	هکذا فی الخلاصة
۱۸	والافضل ان یصلی العراة وحدانا قعودا بالایماء ویتباعد بعضهم عن بعض فان صلوا جماعة وقف الامام وسطهم کالنساء	هکذا فی الجوهرة النیرة
	وان تقدمهم جاز	کذا فی النهایة
	وصلوتهم بجماعة مکروهة	کذا فی الجوهرة النیرة والسراج الوهاج

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹ تا ۳۳ / ۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] معذور کے مفہوم کے متعلق حکم ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] استحاضہ کے مفہوم کے متعلق حکم ۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] یعنی جس نے پچھنے لگوائے ہوں (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم ۴۴/۱۰۶ و حکم نمبر ۴۶/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ - ۱۲	(ا) تیمم والا وضو والوں کی امامت کرے تو امام ابوحنیفہ رح و امام ابویوسف رح کے ہاں جائز ہے	ہدایہ
	(ب) شیخ الاسلام رح نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ اختلاف (یعنی شیخین رح سے امام محمد رح کا اختلاف) اس صورت میں ہے جب وضو والے (مقتدیوں) کے پاس پانی نہ ہو اور اگر ان کے پاس پانی ہے تو پھر تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرے۔	نہایہ
	(ج) مگر جنازہ کی نماز میں وضو والا تیمم والے کی اقتدار کرے تو جائز ہے[1] اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے	خلاصہ
۱۳	معذور[2] شخص کسی معذور شخص کی اقتدا کرے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ان دونوں کا عذر ایک جیسا ہے تو اقتدا جائز ہے (ب) اور اگر ان کے عذر مختلف ہیں تو اقتدا جائز نہیں ہے	تبیین
۱۴	پس (مذکورہ حکم کی بنا پر) جس شخص کو ہوا نہ رکنے کا عذر ہو اس کے لئے اس شخص کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے جسکا پیشاب نہ رکتا ہو۔	بحر رائق
۱۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جس شخص کو پیشاب نہ رکنے کا عذر ہو وہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جسے یہ عذر ہو کہ اسکی ہوا نہ رکتی ہو اور اسے ایسا زخم ہو جو بہتا رہتا ہو۔ اسلئے کہ امام میں دو عذر ہیں اور مقتدی میں ایک عذر ہے	جوہرہ نیرہ
۱۶	(مذکورہ عذر سے) پاک شخص اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جسے پیشاب نہ رکنے کا عذر ہو اور (مذکورہ عذر سے) پاک عورتیں اس عورت کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جسے استحاضہ[3] کا عذر ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب عذر والے کو وضو کرنے میں یا وضو کے بعد حدث (وضو توڑنے والا امر) پایا جائے	زاہدی
۱۷	(ا) پاؤں دھو کر نماز پڑھنے والا موزوں پر مسح کرنے والے یا پھٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدا کرے تو جائز ہے۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فصد کھلوانے والا[4] صحیح لوگوں کی امامت کرے تو جائز ہے بشرطیکہ اسے (فصد کے زخم سے) خون نکلنے کا خوف نہ ہو (ج) اسی طرح جو شخص جانور پر سوار ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ایسے شخص کی امامت کرے جو اس کے ساتھ جانور پر سوار ہے (د) اسی طرح اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے کی امامت کرے (ہ) اور اسی طرح ننگے نماز پڑھنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ ننگے کی امامت کرے	خلاصہ
۱۸	(ا) ننگے لوگوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اکیلے اکیلے (الگ الگ) بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھیں[5] اور وہ ایکدوسرے سے ہٹ کر پڑھیں اور اگر وہ جماعت سے نماز پڑھیں تو امام ان کے درمیان کھڑا ہو جیسا کہ عورتوں کے لئے (انکی جماعت کی صورت میں) حکم ہے[6]	جوہرہ نیرہ، نہایہ
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں ننگوں کا امام) مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو تو جائز ہے	جوہرہ نیرہ۔ سراج وہاج
	(ج) اور ان (ننگوں) کی باجماعت نماز مکروہ ہے۔	

[6] اور عورتوں کی جماعت کے متعلق حکم ۳۳-۳۴ / ۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ - ۱۹	ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لا اقتداء الراکع والساجد بالمؤمی	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	ویؤم الاحداب القائم کما یؤم القاعد وفی النظم ان ظهر قیامه من رکوعه جاز بالاتفاق والا فکذلک عندهما رح وبه أخذ عامة العلماء خلافا لمحمد رح	کذا فی الذخیرة وهکذا فی الخانیة — کذا فی الکفایة
۲۱	ولو کان لقدم الامام عوج وقام علی بعضها یجوز وغیره اولی	کذا فی التبیین
۲۲	ویصلی المتنفل خلف المفترض	کذا فی الهدایة
۲۳	وان لم یقرأ فی الاخریین کذا فی التتارخانیة ناقلا عن جامع الجوامع	
۲۴	وان اقتدی متنفل بمفترض فافسده ثم اقتدی به فی ذلک الفرض ونوی قضاء ما لزمه بالافساد جاز عندنا قضاء	هکذا فی الکافی
۲۵	ولا یصح الاقتداء بالمجنون المطبق ولا بالسکران فان کان یجن ویفیق یصح الاقتداء به فی زمان الافاقة	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	قال الفقیه رح وفی الروایات الظاهرة لا فرق بین ان یکون لافاقته وقت معلوم او لم یکن فهو بمنزلة الصحیح فی زمان الافاقة وبه نأخذ	هکذا فی التتارخانیة
۲۷	ویصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وخارج الوقت وکذا اقتداء المسافر بالمقیم فی الوقت لا خارج الوقت	هکذا فی الخلاصة

سلہ چونکہ بموجب حکم نمبر ۱/۱۴۴ فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے لہذا فرض اور واجب نماز بغیر عذر بیٹھکر پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ میں ہے لاجماعہم علی ان صلوٰۃ الفرض قاعدا مع القدرۃ علی القیام لا یجوز۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۳ اور درمختار میں ہے کہ فرض سے ملحق نمازوں میں بھی زیادہ صحیح حکم کی رُو سے قیام ضروری ہے درمختار ج ۱ ص ۴۱۲ (مترجم)۔ سلہ جیسا کہ ۱۹/۱۵۹ میں ہے اور یہ اسلئے کہ کبڑے کی حالت بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے کم درجہ نہیں ہے۔

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹۔ ۱۹	(ا) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کیلئے ایسے شخص کی اقتداء کرنا صحیح ہے جو بیٹھ کر رکوع اور سجود[۱] کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو (ب) مگر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے لئے ایسے شخص کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے جو اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہو	قاضیخان
۲۰	(ا) کبڑا آدمی (سیدھا) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے[۲]	ذخیرہ۔ خانیہ
	(ب) نظم میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) کبڑے کے کھڑا ہونے اور اس کے رکوع کرنے کی حالت میں فرق ظاہر ہوتا ہے تو کبڑے کا امام بننا بالاتفاق جائز ہے اور اگر کبڑے کے قیام و رکوع میں فرق ظاہر نہیں ہوتا ہے تب بھی اسکا حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رحؒ کے ہاں یہی ہے کہ اسکا امام بننا جائز ہے۔ عام علماء نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور امام محمد رحؒ کا اس میں اختلاف ہے۔	کفایہ
۲۱	(ا) اگر امام کا پاؤں ٹیڑھا ہے وہ پاؤں کے بعض حصے پر کھڑا ہوتا ہے تو (اسکا امام بننا) جائز ہے (ب) اور اگر ایسے شخص کے علاوہ امام بنے تو اولیٰ ہے	تبیین
۲۲	نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے	ہدایہ
۲۳	اگرچہ وہ (امام مذکورہ صورت میں) آخر کی دو رکعتوں میں قرأت نہ پڑھتا ہو	تتارخانیہ
۲۴	کسی نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتداء کی پھر (نفل پڑھنے والے مقتدی نے) نماز توڑ دی پھر اس نے (امام کے) اسی فرض میں اقتدا کی اور نیت یہ کی کہ نفل نماز کے توڑ دینے کی وجہ سے جو قضا لازم ہوتی ہے (اسے پڑھتا ہوں)، تو ہمارے ہاں اسکی وہ نماز بطور قضا جائز ہوگی	کافی
۲۵	ایسے شخص کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں ہے جو پاگل ہو اور اسکا پاگل پن ہر وقت ہو اور نہ ایسے شخص کے پیچھے اقتداء جائز ہے جو نشہ میں ہو (ب) اور اگر اس مجنون کی حالت ایسی ہے کہ کبھی پاگل ہو جاتا ہے اور کبھی صحیح ہو جاتا ہے تو صحت کے زمانہ میں اس کے پیچھے اقتدا کرنا صحیح ہے	قاضیخان
۲۶	فقیہ رحؒ نے کہا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب اس میں کوئی فرق نہیں کہ (مذکورہ صورت میں) اس کے صحتمند ہونے کا معلوم وقت ہو یا ایسا نہ ہو۔ پس وہ صحت کے زمانہ میں صحت مند آدمی کی طرح ہے۔ اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں	تتارخانیہ
۲۷	(ا) مقیم (جو مسافر نہ ہو) کا مسافر کے پیچھے اقتداء کرنا صحیح ہے۔ خواہ نماز کے وقت میں ہو یا وقت خارج ہو چکا ہو۔[۳]	
	(ب) اسی طرح مسافر کا مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا وقت میں صحیح ہے مگر وقت خارج ہو جانے کے بعد صحیح نہیں ہے	خلاصہ

[۱] ماخوذ از بحر الرائق ج ۱ ص ۳۶۵ ۔ [۳] اسلئے کہ وقت کے اندر مسافر کی نماز قابل اتمام ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ وہ مقیم ہونیکی نیت کر لے یا مقیم امام کی اقتدا کر لے مگر وقت خارج ہو جانیکے بعد جبکہ مسافر کی سفری نماز متعین ہو چکی ہے اب اگر وہ چار رکعت والی نماز میں مقیم کی اقتداء کریگا تو اگر پہلی دو رکعتوں میں کرے تو قعدہ کے لحاظ سے اور اگر آخری دو رکعتوں میں کرے تو قرأت کے لحاظ سے لازم آئیگا کہ غیر فرض کے پیچھے فرض کی اقتداء ہو رہی ہے پس وقت کے بعد مقیم کے پیچھے مسافر کی اقتداء مذکورہ صورت میں صحیح نہ ہوگی (ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۳) ازمترجم

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیره	حوالہ
۱۵۹ - ۲۸	المقیم اذا صلی رکعتین من العصر فغربت الشمس فجاء مسافر واقتدی به فی هذا العصر لا یصح اقتداءه	هکذا فی الخلاصة
۲۹	ومصلی رکعتی الظهر اذا اقتدی بمن یصلی الاربع قبل الظهر یجوز	هکذا فی الخلاصة
۳۰	وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق الا انها تکره	کذا فی الخلاصة هکذا فی المتون
۳۱	امامة الرجل للمرأة جائزة اذا نوی الامام امامتها ولم یکن فی الخلوة اما اذا کان الامام فی الخلوة فان کان الامام لهن او لبعضهن محرما فانه یجوز ویکره	کذا فی النهایة ناقلا عن شرح الطحاوی
	ویصح اقتداء المرأة بالرجل فی صلوة الجمعة وان لم ینو امامتها وکذا فی العیدین وهو الاصح	کذا فی الخلاصة
۳۲	ولا یجوز اقتداء رجل بامرأة	هکذا فی الهدایة
۳۳	ویکره امامة المرأة للنساء فی الصلوات کلها من الفرائض والنوافل الا فی صلوة الجنازة	هکذا فی النهایة
۳۴	فان فعلن وقفت الامام وسطهن وبقیامها وسطهن لا تزول الکراهة وان تقدمت علیهن امامهن لم تفسد صلوتهن	هکذا فی الجوهرة النیرة
	وصلوتهن فرادی افضل	هکذا فی الخلاصة
۳۵	وامامة الخنثی المشکل للنساء جائزة ان تقدمهن وان قام وسطهن فسدت صلوته لوجود المحاذاة ان کان الامام رجلا	کذا فی محیط السرخسی
۳۶	وللرجال والخنثی مثله لا یجوز	کذا فی الخلاصة
۳۷	وامامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوز	کذا فی الخلاصة

[1] گنوار سے مراد جاہل دیہاتی ہے۔ اور اگر حاضرین میں وہی افضل ہو تو پھر امامت کیلئے وہی اولیٰ ہے۔ ماخوذ از بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۹ (مترجم)

[2] فاسق یعنی وہ شخص جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۳ (مترجم)

[3] خلاصہ یہ ہے کہ ان مذکورہ کیلئے امام بننا مکروہ ہے۔ اور ان کی اقتداء کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور ان کے غیر کی اقتداء ممکن ہو تو وہ افضل ہے۔ ورنہ (یعنی اگر اسکے غیر کی اقتداء ممکن نہ ہو۔ یا حاضرین میں وہی افضل ہو) تو اسکی اقتداء کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے (ماخوذ از بحر رائق ج ۱ ص ۳۴۹) (مترجم)

[4] نماز جنازہ میں عورتوں کے لئے عورت کی امامت کا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب عورتوں کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ - ۲۸	مقیم آدمی نے عصر کی نماز سے دو رکعتیں پڑھیں تو سورج غروب ہوگیا پھر کسی مسافر نے اس (مذکورہ) مقیم کے پیچھے اسی عصر کی اقتداء کی تو اسکا اقتداء کرنا صحیح نہیں ہوگا	خلاصہ
۲۹	ظہر کی دو رکعت (سنت) پڑھنے والے نے جب ایسے شخص کی اقتداء کی جو ظہر سے پہلے کی چار سنتیں پڑھتا ہو تو (یہ اقتداء) جائز ہوگی۔	خلاصہ
۳۰	(ا) گنوار[1] اندھے۔ غلام۔ ولد زنا اور فاسق[2] (بدکار) کی امامت جائز ہوجاتی ہے (ب) مگر ان (مذکورہ) کی امامت مکروہ ہوتی ہے [3]	خلاصہ متون
۳۱	(ا) مرد کی امامت عورت کیلئے جائز ہے۔ بشرطیکہ امام عورت کی امامت کی نیت کرے اور امام خلوت (تنہائی) میں نہ ہو (ب) اور اگر امام تنہائی میں ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر امام ان سب (عورتوں) کا یا ان میں سے بعض (عورتوں) کا محرم ہو تو اسکا امام بننا جائز ہوگا مگر مکروہ ہوگا (ج)[1] نماز جمعہ میں عورت مرد کی اقتدا کرے تو خواہ مرد اسکی امامت کی نیت نہ کرے اقتدا صحیح ہوجاتی ہے اور[2] اسی مذکورہ حکم کی طرح عیدوں (کی نمازوں میں اقتداء) کا حکم ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	نہایہ خلاصہ
۳۲	مرد عورت کی اقتدا کرے تو جائز نہیں ہے۔	ہدایہ
۳۳	(ا) عورت کا عورتوں کیلئے امام بننا سب نمازوں میں مکروہ ہے خواہ فرض ہوں یا نفل ہوں (ب) مگر جنازہ کی نماز میں مکروہ نہیں ہے [4]	نہایہ
۳۴	(ا) اگر عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں تو جو عورت امام ہو وہ ان کے درمیان میں کھڑی ہو (ب) لیکن اسکے درمیان میں کھڑے ہونے سے کراہیت ختم نہیں ہوتی۔ (ج) اور اگر عورتوں کی امام عورت ان سے آگے کھڑی ہو جائے تو انکی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (د) اور ان عورتوں کا علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے	جوہرہ نیرہ خلاصہ
۳۵	خنثیٰ[1] مشکل عورتوں کی امامت کرے تو اگر ان سے آگے کھڑا ہو تو اسکی امامت جائز ہوجائیگی اور اگر وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑا ہو تو اسکی نماز فاسد ہوجائیگی۔ کیونکہ اس امام کے مرد قرار پانے کی[2] صورت میں محاذات[3] (عورت کا مرد کے ساتھ نماز میں برابر کھڑا ہونے کی صورت) پائی جائیگی۔	محیط سرخسی
۳۶	اور وہ (خنثیٰ مشکل) مردوں کی امامت کرے یا اپنے جیسے خنثیٰ مشکل کی امامت کرے تو جائز نہ ہوگی	خلاصہ
۳۷	جو لڑکا بلوغت کے قریب ہو وہ اپنے جیسے لڑکوں کی امامت کرے تو جائز ہوگی	خلاصہ

[1] خنثیٰ مشکل وہ ہیجڑہ جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامات موجود ہوں جیسا کہ حکم ۱۲/۳۴ کی وضاحت میں درج ہے (مترجم)

[2] جیساکہ ردالمحتار میں ہے کہ (فیقدمهن) اذ لو صلی وسطهن فسدت صلوته بمحاذاتهن له علی تقدیر ذکورته۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۹ (مترجم)

[3] محاذات کے متعلقہ احکام حکم ۱۶۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

صفحات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ - ۳۸	وعلی قول ائمۃ بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقۃ[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
	المختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا	کذا فی الہدایۃ
	وھو الاصح	ھکذا فی المحیط
	وھو قول العامۃ وھو ظاھر الروایۃ	ھکذا فی البحر الرائق
۳۹	وتجوز صلوۃ الاخرس اذا صلی منفردا وان کان قادرا علی الاقتداء بالقاری	ھکذا فی التاتارخانیۃ
۴۰	وامامۃ الامی[2] قوما امیین جائزۃ	کذا فی السراجیۃ
۴۱	اذا ام امی امیا وقارئا فصلوۃ الجمیع فاسدۃ عند ابی حنیفۃ رح وقالا رح صلوۃ القاری وحدہ	
	واما اذا صلوا وحدانا فقیل انہ علی الخلاف وقیل یصح وھو الصحیح	ھکذا فی شرح مجمع البحرین للمصنف
۴۲	لو افتتح الامی ثم حضر القاری قیل تفسد وقال الکرخی رح لا	
	ولو حضر الامی علی قارئ یصلی فلم یقتد بہ وصلی اختلفوا فیہ الاصح ان صلوتہ فاسدۃ	
	القاری اذا کان علی باب المسجد او بجوار المسجد والامی فی المسجد یصلی وحدہ فصلوۃ الامی جائزۃ بلا خلاف	
	اذا کان القاری فی صلوۃ غیر صلوۃ الامی جاز للامی ان یصلی وحدہ ولا ینتظر فراغ القاری بالاتفاق	
	ذکر الامام التمرتاشی رح یجب ان لا یترک الامی اجتہادہ فی اناء لیلہ ونہارہ حتی یتعلم مقدار ما یجوز بہ الصلوۃ فان قصر لم یعذر عند اللہ تعالی	کذا فی النہایۃ
۴۳	ولا یصح اقتداء القاری بالامی وبالاخرس	
	وکذا لا یصح اقتداء الامی بالاخرس	
	والکاسی بالعاری	
	والمسبوق فی قضاء ما سبق بمثلہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	ولا اقتداء اللاحق باللاحق والنازل بالراکب	ھکذا فی الخلاصۃ

[1] مطلق سنتوں میں نوافل بھی شامل ہیں جیسا کہ فتاوی ہذا میں نماز کی بحث کے باب ۹ میں تراویح کی فصل میں ہے کہ سوجھ بوجھ والا لڑکا اگر تراویح اور مطلق نوافل میں امامت کرے تو بعض فقہاء کے ہاں جائز ہے اور عام فقہاء کے ہاں جائز نہیں ہے۔ یہ محیط سرخسی میں ہے۔ فتاوی عالمگریہ مصری ج۱ ص۱۱۷ ۔ اور در مختار میں ہے کہ ہر سنت نفل ہے در مختار ج۱ ص۹۳ ۔ مترجم) [2] امی کے مفہوم اور حکم کے لئے ۱/۱۵۸ کا حاشیہ اور ۴۲/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ ۳۸	(ا) ائمہ بلخ رح کے قول کے بموجب تراویح اور مطلق سنتوں[1] میں لڑکوں کے پیچھے اقتدا صحیح ہوجاتی ہے	قاضیخان
	(ب) مختار حکم یہ ہے کہ لڑکوں کے پیچھے کسی نماز میں بھی اقتدا جائز نہیں ہے	ہدایہ
	(ج) اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے	محیط
	(د) اور یہی قول (مذکورہ ۳۸ب/۱۵۹) اکثر فقہاءؒ کا ہے اور یہی ظاہر روایت ہے	بحرالرائق
۳۹	گونگے شخص نے اگر اکیلے نماز پڑھی تو جائز ہوگی خواہ وہ قاری کے پیچھے اقتداء کرنے پر قادر تھا	تتارخانیہ
۴۰	امّی[2] (ان پڑھ) شخص امی لوگوں کی امامت کرے تو جائز ہوگی	سراجیہ
۴۱	(ا) جب امی شخص ایک امی کا اور ایک ایسے شخص کا امام بنا جو قرآن پڑھ سکتا ہے (امی نہیں ہے) تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں سبکی نماز فاسد ہوگی۔ اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں صرف قرآن پڑھ سکنے والے کی نماز فاسد ہوگی (ب) اگر انہوں (امی اور قاری) نے اکیلے اکیلے (الگ الگ) نماز پڑھی تو بعض کا قول ہے کہ (انکی) نماز صحیح ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے	شرح مجمع البحرین
۴۲	(ا) اگر امّی شخص نے نماز شروع کی پھر ایسا شخص آیا جو قرآن پڑھ سکتا ہے۔ تو بعض کا قول یہ ہے کہ امّی کی نماز فاسد ہوجائیگی اور کرخی رح کا قول ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اگر امّی شخص آیا تو قرآن پڑھ سکنے والا شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ امّی شخص نے اسکی اقتداء نہ کی اور خود (اکیلے) نماز پڑھی تو اس کے حکم میں اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس امّی کی نماز فاسد ہوگی۔ (ج) اگر قرآن پڑھ سکنے والا شخص مسجد کے دروازہ پر یا مسجد کے پڑوس میں ہو اور امی شخص مسجد میں اکیلے نماز پڑھے تو (اس صورت میں) امی شخص کی نماز جائز ہے اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (د) اگر قرآن شریف پڑھ سکنے والے شخص کی نماز اور ہو اور امّی شخص کی نماز اور ہو تو امّی کیلئے جائز ہے کہ اکیلے نماز پڑھ لے اور قرآن پڑھ سکنے والے شخص کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے اس حکم پر اتفاق ہے (ہ) امام تمرتاشی رح نے ذکر کیا ہے کہ امّی شخص پر واجب ہے کہ رات دن اس بات کی کوشش کرتا رہے کہ اس قدر قرآن سیکھ لے جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے اور اگر اس نے اسمیں قصور کیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں (امّی ہونے کے عذر سے) معذور نہ قرار پائے گا۔	
۴۳	(ا) قرآن پڑھ سکنے والا شخص کسی امّی[3] یا گونگے کے پیچھے اقتداء کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی (ب) اسی طرح امّی شخص اگر گونگے کے پیچھے اقتداء کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی[4] (ج) اسی طرح کپڑوں والا اگر ننگے کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی) (د) اور اسی طرح ایک مسبوق[5] شخص اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں اگر دوسرے مسبوق کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)	ہدایہ
۴۴	(ا) اسیطرح اگر کوئی لاحق[6] شخص (اپنی کھوئی ہوئی نماز پڑھنے میں) دوسرے لاحق شخص کی اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی) (ب) اور اسیطرح وہ شخص جو سواری پر نہیں ہے وہ اگر اس شخص کے پیچھے اقتداء کرے جو سواری پر ہے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی	قاضیخان / خلاصہ

[1] ... [2] ... [3] امّی اور گونگے کے مفہوم کی وضاحت کیلئے حکم نمبر ۱/۱۶۸ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۴۲/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۵۸ میں ہے (مترجم) [5] مسبوق کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم ۴۴/۱۱۳ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] "لاحق" کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۴۴/۱۱۳ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹ ۴۵	لا یصح اقتداء مصلی الظهر بمصلی العصر ومصلی الظهر یومه بمصلی ظهر امسه وبمصلی الجمعة وكذا عكسه ولا اقتداء المفترض بالمتنفل والناذر بالناذر الا اذا نذر احدهما صلوة صاحبه فاقتدی احدهما بالاخر فانه یصح ولا اقتداء من افسد تطوعه بمن افسد تطوعه الا اذا اشتركا فی نافلة و افسداها ثم اقتدی احدهما بالاخر فانه یصح ویصح اقتداء الحالف بالحالف ولا یجوز اقتداء الناذر بالحالف ویصح اقتداء الحالف بالناذر	هكذا فی محیط السرخسی
۴۶	العاری اذا ام العراة واللابسین تجوز صلوة الامام والعارین ولا تجوز صلوة اللابسین بالاجماع	كذا فی الخلاصة
۴۷	ولا یصح اقتداء الصحیح الذی ثوبه نجس وتعذر علیه غسله بالمبتلی بالحدث الدائم	كذا فی التاتارخانیة
۴۸	ولا یجوز امامة الالثغ الذی لا یقدر علی التكلم ببعض الحروف الا لمثله اذا لم یكن فی القوم من یقدر علی التكلم بتلك الحروف واما اذا كان فی القوم من یقدر علی التكلم بها فسدت	هكذا فی المحیط فی زلة القاری
۴۹	ومن یقف فی غیر مواضعه ولا یقف فی مواضعه لا ینبغی له ان یؤم	هكذا فی المحیط فی زلة القاری
۵۰	وكذا من یتنحنح عند القراءة كثیرا	هكذا فی المحیط فی زلة القاری
۵۱	ومن كان به تمتمة وهو ان یتكلم بالتاء مرارا او فأفأة وهو ان یتكلم بالفاء مرارا	هكذا فی المحیط فی زلة القاری

۱ یعنی اگر نماز جمعہ پڑھنے والا شخص ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کرے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی (مترجم) نیز منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے نے اگر فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء جائز نہ ہوگی کیونکہ ان میں سے ہر نماز الگ الگ فرض نماز کے حکم میں ہے۔ ماخوذ در مختار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ (مترجم)

۲ حالف یعنی قسم اٹھانے والا۔ یعنی جس نے قسم اٹھائی کہ میں نماز پڑھوں گا (مترجم) ۳ اسلئے کہ منت مانی ہوئی نماز قسم کھائی ہوئی نماز سے قوی ہے کیونکہ قسم کھائی ہوئی نماز ...

دفعات دشتی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹ ۴۵	(۱) ظہر کی نماز پڑھنے والا شخص عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کرے تو یہ اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ (ب) اسیطرح آج کی ظہر پڑھنے والا شخص کل کی ظہر پڑھنے والے یا جمعہ کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا کرے (تو یہ اقتدا صحیح نہیں ہے) (ج) اسیطرح اگر صورتحال برعکس ہو[۱] تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی)، (د) اسیطرح فرض نماز پڑھنے والا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی)۔ (ہ) اسی طرح منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والا شخص منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے شخص کے پیچھے اقتدا کرے (تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی) لیکن اگر دو میں سے ایک شخص نے یہ منت مانی کہ میں اپنے ساتھی والی نماز پڑھونگا پھر ایک نے دوسرے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی۔ (س) جس شخص نے نفل نماز شروع کرکے توڑ دی اور پھر ایسے شخص کی اقتداء کی جسنے نفل نماز شروع کرکے توڑ دی (اور اب اسے پھر پڑھ رہا ہے) تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ لیکن اگر وہ دونوں نفل نماز میں اکٹھے شریک ہوئے پھر دونوں نے وہ نفل نماز توڑ دی پھر اسے پڑھنے کیلئے) ان میں سے ایک نے دوسرے کی اقتدار کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی (ص) نماز کیلئے قسم اٹھانیوالے، حالف[۲] نے دوسرے حالف کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی (ط) منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے نے نماز کیلئے قسم کھانیوالے کے پیچھے اقتداء کی تو یہ اقتداء جائز نہ ہوگی[۳] (ع) اور نماز کیلئے قسم کھانیوالے نے منت مانی ہوئی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدار کی تو یہ اقتداء صحیح ہوگی	محیط سرخسی
۴۶	ننگے شخص نے جب ننگے لوگوں اور کپڑے پہنے ہوئے لوگوں کی امامت کی تو (اس صورت میں) امام اور ننگوں کی نماز جائز ہوگی اور کپڑے پہنے ہوؤں کی نماز بالاجماع جائز نہ ہوگی[۴]	خلاصہ
۴۷	جو شخص تندرست ہے اسکا کپڑا ناپاک ہے اور وہ اس ناپاک کپڑے کو دھونے سے معذور ہوگیا ہے۔ تو اس شخص نے کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو حدث جاری رہنے[۵] کے عذر میں مبتلا ہے تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی	تتارخانیہ
۴۸	ایسے توتلے شخص کو امام بنانا ناجائز نہیں ہے جو بعض حروف[۶] ادا نہیں کرسکتا مگر وہ اپنی طرح کے توتلوں کا امام اس صورت میں بن سکتا ہے جبکہ ان لوگوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو ان حرفوں کو ادا کرسکتا ہو۔ دوگر ان لوگوں میں ایسا شخص موجود ہو جو ان حرفوں کو ادا کرسکتا ہو تو اسکی نماز اور ان لوگوں کی نماز فاسد ہوگی[۷]	محیط
۴۹	(۱) جو شخص (قرأت میں) ایسے مقام پر وقف (قرأت میں ٹھہر جانا) کرتا ہو جو وقف کرنے کے مقام نہیں ہیں اور وقف کے مقامات پر وقف نہ کرتا ہو تو ایسے شخص کو امام نہیں بننا چاہیئے[۸]	محیط
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جو شخص قرأت میں بہت کھنکارتا ہو اسے امام نہیں بننا چاہیئے	محیط
۵۱	(ا) اور یہی (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص میں تمتمہ ہو (تو اسے امام نہیں بننا چاہیئے) اور تمتمہ یہ ہے کہ وہ بات کرنے میں کئی بار تا کہتا ہو (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص میں فأفاۂ ہو اور فأفاۂ یہ ہے کہ وہ بات کرنے میں کئی بار فا کہتا ہو (کہ انہیں مذکورہ صورتوں میں امام نہیں بننا چاہیئے)	محیط

[۳] گنجائش ہے کہ وہ اس نماز کی بجائے قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج۱ ص۵۴۳ (مترجم) [۴] مزید احکام کیلئے حکم ۴۴/۱۰۹ و حکم نمبر ۱۵/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حدث یعنی وضو توڑنے والی چیز کا پایا جانا اور حدث جاری رہنے کے عذر سے معذور قرار پانے کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۵/۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۴۱/۱۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (و) لا (غیرہ الا لثغ بہ) ای بالا لثغ الخ درمختار ج۱ ص۵۴۲ نیز اس کے متعلق حکم ۵۴/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۹/۱۴۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ	حوالہ
۱۵۹- ۵۲	و اما الذی لا یقدر علی اخراج الحروف الا بالجهد ولم یکن له تمتمة ولا فأفأة فاذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحة لایکره ان یکون اماما	هکذا فی المحیط فی زلة القاری
۵۳	القاری اذا اقتدی بالامی لا یصیر شارعا حتی لو کان فی التطوع لا یجب القضاء هو الصحیح	
	وکل جواب عرفته فی القاری اذا اقتدی بالامی ثم افسده علی نفسه فهو الجواب فی رجل یقتدی بالمرأة او الصبی او المحدث او الجنب ثم افسده علی نفسه	کذا فی المحیط
۵۴	والاصل فی هذه المسائل ان حال الامام ان کان مثل لحال المقتدی او فوقه جازت صلوة الکل	
	وان کان دون حال المقتدی صحت صلوة الامام ولا تصح صلوة المقتدی	هکذا فی المحیط
	الا اذا کان الامام امیا والمقتدی قارئا او کان اخرس والمقتدی امیا فلا یصح صلوة الامام ایضا	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	وذکر الفقیه ابو عبدالله الجرجانی[۱] انما تفسد صلوة الامی والاخرس عند ابی حنیفة[۱] اذا علم ان خلفه قارئا اما اذا لم یعلم لا تفسد صلوته کما قالا وفی ظاهر الروایة لا فصل بین حالة العلم وحالة الجهل	کذا فی النهایة
۵۵	رجلان افتتحا الصلوة معا ونوی کل واحد انیکون اماما لصاحبه فصلوتهما تامة وان نوی کل ان یأتم لصاحبه فصلوتهما فاسدة	کذا فی محیط السرخسی
۵۶	لا بأس للرجل ان یؤم الناس وعلی بدنه تصاویر لانها مستورة بالثیاب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	وکذا لو صلی وفی اصبعه خاتم فیه صورة صغیرة او صلی ومعه دراهم علیها تماثیل لانها صغیرة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	رجل یصلح للامامة ولا یؤم اهل محلته ویؤم اهل محلة اخری فی شهر رمضان ینبغی ان یخرج الی تلك المحلة قبل دخول وقت العشاء ولو ذهب بعد دخول وقت العشاء یکره له ذلك	کذا فی الخلاصة

[۱] اس کے مفہوم کی وضاحت کیلئے حکم نمبر ۱۵۱/۱۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹- ۵۲	اور وہ شخص جو بغیر مشقت کے حروف ادا نہیں کر سکتا اور اس میں تمتمہ اور فأفأہ نہیں ہے تو جب وہ حرفوں کو ادا کرتا ہے تو صحیح ادا کرتا ہے تو اسکا امام بننا مکروہ نہیں ہے	محیط
۵۳	(ا) قرآن پڑھ سکنے والے شخص نے امی شخص کے پیچھے اقتدا کی تو اسکی نماز شروع نہ ہو گی۔ حتی کہ اگر وہ نماز نفل تھی (پھر توڑ دی) تو اسکی قضا واجب نہ ہو گی یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اور جو جواب اس صورت میں ہے کہ جب قرآن پڑھ سکنے والا شخص کسی امی کے پیچھے اقتداء کرے پھر وہ اپنی نماز کو توڑ دے وہی جواب اس صورت میں ہے جبکہ کوئی مرد کسی عورت کے پیچھے اقتداء کرے۔ یا کسی بچے یا بے وضو یا جنبی شخص کے پیچھے اقتداء کرے اور پھر اپنی نماز توڑ دے (یعنی نفلوں کی صورت میں اسپر قضا لازم نہ ہو گی)۔	محیط
۵۴	اور ان مذکورہ مسائل میں اصول یہ ہے کہ اگر (ا) (امامت جائز ہونے میں) امام کا حال مقتدی کی طرح ہے یا اس سے بہتر ہے تو (امام اور مقتدی) سب کی نماز جائز ہے۔ (ب) اور اگر امام کا حال مقتدی سے کمتر ہے تو امام کی نماز صحیح ہے اور مقتدی کی نماز صحیح نہ ہو گی۔ مگر (مذکورہ صورت میں) اگر امام امی تھا اور مقتدی قاری تھا یا امام گونگا تھا اور مقتدی امی تھا تو (ان صورتوں میں) امام کی نماز بھی صحیح نہ ہو گی فقیہ ابو عبداللہ جرجانی رح نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (مذکورہ صورت میں) امی اور گونگے (امام) کی نماز تب فاسد ہوتی ہے جب اسے معلوم ہو کہ اسکے پیچھے قاری ہے اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو اسکی نماز فاسد نہ ہو گی۔ جیسا کہ صاحبین رح کا قول ہے مگر اور ظاہر روایت کے حکم میں امام کو (مذکورہ) علم ہونے یا علم نہ ہونے کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے	محیط قاضیخان نہایہ
۵۵	(ا) دو شخصوں نے اکھٹے نماز شروع کی اور ہر ایک نے یہ نیت کی کہ وہ دوسرے کا امام ہے تو دونوں کی نماز پوری ہو جائیگی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ہر ایک نے یہ نیت کی کہ وہ دوسرے کا مقتدی ہے تو دونوں کی نماز فاسد ہو جائیگی۔	محیط سرخسی
۵۶	اگر کوئی شخص امام بنے اور اسکے بدن پر (کسی جاندار کی) تصویریں ہوں تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ (تصویریں) کپڑوں سے چھپی ہوتی ہیں۔	قاضیخان
۵۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے ایسی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی جسمیں چھوٹی سی تصویر ہے یا کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسے درہم (سکے) ہیں جن میں تصویریں ہیں تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ (تصویریں) چھوٹی ہیں۔	قاضیخان
۵۸	ایک شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اپنے محلہ کی امامت نہیں کرتا اور وہ رمضان شریف میں دوسرے محلہ کی امامت کرتا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ اس دوسرے محلہ کی طرف عشا کا وقت شروع ہونے سے پہلے چلا جائے اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ عشا کا وقت داخل ہونے کے بعد گیا تو ایسا کرنا اس کے لئے مکروہ ہوگا۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیره	حواله
۱۵۹- ۵۹	الفاسق اذا کان یؤم یوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم یقتدی به فی الجمعة ولا تترک الجمعة بامامته وفی غیر الجمعة یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولا یأثم به	هکذا فی الظهیریة
۶۰	رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه لانهم احق بالامامة یکره له ذلک وان کان هو احق بالامامة لا یکره	هکذا فی المحیط
۶۱	وکره تطویل الصلوة	کذا فی التبیین
	وینبغی للامام ان لا یطول بهم الصلوة بعد القدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة	هکذا فی الجوهرة النیرة
۶۲	رجل ام قوما شهرا ثم قال کنت مجوسیا فانه یجبر علی الاسلام ولا یقبل قوله وصلوتهم جائزة ویضرب ضربا شدیدا وکذا لو قال صلیت بکم المدة علی غیر وضوء وهو ماجن لا یقبل قوله وان لم یکن کذلک واحتمل انه قال علی وجه التورع والاحتیاط اعادوا صلوتهم وکذا اذا قال کان فی ثوبی قذر	کذا فی الخلاصة
۶۳	وکذا اذا بان ان الامام کافر او مجنون او امرأة او خنثی او امی او صلی بغیر احرام او محدثا او جنبا	هکذا فی التبیین

ـــــــــــــــ

[1] یعنی ایسی خرابی جو امامت کے لائق ہونے کے منافی ہے اور امامت کے لائق ہونے یا نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دسلسل نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — تیسری فصل امامت کے لائق شخص کا بیان	حوالہ
۱۵۹۔ ۵۹	(و) فاسق آدمی اگر نماز جمعہ کی امامت کرتا ہو اور لوگ اسے منع نہ کر سکتے ہوں تو بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ نماز جمعہ میں اسکی اقتدا کی جائیگی اور اسکی امامت کی وجہ سے جمعہ نہ چھوڑا جائیگا۔	
	(ب) اور جمعہ کی نماز کے علاوہ نماز (میں فاسق امامت کرتا) ہو تو دوسری مسجد میں جانا (اور اس فاسق کے پیچھے اقتداء نہ کرنا) جائز ہے اور وہ (اس صورت میں) فاسق کی اقتداء نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا	ظہیریہ
٦٠	ایک شخص کسی قوم کا امام بنا اور لوگ اسے ناپسند کر رہے ہوں تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر (و) ان لوگوں کی ناپسندیدگی اس (امام) شخص میں کسی[1] خرابی کی وجہ سے ہے یا دوسرے لوگوں میں امام ہونے کا حق اسکی نسبت زیادہ ہے تو اس شخص کا امام ہونا مکروہ ہے۔	
	(ب) اور اگر وہی امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے تو پھر اسکا امام ہونا مکروہ نہیں ہے	محیط
٦١	(امام) نماز کو بہت لمبا کرے تو یہ مکروہ ہے	تبیین
	(ب) امام کو چاہیئے کہ نماز کو مسنون قدر سے زیادہ لمبا نہ کرے	
	(ج) اور اسے چاہیئے کہ وہ جماعت کے لوگوں کی حالت کی رعایت کرے	جوہرہ نیرہ
٦٢	(و) کسی شخص نے مہینہ بھر امامت کی پھر اس نے کہا کہ میں تو مجوسی تھا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اسے اسلام پر مجبور کیا جائیگا اور اس کا (مجوسی ہونے کا) قول قبول نہ کیا جائیگا اور (اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے) لوگوں کی نماز جائز قرار پائیگی اور اسے سخت مار کی سزا دی جائیگی	
	(ب) اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے تمہیں اتنی مدت تک بے وضو نماز پڑھائی ہے اور وہ مزاح کرنے والا ہے تو اسکا (بے وضو نماز پڑھانے کا) قول قبول نہ کیا جائیگا۔ اور اگر وہ ایسا (مزاح کنندہ) نہیں ہے اور احتمال ہے کہ اس نے از روئے پارسائی اور احتیاط کے کہا ہے تو لوگ (اس کے پیچھے پڑھی ہوئی) اپنی (ان) نمازوں کو لوٹائیں گے	
	(ج) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر اس نے کہا کہ میرے کپڑے میں نجاست تھی (تو نماز لوٹائینگے)	خلاصہ
٦٣	اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب یہ ظاہر ہو کہ امام کافر تھا۔ یا پاگل تھا یا عورت تھی یا ہیجڑہ تھا یا امی تھا یا اس نے تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز پڑھائی یا وہ بے وضو تھا یا وہ جنبی تھا (تو نماز لوٹائیں گے)	تبیین

[1] مسنون قدر کی تفصیل کے لئے حکم نمبر ۱۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع	حواله
	الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع	
	دفعات ۱۶۰ تا ۱۶۳ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۳	
	المانع من الاقتداء ثلاثة اشیاء	
۱۶۰-	**المانع من الاقتداء طریق عام** تعداد شق ۶	
۱	(منها) طریق عام یمر فیه العجلة والاوقار	هکذا فی شرح الطحاوی
	اذا کان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقا لا یمر فیه العجلة والاوقار لا یمنع وان کان واسعا یمر فیه العجلة والاوقار یمنع	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصة
	هذا اذا لم تکن الصفوف متصلة علی الطریق اما اذا اتصلت الصفوف لا یمنع الاقتداء	کذا فی المحیط
۲	ولو کان علی الطریق واحد لا یثبت به الاتصال وبالثلاث یثبت بالاتفاق وفی المثنی خلاف علی قول ابی یوسف رح یثبت وعلی قول محمد رح لا	کذا فی المحیط
۳	ولو قام الامام فی الطریق واصطف الناس خلفه فی الطریق علی طول الطریق ان لم یکن بین الامام وبین من خلفه فی الطریق مقدار ما یمر فیه العجلة جازت صلوتهم	
	وکذا فیما بین الصف الاول والثانی الی اخر الصفوف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر ما یسع فیه صفین	کذا فی الخلاصة
۵	وفی مصلی العید الفاصل لا یمنع الاقتداء وان کان یسع فیه الصفین او اکثر	کذا فی الخلاصة
۶	وفی المتخذ لصلوة الجنازة اختلاف المشائخ رح وفی النوازل جعله کالمسجد	کذا فی الخلاصة
۱۶۱-	**نهر عظیم** تعداد شق ۳	
۱	(ومنها نهر عظیم) لا یمکن العبور عنه الا بالعلاج کالقنطرة وغیرها	هکذا فی شرح الطحاوی

[1] یعنی اس راستہ سے گاڑی وغیرہ گذر سکتی ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۵۴۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
	چوتھی فصل ان امور کا بیان جنکی وجہ سے اقتدا صحیح نہیں اور اور جنکی وجہ سے صحیح ہے	
	دفعات ۱۶۰ تا ۱۶۳ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۳	
	تین امور ایسے ہیں کہ انکی وجہ سے اقتداء صحیح نہیں ہوتی	
۱۶۰	**اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع امور میں سے ایک عام راستہ ہے** اور اسمیں ۶ شقیں ہیں	
۱	(ا) اقتدا صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک ایسا عام راستہ ہے جسپر گاڑیاں اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور گذریں۔	شرح طحاوی
	(ب) اگر امام اور مقتدی کے درمیان راستہ ہو تو اگر وہ تنگ ہو جسمیں سے گاڑی اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور نہ گذرتے ہوں[۵۱] تو ایسا راستہ اقتداء کے لئے مانع نہ ہوگا۔ اور اگر راستہ کشادہ ہو جس میں سے گاڑی اور بوجھ سے لدے ہوئے جانور گذرتے ہوں تو ایسا راستہ اقتداء کے لئے مانع ہوگا	قاضیخان وخلاصہ
	(ج) اقتداء کیلئے ممانعت کا یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جبکہ نمازیوں کی صفیں راستہ کی جگہ پر (خلاء کی وجہ سے) ملی ہوئی نہ ہوں اور اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو پھر اقتداء منع نہ ہوگی	محیط
۲	(ا) سڑک پر ایک نمازی کے کھڑے ہوجانے کی وجہ سے صفیں مل جانے کا حکم لاگو نہیں ہوتا	
	(ب) اور (سڑک پر) تین نمازی کھڑے ہوں تو صفیں مل جانے کا حکم لاگو ہوتا ہے اس پر اتفاق ہے	
	(ج) اور (سڑک پر) دو نمازیوں کے کھڑا ہونے کی صورت میں صفیں ملی ہوئی قرار پانے کے متعلق اختلاف ہے امام ابو یوسف رح کے ہاں صفیں مل جانے کا حکم ہوجاتا ہے اور امام محمد رح کے ہاں نہیں ہوتا[۵۲]	محیط
۳	اگر امام راستہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کے پیچھے راستہ کی لمبائی پر صفیں باندھیں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر امام اور اس کے پیچھے راستہ والی صف میں اتنا فاصلہ نہیں ہے کہ اس میں سے گاڑی گذر جائے تو انکی نماز جائز ہے۔ اسی طرح یہی حکم پہلی اور اور دوسری صف کے درمیانی فاصلہ کے لئے ہے اور یہی حکم آخری صفوں تک کے لئے ہے۔	قاضیخان
۴	بیابان میں دو صفوں کی گنجائش جتنا فاصلہ اقتداء کے لئے مانع ہے	خلاصہ
۵	عیدگاہ میں فاصلہ خواہ دو صفوں کی گنجائش جتنا ہو یا اس سے زیادہ ہو اقتداء کیلئے مانع نہیں ہے	خلاصہ
۶	جنازگاہ میں (اقتداء کے لئے مانع فاصلہ کے متعلق) مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ نوازل میں اسکا حکم مسجد کے حکم کی طرح بیان کیا ہے۔	خلاصہ
۱۶۱	**امام اور مقتدی کے درمیان بڑی نہر ہونا** اسمیں ۳ شقیں ہیں	
۱	اقتداء صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک بڑی نہر ہے اور بڑی نہر وہ ہے کہ جسے کسی پل وغیرہ کی تدبیر	

[۵۲] جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۱/۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع	حوالہ
۱۶۱		
۲	فان کان بینه وبین الامام نهر کبیر یجری فیه السفن والزوارق یمنع الاقتداء	
	وان کان صغیرا لا تجری فیه لا یمنع الاقتداء هو المختار	هکذا فی الخلاصة
	وهو الصحیح	کذا فی جواهر الاخلاطی
	وکذا لو کان فی المسجد الجامع	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	وان کان علی النهر جسر وعلیه صفوف متصلة لا یمنع صحة الاقتداء لمن کان خلف النهر وللثلاثة حکم الصف بالاجماع ولیس للواحد حکم الصف بالاجماع وفی المثنی اختلاف علی ما مر فی الطریق	هکذا فی المحیط
۳	ان کان بینهما برکة اوحوض ان کان بحال لو وقعت النجاسة فی جانب یتنجس الجانب الاخر لا یمنع الاقتداء	
	وان کان لا یتنجس یمنع الاقتداء	هکذا فی المحیط

۱۶۲۔ صف تام من النساء   تعداد شق ۱۴

۱	(ومنها صف تام من النساء)	هکذا فی شرح الطحاوی
۲	اذا کان صف تام من النساء خلف الامام ووراءهن صفوف من الرجال فسدت صلوة تلک الصفوف کلها استحسانا	کذا فی المحیط
۳	قوم صلوا علی ظهر ظلة فی المسجد وتحتهم قدامهم نساء او طریق لا تجوز صلوتهم فان کن ثلاثا فی ظاهر الروایة تفسد صلوة ثلاثة من الرجال الی آخر الصفوف وتجوز صلوة الباقین	
	وان کن صفا واحدا تفسد صلوة الکل	
	وان کان الذین فوق الظلة بحذائهم من تحتهم نساء جازت صلوة من کان علی الظلة	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل مسائل التقدم

لے یعنی چل سکتی ہوں جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ ای یمکن ذلک الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۷ (مترجم)

لے حوض یا گڑھے میں نجاست کا اثر ایک طرف سے دوسری طرف پہنچنے کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۶ تا ۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۱	کے بغیر عبور کرنا ممکن نہ ہو	شرح طحاوی
۲	(۱) پس اگر مقتدی اور امام کے درمیان ایسی بڑی نہر ہو جس میں کشتیاں اور ڈونگے (چھوٹی کشتیاں) چلیں[۱] تو ایسی نہر اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع ہوگی۔ (ب) اور اگر وہ نہر چھوٹی ہو جسمیں کشتیاں اور ڈونگے نہ چلتے ہوں تو وہ اقتدا صحیح ہونے کیلئے مانع نہ ہوگی۔ یہی حکم مختار ہے	خلاصہ
	(ج) اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے	جواہر اخلاطی
	(د) اور اسی طرح یہی حکم (مذکورہ ۲ ا ب / ۱۶۱) اس صورت میں ہے جبکہ کسی جامع مسجد میں نہر ہو	قاضیخان
	(ہ) اور اگر (بڑی) نہر پر پل ہو اور اسپر صفیں ملی ہوئی ہوں تو پھر جو شخص نہر کے اس پار ہے اس کے لئے وہ نہر اقتداء صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے۔ تین نمازیوں کیلئے ایک صف کا حکم لاگو ہو جاتا ہے اسپر اجماع ہے۔ اور ایک نمازی پر ایک صف کا حکم لاگو نہیں ہوتا اس پر بھی اجماع ہے۔ اور دو نمازیوں کے متعلق اختلاف ہے جیسا کہ راستے کے حکم (۲ ب / ۱۶۰) میں گذرا ہے۔	محیط
۳	(۱) اگر مقتدی اور امام کے درمیان جوہڑ یا حوض ہو تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ایسا ہے کہ اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو اسکی دوسری طرف ناپاک قرار پاتی ہے تو ایسا (جوہڑ یا حوض) اقتداء صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے (ب) اور اگر وہ ایسا ہے کہ اس کے ایک طرف نجاست گرنے سے اسکی دوسری طرف ناپاک نہیں قرار پاتی تو پھر ایسا (جوہڑ یا حوض) اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع ہے[۲]	محیط

۱۶۲۔ امام اور مقتدی کے درمیان عورتوں کی پوری صف ہونا اور اسمیں ۱۴ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	اقتدا صحیح ہونے کیلئے تین مانع امور میں سے ایک عورتوں کی پوری صف ہے	شرح طحاوی
۲	اگر عورتوں کی پوری صف امام کے پیچھے ہو اور ان کے پیچھے مردوں کی صفیں ہوں تو ان صفوں والے تمام مردوں کی نماز از روئے استحسان فاسد قرار پائیگی	محیط
۳	(۱) کچھ لوگ مسجد میں سائبان (چبوترہ) کی چھت پر نماز پڑھتے ہوں اور ان کے نیچے ان سے آگے عورتیں ہیں یا (اقتدا کیلئے مانع) راستہ ہے تو ان لوگوں کی نماز جائز نہ ہوگی۔ پس اگر وہ عورتیں (مثلاً) تین تھیں تو ظاہر روایت کے مطابق ان مردوں میں سے آخری صفوں تک تین شخصوں کی نماز فاسد ہوگی اور باقی لوگوں کی نماز جائز ہوگی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) عورتوں کی ایک پوری صف ہو تو (ان کے پیچھے کے) ان سب مردوں کی نماز فاسد ہوگی۔ (ج) اور اگر وہ لوگ جو سائبان (چبوترہ) کے اوپر ہیں ان کے مقابل میں ان کے نیچے عورتیں ہوں تو سائبان والوں کی نماز جائز ہوگی۔	قاضیخان

[۲] ایک یا دو عورتوں کی صورت میں حکم ۱۳ تا ۱۵ / ۱۶۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع	حوالہ
۱۶۲ ۴	و فی فوائد الشیخ الزاهد ابی الحسن الرستغفنی[1] اذا کان فی المسجد رف و علی الرف صف من النساء قتدین بالامام و تحت الرف صفوف من الرجال هل تفسد صلوة من وقف خلف النساء قال لا تفسد	کذا فی المحیط
۵	امام یصلی برجال و نساء و صف النساء بحذاء صف الرجال تفسد صلوة رجل واحد الذی بین الرجال و النساء و صار ذلك كسترة او حائط بینهم و بینهن الا یری لو کان بین صف النساء و صف[3] الرجال سترة قدر مؤخر الرحل کان ذلك سترة للرجال ولا تفسد صلوة واحد منهم وکذلك لو كان بینهم حائط قدر الذراع و ان کان اقل من ذلك لایکون سترة فان کانت النساء من فوق ذلك الحائط الذی هو قدر الذراع فلیس بسترة وان کان قدر قامة فهو سترة لمن کان علی الارض من الرجال ولایکون سترة لمن کان علی الحائط	کذا فی المحیط
۶	اذا کان بینهما حائط لا یصح الاقتداء ان کان كبيرا یمنع المقتدی الوصول الی الامام لو قصد الوصول الیه اشتبه علیه حال الامام او لم یشتبه و یصح ان کان صغیرا لا یمنع او کبیرا و له ثقب لا یمنع الوصول وکذا اذا کان الثقب صغیرا یمنع الوصول الیه لکن لا یشتبه علیه حال الامام سماعا او رؤیة هو الصحیح و اما اذا کان الحائط صغیرا یمنع ولکن لایخفی حال الامام فمنهم من قال یصح الاقتداء و هو الصحیح	کذا فی الذخیرة هکذا فی المحیط
۷	وان کان فی الحائط باب مسدود قیل لا یصح الاقتداء لانه یمنعه من الوصول	

[1] وہ چوڑی لکڑی جس کے دونوں سرے دیوار میں رکھ کر اس پر سامان رکھتے ہیں اسے رف کہتے ہیں۔ منتہی الادب ج ۱ ص ۳۲۷ (مترجم) [2] حذا یعنی برابر ہونا نہ آگے نہ پیچھے بلکہ دائیں یا بائیں طرف ساتھ ہونا (مترجم) [3] فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ امیریہ مصری میں یہ عبارت یوں تھی۔ صف النساء صف الرجال الخ اور فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ میمنیہ مصری میں یہ عبارت یوں تھی صف النساء وصف الرجال الخ چونکہ مفہوم کے لحاظ سے نسخہ میمنیہ کی عبارت

دفعات	دستی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۲	۴	فوائد شیخ زاہد ابوالحسن رستغفنی رح میں ہے کہ مسجد میں چھتہ[1] ہو اور اس چھتہ پر عورتوں کی صف ہو جنہوں نے امام سے اقتداء کی ہے اور چھتہ کے نیچے مردوں کی صفیں ہوں تو جو لوگ عورتوں کے پیچھے کھڑے ہیں کیا ان کی نماز فاسد ہو جائیگی تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں	محیط
	۵	(د) ایک امام مردوں اور عورتوں کو نماز پڑھا رہا ہے اور عورتوں کی صف مردوں کی صف[2] کے برابر ہے تو (اس صورت میں) اس ایک آدمی کی نماز فاسد ہو جائیگی جو مردوں اور عورتوں کے درمیان ہے اور وہ آدمی یوں قرار پائے گا کہ گویا وہ ان عورتوں اور مردوں کے درمیان سترہ (پردہ کی چیز) یا دیوار ہے۔ (ب) کیا نہیں دیکھا جاتا کہ اگر (مذکورہ صورت میں) عورتوں اور مردوں کی صف کے درمیان کوئی سترہ (پردہ کی چیز) اس لکڑی کے بقدر رہو جو اونٹ کے کجاوہ میں پچھلی طرف لگی ہوتی ہے تو وہ مردوں کے لئے سترہ (پردہ) قرار پائے گی اور ان مردوں میں سے کسی کی بھی نماز فاسد نہ ہوگی (ج) اسی طرح اگر ان (مردوں اور عورتوں) کے درمیان ایک (شرعی) گز کے بقدر (اونچی) دیوار ہو تو وہ بھی سترہ (پردہ) قرار پائے گی اور اگر وہ دیوار ایک (شرعی) گز سے کم ہو تو وہ سترہ نہ قرار پائے گی (د) پس اگر وہ عورتیں اس دیوار سے اوپر ہوں جو دیوار (شرعی) گز بھر ہے تو وہ دیوار سترہ نہ قرار پائے گی (س) اور اگر وہ دیوار آدمی کے قد جتنی ہو تو وہ ان مردوں کے لئے سترہ (پردہ) قرار پائے گی جو زمین پر ہیں اور وہ دیوار ان مردوں کیلئے سترہ نہ قرار پائیگی جو دیوار پر ہیں	محیط
	۶	(د) اگر ان دونوں (مقتدی اور امام) کے درمیان دیوار (حائل) ہو تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ دیوار اتنی بڑی ہے کہ مقتدی امام کی طرف پہنچنا چاہے تو وہ دیوار مانع (رکاوٹ) ہوتی ہے تو (اس صورت میں) اقتداء صحیح نہیں ہوگی خواہ امام کا حال مقتدی پر مشتبہ (غیر واضح) ہے یا نہیں ہے	ذخیرہ
		(ب) اور اگر وہ دیوار چھوٹی ہے (امام تک پہنچنے کیلئے) مانع نہیں ہوتی ہے تو (اس صورت میں) اقتداء صحیح ہوگی اور اگر دیوار بڑی ہے اور اس میں ایسا سوراخ ہے جو امام تک پہنچنے کے لئے مانع نہیں ہوتا تو (پھر اس صورت میں بھی) اقتداء صحیح ہوگی۔ (ج) اسی طرح اس صورت میں بھی اقتداء صحیح ہوگی جبکہ سوراخ ایسا چھوٹا ہو جو امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہو لیکن امام کا حال سننے[4] یا دیکھنے کی وجہ سے مشتبہ نہیں ہوتا۔ یہی حکم صحیح ہے[5]	
		(د) اور اگر دیوار چھوٹی ہے جو امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہے لیکن امام کا حال پوشیدہ نہیں رہتا تو بعض (اہل علم) نے کہا ہے کہ (اس صورت میں) اقتداء صحیح ہوگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	محیط
	۷	(د) اگر (مقتدی اور امام کے درمیان) دیوار میں دروازہ ہے جو بند ہے تو بعض کا قول ہے کہ (اس صورت میں) اقتداء صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ بند دروازہ امام تک پہنچنے کیلئے مانع ہوتا ہے۔	

درست تھی لہٰذا وہی درج ہے (مترجم) [4] سننے سے مراد عام ہے کہ امام کی آواز سنے یا مکبر کی آواز سنے اور دیکھنا بھی سننے کے حکم کیطرح ہونا چاہیئے خواہ امام کو دیکھے یا کسی مقتدی کو دیکھے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۵ (مترجم) [5] ۶ د/۱۶۲ میں بڑی اور مانع دیوار کا ذکر ہے جس میں سوراخ کا ذکر نہیں ہے اور ۶ ج/۱۶۲ میں ایسی دیوار کا ذکر ہے جس میں سوراخ موجود ہو البتہ چھوٹا ہے اور ۶ د/۱۶۲ میں چھوٹی اور مانع دیوار کا ذکر ہے۔ ان مختلف صورتوں کیلئے احکام بھی مختلف ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع	حواله
١٦٢	وقیل یصح لان وضع الباب للوصول فیکون المسد وذلک المفتوح	هكذا في محيط السرخسي
٨	والمسجد وان كبر لا يمنع الفاصل فيه	كذا في الوجيز للكردري
٩	ولو اقتدى بالامام في اقصى المسجد والامام في المحراب فانه يجوز	كذا في شرح الطحاوي
١٠	وان قام على سطح داره المتصل بالمسجد لا يصح اقتداءه[2] وان كان لا يشتبه عليه حال الامام	كذا في فتاوى قاضيخان والخلاصة
	وهو الصحيح الا اذا كان على رأس حائط المسجد	كذا في محيط السرخسي
١١	وان قام على الجدار الذي بين داره وبين المسجد ولا يشتبه حال الامام صح الاقتداء	
	ولو قام على دكان خارج المسجد متصل بالمسجد يجوز الاقتداء لكن بشرط اتصال الصفوف	كذا في الخلاصة
١٣	ويجوز اقتداء جار المسجد بامام المسجد وهو في بيته اذا لم يكن بينه وبين المسجد طريق عام وان كان طريق عام ولكن سدته الصفوف جاز الاقتداء لمن في بيته بامام المسجد	كذا في التتارخانية ناقلا عن الحجة
١٣	ولو قام على سطح المسجد واقتدى بامام المسجد ان كان للسطح باب في المسجد ولا يشتبه عليه حال الامام يصح الاقتداء	
	وان اشتبه عليه حال الامام لا يصح	كذا في فتاوى قاضيخان
١٤	وان لم يكن له باب في المسجد لكن لا يشتبه عليه حال الامام صح الاقتداء ايضا	
	وكذا لو قام في المئذنة مقتديا بامام المسجد	كذا في الخلاصة

[1] اور مسجد میں اگر بڑی نہر ہو تو اس صورت میں حکم نمبر ٢/١٦١ ملاحظہ ہو۔ نیز اس حکم کی بناء پر مسجد کے اندر اتحاد مکان کی وجہ سے اتصال صفوف نہ ہونے کے باوجود اقتداء کا جواز ہے۔ مگر مسجد کے اندر بھی اتصال صفوف ہونا چاہیئے تاکہ نماز بکمالہ ادا ہو اور حکم نمبر ١٣/١٦٣ ، ١٨ کا تقاضا پورا ہو۔ نیز جس طرح بموجب نمبر ٢/١٦٠ صحرا (فلوات) میں دو صفوں کے بقدر یا اس سے زیادہ کا خلاء مانع اقتداء ہے اسی طرح بموجب حکم فتاوی شامیہ اور فتاوی بزازیہ بہت بڑی مسجد میں بھی دو صفوں کے بقدر خلاء مانع اقتداء ہے۔ جیساکہ جامع قدیم خوارزم جس کی چوتھائی میں چار ہزار ستون تھے اور جیساکہ جامع القدس الشریف جو کہ مسجد الاقصی۔ الصخرہ اور البیضاء پر مشتمل ہے الدر المختار مع رد المحتار ج ۱ صـ۵۴۷ و بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۴ صـ۵۵ (مترجم) [2] قاضیخان کی اصل عبارت یوں ہے وان قام علی سطح دارہ ودارہ متصلة بالمسجد لا یصح اقتداءہ الخ قاضیخان علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۱ صـ۹۴ چنانچہ ترجمہ میں اسی عبارت کی رعایت رکھی گئی ہے۔ نیز قاضیخان میں اس صورت میں اقتداء صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مسجد اور متصل حویلی کی چھت کے درمیان والی چیز (یعنی حویلی کا صحن) زیادہ فاصلہ ہے جس سے مکان مختلف ہوگیا۔ ماخوذ از

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چوتھی فصل اقتداء صحیح ہونے کیلئے مانع اور غیر مانع امور کا بیان	حوالہ
۱۶۲	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ اقتدا صحیح ہو گی اسلئے کہ دروازہ پہنچنے کیلئے ہی بنایا گیا ہے پس دروازہ بند ہونے کی حالت میں بھی کھلے ہوتے ہونے کے حکم میں ہوگا	محیط سرخسی
۸	مسجد خواہ بڑی ہو اس میں فاصلہ اقتداء کے لئے مانع نہیں ہوتا [۱]	وجیز للکردری
۹	اگر کسی نے مسجد کے کنارے پر (سے) امام کی اقتداء کی اور امام محراب میں ہے تو یہ اقتداء جائز ہو گی	شرح طحاوی
۱۰	(و) اگر کوئی شخص اپنی اس حویلی کی چھت پر کھڑا ہوا جو مسجد سے ملی ہوئی ہے تو (وہاں سے) اسکی اقتداء صحیح نہ ہو گی اگرچہ امام کا حال اس پر مشتبہ نہ ہوتا ہو [۲]	قاضیخان۔ خلاصہ محیط سرخسی
	(ب) یہی حکم صحیح ہے لیکن اگر وہ (مقتدی) مسجد کی دیوار کے اوپر تھا تو پھر اسکی اقتداء صحیح ہے	
۱۱	(د) اگر کوئی شخص ایسی دیوار پر کھڑا ہو جو اسکی حویلی اور مسجد کے درمیان ہے اور (وہاں) سے امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا [۳] تو اقتداء صحیح ہے	
	(ب) اگر کوئی شخص ایسے چبوترہ (دکان) پر کھڑا ہوا جو مسجد سے باہر (مگر) مسجد سے ملا ہوا ہے تو (وہاں سے) اس شرط پر اقتداء جائز ہو گی کہ صفیں ملی ہوئی ہوں	خلاصہ
۱۲	(د) مسجد کے پڑوس میں رہنے والا اپنے گھر میں سے مسجد کے امام کی اقتداء کرلے تو (یہ اقتداء) جائز ہو گی جبکہ اس کے اور مسجد کے درمیان کوئی عام راستہ نہ ہو [۴] (ب) اور اگر عام راستہ تھا مگر صفوں کی وجہ سے بند ہو گیا تو جو شخص اپنے گھر میں ہے اس کیلئے (وہاں سے) مسجد کے امام کی اقتداء کرنا جائز ہے	تتارخانیہ
۱۳	(د) اگر کوئی شخص مسجد کی چھت پر کھڑا ہوا اور اس نے مسجد (کے اندر) کے امام کی اقتداء کی تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر مسجد میں چھت کے لئے دروازہ ہو اور اس پر امام کا حال مشتبہ نہ ہوتا ہو تو اقتداء صحیح ہو گی	
	(ب) اور اگر اسپر امام کا حال مشتبہ ہوتا ہو تو (پھر) اقتداء صحیح نہ ہو گی	قاضیخان
۱۴	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مسجد میں چھت کیلئے دروازہ نہیں ہے مگر اس پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہوتا تو (وہاں سے) بھی اسکی اقتداء صحیح ہے	
	(ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ اذان کی جگہ میں کھڑا ہوا اور (وہاں سے) مسجد کے امام کی اقتداء کی۔	خلاصہ

فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۹۲ و درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۹ اور ردالمحتار میں بحوالہ بدائع لکھا ہے کہ اگر کسی نے مسجد کے ساتھ متصل چھت پر سے اقتداء کی اور درمیان میں راستہ نہیں اور امام کا حال مشتبہ بھی نہیں ہوتا تو ہمارے ہاں یہ اقتداء صحیح ہے۔ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۹ (مترجم)

[۳] امام کا حال مشتبہ نہ ہونے کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۶۲ اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] اس لئے کہ (اس صورت میں) مسجد کے ساتھ والے گھر اور مسجد کے درمیان آنے والی چیز سوائے دیوار کے نہیں ہے پس مکان مختلف نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں اگر امام کا حال مشتبہ ہو تو پھر اقتداء جائز نہیں ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۹۲ اور امام کا حال مشتبہ ہونے اور نہ ہونیکی وضاحت حکم ۶/۱۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام المأموم	حوالہ
	# الفصل الخامس فی بیان مقام الامام المأموم دفعات ۱۶۳ تا ۱۶۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۵	
	## ۱۶۳ - مقام الامام والمأموم — تعداد شق ۱۹	
۱	اذا کان مع الامام رجل واحد او صبي یعقل الصلوة قام عن یمینه وهو المختار ولا یتأخر عن الامام فی ظاهر الروایة	هکذا فی المحیط
۲	ولو وقف علی یساره جاز وقد اساء[1]	کذا فی محیط السرخسی
۳	ولو وقف خلفه جاز ولم یذکر محمدؒ الکراهیة نصا واختلف المشائخؒ فیه قال بعضهم یکره هو الصحیح	هکذا فی البدائع
۴	واذا کان معه اثنان قاما خلفه وکذلك اذا کان احدهما صبیا	کذا فی المحیط
۵	وان کان معه رجل وامرأة اقام الرجل عن یمینه والمرأة خلفه وان کان رجلان وامرأة اقام الرجلین خلفه والمرأة ورأهما	کذا فی المحیط
۶	وان کان معه رجلان وقام الامام وسطهما فصلوتهم جائزة	کذا فی المحیط
۷	رجلان صلیا فی الصحراء وائتم احدهما بالاخر وقام عن یمین الامام فجأ ثالث وجذب المؤتم الی نفسه قبل ان یکبر للافتتاح حکی عن الشیخ الامام ابی بکر طرخانؒ انه لا تفسد صلوة المؤتم جذبه الثالث الی نفسه قبل التکبیر او بعده	کذا فی المحیط
۸	وفی الفتاوی العتابیة هو الصحیح	کذا فی التاتارخانیة
۹	رجلان ام احدهما صاحبه فی فلاة من الارض فجأ ثالث ودخل فی صلوتهما فتقدم حتی جاوز موضع سجوده مقدار ما یکون بین الصف الاول وبین الامام لا تفسد صلوته وان جاوز موضع سجوده	کذا فی المحیط

[1] اساء یعنی برائی کی۔ یہاں اس لفظ کے متعلق درمختار میں ہے کہ قالوا الاساءة ادون من الکراهة اور ردالمحتار میں ہے کہ اسکا مفہوم مکروہ تحریمی کے نیچے اور مکروہ تنزیہی کے اوپر ہے

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ کا بیان	حوالہ
	# پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونیکی جگہ کا بیان دفعات ۱۶۳ تا ۱۶۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۵	
۱۶۳-	**امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ** اور اسمیں ۱۹ شقیں ہیں	
۱	(ا) جب امام کے ساتھ ایک آدمی ہو یا ایک ایسا لڑکا ہو جو نماز کی سوجھ بوجھ رکھتا ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ یہی حکم مختار ہے (ب) اور وہ (آدمی یا لڑکا) ظاہر روایت کے بموجب امام سے پیچھے نہ رہے	محیط
۲	اور اگر وہ (آدمی یا لڑکا) امام کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو جائز ہے مگر اس نے برائی کی ہے ف۱	محیط سرخسی
۳	(ا) اور اگر وہ (آدمی یا لڑکا) امام کے پیچھے کھڑا ہوا تو جائز ہے (ب) امام محمدؒ نے کراہیت کو صاف طور پر ذکر نہیں کیا۔ (ج) مشائخ رحمنے اس کے حکم میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ (ایک آدمی یا لڑکے کا پیچھے کھڑا ہونا) مکروہ ہوتا ہے یہی حکم صحیح ہے	بدائع
۴	اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ ان دونوں میں سے ایک لڑکا ہو	محیط
۵	(ا) اور اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو تو امام اس مرد کو اپنے دائیں طرف کھڑا کرے اور عورت کو اپنے پیچھے کھڑا کرے (ب) اور اگر (امام کے ساتھ) دو مرد اور ایک عورت ہو تو امام ان دونوں مردوں کو اپنے پیچھے کھڑا کرے اور عورت کو ان دونوں کے پیچھے کھڑا کرے	محیط
۶	اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں اور امام (ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کھڑا کرکے) ان دونوں کے درمیان کھڑا ہو تو انکی نماز جائز ہو جائیگی۔	محیط
۷	دو آدمیوں نے صحرا میں نماز پڑھی ایک نے دوسرے کی اقتدا کی اور امام کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر تیسرا آدمی آیا اور اس نے خود تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے مقتدی کو اپنی طرف (پیچھے لانے کے لئے) کھینچا تو شیخ امام ابوبکر طرخانؒ سے منقول ہے کہ اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد نہ ہو گی خواہ تیسرے آدمی نے اسے اپنی طرف اپنی تکبیر تحریمہ سے پہلے کھینچا یا تکبیر تحریمہ کے بعد کھینچا۔	محیط
۸	اور فتاوی عتابیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۹	بیابان سرزمین میں دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کی امامت کی۔ پھر (جب) تیسرا شخص آیا اور ان کی نماز میں شامل ہوا تو وہ (امام) آگے ہو گیا حتی کہ اپنے سجدہ والی جگہ سے گذر گیا۔ اس کے فاصلہ کی مقدار اتنی ہے جتنی کہ پہلی صف اور امام کے درمیان فاصلہ کی مقدار ہوتی ہے۔ تو اسکی نماز فاسد نہ ہو گی خواہ وہ اپنے سجدہ والی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔ ف۲	محیط

نیز اس کے متعلق حکم ۱۵۰/۲۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ف۲ بیابان میں اقتداء کے لئے مانع فاصلہ کی مقدار کے متعلق حکم ۱۶۰/۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الخامس فی الامامة — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام الماموم	حوالہ
۱۶۳	۱۰	ولو اجتمع الرجال والصبیان والخناثی والاناث والصبیات المراهقات یقوم الرجال اقصی ما یلی الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم الاناث ثم الصبیات المراهقات	کذا فی شرح الطحاوی
	۱۱	وکرہ لهن حضور الجماعة الا للعجوز فی الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی الکراهة فی کل الصلوات لظهور الفساد	کذا فی الکافی
	۱۲	وهو المختار	کذا فی التبیین
	۱۳	وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبهم فی الصفوف	کذا فی البحر الرائق
	۱۴	ولا بأس ان یأمرهم الامام بذلك	کذا فی البحر الرائق
	۱۵	وینبغی للامام ان یقف بازاء الوسط فان وقف فی میمنة الوسط او فی میسرته فقد اساء[1] لمخالفة السنة	هکذا فی التبیین
	۱۶	وینبغی ان یکون بحذاء الامام من هو افضل	کذا فی شرح الطحاوی
	۱۷	والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث	کذا فی القنیة
	۱۸	وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الصف الثانی یخرق الصف الثانی	کذا فی القنیة
	۱۹	وافضل مکان المأموم حیث یکون اقرب الی الامام فان تساوت المواضع ففی یمین الامام وهو الاحسن	هکذا فی المحیط

۱۶۴۔ محاذاة المرأة الرجل تعداد شق ۱۶

دفعات وشق نمبر			حوالہ
	۱	محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلوته۔ ولها شرائط	کذا فی التبیین
	۲	(منها) ان تکون المحاذیة مشتهاة[2] تصلح للجماع ولاعبرة للسن وهو الاصح	کذا فی التبیین
		حتی لو کانت صبیة لا تشتهی وهی تعقل الصلوۃ فحاذت لا تفسد صلوته	کذا فی الکافی

[1] اساء یعنی برائی کی اس کے متعلق حکم ۲/۱۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] مشتہات۔ ایسی عورت جس کی طرف رغبت۔ چاہت اور خواہش کی جائے۔ ماخوذ از

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب[1] امامت کے احکام — پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ کا بیان	حوالہ
۱۶۳ ۱۰	اگر (امام کی نماز میں) مرد۔ لڑکے۔ ہیجڑے۔ عورتیں۔ اور بلوغت کے قریب لڑکیاں جمع ہو جائیں تو مرد امام کے انتہائی قریب (والی صف میں) کھڑے ہوں پھر ان کے پیچھے لڑکے پھر ان کے پیچھے ہیجڑے پھر ان کے پیچھے عورتیں پھر ان کے پیچھے بلوغت کے قریب لڑکیاں کھڑی ہوں۔	شرح طحاوی
۱۱	(ا) عورتوں کے لئے مکروہ ہے کہ وہ نماز باجماعت میں حاضر ہوں۔ مگر بوڑھی عورت کیلئے صبح۔ مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت میں حاضر ہونا مکروہ نہیں ہے (ب) اور اس زمانہ میں خرابیوں کے ظاہر ہونے کی بناء پر فتوی اس پر ہے کہ (عورتوں کے لئے) سب نمازوں کی جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے	کافی
۱۲	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے	تبیین
۱۳	(ا) لوگوں کو چاہیئے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو وہ ملکر کھڑے ہوں وہ درمیان کے فاصلہ کو بند کر لیں اور صفیں کندھوں سے برابر کر لیں	بحر رائق
۱۴	اسمیں کچھ حرج نہیں کہ امام لوگوں کو صفیں سیدھی کر لینے کا حکم دے	بحر رائق
۱۵	امام کو چاہیئے کہ وہ صف کے درمیان کے سامنے کھڑا ہو اور اگر وہ درمیانی جگہ سے دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑا ہوا تو اس نے برائی[1] کی کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے	تبیین
۱۶	(صف میں) امام کی سیدھ میں وہ شخص ہونا چاہیئے جو جماعت میں افضل ہے	شرح طحاوی
۱۷	(ا) پہلی صف میں کھڑا ہونا دوسری صف میں کھڑا ہونیسے افضل ہے (ب) اور دوسری صف میں کھڑا ہونا تیسری صف میں کھڑا ہونیسے افضل ہے	قنیہ
۱۸	اگر کسی نے پہلی صف میں جگہ پائی اور دوسری صف میں خالی جگہ نہ تھی تو وہ دوسری صف کو چیر لے (اور پہلی صف میں چلا جائے)	قنیہ
۱۹	(ا) مقتدی کے لئے زیادہ فضیلت والی جگہ وہ ہے جو امام سے زیادہ قریب ہو (ب) اگر کئی مقام امام سے قریب ہونے میں برابر ہوں تو امام کے دائیں طرف (کھڑا) ہو یہی زیادہ اچھا ہے	محیط
۱۶۴	**نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا** اور اسمیں ۱۶ شقیں ہیں	
۱	(نماز میں) عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مرد کی نماز فاسد کر دیتا ہے اور اس (حکم کے لاگو ہونے) کی کچھ شرطیں ہیں	تبیین
۲	(ا) محاذات (نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونے) کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مرد کے برابر کھڑا ہونے والی عورت مشتہات[2] اور قابل جماع ہو اور اس میں عمر کا اعتبار نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے	تبیین
	(ب) حتی کہ اگر وہ ایسی لڑکی ہے جس کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور وہ نماز کی سوجھ بوجھ رکھتی ہے جب وہ مرد کے برابر کھڑی ہوتی تو (اس صورت میں) مرد کی نماز فاسد نہ ہو گی	کافی

[1] منتہی الارب ج۱ صـ۲۲۶ [2] نیز مشتہات خواہ زمانہ حال میں ہو یا زمانہ ماضی میں ہو جیسا بڑھیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج۱ صـ۵۳۶ اور جیساکہ حکم ۱۲/۱۶۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم	حوالہ
۱۶۴ ۳	(ومنها) ان تكون الصلوة مطلقة وهى التى لها ركوع وسجود وان كان يصليان بالايماء	كذا فى التبيين
۴	(ومنها) ان تكون الصلوة مشتركة تحريمة[۱] واداء ونعنى بالشركة تحريمة ان يكونا بانيان تحريمتهما على تحريمة الامام حقيقة ونعنى بالشركة اداء ان يكون لهما امام فيما يؤديان تحقيقا او تقديرا فالمدرك بان تحريمته على تحريمة الامام وبان اداءه على ادائه حقيقة واللاحق بان تحريمته على تحريمة الامام حقيقة وبان اداءه فيما يقضيه على اداء الامام تقديرا والمسبوق بان فى حق التحريمة منفرد فيما يقضيه فلو حاذت الرجل المرأة فيما يقضيان لا تفسد صلوته	كذا فى التبيين
۵	(ومنها) ان يكونا فى مكان واحد حتى لو كان الرجل على الدكان والمرأة على الارض والدكان مثل قامة الرجل لا تفسد صلوته	هكذا فى الكافى
۶	(ومنها) ان يكونا بلا حائل حتى لو كانا[۲] فى مكان متحد بان كانا على الارض او على الدكان الا ان بينهما اسطوانة لا تفسد صلوته وادنى الحائل قدر مؤخر الرحل وغلظه غلظ الاصبع والفرجة تقوم مقام الحائل وادناه قدر ما يقوم فيه الرجل	هكذا فى الكافى كذا فى التبيين
۷	(ومنها) ان تكون ممن تصح منها الصلوة حتى ان المجنونة اذا حاذته لا تفسد صلوته	كذا فى الكافى

۱ تحریمہ یعنی تکبیر تحریمہ جس سے نماز شروع کی جاتی ہے۔ جس کا ذکر حکم نمبر ۱۱۳ میں ہے۔ (مترجم)

۲ نسخہ امیریہ مصری میں عبارت یوں تھی "حتی لو کان" اور نسخہ مصطفائی ہندی میں یہ عبارت یوں تھی - "حتی لو کانا" چونکہ

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونیکی جگہ کا بیان	حوالہ
- ۱۶۴	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مطلق نماز ہو اور وہ ایسی نماز ہے جس میں رکوع اور سجود ہوتے ہیں۔ خواہ وہ دونوں اشارہ سے ہی نماز پڑھ رہے ہوں	تبیین
۴	(ا) محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان دونوں کی نماز تحریمہ میں اور ادا کرنے میں مشترک ہو۔ تحریمہ میں مشترک ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی تحریمہ[1] حقیقتاً امام کی تحریمہ پر ہو اور ادا میں مشترک ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو نماز وہ ادا کر رہے ہیں اس میں ان دونوں کے لئے ایک ہی امام ہو خواہ حقیقتاً ہو یا تقدیراً ہو (ب) پس مدرک (اول سے آخر تک ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا) اپنی تحریمہ امام کی تحریمہ پر بنا کرنیوالا ہے اور اسکا نماز ادا کرنا امام کی ادا کے ساتھ ہے یہ حقیقتاً (تحریمہ اور ادا میں مشترک) ہے اور لاحق اپنی تحریمہ امام کی تحریمہ پر حقیقتاً بنا کرنیوالا ہے۔ (پس وہ تحریمہ میں امام کے ساتھ حقیقتاً مشترک ہے) اور لاحق (اپنی کھوئی ہوئی) جو نماز امام کے بعد پڑھتا ہے۔ اس میں وہ امام کی ادا نماز پر تقدیراً بنا کرنیوالا ہے (پس وہ ادا میں امام کے ساتھ تقدیراً مشترک ہے) اور مسبوق تحریمہ کے حق میں امام کے ساتھ بنا کرنیوالا ہے اور وہ جو نماز بعد میں پڑھتا ہے اسکی ادا میں جدا ہوتا ہے پس اگر وہ عورت اس نماز میں مرد کے برابر کھڑی ہوئی جسے وہ دونوں (بطور مسبوق) امام کے بعد پڑھتے ہوں تو (اس صورت میں) مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	تبیین
۵	اور محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دونوں ایک جگہ میں ہوں حتیٰ کہ اگر مرد چبوترہ پر تھا اور عورت زمین پر تھی اور چبوترہ قد آدم کے بقدر تھا تو (اس صورت میں محاذات سے) مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی	کافی
۶	(ا) اور محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل (رکاوٹ) نہ ہو حتیٰ کہ اگر وہ ایک ہی جگہ میں ہوں بایں صورت کہ وہ دونوں زمین پر ہوں یا وہ دونوں چبوترہ پر ہوں مگر ان دونوں کے درمیان ستون ہو تو (اس صورت میں) اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) کم سے کم حائل چیز یہ ہے کہ وہ اونٹ کے کجاوہ کے آخر کی لکڑی کے بقدر (اونچی) ہو اور انگلی جتنی موٹی ہو۔ (ج) اور (عورت اور مرد کے) درمیان خالی جگہ بھی حائل چیز کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور خالی جگہ کم سے کم اتنی ہونی چاہیئے کہ اس میں ایک مرد کھڑا ہو سکتا ہے	کافی تبیین
۷	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عورت ایسی عورتوں میں سے ہو جنکی نماز صحیح ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر پاگل عورت مرد کے برابر کھڑی ہوگئی تو اس سے اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی	کافی

[1] مفہوم کے لحاظ سے نسخہ مصطفائی کی عبارت زیادہ درست تھی لہذا وہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل الخامس فی بیان مقام الامام الماموم	حوالہ
۱۶۴	۸	(ومنها) ان ینوی الامام امامتها او امامة النساء وقت الشروع لا بعده ولا یشترط حضور النساء لصحة نیتهن	هكذا فی التبیین
	۹	(ومنها) ان تكون المحاذاة فی ركن كامل حتی لو كبرت فی صف وركعت فی آخر وسجدت فی ثالث فسدت صلوة من عن یمینها ویسارها وخلفها من كل صف	هكذا فی التبیین
	۱۰	(ومنها) ان تكون جهتهما متحدة حتی لو اختلفت لا تفسد ولا یتصور اختلاف الجهة الا فی جوف الكعبة او فی لیلة مظلمة وصلی كل بالتحری الی جهة	هكذا فی التبیین
	۱۱	والمعتبر فی المحاذات الساق والكعب علی الصحیح	هكذا فی التبیین
	۱۲	والمرأة تناول الاجنبیة والمحرمة والحلیلة والصغیرة المشتهاة والكبیرة التی ینفر عنها الرجال	هكذا فی الكفایة
	۱۳	ثم المرأة الواحدة تفسد صلوة ثلاثة واحد عن یمینها وآخر عن یسارها وآخر خلفها ولا تفسد اكثر من ذلك	هكذا فی التبیین
	۱۴	وعلیه الفتوی	كذا فی التاتارخانیة
	۱۵	والمرأتان صلوة اربعة واحد عن یمینهما وآخر عن یسارهما واثنان خلفهما بحذائهما	

ل بحوالہ محیط حکم نمبر $\frac{۳۳}{۱۱۲}$ میں ہے کہ امام عورتوں کا امام تب قرار پاتا ہے کہ وہ انکی امامت کی نیت کرے اور بحوالہ خلاصہ حکم $\frac{۳۱}{۱۵۹}$ میں ہے کہ جمعہ میں اور عیدین میں زیادہ صحیح حکم کی رو سے اگر امام مذکورہ نیت نہ کرے تب بھی اس سے عورتوں کی اقتداء صحیح ہو جاتی ہے الخ لیکن اگر محاذات کی صورت ہو تو بحوالہ تبیین اس حکم $\frac{۸}{۱۶۴}$ کی رو سے محاذات میں مرد کی نماز تب فاسد ہوتی ہے کہ امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی تھی چنانچہ درمختار میں ہے کہ نماز جنازہ کے علاوہ اگر کوئی عورت کسی مرد کے برابر کھڑی ہو گئی تو اس عورت کی نماز تب صحیح ہو گی کہ امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہو تاکہ مرد کی نماز خواہ مخواہ فاسد نہ ہو اور اگر وہ مرد کے برابر کھڑی نہیں ہوئی تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس میں بھی امام کی نیت کا ہونا شرط ہے اور بعض کے ہاں نہیں۔ جیسے کہ نماز جنازہ میں بالاجماع امام کی نیت شرط نہیں اور جمعہ اور عیدین میں زیادہ صحیح حکم کی رو سے امام کی نیت شرط نہیں ہے پس نماز جنازہ میں امام کیلئے عورتوں کی امامت کی نیت شرط نہیں ہے اور

دفعات وثق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام پانچویں فصل امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ کا بیان	حوالہ
۱۶۴ ۸	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ امام نے اس عورت کی یا عورتوں کی امامت کی نیت[1] کی ہو اور عورتوں کی امامت کی نیت کا وقت نماز شروع کرنے کا وقت ہے بعد میں نہیں[2] اور امام کے لئے عورتوں کی امامت کی نیت صحیح ہونے کیلئے (اس وقت) عورتوں کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے	تبیین
۹	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ محاذات (نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا) ایک پورے رکن میں ہو حتی کہ اگر کسی عورت نے ایک صف میں تکبیر کہی اور دوسری صف میں رکوع کیا اور تیسری صف میں سجدہ کیا تو ان سب صفوں میں سے جو شخص اس کے دائیں طرف۔ بائیں طرف اور اس کے پیچھے ہوگا اسکی نماز فاسد ہوگی۔	تبیین
۱۰	محاذات کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ نماز میں ان دونوں (عورت اور مرد) کا رخ ایک طرف ہی ہو حتی کہ اگر رخ مختلف ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی اور نماز میں رخ کا اختلاف ان (دو) صورتوں میں ہی متصور[3] ہوتا ہے (ا) کہ وہ دونوں) کعبہ کے اندر نماز پڑھ رہے ہوں (ب) یا اندھیری رات ہو اور ہر ایک اپنی اپنی رائے سے قبلہ کی سمت مقرر کر کے مختلف سمتوں میں نماز پڑھ رہا ہو	تبیین
۱۱	اور صحیح قول کے مطابق نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا تب معتبر ہے کہ پنڈلی اور ٹخنہ برابر ہو	تبیین
۱۲	اور عورت کا مفہوم سب کو شامل ہے خواہ وہ اجنبیہ عورت ہو یا محرمہ ہو۔ یا ایسی عورت ہو جس سے جماع حلال ہے یا ایسی چھوٹی لڑکی ہو جس کی طرف خواہش کی جاتی ہو یا ایسی بڑھیا ہو جس سے مرد نفرت کرتے ا رغبت نہ کرتے ا ہوں	کفایہ
۱۳	پھر (مذکورہ محاذات کی وجہ سے) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے۔ ایک اس شخص کی جو اس کے دائیں طرف ہے دوسرے اس شخص کی جو اس کے بائیں طرف ہے اور ایک جو کہ پیچھے ہے اور (اس صورت میں) ان مذکورہ تین سے زیادہ کی نماز فاسد نہیں ہوتی	تبیین
۱۴	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے	تتارخانیہ
۱۵	(د) اور (مذکورہ محاذات کی وجہ سے) دو عورتیں چار مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں ایک اس شخص کی جو ان دونوں عورتوں کے دائیں طرف ہے دوسرے اس شخص کی جو ان کے بائیں طرف ہے اور دو ان شخصوں کی جو ان دونوں عورتوں کے پیچھے ان کی سیدھ میں ہیں۔	

[1] اور نہ نماز جنازہ میں کسی عورت کے برابر کھڑے ہونے سے کسی مرد کی نماز فاسد ہوتی ہے (خلاصہ۔ اشباہ) ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۲۹۴-۲۹۵ نیز درمختار میں ہے کہ اگر (محاذات کی شرطیں موجود ہوں اور) امام نے عورتوں کی امامت کی نیت کی تھی تو جس مرد کے برابر آکر عورت نے اقتداء کی اس مرد کی نماز فاسد ہو گی اور اگر امام نے مذکورہ نیت نہ کی تھی تو برابر کھڑی ہونے والی عورت کی نماز فاسد ہو گی۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۲۹ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱ (مترجم)

[2] پس اگر کسی امام نے نماز شروع کرنے کے بعد عورت کی امامت کی نیت کی تو معتبر نہیں ہے اور پھر عورت کی اقتداء صحیح نہ ہو گی پس اس صورت میں محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۸ (مترجم)

[3] اس کے متعلق حکم ۶/۱۱۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعہ	حوالہ
۱۶۴-	وان کن ثلاثا افسدت صلوۃ واحد عن یمینہن وآخر عن یسارہن و ثلاثۃ ثلاثۃ خلفہن الی آخر الصفوف وھذا جواب الظاھر	ھکذا فی التبیین
۱۷	ومحاذاۃ الخنثی المشکل لا تفسد صلوتہ	کذا فی التاتارخانیۃ فی فصل بیان مقام الامام والماموم

الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعہ

دفعات ۱۶۵ تا ۱۶۶ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۶۵-	**فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعہ** تعداد شق ۹	
۱	اذا ادرک الامام فی التشہد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی او سلم الامام فی آخر الصلوۃ قبل ان یتم المقتدی التشہد فالمختار ان یتم التشہد وان لم یتم اجزأہ	کذا فی الغیاثیۃ ھکذا فی الخلاصۃ
۲	ولو تکلم الامام قبل ان یفرغ المقتدی من التشہد فانہ یتم التشہد کما لو سلم ولو احدث الامام عمدا قبل فراغ المقتدی من التشہد تفسد صلوتہ	ھکذا فی الخلاصۃ
۳	الامام اذا تشہد وقام من القعدۃ الاولی الی الثالثۃ فنسی بعض من خلفہ التشہد حتی قاموا جمیعا فعلی من لم یتشہد ان یعود ویتشہد ثم یتبع امامہ وان خاف ان تفوتہ الرکعۃ	کذا فی الکفایۃ
۴	ولو سلم الامام قبل ان یفرغ المقتدی من الدعا الذی یکون بعد التشہد او قبل ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یسلم مع الامام	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ولو رفع الامام رأسہ من الرکوع او السجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثا الصحیح انہ یتابع الامام	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۶	اذا رفع المقتدی رأسہ من الرکوع او السجود قبل الامام ینبغی ان یعود	

سلہ اس کے متعلق حکم ۱۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے	حوالہ
۱۶۴	(ب) اور اگر عورتیں تین ہوں تو وہ ایک (تو) اس شخص کی نماز فاسد کریں گی جو ان کے دائیں طرف ہے اور دوسرے اس شخص کی جو ان کے بائیں طرف ہے اور ان کے پیچھے تین تین مردوں کی نماز آخر صف تک فاسد کریں گی ظاہر حکم کی رو سے یہی جواب ہے [1]	تبیین
۱۶	خنثیٰ مشکل اگر نماز میں مرد کے برابر کھڑا ہو تو اس سے مرد کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	تتارخانیہ

چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں امام کی پیروی نہ کرے

دفعات ۱۶۵ تا ۱۶۸ عنوانات ۴ تعداد شق ۱۵

۱۶۵- جن امور میں مقتدی امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے اور اسمیں ۶ شقیں ہیں

۱	مقتدی تشہد[2] میں امام کے ساتھ شریک ہوا اور امام مقتدی کے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا یا مقتدی کے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا (۱) تو (اس صورت میں) مختار حکم یہ ہے کہ مقتدی تشہد پوری پڑھ لے۔	غیاثیہ
	(ب) اور اگر مقتدی نے تشہد پوری نہ کی تو اسے کفایت کر جائیگا	خلاصہ
۲	(۱) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے کلام کر دیا تو مقتدی تشہد کو اسی طرح پورا کرے جیسا کہ امام کے سلام پھیر دینے کی صورت میں مقتدی تشہد پوری کرتا	
	(ب) اور اگر مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونیسے پہلے امام نے جان بوجھ کر حدث (وضو توڑنے والا امر) کیا تو (اس صورت میں) مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	خلاصہ
۳	امام نے تشہد پوری کی اور پہلے قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) سے تیسری رکعت کیلئے اٹھا تو اسکے پیچھے مقتدیوں میں کوئی مقتدی تشہد پڑھنا بھول گیا حتی کہ (اس سمیت) سب مقتدی کھڑے ہو گئے۔ تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) جس مقتدی نے تشہد نہیں پڑھا اسے چاہیئے کہ وہ لوٹے اور تشہد پڑھے۔ پھر امام کی پیروی کرے خواہ اسے رکعت فوت ہونے کا خوف ہو۔	کفایہ
۴	اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی ابھی اس دعا کے پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا جو تشہد کے بعد ہوتی ہے یا (امام نے سلام پھیر دیا اور) مقتدی ابھی درود شریف پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دے	قاضیخان
۵	اور اگر امام نے رکوع میں یا سجدہ میں مقتدی کی تین تسبیحات پوری کرنیسے پہلے سر اٹھا لیا تو صحیح حکم یہ ہے کہ وہ امام کی پیروی کرے۔	قاضیخان
۶	اگر مقتدی نے رکوع یا سجود میں امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو مقتدی کو چاہیئے کہ وہ لوٹ کر پھر رکوع یا سجدہ میں چلا	

[2] تشہد پڑھنا یعنی التحیات پڑھنے میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھنا ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۵/۱۶۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السادس فیما یتابع الامام وفیما لا یتابعه	حوالہ
۱۶۵	ولا یصیر رکوعین وسجودین	کذا فی الخلاصة
۷	ولو اطال الامام السجود فرفع المقتدی رأسه بظن انه سجد ثانیا فسجد معه ان نوی الاولی او لم یکن له نیة تکون عن الاولی وکذا ان نوی الثانیة والمتابعة	
	وان نوی الثانیة لا غیر کانت عن الثانیة فان شارکها الامام فیها جاز	کذا فی التبیین
	وان رفع المقتدی رأسه من السجدة الثانیة قبل ان یضع الامام جبهته علی الارض لا یجوز وکان علیه اعادة تلک السجدة	
	ولو لم یعد تفسد صلوته	هکذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصة
۸	ولو اطال المؤتم السجود فسجد الامام الثانیة فرفع المؤتم رأسه وظن ان الامام فی السجدة الاولی فسجد ثانیا یکون عن الثانیة وان نوی الاولی لا غیر لان النیة لم تصادف محلها لا باعتبار فعله ولا باعتبار فعل الامام	کذا فی محیط السرخسی
۱۶۶-	**خمسة اشیاء اذا ترك الامام ترك المقتدی ایضا و تابع**	تعدادشق ـ
۱	تکبیرات العید والقعدة الاولی وسجدة التلاوة والسهو والقنوت اذا خاف فوت الرکوع	هکذا فی الوجیز للکردری
۲	وان کان لا یخاف یقنت ثم یرکع	کذا فی الخلاصة
۱۶۷-	**واربعة اشیاء اذا فعل الامام لا یتابعه المقتدی**	تعدادشق ـ
۱	زاد فی صلوته سجدة عمدا او زاد علی اقاویل الصحابة رضی الله تعالی عنهم فی تکبیرات العید او کبر فی صلوة الجنازة خمسا او قام الی الخامسة ساهیا	کذا فی الوجیز للکردری
۲	فان لم یقید الخامسة بالسجدة وعاد وسلم سلم المقتدی معه وان قید الخامسة بالسجدة سلم المقتدی	

لہ بشرطیکہ امام چوتھی رکعت کے بعد تشہد کے بقدر بیٹھا تھا ورنہ ما بعد کا حکم ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — چھٹی فصل ان امور کا بیان جنمیں امام کی پیروی کرے اور جنمیں نہ کرے	حوالہ
۱۶۵	جائے اور لالیب کرنے سے) وہ دو رکوع یا دو سجدے نہ قرار پائیں گے	خلاصہ
۷	اگر امام نے سجدہ لمبا کردیا اور مقتدی نے اس گمان سے کہ شاید امام نے دوسرا سجدہ کیا ہے اپنا سر سجدہ سے اٹھا لیا اور پھر امام کے ساتھ سجدہ میں چلا گیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر سجدہ میں دوبارہ جاتے وقت) مقتدی کی نیت پہلے سجدہ کی تھی یا اس کی کچھ نیت نہ تھی تو وہ پہلا سجدہ ہی قرار پائے گا اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ مقتدی کی نیت دوسرے سجدہ اور امام کی پیروی کی تھی	
	(ب) اور اگر مقتدی کی نیت (صرف) دوسرے سجدہ کی ہی تھی اور اس کے سوا اور کچھ نیت نہ تھی تو (اس صورت میں) وہ اسکا دوسرا سجدہ قرار پائے گا۔ پس اگر اس سجدہ میں امام اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو جائز ہو جائے گا	تبیین
	(ج) اگر مقتدی نے (مذکورہ صورت میں) دوسرے سجدہ سے اپنا سر اسوقت اٹھا لیا جبکہ امام نے ابھی اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھی تھی تو (مقتدی کا وہ سجدہ) جائز نہ ہوگا اور مقتدی پر اس سجدہ کا لوٹانا لازم ہوگا اور اگر (اس صورت میں) مقتدی نے وہ سجدہ نہ لوٹایا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔	قاضیخان۔خلاصہ
۸	(ا) اگر مقتدی نے سجدہ لمبا کردیا اور امام نے دوسرا سجدہ کر دیا پھر مقتدی نے اپنا سر (پہلے سجدہ سے) اٹھایا اور اس نے گمان کیا کہ امام پہلے سجدہ میں ہی ہے پس وہ دوبارہ سجدہ میں چلا گیا تو (اس صورت میں) یہ اسکا دوسرا سجدہ قرار پائے گا (ب) خواہ (مذکورہ صورت میں) اس نے (صرف) پہلے سجدہ کی ہی نیت کی اور اس کے سوا کچھ اور نیت نہ کی اسلئے کہ اسکی نیت نہ اسکے اپنے فعل کے لحاظ سے اور نہ اسکے امام کے فعل کے لحاظ سے اپنے محل (مقام) پر ہوئی ہے	محیط سرخسی
۱۶۶	**پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	(وہ پانچ چیزیں یہ ہیں) ۱ عید کی تکبیریں۔ ۲ پہلا قعدہ۔ ۳ تلاوت کا سجدہ۔ ۴ سجدہ سہو۔ اور ۵ دعائے قنوت جبکہ رکوع فوت ہونیکا خوف ہو۔	وجیز للکردری
۲	اور (مذکورہ صورت میں) رکوع فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو مقتدی دعائے قنوت پڑھ لے اور پھر رکوع کرے	خلاصہ
۱۶۷	**چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انہیں جان بوجھ کر چھوڑ دے تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں۔	
۱	(وہ چار چیزیں یہ ہیں) ۱ امام جان بوجھ کر اپنی نماز میں کوئی سجدہ زیادہ کردے یا ۲ وہ عید کی تکبیروں میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال سے زیادہ کرے یا ۳ وہ جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیریں کہے یا ۴ امام بھول کر پانچویں رکعت پڑھنے کیلئے کھڑا ہو جائے۔ (تو ان سب صورتوں میں مقتدی امام کی پیروی نہ کرے)	وجیز للکردری
۲	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) امام پانچویں رکعت میں سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آیا اور سلام پھیرا تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی (تنہا) سلام پھیر دے (ب)	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامۃ — الفصل السابع فی المسبوق و اللاحق	حوالہ
۱۶۷	ولو لم یقعد الامام علی الرابعۃ وقام الی الخامسۃ ساھیا وتشھد المقتدی وسلم ثم قید الامام الخامسۃ بالسجدۃ فسدت صلوتھم	کذا فی الخلاصۃ
۱۶۸-	**وتسعۃ اشیاء اذا ترک الامام اتی بھا المؤتم** تعداد شق ۳	
۱	ترک رفع الیدین فی التحریمۃ او الثناء ان کان الامام فی الفاتحۃ وان کان فی السورۃ لاعند محمد رح خلافا للثانی وترک تکبیرۃ الرکوع او السجود او التسبیح فیھما او التسمیع او قرأۃ التشھد او ترک السلام او تکبیرات التشریق	کذا فی الوجیز للکردری
۲	اتی بالرکوع والسجود قبل الامام فی الرکعات کلھا قضی رکعۃ بلا قرأۃ	کذا فی الوجیز للکردری
۳	واذا سجد قبل الامام وادرکہ الامام فیھا جاز ولکن یکرہ للمقتدی ان یفعل ذلک	کذا فی المحیط فی صفۃ الصلوٰۃ

الفصل السابع فی المسبوق واللاحق

دفعات ۱۶۹ تا ۱۷۳ عنوانات ۲ تعداد شق ۵۷

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱۶۹-	**المسبوق** تعداد شق ۳۹	
۱	المسبوق من لم یدرک الرکعۃ الاولی مع الامام ولہ احکام کثیرۃ	کذا فی البحر الرائق
۲	(منھا) انہ اذا ادرک الامام فی القرأۃ فی الرکعۃ التی یجھر فیھا لایأتی بالثناء	کذا فی الخلاصۃ
۳	ھو الصحیح	کذا فی التجنیس
۴	وھو الاصح	ھکذا فی الوجیز للکردری

لہ جیسا کہ حکم نمبر ۳۳/۱۹۹ میں بھی اس جیسا حکم ہے (مترجم) ؎۲ دوسرے امام سے مراد حضرت امام ابو یوسف رح ہیں ان کے ہاں اگر امام نے ثناء چھوڑ دی اور وہ سورۃ پڑھ رہا ہے تب بھی مقتدی ثناء پڑھ لے۔ خلاصۃ الفتاوی ج ا ص۱۶۱ (مترجم) نیز بموجب عنوان ص۱۶۸ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ امام نے ثناء نہیں پڑھی اور اگر امام نے ثناء پڑھی ہے اور مقتدی بعد میں پہنچا ہے تو اس کے متعلق حکم ۱۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۷	(ب) اور اگر امام چوتھی رکعت کے بعد التحیات کیلئے نہیں بیٹھا تھا اور بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے تشہد پڑھکر سلام پھیردیا پھر امام نے پانچویں رکعت میں سجدہ کیا تو (اس صورت میں) سب کی نماز فاسد ہو جائیگی [۱]	خلاصہ

۱۶۸۔ نو چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام انکو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے۔ اور اسمیں تین شقیں ہیں۔

۱	(وہ نو چیزیں یہ ہیں) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا ثنا[۱] (سبحنك اللهم الخ) پڑھنا چھوڑ دیا بشرطیکہ امام سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام (فاتحہ کے بعد) سورۃ پڑھ رہا ہو تو امام محمد رح کے ہاں (مقتدی) ثنا نہ پڑھے۔ اور دوسرے امام (ابو یوسفؒ) کا اسمیں اختلاف ہے [۲] امام[۳] نے رکوع یا سجود[۴] کی تکبیر چھوڑ دی یا ان[۵] (رکوع یا سجود) دونوں کی تسبیح چھوڑ دی یا سمع[۶] اللہ لمن حمدہ کہنا چھوڑ دیا یا تشہد[۷] پڑھنا چھوڑ دیا یا سلام[۸] چھوڑ دیا یا[۹] تکبیرات تشریق چھوڑ دیں (تو مقتدی ان کو ادا کرے)	وجیز للکردری
۲	کسی نے سب رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو ایک رکعت قرأت کے بغیر (امام کی ادا نماز کے بعد) قضاء کرے [۳]	وجیز للکردری
۳	کسی مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور اس سجدہ میں امام اس کے ساتھ آملا تو جائز ہے مگر ایسا کرنا مقتدی کے لئے مکروہ ہے۔	محیط

ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کے احکام کا بیان

دفعات ۱۶۹ تا ۱۷۲ عنوانات ۴ تعداد شق ۵۷

۱۶۹۔ مسبوق کے احکام

اور اسمیں ۳۹ شقیں ہیں۔

۱	مسبوق وہ ہے جو پہلی رکعت امام کے ساتھ نہ پائے اور اس کے متعلق کئی احکام ہیں	بحر رائق
۲	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر مسبوق امام کے ساتھ ایسی رکعت کی قرأت میں شریک ہو جس میں امام قرأت اونچی آواز سے کرتا ہے تو مسبوق ثنا[۱۱] نہ پڑھے۔	خلاصہ
۳	یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تجنیس
۴	یہی حکم (مذکورہ ۲/۱۶۹) زیادہ صحیح ہے	وجیز للکردری

[۳] اس لئے کہ مقتدی کا وہ رکوع اور سجود جو اس نے امام سے پہلے کر لیا لغو ہے اور اس صورت میں دوسری رکعت کے رکوع و سجود پہلی رکعت میں منتقل قرار پائیں گے اسی طرح تیسری رکعت کے دوسری میں اور چوتھی کے تیسری میں پس وہ ایک رکعت بغیر قرأت کے قضاء کریگا۔ ماخوذ از قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ۱۳۰ صہ ۹۸ و ردالمحتار ج ا صہ ۵۶ اور اگر مسبوق پوری رکعت امام سے پہلے پڑھ لے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۱] ثنا کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۱۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فى الامامة — الفصل السابع فى المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹ ۵	سواء كان قريبا او بعيدا او لا يسمع لصممه	هكذا فى الخلاصة
۶	فاذا قام الى قضاء ما سبق يأتى بالثناء ويتعوذ للقرأة	كذا فى فتاوى قاضيخان والخلاصة والظهيرية
۷	وفى صلوة المخافتة يأتى به	هكذا فى الخلاصة
۸	ويسكت المؤتم عن الثناء اذا جهر الامام هو الصحيح	كذا فى التاتارخانية فى فصل ما يفعله المصلى فى صلوته
۹	وان ادرك الامام فى الركوع او السجود يتحرى ان كان اكبر رأيه انه لو اتى به ادركه فى شئ من الركوع او السجود يأتى به قائما والا يتابع الامام ولا يأتى به واذا لم يدرك الامام فى الركوع او السجود لا يأتى بهما وان ادرك الامام فى القعدة لا يأتى بالثناء بل يكبر للافتتاح ثم للانحطاط ثم يقعد	هكذا فى البحر الرائق فى صفة الصلوة
۱۰	(ومنها) انه يصلى اولا ما ادرك مع الامام ثم يقضى ما سبق	كذا فى محيط السرخسى
۱۱	واذا بدأ بقضاء ما فاته قيل تفسد صلوته وهو الاصح	هكذا فى الظهيرية
	وذكر فى جامع الفتاوى انه يجوز عند بعض المتأخرين وعليه الفتوى	كذا فى المضمرات
	والاظهر القول بالفساد	البحر الرائق
۱۲	(ومنها) انه لا يقوم قبل السلام بعد قدر التشهد الا فى مواضع اذا خاف المسبوق الماسح زوال مدته او صاحب العذر خاف خروج الوقت او خاف المسبوق فى الجمعة دخول وقت العصر او دخول وقت الظهر فى العيدين او فى الفجر طلوع الشمس او خاف ان يسبقه الحدث له ان لا ينتظر فراغ الامام ولا سجود السهو اما اذا كان لا تفسد الصلوة بخروج الوقت يتابع وكذا اذا خاف المسبوق ان يمر الناس بين يديه لو انتظر سلام الامام قام الى قضاء ما سبق قبل فراغه	كذا فى الوجيز للكردرى

لہ الف اگر کسی نے رکوع و سجود امام سے پہلے کر لیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶۹ ملاحظہ ہو اور اس حکم نمبر ۱۶۹ اور حکم نمبر ۱۶۹ میں وجہ فرق کے متعلق حاشیہ فتاوی شامیہ میں ہے کہ مسبوق اپنی کھوئی ہوئی نماز کم از کم ایک رکعت اکیلے پڑھ کر امام سے ملا تو اسنے قیام، رکوع اور سجود بھی امام سے پہلے کیا اور جسنے صرف رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو اسنے قیام امام کے ساتھ کیا ہے۔ پس حکم مختلف

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۵ ۵	خواہ (وہ مسبوق امام کے) قریب ہو یا دور ہو یا اپنے بہرہ پن کی وجہ سے امام کی آواز کو نہ سنتا ہو (ثنا نہ پڑھے)	خلاصہ
۶	(مذکورہ صورت میں) جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز (بعد میں) پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو ثنا پڑھے اور قرأت کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے	قاضیخان، خلاصہ، ظہیریہ
۷	اور اگر ایسی نماز ہو جس میں امام اونچی آواز سے قرأت نہیں کرتا تو ثنا پڑھ لے	خلاصہ
۸	اور جب امام اونچی آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی ثنا پڑھنے سے خاموش ہو جائے یہی حکم صحیح ہے	تتارخانیہ
۹	(۱) اگر کسی نے امام کو رکوع یا سجدہ میں پایا تو وہ غور کر لے اگر[1] اسکا گمان غالب یہ ہو کہ اگر وہ ثنا پڑھ لے تب بھی امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ میں کچھ نہ کچھ شریک ہو جائیگا تو کھڑا ہونے کی حالت میں ثنا پڑھ لے اور[2] اگر اسکا گمان غالب یہ نہ ہو تو امام کی پیروی کرے اور ثنا نہ پڑھے (ب) اور اگر (مسبوق نے) امام کو رکوع یا سجدہ میں نہ پایا تو انہیں ادا نہ کرے (ج) اگر کسی نے امام کو قعدہ (التحیات کے لئے بیٹھنے کی حالت) میں پایا تو ثنا نہ پڑھے بلکہ نماز شروع کرنے کی تکبیر (تحریمہ) کہے پھر نیچے بیٹھنے کیلئے تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔	بحرالرائق
۱۰	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ مسبوق پہلے وہ نماز پڑھے جو اس نے امام کے ساتھ پائی اور پھر بعد میں وہ نماز پڑھے جو اس سے چھوٹ گئی تھی	محیط سرخسی
۱۱	اور اگر اس (مسبوق) نے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھی (پھر امام کے ساتھ ہوا) تو (۱) بعض کا قول ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔ (ب) اور جامع الفتاویٰ میں ذکر ہے کہ بعض متاخرین کے ہاں (مسبوق کیلئے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھنا) جائز ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ (ج) اور زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ (مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھے تو اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی[1]	ظہیریہ، مضمرات، بحرالرائق
۱۲	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہ ہو مگر بعض صورتوں میں اسے امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہونا جائز ہے (۱) جبکہ[1] مسبوق نے موزوں پر مسح کر رکھا ہو اور اسے مسح کی مدت ختم ہونے کا خوف ہو۔[2] یا وہ مسبوق معذور ہو اور اسے وقت نکل جانے کا خوف ہو۔[3] یا اس مسبوق کو نماز جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہونے کا خوف ہو[4] یا عیدوں کی نماز میں ظہر کا وقت داخل ہونیکا خوف ہو[5] یا فجر کی نماز میں سورج نکل آنیکا خوف ہو یا[6] اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) آنے کا خوف ہو تو (ان سب صورتوں میں) اس کیلئے جائز ہے کہ وہ (بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد) امام کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے اور نہ سجدہ سہو کا انتظار کرے لیکن اگر (ایسی نماز ہو کہ) وقت نکلنے سے نماز فاسد ہونے کا خوف نہ ہو تو امام کی پیروی کرے[2] (ب) اسی طرح اگر مسبوق کو یہ خوف ہو کہ اگر وہ امام کے سلام کا انتظار کرے گا تو لوگ اس کے سامنے سے گزر جائیں گے	

[1] ماخوذ از حاشیہ ردالمحتار ج ا صـ ۵۵۶ (مترجم)

[2] مثلاً اس دن کی عصر کی نماز کے دوران اگر سورج غروب ہو جائے تو وہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ شرح وقایہ مع حاشیہ ج ا صـ ۱۲۳ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السابع فی المسبوق و اللاحق	حواله
۱۶۹		
۱۳	و لو قام فی غیرها بعد قدر التشهد صح و یکره تحریما	كذا فی فتح القدير و البحر الرائق
۱۴	و ان قام قبل ان یقعد قدر التشهد لم یجز	هکذا فی الخلاصة و فتح القدير
۱۵	و لو فرغ المسبوق قبل سلام الامام و تابع الامام فی السلام قیل تفسد و قیل لا تفسد و به یفتی	هکذا فی الخلاصة و فتح القدير
۱۶	(و منها) انه لا یقوم الی القضاء بعد التسلمتین بل ینتظر فراغ الامام	كذا فی البحر الرائق
۱۷	و یمکث حتی یقوم الامام الی تطوعه ان کان صلوة بعدها تطوع او لیستدبر المحراب ان لم یکن او ینتقل عن موضعه او یمضی من الوقت مقدار ما لو کان علیه سهو لسجد	كذا فی التمرتاشی فی باب الصلوة العيد
۱۸	(و منها) ان المسبوق ببعض الرکعات یتابع الامام فی التشهد الاخیر و اذا اتم التشهد لا یشتغل بما بعده من الدعوات ثم ماذا یفعل تکلموا فیه عن ابن الشجاع انه یکرر التشهد ای قوله اشهد ان لا اله الا الله و هو المختار	كذا فی الغياثية
	و الصحیح ان المسبوق یترسل فی التشهد حتی یفرغ عند سلام الامام	كذا فی الوجيز للكردری و فتاوی قاضيخان و هکذا فی الخلاصة و فتح القدير
۱۹	(و منها) انه لو سلم مع الامام ساهیا او قبله لا یلزمه سجود السهو و ان سلم بعده لزمه	كذا فی الظهيرية
۲۰	هو المختار	كذا فی جواهر الاخلاطی
۲۱	و ان سلم مع الامام علی ظن ان علیه السلام مع الامام فهو سلام عمداً فتفسد	كذا فی الظهيرية
۲۲	و اذا سلم مع الامام ناسیا فظن ان ذلک مفسد فکبر و نوی الاستقبال یصیر خارجا بخلاف المنفرد اذا شك فکبر ینوی الاستقبال	كذا فی فتاوی ذخیرہ

ؔ جیسا کہ ردالمحتار میں مسبوق کے متعلق لکھا ہے کہ جب امام سلام پھیرے تو وہ چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اگر مسبوق نے سلام پھیر دیا تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر سلام پھیرا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی اور اگر جان بوجھ کر نہیں (بلکہ بھول کر سلام) پھیرا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر مسبوق نے بھول کر امام سے پہلے

دفعات دستی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	تو وہ (بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد) امام کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوجائے	وجیز للکردری
۱۳	اور اگر (مسبوق) مذکورہ صورتوں کے علاوہ میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوگیا تو (نماز) صحیح ہے اور ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۱۴	اور اگر (مسبوق) مقدار تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہوگیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۵	اور اگر مسبوق (اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھ کر) امام کے سلام سے پہلے فارغ ہوگیا اور امام کے سلام میں پیروی کی (۱) تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد ہوجائیگی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتوی ہے۔	خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۶	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد (فوراً) کھڑا نہ ہو بلکہ امام کی فراغت کا انتظار کرے۔	بحرالرائق
۱۷	اور مسبوق (امام کے دونوں سلام پھیرنے کے بعد) اتنی دیر ٹھہرے کہ امام[1] نفلوں (یا سنتوں) کے لئے اٹھ کھڑا ہو اگر اس نماز کے بعد نفل (یا سنت) نماز ہو یا اگر[2] اس نماز کے بعد نفل (یا سنت) نہ ہوں تو امام محراب سے پھر جائے یا وہ[3] اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا[4] اتنا وقت گذر جائے کہ اگر امام پر سجدہ سہو ہوتا تو وہ ادا کرلیتا۔	تمرتاشی
۱۸	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ جبکی بعض رکعتیں چھوٹ گئی ہوں وہ آخری تشہد میں امام کی پیروی کرے اور جب تشہد پڑھ چکے تو اس کے بعد کی دعائیں نہ پڑھے پھر اس میں اختلاف ہے کہ وہ تشہد پڑھ چکنے کے بعد کیا کرے (۱) ابن الشجاع رحؒ سے منقول ہے کہ وہ کلمہ شہادت یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بار بار پڑھتا رہے اور یہی حکم مختار ہے۔	غیاثیہ
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مسبوق تشہد کو آہستہ آہستہ پڑھے حتیٰ کہ امام کے سلام کے قریب فارغ ہو۔	وجیز للکردری۔ قاضیخان۔ خلاصہ۔ فتح قدیر
۱۹	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اس نے امام کے ساتھ بھول کر (یعنی غفلت سے) سلام پھیر دیا یا امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور اگر اس نے امام کے بعد سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم آئیگا[1]۔	ظہیریہ
۲۰	یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	جواہر اخلاطی
۲۱	اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ اس گمان سے سلام پھیرا کہ اس پر امام کے ساتھ سلام پھیرنا لازم ہے تو یہ جان بوجھ کر سلام پھیرنا ہے۔ پس (اس صورت میں اسکی) نماز فاسد ہوجائیگی[2]۔	ظہیریہ
۲۲	(۱) اور اگر مسبوق کو یاد نہ رہا اور اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر اسے گمان ہوا کہ اس طرح کا سلام اس کی نماز کو فاسد کرنے والا ہے چنانچہ اس نے وہ نماز از سر نو پڑھنے کی نیت سے تکبیر (تحریمہ) کہی تو وہ (پہلی) نماز سے خارج ہوگیا	

[1] یا امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو بھی نہیں اور اگر مسبوق نے امام کے بعد (بھول کر) سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو آئیگا کیونکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اکیلا نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از ردالمختار ج ۱ ص ۶۹۶ (مترجم) [2] جیسا کہ حکم ۳۶/۱۶۹ میں ہے کیونکہ نمازی اگر نماز کا سلام جان بوجھ کر کہے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیریہ۔ بحث نماز باب ۳ ص ۹۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامة — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹		
۲۳	(ومنها) انه يقضى اول صلوته فى حق القرأة و آخرها فى حق التشهد حتى لو ادرك ركعة من المغرب قضى ركعتين و فصل بقعدة فيكون بثلاث قعدات و قرأ فى كل فاتحة وسورة ولو ترك القرأة فى احداهما تفسد	هكذا فى الخلاصة
۲۴	ولو ادرك ركعة من الرباعية فعليه ان يقضى ركعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة ويتشهد و يقضى ركعة اخرى كذلك ولا يتشهد وفى الثالثة بالخيار والقرأة افضل	هكذا فى الخلاصة
۲۵	ولو ادرك ركعتين قضى ركعتين بقرأة ولو ترك فى احداهما فسدت	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۶	ولو كان الامام يقضى قرأة تركها فى الشفع الاول فى الشفع الثانى فادركه فيه و اقتدى به يأتى بالقرأة فيما يقضى حتى لو تركها فيه تفسد	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۷	(ومنها) انه منفرد فيما يقضى (الا فى اربع مسائل) (احداها) انه لا يجوز اقتداءه ولا الاقتداء به فلو اقتدى مسبوق بمسبوق فسدت صلوة المقتدى قرأ او لم يقرأ دون الامام	كذا فى البحر الرائق
۲۸	ولو نسى احد المسبوقين المتساويين كمية ما عليه فقضى ملاحظا للاخر بلا اقتداء به صح	هكذا فى الخلاصة
۲۹	ولو ظن الامام ان عليه[۵] سهوا فسجد للسهو فتابعه المسبوق فيه ثم علم انه لم يكن عليه سهو فاشهر الروايتين ان صلوة المسبوق تفسد لانه اقتدى فى	

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰/۱۱۲ وحکم ۳۳/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] یعنی فوت شدہ نماز کو قرأت کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشہد کے حق میں امام کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو بھی ملالے۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ھذا از امیر علی مطبوعہ علمی پریس لاہور (مترجم) [۳] قرأت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ امیریہ میں عبارت یوں ہے ولو ظن ان الامام أ عليه سهوا فسجد للسهو الخ هكذا فى الظهيرية الخ

١٦٩

دفعات دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
	(ب) لیکن اگر اکیلے نماز پڑھنے والے کو شک ہوا تو اس نے وہ نماز از سر نو پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی تو اس کے لئے (سابقہ نماز سے خارج ہونے کا) مذکورہ حکم نہیں ہے [1]	قاضیخان
٢٣	(ا) مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی جو نماز بعد میں پڑھتا ہے وہ قرأت کے حق میں اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے اور تشہد کے حق میں اسکی نماز کا آخری حصہ ہے [2] (ب) حتی کہ اگر کسی مسبوق نے مغرب کی نماز میں امام کیساتھ ایک رکعت پائی تو وہ بعد میں دو رکعتیں پڑھے اور ان دو رکعتوں کے درمیان قعدہ کرے پس اسکے تین قعدے ہو جائینگے اور وہ (بعد کی ان دونوں رکعتوں میں سی) ہر ایک میں فاتحہ اور سورت پڑھیگا (ج) اور اگر اس نے ان دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑ دی تو (اسکی) نماز فاسد ہو جائیگی	خلاصہ
٢٤	اگر کسی مسبوق نے چار رکعت والی نماز سے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی تو اس پر لازم ہے کہ وہ بعد میں ایک رکعت اسطرح پڑھے کہ اسمیں فاتحہ اور سورت پڑھے اور پھر تشہد پڑھے اور ایک اور رکعت اسی طرح (فاتحہ و سورت سمیت) پڑھے اور تشہد نہ پڑھے اور (بعد کی) تیسری رکعت میں اسے قرأت کے متعلق) اختیار ہے۔ اور اس میں قرأت کرنا افضل ہے۔	خلاصہ
٢٥	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی مسبوق نے امام کے ساتھ دو رکعتیں پائیں تو وہ بعد میں دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک رکعت میں قرأت چھوڑ دی تو وہ نماز فاسد ہو جائیگی۔	وجیز للکردری
٢٦	اور اگر امام نے پہلے دوگانہ میں قرأت چھوڑ دی تھی اور وہ دوسرے دوگانہ میں اس قرأت کی قضا کر رہا تھا اور اس میں مسبوق شریک ہوا اور امام کی اقتدا کی تو (اس صورت میں بھی) جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھے تو اس میں بھی قرأت کرے حتی کہ اگر اس نے اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں قرأت نہ کی تو نماز فاسد ہو جائیگی۔	وجیز للکردری
٢٧	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے۔ مگر چار مسئلوں میں وہ اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے ان چار مسئلوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے کسی کی اقتدا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو اس کی اقتدا کرنا جائز ہے اور اگر کسی مسبوق نے مسبوق کی اقتدا کی تو اقتدا کرنیوالے مسبوق کی نماز فاسد ہو گی خواہ اس نے خود قرأت کی یا نہ کی۔ مگر امام کی نماز فاسد نہ ہو گی۔	بحرالرائق
٢٨	اور اگر دو مسبوق شخصوں میں سے ایک یہ بھول گیا کہ اس کی کتنی نماز چھوٹی ہے تو اس نے دوسرے مسبوق کو دیکھتے ہوئے چھوٹی ہوئی نماز پڑھی مگر اس کی اقتدا نہ کی تو (اس صورت میں اسکی نماز) صحیح ہے	خلاصہ
٢٩	اور اگر امام کو یہ گمان ہوا کہ اس کے ذمہ سجدہ سہو ہے۔ پس اس نے سجدہ سہو کیا اور مسبوق نے اس کی پیروی کی پھر معلوم ہوا کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو نہ تھا تو (اس صورت میں) اس کے حکم کے متعلق دو روایتیں ہیں (۱)	

ظہیریہ کی یہی عبارت البحرالرائق میں یوں ہے۔ ولوظن الامام ان علیہ سہوا فسجد للسہو الخ کذا فی الظہیریۃ اور چونکہ نسخہ امیریہ میں ظہیریہ کی یہ عبارت بلحاظ معنی واضح نہ تھی لہذا متن میں ظہیریہ کی یہ عبارت ان الفاظ میں درج ہے جیسے البحرالرائق ج ۱ ص ۳۷۷ مصری میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے اور اس مسئلہ کی عبارت قاضیخان میں بھی یوں ہے۔ اذا ظن الامام ان علیہ سہوا فسجد للسہو الخ۔ فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۰۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامہ — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حوالہ
۱۶۹	موضع الانفراد	
	قال الفقیہ ابو اللیثؒ فی زماننا لا تفسد	هكذا فى الظهيرية
۳۰	وان لم یعلم لا تفسد صلوته فی قولهم	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۱	هو المختار وبه یفتی ابو حفص الکبیرؒ وهو المأخوذ به	كذا فى الغياثية
۳۲	ولو قام الامام الی الخامسة فتابعه المسبوق ان قعد الامام علی رأس الرابعة تفسد صلوة المسبوق وان لم یقعد لم تفسد حتی یقید الخامسة بالسجدة فاذا قیدها بالسجدة فسدت صلوة الکل	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۳۳	(ثانیها) انه لو کبر ناویا للاستیناف یصیر مستانفا قاطعا للاولی بخلاف المنفرد	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۴	(ثالثها) انه لو قام الی قضاء ما سبق به وعلی الامام سجدتا سهو قبل ان یدخل معه کان علیه ان یعود فیسجد معه ما لم یقید الرکعة بسجدة فان لم یعد حتی سجد یمضی وعلیه ان یسجد فی آخر صلوته بخلاف المنفرد لا یلزمه السجود لسهو غیره	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۵	(رابعها) انه یأتی بتکبیر التشریق اتفاقا بخلاف المنفرد لا یجب علیه عند ابی حنیفةؒ	كذا فى فتح القدير والبحر الرائق
۳۶	(ومنها) انه یتابع الامام فی السهو ولا یتابعه فی التسلیم والتکبیر والتلبیة فان تابعه فی التسلیم والتلبیة فسدت	

ؔ بحر الرائق میں ظہیریہ کی بقیہ عبارت یہ بھی ہے لان الجهل فی القرآ غالب کذا فی الظهيرية۔ بحر رائق ج ۱ ص ۳۷۰ (مترجم) ۲؎ قاضیخان کی پوری عبارت یوں ہے۔ وان لم یعلم انه لم یکن سهو علی الامام لم تفسد صلوة المسبوق فی قولهم الخ۔ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۰۱ (مترجم) ۳؎ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰ میں بھی اس سے ملتا جلتا حکم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	(۵) زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ مسبوق کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اس لئے کہ مسبوق نے الگ نماز پڑھنے کے موقع میں اقتدا کی۔ (ب) اور فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں مسبوق کی نماز) ہمارے زمانہ میں فاسد نہ ہوگی [1]	ظہیریہ
۳۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) یہ معلوم نہ ہوا (کہ امام کے ذمہ سجدہ نہ تھا) تو فقہاء رح کے قول کے بموجب مسبوق کی نماز فاسد نہ ہوگی [2]	قاضیخان
۳۱	اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے اور ابو حفص کبیر رح اسی پر فتوی دیتے تھے اور اسی حکم کو فقہاء رح نے اختیار کیا ہے	غیاثیہ
۳۲	اور اگر امام پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اسکی پیروی کی تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر امام چوتھی رکعت کے بعد (التحیات کے لئے بقدر تشہد) بیٹھا تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر امام چوتھی رکعت کے بعد نہ بیٹھا تھا تو جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے گا اس (مسبوق) کی نماز فاسد نہ ہوگی اور جب امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب (امام و مقتدی) کی نماز فاسد ہوجائیگی [3]	قاضیخان
۳۳	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) انمیں سے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق نے از سر نو نماز پڑھنے کے لئے تکبیر کہی تو اسکی نئی نماز شروع ہوجائیگی اور یہ تکبیر اس کی پہلی نماز کو توڑ دیگی مگر اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے [4]	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۴	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) ان میں سے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اور امام کے ذمہ امام کے ساتھ مسبوق کے شامل ہونے سے پہلے سہو کے دو سجدے تھے تو مسبوق پر لازم ہے کہ لوٹے اور امام کے ساتھ سہو کے سجدے کرے۔ مسبوق کے لئے یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک اس نے اپنی (اکیلی نماز کی) رکعت کا سجدہ نہیں کیا۔ اور اگر مسبوق نہ لوٹا حتی کہ (اپنی) اس رکعت کا سجدہ کرلیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ پڑھتا رہے۔ اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ لیکن اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ اکیلے نماز پڑھنے والے پر دوسرے کے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۵	(وہ چار مسئلے جن میں مسبوق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں نہیں ہے) ان میں سے چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ مسبوق تکبیرات [5] تشریق کہے گا اس پر ائمہ کا اتفاق ہے۔ اور منفرد کیلئے ایسا حکم نہیں ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کے ہاں اکیلے نماز پڑھنے والے پر تکبیرات تشریق واجب نہیں ہیں	فتح قدیر۔ بحرالرائق
۳۶	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ (۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے اور سلام پھیرنے تکبیر (تکبیرات تشریق) کہنے اور تلبیہ [6] کہنے میں امام کی پیروی نہ کرے	

[4] جیساکہ حکم نمبر ۲۸ تا ۳۰ / ۱۱۲ ، ۲۲ / ۱۶۹ میں ہے (مترجم) [5] تکبیرات تشریق سے مراد یہ کلمے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ یہ تکبیریں ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی نماز صبح سے تیرہویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کی جماعت کے بعد ایکبار پڑھی جاتی ہیں۔ فتاوی عالمگیریہ بحث نماز باب نمبر ۱۰ ص ۱۵۲ (مترجم)

[6] تلبیہ سے مراد لبیک، لبیک، لخ کے کلمات کہنا جسے حاجی صاحبان کہتے ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الامامه — الفصل السابع فی المسبوق واللاحق	حواله
۱۶۹	وان تابعه فی التکبیر وهو یعلم انه مسبوق لا تفسد صلوته والیه مال شمس الائمة السرخسی رح والمراد من التکبیر تکبیرا لتشریق	کذا فی الظهیریة کذا فی البحرالرائق
۳۷	(ومنها) ان الامام لو تذکر سجدة تلاوة وعاد الی قضاءها ان لم یقید المسبوق رکعته بسجدة یرفض ذلك ویتابع فیها ویسجد معه للسهو ثم یقوم الی القضاء ولو لم یعد فسدت صلوته ولو تابعه بعد تقییدها بالسجدة فیها فسدت روایة واحدة وان لم یتابعه ففی روایة کتاب الاصل تفسد ایضا	کذا فی فتح القدیر وهکذا فی البدائع والتاتارخانیة ناقلا عن الطحاوی والمضمرات وشرح المبسوط للامام السرخسی والسراج الوهاج والخلاصة
	ولو ان الامام لم یعد الی سجدة التلاوة فصلوة المسبوق تامة فی الاحوال کلها وعلیه ان یقضی ما علیه	کذا فی التاتارخانیة
۳۸	ولو تذکر الامام سجدة صلبیة وعاد الیها یتابعه وان لم یتابعه فسدت وان قید رکعته بالسجدة تفسد فی الروایات کلها عاد اولم یعد	کذا فی البحرالرائق
۳۹	والاصل انه اذا اقتدی فی موضع الانفراد او انفرد فی موضع الاقتداء تفسد	کذا فی البحرالرائق

۱۷۰- اللاحق

تعداد شق ۲

۱	(اللاحق) وهو الذی ادرك اولها وفاته الباقی لنوم او حدث او بقی قائما للزحام او الطائفة الاولی فی صلوة الخوف کانه خلف الامام لا یقرء ولا یسجد للسهو	کذا فی الوجیز للکردری
۲	ولو سجد الامام للسهو لایتابعه الاحق قبل قضأ ما علیه بخلاف المسبوق	کذا فی الخلاصة

لے مسبوق کے سلام پھیرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۶۹ ۱۹ تا ۲۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ مسبوق کے متعلق حکم نمبر ۱۶۹ ۱۹ تا ۲۲ ، ۳۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۶۹	(ب) اگر مسبوق نے سلام پھیرنے اور تلبیہ کہنے میں امام کی پیروی کی تو (اسکی) نماز فاسد ہو گئی (ج) اور اگر مسبوق نے تکبیرات کہنے میں امام کی پیروی کی اور اسے معلوم ہے کہ وہ مسبوق ہے۔ تو اسکی نماز فاسد نہ ہو گی۔ حضرت شمس الائمہ سرخسی اسی (حکم) کی طرف مائل ہیں (د) اور تکبیر سے مراد تکبیرات تشریق ہیں	ظہیریہ بحر رائق
۳۷	مسبوق کے متعلقہ احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر امام کو سجدہ تلاوت یاد آیا (ا) اور وہ اس سجدہ کے لئے لوٹا تو (مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر مسبوق نے اپنی (چھوٹی ہوئی نماز کی) رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو وہ اس (رکعت) کو چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور پھر اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اگر وہ مسبوق نہ لوٹا تو اسکی نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد امام کی پیروی کی تو (اسکی) نماز فاسد ہو گئی اس صورت کا یہ حکم ایک روایت کے بموجب ہے۔ اور اگر مسبوق نے (اس صورت میں) پیروی نہ کی تو اصل کی روایت کے بموجب (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	فتح قدیر۔ بدائع۔ تتارخانیہ۔ مضمرات۔ شرح مبسوط۔ سراج وہاج۔ خلاصہ
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام سجدہ تلاوت کیلئے نہ لوٹا تو مسبوق کی نماز تمام صورتوں میں پوری ہے اور جس قدر اس کے ذمہ (چھوٹی ہوئی نماز) ہے وہ اسے پڑھے گا۔	تتارخانیہ
۳۸	اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا اور وہ اس سجدہ کے لئے لوٹا تو (ا) مسبوق اس کی پیروی کرے گا اور اگر اس نے امام کی پیروی نہ کی تو اسکی نماز فاسد ہو گئی (ب) اور اگر (اس صورت میں) مسبوق نے اپنی (چھوٹی ہوئی نماز کی) رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب روایتوں کے بموجب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی وہ لوٹے یا نہ لوٹے	بحر رائق
۳۹	اور (ان مذکورہ مسائل میں) اصول یہ ہے کہ اگر وہ (اپنی چھوٹی ہوئی نماز) اکیلے پڑھنے کے موقعہ پر اقتداء کرے یا (امام کے پیچھے) اقتداء کے موقعہ پر اکیلے نماز پڑھے تو (اسکی) نماز فاسد ہو جاتی ہے	بحر رائق

۱۷۰۔ لاحق کے احکام

اور اسمیں ۲ شقیں ہیں

۱	لاحق وہ ہے جس نے نماز کا پہلا حصہ (امام کے ساتھ) پا لیا اور (امام سے) اس کی باقی نماز فوت ہو گئی۔ خواہ نیند کی وجہ سے ایسا ہوا یا کسی حدث (وضو توڑنے والے امر) کی وجہ سے ایسا ہوا یا وہ بھیڑ کی وجہ سے کھڑا رہا یا (وہ) نماز خوف کا پہلا گروہ ہے۔ (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ گویا امام کے پیچھے ہے وہ نہ قرأت کرے گا اور نہ سجدہ سہو کرے گا	وجیز للکردری
۲	اور اگر امام سجدہ سہو کرے تو لاحق اپنی باقی نماز ادا کرنے سے پہلے (سجدہ سہو میں) امام کی پیروی کریگا مگر مسبوق کیلئے ایسا حکم نہیں ہے ۲	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فى الامامة　　الفصل السابع فى المسبوق واللاحق	حواله
١٧٠　٣	اللاحق اذا عاد بعد الوضوء ينبغى له ان يشتغل اولا بقضاء ما سبقه الامام بغير قراءة يقوم مقدار قيام الامام وركوعه وسجوده ولو زاد او نقص فلا يضر	هكذا فى شرح الطحاوى
٤	واذا كبر مع الامام ثم نام حتى صلى الامام ركعة ثم انتبه فانه يصلى الركعة الاولى وان كان الامام يصلى الركعة الثانية	هكذا فى الذخيرة
٥	ولو لم يشتغل بقضاء ما سبقه الامام ولكن يتابع الامام ثم قضى ما سبقه الامام بعد تسليم الامام جازت صلوته عندنا	هكذا فى شرح الطحاوى
٦	المسافر اللاحق اذا نوى الاقامة فى حال اداء ما فاته مع الامام او احدث فدخل مصره يتم صلوة المسافرين خلافا لزفرؒ هذا اذا فرغ الامام من الصلوة اما اذا لم يفرغ بعد يصلى اربعا بالاتفاق	كذا فى المصفى
٧	والامام اذا ترك القعدة الاولى فى ذوات الاربع ناسيا وخلفه لاحق بان نام فانتبه اوسبقه حدث فذهب وتوضاء ثم جاء وقد سبقه الامام بركعات لا يقعد فى موضع القعود عندنا خلافا لزفرؒ بخلاف المسبوق	هكذا فى الحصر

١٧١- المسبوق[1] يخالف اللاحق فى القضاء فى ستة اشياء　　تعداد شق ٣

١	فى محاذاة المرأة والقراءة والسهو ولقعدة الاولى اذا تركها الامام وفى ضحك الامام فى موضع السلام وفى نية الامام الاقامة اذا قيد المسبوق الركعة بالسجدة	كذا فى الظهيرية
٢	رجل سبق بركعة فى صلوة هى من ذوات الاربع ونام خلف الامام فى الثلاث الباقية ثم انتبه يأتى بما عليه فى حال نومه ولا يقرأ فيها ثم يقعد متابعة الامام ثم يقوم ويصلى ركعة بقراءة ويقعد ويتم صلوته	هكذا فى الخلاصة

[1] مسبوق کے متعلق حکم نمبر ٣٣ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات	شق نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام　　ساتویں فصل مسبوق اور لاحق کا بیان	حوالہ
۱۷۰	۳	لاحق جب وضو کرکے لوٹے تو اسے چاہیئے کہ وہ پہلے اس (کھوئی ہوئی) نماز کو پڑھنے میں مشغول ہو جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا وہ قرأت کے بغیر امام کے قیام کے بقدر کھڑا رہے اور امام کے رکوع وسجود کے بقدر رکوع وسجود کرے اور اگر (قیام۔ رکوع اور سجود کے اندازے میں) کچھ کمی بیشی ہو جائے تو ایسی کمی بیشی نقصان دہ نہ ہو گی۔	شرح طحاوی
	۴	کسی شخص نے امام کے ساتھ تکبیر (تحریمہ) کہی پھر سو گیا حتی کہ امام نے ایک رکعت پڑھ لی پھر وہ شخص جاگ پڑا تو وہ شخص پہلی رکعت پڑھے گا اگرچہ امام دوسری رکعت میں ہوگا۔	ذخیرہ
	۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص اس نماز کے پڑھنے میں مشغول نہ ہوا جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا لیکن وہ (پہلے) امام کی پیروی میں لگ گیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے وہ (کھوئی ہوئی) نماز پڑھی جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا تھا تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں اسکی نماز جائز ہوگی۔	شرح طحاوی
	۶	ایک مسافر شخص لاحق تھا جب وہ اس (کھوئی ہوئی) نماز کو ادا کر رہا تھا جو نماز امام اس سے پہلے پڑھ چکا تھا تو اس دوران اس نے مقیم ہونے کی نیت کر لی یا مسافر لاحق کو حدث ہوا پھر وہ اپنے شہر میں داخل ہو گیا تو (اس صورت میں) (و) وہ مسافروں والی نماز پوری کرے گا۔ اس حکم میں امام زفرؒ کا اختلاف ہے اور یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ امام نماز سے فارغ ہو جاتے (ب) اور اگر امام اس (مذکورہ تبدیلی) کے بعد تک نماز سے فارغ نہیں ہوا تو (اس صورت میں) وہ مسافر بالاتفاق چار رکعتیں پڑھے گا۔	مصفی
	۷	اگر امام نے چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) بھول کر چھوڑ دیا اور اس کے پیچھے کوئی شخص بایں صورت لاحق تھا کہ وہ سو کر پھر جاگ پڑا یا اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) درپیش ہوا تو اس نے جا کر وضو کیا اور پھر آیا اور اس دوران امام نے کئی رکعتیں پڑھ لیں تو وہ اس قعدہ کے لئے (جو امام اسے بھول کر چھوڑ گیا تھا) نہ بیٹھے۔ یہ حکم ہمارے ہاں ہے۔ اور امام زفرؒ کا اس میں اختلاف ہے اور مسبوق کا حکم ایسا نہیں ہے	حصر
۱۷۱		**چھ چیزوں میں مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں لاحق سے مختلف ہوتا ہے**	اسمیں ۲ شقیں ہیں
		(جن چھ چیزوں میں مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں لاحق سے مختلف ہوتا ہے وہ یہ ہیں)	
	۱	عورت کے برابر کھڑا ہونے میں۔ قرأت میں۔ سجدہ سہو میں۔ قعدہ اولی (پہلی التحیات کیلئے بیٹھنے) میں جبکہ امام اس قعدہ کو چھوڑ دے۔ سلام کی جگہ امام کے ہنس دینے میں۔ اور اس بات میں کہ امام مسافر ہو اور مقیم ہونے کی نیت کرے جبکہ مسبوق اپنی (چھوٹی ہوئی) نماز پڑھنے میں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو	ظہیریہ
	۲	چار رکعت والی نماز میں کوئی آدمی ایک رکعت چھوٹ جانے سے مسبوق ہوا پھر امام کے پیچھے باقی تین رکعتوں میں سو گیا پھر جاگا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) وہ (پہلے اپنی کھوئی ہوئی) اس نماز کو پڑھے جو نیند کی حالت میں اسکے ذمہ رہ گئی ہے اور اس میں قرأت نہ کرے پھر امام کی پیروی کرتے ہوئے التحیات کے لئے بیٹھے	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فى الامامة — مما يتصل بذلك مسائل الاختلاف	حواله
۱۷۱		
۳	ولو نام فى ركعتين وشك فى ركعة هل ادركها مع الامام يأتى بالركعة التى هو شاك فيها فى آخر الصلوٰة	هكذا فى الخلاصة

۱۷۲- ومما يتصل بذلك مسائل الاختلاف بين الامام والمأموم او بين القوم

دفعات وشق نمبر		حواله
۱	لو وقع الاختلاف بين الامام والقوم فقال القوم صليت ثلاثا وقال الامام صليت اربعا ان كان الامام على اليقين لا يعيد الصلوٰة بقولهم وان لم يكن على يقين يعيد الصلوٰة بقولهم	كذا فى الخلاصة
۲	ولو اختلف القوم قال بعضهم صلى ثلاثا وقال بعضهم صلى اربعا والامام مع احد الفريقين يؤخذ بقول الامام وان كان معه واحد	كذا فى الخلاصة
۳	واذا لم يكن مع الامام واحد واعاد الامام الصلوٰة واعاد القوم معه مقتدين به صح اقتداؤهم به	كذا فى المحيط
۴	ولو استيقن واحد من القوم انه صلى ثلاثا واستيقن واحد انه صلى اربعا والامام والقوم فى شك ليس على الامام والقوم شئ	كذا فى الخلاصة
۵	ولا يجب للامام الاعادة وعلى المتيقن بالنقصان الاعادة	هكذا فى المحيط
۶	ولو كان الامام استيقن انه صلى ثلاثا وواحد استيقن بالتمام كان عليه ان يعيد بالقوم ولا اعادة على الذى تيقن بالتمام	هكذا فى المحيط
۷	ولو استيقن واحد من القوم بالنقصان وشك الامام والقوم فان كان ذلك فى الوقت اعادوها احتياطا وان لم يعيدوا فلا شئ عليهم الا اذا استيقن عدلان بالنقصان واخبرا بذلك	كذا فى الخلاصة
۸	امام صلى بقوم وذهب قال بعضهم هى الظهر وقال بعضهم هى العصر فان كان فى وقت الظهر فهى الظهر وان كان فى وقت العصر فهى العصر وان كان مشكلا جاز للفريقين	كذا فى الظهيرية

دفعات	ذیلی نمبر	پانچواں باب امامت کے احکام — مزید مسائل۔امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونا	حوالہ
۱۷۱		پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت قرأت سے پڑھے پھر التحیات کیلئے بیٹھے اور نماز پوری کرے	خلاصہ
	۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دو رکعتوں میں سو گیا تھا اور ایک رکعت میں اسے شک ہو گیا کہ آیا اسے امام کے ساتھ ملی تھی یا نہ تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) جس رکعت میں شک ہے اُسے (نماز کے) آخر میں قضا کرے۔	خلاصہ
۱۷۲		**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونیکے متعلق احکام**	اسمیں ۸ شقیں ہیں
	۱	(ا) اگر امام اور جماعت کے لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور جماعت کے لوگوں نے کہا کہ آپ نے تین رکعت پڑھی ہیں۔ اور امام نے کہا میں نے چار رکعت پڑھی ہیں تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر امام کو اپنی بات پر یقین ہے تو جماعت کے لوگوں کے کہنے سے نماز نہ لوٹائے گا (ب) اور اگر امام کو (رکعتوں کی تعداد کے متعلق) اپنی بات پر یقین نہیں ہے تو جماعت کے لوگوں کے کہنے کی بناء پر نماز لوٹائے گا	خلاصہ
	۲	اور اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت کے لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ امام نے تین رکعتیں پڑھی ہیں اور بعض نے کہا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور امام انہیں سے کسی ایک فریق کے ساتھ ہو تو امام کا قول اختیار کیا جائیگا خواہ اس کے ساتھ ایک ہی شخص ہو	خلاصہ
	۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام کے قول کے ساتھ ایک شخص بھی نہ تھا اور امام نے نماز لوٹائی اور جماعت کے لوگوں نے بھی اس کا اقتداء کرتے ہوئے نماز لوٹائی تو امام کے ساتھ ان کی اقتداء صحیح ہو گی	محیط
	۴	اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت سے ایک شخص کو یقین ہوا کہ امام نے تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک شخص کو یقین ہوا کہ اسنے چار رکعتیں پڑھی ہیں اور امام اور جماعت کے (دوسرے) لوگ شک میں ہیں تو (اس صورت میں) امام اور جماعت والوں پر کچھ واجب نہیں ہے	خلاصہ
	۵	اور (مذکورہ صورت میں) امام پر نماز لوٹانا مستحب نہیں ہے اور جسے یقین ہے کہ کم رکعتیں پڑھی گئی ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ نماز لوٹائے۔	محیط
	۶	اور اگر امام کو یقین ہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ اور ایک شخص کو یقین ہے کہ نماز پوری ہو گئی ہے تو (اس صورت میں) امام کو چاہیئے کہ قوم کے ساتھ نماز کو لوٹائے۔ اور اس شخص پر نماز لوٹانا لازم نہیں جسے نماز پوری ہونیکا یقین ہے	محیط
	۷	(ا) اگر جماعت کے لوگوں میں سے ایک شخص کو (نماز کی رکعتوں میں) کمی کا یقین ہو اور امام کو اور جماعت کے باقی لوگوں کو شک ہو تو (اس صورت میں) اگر اس نماز کا وقت باقی ہے تو از روئے احتیاط نماز کو لوٹا لیں - اور اگر انہوں نے نماز نہ لوٹائی تو ان پر کچھ لازم نہیں (ب) لیکن اگر دو عادل (معتبر) شخص نماز (کی رکعتوں) میں کمی کا یقین کرلیں اور اسکی خبر دیں تو (پھر اس صورت میں) مذکورہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اعادہ کریں)	خلاصہ
	۸	ایک امام نماز پڑھا کر چلا گیا۔ (پھر اختلاف ہوا) بعضوں نے کہا یہ ظہر کی نماز تھی اور بعضوں نے کہا یہ نماز عصر کی نماز تھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر یہ ظہر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز ظہر کی ہے اور اگر یہ عصر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ عصر کی نماز ہے (ب) اور اگر وقت میں اشکال پڑتا ہے (یعنی مشکل پیش آتی ہے) تو دونوں فریقوں کی نماز درست ہے [1]	ظہیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۸۰

(الفصل الاول) الحدث فی الصلوۃ

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۸

۱۷۳- الحدث فی الصلوۃ — تعداد شق ۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	من سبقه حدث توضأ وبنى	كذا فى الكنز
۲	والرجل والمرأة فى حق حكم البناء سواء	كذا فى المحيط
۳	ولا يعتد بالتى احدث فيها ولا بد من الاعادة	هكذا فى الهداية والكافى
۴	والاستيناف افضل	كذا فى المتون
	وهذا فى حق الكل عند بعض المشائخ وقيل هذا فى حق المنفرد قطعا واما الامام والمأموم ان كانا يجدان جماعة فالاستيناف افضل ايضا وان كانا لا يجدان فالبناء افضل صيانة لفضيلة الجماعة وصحح هذا فى الفتاوى	كذا فى الجوهرة النيرة

۱۷۴- شروط جواز البناء — تعداد شق ۴۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ثم لجواز البناء شروط (منها) ان يكون الحدث موجبا للوضوء ولا يندر وجوده وان يكون سماويا لا اختيار للعبد فيه ولا فى سببه	هكذا فى البحر الرائق

---

[1] بنا کرے یعنی وضو کرکے اس نماز کے باقیماندہ حصہ کو پڑھ لے ایسا کرنا اس نماز کے پڑھے ہوئے حصہ پر بنا کرنا ہے اور اگر اس نماز کے پڑھے ہوئے حصہ کو چھوڑ دے اور اس نماز کو شروع سے پڑھے تو ایسا کرنا اس نماز کو از سر نو پڑھنا ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ا ص ۱۲۸ اور بنا کرنے کے مذکورہ حکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

چھٹا باب۔ نماز میں حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آنیکے احکام

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۷ عنوانات ۵ تعداد شق ۸۰

(پہلی فصل) نماز میں حدث پیش آنیکے احکام کا بیان

دفعات ۱۷۳ تا ۱۷۴ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۸

۱۷۳۔ نماز میں حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آنا — اسمیں ۴ شقیں ہیں

۱ جس شخص کو نماز میں وضو توڑنے والا امر پیش آجائے تو وہ وضو کرکے اسی (نماز) پر (باقی نماز کو) بنا کرے[1] — کنز، محیط

۲ اور بنا کرنے کے حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں

۳ (نماز کے) جس (رکن) میں حدث ہوا ہے اسکا شمار نہ ہوگا اور اس (رکن) کا لوٹانا ضروری ہے — ہدایہ۔ کافی

۴ (د) اور (نماز میں حدث ہونے کی صورت میں) اس نماز کا از سرِ نو پڑھنا افضل ہے — متون

(ب) یہ (از سرِ نو نماز پڑھنے کی فضیلت کا مذکورہ) حکم بعض مشائخ کے ہاں سب کے لئے ہے اور[2] بعض کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے یقینی ہے اور امام اور مقتدی کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ دوسری جماعت پالیں تو ان کے لئے بھی وہ نماز از سرِ نو پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر دوسری جماعت نہ پائیں تو ان کے لئے اسی نماز پر بنا کرنا افضل ہے تاکہ جماعت کی فضیلت باقی رہے۔ فتاویٰ میں اس حکم کو صحیح کہا گیا ہے — جوہرہ نیرہ

۱۷۴۔ نماز میں حدث کے بعد بنا جائز ہونیکی شرطیں — اسمیں ۴۴ شقیں ہیں

۱ (پھر بنا جائز ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں) بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حدث ایسا ہو کہ (د) اس کے پائے جانے کے بعد (نماز پڑھنے کے لئے) وضو کرنا ضروری ہوتا ہو۔

[1] مراد یہ ہے کہ اس شخص کو ایسا کرنا جائز ہے جسکی شرطیں حکم نمبر ۱۷۴ میں ذکر ہیں۔ اور از سرِ نو پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حکم ۴/۱۷۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوة — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴		
۲	فاذا احدث فی الصلوة من بول اوغائط او ریح او رعاف متعمدا فسدت صلوته ولا یبنی وان لم یتعمد فان کان الحدث موجبا للغسل فکذلك وان کان موجبا للوضوء فان کان بفعل الادمی فکذلك خلافا لابی یوسف رحمه	کذا فی الخلاصة
۳	واذا ذرعه القیٔ ملأ الفم من غیر قصد یتوضأ ویبنی ما لم یتکلم وفی التقیؤ لا یبنی	
۴	ولو اصاب المصلی حدث بغیر فعله کما لو اصابته بندقة او رماه انسان بحجر او مدر فشج رأسه اومس احد قرحه فادماه لا یجوز له البناء فی قول ابی حنیفة رحمه و محمد رحمه	هکذا فی المحیط
۵	ولو سقط من السطح مدر او لوح فشج رأسه ان کان بمرور المار استقبل الصلوة خلافا لابی یوسف رحمه وان کان لا بمرور المار فمن مشائخنا رحمه من قال یبنی بلا خلاف ومنهم من قال علی الاختلاف هو الصحیح وکذلك لو کان تحت شجرة فسقطت منها ثمرة فجرحته ولو دخل الشوك فی رجل المصلی او سجد فدخل الشوك فی جبهته فسال منه الدم من غیر قصده لا یبنی وکذلك لو عضه زنبور فسال منه الدم ولو عطس فسبقه الحدث من عطاسه او تنحنح فخرج بقوته ریح قیل لا یبنی وهو الصحیح	هکذا فی شرح الطحاوی کذا فی الظهیریة

لہ کبھی کبھار یعنی وہ حدث عادتاً شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے مثلاً قہقہہ او غشی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۱ و ھدایہ ج ۱ ص ۱۲۱ اور یا خلا
اف سے پانی جاری ہوگیا تو اس صورت میں بنانہ کرے (ماخوذ از حاشیہ فتاوی ھذا از سید امیر علی رحمه مطبوعہ علمی پریس ص ۱۷۰ ج ۱ (مترجم)
لہ کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمه اور امام محمد رحمه کے ہاں بندے کے فعل سے کسی بھی بندے کا فعل مراد ہے پس ان کے ہاں اگر وہ فعل اس نمازی یا کسی اور بندے
ہو تو وہ حدث سماوی نہ ہوگا اور وہ بنانہ کرسکے گا اور امام ابویوسف رحمه کے ہاں بندے کے فعل سے اس نمازی کا فعل مراد ہے پس امام ابویوسف رحمه
کے ہاں اگر وہ حدث اس نمازی کے علاوہ کسی بندے کے فعل سے ہو تو وہ سماوی ہوگا اور اس صورت میں وہ بنا کرسکے گا۔ ماخوذ از رد المحتار

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	(ب) اور وہ حدث ایسا نہ ہو جو کبھی کبھار ہوتا ہے [۱] (ج) اور وہ حدث سماوی ہو یعنی اس حدث کے پیش آنے میں اور اس کے سبب میں بندے کا اختیار نہ ہو	بحر رائق
۲	(۱) پس اگر کسی نے نماز میں پیشاب یا پاخانہ یا ہوا یا نکسیر کا حدث جان بوجھ کر کیا۔ تو اس کی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کریگا۔ (ب) اور اگر اس نے حدث جان بوجھ کر نہیں کیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر اس حدث سے غسل واجب ہوتا ہے تب بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی اسکی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کریگا) (ج) اور اگر اس حدث سے وضو واجب ہوتا ہے تو اگر وہ حدث آدمی کے (اختیاری) فعل سے ہوا ہے تب بھی یہی (مذکورہ) حکم ہے (یعنی اس کی نماز فاسد ہو گی اور وہ بنا نہ کرے گا) اور امام ابو یوسف رح کا اسمیں اختلاف ہے [۲]	خلاصہ
۳	(۱) اور اگر کسی کو (نماز میں) منہ بھر کر غیر اختیاری قے آگئی تو وہ وضو کرے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس نے بات چیت نہیں کی (ب) اور جان بوجھ کر قے کرنیکی صورت میں بنا نہ کرے گا	محیط
۴	اگر کسی نمازی کو اس کے اپنے اختیاری فعل کے بغیر حدث ہوا مثلاً اسے کہیں سے گولی لگی۔ یا کسی نے اسے تیر یا پتھر یا ڈھیلا مارا اور نمازی کا سر زخمی کر دیا یا کسی نے اس کے زخم کو چھوا اور اس کا خون نکالدیا تو (ان سب صورتوں میں) امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اس نمازی کیلئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا	شرح طحاوی
۵	(۱) اگر (کسی نمازی پر) چھت سے ڈھیلا یا تختہ گرا اور اس نے نمازی کا سر زخمی کر دیا تو اگر وہ ڈھیلا یا تختہ کسی گذرنے والے (آدمی) کے گذرنے کی وجہ سے گرا تھا تو وہ نمازی (بنا نہ کرے گا بلکہ) اس نماز کو از سر نو پڑھے گا اور اسمیں امام ابو یوسف رح کا اختلاف ہے (ب) اور اگر وہ ڈھیلا یا تختہ کسی گذرنے والے کے گذرنے کی وجہ سے نہ گرا تھا تو اس کے حکم کے متعلق بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے (۱) کہ بغیر اختلاف اس نمازی کیلئے بنا کرنا جائز ہے (۲) اور بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ اسمیں اختلاف ہے یہ حکم صحیح ہے [۳] (ج) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی پھلدار درخت کے نیچے تھا اور اس درخت سے کوئی پھل گرا اور اس نے اس نمازی کو زخمی کر دیا (د) اور اگر کسی نمازی کے پاؤں میں کانٹا لگ گیا یا اس نے سجدہ کیا تو اسکی پیشانی میں کانٹا لگ گیا اور اس سے اس کے اختیار کے بغیر خون نکلا تو وہ بنا نہ کرے گا [۴] (س) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کسی نمازی کو بھڑ نے کاٹا اور اس	

ج ۱ صفحہ ۵۶۱ (مترجم) [۳] اختلاف والے قول کی صورت میں وجہ یہ ہے کہ اسکا گرنا بندوں کے رکھنے کی وجہ سے ہے اسی طرح مابعد میں بھی پھل وغیرہ کا گرنا بندوں کے اگانے کی وجہ سے ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۶۱ نیز اس لئے کہ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۹ (مترجم)

[۴] اس لئے کہ وہ اس سے بچاؤ کر سکتا تھا اور نہیں کیا گویا کہ اس نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے کیا پس اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۱۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوة — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴		
۶	ولو سقط من المرأة الکرسف بغیر صنعها مبلولا بنت فی قولهم جمیعا وبتحریکها تبنی عند ابی یوسف رح وعندهما لا تبنی	کذا فی التبیین
۷	وان سال من دمل به دم توضأ وغسل وبنی ولو عصر الدمل حتی سال او کان فی موضع رکبتیه دمل فانفتح من اعتماده علی رکبتیه فی سجوده فهذا بمنزلة الحدث العمد فلا یبنی علی صلوته	کذا فی المحیط
۸	اذا اغمی فی صلوته او جنّ او قهقه یتوضأ ویستقبل الصلوة	هکذا فی شرح الطحاوی
۹	وکذلك اذا نام فی صلوته واحتلم یستقبل ولا یبنی استحسانا واذ نظر الی فرج المرأة فانزل لا یبنی	هکذا فی شرح الطحاوی
۱۰	او انتضح البول علی ثوب المصلی اکثر من قدر الدرهم فانصرف فغسلها لا یبنی فی ظاهر الروایة	هکذا فی شرح الطحاوی
۱۱	(ومنها) ان ینصرف من ساعته حتی لو ادی رکنا مع الحدث او مکث مکانه قدر ما یؤدی رکنا فسدت صلوته ولو قرأ ذاهبا تفسد صلوته وآیبا لا وقیل بالعکس والصحیح الفساد فیهما والتسبیح والتهلیل لا یمنع البناء فی الاصح	کذا فی التبیین

[1] غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ پس شرائط مندرجہ $\frac{1}{174}$ کے خلاف ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [2] امام ابو یوسف کے ہاں (بموجب حاشیہ $\frac{2}{174}$) نمازی کے اختیاری فعل سے وضو ٹوٹے تو بنا جائز نہیں ہوتی مگر اس صورت میں غالباً وجہ یہ ہے کہ چونکہ گدی کے ہلانے سے وضو ٹوٹنا ضروری نہیں ہوتا لہٰذا ان کے ہاں یہ حدث بھی غیر اختیاری قرار پائے گا اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا۔ واللہ

حوالہ	چھٹا باب ۔ نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	دفعات وشق نمبر
ظہیریہ	نمازی سے خون بہہ نکلا [۱]۔ (س) اور اگر کسی نمازی نے چھینک ماری تو اس کے چھینکنے کی وجہ سے اسے حدث ہوگیا یا کوئی نمازی کھانسا اور کھانسنے میں زور لگانے کی وجہ سے اسکی ریح نکل گئی تو (ان صورتوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ) بعض کا قول ہے کہ وہ بنا نہ کرے گا اور یہی حکم صحیح ہے	۱۷۴
تبیین	(و) اگر عورت سے اسکی گدی اس کے فعل کے بغیر گری اور وہ تر تھی تو سب کے قول کے بموجب اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا۔ (ب) اور اگر (وہ گدی) عورت کے ہلانے سے گری تو امام ابو یوسف رح کے ہاں اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا [۲] اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد رح کے ہاں اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	۶
محیط	(و) اگر کسی کے پھوڑے میں سے خون بہہ نکلا تو وہ وضو کرے اس خون کو دھوئے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے۔ (ب) اگر کسی نے پھوڑے کو نچوڑا (دبایا) حتیٰ کہ وہ بہہ نکلا یا اس کے گھٹنوں میں پھوڑا تھا اور سجدہ میں اس کے گھٹنے ٹیکنے کی وجہ سے پھوڑے کا منہ کھل گیا تو یہ جان بوجھ کر حدث کرنے کے حکم میں ہے اور (ان صورتوں میں) اس کے لئے اپنی نماز پر بنا کرنا جائز نہ ہوگا	۷
شرح طحاوی	اگر کوئی شخص نماز میں بیہوش ہوگیا یا اسے جنون ہوگیا یا اس نے قہقہہ لگایا تو (ان سب صورتوں میں) وہ وضو کرے اور نماز از سرِ نو پڑھے [۳]۔	۸
شرح طحاوی	(و) اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں سوگیا اور اسے احتلام ہوگیا تو وہ از سرِ نو نماز پڑھے گا اور از روئے استحسان اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی نمازی نے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا اور اسے انزال ہوگیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہیں ہے [۴]۔	۹
شرح طحاوی	یا نمازی کے کپڑے پر پیشاب کی چھینٹیں قدر درہم سے زیادہ پڑ گئیں تو وہ لوٹا اور ان چھینٹوں کو دھویا تو ظاہر روایت کے بموجب اس کے لئے بنا کرنا جائز نہیں ہے [۵]۔	۱۰
	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ نمازی (نماز میں) حدث ہوتے ہی واپس ہو (و) حتیٰ کہ اگر کسی نمازی نے کوئی رکن حدث کی حالت میں ادا کیا یا وہ (حدث کے بعد) اس جگہ اتنی دیر ٹھہرا رہا جتنی دیر میں ایک رکن ادا کرسکتا ہے تو اسکی نماز فاسد ہوگئی۔ (ب) اور اگر اس نے جاتے ہوئے قرأت کی تو اسکی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر آتے ہوئے قرأت کی تو نماز فاسد نہ ہوگی بعض کا قول ہے کہ حکم برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں (جاتے ہوئے یا آتے ہوئے قرأت کرنے) میں نماز فاسد ہونے کا حکم ہے۔	۱۱

[۱] اعلم بالصواب (مترجم) [۲] اس کے لئے ۱/۱۷۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اگر نماز میں حدث کے بعد جنون۔ بیہوشی یا جنابت ہوگئی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۷۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۳] کیونکہ اس صورت میں حدث موجب الغسل ہے اور شرائط (۱/۱۷۴) میں ہے کہ وہ حدث موجب الوضو ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۱ (مترجم) [۵] کیونکہ چھینٹیں پڑنا حدث نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — شروط جواز البناء	حوالہ
۱۷۴		
۱۲	ولو احدث الامام وهو راكع فرفع رأسه وقال سمع الله لمن حمده او رفع رأسه من السجود وقال الله اكبر مريدا به اداء ركن فسدت صلوة الكل وان لم يرد به اداء الركن ففيه روايتان عن ابی حنيفة رح	هكذا فی الكافی
۱۳	امام سبقه الحدث فی السجود فرفع رأسه مكبرا فسدت وان رفع بلا تكبير لا تفسد فيستخلف	كذا فی الوجيز للكردری
۱۴	ولو احدث نائما ثم انتبه بعد ساعة يبنی وان مكث يقظان ساعة تفسد	كذا فی معراج الدراية
۱۵	(ومنها) ان لا يفعل بعد الحدث فعلا منافيا للصلوٰة لو لم يكن احدث الا مالابد منه او كان من ضرورات مالابد منه او من توابعه وتتماته حتی اذا سبقه الحدث ثم تكلم او احدث متعمدا او قهقه او أكل او شرب او نحو ذلك لا يجوز له البناء	هكذا فی البدائع
۱۶	وكذا اذا جن او اغمی عليه او اجنب	هكذا فی البدائع
۱۷	او نظر الی فرج المرأة فأمنی	هكذا فی شرح الطحاوی
۱۸	ولو استقی من الاناء او البئر وهو محتاج اليه فتوضأ جاز له البناء	هكذا فی البدائع
۱۹	ولو استنجی فان كان مكشوف العورة بطل البناء وان استنجی تحت ثيابه بحيث لا تنكشف عورته جاز له البناء	هكذا فی البدائع

[1] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ وعن ابی یوسف رح لو احدث فی سجوده فرفع مکبرا ناویا لتمامه او لم ینو شیئا فسدت لا ان نوی الانصراف الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۳۔ یعنی مذکورہ صورت میں اگر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے اور اسکی نیت وہ رکن پورا کرنے کی ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نیت واپس لوٹنے کی ہو یا تکبیر کہے بغیر سر اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی (مترجم) [2] یعنی ان امور میں سے کوئی امر نماز میں حدث کے بعد

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونیکی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	(ج) زیادہ صحیح قول کے بموجب تسبیح (سبحان اللہ پڑھنا) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ پڑھنا) بنا جائز ہونے کے لئے مانع نہیں ہوتا ہے	تبیین
۱۲	(د) اگر امام کو رکوع میں حدث ہوا تو اس نے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا یا (اسے سجدہ میں حدث پیش ہوا تو) اس نے سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور ایسا کہنے میں اس نے نماز کا رکن ادا کرنے کا ارادہ کیا تو (ان صورتوں میں) سب کی نماز فاسد ہو گئی (ب) اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) اس نے نماز کا رکن ادا کرنے کا ارادہ نہیں کیا تو اس کے حکم کے متعلق امام ابوحنیفہ رح سے دو روایتیں ہیں	کافی
۱۳	کسی امام کو سجدہ میں حدث ہوا تو اس نے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سر اٹھایا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر اس نے تکبیر کہے بغیر سر اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہو گی پس وہ (اس صورت میں) کسی اور کو خلیفہ بنا سکے گا [1]	وجیز للکردری
۱۴	اگر کسی کو (دوران نماز) سوتے میں حدث ہوا پھر تھوڑی دیر بعد وہ جاگ پڑا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے اور اگر وہ بیداری کی حالت میں کچھ دیر ٹھہرا رہا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔	معراج درایہ
۱۵	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ (نماز میں) حدث کے بعد وہ کوئی ایسا کام نہ کرے کہ اگر اسے حدث نہ ہوتا تو وہ کام نماز کے منافی ہوتا مگر ایسے کام کرلے جن کا کرنا اس وقت ضروری ہے یا وہ کام ضروری امور کی ضروریات سے ہیں یا وہ کام ضروری امور کی ذیل میں اور اسے مکمل کرنے کیلئے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو (نماز میں) حدث ہوا پھر اس نے بات کی یا پھر جان بوجھ کر حدث کیا یا اس نے قہقہہ لگایا یا کھایا یا پیا یا اسکی مانند کوئی اور کام کیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	بدائع
۱۶	اور اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (نماز میں حدث کے بعد) وہ مجنون ہو گیا یا بیہوش ہو گیا یا اسے جنابت ہو گئی [2] (تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا)	بدائع
۱۷	(یہی حکم اس صورت میں ہے کہ نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص نے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھا اور اسے انزال ہو گیا (تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا)	شرح طحاوی
۱۸	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد) برتن یا کنوئیں سے پانی لیا دراں حالیکہ اسے ایسا کرنے کی ضرورت تھی پھر اس نے وضو کیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے	بدائع
۱۹	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد) استنجا کیا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ ننگا ہوا تھا تو اسکی نماز باطل ہو گئی [3] (ب) اور اگر اس نے کپڑوں کے (پردے کے) نیچے ایسی حالت میں استنجا کیا کہ وہ ننگا نہیں ہو رہا ہے تو (پھر) اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے	بدائع

پیش ہوا اور اگر نماز میں یہی امور پیش آئے تو حکم ۸/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] کیونکہ ستر ننگا کرنا نماز کے منافی ہے اور نماز میں حدث کے بعد بغیر ضرورت ایسا کام کرنا ممنوع ہے جو نماز کے منافی ہو۔ جیسا کہ حکم ۱۵/۱۷۴ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — شروط جواز البناء	حوالہ
۱۷۴ ۲۰	المصلی اذا سبقه الحدث فذهب لیتوضأ فانکشفت عورته فی الوضوء اوکشفها هو قال القاضی ابوعلی النسفی ان لم یجد بدا من ذلك لم تفسد صلوته	کذا فی النهایة
۲۱	واذا کشفت المرأة ذراعیها للوضوء بطلت صلوتها وهو الصحیح[1]	کذا فی التبیین
۲۲	واذا توضأ یتوضأ ثلاثا ثلاثا ویستوعب رأسه بالمسح ویتمضمض ویستنشق ویأتی بسائر السنن وهو الاصح	کذا فی التبیین
۲۳	اما لو غسل اربعا اربعا یستقبل الصلوٰة	کذا فی التاتارخانیة
۲۴	ان احدث والماء بعید والبئر قریب اختار اقل مؤنة من الامرین من الذهاب والنزح	
	والصحیح انه اذا نزح استأنف	کذا فی المضمرات
	هو المختار	کذا فی الخلاصة
۲۵	احدث وفی منزله ماء فلم یتوضأ وقصد الحوض والبیت اقرب من الحوض ان کان بینهما قلیل من قدر صفین لم تفسد صلوته	
	وان کان اکثر منه تفسد	
	ولو کان فی بیته ماء ان کان عادته التوضؤ من الحوض فنسی الماء الذی فی البیت وذهب الی حوض وتوضأ بنی علی صلوته	هکذا فی الخلاصة
۲۶	ولو وجد فی الحوض موضعا للتوضؤ فتجاوز الی موضع ان کان بعذر کضیق المکان الاول یبنی والا فلا	کذا فی الوجیز للکردری

[1] وهو الصحیح سے معلوم ہوا کہ اس حکم میں اختلاف ہے اس لئے کہ عورت کیلئے بھی بنا کرنے کا جواز موجود ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۲/۱۷۴ میں ہے) اور اسے بنا کرنے کی ضرورت ہو تو وضو کرنے میں اس کے اعضاء ستر کھلنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے پس مذکورہ صورت میں بنا بر ضرورت اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ماخوذ از قاضیخان علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۳۵ و درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۵۶۶۔ لیکن فتح میں بحوالہ زیلعی لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہرحال نماز فاسد

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام بناجائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴ ۲۰	کسی نمازی کو (نماز میں) حدث ہوا تو وہ وضو کرنے گیا۔ اور وضو میں اس کا ستر کھل گیا یا اس نے خود اپنا ستر کھول دیا تو (اس صورت میں اس کے حکم کے متعلق) قاضی ابو علی نسفی رح نے کہا ہے کہ اگر اسے ایسا کرنیکی کوئی ضرورت پیش آئی تھی تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوئی۔	نہایہ
۲۱	اگر (نماز میں حدث کے بعد) کسی عورت نے وضو کرنے کے لئے اپنے دونوں بازو کھولے تو اسکی نماز باطل ہو گئی اور یہی حکم صحیح ہے [۱]	تبیین
۲۲	(نماز میں حدث کے بعد) جب وضو کرے تو تین تین بار اعضاء کو دھوئے۔ پورے سر کا مسح کرے۔ کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور وضو کی تمام سنتیں [۲] ادا کرے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	تبیین
۲۳	اور اگر کسی نے (نماز میں حدث کے بعد وضو کرنیکی صورت میں) اعضا کو چار چار بار دھویا تو (پھر) وہ نماز از سر نو پڑھے۔	تتارخانیہ
۲۴	اگر کسی شخص کو (نماز میں) حدث ہوا اور پانی دور ہے۔ اور کنواں قریب ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) پانی تک جانے اور کنوئیں سے پانی نکالنے کے کاموں میں سے جسمیں مشقت کم ہو۔ اسے اختیار کرے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب اس نے کنوئیں میں سے پانی نکالا تو اس نماز کو از سر نو پڑھے۔	مضمرات
	(ج) اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے	خلاصہ
۲۵	(ا) کسی شخص کو (نماز میں) حدث ہوا۔ اور اس کے گھر میں پانی موجود ہے اس نے اس پانی سے وضو نہ کیا اور حوض سے وضو کرنے چلا گیا حالانکہ اس کا گھر اس حوض کی نسبت زیادہ قریب ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر حوض اور گھر کا درمیانی فاصلہ دو صفوں جتنے فاصلے سے کم ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر حوض اور گھر کا درمیانی فاصلہ اس سے زیادہ ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے گھر میں پانی موجود تھا۔ اور اس کی عادت حوض سے وضو کرنے کی تھی پس وہ گھر والے پانی کو بھول گیا اور کسی حوض پر جا کر وضو کیا تو (اس صورت میں) اس کیلئے اپنی (پڑھی ہوئی) نماز پر بنا کرنا جائز ہوگا۔	خلاصہ
۲۶	اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) حوض پر وضو کیلئے ایک جگہ پائی پھر وہ دوسری جگہ کی طرف بڑھ گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے ایسا کسی عذر کی وجہ سے کیا مثلاً یہ کہ پہلی جگہ تنگ تھی تو (اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں	وجیز للکردری

ہونا ظاہر مذہب کا حکم ہے۔ رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۶ اور نجاست دور کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے ستر کھولنے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] چونکہ بعض کا قول ہے کہ ایسے وضو میں بقدر ضرورت صرف فرائض پر اکتفا کرے لہذا یہ وضاحت ہے کہ ایسا نہیں بلکہ پوری طرح وضو کرے۔ ماخوذ از حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علی رح مطبوعہ علمی پریس (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة — شروط جواز البناء	حواله
۱۷۴ ۲۷	ولو توضأ وتذكر انه لم يمسح برأسه فذهب ومسح جاز له البناء	
	ولو لم يتذكر حتى قام الى الصلوٰة ثم تذكر استقبل	هكذا فی الخلاصة
۲۸	ولو نسی ثوبه فرجع ورفع استقبل الصلوٰة	كذا فی التاتارخانية
۲۹	اذا سبقه الحدث وفی المسجد ماء فی اناء فتوضأ بذلك الماء وحمل الاناء الى موضع صلوته جاز له البناء ان كان حمل الاناء على يد واحدة	كذا فی المحيط
۳۰	رجل دخل منزله وبابه مغلق ففتحه وتوضأ فاذا خرج يغلق ان خاف السارق والا فلا	كذا فی التاتارخانية
۳۱	وان ملأ الاناء وحمله بيدين لا يبنی وان حمله بيد واحدة جاز له البناء	كذا فی الجوهرة النيرة
۳۲	وان اصابته نجاسة مانعة من جواز الصلوٰة فغسلها فان كانت من سبق الحدث منه بنى وان كانت من خارج لا يبنی خلافا لابی يوسف رح ولو كانت من خارج ومن سبق الحدث لا يبنی وان كانتا فی موضع واحد	كذا فی التبيين
۳۳	ولو اصابت ثوبه نجاسة ان امكنه النزع بان وجد ثوبا اخر فنزع من ساعته اجزأه وان لم يمكنه النزع من ساعته بان لم يجد ثوبا آخر فان ادى جزءا من الصلوٰة مع ذلك الثوب تفسد صلوته بالاجماع وان لم يؤد جزءا من الصلوٰة ولكن مكث كذلك لم تفسد وان طال	

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونے کی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۶۴ ۲۷	(ا) اگر کسی نے نماز میں حدث کے بعد) وضو کیا پھر اسے یاد آیا کہ اس نے سر کا مسح نہیں کیا تھا پس وہ گیا اور مسح کیا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا (ب) اور اگر اسے یاد نہ آیا حتیٰ کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو گیا پھر اسے یاد آیا کہ اس نے سر کا مسح نہیں کیا تھا تو (اس صورت میں) وہ از سر نو نماز پڑھے گا	خلاصہ
۲۸	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کپڑا بھول گیا پس وہ لوٹ کر آیا اور کپڑا اٹھایا تو (اس صورت میں) وہ از سر نو نماز پڑھے گا	تتارخانیہ
۲۹	اگر کسی نمازی کو حدث ہوا۔ اور مسجد کے اندر برتن میں پانی موجود تھا اس نے اس پانی سے وضو کیا اور برتن اپنی نماز کی جگہ تک اٹھا کر لے گیا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس نے ایک ہی ہاتھ سے برتن اٹھایا تھا	محیط
۳۰	(کسی) آدمی (کو نماز میں حدث ہوا جب وہ) گھر گیا تو اس کے گھر کا دروازہ بند تھا اس نے اسے کھولا اور وضو کیا پھر جب وہ گھر سے نکلے تو دروازہ بند کر سکتا ہے بشرطیکہ اسے چور کا ڈر ہو ورنہ اس کے لئے دروازہ بند کرنا جائز نہیں۔	تتارخانیہ
۳۱	(ا) اگر (کسی کو نماز میں حدث ہوا تو) اس نے برتن پانی سے بھرا اور اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا (ب) اور اگر اس نے ایک ہاتھ سے اٹھایا تو اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا	جوہرہ نیرہ
۳۲	اگر کسی کو (نماز میں حدث ہوا اور اسے) کوئی ایسی نجاست لگ گئی جو نماز جائز ہونے کے لئے مانع ہے۔ پس اس نے اس نجاست کو دھویا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ نجاست اسی حدث کی وجہ سے لگی تھی (جو حدث اسے نماز میں ہوا) تو وہ بنا کر لے (ب) اور اگر وہ نجاست باہر سے (یعنی کسی اور وجہ سے) لگی تھی تو بنا نہ کرے گا۔ امام ابو یوسف رح کا اس میں اختلاف ہے۔ (ج) اور اگر کچھ نجاست باہر سے اور کچھ نجاست اس حدث کی وجہ سے لگی تھی تو وہ بنا نہ کرے خواہ وہ دونوں نجاستیں ایک ہی جگہ میں ہوں۔	تبیین
۳۳	اگر کسی (کو نماز میں حدث ہوا اور اس) کے کپڑے کو نجاست لگ گئی تو (ا) اگر اس کے لئے اس کپڑے کا اتار پھینکنا ممکن ہو بایں صورت کہ اسے دوسرا کپڑا مل گیا اور اس نے اسی وقت اس (ناپاک) کپڑے کو اتار پھینکا تو اسے کفایت کر جائیگا (ب) اور اگر اس کیلئے اسی وقت اتار پھینکنا ممکن نہ ہوا بایں وجہ کہ اسے دوسرا کپڑا نہ ملا تو (اس صورت میں) اگر اس نے نماز کا کوئی جزء اسی (ناپاک) کپڑے کے ساتھ ادا کیا تو اسکی نماز بالاجماع فاسد ہو جائیگی اور اگر اس نے اس (ناپاک) کپڑے کے ساتھ نماز کا کوئی جزء ادا نہیں کیا لیکن وہ اسی طرح کچھ دیر ٹھہرا رہا	

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — شروط جواز البناء	حوالہ
۱۷۴	و ان امکنه النزع من ساعته بان کان یجد ثوبا آخر فلم ینزع و لم یؤد جزأ من الصلوٰة اختلف اصحابنا قال ابوحنیفة و ابویوسف رحمهما الله تعالی تفسد صلوته	کذا فی المحیط
۳۴	ولو سبقه الحدث فی الصلوٰة فانصرف لیتوضأ فاحدث متعمدا لا یجوز له البناء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۵	(ومنها) ان لا یظهر حدثه السابق بعد الحدث السماوی	کذا فی البحر الرائق
۳۶	فالماسح علی الخفین لو احدث و ذهب لیتوضأ فذهب وقت مسحه فی خلال وضوئه یستقبل الصلوٰة وهو الصحیح	کذا فی محیط السرخسی
۳۷	کما لو احدث المتیمم فی الصلوٰة فذهب فوجد الماء لم یبن	کذا فی محیط السرخسی
۳۸	وکذا المستحاضة اذا احدثت فی الصلوٰة ثم ذهبت	کذا فی محیط السرخسی
۳۹	وکذا ماسح الجبیرة اذا برئت جراحته او صاحب الجرح السائل اذا خرج وقت الصلوٰة	هکذا فی التاتارخانیة
۴۰	(ومنها) اذا کان مقتدیا ان یعود الی الامام ان لم یکن فرغ الامام و کان بینهما حائل یمنع جواز الاقتداء ولو فرغ امامه لا یعود و لو عاد اختلفوا فی فساد صلوته ولو لم یکن بینهما مانع فله الاقتداء من مکانه من غیر عود	هکذا فی البحر الرائق

ـلـہ موزوں کے مسح کی مدت کے متعلق حکم نمبر ۵۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــہ مستحاضہ کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۶۹ اور اس کے احکام کیلئے حکم نمبر ۸۱، ۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — بنا جائز ہونیکی شرطوں کا بیان	حوالہ
۱۷۴	تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ اسکا ٹھہرنا لمبا ہوگیا	
	(ج) اور اگر اس کے لئے اس (ناپاک) کپڑے کا اسی وقت اتار پھینکنا ممکن ہو بایں صورت کہ وہ دوسرا کپڑا موجود پا رہا ہے مگر اس نے وہ (ناپاک) کپڑا نہ اتارا اور اس (ناپاک) کپڑے کے ساتھ نماز کا کوئی جزو (بھی) ادا نہیں کیا تو اس کے حکم کے متعلق ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی	محیط
۳۴	اگر کسی کو نماز میں حدث پیش آیا تو وہ لوٹا تاکہ وضو کرے پھر اس نے جان بوجھ کر اور حدث کر دیا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان
۳۵	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سماوی حدث کے بعد کوئی پہلا اور حدث ظاہر نہ ہو (تب بنا کرنا جائز ہے)	بحر رائق
۳۶	پس اگر کوئی شخص موزوں پر مسح کرکے نماز پڑھ رہا تھا اسے (نماز میں) حدث ہوگیا اور وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو وضو کے دوران اس کے موزوں کے مسح کی مدت[۱] ختم ہوگئی پس وہ از سر نو نماز پڑھے گا اور یہی حکم صحیح ہے	محیط سرخسی
۳۷	جیسا کہ اگر کوئی شخص تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا۔ اسے (نماز میں) حدث ہوگیا۔ پس وہ (تیمم کیلئے) گیا تو اسے پانی مل گیا تو وہ بنا نہ کرے گا	محیط سرخسی
۳۸	اسی طرح مستحاضہ[۲] عورت کو جب نماز میں (اس عذر کے علاوہ کوئی اور) حدث ہوگیا پھر وہ (طہارت کے لئے) گئی (تو وہ بنا نہ کرے گی)	محیط سرخسی
۳۹	اسیطرح یہی حکم اس شخص کے لئے ہے (ا) جو پھٹی پر مسح کرکے نماز پڑھ رہا ہو جبکہ (نماز میں حدث ہونے کے بعد) اسکا زخم اچھا ہو جائے (تو وہ بنا نہ کرے گا)	
	(ب) یا (ایسا معذور) جسے زخم بہتے رہنے کا عذر ہو جب (اسے نماز میں حدث ہوا تو اس کے بعد) اس نماز کا وقت نکل گیا[۳] (تو وہ بنا نہ کرے گا)	تتارخانیہ
۴۰	بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ (شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) مقتدی تھا تو (ا) وہ (وضو کے بعد) امام کی طرف لوٹ کر آئے بشرطیکہ امام (ابھی نماز سے) فارغ نہیں ہوا اور امام اور اس مقتدی کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ موجود ہے جو اقتداء جائز ہونے کے لئے مانع ہوتی ہے	
	(ب) اور اگر امام فارغ ہو چکا ہے تو وہ مقتدی امام کی طرف نہیں لوٹے گا۔	
	اور اگر (امام کی فراغت کے بعد) وہ مقتدی امام کی طرف لوٹ آیا تو اسکی نماز کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے	
	(ج) اور اگر امام اور اس مقتدی کے درمیان اقتداء کیلئے مانع کوئی رکاوٹ نہیں ہو تو اس مقتدی کیلئے بغیر لوٹے اسی جگہ سے اقتدا	

۳ اس لئے کہ فرض نماز کا وقت نکل جانے پر معذور کی طہارت اسی حدث سے ٹوٹ جاتی ہے جو حدث اسکے عذر کی وجہ سے پہلے ہو چکا ہے اس کے متعلق حکم آئندہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — فصل فی الاستخلاف	حواله
۱۷۴		
۴۱	والمنفرد بعد ما توضأ یتخیر بین اتمام الصلوٰۃ فی بیته والرجوع الی مصلاّه والرجوع افضل	هکذا فی الکافی
۴۲	والامام کالمنفرد ان فرغ امامه والاعاد و یتم خلف خلیفته	کذا فی شرح الوقایة
۴۳	(ومنها) ان لا یتذکر فائتة علیه بعد الحدث السماوی[1] وهو صاحب ترتیب[2]	کذا فی البحر الرائق
۴۴	(ومنها) اذا کان اماما ان لا یستخلف من لا یصلح للامامة فلو استخلف امرأة استقبل	کذا فی البحر الرائق

الفصل (الثانی) فی الاستخلاف

دفعات ۱۷۵ تا ۱۷۷ عنوانات ۳ تعداد شق ۳۲

۱۷۵۔ الفصل (الثانی) فی الاستخلاف

دفعات وشق نمبر		حواله
۱	فی کل موضع جاز له البناء فللامام ان یستخلف وما لا یصح له معه البناء فلا استخلاف فیه	کذا فی المحیط
	وکل من یصلح اماما للامام الذی سبقه الحدث فی الابتداء یصلح خلیفة له	
۲	ومن لا یصلح اماما له فی الابتداء لا یصلح خلیفة له	کذا فی المحیط
۳	وصورة الاستخلاف ان یتأخر محدودبا واضعا یده علی انفه یوهم انه قد رعف ویقدم من الصف الذی یلیه ولا یستخلف بالکلام بل بالاشارة	کذا فی التبیین

[1] سماوی حدث کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۱/۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمہ پانچ فوت شدہ نمازیں نہیں ہیں۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ

دفعات وشق نمبر	نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۴	کرنا جائز ہے	
۴۱	اور اگر (وہ شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا تو اسے وضو کرنے کے بعد اختیار ہے کہ وہ وہیں اپنے گھر میں باقی نماز پوری کرے یا اپنی نماز کی جگہ کی طرف آئے اور نماز کی جگہ کی طرف آنا افضل ہے	بحر رائق
۴۲	اور اگر (وہ شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) وہ امام ہے تو (ا) اسکا حکم اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم کی طرح ہے بشرطیکہ اس کا امام (جسے اس نے خلیفہ بنایا تھا) نماز سے فارغ ہو چکا ہو۔ (ب) اور اگر اسکا امام (ابھی اس) نماز سے فارغ نہیں ہوا تو وہ (جماعت میں) لوٹنے اور اپنے خلیفہ کے پیچھے باقی نماز پوری کرے	کافی
۴۳	بنا جائز ہونیکی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے (جسے نماز میں حدث ہوا ہے) سماوی حدث[1] کے بعد اپنی کوئی فوت شدہ نماز یاد نہ آئے یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ صاحب ترتیب ہو[2]	شرح وقایہ
۴۴	اور بنا جائز ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر وہ (شخص جسے نماز میں حدث ہوا ہے) امام ہو تو وہ کسی ایسے کو خلیفہ نہ بنائے جو امامت کے لائق نہ ہو۔ پس اگر اس نے کسی عورت کو خلیفہ بنا دیا تو وہ از سر نو نماز پڑھے	بحر رائق
		بحر رائق

(دوسری فصل) نماز میں امام کا خلیفہ ہونیکا بیان

دفعات ۱۷۵ تا ۱۷۷ — عنوانات ۳ — تعداد شق ۳۲

۱۷۵ نماز میں (حدث کے بعد) خلیفہ مقرر کرنا[3] اور اسمیں ۲۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱	جن صورتوں میں (نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص کو (باقیماندہ) نماز بنا کرنا جائز ہے ان میں امام کو چاہیئے کہ کسی کو خلیفہ مقرر کرے اور جن صورتوں میں بنا کرنا جائز نہیں ہے ان میں خلیفہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے	محیط
۲	جس امام کو (نماز میں) حدث ہوا ہے اسکا امام بننے کیلئے جو شخص ابتدا میں صلاحیت رکھتا ہو وہ شخص اس امام کا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اور جو شخص ابتداء میں حدث پیش آمدہ امام کا امام بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو وہ اس امام کا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا	محیط
۳	خلیفہ مقرر کرنیکی صورت یہ ہے کہ امام جھکا ہوا اور ناک پر ہاتھ رکھے ہوئے پیچھے کو ہٹے وہ ایسا دکھائی دے کہ اسے نکسیر پھوٹی ہے اور پہلی صف میں سے کسی کو (خلیفہ بننے کے لئے) آگے کر دے۔ خلیفہ بنانے کیلئے بات نہ کرے بلکہ اشارہ سے کام لے	تبیین

[1] عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۵۱ (مترجم) [2] ... (مترجم) [3] نماز کے دوران امام کا خلیفہ بنانے کا جواز صرف حالت ضرورت میں ہے ورنہ مفسد نماز ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ و حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۵۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
١٧٥ ٤	وله ان يستخلف ما لم يجاوز الصفوف في الصحراء و في المسجد ما لم يخرج عنه	كذا في التبيين
٥	اذا أحدث و استخلف رجلا من خارج المسجد و الصفوف متصلة بصفوف المسجد لم يصح استخلافه و تفسد صلوة القوم في قول ابي حنيفة رح و ابي يوسف رح و في فسادا صلوة الامام روايتان و الاصح هو الفساد	كذا في فتاوى قاضيخان
٦	و الاولى للامام ان لا يستخلف المسبوق و ان استخلفه ينبغي له ان لا يقبل و ان قبل جاز	كذا في الظهيرية
٧	و لو تقدم يبتدئ من حيث انتهى اليه الامام و اذا انتهى الى السلام يقدم مدركا يسلم بهم فلو انه حين اتم صلوة الامام قهقه او احدث متعمدا او تكلم او خرج من المسجد فسدت صلوته و صلوة القوم تامة و الامام الاول ان كان فرغ لا تفسد صلوته و ان لم يفرغ تفسد و هو الاصح	كذا في الهداية
٨	و لو ترك ركوعا يشير بوضع يده على ركبته او سجودا يشير بوضعها على جبهته او قرأة يشير بوضعها على فمه	كذا في البحر الرائق
	و ان بقي عليه ركعة واحدة يشير باصبع واحد و ان كان اثنتين فباصبعين و لسجدة التلاوة يضع اصبعه على الجبهة و اللسان و للسهو على قلبه	هكذا في الظهيرية
	هذا اذا لم يعلم الخليفة ذلك اما اذا علم فلا حاجة	كذا في التاتارخانية

له اس لئے کہ نماز کو توڑنیوالے مذکورہ امور مسبوق امام کے حق میں نماز کے اندر ہیں اور جماعت والوں کے حق نماز کے تمام ارکان کے بعد ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۲۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵ ۴	اور امام کے لئے خلیفہ بنانے کا اختیار تب تک ہے جب تک کہ وہ صحرا میں (نماز پڑھانے کی صورت میں) صفوں سے نہیں بڑھا اور مسجد میں (نماز پڑھانے کی صورت میں) وہ مسجد سے نہیں نکلا	تبیین
۵	اگر کسی امام کو حدث ہوا اور اس نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو مسجد سے باہر تھا۔ اور (وہاں تک کی) صفیں مسجد کی صفوں سے ملی ہوئی تھیں تو (اس صورت میں) (ا) اس کا خلیفہ بنانا صحیح نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں ساری جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور امام کی نماز فاسد ہونے کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ اسکی نماز بھی فاسد ہو جائے گی	قاضیخان
۶	اولیٰ یہ ہے کہ امام کسی مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے اور اگر امام نے کسی مسبوق کو خلیفہ بنایا تو (مسبوق کو) چاہئے کہ وہ قبول نہ کرے اور اگر اس نے خلیفہ بننا قبول کر لیا تو جائز ہے	ظہیریہ
۷	(ا) اگر مسبوق (خلیفہ بننے کے لئے) آگے ہو گیا تو وہ وہاں سے نماز شروع کرے جہاں امام نے ختم کی ہو اور جب سلام کے قریب پہنچے تو وہ کسی ایسے شخص کو آگے کر دے جس نے امام کے ساتھ سب نماز پائی ہو جو جماعت والوں کے ساتھ سلام پھیرے (ب) پھر اگر مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز تمام کرتے وقت قہقہہ لگایا یا جان بوجھ کر حدث (وضو توڑنے والا امر) کیا یا بات چیت کی یا مسجد سے نکل گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور جماعت والوں کی نماز پوری ہے (ج) اور پہلا امام اگر (مسبوق امام کے مذکورہ مفاسد نماز کے وقت) نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پہلا امام نماز سے فارغ نہیں ہوا تھا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	ہدایہ
۸	(ا) اگر امام سے رکوع چھوٹ گیا تو وہ (خلیفہ کو بتانے کیلئے) اپنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھنے سے اشارہ کرے (ب) یا امام سے سجدے چھوٹ گئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھنے سے اشارہ کرے[1] (ج) یا امام سے قرأت چھوٹ گئی ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھنے سے اشارہ کرے (د) اور اگر امام کے ذمہ کوئی رکعت باقی ہے تو وہ ایک انگلی سے اشارہ کرے اور اگر دو رکعتیں باقی ہیں تو دو انگلیوں سے اشارہ کرے۔	بحر الرائق
	(ر) اور سجدہ تلاوت چھوٹ جانے (کا اشارہ کرنے کیلئے) وہ اپنی انگلی پیشانی اور زبان پر رکھے (س) اور سجدہ سہو چھوٹ جانے (کا اشارہ کرنے کے لئے) اپنی انگلی اپنے دل پر رکھے	ظہیریہ
	(ص) یہ مذکورہ اشارے اس صورت میں ہیں کہ جب خلیفہ کو مذکورہ چھوٹے ہوئے امور کا علم نہ ہو اور اگر خلیفہ	

[1] اگر ایک سجدہ چھوٹ گیا ہو تو پیشانی پر ایک انگلی رکھے ورنہ دو انگلیاں رکھے۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی مطبوعہ علی پریس بحوالہ جوامع الفقہ (مترجم)

حواله	فصل فی الاستخلاف　　الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ	دفعات وشق نمبر
		۱۷۵
کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل المسبوق	رجل اقتدی بالامام فی ذوات الاربع فاحدث الامام وقدم هذا الرجل و المقتدی لایدری انه کم صلی الامام وکم بقی علیه فان المقتدی یصلی اربع رکعات ویقعد فی کل رکعة احتیاطا	۹
کذا فی المضمرات	ولو استخلف لاحقاً فللخلیفة ان یشیر للقوم حتی یؤدی ما علیه من الصلوٰۃ ثم یتم بهم الصلوٰۃ ولو لم یفعل ذلك ومضی علی صلوٰۃ الامام و أخر ما علیه حتی انتهی الی موضع السلام و استخلف من سلم بهم جاز عندنا	۱۰
کذا فی المحیط	والامام المحدث علی امامته مالم یخرج من المسجد او یستخلف رجلا و یقوم الخلیفة فی مقامه ینوی ان یؤم الناس او یستخلف القوم غیره حتی لولم یوجد شیئ من ذلك فتوضأ من جانب المسجد والقوم ینتظرونه و رجع الی مکانه و اتم صلوته بهم اجزأهم	۱۱
کذا فی المحیط	وان لم یستخلف الامام ولا القوم حتی خرج من المسجد فسدت صلوٰۃ القوم ویتوضأ الامام ویبنی لانه فی حق نفسه کالمنفرد	۱۲
هکذا فی فتاوی قاضیخان	وان تقدم رجل من غیر تقدیم احد و قام مقام الامام قبل ان یخرج الامام من المسجد جاز ولو خرج الامام من المسجد قبل ان یصل هذا الرجل الی المحراب و یقوم مقامه فسدت صلوٰۃ الرجل والقوم ولا تفسد صلوٰۃ الاول	۱۳
هکذا فی التبیین	اذا کان خلف الامام شخص واحد واحدث الامام تعین ذلك الواحد للامامة عینه الامام بالنیة اولم یعینه	۱۴

ـــــــ [1] لاحق کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	دفعات وشق نمبر
تتارخانیہ	کو ان امور کا چھوٹ جانا معلوم ہے تو پھر (ان اشاروں کی) کوئی ضرورت نہیں	۱۸۵
قاضیخان	کسی شخص نے چار رکعتوں والی نماز میں امام کی اقتدا کی تو امام کو حدث ہوگیا اور امام نے اسی مقتدی کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھا دیا۔ اور اس مقتدی کو یہ معلوم نہیں کہ امام نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی رکعتیں اس کے ذمہ باقی ہیں۔ تو (اس صورت میں) اس مقتدی کو چاہیئے کہ وہ چار رکعتیں پڑھے اور احتیاطا ہر رکعت پر (التحیات کیلئے) بیٹھ جائے	۹
	اور اگر امام نے نماز میں حدث کے بعد) کسی لاحق[۱] کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کو چاہیئے کہ جماعت والوں کو اشارہ کردے حتیٰ کہ (لاحق ہونے کی وجہ سے) جو نماز اس کے ذمہ باقی ہے اسے پڑھ لے پھر جماعت والوں کے ساتھ نماز پوری کرے اور اگر اس لاحق نے ایسا نہ کیا اور امام کی نماز پڑھنے لگا اور جو نماز اس کے ذمہ (لاحق ہونے کی وجہ سے) تھی اسے مؤخر کردیا حتیٰ کہ سلام پھیرنے کے موقع پر پہنچا اور کسی اور کو سلام پھیرنے کے لئے خلیفہ بنایا تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	۱۰
مضمرات	(ا) جس امام کو (نماز میں) حدث ہوا ہے اسکی امامت اس وقت تک قائم ہے جب تک کہ وہ مسجد سے نہیں نکلا۔ یا وہ کسی اور آدمی کو خلیفہ بنائے اور وہ خلیفہ اسکی جگہ کھڑا ہو کر لوگوں کی امامت کی نیت کرے۔ یا جماعت کے لوگ کسی اور کو خلیفہ بنا لیں۔ (ب) حتیٰ کہ اگر ان مذکورہ امور میں سے کوئی امر بھی نہیں پایا گیا اور اس امام نے مسجد کے کنارہ پر وضو کیا اور جماعت کے لوگ اس کے انتظار میں رہے پھر وہ امام اپنی جگہ پر واپس آیا اور اپنی نماز اس جماعت کے لوگوں کے ساتھ پوری کی تو انھیں کفایت کر جائیگا۔	۱۱
محیط	اور اگر امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی کو خلیفہ نہ بنایا اور نہ جماعت کے لوگوں نے کسی کو خلیفہ بنایا حتیٰ کہ امام مسجد سے نکل گیا تو جماعت کے لوگوں کی نماز فاسد ہوجائیگی اور امام (کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ) وضو کرے اور اس کے لئے بنا کرنا جائز ہوگا اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے متعلق اکیلے نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے	۱۲
محیط	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) کوئی شخص کسی کے بڑھانے کے بغیر خود ہی آگے بڑھ گیا اور قبل اسکے کہ امام مسجد سے نکلے وہ امام کی جگہ کھڑا ہو گیا تو جائز ہے۔ (ب) اور اگر قبل اس کے کہ وہ (خود آگے بڑھنے والا) شخص محراب تک پہنچ کر امام کی جگہ کھڑا ہو۔ امام مسجد سے نکل گیا تو اس خود آگے بڑھنے والے شخص کی نماز اور جماعت والوں کی نماز فاسد ہوجائیگی اور پہلے (امام) کی نماز فاسد نہ ہوگی	۱۳
قاضیخان تبیین	اگر امام کے پیچھے ایک ہی شخص ہو اور امام کو حدث ہوگیا تو وہ تنہا (مقتدی) شخص امام بننے کیلئے مقرر ہوگیا خواہ امام اسے اپنی نیت میں امام بنانے کے لئے مقرر کرے یا نہ کرے	۱۴

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰۃ — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۵ ۱۵	ولو قدم الامام رجلا والقوم رجلا فالامام من قدمه الامام الا ان ینوی القوم ان یأتموا بالاخیر قبل ان ینوی ذلک	هکذا فی التبیین
۱۶	ولو قدم کل طائفة رجلا فالعبرة للاکثر وعند الاستواء تفسد صلوة الکل	هکذا فی التبیین
۱۷	وان تقدم رجلان فالسابق الی مکان الامام تعین وان استویا فی التقدیم واقتدی بعضهم بهذا وبعضهم بهذا فصلوة الذی یأتم به الاکثر صحیحة وصلوة الاقل فاسدة وعند الاستواء لا یمکن الترجیح فتفسد صلوة الطائفتین	هکذا فی التبیین
۱۸	ولو استخلف من آخر الصفوف ثم خرج من المسجد ان نوی الخلیفة الامامة من ساعته صار اماما فتفسد صلوة من کان یتقدمه دون صلوة الامام الاول ومن عن یمینه وشماله فی صفه ومن خلفه وان نوی ان یکون اماما اذا قام مقام الاول وخرج الاول قبل ان یصل الخلیفة الی مکانه وقبل ان ینوی الامامة فسدت صلوتهم وشرط جواز الصلوة الخلیفة والقوم ان یصل الخلیفة الی المحراب قبل ان یخرج الامام من المسجد	کذا فی البحر الرائق
۱۹	ولو استخلف فاستخلف الخلیفة غیره قال الفضلی رح ان لم یخرج الاول ولم یأخذ الخلیفة مکانه حتی استخلف جاز ویصیر کان الثانی تقدم بنفسه او قدمه الاول والا لم یجز	هکذا فی الخلاصة
۲۰	لو احدث ولیس معه احد فلم یخرج حتی جاء من ائتم به ثم خرج کان	

ے تاکہ مسجد امام سے خالی نہ ہو اور خلیفہ کیلئے محراب میں پہنچنے کی شرط اس صورت میں ہے جبکہ اس نے اسیوقت امامت کی نیت نہیں کی جیسا کہ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۶۰ اور فتاوی قاضیخاں علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۱۱۵ میں ہے اور اگر خلیفہ نے اسی وقت ہی میں سے امامت کی نیت کر لی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۵ ملاحظہ ہو۔ نیز خلیفہ کا محراب میں محض کھڑا ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ اسے امامت کی نیت سے ایسا کرنا چاہیئے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صفحہ ۵۰۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵	۱۵	اور اگر امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی شخص کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا اور جماعت کے لوگوں نے کسی دوسرے شخص کو (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا تو (اس صورت میں) (ا) امام وہی ہوگا جسے امام نے آگے بڑھایا ہے (ب) لیکن اگر اس کی اس نیت سے پہلے جماعت کے لوگوں نے دوسرے شخص کی اقتدا کی نیت کر لی تو پھر وہ دوسرا شخص امام قرار پائے گا	تبیین
	۱۶	اور اگر (لوگوں میں سے) ہر گروہ نے ایک ایک آدمی (بطور خلیفہ) آگے بڑھایا تو اکثریت کا اعتبار ہوگا اور برابر ہونے کی صورت میں سب کی نماز فاسد ہو جائے گی	تبیین
	۱۷	(ا) اگر دو شخص (خلیفہ بننے کیلئے) آگے بڑھے تو جو شخص امام کی جگہ پہلے پہنچ گیا وہ امام قرار پائے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دونوں آگے بڑھنے میں برابر ہوں اور بعضوں نے ایک سے اقتداء کر لی اور بعضوں نے دوسرے سے اقتداء کر لی تو اسکی نماز صحیح ہے جس سے اکثر لوگوں نے اقتداء کی ہے اور جس سے تھوڑے لوگوں نے اقتداء کی ہے اسکی نماز فاسد ہوگی (ج) اور (مقتدیوں کی تعداد) برابر ہونے کی صورت میں کسی کو ترجیح دینا ممکن نہ ہوگا اور دونوں گروہوں کی نماز فاسد ہو جائیگی۔	تبیین
	۱۸	اگر امام نے آخری صفوں میں سے کسی کو خلیفہ بنایا اور پھر خود مسجد سے نکل گیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر خلیفہ نے اسی وقت امامت کی نیت کر لی تو وہ امام قرار پائے گا پس جو شخص اس کے آگے ہے اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور پہلے امام کی نماز اور جو لوگ خلیفہ کے دائیں اور بائیں طرف اس والی صف میں ہیں اور جو اس کے پیچھے ہیں انکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ وہ اسوقت امام بنے گا جب وہ امام کی جگہ کھڑا ہوگا اور امام کی جگہ تک خلیفہ کے پہنچنے اور امامت کی نیت کرنے سے پہلے پہلا امام مسجد سے نکل گیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی (ج) اور خلیفہ کی نماز اور (سب) جماعت والوں کی نماز جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مسجد سے امام کے نکلنے سے پہلے خلیفہ محراب میں پہنچ جائے [۱]	بحر رائق
	۱۹	اگر کسی امام نے (نماز میں حدث کے بعد) کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا تو (اس کے متعلق) فضلی رح نے کہا ہے کہ اگر پہلا امام ابھی مسجد سے خارج نہیں ہوا تھا اور خلیفہ نے امام کی جگہ نہیں لی تھی حتی کہ اس نے کسی اور کو خلیفہ بنا دیا تو یہ جائز ہے اور یہ ایسا ہو جائے گا کہ گویا دوسرا خلیفہ خود آگے بڑھا ہے یا اسے پہلے امام نے بڑھایا ہے ورنہ جائز نہیں [۲]	خلاصہ
	۲۰	اگر کسی کو (نماز میں) حدث ہوا اور اس کے ساتھ کوئی اور نہ تھا اور وہ (ابھی مسجد سے) نہ نکلا تھا کہ کسی	

[۲] یعنی اگر پہلا امام مسجد سے نکل گیا یا خلیفہ نے امام کی جگہ لے لی تو پھر خلیفہ کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ بلا وجہ خلیفہ بنائے اس کے متعلق حکم دفعہ ا کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الحدث فی الصلوۃ — فصل فی الاستخلاف	حواله
۱۷۵	الثانی خلیفة الاول عند اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ	هكذا فی الظهيرية
۲۱	اذا حصر عن القرأة له ان يستخلف وهذا اذا لم يقرأ قدر ما تجوز به الصلوۃ او اعتراه خجل اوخوف فحصر عن القرأة من غير نسيان اما اذا قرأ ما تجوز به الصلوۃ فلا يستخلف بل يركع و يمضى على صلوته فلو استخلف فسدت صلوته لانه لاحاجة اليه	هكذا فی التبيين
۲۲	و اذا نسی القرأة اصلا لا يجوز الاستخلاف بالاجماع	كذا فی العينی شرح الهداية
۲۳	مسافر اقتدى بمسافر فاحدث الامام فاستخلف مقيما لم يلزم المسافر الاتمام ولو استخلف مسافرا فنوى الخليفة الاقامة لم يلزم القوم الاتمام	كذا فی محيط السرخسی فی فصل من[illegible]

۱۷۶ - ومما يتصل بذلك مسائل
تعداد شق ۵

۱	من ظن انه احدث فخرج من المسجد ثم علم انه لم يحدث استقبل الصلوۃ و ان لم يكن خرج من المسجد يصلى ما بقى	كذا فی الهداية
۲	وهذا بخلاف ما لو ظن انه افتتح على غير وضوء او كان ماسحا على الخفين وظن ان مدة مسحه قد انقضت او كان متيمما فرأى سرابا فظنه ماء او كان فی الظهر فظن انه لم يصل الفجر او رأى حمرة فی ثوبه فظنها نجاسة فانصرف حيث تفسد صلوته	كذا فی التبيين

ؔ۱ جتنی قرأۃ سے نماز جائز ہو جاتی ہے اس کے متعلق حکم ۱۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

ؔ۲ یعنی اس صورت میں وہ امام ہے تو خلیفہ نہ بنائے۔ اور اسکی اور جماعت والوں کی نماز ٹوٹ جائیگی۔ اور اگر اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو وہ

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۵	اور شخص نے آکر اس سے اقتدا کرلی پھر امام اس مسجد سے نکل گیا۔ تو ہمارے اصحابؒ کے ہاں دوسرا شخص (یعنی اقتدا کرنیوالا) پہلے (یعنی امام کا) خلیفہ ہو جائے گا۔	ظہیریہ
۲۱	(ا) اگر کوئی (امام) شخص قرأت میں رک گیا تو اسے چاہیئے کہ کسی دوسرے کو خلیفہ کر دے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اتنی قرأت نہ کی ہو جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا اسے شرمندگی یا خوف پیش آگیا ہو اور وہ قرأت سے رک گیا ہو۔ بھولا نہ ہو (ب) اگر اس نے اتنی قرأت کر لی ہے جس سے[1] نماز جائز ہو جاتی ہے تو وہ خلیفہ نہ بنائے بلکہ رکوع کر دے اور اپنی نماز پڑھتا رہے اور اگر اس صورت میں اس نے خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ اس لئے کہ (اس صورت میں) اسے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں۔	تبیین
۲۲	اگر کوئی شخص قرأت کرنا بالکل بھول گیا تو اس کے لئے خلیفہ بنانا جائز نہیں ہے۔ اس حکم پر اجماع ہے[2]	عینی شرح ہدایہ
۲۳	(ا) کسی مسافر نے کسی مسافر کی اقتدا کی۔ امام کو (نماز میں) حدث ہوا تو اس نے کسی مقیم کو خلیفہ بنا دیا تو (مقتدی) مسافر پر یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ (سفری نماز کی بجائے) نماز پوری پڑھے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے مسافر کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے (اس وقت) مقیم ہونے کی نیت کرلی تو جماعت (کے مسافروں) پر یہ لازم نہ آئیگا کہ وہ (سفری نماز کی بجائے) اپنی نمازیں پوری پڑھیں	محیط سرخسی

۱۷۶۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل

اور اسمیں ۵ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ا) کسی شخص کو وضو ٹوٹنے کا گمان ہوا اور وہ مسجد سے نکل گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تو (اس صورت میں) وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مسجد سے نہیں نکلا تھا تو جسقدر (اسکی نماز) باقی ہے اسے پڑھے گا۔	ہدایہ
۲	یہ (مذکورہ حکم) اس (صورت کے حکم) کے خلاف ہے کہ جب (ا) کسی شخص کو گمان ہوا کہ اس نے وضو کے بغیر نماز شروع کی ہے۔ (ب) یا اس نے موزوں پر مسح کر رکھا ہے اور اسے گمان ہوا کہ اس کے مسح کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ (ج) یا اس نے تیمم کر رکھا تھا اس نے سراب (پانی کی طرح چمکتی ریت کو) دیکھا اور گمان کیا کہ یہ پانی ہے (د) یا وہ نماز ظہر پڑھ رہا تھا اور اسے گمان ہوا کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ (ہ) یا اس نے اپنے کپڑے میں سرخی دیکھی اور گمان کیا کہ وہ نجاست ہے اور (ان صورتوں میں) وہ نماز سے پھر گیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔	تبیین

[1] بنا نہ کر سکے گا اس لئے کہ وہ اب امی قرار دیا گیا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۶۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة — فصل فی الاستخلاف	حوالہ
۱۷۶	۳	والدار والجبانة ومصلی الجنازة بمنزلة المسجد ومکان الصفوف فی الصحراء له حکم المسجد ولو تقدم قدامه ولم یکن سترة یعتبر قدر الصفوف خلفه وان کان بین یدیه سترة فالحد السترة	کذا فی التبیین
		وان کان یصلی وحده فموضع سجوده ککونه فی المسجد وکذلك یمنیه وشماله وخلفه	کذا فی المحیط
	۴	والمرأة ان نزلت عن مصلاها افسدت صلوتها لانه بمنزلة المسجد فی حق الرجل ولهذا تعتکف فیه	کذا فی التبیین
	۵	ولو خاف المصلی سبق الحدث فالفرف ثم سبقه لیس له ان یبنی	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱۷۷- وبطلت الصلوٰة فی مسائل تعداد شق [۱]

شق		حوالہ
۱	اذا طلع الشمس فی الفجر او دخل وقت العصر فی الجمعة او سقطت جبیرته عن برء او زال عذر المعذور او استخلف امیا او قدر مؤمی علی الرکوع والسجود او کان ماسحا علی الخفین فتمت مدة مسحه وکان واجد الماء واما اذا لم یکن واجداله لا تبطل وقیل تبطل او نزع خفیه بعمل یسیر بان کانا واسعین لا یحتاج فیهما الی المعالجة فی النزع واما اذا کان النزع بفعل عفیف تمت صلوته بالاجماع او تعلم امی سورة بان تذکرها او حفظها بالسماع ممن یقرأ من غیر اشتغال بالتعلیم اما لو تعلم حقیقة تمت صلوته هذا اذا کان منفردا او اماما حیث تجوز امامته اما اذا کان یصلی خلف قاری فعند عامتهم انها تفسد واختار ابو اللیث انها لا تفسد	هکذا فی التبیین

[۱] ان مسائل کی جن صورتوں میں نماز پوری ہونا قرار پاتی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ منافی نماز وہ عمل عمدا (جان بوجھکر) ہو اور وہ (آخری قعدہ میں) قدر تشہد بیٹھنے کے بعد ہو اور اگر وہ عمل عمدا نہ ہو اور قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے پیش آئے تو بالاتفاق نماز باطل ہو جائیگی اور اگر وہ عمل عمدا نہ ہو اور قدر تشہد بیٹھنے کے بعد ہو تو ان مذکورہ صورتوں میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں پھر بھی وہ نماز باطل ہو جاتی ہے اور صاحبینؒ کے ہاں باطل نہیں ہوتی بلکہ صحیح ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۶۔۳	(و) (مسجد سے نکلنے اور نہ نکلنے کے مفہوم میں) گھر۔ عیدگاہ اور جنازہ گاہ بمنزلہ مسجد کے ہیں (ب) اور[۱] صحرا میں صفوں کی جگہ تک کیلئے مسجد کا حکم ہے۔ اگر امام (کو نماز میں حدث ہوا اور وہ) آگے کو بڑھا اور اس کے سامنے سترہ نہ تھا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کے بقدر جگہ کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر اس کے سامنے سترہ تھا تو سترہ تک حد معتبر ہوگی	تبیین
	اور[۲] اگر وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا تو اس کے سجدہ کی جگہ کے بقدر جگہ اس کے لئے مسجد میں ہونے کی طرح ہے اور اسی قدر جگہ اس کے دائیں طرف اور اس کے بائیں طرف اور اس کے پیچھے کی طرف (اس کے لئے مسجد میں ہونے کی طرح ہے)	محیط
۴	اور عورت (کو نماز میں حدث ہوا اور وہ) اگر اپنی نماز کی جگہ سے اتری تو اس نے اپنی نماز کو فاسد کر دیا۔ اس لئے کہ عورت کے لئے اسکی نماز کی جگہ کے لئے وہی حکم ہے جو مرد کے لئے مسجد کا ہے اور اسی لئے عورت اپنی نماز کی جگہ پر اعتکاف کرتی ہے۔	تبیین
۵	اگر نماز پڑھنے والے کو حدث ہو جانے کا خوف ہوا تو وہ نماز سے پھر گیا پھر اسے حدث ہوا تو (اس صورت میں) اس کے لئے بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔	قاضیخان
۱۷۷۔	**ان (مخصوص بارہ) صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے**[۵] اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	(و) جب[۱] صبح کی نماز میں سورج نکل آئے یا جمعہ[۲] کی نماز میں عصر کا وقت داخل ہو جائے یا اس[۳] (نمازی) کی پھٹیاں زخم اچھا ہونے کی وجہ سے گر پڑیں یا معذور[۴] (نمازی) کا عذر ختم ہو جائے[۲] یا کوئی[۵] امام امی شخص کو خلیفہ بنا دے یا اشارہ[۶] سے نماز پڑھنے والا رکوع اور سجود پر قادر ہو جائے یا موزوں[۷] پر مسح (کر کے نماز پڑھنے) والا تھا اور اسکے مسح کی مدت پوری ہو گئی اور اسے پانی ملتا تھا اور اگر اسے پانی نہ ملتا تھا تو نماز باطل نہ ہوگی اور بعض کا قول ہے کہ باطل ہو جائے گی یا اس[۸] نمازی نے تھوڑے عمل سے موزے اتار دیئے[۳] بایں صورت کہ اس کے موزے ڈھیلے ہوں انھیں اتارنے میں بہت عمل کی ضرورت نہ ہو اور اگر زیادہ عمل کر کے موزے اتارے تو اسکی نماز بالاجماع پوری ہو گئی۔ یا امی[۹] شخص نے (نماز میں) کوئی سورۃ سیکھ لی بایں صورت کہ اسے یاد آگئی یا کسی قرآن پڑھنے والے سے اس سے سیکھنے میں مشغول ہوئے بغیر اس سے سن کر یاد کر لی اور اگر حقیقتاً سیکھی تو اسکی نماز پوری ہو گی یہ اس صورت میں ہے کہ امی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا تھا یا جس صورت میں اسکی امامت جائز ہو سکتی ہے اس صورت میں وہ امام تھا۔	

جا اصفحہ ۵۹۶ ؎۱ نیز نماز پوری قرار پانے والی صورتوں میں عمداً کی قید اسلئے ہے کہ نمازی اپنے اختیار سے نماز سے خارج ہو کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں نمازی کا اپنے اختیار سے نماز سے خارج ہونا ضروری ہے اور صاحبینؒ کے ہاں نہیں) اور نماز پوری قرار پانے سے مراد یہ ہے کہ اگر نہ لوٹائے تو وہ نماز اس کے ذمے سے اتر گئی ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایۃ ج ا صفحہ ۱۵۰ (مترجم) ؎۲ معذور کے عذر کے ختم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۸؍۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ کیونکہ موزے اتارنے پر حدث سابق کی وجہ سے پاؤں دھونا ضروری ہو گیا ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۵۶۹ (مترجم)

۱۷۷

هو الصحيح — كذا في الظهيرية

او وجد عاري ثوبا تجوز فيه الصلوة بان لم يكن فيه نجاسة مانعة من الصلوة او كانت فيه وعنده ما يزيل به النجاسة او لم يكن عنده ما يزيل به النجاسة ولكن ربعه او اكثر منه طاهر وهو ساتر للعورة

او كان المصلي متيمما فقدر على استعمال الماء او تذكر فائتة عليه ولم يسقط الترتيب بعد

فلو كان متوضئا يصلي خلف متيمم فرأى المؤتم الماء او مؤتما وعلى الامام فائتة فتذكرا لمؤتم الفائتة بطلت صلوة المؤتم وحده — كذا في التبيين

ثم اذا بطلت الصلوة في هذه المسائل لا تنقلب نفلا الا في ثلاث مسائل وهو ما اذا تذكر فائتة او طلعت الشمس او خرج وقت الظهر في يوم الجمعة — هكذا في الجوهرة النيرة

فهذه اثنتا عشرة مسألة في الروايات المشهورة وقد زيد عليها مسائل
(منها) اذا كان يصلي بالثوب النجس فوجد ما يغسل به
(ومنها) اذا كان يصلي القضاء فدخلت عليه الاوقات المكروهة من الزوال وتغير الشمس للغروب او طلوعها

(ومنها) اذا صلت الامة بغير قناع فاعتقت في هذه الحالة ولم تستر عورتها من ساعتها
فهذه المسائل كلها اذا عرض له واحد منها بعد ما قعد قدر التشهد

ؔ۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
ؔ۲ صاحب ترتیب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۴۴/۱۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز یہاں تک مخصوص مسائل کی تعداد بارہ ہو گئی ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۷-	اور اگر وہ کسی قرآن پڑھ سکنے والے کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو اکثر فقہاءؒ کے ہاں اسکی نماز فاسد ہوجائے گی اور ابو اللیثؒ کے ہاں (اسکی نماز) فاسد نہ ہوگی یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	تبیین ظہیریہ
	یا نگے نمازی شخص نے ایسا کپڑا پالیا جسمیں نماز جائز ہوسکتی ہے بایں صورت کہ اس کپڑے میں نماز کے لئے مانع نجاست نہ تھی یا اس کپڑے میں ایسی نجاست (تو) موجود تھی البتہ اسکے پاس ایسی چیز موجود تھی جس سے اس نجاست کو دور کرسکے یا اس کے پاس اس نجاست کو دور کرنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی لیکن اس کپڑے کا چوتھائی حصہ یا چوتھائی سے زیادہ حصہ پاک تھا اور وہ کپڑا ستر ڈھانک سکتا تھا۔ یا کوئی نمازی تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا تو وہ پانی کے استعمال پر قادر ہوگیا۔ یا اسے کوئی فوت شدہ نماز یاد آئی اور اس کا صاحب ترتیب ہونا ابھی ساقط نہیں ہوا تھا پس اگر کوئی وضو والا تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو مقتدی نے پانی دیکھ لیا۔ یا وہ مقتدی تھا اور امام کی کوئی نماز فوت ہوگئی تھی تو مقتدی کو (امام کی) وہ فوت شدہ نماز یاد آئی تو (اس صورت میں) صرف مقتدی کی نماز فاسد ہوگی	تبیین
	(ب) پھر ان مذکورہ صورتوں میں جب نماز باطل قرار پاتی ہے تو وہ نفل نہیں بنتی لیکن تین صورتوں میں وہ باطل شدہ نماز نفل بن جاتی ہے اور وہ تین صورتیں یہ ہیں (۱) جب اسے فوت شدہ نماز یاد آئی (۲) یا (صبح کی نماز میں) سورج نکل آیا (۳) یا جمعہ کے دن میں ظہر کا وقت نکل گیا	جوہرہ نیرہ
	(ج) پس یہ (مذکورہ) بارہ مسائل مشہور روایت کے بموجب ہیں اور ان پر مزید چند مسائل بیان کئے گئے ہیں (۱) ان مزید مسائل میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی ایسی چیز مل گئی جس سے وہ اس ناپاک کپڑے کو دھو سکتا ہے (۲) اور ان مزید مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فوت شدہ نماز قضا کررہا تھا اور اس پر ایسا وقت داخل ہوگیا جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتا ہے (مثلاً) زوال کا وقت داخل ہوگیا۔ سورج غروب ہونے کی وجہ سے متغیر ہوگیا یا سورج طلوع ہوگیا۔ (۳) اور ان مزید مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی باندی اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھ رہی تھی تو وہ اسی حالت میں آزاد کردی گئی اور اس نے اس وقت اپنا ستر نہیں ڈھکا	
	(د) ان (مذکورہ) سب مسائل کی صورتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک صورت کسی کو اس	

ف جیسا کہ حکم نمبر ۱۰۲ میں ہے (مترجم)

حواله	فصل فی الاستخلاف — الباب السادس فی الحدث فی الصلوٰة	دفعات وشق نمبر
هكذا فی التبیین	او فی سجود السهو بطلت صلوته وصلوٰة من كان خلفه لو كان اماما	١٧٧
هكذا فی التبیین	ولو سلم وعليه سجود السهو فعرض له واحد منها فان سجد بطلت صلوته والا فلا	٢
هكذا فی التبیین	ولو سلم القوم قبل الامام بعد ما قعد قدر التشهد ثم عرض له واحد منها بطلت صلوته دون القوم	٣
هكذا فی التبیین	وكذا اذا سجد هو للسهو ولم يسجد القوم ثم عرض له	٤

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب نماز میں حدث پیش آنیکے احکام — نماز میں امام کے خلیفہ کا بیان	حوالہ
۱۷۷	وقت پیش آجائے جبکہ وہ (آخری قعدہ میں) بقدر تشہد بیٹھ چکا ہو یا ان میں سے کوئی صورت سہو میں پیش آجائے تو اسکی وہ نماز باطل ہوجائیگی اور اگر وہ امام ہے تو اسکے مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہوجائے گی	تبیین
۲	اور اگر کسی نے سلام پھیرا اور اسپر سجدہ سہو باقی تھا پھر مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت اسے پیش آئی تو (اس صورت میں) اگر اس نے سجدہ سہو کیا تو اس کی نماز باطل ہوجائیگی ورنہ باطل نہ ہوگی	تبیین
۳	اور اگر جماعت کے لوگوں نے (آخری قعدہ میں) امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا پھر امام کو مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آئی تو (اس صورت میں) امام کی نماز باطل ہوجائے گی اور جماعت والوں کی نماز باطل نہ ہوگی۔	تبیین
۴	اسی طرح مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ امام نے سجدہ سہو کیا اور جماعت کے لوگوں نے سجدہ سہو نہ کیا پھر امام کو مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت پیش ہوئی (تو امام کی نماز باطل ہوجائیگی اور جماعت والوں کی نماز باطل نہ ہوگی)	تبیین

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	
	الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ وعلیٰ عباداللہ الصالحین ۔ اجمعین	
	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا	
	وفیہ فصلان دفعات ۱۷۸ تا ۱۸۲ عنوانات ۵ تعداد شق ۳۰۰	
	(الفصل الاوّل فیما یفسدھا)	
	دفعات ۱۷۸ تا ۱۷۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵۱	
	المفسد للصلوٰۃ نوعان قول وفعل	
۱۷۸-	**الاقوال المفسدۃ للصلوٰۃ** تعداد شق ۲۶	
۱-	(النوع الاوّل فی الاقوال) اذا تکلم فی صلوٰتہ ناسیا او عامدا خاطئا او قاصدا قلیلا او کثیرا تکلم لاصلاح صلوٰتہ بان قام الامام فی موضع القعود فقال لہ المقتدی اقعد او قعد فی موضع القیام فقال لہ قم اولا لاصلاح صلوٰتہ ویکون الکلام من کلام الناس استقبل الصلوٰۃ عندنا	کذا فی المحیط
	ھذا اذا تکلم قبل ان یقعد قدر التشھد	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
	وھذا اذا تکلم علی وجہ یسمع منہ فاما اذا تکلم علی وجہ لایسمع منہ ان کان بحیث یسمع نفسہ تفسد صلاتہ	کذا فی المحیط
	وان لم یسمع وصحح الحروف لاتفسد	کذا فی الزاھدی

۱؎ بھولے سے یوں کہ اسے نماز میں ہونا یاد نہ رہا اور بات کردی اور غلطی سے یوں کہ اس نے نماز میں کچھ پڑھنا چاہا اور غلطی سے کوئی بات کہہ دی مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۳۳۲ (مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳ باب ۳ (مترجم)، ۲؎ جیسا کہ اونچی آواز سے قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف حکم ۲–۶/۱۱۵، ۲۱–۲۲/۱۱۹ میں بحوالہ سراجیہ وقایہ ۔ نقایہ زاہدی اور خلاصہ ذکر ہے ۔ البتہ حکم ۳۱/۱۱۹ میں درج ہے کہ اس تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس اختلاف کو یوں ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر ہندوانی رح کے ہاں آہستہ قرأت یہ ہے کہ خود سنے اور اونچی قرأت یہ ہے کہ دوسرا بھی سنے اس لئے کہ آواز کے بغیر صرف زبان

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنے والے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔ اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سب پر ہو

ساتواں باب۔ نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام

وفیہ فصلان۔ دفعات ۱۷۸ تا ۱۸۲ عنوانات ۵ تعداد شق ۳۰۰

پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان

دفعات ۱۷۸ تا ۱۷۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۵۱

نماز فاسد کرنے والے امور دو قسم کے ہیں (۱) قول (بات) (۲) اور فعل (کام)

۱۷۸۔ نماز فاسد کرنے والی باتیں۔ اور اس میں ۷۶ شقیں ہیں

۱۔ (ا) نماز فاسد کرنے والے امور میں سے پہلی قسم (وہ) باتیں ہیں (جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے) جب[1] کسی شخص نے نماز میں بھولے[1] سے بات کر دی یا جان[2] بوجھ کر غلطی سے یا ارادے[3] سے بات کر دی خواہ وہ بات تھوڑی ہو یا زیادہ ہو۔ خواہ اس نے وہ بات اپنی نماز کی اصلاح کیلئے کی مثلاً امام التحیات کے لئے بیٹھنے کے موقع پر کھڑا ہو گیا تو مقتدی نے اسے کہا کہ "بیٹھئے" یا امام کھڑا ہونے کے موقع پر بیٹھ گیا تو مقتدی نے اسے کہا کہ "اٹھئے" یا اس نے وہ بات اپنی نماز کی اصلاح کے لئے نہیں کی اور وہ بات ایسی ہے جیسی باتیں لوگ آپس میں کیا کرتے ہیں تو (ان سب صورتوں میں) ہمارے ہاں وہ نماز از سر نو پڑھے گا۔ محیط

(ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے بات کی ہو۔ قاضیخان

(ج) اور[1] (نیز) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اس طرح بات کی کہ وہ بات اس سے سنی جاتی ہے اور اگر اس نے اسطرح بات کی کہ وہ اس سے سنی نہیں جاتی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے اس طرح کی کہ وہ خود اس بات کو سنتا ہے۔ تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ محیط

اور[2] اگر (وہ بات اس طرح کی کہ) وہ خود (بھی) نہیں سنتا البتہ حروف صحیح کہدیئے تو (اس صورت میں اسکی) نماز نہ ٹوٹے گی[2] زاہدی

کی حرکت کو قرأت نہیں کہا جاتا اور امام کرخیؒ کے ہاں کم از کم اونچی قرأت یہ ہے کہ خود سنے اور کم از کم آہستہ قرأت یہ ہے کہ (زبان سے) حروف صحیح ہو جائیں اس لئے کہ قرأت زبان کا فعل ہے۔ کان کا فعل نہیں ہے۔ اور کتاب کے لفظ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اسی اختلاف پر طلاق، عتاق اور استثنا وغیرہ کے احکام متفرع ہوں گے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۷ اور جیسا کہ ۱۱۵/۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا — الفصل الاوّل فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۸-۲-	وفی النوازل اذا تکلم فی الصلوٰۃ وھو فی النوم تفسد صلوتہ وھو المختار	کذا فی المحیط
-۳	یفسدھا السّلام للصلوٰۃ عمدا واما غیرہ فان کان علی ظن ان الصلوٰۃ تامۃ فغیر مفسد وان کان ناسیا للصلوٰۃ فمفسد	کذا فی شرح ابی المکارم
-۴	ولو سلم علی رجل تفسد مطلقا	کذا فی شرح ابی المکارم
-۵	المسبوق اذا سلم علی ظن ان علیہ ان یسلم مع الامام فھو سلام عمد یمنع البناء	کذا فی الخلاصۃ فی ما یتصل بمسائل الاقتداء مسائل المسبوق وھکذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل فیمن یصح الاقتداء بہ۔
-۶	ولو سلم المسبوق مع الامام ینظر ان کان ذاکرا لما علیہ من القضاء فسدت صلوتہ وان کان ساھیا لما علیہ من القضاء لاتفسد صلوتہ لانہ سلام الساھی فلا یخرجہ عن حرمۃ الصلوٰۃ	کذا فی شرح الطحاوی فی باب سجود السھو
-۷	رجل صلی العشاء فسلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا ترویحۃ او سلم فی الظھر علی رأس الرکعتین علی ظن انھا جمعۃ او المقیم سلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا مسافر فانہ یستقبل الصلوٰۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۸	ولو سلم علی رأس الرکعتین علی ظن انھا رابعۃ فانہ یمضی علی صلوتہ ویسجد للسھو	کذا فی فتاوی قاضیخان
-۹	والضابط ان السھو عن السّلام ان وقع فی اصل الصلوٰۃ یوجب فسادھا وان وقع فی وصف الصلوٰۃ لایوجب الفساد	ھکذا فی المحیط فی الفصل السابع عشر فی سجود السھو
-۱۰	ولو اراد ان یسلم علی انسان ساھیا فلما قال السلام تذکر انہ لاینبغی لہ ان یسلم وھو فی الصلوٰۃ فسکت تفسد صلوتہ	کذا فی المحیط

لہ جیساکہ حکم ۲۳/۲۰۰ کی دوسری اور تیسری صورت میں ہے البتہ اگر اسپر سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے نماز قطع کرنے کی نیت سے سلام پھیر دیا تو حکم ۳۱/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸ - ۲ -	نوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز کے دوران سوتے ہوئے بات کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہی حکم مختار ہے۔	محیط
۳ -	(ا) جان بوجھ کر نماز کا سلام پھیرنا اس نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ [1] (ب) اور اگر کسی نے جان بوجھ کر نماز کا سلام نہیں پھیرا تو اگر اسے یہ گمان ہوا تھا کہ نماز پوری ہو چکی ہے (اور اس نے نماز کا سلام پھیر دیا) تو وہ سلام نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ (ج) اور اگر وہ نماز کو بھولے ہوئے تھا تو (وہ سلام اس نماز کو) فاسد کر دیتا ہے۔	شرح ابی المکارم
۴ -	اور اگر کسی نے (نماز کے دوران) کسی شخص کو سلام کہا تو وہ نماز ہر صورت میں فاسد ہو جائے گی۔	شرح ابی المکارم
۵ -	مسبوق نے امام کے ساتھ اس گمان پر سلام پھیر دیا کہ اسے امام کے ساتھ سلام پھیر دینا چاہیئے۔ تو مسبوق کا یوں سلام پھیرنا جان بوجھ کر سلام پھیرنے کے حکم میں ہے (اس صورت میں) اسے بنا کرنا جائز نہیں ہوتا (بلکہ وہ نماز از سرِ نو پڑھے گا [2]	خلاصہ - قاضیخان
۶ -	اگر کسی مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو دیکھا جائے گا (ا) اگر اسے یاد ہے کہ اس کے ذمے (اس نماز سے فوت شدہ نماز کی) قضا باقی ہے۔ تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ بھول گیا تھا کہ اس کے ذمہ (اس نماز سے فوت شدہ نماز کی) قضا باقی ہے۔ تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یہ بھولے سے سلام کہنا ہے پس یہ اسے نماز کی تحریمہ سے خارج نہیں کرتا [3]	شرح طحاوی
۷ -	(ا) کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی تو دو رکعت کے بعد اسے تراویح گمان کر کے سلام پھیر دیا۔ (ب) یا کسی شخص نے ظہر کی نماز میں دو رکعت کے بعد جمعہ کے گمان سے سلام پھیر دیا۔ (ج) یا مقیم شخص نے دو رکعت کے بعد مسافر ہونے کے گمان سے سلام پھیر دیا تو وہ (ان سب صورتوں میں) از سرِ نو پڑھے گا [4]	فتاویٰ قاضیخان
۸ -	اور اگر کسی شخص نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت کے بعد اس گمان سے سلام پھیر دیا کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ اپنی نماز پڑھتا رہے گا اور سجدہ سہو کرے گا۔	قاضیخان
۹ -	ان (مذکورہ) مسائل میں قاعدہ یہ ہے جو سلام بھولے سے پھیرا ہے (ا) اگر وہ بھول اصل نماز میں واقع ہے (مثلاً وہ ظہر ہے یا جمعہ) تو اس (سلام) سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ بھول نماز کے وصف میں واقع ہے (مثلاً اس نماز کی رکعتیں دو ہیں یا چار) تو اس (سلام) سے نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط
۱۰ -	اگر کسی نمازی نے بھول کر کسی شخص کو سلام کہنے کا ارادہ کیا اور جب السلام کا لفظ کہا تو اسے یاد آگیا کہ اسے نماز کے دوران کسی شخص کو سلام نہیں کہنا چاہیئے۔ پس وہ خاموش ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط

[1] جیسا کہ حکم نمبر ۲۱/۱۲۹ میں ہے (مترجم)، [2] جیسا کہ حکم نمبر ۱۹/۱۲۹ میں ہے (مترجم)، [3] ان صورتوں کے متعلق قاعدہ حکم ۹/۱۲۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۸- ۱۱-	ولو صافح بنیۃ السلام تفسد صلٰوتہ[1] لانہ کلام معنی	ھکذا فی التبیین
۱۲-	ولا یرد بالاشارۃ ولو اشار یرید بہ رد السلام او طلب من المصلی شیاء فأشار بیدہ او برأسہ بنعم او بلا لاتفسد صلوتہ	ھکذا فی التبیین
	ویکرہ	کذا فی شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۱۳-	رجل عطس فقال المصلی یرحمک اللہ تفسد صلوتہ	کذا فی المحیطین
۱۴-	ولو قال العاطس یرحمک اللہ وخاطب نفسہ لا یضرہ	کذا فی الخلاصۃ
۱۵-	ولو عطس فی الصلوٰۃ فقال اٰخر یرحمک اللہ فقال المصلی اٰمین تفسد	کذا فی منیۃ المصلی وھکذا فی المحیط
۱۶-	ولو عطس فقال لہ المصلی الحمد للہ لا تفسد لانہ لیس بجواب وان اراد بہ جوابہ او استفہامہ فالصحیح انہا تفسد	ھکذا فی التمرتاشی
۱۷-	ولو قال العاطس لا تفسد صلوٰتہ وینبغی ان یقول فی نفسہ والاحسن ھو السکوت	کذا فی الخلاصۃ
۱۸-	فان لم یحمد فھل یحمد اذا فرغ فالصحیح انہ یحمد فان کان مقتدیا لا یحمد سرا ولا علننا فی قولھم	کذا فی التمرتاشی
۱۹-	رجلان یصلیان فعطس احدھما فقال رجل خارج الصلوٰۃ یرحمک اللہ فقالا جمیعا اٰمین تفسد صلوٰۃ العاطس ولا تفسد صلوٰۃ الاخر لانہ لم یدع لہ	ھکذا فی الظھیریۃ وفتاویٰ قاضیخان
۲۰-	فی الفتاویٰ ولو قال لہ یرحمک اللہ وقال الاخر اٰمین لا تفسد صلوۃ من قال لہ اٰمین لانہ لم یدع لہ	ھکذا فی السراج الوھاج

[1] نسخہ امیریہ مصری میں اس عبارت کے الفاظ یوں تھے "تفسد صلاۃ" اور نسخہ میمنیہ مصری میں مذکورہ الفاظ یوں تھے "تفسد صلوتہ" اور چونکہ نسخہ میمنیہ کے الفاظ کا مفہوم درست تھا۔ لہذا وہی درج ہے (مترجم) [2] بموجب حکم نمبر $\frac{11}{178}$ مصافحہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

دفعات و ضمنی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۴۸- ۱۱-	اگر کسی نمازی نے سلام کے ارادے سے کسی شخص سے مصافحہ (ہاتھ ملانا) کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ایسا کرنا بھی دراصل سلام کہنا ہے۔	تبیین
۱۲-	(ا) (نمازی) اشارے سے بھی سلام کا جواب نہ دے اور اگر کسی نمازی نے سلام کا جواب دینے کے ارادہ سے اشارہ کیا[1] یا کسی شخص نے نمازی سے کوئی چیز مانگی تو اس نے ہاتھ یا سر کے اشارے سے ہاں یا نہ کا اشارہ کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	تبیین
	(ب) اور (مذکورہ اشارے) مکروہ ہیں	شرح منیہ
۱۳-	کسی آدمی کو چھینک آئی تو نمازی نے اسے یَرْحَمُكَ اللہُ کہا تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیطین
۱۴-	اور اگر چھینکنے والے (نمازی) نے اپنے آپ کو خطاب کر کے یَرْحَمُكَ اللہُ کہا تو اس سے اس (کی نماز) کو کوئی ضرر نہ ہوگا۔	خلاصہ
۱۵-	اگر کسی شخص کو نماز میں چھینک آئی تو دوسرے آدمی نے یَرْحَمُكَ اللہُ کہا پھر اس نمازی نے کہا آمین تو (اس صورت میں اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	منیہ محیط
۱۶-	(ا) اگر کسی شخص کو چھینک آئی تو نماز پڑھنے والے نے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو اس سے نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ الحمد للہ کہنا چھینکنے (کے موقع) کا جواب نہیں ہے۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی نے اسکے جواب کے ارادہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا یا اسے سمجھانے کے ارادہ سے الحمد للہ کہا تو اس صورت میں صحیح حکم یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ترتاشی
۱۷-	اگر چھینکنے والے (نمازی) نے الحمد للہ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسے چاہیئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دل میں کہہ لے اور بہتر یہ ہے کہ (نمازی اس جواب سے) خاموش رہے۔	خلاصہ
۱۸-	اگر کوئی نمازی نماز میں چھینکا اور) اس نے (نماز میں) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہا تو کیا وہ نماز سے فارغ ہونے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے؟ ۔ اس کا صحیح حکم یہ ہے کہ وہ کہے۔ اور اگر مقتدی ہے تو فقہا ؒ کے قول کے بموجب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ آہستہ آواز سے کہے اور نہ اونچی آواز سے کہے۔	ترتاشی
۱۹-	دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو چھینک آئی تو ایک اور شخص نے جو نماز میں نہ تھا یَرْحَمُكَ اللہُ کہا تو ان دونوں نمازیوں نے آمین کہی تو (اس صورت میں) چھینکنے والے نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسرے (آمین کہنے والے) نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یَرْحَمُكَ اللہُ کہنے والے نے اس دوسرے کے لئے دعا نہ کی تھی	ظہیریہ قاضیخان
۲۰-	فتاویٰ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے (جو نماز میں نہ تھا) چھینکنے والے نمازی کو یَرْحَمُكَ اللہُ کہا اور دوسرے نمازی نے (جسے چھینک نہیں آئی تھی) آمین کہی تو آمین کہنے والے (اس دوسرے نمازی) کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یَرْحَمُكَ اللہُ کہنے والے نے اس (دوسرے) کے لئے دعا نہیں کی تھی۔	سراج وہاج

[1] اور بوجب حکم نمبر ۱۴۸/۱۲ سلام کے جواب کے ارادہ سے اشارہ کرنا مفسد نہیں مکروہ ہے وجہ فرق یہ ہے کہ اگرچہ دونوں کلام معنوی ہیں لیکن مصافحہ تو سلام کیلئے مخصوص ہے اور ہاتھ سے اشارہ ایسا نہیں ہے ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۸- ۲۱-	اذا قرأ القرآن او ذکر اللہ تعالیٰ یرید خطاب انسان امرہ بشیٔ او نہاہ عن شیٔ تفسد صلوتہ فان اراد تنبیہ من یشغلہ انہ فی الصلوٰۃ لا تفسد	کذا فی التہذیب
۲۲-	ولو عرض للامام شیٔ فسبح المأموم لا بأس بہ لان القصد بہ اصلاح الصلوٰۃ ولا یسبح للامام اذا قام الی الاخریین لانہ لا یجوز لہ الرجوع اذا کان الی القیام اقرب فلم یکن التسبیح مفیدا	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن البدائع
۲۳-	ولو فتح علی غیر امامہ تفسد الا اذا عنی بہ التلاوۃ دون التعلیم	کذا فی محیط السرخسی
۲۴-	وتفسد صلوتہ بالفتح مرۃ ولا یشترط فیہ التکرار وھو الاصح	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۲۵-	وان فتح غیر المصلی علی المصلی فأُخذ بفتحہ تفسد	کذا فی منیۃ المصلی
۲۶-	وان فتح علی امامہ لم تفسد ثم قیل ینوی الفاتح بالفتح علی امامہ التلاوۃ والصحیح ان ینوی الفتح علی امامہ دون القرأۃ قالوا ھذا اذا ارتج علیہ قبل ان یقرأ قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ اوبعد ما قرأ ولم یتحول الی ایۃ اخری واما اذا قرأ او تحول ففتح علیہ تفسد صلوۃ الفاتح والصحیح انہا لا تفسد صلوۃ الفاتح بکل حال ولا صلوۃ الامام لو اُخذ منہ علی الصحیح ویکرہ للمقتدی ان یفتح علی امامہ من ساعتہ لجواز ان یتذکر من ساعتہ فیصیر قارئا خلف الامام من غیر حاجۃ	ھکذا فی الکافی کذا فی محیط السرخسی

ﻠﮧ اور اگر وہ لوٹا تو اس نے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۹۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ﻠﮧ یہ حکم ان سب صورتوں کو شامل ہے جن میں نمازی اپنے امام کے علاوہ کسی کو لقمہ دے۔ مثلاً مقتدی دوسرے مقتدی کو یا اکیلے نماز پڑھنے والے کو یا اپنے امام کے علاوہ کسی امام کو لقمہ دے یا اکیلے نماز پڑھنے والا کسی دوسرے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنے والے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۸- ۲۱-	اگر کسی نمازی نے قرآن مجید پڑھا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا رو، اور ایسا کرنے میں، اس کا ارادہ کسی آدمی کو مخاطب کرنا ہو جس میں اس نے کوئی حکم دیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا ہو تو (ایسا کرنے سے) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر اس کا ارادہ کسی ایسے آدمی کو جو اسے مشغول کرتا ہے یہ تنبیہ کرنا ہو کہ وہ نماز میں ہے تو اس صورت میں قرآن مجید پڑھنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے، نماز فاسد نہ ہوگی۔	تہذیب
۲۲-	(ا) اگر امام کو کوئی امر پیش آیا یعنی اس سے کوئی لغزش ہو گئی، تو مقتدی نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ دیا تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے سے مقتدی کا مقصد نماز کی اصلاح ہے۔ (ب) اگر امام (دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھے بغیر) آخری دو رکعتوں (یا تیسری رکعت) کے لئے کھڑا ہو گیا تو مقتدی سبحان اللہ نہ کہے۔ اس لئے کہ جب امام کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو اسے (التحیات کے لئے) لوٹنا جائز نہیں پس (اس صورت میں مقتدی کا) سبحان اللہ کہنا مفید نہ ہوگا۔	بحر رائق
۲۳-	(ا) اگر کسی نمازی نے اپنے امام کے علاوہ کسی کو لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[1]۔ (ب) لیکن اگر اس نے سکھانے کے ارادے سے نہیں تلاوت کے ارادے سے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۲۴-	(جن صورتوں میں لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان میں) صرف ایک بار لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کئی بار لقمہ دینا شرط نہیں ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	قاضیخان
۲۵-	اگر کسی ایسے شخص نے جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے کسی ایسے شخص کو لقمہ دیا جو نماز میں ہے اور نمازی نے لقمہ لے لیا تو اس نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	منیۃ المصلی
۲۶-	(ا) اگر کسی مقتدی نے اپنے امام کو لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) پھر بعض کا قول یہ ہے کہ لقمہ دینے والا اپنے امام کو لقمہ دینے میں تلاوت کی نیت کرے اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ اپنے امام کو لقمہ دینے میں لقمہ دینے کی نیت کرے تلاوت کی نیت نہ کرے (ج) فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب امام ایسے وقت میں رُک گیا کہ اس نے ابھی اتنی قرأت نہیں کی تھی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا وہ اتنی قرأت کر چکنے کے بعد رُکا ہے اور اس نے کوئی اور آیت شروع نہیں کی۔ لیکن اگر امام اتنی قرأت کر چکا یا وہ دوسری آیت شروع کر چکا تو اسے کسی مقتدی نے لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز کسی صورت میں بھی فاسد نہ ہوگی۔ اور صحیح قول کے بموجب اگر امام وہ لقمہ لے لے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	کافی
	(د) یہ مکروہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کو فوراً لقمہ دے دے اس لئے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ امام کو اسی وقت یاد آ جائے تو مقتدی (فوری لقمہ دینے کی وجہ سے) امام کے پیچھے بغیر ضرورت قرأت کرنے والا قرار پائے گا۔	محیط سرخسی

[1] اکیلے نماز پڑھنے والے کو یا کسی مقتدی کو لقمہ دے یا نمازی غیر نمازی کو لقمہ دے یا اس سے لقمہ لے تو ان سب صورتوں میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی (مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج۱ ص۵۸۱ نیز حکم ۲۵، ۲۹، ۳۱ / ۱۷۸ ملاحظہ ہو، مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۴۸- ۱۰-	ولا ینبغی للامام ان یلجئهم الی الفتح لانه یلجئهم الی القرأة خلفه وانه مکروه بل یرکع ان قرأ قدر ما تجوز به الصلوٰة والا ینتقل الی آیة اخری	کذا فی الکافی
۲۸	وتفسیر الالجاء ان یردد الآیة او یقف ساکتا	کذا فی النهایة
۲۹	ارتج علی الامام ففتح علیه من لیس فی صلوٰته وتذکر فان أخذ فی التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد والا تفسد لان تذکره مضاف الی الفتح	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیة
۳۰-	وفتح المراهق کالبالغ	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیه
۳۱-	ولو سمعه المؤتم ممن لیس فی الصلوٰة ففتحه علی امامه یجب ان تبطل صلوٰة الکل لان التلقین من خارج	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیة
۳۲-	أخبر بما یسوءه فاسترجع او بما یسره فحمد الله تعالی واراد به جوابه تفسد صلوٰته وان لم یرد جوابه او اراد به اعلامه انه فی الصلوٰة لم تفسد بالاجماع	کذا فی محیط السرخسی
۳۳-	واذا اخبر بما یعجبه فقال سبحان الله او لا اله الا الله والله اکبر ان لم یرد به الجواب لا تفسد صلوٰته عند الکل وان اراد به الجواب فسدت عند ابی حنیفه رح ومحمد رح	هکذا فی الخلاصة
۳۴-	ولو لدغته عقرب فقال بسم الله تفسد صلوٰته عند ابی حنیفة رح ومحمد رح وقیل لا تفسد لانه لیس من کلام الناس وفی النصاب وعلیه الفتوی	کذا فی الظهیریة کذا فی البحر الرائق
۳۵-	ولو قال عند رؤیة الهلال ربی وربک الله تفسد صلوٰته عند ابی حنیفة ومحمد رح	هکذا فی الظهیریة
۳۶-	ولو عوّذ نفسه بشیء من القرآن للحمی ونحوها تفسد عندهم	هکذا فی الظهیریة
۳۷-	مریض صلی فقال عند قیامه او عند انحطاطه بسم الله لما یلحقه من المشقة والوجع لا تفسد صلوٰته وعلیه الفتوی	هکذا فی المضمرات
۳۸-	فی الجامع الصغیر للصدر الشهید رح فی قوله انا لله وانا الیه راجعون اذا اراد الجواب تفسد صلوٰته عند الکل	هکذا فی الخلاصة

لہ جیسا کہ حکم ۳۸/۱۴۸ میں ہے (مترجم)

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۸ :- ۲۷-	امام کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر الجاء مجبور کرے اس لئے کہ ایسا کرنے میں رگویا وہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ بلکہ امام نے اگر اتنی قرأت کرلی ہے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے۔ تو وہ رکوع کردے ورنہ کوئی دوسری آیت شروع کردے۔	کافی
۲۸-	اور الجاء رمجبور کرنے، کی وضاحت یہ ہے کہ وہ بار بار ایک آیت کو پڑھے یا خاموش ہو کر کھڑا ہو جائے۔	نہایہ
۲۹-	امام رُک گیا تو اسے ایسے شخص نے لقمہ دیا جو نماز میں اس کے ساتھ نہیں ہے اور امام کو بھی بھولا ہوا مقام، یاد آگیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر امام نے لقمہ تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کردیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ورنہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ امام کو یاد آنا لقمہ کی طرف منسوب ہوگا۔	بحرالرائق
۳۰-	بلوغت کے قریب لڑکا لقمہ دے تو اس لقمہ کا حکم وہی ہوگا جو بالغ آدمی کے لقمہ کا حکم ہے۔	بحرالرائق
۳۱-	اگر مقتدی نے کسی ایسے شخص سے لقمہ سنا جو نماز میں نہیں ہے اور پھر مقتدی نے وہ لقمہ اپنے امام کو دیا تو سب کی نماز باطل ہونا لازمی ہے اس لئے کہ تلقین ریعنی سمجھانا، خارج سے ہوا ہے۔	بحرالرائق
۳۲-	کسی کو نماز میں بری خبر دی گئی تو اس نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا یا اسے خوشخبری دی گئی تو اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہا اور ایسا کہنے میں اس نے جواب دینے کا ارادہ کیا۔ تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی [1] رب، اور اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ نہ کیا یا اسنے یہ بتانے کا ارادہ کیا کہ وہ نماز میں ہے تو راس صورت میں اس کی، نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اجماع ہے۔	محیط سرخسی
۳۳-	رل، جب کسی کو نماز میں عجیب خبر دی گئی تو اس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا یا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہا تو راس کا حکم یہ ہے کہ، اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ نہیں کیا تو سب کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی رب، اور اگر اس نے ایسا کہنے میں جواب دینے کا ارادہ کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں راس کی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	خلاصہ
۳۴-	رل، اگر کسی نمازی کو بچھو نے کاٹا تو اس نے بِسْمِ اللّٰه کہا تو اس کی نماز امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں فاسد ہو جائے گی۔ رب، اور بعض کا قول ہے کہ رمذکورہ صورت میں، نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ کہنا ایسی بات نہیں ہے۔ جیسے لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور نصاب میں ہے کہ اس رحکم، پر فتویٰ ہے۔	ظہیریہ بحرالرائق
۳۵-	اگر کسی نمازی نے چاند دیکھ کر رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ کہا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ظہیریہ
۳۶-	اور اگر کسی نمازی نے بخار یا کسی اور مرض (سے صحت) کے لئے قرآن مجید سے کچھ حصہ اپنے اوپر دم کیا تو سب کے ہاں راس کی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	ظہیریہ
۳۷-	کسی مریض نے نماز پڑھی تو کھڑا ہوتے وقت یا جھکتے وقت مشقت یا درد کی وجہ سے بِسْمِ اللّٰهِ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے۔	مضمرات
۳۸-	الصدر الشہیدؒ کی جامع صغیر میں ہے کہ نمازی کے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہنے میں اگر اس نے جواب دینے کا ارادہ کیا تو اس کی نماز سب کے ہاں فاسد ہو جائے گی [2]	خلاصہ

[2] جیسا کہ حکم ۳۲/۱۶۸ میں ہے رمترجم،

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
١٧٨- ٣٩-	ولو قال اللّٰھم صل علی محمد او قال اللہ اکبر لا تفسد صلوتہ بالاجماع ان لم یرد بہ الجواب اما اذا اراد الجواب قال بعضہم تفسد صلوتہ عند الکل وھو الظاھر	ھکذا فی الخلاصۃ
٤٠-	ولو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ ان لم یکن جوابا لغیرہ لا تفسد صلوٰتہ وان سمع اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جوابا لہ تفسد صلوٰتہ ولو قرأ رجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ط وصلی علیہ رجل فی الصلوٰۃ لا تفسد صلوٰتہ ۔ وکذا لو قرأ ذکر الشیطان فقال وھو فی صلوٰتہ لعنہ اللہ لا تفسد صلوٰتہ	ھکذا فی الخلاصۃ
٤١-	ولو نادی رجل فقال اقرؤا الفاتحۃ لاجل المہمات فقرأ المسبوق تفسد صلوٰتہ وبہ یفتی	ھکذا فی الخلاصۃ
٤٢-	ولو انشد شعرا یوجد عینہ فی القرآن مثل قول الشاعر ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم[۲] وقولہ ویخزھم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مومنین واراد بہ انشاد الشعر تفسد	ھکذا فی محیط السرخسی
٤٣-	ولو انشاء شعرا وخطبۃ ولم یتکلم بلسانہ لا تفسد وقد أساء	کذا فی منیۃ المصلی
٤٤-	فی الفتاوی ولو تفکر فی صلوتہ فتذکر حدیثا او شعرا وخطبۃ او مسئلۃ یکرہ ولا تفسد صلوٰتہ	ھکذا فی السراج الوھاج
٤٥-	ولو جری علی لسانہ نعم فان کان یعتاد ان یجری فی کلامہ تفسد صلوٰتہ والا فلا لانہ یجعل ذلک من القرآن ۔	کذا فی محیط السرخسی
٤٦-	وان قال بالفارسیۃ آری فہو بمنزلۃ نعم ان کان ذلک عادۃ لہ تفسد والا فلا	کذا فی فتاوی قاضیخان
٤٧-	ان دعا بما یستحیل سؤالہ من العباد مثل العافیۃ والمغفرۃ والرزق بان قال اللّٰھم ارزقنی الحج او اغفر لی لا تفسد	کذا فی محیط السرخسی

لہ مسبوق کے مفہوم کے لئے حکم ٤٣/١١٠ ، ١/١٦٩ ملاحظہ ہو اور مذکورہ صورت میں مسبوق کا خصوصی ذکر غالباً اس لئے ہے کہ یہ صورت حال مسبوق کو خاص طور پر پیش آتی ہے کیونکہ اہم امور کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے عمل کا ذکر فرض نماز کے بعد آتا ہے جیسا کہ بحوالہ تاتارخانیہ عالمگیری میں ہے ۔ دفعہ ۲

دفعات دشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸- ۳۹-	(ا) اور اگر نمازی نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو بالاجماع اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے جواب دینے کا ارادہ نہ کیا تھا۔	
	(ب) لیکن اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) جواب دینے کا ارادہ کیا تو بعض کا قول ہے کہ اس کی نماز سب کے ہاں فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم ظاہر ہے۔	خلاصہ
۴۰-	(ا) اور اگر کسی شخص نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر ایسا کرنا کسی دوسرے آدمی کے جواب میں نہ تھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	
	(ب) اگر کسی نمازی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو اس نے اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	
	(ج) اگر کسی آدمی نے یہ آیت مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ پڑھی تو کسی نے نماز میں سنکر آنحضرت پر درود پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	
	(د) اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسی آیت پڑھی جس میں شیطان کا ذکر تھا تو دوسرے شخص نے نماز میں سنکر لَعَنَہُ اللّٰہُ کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۴۱-	اور اگر کسی شخص نے آواز دیکر کہا کہ اہم امور کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھو تو مسبوق[1] نے سورۃ فاتحہ پڑھی تو اس صورت میں، اس کی نماز فاسد ہوگی اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	خلاصہ
۴۲-	اگر کسی نمازی نے ایسا شعر پڑھا جو کہ بعینہ قرآن مجید میں موجود ہے مثلاً شاعر کا قول ہو اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ۔ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ اور مثلاً اس کا قول ہو۔ وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ۔ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اور اس نے اس کے پڑھنے میں شعر پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کی، نماز فاسد ہو جائے گی	محیط سرخسی
۴۳-	اور اگر کسی نمازی نے کوئی شعر یا خطبہ وضع کیا اور زبان سے نہ کہا تو اس کی، نماز فاسد نہ ہوگی البتہ اس نے برائی کی	منیۃ المصلی
۴۴-	فتاویٰ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز کے اندر سوچ کر کوئی حدیث یا شعر یا خطبہ یا مسئلہ یاد کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی	سراج وہاج
۴۵-	اگر کسی نمازی کی زبان پر نَعَمْ (ہاں) کا لفظ جاری ہو گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر اس کی عادت تھی کہ یہ لفظ اس کے کلام میں جاری ہوا کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس کی یہ عادت نہ تھی تو پھر اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ لفظ قرآن مجید سے قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
۴۶-	اگر کسی نمازی نے فارسی میں آری (ہاں) کا لفظ کہا تو وہ نَعَمْ (ہاں) کے لفظ کی طرح ہے اگر اس کی عادت تھی کہ یہ لفظ اس کے کلام میں جاری ہوا کرتا ہے، تو اس کی، نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں	قاضیخان
۴۷-	اگر کسی نمازی نے ایسی دعا مانگی جس کا بندوں سے سوال کرنا محال ہے مثلاً عافیت، مغفرت اور رزق کی دعا چنانچہ	

[1] الفاتحہ بعد المکتوبۃ لاجل المھمات مخافتۃ او جھرا مع الجمع مکروہ ھذا واختار القاضی بدیع الدین رح انہا لاتکرہ الخ فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۴۸ کے باب ۳ میں ہے (مترجم)

[2] قولہ فَذٰلِکَ الَّذِیْ فیہ کسر لا یخفی اھ حاشیہ عربی فتاویٰ ہذا یعنی فَذٰلِکَ الَّذِیْ کے کلام میں وزن شعر ٹوٹا ہوا ہونا ظاہر ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۴۸-		
۴۸-	ولو دعا بما لا یستحیل سؤاله من العباد مثل قوله اللّٰهم اطعمنی او اقض دینی او زوجنی فانه یفسد	
	ولو قال اللّٰهم ارزقنی فلانة فالصحیح انه یفسد لان هذا اللفظ ایضا مستعمل فیما بین الناس۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۹-	ولو قال اللّٰهم اغفرلی و لوالدیّ لا تفسد لانه موجود فی القرآن	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	ولو قال اللّٰهم اغفرلاخی ذکر الشیخ ابو الفضل البخاری رح انه یفسد والصحیح انه لایفسد لانه موجود فی القرآن	کذا فی محیط السرخسی
۵۱	وان قال اغفرلامی او لعمی او لخالی او لزید فسدت صلوٰته	کذا فی السراج الوهاج
۵۲-	ولو قرأ الامام آیة الترغیب او الترهیب فقال المقتدی صدق اللّٰه و بلغت رسله فقد أساء ولا تفسد صلوته	کذا فی فتاوی قاضیخان وهکذا فی الظهیریة
۵۳-	المصلی کلما یقراء یاایها الذین أمنوا رفع رأسه وقال لبیک سیدی فالاحسن ان لا یفعل ولو فعل قیل لا تفسد صلوته	کذا فی محیط السرخسی
	وهو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان فی المسائل المتعلقة بقرأة القرآن
۵۴-	ولو لبّی الحاج فی صلوته تفسد	کذا فی الخلاصة
۵۵-	ولو قال فی ایام التشریق اللّٰه اکبر لا تفسد صلوته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۶-	واذا اذن فی الصلوٰة واراد به الاذان فسدت فی قول ابی حنیفة رح	کذا فی المحیط
۵۷-	واذا سمع الاذان فقال مثل مایقول المؤذن ان اراد به جوابه تفسد والا فلا وان لم یکن له نیة تفسد	هکذا فی محیط السرخسی
۵۸-	ولو وسوسه الشیطان فقال لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم ان کان ذلک فی امر الاخرة لا تفسد وان کان فی امر الدنیا تفسد	کذا فی التمرتاشی

لہ اس کے شعبوں حکم ۹/۱۳۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو، مترجم ۱

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۸-	اگر اس نے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْحَجَّ کہا یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہا تو (اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۴۸-	(ا) اور اگر کسی نمازی نے ایسی دعا مانگی جس کا بندوں سے سوال کرنا محال نہیں ہے مثلاً اس نے اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ اقْضِ دَیْنِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَۃَ کہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (ب) اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ فُلَانَۃَ کہا تو صحیح حکم یہ ہے کہ (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ لفظ بھی لوگوں کی باہمی گفتگو میں مستعمل ہوتا ہے [1]	محیط سرخسی
۴۹-	اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ کہا تو (اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یہ فقرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔	محیط سرخسی
۵۰-	(ا) اور اگر کسی نمازی نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِاَخِیْ کہا تو شیخ ابو الفضل البخاری رحؒ نے کہا ہے کہ (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ فقرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔	محیط سرخسی
۵۱-	اور اگر کسی نمازی نے (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِاُمِّیْ کہا یا (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِعَمِّیْ کہا یا (اَللّٰھُمَّ) اغْفِرْلِخَالِیْ کہا یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِزَیْدٍ کہا تو (ان سب صورتوں میں) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	سراج وہاج
۵۲-	اگر امام نے رغبت دلانے یا ڈرانے کے مضمون والی کوئی آیت پڑھی تو مقتدی نے صَدَقَ اللّٰہُ وَبَلَّغَتْ رُسُلُہٗ کہا تو اس نے برائی کی = البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان وظہیریہ
۵۳-	(ا) کوئی نمازی جب بھی (یہ آیت) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پڑھتا ہے تو سر اپنا اٹھا کر لَبَّیْكَ سَیِّدِیْ کہتا ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ (ایسا) نہ کرے (ب) اور اگر اس نے کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض فقہاء رحؒ نے کہا ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی، قاضیخان
۵۴-	اگر حج کرنے والے نے اپنی نماز میں تلبیہ لَبَّیْكَ کہنا، کہا تو (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	خلاصہ
۵۵-	اگر کسی نمازی نے ایام تشریق[2] میں اللہ اکبر کہا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۵۶-	اگر کسی شخص نے نماز میں اذان کے کلمات اذان کے ارادہ سے کہے تو امام ابو حنیفہ رحؒ کے قول کے مطابق (اس کی) نماز فاسد ہوگئی۔	محیط
۵۷-	اگر کسی شخص نے (نماز کے اندر) اذان سنی تو اس نے مؤذن کے کلموں کی طرح (وہی) کلمے کہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اس نے (ایسا کرنے میں) اذان کا جواب دینے کا ارادہ کیا تو (اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی کی کچھ نیت نہ تھی تو بھی اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط سرخسی
۵۸-	اگر نماز پڑھنے والے کے دل میں شیطان نے کوئی وسوسہ ڈالا۔ تو اس نے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ وسوسہ امر آخرت کے متعلق تھا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ وسوسہ امر دنیا کے متعلق تھا تو (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔	تمرتاشی

[2] ایام تشریق ذوالحجۃ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک ہیں۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری بحث ۲ باب ۱۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسد ها	حوالہ
١٢٨ - ٥٩ -	اذا نسی التشہد فی اخر الصلوٰۃ فسلم ثم تذکر واشتغل بقراءۃ التشہد فلما قراء البعض فسلم قبل اتمام التشہد فسدت صلوتہ فی قول ابی یوسف رح لان تعودہ الاول ارتفض بالعود الی قراءۃ التشہد فاذا سلم قبل اتمام التشہد تفسد صلوتہ	
	وقال محمد رح لاتفسد صلوتہ لان تعودہ الاول لایرتفض کلہ بالعود الی قراءۃ التشہد وانما ارتفض بقدر ما قرأ او لم یرتفض اصلا لان محل قراءۃ التشہد القعدۃ ولا ضرورۃ الی رفضہا وعلیہ الفتوی	کذا فی فتاوی قاضیخان
٦٠ -	وعن ہذا اختلف المشائخ رح فی مسئلۃ لاروایۃ لہا اذا نسی الفاتحۃ والسورۃ حتی رکع فتذکر فی رکوعہ فانتصب قائما للقرأۃ ثم ندم فسجد ولم یعد الرکوع قال بعضہم تفسد صلوتہ لانہ لما انتصب قائما للقرأۃ ارتفض رکوعہ فاذا لم یعد الرکوع تفسد صلوتہ	
	وقال بعضہم لایرتفض کل الرکوع اولم یرتفض اصلا لان الرفض کان لاجل القرأۃ فاذا لم یقراء صار کانہ لم یکن	کذا فی فتاوی قاضیخان
٦١ -	ولو انّ فی صلوتہ اوتأوّہ اوبکی فارتفع بکاؤہ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلوتہ تامۃ	
	وان کان من وجع اومصیبۃ فسدت صلوتہ ولو تأوہ لکثرۃ الذنوب لایقطع صلوتہ ولو بکی فی صلوتہ فان سال دمعہ من غیر صوت لاتفسد صلوتہ وتفسیر الانین ان یقول آہ آہ وتفسیر التاوہ ان یقول اوّہ	کذا فی التاتارخانیہ
٦٢ -	ولو قال آخ آخ تفسد بالاجماع وان لم یکن مسموعا لاتفسد ویکرہ لانہ لیس بکلام	کذا فی محیط السرخسی
٦٣ -	ولو نفخ التراب من موضع سجودہ ان کان غیر مسموع لاتفسد صلوتہ کالتنفس لکن ان تعمد یکرہ	

ے اس لئے کہ نماز کے آخر میں بقدر تشہد پڑھنے کے بیٹھنا فرض ہے اور اس صورت میں یہ فرض ادا نہیں ہوا (مترجم)

دفعات وثبت نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۸- ۰۵۹	اگر کوئی شخص نماز کے آخر (التحیات کیلئے بیٹھنے) میں التحیات پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا اور تشہد پڑھنا شروع کیا پھر جب اس نے تشہد کا کچھ حصہ پڑھا تو اسے پورا پڑھنے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اس کی نماز امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اس کا اول قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنا) التحیات پڑھنے کی طرف لوٹنے کی وجہ سے جاتا رہا۔ پس جب اس نے تشہد پورا پڑھنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی [1] (ب) اور امام محمد رح نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ (نماز کے آخر میں) اس کا پہلی بار التحیات کے لئے بیٹھنا تشہد پڑھنے کی طرف لوٹنے کی وجہ سے سارے کا سارا باطل نہیں ہوا البتہ وہ (قعدہ) صرف اسی قدر باطل ہوگا جس قدر اس نے تشہد پڑھی ہے یا (اس صورت میں) اس کا پہلی بار التحیات کے لئے بیٹھنا کچھ بھی باطل نہیں ہوا اس لئے کہ تشہد پڑھنے کا مقام تشہد کے لئے بیٹھنے میں ہے اور اس کے باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	قاضیخان
۰۶۰	اور اس (مذکورہ اختلاف) کی وجہ سے ایک مسئلہ میں مشائخ رح کا اختلاف ہوا ہے جس میں ائمہ سے کوئی روایت منقول نہیں ہے (وہ مسئلہ یہ ہے) کہ جب کوئی نمازی سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھنا بھول گیا۔ حتیٰ کہ وہ رکوع میں چلا گیا پھر اسے رکوع میں (قرأت کا بھول جانا) یاد آیا تو قرأت کے لئے کھڑا ہو گیا پھر شرمندہ ہو کر سجدہ میں چلا گیا اور وہ رکوع نہ لوٹایا تو (اس حکم کے متعلق) (ا) بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ جب وہ قرأت کے لئے کھڑا ہوا تو اس کا رکوع باطل ہو گیا پس جب پھر رکوع نہ لوٹایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کا سارا رکوع باطل نہ ہوگا۔ یا کچھ بھی باطل نہ ہوگا اس لئے کہ اس رکوع کا باطل ہونا قرأت کی وجہ سے تھا اور جب اس نے قرأت نہ کی تو گویا رکوع باطل ہی نہیں ہوا [2]	قاضیخان
۰۶۱	اگر کسی شخص نے نماز میں انین اور تأوّہ (کراہنا اور آہ بھرنا) شروع کیا یا رو پڑا اور اس کا رونا اونچی آواز سے ہو گیا جس سے حروف پیدا ہو گئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس کا ایسا کرنا جنت اور دوزخ کے ذکر سے تھا تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔ (ب) اور اگر اس کا ایسا کرنا کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی [3] (ج) اور اگر کسی شخص نے اپنے گناہوں کی کثرت کا خیال کر کے نماز میں آہ بھری تو ایسا کرنا اس کی نماز نہ توڑے گا۔ (د) اور اگر نماز میں رو پڑا تو اگر آواز پیدا ہوئے بغیر اس کے آنسو بہہ پڑے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ر) انین کی وضاحت یہ ہے کہ وہ آہ آہ کہے اور تأوّہ کی وضاحت یہ ہے کہ وہ اوہ کہے۔	تتارخانیہ
۰۶۲	اگر کسی نمازی نے اخ اخ کہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس پر اجماع ہے اور اگر (اخ اخ کی) آواز نہ سنی جائے تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔ البتہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنا کلام نہیں ہے [4]	محیط سرخسی
۰۶۳	اگر کسی نمازی نے اپنے سجدہ کی جگہ سے مٹی کو پھونکا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اس پھونکنے کی آواز نہیں	

[1] اور مذکورہ صورت میں قرأت کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ... ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور گرو ایسا ہے ... [4] ... ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۶۳-	وان کان مسموعا بان یکون لہ حروف مہجاۃ فہو بمنزلۃ الکلام و یقطع الصلوٰۃ	ہکذا فی الخلاصۃ
۶۴-	واذا ساق الدابۃ بقولہ ہر او ساق الکلب بقولہ جر یقطع وان ساقہا بما لیس لہ حروف مہجاۃ لا یقطع الصلوٰۃ	
۶۵-	وکذا اذا دعا الہرۃ بما لہ حروف مہجاۃ یقطع الصلوٰۃ واذا دعاہا بما لیس لہ حروف مہجاۃ لا یقطع الصلوٰۃ وکذا اذا نفرہا بما لہ حروف مہجاۃ قطع	ہکذا فی الذخیرۃ
۶۶-	ویفسد الصلوٰۃ التنحنح بلا عذر بان لم یکن مدفوعا الیہ وحصل منہ حروف	ہکذا فی التبیین
۶۷-	ولو لم یظہر لہ حروف فانہ لا یفسد اتفاقا لکنہ مکروہ	کذا فی البحر الرائق
۶۸-	وان کان بعذر بان کان بعذر بان کان مدفوعا الیہ لا تفسد لعدم امکان الاحتراز عنہ وکذا الانین والتأوہ اذا کان بعذر بان کان مریضا لا یملک نفسہ فصار کالعطاس والجشاء ولو عطس او تجشاء فحصل منہ کلام لا تفسد ولو تنحنح لاصلاح صوتہ وتحسینہ لا تفسد علی الصحیح وکذا لو اخطاء الامام فتنحنح المقتدی لیہتدی الامام لا تفسد صلوتہ	کذا فی محیط السرخسی
	وذکر فی الغایۃ ان التنحنح لاعلام انہ فی الصلوٰۃ لا یفسد	کذا فی التبیین
۶۹-	ویفسدہا قراءتہ من مصحف عند ابی حنیفۃ رح وقالا لا یفسد لہ ان حمل المصحف وتقلیب الاوراق والنظر فیہ عمل کثیر وللصلوٰۃ عنہ بد وعلی	

ا۔ اس کے متعلق حکم ۲۸/۱۸۰ ، ۵۰/۱۵۹ ملاحظہ ہو از مترجم ۔ ۲۔ اور در مختار میں ہے کہ ایسا مریض جو آہ اور اوہ کہنے سے اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکتا ہو تو اس صورت میں اسکا ایسا کرنا چھینکنے، کھانسنے، ڈکرنے اور جماہی لینے کے حکم میں ہوگا خواہ حروف پیدا ہو جائیں بنا بر ضرورت نماز فاسد نہ ہوگی اور رد المحتار میں ہے کہ چھینکنے وغیرہ میں حروف نکالنے کا تکلف نہ کرے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۸-	سنی جاتی تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ وہ پھونکنا سانس لینے کی طرح ہوگا لیکن جان بوجھ کر ایسا کیا تو مکروہ ہوگا۔ (ب) اور اگر اس پھونکنے کی ایسی آواز سنی جاتی ہے کہ اس سے حروف تہجی پیدا ہوتے ہوں تو وہ کلام کرنے کی طرح ہے اور ایسا کرنا نماز توڑ دے گا۔	خلاصہ
۶۴-	(ا) اگر کسی نمازی نے "ہر" کہکر کسی جانور کو ہانکا یا "جر" کہہ کر کتے کو دھتکارا تو ایسا کہنا اس کی نماز کو توڑ دیگا۔ (ب) اور اگر اس طرح ہانکا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا نہیں ہوئے تو ایسا کہنا اس کی نماز کو نہ توڑے گا۔	
۶۵-	(ا) اسی طرح اگر کسی نمازی نے بلی کو اس طرح بلایا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا ہوگئے تو ایسا کہنا اس کی نماز کو توڑ دے گا۔ (ب) اور اگر بلی کو اس طرح بلایا کہ حروف تہجی پیدا نہیں ہوئے تو ایسا کہنا اسکی نماز کو نہ توڑے گا۔ (ج) اور اسی طرح اگر کسی نمازی نے بلی کو اس طرح بھگایا کہ (اسکی آواز میں) حروف تہجی پیدا ہوگئے تو ایسا کہنے نے اسکی نماز توڑ دی۔	ذخیرہ
۶۶-	بغیر عذر کھنکارنا باین طور کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور نہ تھا اور اس کے کھنکارنے سے حروف پیدا ہوگئے (تو ایسا کھنکارنا اسکی) نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔	تبیین
۶۷-	اگر (بغیر مجبوری کی مذکورہ صورت میں) حروف ظاہر نہیں ہوئے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اتفاق ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے [1]	بحرالرائق
۶۸-	(ا) کسی عذر سے کھنکارنا باین طور کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا تو (اس سے اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں۔ [2] اسی طرح یہی حکم آہ آہ اور اوہ اوہ کہنے کا ہے۔ اگر ایسا کرنا عذر سے تھا باین طور کہ وہ ایسا مریض تھا کہ اسے اپنے آپ پر قابو نہ تھا (تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی)، پس اس صورت میں اسکا ایسا کرنا چھینکنے اور ڈکارنے کے حکم میں ہوگا۔ اور اگر کوئی نمازی چھینکا یا ڈکارا اور ایسا کرنے میں اس سے کلام پیدا ہوگیا تو (اس سے اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر کوئی نمازی اپنی آواز صاف کرنے اور ٹھیک کرنے کیلئے کھنکارا تو صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی طرح اگر امام سے کوئی خطا ہوئی تو مقتدی کھنکارا تاکہ امام رہنمائی حاصل کرے تو (اس سے) اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور غایہ میں ذکر ہے کہ (نمازی) اس لئے کھنکارا تاکہ اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے (تو ایسا کرنا) اسکی نماز فاسد نہ کرے گا [3]	محیط سرخسی، تبیین
۶۹-	(ا) نمازی اگر قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کرے تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (ایسا کرنا) اسکی نماز کو فاسد کر دے گا اور صاحبین رح کے ہاں (ایسا کرنا اسکی) نماز فاسد نہ کرے گا (ب) امام ابو حنیفہ رح کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید	

[1] فیلہ ہونی چاہیئے ماخوذ از مختار ورد المحتار ج ۱ ص ۵۰۱ اور جو نمازی کے متعلق حکم نمبر ۲۱-۲۳/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] چنانچہ در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ اگر بغیر عذر اور بغیر صحیح غرض کے ایسا کھنکارا کہ اس کھنکارنے سے حروف پیدا ہوگئے تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اگر مجبور ہو کے کھنکارا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی صحیح غرض سے کھنکارا مثلاً آواز ٹھیک کرنے یا امام کی خطاء پر متنبہ کرنے یا اپنے متعلق یہ آگاہ کرنے کیلئے کھنکارا کہ میں نماز میں ہوں [3] ان سب صورتوں میں صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد نہ ہوگی ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۸ (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۷۸-	هذا لو کان موضوعا بین یدیه علی رحل وهو لا یحمل ولا یقلب او قرأ المکتوب فی المحراب لا تفسد ولان التلقن من المصحف تعلم لیس من اعمال الصلوٰۃ وهذا یوجب التسویة بین المحمول وغیره فتفسد بکل حال وهو الصحیح	هکذا فی الکافی
۷۰-	ولو کان یحفظ القرآن وقرأه من مکتوب من غیر حمل المصحف قالوا لا تفسد صلوته لعدم الامرین۔	کذا فی التبیین
۷۱-	ولم یفصل فی المختصر ولا فی الجامع الصغیر بین ما اذا قرأ قلیلا او کثیرا من المصحف وقال بعض المشائخ رح ان قرأ مقدار آیة تفسد صلوته والا فلا وقال بعضهم ان قرأ مقدار الفاتحة تفسد والا فلا	کذا فی التبیین
۷۲-	ولو نظر الی مکتوب هو قرآن وفهمه لا خلاف فیه لاحد انه یجوز	کذا فی النهایة
۷۳-	وفی الجامع الصغیر الحسامی لو نظر فی کتاب من الفقه فی صلوته وفهم لا تفسد صلوته بالاجماع۔	کذا فی التاتارخانیة
۷۴-	اذا کان المکتوب علی المحراب غیر القرآن فنظر المصلی الی ذلك وتأمل وفهم فعلی قول ابی یوسف رح لا تفسد وبه أخذ مشائخنا رح وعلی قیاس محمد رح تفسد والصحیح انها لا تفسد صلوته بالاجماع	کذا فی الذخیرة کذا فی الهدایة
۷۵-	ولا فرق بین المستفهم وغیره علی الصحیح	کذا فی التبیین
۷۶-	ولو قرأ من الانجیل او التوراة او الزبور وهو یحسن القرآن او لا یحسن فسدت صلوته [1]	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] قوله فسدت صلوته اعتمد فی الدر تبعا للبحر والنهر التفصیل وهو انه ان کان المقروء ذکرا وتنزیها لا تفسد اذا لم یقتصر علیه بل قرأ من القرآن القدر المفروض وان کان المقروء قصة تفسد بمجرد قراءته اھ من هامش الاصل (حاشیہ عربی فتاوی ہذا) یعنی الدر میں بحر اور نہر کا اتباع کرتے ہوئے اس تفصیل پر اعتماد کیا گیا ہے اگر توریت وغیرہ کی عبارت میں اللہ کا ذکر ہو یا اللہ تعالیٰ کی تقدیس اور پاکی کا بیان ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ بشرطیکہ صرف وہی کچھ نہ پڑھا بلکہ فرض قرأت کے بقدر قرآن

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۸-	اٹھانا اور اس کے ورق پلٹانا اور اس پر نظر کرنا عمل کثیر ہے اور نماز اتنے زیادہ کام سے دور ہے اور اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اگر قرآن مجید نمازی کے سامنے رحل پر رکھا ہوا ہو اور وہ نہ اسے اٹھائے اور نہ اسکے ورق پلٹے یا وہ محراب میں لکھے ہوئے قرآن مجید میں سے پڑھ لے تو اس سے ، اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ج) امام صاحب کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید سے دیکھکر پڑھنا تعلیم حاصل کرنا ہے جو نماز کے کاموں میں سے نہیں ہے اور اس دلیل سے معلوم ہوا کہ (نماز میں قرآن مجید سے دیکھکر پڑھنے کی صورت میں، خواہ نمازی قرآن مجید اٹھائے یا نہ اٹھائے ہر حال میں (اسکی) نماز فاسد ہوجائیگی اور یہی حکم صحیح ہے۔	کافی
۷۰-	اگر کسی نمازی کو قرآن مجید یاد ہے اور اس نے لکھے ہوئے قرآن مجید کو اٹھائے بغیر پڑھا تو سب کے قول کے بموجب اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ (۶۹/۱۶۸ میں مذکورہ) دونوں امور میں سے کوئی بھی نہیں پایا گیا (نہ اسنے قرآن مجید اٹھایا اور نہ اس نے تعلیم حاصل کی)	تبیین
۷۱-	(۱) مختصر اور جامع صغیر میں قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں تھوڑا پڑھنے یا زیادہ پڑھنے کے حکم کے متعلق، کوئی تفصیل ذکر نہیں ہے۔ (ب) اور بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ اگر کسی نمازی نے بقدر ایک آیت (قرآن مجید سے دیکھکر) کے پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ کے بقدر (قرآن مجید سے دیکھکر) پڑھا تو اس کی، نماز فاسد ہوجائیگی ورنہ نہیں۔	تبیین
۷۲-	اگر کسی نمازی نے ایسی لکھائی پر نظر ڈالی جو قرآن مجید کی عبارت ہے اور اسے سمجھ لیا تو یہ جائز ہے اس کے متعلق کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔	نہایہ
۷۳-	اور جامع صغیر حسامی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی نماز میں فقہ کی کسی کتاب پر نظر ڈالی اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس پر اجماع ہے۔	تتارخانیہ
۷۴-	(۱) اگر محراب پر قرآن مجید کے علاوہ کچھ لکھا ہوا تھا۔ نمازی نے اسے دیکھا اور سوچا اور سمجھ گیا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی اور ہمارے مشائخ نے اس حکم کو اختیار کیا ہے۔ (ب) اور امام محمد رح کے قیاس کے بموجب (اسکی) نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی نماز بالاجماع فاسد نہ ہوگی۔	ذخیرہ ہدایہ
۷۵-	اور سمجھ لینے کی مذکورہ صورتوں میں، صحیح قول کے بموجب سمجھنا چاہنے اور اس کے علاوہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔	تبیین
۷۶-	اگر کسی نمازی نے انجیل یا تورات یا زبور سے کچھ پڑھا خواہ وہ قرآن مجید اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا قرآن مجید اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو۔ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان

مجیب میں پڑھا ہوا اور اگر تورات وغیرہ کی اسکی عبارت میں کوئی قصہ بیان ہو تو صرف اسکے پڑھنے سے ہی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (مترجم)
نوٹ: ابن نسخہ امیریہ مصری میں اس حاشیہ کی عبارت کے آخری الفاظ یوں تھے۔ "تفسد بمجرد برأمة"، اور نسخہ میمنیہ مصری میں مذکورہ الفاظ یوں تھے "تفسد بمجرد قرائته"، اور چونکہ نسخہ میمنیہ کی عبارت کا مفہوم زیادہ واضح تھا لہذا وہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹	**الافعال المفسدۃ للصّلوٰۃ** تعداد شق ۷۵	
۱-	(النوع الثانی فی الافعال المفسدۃ للصّلوٰۃ) العمل الکثیر یفسد الصلوٰۃ والقلیل لا	کذا فی محیط السرخسی
۲-	واختلفوا فی الفاصل بینہما علی ثلاثۃ اقوال (الاول) ان مایقام بالیدین عادۃ کثیروان فعلہ بید واحدۃ کالتعمم ولبس القمیص وشد السراویل والرمی عن القوس ومایقام بید واحدۃ قلیل وان فعل بیدین کنزع القمیص وحل السراویل ولبس القلنسوۃ ونزعہا ونزع اللجام	ھکذا فی التبیین
	وکل مایقام بید واحدۃ فہو یسیر مالم یتکرر	کذا فی فتاوی قاضیخان
	(والثانی) ان یفوض الی رأی المبتلی بہ وھو المصلی فان استکثرہ کان کثیرا وان استقلہ کان قلیلا وھذا اقرب الاقوال الی رأی ابی حنیفۃ رح (والثالث) انہ لو نظر الیہ ناظر من بعید ان کان لایشک انہ فی غیر الصّلوٰۃ فہو کثیر مفسد وان شک فلیس بمفسد وھذا ھو الاصح	ھکذا فی التبیین
۳-	وھو احسن	کذا فی محیط السرخسی
۴-	وھو اختیار العامۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصۃ
۵-	ان تقلد سیفا اونزعہ لاتفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶-	وکذا اذا تردی برداً اوحمل شیأ خفیفا یحمل بید واحدۃ اوحمل صبیاً[۲] اوثوبا علی عاتقہ لم تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷-	وان حمل شیأ بحیث یتکلف بحملہ ولہ مؤنۃ فسدت صلوتہ	کذا فی الظہیریۃ
۸-	وان اکل اوشرب عامدا اوناسیا تفسد صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ قولہ اوحمل صبیا الخ محلہ ان لم یکن علیہ نجاسۃ مانعۃ وکان لا یستمسک بنفسہ کما صرح بہ -اھ حاشیہ عربی فتاوی ہذا - یعنی بچہ اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ بچہ پر ایسی نجاست نہ تھی جو نماز جائز ہونے کے لئے مانع ہے اور وہ بچہ خود نہ سنبھل سکتا ہو

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-	**نماز فاسد کرنیوالے کام** اس میں ۵۵ شقیں ہیں	
۱-	نماز فاسد کرنے والے امور میں سے دوسری قسم وہ کام ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے رچنانچہ، کثیر عمل نماز فاسد کردیتاہے اور قلیل عمل نماز فاسد نہیں کرتا۔	محیط سرخسی
۲-	کثیر عمل اور قلیل عمل میں فرق کے متعلق اختلاف میں فقہاء رح کے تین قول ہیں۔ را، پہلا قول یہ ہے کہ را، جوکام عادتاً دونوں ہاتھوں سے سرانجام پاتاہے وہ کثیر عمل ہے خواہ نمازی اسے ایک ہاتھ سے کرے مثلاً پگڑی باندھنا۔ قمیص پہننا۔ شلوار باندھنا اور کمان سے تیر چھوڑنا۔ (۲) اور جو کام عادتاً ایک ہاتھ سے سرانجام پاتاہے وہ قلیل عمل ہے۔ خواہ نمازی اسے دونوں ہاتھوں سے کرے مثلاً قمیص اتارنا۔ شلوار کھولنا۔ ٹوپی پہننا اور اتارنا اور لگام اتارنا۔ اور ہر وہ کام جو ایک ہاتھ سے سرانجام پاتاہے وہ تھوڑا کام ہے۔ جبتک کہ وہ کام بار بار نہ ہوا ہو۔ رب، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کام میں مبتلا شخص یعنی نمازی کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ پس را، اگر وہ نمازی خود اس کام کو کثیر سمجھے تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر وہ خود اس کام کو قلیل سمجھے تو وہ قلیل عمل ہے اور یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ رح کی رائے کے زیادہ قریب ہے۔ رج، تیسرا قول یہ ہے کہ را، اگر (وہ نمازی ایسا کام کرے کہ) دور سے دیکھنے والا شخص اس نمازی کو دیکھے تو وہ اس نمازی کے لئے نماز کے بغیر ہونے میں شک نہ کرے ریعنی دیکھنے والا یقین کرلے کہ وہ نماز میں نہیں ہے، تو نمازی کا وہ عمل کثیر عمل ہے اور ایسا عمل نماز کو فاسد کرنے والا ہے ر۲، اور اگر دیکھنے والا شک کرے تو رنمازی کا، وہ عمل نماز فاسد کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین قاضیخان تبیین
۳-	اور یہی رمذکورہ تیسرا قول، سب سے زیادہ اچھا ہے۔	محیط سرخسی
۴-	اور یہی رمذکورہ $\frac{۲ج}{۱۷۹}$، عام فقہاء کا اختیار کردہ ہے۔	قاضیخان خلاصہ
۵-	اگر کسی نمازی نے گلے میں تلوار لٹکالی یا رلٹکائی ہوئی تلوار، اتارلی تو اس سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۶-	اسی طرح را، اگر کسی نمازی نے چادر اوڑھی رب، یا ایسی ہلکی چیز اٹھائی جو ایک ہاتھ سے اٹھائی جایا کرتی ہے رج، یا کسی نمازی نے بچہ یا کپڑا کندھے پر اٹھایا تو ران سب صورتوں میں، اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۷-	اگر کسی نمازی نے کوئی ایسی چیز اٹھائی کہ اسے اس کے اٹھانے میں تکلیف اور دقت ہے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔	ظہیریہ
۸-	اگر کسی شخص نے دنماز میں خارج سے[۳] کچھ، کھایا یا پیا۔ جان بوجھکر ہو، بھولے سے ہو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی[۴]	قاضیخان

جیساکہ فقہاء نے اسکی تصریح کی ہے۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۱}{۱۰۸}$ مع حاشیہ، $\frac{۸۰}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو رمترجم) ۳؎ جیساکہ نورالایضاح میں ہے واکل شئ من خارج فمہ ولو قل الخ نورالایضاح ص۴۲ رمترجم) ۴؎ اس لئے کہ کھانا پینا نماز کے اعمال میں سے نہیں اور کثیر عمل ہے کیونکہ اسمیں ہاتھ منہ اور دانتوں سب کا عمل شامل ہے ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ا ص۱۲۹ رمترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹- ۹-	اذا کان بین اسنانہ شیئ من الطعام فابتلعہ ان کان قلیلا دون الحمصة لم تفسد صلوتہ الا انہ یکرہ وان کان مقدار الحمصة فسدت	کذا فی السراج الوہاج ناقلا عن الفتاوی وہکذا فی التبیین والبدائع وشرح الطحاوی
	ذکر البقالی وہو الاصح	ہکذا فی البرجندی
	ولو ابتلع دما بین اسنانہ لم تفسد اذا کانت الغلبة للریق	کذا فی السراج الوہاج
	فی النصاب رجل اکل او شرب قبل الشروع فی الصلوة ثم شرع فی الصلوة وبقی فی فمہ فضل طعام او شراب فأکل او شرب مابقی فیہ لا تفسد صلوتہ وعلیہ الفتوی وکذا لو کان بین اسنانہ شیئ وہو فی الصلوة فابتلعہ لم تفسد صلوتہ وان کان مقدار الحمصة وہو قول ابی حنیفة رح وابی یوسف رح	کذا فی المضمرات
	ولو ابتلع دما خارج من اسنانہ لم تفسد صلوتہ اذا لم یکن مل الفم	کذا فی فتاوی قاضیخان الخلاصة والمحیط
۱۰-	ولو اخذ سمسمة من خارج وابتلعہا فسدت وہو الاصح	کذا فی الخلاصة
۱۱-	ولو اکل شیأ من الحلاوة وابتلع عینہا فدخل فی الصلوة فوجد حلاوتہا فی فیہ فابتلعہا لا تفسد صلوتہ	کذا فی الخلاصة
۱۲-	ولو ادخل الفانیذ او السکر فی فیہ ولم یمضغہ لکن یصلی والحلاوة تصل الی جوفہ تفسد صلوتہ	کذا فی الخلاصة
۱۳-	وہو المختار	کذا فی الظہیریة
۱۴-	ولو مضغ العلک کثیرا فسدت	کذا فی محیط السرخسی
۱۵-	اذا لاک الفونلة فلم ینفصل منہا شیئ ان کثر ذلک فسدت من اجل انہ عمل کثیر وان انفصل عنہا شیئ ودخل حلقہ فسدت ولو قل واما اذا لم یلکہا ودخل ریقہ لم تفسد	کذا فی السراج الوہاج

لہ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ یہی حکم صحیح ہے یہ باقانی نے کہا ہے اور زیلعی نے بھی خلاصہ اور بدائع کا اتباع کرتے ہوئے یہی کہا ہے۔ نیز زیلعی کا قول اولی ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ا/۵۸۲ مترجم ، ۲ہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ منہ میں باقیماندہ لقمہ نماز میں نگل لیا تو جبتک منہ بھر کر نہ ہو نماز نہ ٹوٹے گی ماخوذ از بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ۲۰/۱۸ اور قاضیخان میں ہے کہ خلال میں منہ کے اندر موجود قلیل شیئ کے نگل لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور کثیر سے فاسد ہو جاتی ہے مگر قلیل اور کثیر کی تعریف میں اختلاف ہے بعض

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۲۹- ۹-	(۱) اگر کسی کے دانتوں میں خوراک کا بقیہ، کچھ حصہ تھا وہ اسے نگل گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ، اگر خوراک کا وہ حصہ چنے کے دانے سے کم تھا تو (اس کے نگل لینے سے) اس کی نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہوگی۔	سراج وہاج، تبیین، ہدایہ، شرح الطحاوی
	اور (۲) اگر (دانتوں میں) خوراک کا وہ حصہ چنے کے برابر تھا تو (اس کے نگل لینے سے اس کی) نماز فاسد ہوگی[1] بقالی نے ذکر کیا ہے کہ یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے	برجندی
	اگر (۳) کسی شخص کے دانتوں سے خون نکلا اس نے (دوران نماز) اسے نگل لیا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ (خون پر) تھوک کا غلبہ تھا۔	سراج وہاج
	(ب) نصاب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا پیا پھر اس نے نماز شروع کر دی اور اس کے کھانے یا پینے کا بچا ہوا کچھ حصہ اس کے منہ میں باقی رہ گیا تھا اس نے منہ میں باقی ماندہ کو (نماز میں) کھا لیا یا پی لیا تو (اس صورت میں) اس کی نماز نہ ٹوٹے گی اور اس حکم پر فتویٰ ہے[2]	
	(۲) اسی طرح اگر نمازی کے دانتوں میں کچھ چیز تھی اس نے اسے دوران نماز نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ وہ چنے کے دانے کے برابر تھی یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا ہے۔	مضمرات
	اور (۳) اگر کسی نمازی کے دانتوں سے خون نکلا اس نے اسے نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ وہ خون منہ بھر کر نہ تھا۔	قاضیخان خلاصہ محیط
۱۰-	اگر کسی نمازی نے خارج سے ایک تل لیا اور اسے نگل لیا تو (اس کی) نماز فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے	خلاصہ
۱۱-	اور اگر کسی شخص نے کوئی میٹھی چیز کھائی اور اس چیز کو نگل لیا پھر اس نے نماز شروع کی تو اس میٹھی چیز کی مٹھاس اپنے منہ میں پائی پس اس نے اس مٹھاس کو (بھی نماز میں) نگل لیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۲-	اگر کسی شخص نے گڑ یا شکر اپنے منہ میں رکھی اور اس کو چبایا نہیں لیکن (پھر) وہ نماز پڑھتا رہا۔ اور مٹھاس اس کے پیٹ میں جاتی رہی تو (اس صورت میں) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[3]	خلاصہ
۱۳-	اور یہی (مذکورہ حکم) مختار ہے۔	ظہیریہ
۱۴-	اگر کسی نمازی نے علک (وہ گوند جو چبائی جائے) کو زیادہ[4] چبایا تو نماز فاسد ہو گئی۔	محیط سرخسی
۱۵-	(۱) اگر کسی نے فوفلہ (سپاری) کو ہلکا چبایا پس اس کا کوئی حصہ ٹوٹا نہیں تو اس کا حکم یہ ہے، کہ اگر وہ چبانا زیادہ کیا (یعنی بار بار چبایا) تو اس وجہ سے نماز فاسد ہوگی کہ ایسا کرنا کثیر عمل ہے۔	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) سپاری سے کچھ حصہ ٹوٹ کر اس کے حلق میں داخل ہو گیا تو (اس کی) نماز فاسد ہو گئی۔ خواہ وہ ٹوٹا ہوا حصہ تھوڑا ہو۔	
	(ج) لیکن اگر اس نے سپاری کو چبایا نہیں اور اس کا لعاب (اسکے حلق میں) چلا گیا تو (اس صورت میں اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی۔	سراج وہاج

[1] چنے کے دانے کے بقدر سے کم کو قلیل کہا ہے جیسا کہ روزہ کے احکام میں ہے اور بعض نے منہ بھر کر ہونے سے کم کو قلیل کہا ہے ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ صفحہ ۱۲۹ (مترجم)، [2] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ نمازی کا کسی چیز کو زیادہ چبانا یا اس اصل چیز کا پیٹ میں چلا جانا مفسد نماز ہے مگر منہ میں خوراک سے باقیماندہ کے متعلق یہ حکم نہیں ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۵۸۳ اور منہ میں خوراک کے باقیماندہ حصہ کے متعلق حکم 9/129 ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] ردالمحتار میں زیادہ چبانے کے متعلق لکھا ہے کہ تین بار پے درپے چبانا زیادہ چبانا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۵۸۲ (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل اول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹-۱۶-	ولو وقع فی فمه بردة او قطرة اوثلج فابتلعه فسدت	كذا فی السراج الوهاج
۱۷-	ولو رفع المصلی الفتیلة فی المسرجة لاتفسد صلوته	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸-	ولو وضع الفتیلة فی السراج وهو یصلی لاتفسد صلوته لانه قلیل	كذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوی
۱۹-	اذا قاء ملأ الفم تنتقض طهارته ولا تفسد صلوته وان قاء اقل من ملأ الفم لا تنتقض طهارته ولا تفسد صلوته	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰-	وان قاء ملأ الفم وابتلعه وهو یقدر علی ان یمجه تفسد صلوته وان لم یکن ملأ الفم لاتفسد صلوته فی قول ابی یوسف رح وتفسد فی قول محمد رح والاحوط قوله	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۱-	وان تقیاء فان کان اقل من ملأ الفم لم تفسد صلوته وان کان ملأ الفم تفسد صلوته	كذا فی المحیط
۲۲-	المشی فی الصلوة اذا کان مستقبل القبلة لایفسد اذا لم یکن متلاحقا ولم یخرج من المسجد وفی الفضاء مالم یخرج من الصفوف	كذا فی المنیة
	واذا استدبر القبلة فسدت	كذا فی الظهیریة
	ولو مشی فی صلوته مقدار صف واحد لم تفسد صلوته ولو کان مقدار صفین ان مشی دفعة واحدة فسدت صلوته وان مشی الی صف ووقف ثم الی صف لاتفسد۔	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳-	رفع الیدین لا یفسد الصلوة	كذا فی الخلاصة
۲۴-	اما سوق الحمار بمد الرجلین یفسد وبرجل واحدة لا	كذا فی الخلاصة
۲۵	وان حرک رجلا واحدة لا علی الدوام لاتفسد صلوته وان حرک رجلیه تفسد۔ واعتبر هذا القائل العمل بالرجلین بالعمل بالیدین والعمل برجل واحدة بالعمل بید واحدة	

[1] منہ بھر کر قے کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم ۲/۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] پس وہ وضو کر کے بنا کر سکتا ہے ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان۔ علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۲۵ (مترجم)

[3] البتہ نماز میں حدث پیش آنے کی صورت میں بنا بر ضرورت حکم ۱۵/۱۰۴ میں مراعات ملاحظہ ہوں چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی نمازی نماز میں حدث پیش آنے کے بعد طہارت کرنے کے لئے چلے تاکہ بنا کرے یا کوئی نمازی صلوٰۃ الخوف میں چلے تو تھوڑا چلے یا زیادہ اور اس کا سینہ قبلہ سے پھر جائے یا نہ کسی صورت میں اس کی نماز فاسد

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام : پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-۱۶-	اور اگر کسی نمازی کے منہ میں اولہ یا پانی کا قطرہ یا برف کا ٹکڑا چلا گیا اور اس نے اسے نگل لیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	سراج وہاج
-۱۷	اگر کسی نمازی نے چراغ کی بتی چراغدان میں اوپر کردی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
-۱۸	اگر کسی شخص نے نماز کے دوران چراغ میں بتی رکھدی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ قلیل عمل ہے۔	سراج وہاج
-۱۹	(ا) اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے کی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اس کی نماز نہ ٹوٹے گی [۱] (ب) اور اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے سے کم قے کی تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اور نہ اس کی نماز ٹوٹے گی۔	قاضیخان
-۲۰	(ا) اور اگر کسی نمازی نے منہ بھر کر قے کی اور وہ اس قے کو نگل گیا حالانکہ وہ اسے پھینک دینے پر قادر تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قے منہ بھر کر نہ تھی تو امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں اس کی نماز نہ ٹوٹے گی اور امام محمد رحؒ کے ہاں نماز فاسد ہو جائے گی۔ زیادہ احتیاط والا قول امام محمد رحؒ کا ہے۔	قاضیخان
-۲۱	اگر کسی نمازی نے جان بوجھ کر قے کی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر وہ قے منہ بھر کر نہ تھی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر منہ بھر کر تھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط
-۲۲	نماز میں چلنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اگر قبلہ رو چلا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ پے درپے نہیں چلا اور (مسجد سے نہیں نکلا اور (مسجد کے علاوہ) کھلی جگہ میں جبتک کہ صفوں سے نہیں نکلا۔ (ب) اگر قبلہ کی طرف پیٹھ کردی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی [۲] (ج) اگر کوئی شخص نماز میں ایک صف کے بقدر چلا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر دو صفوں کے بقدر یک لخت چلا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بقدر ایک صف کے چلا پھر رکا پھر بقدر ایک صف کے چلا تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	منیہ ظہیریہ قاضیخان
-۲۳	رفع یدین (نماز میں دونوں ہاتھ اٹھانا) نماز کو فاسد نہیں کرتا۔	خلاصہ
-۲۴	(ا) (نماز میں) دونوں پاؤں پھیلا کر سواری کے گدھے کو ہانکنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے (ب) اور ایک پاؤں سے ہانکنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔	خلاصہ
-۲۵	(ا) اگر کسی نمازی نے ایک پاؤں کو حرکت دی مگر مسلسل حرکت نہ دی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر دونوں پاؤں کو حرکت دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس قول والے نے دونوں پاؤں کے عمل کو دونوں ہاتھوں کے عمل پر اور ایک پاؤں کے عمل کو ایک ہاتھ کے عمل پر اعتبار کیا ہے۔	

[۱] نہ ہوگی اور نہ مکروہ ہوگی ماخوذ از رد المحتار ج ا ص۵۵۵ (مترجم)، [۲] درمیانی ٹھہراؤ بقدر رکن ہو ماخوذ از درمختار ج ا ص۵۸۶ نیز نماز میں چلنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۰}{۱۸۶}$، $\frac{۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشقی نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها — الفصل الاول فیما یفسدها	حوالہ
۱۷۹-	وقال بعضهم ان حرک رجلیه قلیلا لا تفسد صلوته وهو الاوجه	کذا فی المحیط هکذا فی البحر الرائق
۲۶-	ولو حول القادر صدره عن القبلة فسدت صلوته ولو حول وجهه دون صدره لا تفسد هذا اذا استقبل من ساعته	هکذا فی الزاهدی کذا فی الذخیرة
۲۷-	ولو رکب الدابة فسدت صلوته لانه لا یتم الا بیدین وان نزل عن الدابة لم تفسد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸-	رجل رفع المصلی من مکانه ثم وضعه من غیر ان یحوله عن القبلة لا تفسد صلوته وان وضعه علی الدابة تفسد	کذا فی السراج الوهاج
۲۹-	ولو تقدم علی الامام من غیر عذر فسدت صلوته	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰-	وفی الفتاوی الفضلی فی الصحراء رجل یصلی فتأخر عن موضع قیامه مقدار سجوده لا تفسد صلوته ویعتبر مقدار سجوده من خلفه وعن یمینه وعن یساره ویعطی هذا القدر حکم المسجد کما فی وجه القبلة فما لم یتأخر عن هذا الموضع لم یتأخر عن المسجد ولا یعتبر الخط فی هذا الباب حتی لو خط حوله خطا ولم یخرج عن الخط ولکن تأخر عما ذکرنا من المواضع فسدت صلوته	کذا فی المحیط فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع
۳۱-	ولو کان فی الصف فرجة فدخل رجل فی تلک الفرجة فتقدم المصلی حتی وسع علیه المکان فسدت صلوته	کذا فی خزانة الفتاوی وهکذا فی القنیة
۳۲-	رجل صلی المغرب فی منزله فجاء رجل واقتدی به یصلی المغرب تطوعا فقام الامام الی الرابعة ناسیا ولم یقعد علی الثالثة وتابعه المقتدی قالوا فسدت صلوة الامام والمقتدی۔	کذا فی فتاوی قاضیخان فی فصل فیمن یصح الاقتداء به
۳۳-	قتل العقرب والحیة فی الصلوة لا یفسد الصلوة سواء حصل بضربة او بضربات وهو الاظهر	

لے چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں بغیر عذر اپنے اختیار سے اپنا سینہ قبلہ سے پھیر دے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ مسجد کے اندر ہی ہو اور خواہ اسکا سینہ تھوڑی دیر کے لئے قبلہ سے پھرے یا زیادہ دیر کیلئے پھرے اور غیر اختیاری صورت میں نماز تب فاسد ہوگی کہ ایک رکن کے بقدر دیر تک نمازی کا سینہ قبلہ سے پھر جائے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۸۶ نیز حکم ۲۲/۱۷۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے اس لئے کہ نمازی اگر منہ پھیر کر ادھر ادھر کچھ دیر تک دیکھتا رہے تو اسے دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ وہ نماز میں نہیں ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۰۱ اور ایسی صورت حال ایک قول کی بنا پر عمل کثیر ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲/۱۸۱ ص ۶ نیز حکم ۳۱/۱۸۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ے عذر کی صورت میں مثال حکم ۳۳/۱۷۹ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے نیز حکم ۹/۱۹۳ اور ۲۹/۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
-۱۷۹	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ اگر نمازی نے دونوں پاؤں تھوڑے سے ہلائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی - (ج) اور یہی (مذکورہ) قول اوجہ (مناسب اور ترجیح کے قریب) ہے	محیط بحر رائق
-۲۶	(۱) جو شخص نماز میں قبلہ کی طرف سینہ کر سکتا ہے اگر اس نے اپنا سینہ قبلہ سے پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی ؎ (ب) اور اگر کسی نمازی نے قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لیا سینہ نہ پھیرا تو (اس کی) نماز فاسد نہ ہوگی - (ج) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے (پھر) فوراً منہ قبلہ کی طرف کر لیا ؎۲	زاہدی ذخیرہ
-۲۷	(۱) اگر کوئی شخص (نماز میں) جانور پر سوار ہوا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی اس لئے کہ یہ کام ایسا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہی پورا ہوتا ہے۔ (ب) اور اگر کوئی شخص (نماز میں) جانور سے اترا تو اسکی، نماز فاسد نہیں ہوئی۔	قاضیخان
-۲۸	(۱) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اسے کسی شخص نے اس کی جگہ سے اٹھایا اور پھر اسے اس طرح رکھ دیا کہ نمازی کا سینہ قبلہ سے نہیں پھرا تو اس نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس شخص نے اس نمازی کو جانور پر بٹھا دیا تو اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی -	سراج وہاج
-۲۹	اگر کوئی مقتدی بغیر عذر امام سے آگے بڑھ گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی ؎۳	قاضیخان
-۳۰	(۱) فتاوی فضلی میں ہے کہ کوئی شخص صحرا میں نماز پڑھ رہا ہے - وہ نماز میں کھڑا ہونے کی جگہ سے بقدر سجدہ کر لینے کی جگہ سے پیچھے ہٹ گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور سجدہ کر لینے کی مقدار جگہ کا اعتبار اسکے پیچھے۔ دائیں اور بائیں طرف (کی جگہ کے لئے بھی) ہے اور اس مقدار تک جگہ کو مسجد کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیساکہ اگر وہ (اس مقدار تک) قبلہ کی طرف آگے ہوگیا (تب بھی یہی حکم ہے) ؎۴ (ج) پس جبتک وہ (مذکورہ مقدار کے بقدر) اس جگہ سے نہیں ہٹا (گویا) وہ مسجد سے نہیں نکلا (د) اور ان مسائل میں لکیر کھینچ لینے کا اعتبار نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نمازی نے اپنے ارد گرد لکیر کھینچ لی اور وہ لکیر سے باہر نہیں نکلا۔ لیکن ان جگہوں سے نکل گیا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔	محیط
-۳۱	اگر صف کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی۔ اس میں کوئی شخص داخل ہوا ؎۵ تو نمازی آگے ہوگیا حتیٰ کہ اس نمازی نے اس آنے والے کے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی ؎۶	خزانہ فتاوی قنیہ
-۳۲	کوئی شخص اپنے گھر مغرب کی (فرض) نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے آکر اس کے پیچھے نفل کی نیت سے اقتدا کر لی - اور امام بھولکر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور تیسری رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھا۔ مقتدی نے بھی، اس کی پیروی کی تو (اس صورت کے حکم کے متعلق، فقہاء رح نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہوگئی ؎	قاضیخان
-۳۳	(۱) نماز میں بچھو یا سانپ کو مارنا نماز فاسد نہیں کرتا خواہ وہ ایک چوٹ سے مرے یا کئی چوٹوں سے یہ اور یہ حکم زیادہ ظاہر ہے۔	

؎ صف کی خالی جگہ پر کرنے کے متعلق حکم ۱۳-۱۴-۱۸/۱۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۷/۱۶۳ اور حکم ۳۱/۱۷۹ میں بظاہر فرق نہیں ہے۔ مگر پہلے میں نماز فاسد نہیں ہوتی اور دوسرے میں فاسد قرار پاتی ہے۔ چنانچہ فتاوی شامیہ میں وجہ فرق کے متعلق بحث کیگئی ہے رد المحتار میں ہے کہ (وفی القنیة قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامرہ او دخل رجل فی فرجة الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیه فسدت صلوته و ینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برأی نفسه الخ۔ ترجمہ کسی اکیلے نمازی سے کہا گیا کہ آگے ہو جا تو وہ آگے ہوگیا یا کوئی شخص صف کی خالی جگہ کو پر کرنے کیلئے داخل ہوا تو نمازی نے اسکے لئے جگہ کشادہ کر دی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور اسے چاہیئے کہ وہ کچھ توقف کرے پھر اپنی رائے سے آگے ہو نیز حکم ۷/۱۶۳ اور ۳۱/۱۷۹ میں وجہ فرق کے متعلق رد المحتار میں لکھا ہے کہ یہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ کھینچنے کی صورت میں اسکے کہے بغیر صرف کھینچنے سے پیچھے ہٹا۔ اور دوسری صورت میں اسنے آنیوالے کیلئے اسکے کہنے سے جگہ کشادہ کی یا یہ کہ پہلی صورت میں وہ شرعی حکم کی اطاعت میں پیچھے ہٹا اور دوسری صورت میں اسنے محض آنیوالے کی دلداری کے خیال سے جگہ کشادہ کی الخ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا ص ۵۲۲، ۵۳۳، ۶۰۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا — الفصل الاول فیما یفسد ھا	حوالہ
۱۷۹-	وفی مجموع النوازل فان وقع ھذا المقتدی فأخذ النعل بیدہ ومشی الیہ لا تفسد وان صار قدام الامام	کذا فی الخلاصۃ
	ویستوی فیہ جمیع انواع الحیات ھو الصحیح	کذا فی الھدایہ
	وانما یباح قتل الحیۃ والعقرب فی الصلوٰۃ اذا مر بین یدیہ وخاف ان یؤذیہ فأما اذا کان لا یخاف الاذی فیکرہ	کذا فی المحیط
۳۴-	ولو رمی ثلاثۃ احجار علی الولاء او قتل قملات علی الولاء او نتف ثلاث شعرات علی الولاء او اکتحل تفسد صلوتہ	کذا فی الظھیریۃ
	وفی الحجۃ قال بعض المشائخ رح اذا رمی حجرا وبسط ذراعہ ومدھا بطاقتہ ورمی نحو الھواء فسدت صلوتہ بحجر واحد	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۵-	وعن الحسن رح فی المصلی علی الدابۃ اذا ضربھا لاستخراج السیر فسدت صلوتہ وبعضھم قالوا ان ضربھا مرۃ او مرتین لا تفسد صلوتہ وان ضربھا ثلاثا فی رکعۃ واحدۃ تفسد صلوتہ یرید اذا ضربھا علی الولاء	کذا فی المحیط
۳۶-	ولو ضرب انسانا بید واحدۃ او بسوط تفسد	کذا فی منیۃ المصلی
۳۷-	ولو رمی طائرا بحجر لم تفسد لکنہ یکرہ	کذا فی الخلاصۃ
۳۸-	ولو خلع الخف وھو واسع لا تفسد	کذا فی محیط السرخسی
۳۹-	ولو لبس الخف فسدت صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰-	ولو الجم دابتہ او سرجھا او نزع السرج فسدت صلوتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱-	ولو کتب قدر ثلاث کلمات فی صلوتہ تفسد صلوتہ وان کان اقل لا وفی الفتاوی تقدیر ثلاث کلمات فی مجموع النوازل	کذا فی الخلاصۃ
۴۲-	وان کتب علی الھواء او علی بدنہ شیاء لا یستبین لا تفسد وان کثر	کذا فی السراج الوھاج
۴۳-	ولو اغلق الباب لا تفسد صلوتہ وان فتح الباب المغلق تفسد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴-	صبی مص ثدی امرأۃ مصلیۃ ان خرج اللبن فسدت والا فلا لانہ متی خرج اللبن یکون ارضاعا وبدونہ لا	کذا فی محیط السرخسی

[1] اورخواہ اس صورت میں وہ قبلہ سے پھر جائے۔ زیادہ ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم ہے ماخوذ از نور الایضاح صـ۳۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنے والے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹-	(ب) مجموع النوازل میں ہے کہ اگر یہ (مذکورہ) صورت مقتدی کو پیش آئی تو اس نے ہاتھ میں جوتا لیا اور اس کی طرف چل کر گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام سے آگے ہو گیا ہو۔[1]	خلاصہ
	(ج) اور اس (مذکورہ حکم) میں سانپوں کی سب قسمیں برابر ہیں یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
	(د) نماز میں سانپ یا بچھو کا مارنا تب مباح ہے کہ جب وہ اس نمازی کے سامنے آجائے اور اسے ڈر ہو کہ وہ اسے ایذا دے گا اور اگر اسے ایذا کا خوف نہیں ہے تو (پھر نماز میں انہیں مارنا) مکروہ ہے۔	محیط
۲۴-	(ا) اگر کسی نے نماز میں پے درپے تین پتھر پھینکے یا پے درپے تین جوئیں ماریں یا پے درپے تین بال اکھیڑے یا آنکھوں میں سرمہ لگایا تو ان صورتوں میں، اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	ظہیریہ
	(ب) حجۃ میں ہے کہ بعض مشائخ (رحمۃ اللہ) نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے (نماز میں) اس طرح پتھر پھینکا کہ، بازو پھیلا کر خوب زور سے کھینچا اور ہوا میں پتھر پھینکا تو اس صورت میں، اس کی نماز (ایک پتھر پھینکنے) سے فاسد ہو جائیگی۔	تتار خانیہ
۲۵-	(ا) حسن (رحمۃ اللہ) سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص جانور پر سواری کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا تو جب اس نے سواری کو تیز کرنے کے لئے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی (ب) اور بعض کا قول ہے کہ اگر اس نے ایک یا دو بار مارا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اس نے تین بار ایک رکعت میں یعنی پے درپے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[2]	محیط
۲۶-	اگر کسی (نمازی) نے کسی شخص کو ایک ہاتھ سے یا کوڑے سے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی	منیۃ المصلی
۲۷-	اگر کسی (نمازی) نے کسی پرندے پر پتھر پھینکا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔	خلاصہ
۲۸-	اگر کسی (نمازی) نے ڈھیلے موزے کو اتارا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔[3]	محیط سرخسی
۲۹-	اگر کسی (نمازی) نے موزہ پہنا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	قاضیخان
۳۰-	اگر کسی (نمازی) نے اپنے جانور کو لگام دی یا اس پر زین کسی یا زین اتاری تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان
۳۱-	(ا) اگر کسی نے نماز کے دوران تین کلموں کے بقدر لکھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس سے کم لکھا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اور فتاوی میں ہے کہ تین کلموں کی مقدار کا اندازہ مجموع النوازل میں لکھا ہے۔	خلاصہ
۳۲-	اگر کسی (نمازی) نے ہوا پر یا اپنے بدن پر کوئی چیز اس طرح لکھی کہ وہ ظاہر نہیں ہے تو خواہ وہ بہت ہو اس سے اس کی، نماز فاسد نہ ہوگی۔	سراج وہاج
۳۳-	(ا) اگر کسی (نمازی) نے دروازہ بند کیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ب) اور اگر کسی (نمازی) نے بند دروازہ کھولا تو اس سے اسکی، نماز فاسد ہو جائے گی۔	قاضیخان
۳۴-	کسی بچہ نے عورت کا پستان چوسا جبکہ وہ عورت نماز پڑھ رہی تھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ، (ا) اگر پستان سے دودھ نکلا تو اسکی، نماز فاسد ہو گی۔ ورنہ نہیں اس لئے کہ جب دودھ نکلا تو یہ دودھ پلانا ہو گیا اور دودھ نہیں نکلا تو دودھ پلانا نہیں ہوا۔	محیط سرخسی

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] اسکے متعلق حکم نمبر ۱/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۹-	وان مص ثلاث مصات تفسد صلوتها وان لم ینزل اللبن	كذا فی فتاوی قاضیخان وكذا
۴۵-	ولوکانت المرأة فی الصلوة فجامعها زوجها بین الفخذین فسدت صلوتها وان لم ینزل منه بلة وكذا لو قبلها بشهوة او بغیر شهوة او مسها بشهوة اما لو قبلت المرأة المصلی ولم یشتهها لم تفسد صلوته	كذا فی الخلاصة
۴۶-	ولو نظر الی فرج المطلقة طلاقا رجعیا عن شهوة یصیر مراجعا ولا تفسد صلوته فی روایة هو المختار	كذا فی الخلاصة
۴۷-	ولو ادهن رأسه او لحیته او جعل ماء الورد علی رأسه فسدت صلوته قیل هذا اذا تناول القارورة فصب الدهن علی رأسه ولو کان فی یده فمسح برأسه او بلحیته لم تفسد صلوته	كذا فی فتاوی قاضیخان
۴۸-	ولو سرج لحیته تفسد صلوته	كذا فی محیط السرخسی
۴۹-	اذا حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلوته هذا اذا رفع یده فی کل مرة اما اذا لم یرفع فی کل مرة فلا تفسد ولو کان الحک مرة واحدة یکره	كذا فی الخلاصة
۵۰-	ولو مر مار فی موضع سجوده لا تفسد وان اثم	كذا فی التبیین
۵۱-	وتکلموا فی الموضع الذی یکره المرور فیه والاصح انه موضع صلوته من قدمه الی موضع سجوده	كذا فی التبیین
	قال مشائخنا اذا صلی رامیا ببصره الی موضع سجوده فلم یقع بصره علیه لم یکره وهو الصحیح	كذا فی الخلاصة
	وهو الاصح	كذا فی البدائع
	وهو الاشبه الی الصواب	كذا فی النهایة
	هذا حکم الصحراء فان کان فی المسجد ان کان بینهما حائل کانسان او اسطوانة لا یکره وان لم یکن بینهما حائل والمسجد صغیر کره فی ای مکان کان والمسجد الکبیر کالصحراء	كذا فی الکافی

لہ وجہ فرق یہ ہے کہ جماع کا فاعل مرد ہے اور اس کی طرف سے دواعی جماع پایا جانا جماع میں داخل ہے ۔ اور عورت فاعل جماع نہیں اسکی طرف سے دواعی جماع پایا جانا جماع میں داخل نہیں جب تک کہ مرد خواہش نہ کرے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۸ (مترجم) ، لہ اس روایت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ نظر اور فکر کا فعل ہے جس سے بچنا مشکل ہے مگر چھونا اور بوسہ لینا اعضا کا فعل ہے لہذا ۴۵/۱۷۹ اور ۴۶/۱۷۹ کے حکم میں فرق ہے

دفعات دشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۶۹-	(ب)، اور اگر بچہ نے تین بار چوس لگائی تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی خواہ اس کا دودھ نہیں اترا۔	قاضیخان، خلاصہ
۴۵-	(۱)، اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی تھی۔ اس کے شوہر نے اس کے رانوں میں مجامعت کی تو اس سے، اس عورت کی نماز فاسد ہو گئی خواہ عورت سے کسی تری کا آنا نہیں ہوا۔ (ب)، اسی طرح اگر کسی نے شہوت (خواہش و رغبت) سے یا بغیر شہوت کے (اس نمازی) عورت کا بوسہ لیا یا عورت کو شہوت سے چھوا تو (ان صورتوں میں) اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی (ج)، لیکن اگر عورت نے مرد کا بوسہ لیا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس وقت مرد کو اس کی خواہش نہ ہوئی تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی [1]	خلاصہ
۴۶-	اور اگر کسی مرد نے (نماز کے دوران)، اس عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا جسے وہ طلاق رجعی دے چکا تھا تو (اس سے)، وہ اس طلاق سے رجوع کرنے والا قرار پائے گا اور ایک روایت کے مطابق اس کی نماز فاسد نہ ہوگی یہی حکم مختار ہے [2]	خلاصہ
۴۷-	(۱)، اگر کسی (نمازی)، نے اپنے سر یا داڑھی کو تیل لگایا یا اپنے سر پر گلاب عرق لگایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی (ب)، بعض کا قول ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے شیشی لیکر اپنے سر پر تیل ڈالا اور اگر تیل اس کے ہاتھ میں تھا اس نے اسے اپنے سر یا اپنی داڑھی پر ملا تو اس سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	قاضیخان
۴۸-	اگر کسی (نمازی)، نے اپنی داڑھی میں کنگھی کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط سرخسی
۴۹-	اگر کوئی (نمازی)، کسی ایک رکن میں تین بار کھجلائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے ہر بار ہاتھ اٹھایا اور اگر اس نے ہر بار ہاتھ نہیں اٹھایا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کھجلانا ایک بار ہو تو مکروہ ہے۔	خلاصہ
۵۰-	(۱)، اگر نماز پڑھنے والے کے سجدے کی جگہ میں سے کوئی شخص گزر گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور گذرنے والا شخص گنہگار ہوگا۔	تبیین
۵۱-	اس مسئلہ میں فقہاء رحمہم اللہ نے کافی بحث کی ہے کہ نماز پڑھنے والے کی کس جگہ تک گذرنا مکروہ ہے (۱)، زیادہ [1] صحیح حکم یہ ہے کہ وہ جگہ نمازی کے پاؤں کی جگہ سے اس کے سجدے کی جگہ تک ہے۔ ہمارے [2] مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں اپنے سجدے کی جگہ نظر ڈالے ہوئے ہو تو اس کی نظر گذرنے والے پر نہ پڑے تو (اس جگہ سے گذرنا)، مکروہ نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
		خلاصہ
	اور یہی (مذکورہ)، حکم زیادہ صحیح ہے	بدائع
	اور یہی (مذکورہ)، حکم ٹھیک حکم سے زیادہ مشابہ ہے۔	نہایہ
	یہ (مذکورہ) حکم صحرا کا ہے (ب)، اور اگر [1] (نمازی)، مسجد میں ہو۔ اور نمازی اور گذرنے والے کے درمیان کوئی حائل چیز ہو مثلاً کوئی آدمی ہو یا ستون ہو تو گذرنا مکروہ نہ ہوگا اور اگر [2] ان دونوں کے درمیان کوئی حائل چیز نہ ہو اور مسجد چھوٹی ہو تو (نمازی کے آگے)، ہر جگہ سے گذرنا مکروہ ہے۔ اور [3] (مذکورہ حکم میں) بڑی مسجد کا حکم صحراء کی طرح ہے [3]	کافی

[1] ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۵۸۸ (مترجم) [3] اور صحرا میں سترہ کے بغیر نمازی کے سامنے سے گذرنے کے متعلق ماقبل میں ۵۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و متن نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدہا	حوالہ
۱۷۹ - ۵۲	ولو کان یصلی فی الدکان فان کانت اعضاء المار تحاذی اعضاء المصلی یکرہ والافلا	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	ولو مر رجلان متحاذیان فالکراہۃ تلحق الذی یلی المصلی	کذا فی السراج الوہاج
۵۴	قالوا حیلۃ الراکب اذا اراد ان یمر ان یصیر وراء الدابۃ ویمر فتصیر الدابۃ سترۃ ولا یأثم	کذا فی النہایۃ
۵۵	ولو مر اثنان یقوم احدہما امامہ ویمر الاخر ویفعل الاخر ہکذا ویمران	کذا فی القنیۃ
۵۶	وینبغی لمن یصلی فی الصحراء ان یتخذ امامہ سترۃ طولہا ذراع وغلظہا غلظ الاصبع ویقرب من السترۃ ویجعلہا علی حاجبہا الایمن او الایسر والایمن افضل	ہکذا فی التبیین
۵۷	وان تعذر غرز العود لایلقی	کذا فی الکافی
	وصححہ جماعۃ منہم قاضیخان فی شرح الجامع الصغیر	کذا فی البحر الرائق
	وفی الخلاصۃ ہو الاصح وفی القنیۃ ہو المختار	کذا فی الشرح الی الکافی
	فان وضعہا وضعہا طولا لاعرضا	کذا فی التبیین
۵۸	واذا لم یکن معہ خشبۃ او شیٔ یغرز او یوضع بین یدیہ ہل یخط خطا عامۃ المشائخ علی انہ لا یخط وہو روایۃ عن محمد رحمہ اللہ وقال بعض مشائخنا یخط وہو روایۃ عن محمدؒ ایضا والذین قالوا بالخط اختلفوا فی کیفیۃ الخط قال بعضہم یخط طولا وقال بعضہم یخط کالمحراب	کذا فی المحیط
۵۹	ولا بأس بترک السترۃ اذا أمن المرور ولم یواجہ الطریق	ہکذا فی التبیین
۶۰	وسترۃ الامام سترۃ القوم	کذا فی الہدایۃ
۶۱	ویدرأ المار اذا لم یکن بین یدیہ سترۃ او مر بینہ وبین السترۃ بالاشارۃ او بالتسبیح	کذا فی الہدایۃ

لہ اس عبارت میں سید امیر علیؒ نے لایلقی رنہ ڈالا جائے، کی بجائے یلقی (ڈالا جائے) کو درست کہا ہے مگر فتاوی ہذا کے عربی نسخوں امریہ میمنیہ وغیرہ میں لایلقی ہی ہے۔ یعنی اگر گاڑنا مشکل ہو تو ڈالا نہ جائے ... سے مقصود حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ وصححہ جماعۃ منہم قاضیخان معللا بانہ لایفید المقصود بحر الخ رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۲ اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے ویعتبر الغرز دون القاء والخط لان المقصود لا یحصل بہ الخ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۱ اور اگر گاڑنے کی بجائے رکھے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷۹/۵۷ ب ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام مل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۵۲	اگر کوئی شخص، چبوترہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر گذرنے والے کے اعضا نماز پڑھنے والے کے اعضا کے مقابل ہوتے ہیں تو (گذرنا) مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں۔	محیط سرخسی
۵۳	اگر (نمازی کے سامنے سے) دو شخص مل کر برابر گذریں تو گذرنے کی کراہت اس شخص کے لئے ہوگی جو نمازی کے قریب پڑتا ہو	سراج وہاج
۵۴	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جو شخص سوار ہو اور نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنا چاہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ وہ جانور کی آڑ میں ہو کر گذر جائے۔ پس جانور سترہ قرار پائیگا اور وہ گنہگار نہ ہوگا۔	نہایہ
۵۵	اگر دو شخص (چاہیں کہ) گذریں تو ان میں سے ایک شخص نماز پڑھنے والے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص (پہلے کی آڑ میں) گذر جائے پھر دوسرا شخص یوں ہی کرے (یعنی نمازی کے سامنے کھڑا ہو جائے) اور پہلا گذر جائے) اور (اسطرح) دونوں گذر جائیں	قنیہ
۵۶	جو شخص صحرا میں نماز پڑھے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے سامنے سترہ (پردہ اور رکاوٹ کی علامت) بنالے جسکی لمبائی ایک (شرعی) گز ہو اور اسکی موٹائی ایک انگلی کے بقدر ہو اور نمازی سترہ کے قریب ہو اور سترہ کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے رکھے اور دائیں (ابرو کے سامنے) رکھنا افضل ہے۔	تبیین
۵۷	(ا) اگر[1] لکڑی گاڑنا مشکل ہو تو اسے (سترہ بنانے کے لئے) زمین پر نہ ڈالا جائے۔	کافی
	اور[2] (فقہاءؒ کی) ایک جماعت نے جن میں سے قاضیخان نے بھی شرح جامع صغیر میں اس حکم کو صحیح کہا ہے[1]	بحرالرائق
	اور[3] خلاصہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔ اور[4] قنیہ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	شرح ابی المکارم
	(ب) اگر (سترہ کیلئے) اس کو (زمین پر) رکھے[2] تو لمبائی میں رکھے چوڑائی میں نہ رکھے۔	تبیین
۵۸	اگر نمازی کے پاس کوئی لکڑی یا کوئی ایسی چیز نہ ہو[3] جسے گاڑے یا سامنے رکھے تو کیا وہ (سامنے) ایک لکیر کھینچے؟۔ (ا) عام مشائخ رحؒ اسپر ہیں کہ وہ لکیر نہ کھینچے امام محمدؒ سے ایک روایت یہ ہے (ب) اور[1] بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ وہ لکیر کھینچے اور امام محمد رح سے ایک روایت یہ بھی ہے اور جن مشائخ رح نے خط کھینچنے کو جائز کہا ہے ان میں لکیر کھینچنے کی کیفیت میں اختلاف ہے ان میں سے بعض کا قول ہے کہ لمبی لکیر کھینچے اور بعض کا قول ہے کہ محراب کی صورت پر لکیر کھینچے۔	محیط
۵۹	اگر سامنے سے کسی کے گذرنے کا خوف نہ ہو اور راستہ کی طرف منہ نہ ہو تو سترہ نہ کھڑا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	تبیین
		ہدایہ
۶۱	(ا) اور اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سترہ نہیں ہے اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گذرنے لگے یا سترہ موجود ہے اور کوئی شخص نمازی اور سترہ کے درمیان میں[1] گذرنے لگے تو اسے اشارہ کرکے یا تسبیح (یعنی سبحان اللہ) کہہ کر روکے۔	ہدایہ

[2] یعنی اگر سترہ گاڑ نہ سکے تو اسے زمین پر لمبائی میں رکھدے جیسا کہ حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ مبسوط شیخ الاسلام لکھا ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو سترہ گاڑے اور اگر زمین سخت ہو اور گاڑ نہ سکے تو اسے سامنے رکھدے ملنے کو گاڑنے کی طرح رکھنا بھی مروی ہے لیکن لمبائی میں رکھے چوڑائی میں نہ رکھے تاکہ گاڑنے کی طرح ہو جائے حاشیہ ہدایہ ج ا صـ ۱۳۱ (مترجم) [3] اگر کسی کے پاس سترہ نہ ہو اور اسکے پاس کوئی چیز کپڑا یا کتاب ہو تو کیا اسے رکھ دینا سترہ کیلئے کفایت کرے گا۔ اسکا ظاہر جواب یہی ہے کہ کفایت کر جائے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ ۵۹۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۷۹-	فاتواھن انی حق الرجال اما النساء فانھن یصفقن وکیفیتہ ان یضرب بظہور الاصابع الیمنی علی صفحۃ الکف من الیسری	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن غایۃ البیان
۶۲	والجمع بین الاشارۃ والتسبیح یکرہ والاشارۃ بالرأس اوالعین اوغیرھما	کذا فی الکافی ۔
۶۳	اذا زاد فی صلوتہ رکوعا او سجودا ذکر فی ظاھر الروایۃ انہا لاتفسد وکذلک اذا زاد سجدتین اواکثر لا تفسد صلوتہ وکذلک الرکوعان ومازاد علی ذلک	ھکذا فی المحیط
۶۴	ولوزاد فیہا رکعۃ تامۃ قبل اتمام صلوتہ فسدت صلوتہ	ھکذا فی المحیط
۶۵	لورکع الامام وسجد سجدۃ ورفع رأسہ عنہا فجاء رجل ودخل معہ ورکع وسجد سجدتین فانہا تفسد صلوتہ لانہ ادخل زیادۃ رکعۃ وھو الرکوع والسجود وانہا تفسد الصلوۃ	ھکذا فی المحیط
۶۶	اذا کان یصلی الظہر مثلا فافتتح العصر اوالتطوع بتکبیرۃ جدیدۃ فان صلوتہ تفسد لانہ صح شروعہ فی غیر ماھو فیہ وھو التطوع فیما اذا نواہ اونوی العصر وکان صاحب ترتیب اولم یکن بان سقط الترتیب بکثرۃ الفوائت او بضیق الوقت فیخرج عماھو فیہ ضرورۃ	کذا فی التبیین
۶۷	وکذا لوکان یصلی التطوع فافتتح الفرض اوکان یصلی الجمعۃ فافتتح الظہر اوبالعکس یخرج عما ھو فیہ لما ذکرنا	کذا فی التبیین
۶۸	ولوصلی رکعۃ من الظہر فکبر ینوی الاستیناف للظہر بعینہ فلا یفسد ما اداہ فیحتسب بتلک الرکعۃ حتی لولم یقعد فیما بقی القعدۃ الاخیرۃ باعتبارھا فسدت الصلوۃ	کذا فی البحر الرائق
	ھذا اذا نوی بقلبہ حتی لو قال نویت ان اصلی الظہر بطل الظہر ولا یحتسب بتلک الرکعۃ	ھکذا فی الکافی

ا؎ اس صورت میں مقتدی اور مسبوق کے حکم میں فرق کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۱۶۸}$، $\frac{۱۱}{۱۶۹}$ اور ان کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ یعنی تکبیر تحریمہ نئی کہی اور نیت صرف دل سے کی۔ اس لئے کہ نیت کے الفاظ کہنا کلام ہے اور پہلی نماز کے لئے مفسد ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ صـ۵۸۳ ـ اور جیساکہ حکم $\frac{۲۹}{۱۱۲}$، $\frac{۶۸}{۱۷۹}$، $\frac{۲}{۲۰۱}$ میں ہے (مترجم)، ۳؎ کیونکہ ایک نماز سے نکل کر اسکے مغائر دوسری نماز میں داخل ہونا پہلی نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ صـ۵۸۲ اور جیساکہ حکم نمبر $\frac{۲۸}{۱۱۲}$ میں ہے (مترجم)، ۴؎ چنانچہ ردالمحتار میں بحوالہ نہر ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر اس نے تکبیر کہکر نماز عصر یا نماز نفل شروع کردی

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۶۲	(ب) فقہاء رح نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ حکم مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کے لئے مذکورہ صورت میں حکم یہ ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ ماریں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی کیفیت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پیٹھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ماری جائے (د) اشارہ کرنے [illegible] کرنا مکروہ ہے (ب) اور اشارہ کرنا سر سے یا آنکھ سے یا انکے علاوہ کسی اور عضو سے ہے۔	بحر رائق / کافی
۶۳	(ا) اگر کسی شخص نے نماز میں رکوع یا سجدہ زائد کر دیا تو اس کے حکم کے متعلق) ظاہر روایت میں مذکور ہے کہ اسکی نماز فاسد نہ ہوگی (ب) اسیطرح اگر کسی نے دو یا زیادہ زائد سجدے کر دیئے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی (ج) اور اسی طرح اگر کسی نے دو یا اس سے زیادہ زائد رکوع کر دیئے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	محیط
۶۴	اگر کسی نے نماز مکمل کرنے سے پہلے اسمیں ایک پوری رکعت زائد پڑھ دی تو اسکی وہ نماز فاسد ہو جائے گی۔*	محیط
۶۵	اگر امام نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اور اس سجدہ سے سر اٹھایا تو ایک شخص آیا اور اس کی اقتدا کی۔ پھر اس مقتدی نے رکوع کیا اور دو سجدے کئے تو (اس صورت میں) اس مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اس نے پوری ایک رکعت بڑھا دی یعنی رکوع اور سجود بڑھا دیئے اور اس سے) نماز فاسد ہو جاتی ہے [1]	محیط
۶۶	جب کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے نئی تکبیر کہکر عصر[2] کی نماز یا نفل نماز شروع کر دی تو اسکی (پہلی نماز) فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس کا دوسری نماز میں شروع ہونا صحیح ہو گیا[3] اور وہ دوسری نماز نفل نماز ہے جبکہ اس نے نفل کی نیت کی ہو یا اس نے عصر کی نیت کی ہو اور وہ صاحب ترتیب ہو یا صاحب ترتیب ہو یا ایں صورت کہ اسکی بہت سی نمازیں فوت ہونے کی وجہ سے یا وقت کی تنگی کی وجہ سے اسکی ترتیب ساقط ہو گئی ہو تو وہ بنا بر ضرورت اس ظہر سے جسمیں کہ وہ تھا نکل جائے گا[4]	تبیین
۶۷	اس (مذکورہ صورت کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص نفل پڑھ رہا تھا اس نے تکبیر کہکر فرض نماز شروع کر دی یا وہ جمعہ کی نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے ظہر کی نماز شروع کر دی یا اس نے اس کا الٹ کیا تو (ان صورتوں میں) اس بنا پر جسے ہم نے ذکر کیا وہ اس نماز سے نکل جائے گا جس میں وہ (پہلے) تھا[5]	تبیین
۶۸	(ا) اگر کسی نے ظہر کی ایک رکعت پڑھی پھر اس نے تکبیر کہہ کر اسی ظہر کو از سر نو پڑھنے کی نیت کی تو (اس صورت میں) وہ جتنی نماز ادا کر چکا ہے وہ فاسد نہ ہوگی اور وہ رکعت نماز میں شمار ہوگی حتی کہ اگر باقی نماز میں اس موقع پر آخری التحیات کے لئے نہیں بیٹھا جو اس رکعت کو شمار کرنے کی صورت میں (آخری قعدہ کا موقع) قرار پاتا تھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔	بحر رائق
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے نیت صرف دل سے کی ہو۔ حتیٰ کہ اگر اس نے (زبان سے بھی) کہا کہ میں ظہر کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہوں تو وہ (پہلی) ظہر باطل قرار پائے گی اور وہ رکعت شمار نہ ہوگی[6]	کافی

تو اگر وہ صاحب ترتیب تھا تو شیخین رح کے ہاں اسکی وہ نماز نفل شروع ہو جائے گی امام محمد رح کا اختلاف ہے اور اگر وہ صاحب ترتیب نہ تھا بایں صورت کہ وقت کی تنگی یا پانچ نمازوں سے زیادہ قضا ہونے کی وجہ سے اس کی ترتیب ساقط ہو گئی تھی تو اس کا نماز عصر شروع کرنا صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ اسنے غیر حاصل کے حصول کیلئے نیت کی ہے پس پہلی نماز سے نکل گیا الخ ماخوذ از ردالمختار ج ۱ ص ۵۸۳ (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم نمبر ۶۶/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اس سے متعلقہ احکام کے لئے حکم ۳۹/۱۱۲ حاشیہ ۶۲/۱۶۹ حکم ۲/۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) * البتہ اگر آخری قعدہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد زائد رکعتیں پڑھ دیں تو اسکے متعلق صورت حکم ۷۵ ب/۱۶۹ ملاحظہ ہو نیز۔

بعض صورتوں میں شروع کی ہوئی نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر اصل تحریمہ فاسد نہیں ہوتی اسلئے کبھی فرض نماز فاسد ہو جاتی اسکے باوجود وہ نماز نفل بن جاتی ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰ ب — ۳۴ ، ۲۱ ملاحظہ ہوں

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الاول فیما یفسدھا	حوالہ
۱۶۹ - ۶۹	ولو افتتح منفردا ثم اقتدی به رجل فافتتح ثانیا لاجله فهو علی الافتتاح الاول الا ان یکون الداخل امرأة	كذا فی النهایة
۷۰	ولو افتتح الظهر ثم کبر ینوی الاقتداء بالامام فیها بطل الاول	كذا فی الکافی
۷۱	ولو صلی الظهر فی بیته ثم صلاها بجماعة لم یبطل المؤدی	كذا فی الکافی
۷۲	اذا صلی الظهر اربعا فلما سلم تذکر انه ترک سجدة منها ساهیا ثم قام واستقبل الصلوة وصلی اربعا وسلم فسد ظهره لان نیة دخوله فی الظهر ثانیا وقع لغوا فاذا صلی رکعة واحدة فقد خلط المکتوبة بالنافلة قبل الفراغ من المکتوبة	كذا فی البحر الرائق و هكذا فی الخلاصة
۷۳	ومن صلی من المغرب رکعتین وقعد قدر التشهد وزعم انه اتمها فسلم ثم قام فکبر ونوی الدخول فی سنة المغرب وقد سجد للسنة اولا فصلوة المغرب فاسدة لانه صار منتقلا من الفرض الی النفل قبل فراغها اما اذا سلم وتذکر انه لم یتم فحسب ان صلوتها فسدت فقام وکبر للمغرب ثانیا وصلی ثلاثا ان صلی رکعة وقعد قدر التشهد اجزأه المغرب والا فلا	كذا فی الخلاصة
۷۴	ولو افتتح المغرب وصلی رکعة فظن انه لم یکبر للافتتاح فافتتحها وصلی ثلاث رکعات جازت صلوته	كذا فی الخلاصة
۷۵	ولو صلی رکعتین فظن انه لم یفتتح فافتتحها وصلی ثلاث رکعات لا تجوز صلوته وفی کتاب رزین هذا اذا لم یقعد بعد رکعة بعد الافتتاح لانه ترک القعدة الاخیرة وانتقل الی النفل قبل تمام الفرض	كذا فی الخلاصة

۱؎ ازسرنو نماز شروع کرنیکی کیفیت کے متعلق حکم $\frac{۶۶}{۱۶۹}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ اسلئے کہ نماز مغرب کے لئے دوبارہ نیت کرنا صحیح نہ ہوگا اور صرف تکبیر اسے نماز سے خارج نہ کرے گی ماخوذ از بحر الرائق ج ۲ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲ (مترجم)، ۳؎ ازسرنو نماز شروع کرنے کے متعلق حکم $\frac{۶۶}{۱۶۹}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ بشرطیکہ ازسرنو تین رکعت پڑھنے میں دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھا ہو تاکہ یہ قعدہ سابقہ پہلی رکعت سمیت کل تین

دفعات دشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — پہلی فصل نماز فاسد کرنیوالے امور کا بیان	حوالہ
۱۷۹- ۶۹	اگر کسی شخص نے اکیلے نماز شروع کی پھر اس سے کسی اور آدمی نے (آکر) اقتدا کی اور امام نے اسکی وجہ سے نماز دوبارہ شروع کی تو (اس صورت میں) وہ (امام) اسی نماز میں ہے جو اس نے پہلے شروع کی تھی لیکن آنے والی عورت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر دوسری بار شروع کرنا معتبر اور پہلی نماز فاسد قرار پائے گی۔ ؎	نہایہ
۷۰	اگر کسی نے ظہر کی نماز شروع کی پھر اس نے وہ نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی تو پہلی نماز باطل قرار پائے گی۔	کافی
۷۱	اور اگر کسی نے ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھی پھر اس نے وہی نماز جماعت سے پڑھی تو اداشدہ (پہلی نماز) باطل نہ ہوگی	کافی
۷۲	کسی نے ظہر کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں جب سلام پھیرا تو اسے یاد آیا کہ اس نے بھولے سے ایک سجدہ چھوڑ دیا ہے پھر کھڑا ہوا اور از سرِ نو نماز؎ شروع کی اور چار رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اسکی ظہر کی (پہلی) نماز فاسد ہو گئی۔ اس لئے کہ دوبارہ ظہر کی نماز میں داخل ہونے کے لئے اسکی نیت لغو ہے پس جب اس نے ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اس نے فرض اور نفل کو گڈمڈ کر دیا۔ (اسکے متعلق حکم $\frac{۶۶}{۱۷۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہو)	بحرالرائق۔ خلاصہ
۷۳	(۱) جو شخص مغرب کی دو رکعتیں پڑھکر قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھا اور اس نے گمان کیا کہ اس نے نماز پوری پڑھ لی ہے پس اس نے سلام پھیرا اور پھر کھڑے ہو کر مغرب کی سنتوں میں داخل ہونے کی نیت سے تکبیر کہی تو (اس صورت میں) اس نے خواہ سنتوں کے لئے سجدہ کیا ہو یا نہ مغرب کی (وہ) نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ فرض نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اس فرض نماز سے منتقل ہو کر نفل نماز میں داخل ہو گیا ہے۔ (ب) مگر جب اسنے (مذکورہ صورت میں دو رکعت کے بعد) سلام پھیرا اور اسے یاد آگیا کہ اس نے نماز پوری نہیں پڑھی اور اس نے یہ سمجھا کہ (اب) اسکی نماز فاسد ہو گئی ہے پس وہ کھڑا ہوا اور اس نے مغرب کی نماز دوبارہ پڑھنے کے لئے تکبیر کہی اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اگر وہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد بقدر تشہد بیٹھ گیا تو مغرب کی (پہلی) نماز کفایت کر جائے گی ؎ ورنہ نہیں۔	خلاصہ
۷۴	اگر کسی نے مغرب کی نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھ کر اسے گمان ہوا کہ اس نے شروع والی تکبیر (تکبیر تحریمہ) نہیں کہی تھی چنانچہ اس نے از سرِ نو نماز شروع کی؎ اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اسکی نماز جائز ہے ؎	خلاصہ
۷۵	(۱) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اسے گمان ہوا کہ اس نے شروع کی تکبیر نہیں کہی تھی پس اس نے از سرِ نو نماز شروع کی اور تین رکعتیں پڑھیں تو (اس صورت میں) اسکی نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور کتاب رزین میں ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے از سرِ نو نماز شروع کرکے ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو اس لئے کہ (اس صورت میں) اس نے آخری قعدہ چھوڑ دیا اور فرض نماز کے مکمل ہونے سے پہلے نفل نماز میں چلا گیا ؎	خلاصہ

رکعت پر آخری قعدہ قرار پائے (مترجم) ؎ نماز کے مفسدات میں سے عورت کی محاذات بھی ہے۔ اور اس کے متعلق حکم ۱۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے وہ نماز امام کی اقتدا میں پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہی ($\frac{۷۰}{۱۷۹}$ ملاحظہ ہو) یا صورت حال اسکے الٹ ہوئی یا اس نے عورتوں کی امامت کی نیت سے تکبیر کہی تو اسکی پہلی نماز فاسد ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
	الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ دفعات ۱۸۰ تا ۱۸۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۲۴	
۱۸۰-	**فیما یکرہ وما لا یکرہ** تعداد شق ۱۱۵	
۱	یکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ اولحیتہ اوجسدہ وان یکف ثوبہ بان یرفع ثوبہ من بین یدیہ اومن خلفہ اذا اراد السجود	کذا فی معراج الدرایۃ
۲	ولا بأس بان ینفض ثوبہ کیلا یلتف بجسدہ فی الرکوع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	ولا بأس بان یمسح جبھتہ من التراب والحشیش بعد الفراغ من الصلوٰۃ وقبلہ اذا کان یضرہ ذلک ویشغلہ من الصلوٰۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	واذا کان لا یضرہ ذلک یکرہ فی وسط الصلوٰۃ ولا یکرہ قبل التشھد والسلام	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والترک افضل	کذا فی محیط السرخسی
۵	ولا بأس بان یمسح العرق عن جبھتہ فی الصلوٰۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	کل عمل ھو مفید لا بأس بہ للمصلی وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سلت العرق من جبھتہ وکان اذا قام عن سجودہ نفض ثوبہ یمنۃ اویسرۃ وما لیس بمفید یکرہ	کذا فی الخلاصۃ وھکذا فی النھایۃ
۷	ظھر من انفہ ذنین[۱] فی الصلوٰۃ فمسحہ اولی من ان یقطر منہ علی الارض	کذا فی القنیۃ
۸	ویکرہ عد الآی والتسبیح بالید وعن ابی یوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالی لا بأس بذلک ثم قیل الخلاف فی الفرائض ویجوز فی النوافل بالاجماع وقیل الخلاف فی النوافل ولا یجوز فی الفرائض بالاجماع والاظھر ان الخلاف فی الکل	کذا فی التبیین

[۱] مکروہ کی دو قسمیں ہیں (اول) مکروہ تحریمی جس میں واجب یا سنت (مؤکدہ) کا ترک لازم آئے ۔ اسکی ممانعت واجب کے رتبہ میں ہوتی ہے (دوم) تنزیہی ۔ جس کا چھوڑ دینا اولی ہوتا ہے ۔ مکروہ تحریمی اور تنزیہی کے درمیان فرق ان کی دلیل کی بنا پر ہوتا ہے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۷ (مترجم)

دوسری فصل جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں

دفعات ۱۸۰ تا ۱۸۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۱۲۴

۱۸۰- وہ امور جو نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں — تعداد شق ۱۱۵

شق	متن	حوالہ
۱	نماز پڑھنے والے کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے یا داڑھی یا جسم سے کھیلے اور اس کے لئے یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے کو (زمین پر گرنے سے) روکے [۲] بایں صورت کہ جب سجدہ میں جانے لگے تو اپنے سامنے یا پیچھے سے کپڑا اٹھا دے۔	معراج الدرایہ
۲	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ نمازی اپنا کپڑا اس لئے جھاڑ دے تاکہ رکوع میں اس کے بدن سے لپٹ نہ جائے	قاضیخان
۳	اور اس میں (بھی) کوئی حرج نہیں کہ نمازی نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا پہلے اپنی پیشانی سے مٹی یا تنکے پونچھ دے۔ جبکہ اسے اس چیز سے ضرر ہو اور نماز میں خلل پڑتا ہو۔	قاضیخان
۴	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے اس چیز سے ضرر نہ تھا تو نماز کے درمیان میں (اسے پونچھ دینا) مکروہ ہوگا اور تشہد اور سلام سے پہلے مکروہ نہیں ہوگا۔	قاضیخان
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اسے چھوڑ دینا افضل ہے۔	محیط سرخسی
۵	اس میں کوئی حرج نہیں کہ نماز میں اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھے۔	قاضیخان
۶	(ا) ہر وہ (قلیل) کام جو مفید ہو اس سے نمازی کے لئے کوئی حرج نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپؐ نے نماز میں، اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا ہے اور جب آپ سجدہ سے کھڑے ہوتے تھے تو کپڑے کو دائیں یا بائیں جھاڑ دیتے تھے۔	
	(ب) اور جو کام مفید نہیں وہ نماز میں مکروہ ہے۔	خلاصہ۔ نہایہ
۷	کسی نمازی کی ناک سے رطوبت نکلی تو اسکا پونچھ دینا اس سے اولی ہے کہ وہ زمین پر ٹپک پڑے۔	قنیہ
۸	(ا) آیتوں کا یا سبحان اللہ کا ہاتھ سے گننا نماز میں مکروہ ہے۔	
	(ب) اور امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	
	(ج) پھر بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف فرض نماز کے متعلق ہے۔ اور نفلوں میں بالاجماع جائز ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف نفلوں میں ہے اور فرضوں میں بالاجماع جائز نہیں ہے۔	
	اور زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (نفلوں اور فرضوں) سب میں اختلاف ہے۔	تبیین

[۲] ہدایہ میں ہے کہ کف ثوب کرنا از قسم تکبر ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کف ثوب نہ کرے یعنی کپڑے کو زمین پر گرنے سے نہ روکے ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۲، ص ۱۲۴ (مترجم) [۳] قولہ ذنین کامُمیر رقیق المخاط او ما سال من الانف رقیقا۔ کما فی القاموس حاشیہ عربی فتاوی ہذا۔ ترجمہ: ذنینٌ کا لفظ اَمیرٌ کی طرح ہے اور اسکا مفہوم ہے۔ پتلی رینٹ یا وہ رطوبت جو پتلا پن کی وجہ سے بہہ پڑے۔ جیساکہ قاموس میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالا یکرہ	حوالہ
۱۸۰-۹	قال مشائخنا وان احتاج المرأ الی العد عدہ اشارۃ لاافصاحا ویعمل المضطر بقولہما	کذا فی النہایۃ
۱۰	قالوا ان غمز برؤس الاصابع لا یکرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	واختلفوا فی عد التسبیح خارج الصلوۃ قال فی المستصفی لایکرہ خارج الصلوۃ فی الصحیح	ھکذا فی التبیین
۱۲	ویکرہ عد السور لان ذلک لیس من اعمال الصلوۃ	کذا فی الہدایۃ
۱۳	وکرہ تقلیب الحصی الا ان لا یمکنہ من السجود فیسویہ مرۃ اومرتین وفی ظاہر الروایۃ یسویہ مرۃ	کذا فی المنیۃ
	وترکہ احب الی	کذا فی الخلاصۃ
۱۴	ویکرہ ان یشبک اصابعہ وان یفرقع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	والفرقعۃ ان یغمز اویمدھا حتی تصوت	کذا فی النہایۃ
۱۶	والفرقعۃ خارج الصلوۃ کرھہا کثیر من الناس	کذا فی الزاھدی
۱۷	ویکرہ عقص شعرہ وھو جمع الشعر علی الرأس وشدہ بشئ حتی لاینحل	کذا فی التبیین
۱۸	واختلف الفقہاء فیہ علی اقوال فقیل ان یجمعہ وسط رأسہ ثم یشدہ وقیل ان یلف ذوائبہ حول رأسہ کما یفعلہ النساء وقیل ان یجمعہ من قبل القفا ویمسکہ بخیط اوخرقۃ وکل ذلک مکروہ	کذا فی البحر الرائق ناقلا من غایۃ البیان
۱۹	ویکرہ ان یضع یدہ علی خاصرتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	ویکرہ التخصر ایضا خارج الصلوۃ	کذا فی الزاھدی
۲۱	ویکرہ ان یلتفت یمنۃ اویسرۃ بان یحول بعض وجہہ عن القبلۃ فاما ان ینظر بموق عینہ ولا یحول وجہہ فلا بأس بہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ویکرہ ان یرفع بصرہ الی السماء	کذا فی التبیین
۲۳	ویکرہ ان یقعی فی التشہد اوبین السجدتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	والاقعاء ان یضع الیتیہ علی الارض وینصب رکبتیہ نصبا ھو الصحیح	کذا فی الہدایۃ

ف اسلئے کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مرد نماز پڑھے اور اسکے سر پر جوڑا بنا ہوا ہو نیز بالوں کا جوڑا مکروہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز سے پہلے بنالے

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنے والے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۹	ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو (نماز میں) گننے کی ضرورت پڑے تو اشارتاً گن لے ظاہراً نہ گنے — اور جو شخص مجبور ہو وہ صاحبین کے قول پر عمل کرے۔	نہایہ
۱۰	فقہاء نے کہا ہے کہ اگر (نماز میں) کوئی شخص گنتی کیلئے، انگلیوں کے سروں سے اشارہ کرے تو مکروہ نہ ہوگا۔	قاضیخان
۱۱	نماز سے باہر تسبیح گننے کے حکم کے متعلق فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ مستصفی میں ہے کہ صحیح قول میں نماز سے باہر (تسبیح گننا) مکروہ نہیں ہے۔	تبیین
۱۲	(نماز میں) سورتوں کا گننا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اعمال نماز میں سے نہیں۔	ہدایہ
۱۳	(ا) اور (نماز میں) کنکریوں کا ہٹانا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر ان کی وجہ سے سجدہ نہ ہوسکے تو پھر ایک یا دو بار ہموار کردے (ج) اور ظاہر روایت میں یہ ہے کہ ایک بار ہموار کرے۔	منیہ
	(د) اور کنکریاں نہ ہٹانا مجھے زیادہ پسند ہے۔	خلاصہ
۱۴	(نماز کے اندر) انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا اور انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔	قاضیخان
۱۵	اور انگلیاں چٹخانا یہ ہے کہ انہیں ہاتھ سے دابے یا انہیں کھینچے تاکہ ان سے آواز نکلے	نہایہ
۱۶	نماز سے باہر انگلیاں چٹخانے کو اکثر (اہل علم) لوگوں نے مکروہ قرار دیا ہے۔	زاہدی
۱۷	اور یہ مکروہ ہے کہ نماز پڑھنے والے (مرد) کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا ہو[1] اور وہ یہ ہے کہ بالوں کو سر پر جمع کرکے کسی چیز سے باندھ دے تاکہ کھل نہ جائیں۔	تبیین
۱۸	(ا) جوڑا باندھنے کی کیفیت کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے کئی قول ہیں بعض کا قول یہ ہے کہ سر کے درمیان میں بال جمع کرکے باندھ دے بعض کا قول یہ ہے کہ اپنی زلفیں سر کے اردگرد لپیٹے جیسا کہ (بعض اوقات)، عورتیں کرتی ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ (سر کے پیچھے) گردن کی طرف بالوں کو جمع کرکے کسی ڈوری یا کپڑے کے ٹکڑے سے باندھ دے (تاکہ بال سجدہ کی حالت میں زمین پر نہ گریں)	
	(ب) اور یہ سب (مذکورہ) صورتیں مکروہ ہیں	بحرالرائق
۱۹	نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھے تو یہ مکروہ ہے۔	قاضیخان
۲۰	اور نماز سے باہر بھی پہلو پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔	زاہدی
۲۱	یہ مکروہ ہے کہ نمازی دائیں یا بائیں اس طرح دیکھے کہ اس کا کچھ چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر جائے[2] اور اگر صرف گوشہ چشم (کنکھیوں) سے دیکھے اور اپنا چہرہ قبلہ سے نہ پھیرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔	قاضیخان
۲۲	نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے۔	تبیین
۲۳	یہ مکروہ ہے کہ نمازی التحیات پڑھتے وقت یا دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کی کیفیت پر بیٹھے۔	قاضیخان
۲۴	(ا) اور اقعاء کی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دونوں سرین زمین پر رکھے اور اپنے دونوں گھٹنے کھڑے کردے یہی صحیح ہے۔	ہدایہ

[1] اور اگر نمازی نماز کے اندر جوڑا بنائے تو بوجہ عمل کثیر مفسد نماز ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ا صـ۶ (مترجم)، [2] اسکے متعلق حکم ۲۶/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ	حوالہ
۱۸۰ -	وھو الاصح	ھکذا فی الکافی والنھایۃ ناقلا عن المبسوط
	والاقعاء[1] ان یقعد علی عقبیہ وقیل علی اطراف اصابعہ وقیل ان یجمع رکبتیہ الی صدرہ وقیل ھذا او یعتمد بیدیہ علی الارض وھو الاشبہ باقعاء الکلب وکل ذلک مکروہ	کذا فی الزاھدی
۲۵	ویکرہ رد السلام بیدہ والتربع بلا عذر	ھکذا فی التبیین
۲۶	ویکرہ ان یفترش ذراعیہ وان یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع	کذا فی المنیۃ
۲۷	وان یسدل ثوبہ	کذا فی المنیۃ
۲۸	وھو ان یجعل ثوبہ علی رأسہ او کتفیہ فیرسل جوانبہ	کذا فی التبیین
۲۹	ومن السدل ان یجعل القباء علی کتفیہ ولم یدخل یدیہ	کذا فی التبیین
	سواء کان تحتہ قمیص اولا	کذا فی النھایۃ
	فی الخلاصۃ والنصاب المصلی اذا کان لابس شقۃ[4] او فرجی[5] ولم یدخل یدیہ فی الکمین اختلف المتأخرون[2] والمختار انہ لا یکرہ	کذا فی المضمرات
۳۰ -	قالوا ومن صلی فی قباء ینبغی ان یدخل یدیہ فی کمیہ ویشدہ بالمنطقۃ مخافۃ السدل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	واختلف المشائخ رح فی کراھۃ السدل خارج الصلوۃ کما فی الدرایۃ وصحح فی القنیۃ فی باب الکراھۃ انہ لا یکرہ	کذا فی البحر الرائق
۳۲	وتکرہ الصلوۃ حاسرا رأسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل ذلک تکاسلا او تھاونا بالصلوۃ ولا بأس بہ اذا فعلہ تذللا وخشوعا بل ھو حسن	کذا فی الذخیرۃ
۳۳	ولو صلی مع السراویل والقمیص عندہ یکرہ	کذا فی الخلاصۃ
۳۴	وفی الفتاوی العتابیۃ وتکرہ الصلوۃ مع البرنس ولا یکرہ لبسہ فی الحرب	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۵	ولو صلی رافعا کمیہ الی المرفقین کرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] اس کے متعلق حکم 12/178 ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] اس کے متعلق حکم نمبر 7، 8/130، 108/180 ملاحظہ ہو (مترجم) [3] پس عام عادت کے بموجب کندھوں پر رومال ڈالا ہو تو نماز میں اسے اس طرح نہیں رکھنا چاہیے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج۱ ص۱۵۷ وحاشیہ ہدایہ ج۱ ص۱۳۲ (مترجم) [4] الشقۃ ایسا لباس جو آگے سے چاک ہوتا ہے حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی رح (مترجم) [5] فرجی وہ قبا جو پیچھے سے چاک ہو ماخوذ از قاموس ج۲، ص۲۱۰

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام ۔ دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰-	اور یہی (مذکورہ کیفیت) زیادہ صحیح ہے۔	کافی۔ نہایہ
	۲ اقعاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ایڑیوں پر بیٹھے ۳ بعض کا قول ہے کہ اپنی انگلیوں کی طرفوں پر بیٹھنا (اقعاء) ہے ۴ بعض کا قول ہے (کہ اقعاء یہ ہے) کہ کوئی شخص اپنے دونوں گھٹنے اپنے سینے سے ملادے ۵ اور بعض کے قول میں (اقعاء یہ ہے کہ) یہ مذکورہ کیفیت سے بیٹھے (یعنی اپنے دونوں گھٹنے اپنے سینے سے ملادے) اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے اور اس کیفیت سے بیٹھنا کتے کی نشست سے زیادہ مشابہ ہے۔	
	(ب) اور یہ سب (مذکورہ) صورتیں مکروہ ہیں	زاہدی
۲۵	نماز میں ہاتھ (کے اشارے) سے سلام کا جواب دینا[۱] اور بغیر عذر چوپٹ (چار زانو) بیٹھنا مکروہ ہے	تبیین
۲۶	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنے دونوں بازو زمین پر بچھا دے ۲ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اوپر اٹھائے (رفع یدین کرے)	منیہ
۲۷	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اپنا کپڑا سدل کی کیفیت سے لٹکائے	منیہ
۲۸	اور سدل کی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا سر پر یا دونوں کندھوں پر ڈالے اور اس کے کنارے لٹکا دے ۳	تبیین
۲۹	(ل) اور یہ بھی سدل ہے کہ کوئی شخص اپنا قبا (شیروانی۔ کوٹ) اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے اور (آستینوں میں) اپنے ہاتھ نہ ڈالے خواہ اس قبا کے نیچے کرتہ ہو یا نہ ہو (حکم برابر ہے)	تبیین نہایہ
	(ب) خلاصہ اور نصاب میں ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا اشقہ[۴] / یا فرجی پہنے ہوئے ہے اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ آستینوں میں نہیں ڈالے تو اس کے حکم میں متأخرین کا اختلاف ہے[۵] اور مختار حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے	مضمرات
۳۰	فقہاءؒ نے کہا ہے کہ جو شخص قبا سمیت نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ وہ سدل سے بچنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آستینوں میں ڈال لے اور اسے پیٹی سے باندھ دے۔	قاضیخان
۳۱	نماز سے باہر سدل کرنے میں فقہاءؒ میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ درایہ میں ہے اور قنیہ کے باب الکراھۃ میں اسے صحیح کہا ہے کہ نماز سے باہر سدل کرنا مکروہ نہیں ہے۔	بحرالرائق
۳۲	(ا) ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ اس کے پاس عمامہ موجود ہو اور سستی کی وجہ سے اور نماز کو غیر اہم امر سمجھکر ایسا کرے (ب) اور اگر کسی نے نماز میں عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی تو کچھ حرج نہیں ہے بلکہ اچھا ہے	ذخیرہ
۳۳	اگر کسی نے (صرف) شلوار میں نماز پڑھی اور اس کے پاس کرتہ موجود ہو تو یہ مکروہ ہے	خلاصہ
۳۴	(ا) اور فتاوی عتابیہ میں ہے کہ برنس (لمبی ٹوپی) پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے ۶	
	(ب) اور لڑائی میں اس کا پہننا مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۳۵	اگر کسی نے اپنی آستینیں کہنیوں تک چڑھا کر نماز پڑھی تو یہ مکروہ ہے۔	قاضیخان

المنجد عربی ص۵۵ (مترجم) ۶ اَلبُرنُس۔ لمبی ٹوپی۔ لمبی ٹوپی والا کپڑا جیسے بارانی وغیرہ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج۱ ص۵۲۳ ـ اَلبُرنُس ـ وہ لمبی ٹوپی جو پہلے پہنی جاتی تھی ہر وہ لباس جس کے ایک حصہ سے سر ڈھانک لیا جائے المنجد اردو ص۷۱ ۔ نیز عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے مگر صرف ٹوپی پہنکر نماز ادا کرنا مکروہ نہیں ہے خواہ اس کی اقتدا میں عمامہ والا ہو۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج۱ ص۱۵۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالایکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۳۶	وتکرہ الصماء وھوان یشتمل بثوبہ فیجلل بہ جسدہ کلہ من رأسہ الی قدمہ ولا یرفع جانبا یخرج یدہ منہ	کذا فی التبیین
۳۷	وتکرہ لبسۃ الصماء وھوان یجعل الثوب تحت الابط الایمن ویطرح جانبیہ علی عاتقہ الایسر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۸	ویکرہ الاعتجار وھوان یکور عمامتہ ویترک وسط رأسہ مکشوفا	کذا فی التبیین
	قال الامام الولوالجیؒ وھو یکرہ خارج الصلوۃ ایضا	ھکذا فی البحر الرائق
۳۹	وتکرہ الصلوۃ فی ثیاب البذلۃ[1]	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۰	ویکرہ التلثم وھو تغطیۃ الانف والفم فی الصلوۃ	کذا فی التبیین
۴۱	والتثاؤب فان غلبہ فلیکظم ما استطاع فان غلبہ وضع یدہ اوکمہ علی فیہ	کذا فی التبیین
۴۲	ویکرہ ترک تغطیۃ الفم عند التثاؤب	ھکذا فی خزانۃ الفقہ
۴۳	ثم اذا وضع یدہ یضع ظھر یدہ	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن مختارات النوازل
۴۴	ویغطی فاہ بیمینہ فی القیام وفی غیر ذلک بالیسار	کذا فی الزاھدی
۴۵	ویکرہ التمطی وتغمیض عینیہ	کذا فی التبیین
۴۶	وان یدخل فی الصلوۃ وھو یدافع الاخبثین وان شغلہ قطعھا وکذا الریح وان مضی علیھا اجزأہ وقد اساء ولو ضاق الوقت بحیث لو اشتغل بالوضوء یفوتہ یصلی لان الاداء مع الکراھۃ اولی من القضاء	کذا فی التبیین
۴۷	ویکرہ ان یروح علی نفسہ بمروحۃ اوبکمہ ولا تفسد بہ الصلوۃ مالم یکثر	کذا فی التبیین
۴۸	ویکرہ السعال والتنحنح قصدا وان کان مدفوعا الیہ لا یکرہ	کذا فی الزاھدی
۴۹	ویکرہ ان یبزق فی الصلوۃ	کذا فی المحیط
۵۰	وکذا ترک الطمانینۃ فی الرکوع والسجود وھوان لا یقیم صلبہ	کذا فی المحیط

[1] شرح وقایہ میں ہے کہ ثیاب البذلۃ وہ کپڑے جو گھر میں عام کام کاج کے وقت پہنے جائیں اور ان کپڑوں میں خواص کی ملاقات کیلئے جانا پسندیدہ نہ ہو اور ایسے حاشیہ میں ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس سے اہتمام نماز چھوٹ جاتا ہے اور کراہت تنزیہی بھی تب ہے کہ جب اسکے پاس مذکورہ کپڑوں کے علاوہ عمدہ کپڑے موجود ہوں ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ

دفعات وشتی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۳۶	نمازی کیلئے الصماء کی کیفیت مکروہ ہے۔ اور الصماء کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کپڑے میں پورا لپیٹ کر اس سے اپنے سارے جسم کو سر سے پاؤں تک ڈھانپ لے اور کوئی جانب ایسی اٹھی ہوئی نہ ہو کہ جس سے اپنا ہاتھ باہر نکالے۔	تبیین
۳۷	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی الصماء کی کیفیت سے کپڑا پہنے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ کپڑے کو دائیں بغل کے نیچے رکھے اور اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈال دے	قاضیخان
۳۸	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اعتجار کرے اور اعتجار کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنی پگڑی سر پر باندھے اور سر کا درمیانی حصہ ننگا چھوڑ دے (ب) اور امام الولوجی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اعتجار کی کیفیت سے پگڑی باندھنا نماز سے باہر بھی مکروہ ہے۔	تبیین بحرالرائق
۳۹	گھٹیا[1] لباس میں [illegible] مکروہ ہے۔	معراج الدرایہ
۴۰	نماز میں تلثم مکروہ ہے۔ اور تلثم یہ ہے کہ وہ نماز میں ناک اور منہ ڈھانک لے۔	تبیین
۴۱	نماز میں جمائی لینا بھی مکروہ ہے۔ اور اگر جمائی آجائے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے اور اگر وہ آ ہی جائے تو اپنا ہاتھ یا آستین منہ پر رکھ لے۔	تبیین
۴۲	اور جمائی میں منہ کا نہ ڈھانکنا مکروہ ہے۔	خزانۃ الفقہ
۴۳	پھر جب جمائی میں منہ پر ہاتھ رکھے تو ہاتھ کی پیٹھ رکھے۔	بحرالرائق
۴۴	اور کھڑے ہونے کی حالت میں جمائی آئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانکے اور اس کے علاوہ کی حالت میں بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانکے۔	زاہدی
۴۵	(ا) نماز میں انگڑائی لینا مکروہ ہے (ب) اور آنکھیں بند کر لینا مکروہ ہے۔	تبیین
۴۶	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں داخل ہوا اور اسے پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو (ب) اور اگر اس حاجت کی وجہ سے نماز میں خلل پڑتا ہو تو نماز توڑ دے اور یہی حکم ہوا کیلئے ہے۔ (ج) اور اگر وہ اسی حالت میں نماز پڑھتا رہے تو نماز جائز ہونے کے لئے اسے کفایت کر جائے گا مگر اس نے برائی کی (د) اور اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وہ نئے وضو میں مشغول ہوا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اس لئے کہ کراہت کے ساتھ نماز پڑھنا بالکل قضا کر دینے سے اولیٰ ہے۔	تبیین
۴۷	(ا) اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی نمازی اپنے لئے پنکھے سے یا آستین سے ہوا جھولے۔ (ب) اور پنکھا جھولنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب تک یہ عمل کثیر نہ ہو۔	تبیین
۴۸	اور نماز میں جان بوجھ کر کھانسنا اور کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر وہ مجبوری سے ایسا کرے تو مکروہ نہیں ہے[2]	زاہدی
۴۹	نماز میں تھوکنا مکروہ ہے۔	محیط
۵۰	اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص رکوع اور سجود میں طمانینت چھوڑ دے اور اس سے مراد یہ ہے کہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے[3]	محیط

[1] ج ا صـ ۱۵۹ (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۲—۶۸/۱۷۸ ۵۰/۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لایکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۵۱	وکذا فی القومۃ التی بینہما وفی الجلسۃ التی بین السجدتین	کذا فی شرح المنیۃ الاصل لابن امیر الحاج
۵۲	ویکرہ للمنفرد ان یقوم فی خلال صفوف الجماعۃ فیخالفہم فی القیام والقعود	کذا فی المحیط
۵۳	وکذا للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذا وجد فرجۃ فی الصفوف وان لم یجد فرجۃ فی الصفوف روی محمد بن شجاع[۱] وحسن بن زیاد[۲] عن ابی حنیفۃ[۳] انہ لایکرہ	
	فان جر احدا من الصف الی نفسہ وقام معہ فذلک اولی	کذا فی المحیط
۵۴	وینبغی ان یکون عالما حتی لاتفسد الصلوۃ علی نفسہ	کذا فی خزانۃ الفتاوی
۵۵	وفی الحاوی وان کانت القبور ما وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار ما لوکان فی الصلوۃ ویمر انسان لایکرہ فہہنا ایضا لایکرہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۶	ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ اوفوق رأسہ اوعلی یمینہ اوعلی یسارہ اوفی ثوبہ تصاویر وفی البساط روایتان والصحیح انہ لایکرہ علی البساط اذا لم یسجد علی التصاویر وہذا اذا کانت الصورۃ کبیرۃ تبدو للناظر من غیر تکلف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولوکانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر الا بتأمل لایکرہ	ہکذا فی الکافی
۵۸	وان قطع الرأس فلاباس بہ وقطع الرأس ان یمحی رأسہا بخیط یخاط علیہا حتی لم یبق للرأس اثر اصلا ولوخیط بین الرأس والجسد لایعتبر لان من الطیور ماہومطوق	ہکذا فی الکافی
۵۹	واشدہا کراہۃ ان تکون امام المصلی ثم فوق رأسہ ثم یمینہ ثم یسارہ ثم خلفہ	ہکذا فی الکافی
۶۰	وفی التہذیب ولوکانت علی وسادۃ منصوبۃ بین یدیہ یکرہ ولو کانت ملقاۃ علی الارض لایکرہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۶۱	ولایکرہ تمثال غیر ذی الروح	کذا فی النہایۃ

[۱] اسکے متعلق حکم ۱۱/۱۱۹، ۱۲ اور ۱۴/۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] جیساکہ حکم نمبر ۲۹/۱۸۴ میں ہے (مترجم) [۳] زیادہ صحیح یہ ہے کہ رکوع ہونے تک انتظار کرے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۵

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۵۱	اسی طرح اس قومہ میں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان ہے اور اس جلسہ میں جو دونوں سجدوں کے درمیان ہے اگر کوئی شخص طمانینت چھوڑ دے تو مکروہ ہے۔[1]	شرح منیہ
۵۲	اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ وہ جماعت کی صفوں کے درمیان کھڑا ہو اور قیام و رکوع میں ان کی مخالفت کرے۔[2]	محیط
۵۳	(ا) اسی طرح مقتدی کے لئے بھی ایسا کرنا مکروہ ہے کہ وہ صفوں کے پیچھے اکیلے کھڑا ہو جبکہ جماعت کی صفوں میں خالی جگہ موجود ہو۔ (ب) اور اگر صفوں میں خالی جگہ موجود نہ ہو تو محمد بن شجاع رح اور حسن بن زیاد رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ پھر (مقتدی کا صفوں کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا) مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اور اگر وہ صف میں سے کسی کو اپنی طرف کھینچ لے اور اسکے ساتھ کھڑا ہو جائے تو یہ اولی ہے۔	محیط
۵۴	اور چاہیئے کہ (ایسا شخص کھینچا جائے کہ) وہ اس مسئلہ کو جانتا ہو تاکہ وہ اپنی نماز فاسد نہ کرے۔[3]	خزانۃ الفتاوی
۵۵	حاوی میں ہے کہ اگر قبریں نمازی سے دور ہوں تو اس نمازی کا نماز پڑھنا مکروہ نہ ہوگا اس لئے کہ اگر نمازی اور قبر کے درمیان اتنا فاصلہ موجود ہو کہ اگر وہ شخص نماز میں ہو اور اسکے سامنے سے اتنے فاصلے[4] پر کوئی آدمی گذرے تو مکروہ نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی (جبکہ قبریں نمازی سے دور ہوں) مکروہ نہ ہوگا۔	تتارخانیہ
۵۶	(ا) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسکے سامنے یا اوپر یا دائیں یا بائیں یا اسکے کپڑے پر (کسی جاندار[5] کی) تصویریں ہوں (ب) اور بچھونے پر تصویریں ہوں تو اسکے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ (تصویروں والے) بچھونے پر (نماز پڑھنا) مکروہ نہیں ہے۔ جبکہ تصویروں پر سجدہ نہ کرے (ج) اور (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جبکہ تصویریں بڑی ہوں۔ دیکھنے والے کو بے تکلف نظر آئیں۔	قاضیخان
۵۷	اور اگر تصویریں اتنی چھوٹی ہوں کہ دیکھنے والے کے لئے غور کئے بغیر ظاہر نہ ہوں تو (اس صورت میں وہ نماز کے لئے) مکروہ نہیں ہیں۔	کافی
۵۸	(ا) اور اگر تصویروں کا سر کاٹ دیا جائے تو ایسی تصویروں سے کچھ حرج نہیں (ب) اور سر کاٹنا اس طرح ہوتا ہے کہ سلائی کے دھاگے سے اس کا سر مٹا دے حتی کہ سر کا نشان بالکل باقی نہ رہے۔ (ج) اور اگر کسی کے سر اور جسم کے درمیان سلائی کی گئی تو وہ معتبر نہیں ہے اس لئے کہ بعض جانور ایسے بھی ہیں جو طوق والے ہوتے ہیں۔	کافی
۵۹	(تصویروں کی وجہ سے نمازی کیلئے) سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ وہ نمازی کے سامنے ہوں۔ پھر اس کے بعد زیادہ کراہت اس میں ہے کہ وہ نمازی کے اوپر ہوں پھر یہ کہ اسکے پیچھے ہوں۔	کافی
۶۰	(ا) تہذیب میں ہے کہ اگر تصویریں ایسے تکیہ پر ہوں جو نمازی کے سامنے کھڑا رکھا ہے تو یہ مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر وہ تکیہ زمین پر پڑا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۶۱	غیر ذی روح کی تصویر مکروہ نہیں ہے	نہایہ

[?] جز حکم ۱۲۳/? ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس فاصلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۶۹/۵۱ ملاحظہ ہو [5] جیسا کہ حکم ۱۸۰/۹۱ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الثانی فیمایکرہ فی الصلوٰۃ ومالایکرہ[۱]	حوالہ
۱۸۰ - ۶۲	ویکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ واحدۃ فی الفرائض ولا بأس بذلک فی التطوع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	واذا کرر آیۃ واحدۃ مرارا فان کان فی التطوع الذی یصلی وحدہ فذلک غیر مکروہ وان کان فی الصلوٰۃ المفروضۃ فھو مکروہ فی حالۃ الاختیار واما فی حالۃ العذر والنسیان فلا بأس	ھکذا فی المحیط
۶۴	ویکرہ ان یقرأ سورۃ فیہا سجدۃ فی صلوٰۃ الجمعۃ۔	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل السادس عشر فی السھو
۶۵	وکذا فی کل صلوٰۃ یتخافت فیہا بالقرأۃ	کذا فی الخلاصۃ فی الفصل السادس عشر فی السھو
۶۶	ویکرہ وضع الید قبل الرکبتین اذا سجد ورفعھما قبلھما اذا قام الامن عذر	کذا فی المنیۃ
۶۷	ویکرہ للمأموم ان یسبق الامام بالرکوع والسجود وان یرفع رأسہ فیہما قبل الامام	کذا فی المحیط السرخسی
۶۸	ویکرہ الجھر بالتسمیۃ والتأمین واتمام القرأۃ فی الرکوع والاذکار بعد تمام الانتقال	کذا فی الزاھدی
۶۹	والاتکاء علی العصا من غیر عذر فی الفرائض دون التطوع علی الاصح	کذا فی الزاھدی
۷۰	صلی وھو حامل صبیا جازت صلوتہ ویکرہ ولو لم یکن ھناک من یحفظہ ویتعھدہ وھو یبکی فلا یکرہ	ھکذا فی محیط السرخسی
۷۱	ویکرہ نزع القمیص والقلنسوہ ولبسھما وخلع الخف فی الصلوٰۃ بعمل یسیر	کذا فی المحیط
۷۲	وان رفع العمامۃ من رأسہ ووضعھا علی الارض او رفعھا من الارض ووضعھا علی رأسہ لایفسد ولکنہ یکرہ	کذا فی السراج الوھاج
۷۳	ویکرہ ان یسجد علی کور عمامتہ	کذا فی الذخیرۃ
	انما یکرہ اذا لم یمنع وجدان حجم الارض فانہ لو منع ذلک لم یجز اصلا	کذا فی البرجندی
۷۴	اذا بسط کمہ وسجد علیہ ان بسط لیقی التراب عن وجھہ کرہ وان بسط لیقی التراب عن عمامتہ وثیابہ لایکرہ	کذا فی البحر الرائق
۷۵	رجل یصلی علی الارض ویسجد علی خرقۃ وضعوھا بین یدیہ لیقی بھا الحر لابأس بہ	کذا فی الظھیریۃ

[۱] قرأت میں مکروہات وغیرہ کے مزید احکام حکم ۱۳۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] اس کے متعلق حکم $\frac{۲۴}{۲۰۲}$ ملاحظہ ہو (مسترجم)

دفعات وضمنی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۶۲	(ا) فرضوں کی ایک ہی رکعت میں کسی سورت کو باربار پڑھنا مکروہ ہے (ب) اور نفلوں میں ایسا کرنے سے کچھ حرج نہیں	فاضیخان
۶۳	(ا) جب کسی نے ایک ایت کئی بار پڑھی تو اگر وہ ایسی نفل نماز میں ہے جسے وہ اکیلے پڑھ رہا ہے تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے، (ب) اور اگر وہ فرض نماز میں ہے تو اختیاری حالت میں ایسا کیا تو مکروہ ہے۔ مگر کسی عذر یا بھول ہونے کی وجہ سے ایسا کیا تو کچھ حرج نہیں [1]	محیط
۶۴	یہ مکروہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں ایسی سورت پڑھے جس میں سجدہ تلاوت ہو۔	خلاصہ
۶۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ان سب نمازوں میں (سجدہ تلاوت والی سورت پڑھنا مکروہ ہے) جن میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے [2]	خلاصہ
۶۶	سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اٹھانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی عذر ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	منیہ
۶۷	مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ وہ رکوع اور سجود میں امام سے پہلے چلا جائے اور اس کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ اپنا سر رکوع اور سجود میں امام سے پہلے اٹھائے۔	محیط سرخسی
۶۸	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھے۔ آمین [2] اونچی کہے۔ قرأت [3] کو رکوع میں جاکر پورا کرے اور جو [4] ذکر نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت پڑھے جاتے ہیں انہیں دوسری حالت میں جانے کے بعد [5] پڑھے	زاہدی
۶۹	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ فرضوں میں بغیر کسی عذر کے عصا پر سہارا لے اور نفلوں میں اصح قول کے بموجب مکروہ نہیں ہے	زاہدی
۷۰	(ا) اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس نے بچہ کو اٹھایا ہوا ہے تو اس کی نماز جائز ہے اور ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر [4] وہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو بچہ کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے اور بچہ روتا ہو تو پھر (بچہ کو اٹھا کر نماز پڑھنا) مکروہ نہیں [5]	محیط سرخسی
۷۱	نماز میں قلیل عمل سے کرتہ اتارنا ٹوپی اتارنا انکا پہننا اور موزہ اتارنا مکروہ ہے [4]	محیط
۷۲	اگر کسی نے نماز میں اپنے سر سے عمامہ اٹھا کر زمین پر رکھدیا یا اسے زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ دیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوتا ہے۔	سراج وہاج
۷۳	(ا) یہ بھی مکروہ ہے کہ نمازی اپنی پگڑی کے کور (پگڑی کے پیچوں) پر سجدہ کرے۔ (ب) مذکورہ صورت میں مکروہ ہونا تب ہے جبکہ وہ زمین کا جسم محسوس کرنے میں مانع نہ ہوا اور اگر وہ مانع ہو تو سرے سے نماز نہ ہوگی۔	ذخیرہ برجندی
۷۴	جب کسی نے اپنی آستین بچھا کر اس پر سجدہ کیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس نے اس لئے آستین بچھائی تاکہ اس کے منہ کو مٹی نہ لگے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر اس نے اس لئے بچھائی کہ اس کی پگڑی اور کپڑوں کو مٹی نہ لگے تو مکروہ نہیں ہے	بحرالرائق
۷۵	کوئی آدمی زمین پر نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کسی کپڑے پر کرتا ہے۔ جو انہوں نے اسلئے اسکے سامنے رکھا ہے تاکہ اسے (زمین کی) گرمی سے بچاؤ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔	ظہیریہ

[3] اس کے متعلق حکم ۶/۱۷۹ مع حاشیہ اور ۱۱/۱۰۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس کے متعلق حکم ۲/۱۷۹ ، ۳۸ ، ۳۹/۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
١٨٠ - ٧٦	ولو ستر قدمیه فی السجدۃ یکرہ	کذا فی الخلاصة
٧٧	ولا بأس للمتطوع المنفرد ان یتعوذ من النار ویسأل الرحمة عند آیة الرحمة او یستغفر وان کان فی الفرض یکرہ	
	واما الامام والمقتدی[2] فلا یفعل ذلك فی الفرض ولا فی النفل	[illegible]
٧٨	ویکرہ التمایل علی یمناہ مرة وعلی یسراہ اخری	کذا فی الذخیرة
٧٩	ویکرہ التراوح بین القدمین فی الصلوٰۃ الا بعذر وکذا القیام باحدی القدمین	کذا فی الظهیریة
٨٠	ویکرہ تقدیم احدی الرجلین عند النهوض ویستحب الهبوط بالیمین والنهوض بالشمال	کذا فی التبیین
٨١	ویکرہ ان یشم طیبا او ریحانا	کذا فی الذخیرة
٨٢	ویکرہ ان یحرف اصابع یدیه او رجلیه عن القبلة فی السجود وغیرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
٨٣	ویکرہ قیام الامام وحدہ فی الطاق وهو المحراب ولا یکرہ سجودہ فیه اذا کان قائما خارج المحراب	هکذا فی التبیین
	واذا ضاق المسجد بمن خلف الامام فلا بأس بان یقوم فی الطاق	کذا فی الفتاوی البرهانیة
٨٤	ویکرہ ان یکون الامام وحدہ علی الدکان	کذا فی الهدایة
٨٥	وکذا القلب فی ظاهر الروایة	کذا فی الهدایة
٨٦	وان کان بعض القوم معه فالاصح انه لا یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
٨٧	ثم قدر الارتفاع قامة ولا بأس بما دونها ذکرہ الطحاوی وقیل انه مقدر بما یقع به الامتیاز وقیل بمقدار الذراع اعتبارا بالسترۃ وعلیه الاعتماد	کذا فی التبیین
	وفی غایة البیان هو الصحیح	کذا فی البحر الرائق
٨٨	وتکرہ الصلوٰۃ علی سطح الکعبة لما فیه من ترك التعظیم۔	کذا فی التاتارخانیة
٨٩	ویکرہ للانسان ان یخص لنفسه مکانا فی المسجد یصلی فیه	کذا فی التاتارخانیة

[1] سجدہ میں مکروہات وغیرہ کے مزید احکام حکم نمبر ١١٧/١٣٠ ، ١٣٠ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں واما الامام المقتدی کے الفاظ تھے مگر نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں واما الامام والمقتدی کے الفاظ ہیں اور چونکہ یہی صحیح ہیں لہٰذا یہی درج ہیں (مترجم) [3] انگلیاں قبلہ رخ رکھنے کے متعلق حکم ٣/١٢٢ ، ٧/١٣٠ ، ١/١٣٢ ملاحظہ ہو البتہ التحیات بیٹھتے وقت مرد کیلئے بائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرنے میں تکلف ہے پس جس قدر کرے

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب ـ نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل ـ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں۔	حوالہ
۱۸۰ - ۷۶	اگر کسی نے سجدہ میں پاؤں ڈھانک لئے تو یہ مکروہ ہے [1]	خلاصہ
۷۷	(ا) اگر کوئی شخص تنہا نفل پڑھ رہا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگے یا رحمت کی آیت پڑھے تو رحمت مانگے (ب) اور فرضوں میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ج) اور امام اور مقتدی کے لئے حکم یہ ہے کہ نہ فرضوں میں ایسا کرے اور نہ نفلوں میں ایسا کرے۔	منیہ
۷۸	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں کبھی اپنے دائیں طرف جھک جائے اور کبھی اپنے بائیں طرف جھک جائے۔	ذخیرہ
۷۹	(ا) نماز میں کبھی ایک پاؤں پر زور ڈالنا اور کبھی دوسرے پاؤں پر زور ڈالنا مکروہ ہے۔ لیکن کوئی عذر ہو تو مکروہ نہیں ہے (ب) اسی طرح ایک پاؤں پر کھڑا ہونے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔	ظہیریہ
۸۰	(ا) (نماز میں) اٹھتے وقت ایک پاؤں آگے بڑھانا مکروہ ہے (ب) اور نیچے جاتے وقت دائیں اعضاء پر زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں اعضاء پر زور دینا مستحب ہے۔	تبیین
۸۱	نماز میں کسی خوشبو یا خوشبودار پھول کو سونگھنا مکروہ ہے۔	ذخیرہ
۸۲	یہ بھی مکروہ ہے کہ سجدہ وغیرہ میں اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیر دے [3]	قاضیخان
۸۳	(ا) یہ بھی مکروہ ہے کہ امام طاق میں یعنی محراب میں اکیلے کھڑا ہو (ب) اور اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کرے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (ج) اگر امام سے پیچھے کھڑا ہونے والے کیلئے مسجد کی جگہ تنگ ہو تو پھر امام کیلئے محراب میں کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں	تبیین فتاوی برھانیہ
۸۴	اور یہ بھی مکروہ ہے کہ صرف امام چبوترہ پر ہو (اور مقتدی نیچے ہوں)	ہدایہ
۸۵	اسی طرح ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ صورت حال الٹ ہو (یعنی صرف امام نیچے ہو اور مقتدی چبوترے پر ہوں تو یہ مکروہ ہے)۔	ہدایہ
۸۶	اور اگر کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہوں تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۸۷	(ا) پھر چبوترے کی بلندی تب معتبر ہے کہ وہ قد آدم بلند ہو اور جو اس سے کم اونچا ہو تو اس سے کچھ حرج نہیں یہ طحاوی نے ذکر کیا ہے۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ چبوترے کی اس قدر بلندی معتبر ہے جس سے امتیاز ہو جائے۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ سترہ میں معتبر بلندی کے بموجب چبوترے کی بلندی ایک (شرعی) گز ہو تو وہ معتبر ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔ اور غایۃ البیان میں ہے کہ یہی (مذکورہ قول) صحیح ہے۔	تبیین بحرالرائق
۸۸	کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ کعبہ کی تعظیم کے خلاف ہے [4]	تتارخانیہ
۸۹	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اپنے لئے جگہ مخصوص کر لے۔	تتارخانیہ

کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۷۴ اور التحیات بیٹھنے میں عورت کے پاؤں رکھنے کی کیفیت کے متعلق حکم ۳/۱۳۲ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [4] جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
١٨٠- ٩٠	ولو صلی الی وجہ انسان یکرہ	کذا فی المعدن
٩١	ولو صلی الی وجہ انسان و بینہما ثالث ظہرہ الی وجہ المصلی لم یکرہ	کذا فی التمرتاشی
٩٢	الاستقبال الی المصلی مکروہ سواء کان المصلی فی الصف الاول او فی الصف الاخیر	کذا فی المنیۃ
٩٣	ولو صلی الی ظہر رجل یتحدث لایکرہ وان کان بالقرب منہ الا اذا رفعوا اصواتہم بحیث یخاف المصلی ان یزل فی القرأۃ فحینئذ یکرہ	ھکذا فی الخلاصۃ
٩٤	ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ نیام	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩٥	ومن توجہ فی صلوتہ الی تنور فیہ نار تتوقد او کانون فیہ نار یکرہ	کذا فی المحیط
٩٦	ولو توجہ الی قندیل او الی سراج لم یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
٩٧	وھو الاصح	کذا فی خزانۃ الفتاوی
٩٨	ولا بأس بان یصلی وبین یدیہ اوفوق رأسہ مصحف او سیف معلق او ماشبہ ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩٩	اذا سمع الامام حس جاء وھو فی الرکوع فطول لیدرک الجائی فان عرف الذی یجئ یکرہ وان کان لا یعرفہ لا بأس بذلک مقدار تسبیحۃ او تسبیحتین	کذا فی مختار الفتاوی
١٠٠	وقیام الامام فی غیر محاذاۃ الصف مکروہ	ھکذا فی البحر الرائق
١٠١	ویکرہ ان یصلی وفی فیہ دراھم او دنانیر وان کان لا یمنعہ عن القرأۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٢	ویکرہ لو صلی و فی یدہ مال یمسکہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٣	ویکرہ ان یصلی وقدامہ عذرۃ	ھکذا فی محیط السرخسی
١٠٤	ویکرہ ان یخطو خطوات من غیر عذر و وقف بعد کل خطوۃ وان کان بعذر لایکرہ	کذا فی المحیط
١٠٥	ویکرہ ان یکبر خلف الصف ثم یلحق بہ	کذا فی محیط السرخسی
١٠٦	ویکرہ ان لا یضع یدیہ علی الرکبتین فی الرکوع او علی الارض فی السجود من غیر عذر	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠٧	وتکرہ القرأۃ خلف الامام عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رح	ھکذا فی الھدایۃ

١ اسکے متعلق حکم نمبر ١٧/١٣٨ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ جبکہ سونے والوں سے کوئی مضحکہ خیز امر ظاہر ہونے کا خوف ہو ماخوذ از رد المحتار ج ١ ص ٦١٠ (مترجم) ٣ نماز کیلئے دو، کرتا

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل - جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰ - ۹۰	اگر کوئی شخص کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے تو مکروہ ہے ۔	معدن
۹۱	اگر کسی شخص نے ایسے آدمی کے چہرے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی کہ ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا شخص ہے جسکی پیٹھ نمازی کے چہرے کی طرف ہے تو (اس صورت میں) نماز مکروہ نہیں ہے ۔	تمرتاشی
۹۲	نماز پڑھنے والے کے روبرو ہونا مکروہ ہے خواہ نمازی پہلی صف میں ہو یا آخری صف میں ہو[۱]	منیہ
۹۳	(ا) کوئی شخص باتیں کر رہا ہے کسی نے اسکی پیٹھ کی طرف نماز پڑھی تو مکروہ نہیں ہے خواہ وہ قریب ہی ہو ۔ (ب) لیکن جب باتوں والے اپنی آوازیں اتنی بلند کریں کہ نماز پڑھنے والے کو قرأت میں خلل آنے کا خوف ہو تو پھر مکروہ ہے ۔	خلاصہ
۹۴	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسکے سامنے کئی لوگ سوئے پڑے ہوں[۲]	قاضیخان
۹۵	جس شخص نے اپنی نماز میں ایسے تنور کی طرف رخ کیا جس میں آگ جل رہی ہے یا ایسی انگیٹھی کی طرف رخ کیا جس میں آگ ہے تو یہ مکروہ ہوگا ۔	محیط
۹۶	اور اگر اس نے شمع دان یا چراغ کی طرف رخ کیا تو یہ مکروہ نہیں ہے ۔	محیط سرخسی
۹۷	اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	خزانۃ الفتاوی
۹۸	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے سامنے یا اس کے سر کے اوپر قرآن مجید یا لٹکی ہوئی تلوار یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہو ۔	قاضیخان
۹۹	اگر امام رکوع میں ہے اور اس نے کسی کے آنے کی آہٹ سنی[۳] تو رکوع کو لمبا کر دیا تاکہ آنے والا رکوع پالے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر امام نے اس آنے والے کو پہچان لیا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۔ اور اگر اسے نہیں پہچانتا تو ایک یا دو تسبیح کے بقدر رکوع لمبا کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔	مختار الفتاوی
۱۰۰	امام کا صف کے مقابل کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے ۔	بحر رائق
۱۰۱	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص اس حال میں نماز پڑھے اور اسکے منہ میں درہم یا دینار ہوں اگرچہ وہ چیز اسکے لئے قرأت سے نہ روکے ۔	قاضیخان
۱۰۲	یہ بھی مکروہ ہے کہ کسی شخص نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اسکے ہاتھ میں کچھ مال ہے جسے اس نے پکڑ رکھا ہے ۔	قاضیخان
۱۰۳	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکے سامنے گندگی (پاخانہ) ہو[۴]	محیط سرخسی
۱۰۴	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں بغیر کسی عذر کے چند قدم اسطرح چلے کہ ہر قدم کے بعد کچھ وقفہ کرے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے چلے تو مکروہ نہیں ہے[۵]	محیط
۱۰۵	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص صف کے پیچھے سے تکبیر کہے اور پھر صف میں مل جائے[۶]	محیط سرخسی
۱۰۶	یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی عذر کے رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدہ میں زمین پر ہاتھ نہ رکھے ۔	قاضیخان
۱۰۷	اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے ۔	ہدایہ

[۱] مکروہ ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ ۷۱۲ (مترجم) [۴] جیسا کہ حکم ۱/۱۰۹ میں ہے (مترجم) [۵] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۱۶۲، ۲۲/۱۴۹ اور ۳۳/۱۴۹ اور ۳۰/۱۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] اسکے متعلق حکم نمبر ۳۰/۱۸۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ	حوالہ
۱۸۰ - ۱۰۸	ویکرہ تنکیس الرأس ورفعہ ومجاوزۃ الیدین عن الاذنین ورفع الیدین تحت المنکبین والصاق البطن بالفخذین وقیام القوم الی الصف عند الاقامۃ والامام غائب	ھکذا فی خزانۃ الفقہ
۱۰۹	ویکرہ ان یعجلہم عن اکمال السنۃ	کذا فی المنیۃ
۱۱۰	فی الحجۃ ویکرہ ان یذب بیدہ الذباب والبعوض الا عند الحاجۃ بعمل قلیل	کذا فی التتارخانیۃ
۱۱۱	وکل عمل قلیل بغیر عذر فھو مکروہ	کذا فی البحر الرائق
۱۱۲	ولا بأس ان یصلی متقلد القوس والجعبۃ الا ان یتحرکا علیہ حرکۃ تشغلہ فحینئذ مکروہ ویجزیہ	کذا فی السراج الوھاج
۱۱۳	الصلوٰۃ فی ارض مغصوبۃ جائزۃ ولکن یعاقب بظلمہ فما کان بینہ وبین اللہ تعالی یثاب وما کان بینہ وبین العباد یعاقب	کذا فی مختار الفتاوی
۱۱۴	الصلوٰۃ جائزۃ فی جمیع ذلک لاستجماع شرائطھا وارکانھا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ وھو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ	کذا فی الھدایۃ
۱۱۵	فان کانت تلک الکراھۃ کراھۃ تحریم تجب الاعادۃ او تنزیہ تستحب فان الکراھۃ التحریمیۃ فی رتبۃ الواجب	کذا فی فتح القدیر

۱۸۱ - ومما یتصل بذلک مسائل   تعداد شق ۹

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلک مسائل) المصلی اذا دعاہ احد ابویہ لا یجیب ما لم یفرغ من صلوتہ الا ان یستغیث بہ لشیئ لان قطع الصلوٰۃ لا یجوز الا لضرورۃ	کذا فی السراج الوھاج
۲	وکذا الاجنبی اذا خاف ان یسقط من سطح او تحرقہ النار او یغرق فی الماء واستغاث بالمصلی وجب علیہ قطع الصلوٰۃ	کذا فی السراج الوھاج
۳	رجل قام الی الصلوٰۃ فسرق منہ شیئ قیمتہ درھم لہ ان یقطع الصلوٰۃ ویطلب السارق سواء کانت فریضۃ او تطوعا لان الدرھم مال	کذا فی السراج الوھاج

[1] اسکے متعلق حکم $\frac{۷-۸}{۱۳۰}$، $\frac{۲۶}{۱۸۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] رد المحتار میں بحوالہ طحاوی اور درمختار میں ہے کہ فرض نماز کے لئے تو یہی حکم ہے اور اگر نماز نفل ہو اور والدین میں سے کوئی بلائے اور انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ نماز میں ہے تو انہیں جواب دینے کی اجازت ہے نیز والدین سے مراد ان

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۰- ۱۰۸	سر جھکا دینا اور سر اوپر اٹھانا (ہاتھ اٹھانے میں) دونوں ہاتھ کانوں سے اوپر لے جانا اور دونوں ہاتھ کندھوں کے نیچے تک اٹھانا (سجدہ میں) پیٹ کو دونوں رانوں سے ملانا اور اقامت کے وقت امام کے حاضر ہوئے بغیر لوگوں کا صفوں میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے۔ ا ہ	خزانۃ الفقہ
۱۰۹	یہ بھی مکروہ ہے کہ امام اتنی جلدی نماز پڑھے کہ مقتدی قدر مسنون تک ادا نہ کر سکیں۔	منیہ
۱۱۰	حجہ میں ہے کہ نماز میں مکھیوں اور مچھروں کو اپنے ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے اور اگر اسکی ضرورت ہو تو قلیل عمل سے ہٹانا مکروہ نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۱۱	نماز میں کسی عذر کے بغیر قلیل عمل کرنا مکروہ ہے۔	بحرالرائق
۱۱۲	اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص گلے میں کمان یا ترکش لٹکا کر نماز پڑھے لیکن اگر ان کی حرکت سے نماز میں خلل آتا ہو تو پھر مکروہ ہے اور نماز جائز ہونے کے لئے اسے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج
۱۱۳	کسی سے چھینی ہوئی زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن چھیننے کے ظلم کا عذاب ہوگا پس جو عمل بندے اور اللہ کے درمیان ہے اس کا ثواب ملے گا۔ اور جو (ظلم) باہم بندوں کے درمیان ہے اس کا عذاب ہوگا۔	مختار الفتاوی
۱۱۴	(ا) جتنی صورتوں میں نماز مکروہ ہوتی ہے ان سب صورتوں میں نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ نماز کی شرطیں اور ارکان موجود ہیں۔ (ب) البتہ غیر مکروہ طریقے سے نماز لوٹائی جائے ※ اور یہی حکم ان سب نمازوں کے متعلق ہے۔ جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہوں۔	ہدایہ
۱۱۵	پس (مذکورہ صورت میں) اگر وہ کراہت تحریمی ہو تو اس کا نماز لوٹانا واجب ہے۔ یا اگر کراہت تنزیہی ہو تو نماز کا لوٹانا مستحب ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ کراہت تحریمی (سے بچنا) واجب کے رتبہ میں ہے۔	فتح قدیر

۱۸۱- مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مزید مسائل

اور اسمیں ۹ شقیں ہیں

۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ نماز پڑھنے والے کو ماں یا باپ بلائے تو جبتک وہ نماز سے فارغ نہ ہو جواب نہ دے[۲] لیکن اگر ان میں سے کوئی کسی امر پر اس سے فریاد چاہیں تو (پھر اسی وقت) جواب دے یہ حکم اس لئے ہے کہ نماز کا لوٹانا بغیر ضرورت جائز نہیں ہوتا۔	سراج وہاج
۲	اسی طرح اگر کسی غیر شخص کو یہ ڈر ہو کہ وہ چھت سے گر جائے گا یا اسے آگ جلا دے گی یا پانی میں ڈوب جائے گا اور وہ نماز پڑھنے والے سے فریاد کرے تو نمازی پر واجب ہے کہ وہ نماز توڑ دے	سراج وہاج
۳	کسی شخص نے نماز شروع کی پھر اسکی کوئی ایسی چیز چوری ہو گئی جس کی قیمت ایک درہم تک ہے تو اس نمازی کے لئے جائز ہے کہ نماز توڑ کر چور ڈھونڈے۔ (اس صورت میں) نماز خواہ فرض ہو یا نفل حکم برابر ہے اس لئے کہ درہم مال ہے۔	سراج وہاج

باپ اور ان کے ماں باپ ہیں ماخوذ از ردالمحتار و درمختار ج ۱ ص ۶۱۳ (مترجم) ※ اس صورت میں لوٹانے کے حکم کے متعلق حکم ۱۱۵/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا — الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالایکرہ	حوالہ
۱۸۱- ۴	امرأۃ تصلی فغار قدرہا جاز لہا قطع الصلوۃ لاصلاحہا	کذا فی السراج الوہاج
۵	وکذا المسافر اذا ندت دابتہ اوخاف الراعی علی غنمہ الذئب	کذا فی السراج الوہاج
۶	ولو رأی اعمی عند البئر فخاف علیہ ان یقع فیہا قطع الصلوۃ لاجلہ	کذا فی السراج الوہاج
۷	ولو جاء ذمی[1] فقال للمصلی اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفریضۃ	کذا فی الخلاصۃ
۸	ویکرہ[2] الکلام بعد انشقاق الفجر الا بذکر الخیر	کذا فی محیط السرخسی
۹	الصلوۃ بنیۃ الخصومۃ[4] لاتفعل[3]	کذا فی الخلاصۃ

فصل (متعلق باحکام المسجد)

دفعات ۱۸۲ تا ۱۸۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۱۸۲- الاحکام المتعلقۃ بالمسجد تعداد شق ۲۵

۱	کرہ غلق باب المسجد	
	وقیل لا بأس بغلق المسجد فی غیر اوان الصلوۃ صیانۃ لمتاع المسجد وھذا ھو الصحیح	کذا فی التبیین
۲	وکرہ الوطء فوق المسجد والبول والتخلی لا فوق بیت فیہ مسجد	کذا فی التبیین
۳	واختلفوا فی مصلی العید والجنازۃ والاصح انہ لایأخذ حکم المسجد وان کان فی حق جواز الاقتداء کالمسجد لکونہ مکانا واحدا	کذا فی التبیین
۴	وفناء المسجد لہ حکم المسجد حتی لو قام فی فناء المسجد واقتدی بالامام صح اقتداؤہ وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولا المسجد ملآن الیہ اشار محمد رح فی باب الجمعۃ فقال یصح الاقتداء فی الطاقات والسدد وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولا یصح فی دار الصیارفۃ الا اذا کانت الصفوف متصلۃ وعلی ھذا یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین	

[1] ذمی لوگوں سے مراد وہ غیر مسلم رعایا جو اسلامی ریاست کے باقاعدہ شہری ہوں (مترجم) [2] اس حکم کی وضاحت خلاصۃ الفتاوی میں یوں ہے: ویکرہ الکلام بعد طلوع الفجر الی ان یصلی الفجر۔ ترجمہ: بعد طلوع ہونے کے بعد سے فجر کی نماز پڑھنے تک (دنیوی) باتیں کرنا مکروہ ہے۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۰۹ (مترجم) [3] نسخہ فتاوی مصری طبع امیریہ میں "لاتفعل" تھا اور نسخہ کانپوری مجیدی میں "لاتفعل" ہے اور اسی عبارت کے لئے خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۰۶ میں بھی "لاتفعل" ہے چنانچہ وہی درج کی (مترجم) [4] نماز جھگڑا کرنے کی نیت سے یعنی ارکان ... مسائل نماز واللہ اعلم۔ اسلئے کہ خلاصۃ الفتاوی کی اس عبارت سے ماقبل عبارت کا مفہوم یوں ہے: اگر ایک آدمی نماز

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — دوسری فصل۔ جو امور نماز میں مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں	حوالہ
۱۸۱- ۴	کوئی عورت نماز پڑھ رہی تھی تو اسکی ہانڈی نے جوش مارا تو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ ہانڈی کو درست کرنے کے لئے نماز توڑ دے۔	سراج وہاج
۵	اسیطرح (یہی مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ) (و) اگر کسی مسافر کا جانور بدک گیا (ب) یا چرواہے کو اپنی بھیڑوں پر بھیڑیے کا خوف ہوا (تو انکے لئے جائز ہے کہ نماز توڑ دیں)	سراج وہاج
۶	اگر کسی نے نماز کے دوران کسی اندھے کو دیکھا جو کنوئیں کے پاس ہے اور اسے اندھے کے متعلق کنوئیں میں گرجانے کا خوف ہوا تو اس کی وجہ سے نماز توڑ دے۔	سراج وہاج
۷	کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا کسی[۱] ذمی کافر نے اسے آکر کہا کہ مجھے مسلمان بنا تو وہ نماز توڑ دے خواہ فرض نماز میں ہو	خلاصہ
۸	پو پھوٹنے کے بعد نیکی کی بات کے علاوہ دیگر بات چیت مکروہ ہے[۳]	محیط سرخسی
۹	نماز جھگڑا کرنے کی نیت سے نہ کی جائے گی[۴]	خلاصہ

فصل (مسجد کے کچھ احکام)

دفعات ۱۸۲ تا ۱۸۲ عنوان ۱ تعداد شق ۲۵

۱۸۲- مسجد کے کچھ احکام[۵] اور اسمیں ۲۵ شقیں ہیں۔

۱	(و) مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ نماز کے اوقات کے علاوہ اوقات میں مسجد کے سامان کی حفاظت کے پیش نظر مسجد کا دروازہ بند کر دینے میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم ہی صحیح ہے۔	تبیین
۲	(و) مسجد کے چھت پر مجامعت کرنا اور بول و براز کرنا مکروہ ہے۔ (ب) مگر اس گھر کے چھت پر مذکورہ کام مکروہ نہیں ہیں جس میں مسجد (نماز کیلئے مقررہ جگہ) ہو[۶]	تبیین
۳	عیدگاہ اور جنازہ گاہ میں (مذکورہ کاموں کے جائز ہونے کے متعلق) اختلاف ہے۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس جگہ کو مسجد کا حکم حاصل نہیں ہے اگرچہ اتحاد مکان کی بنا پر اقتداء جائز ہونے میں ان (مذکورہ جگہوں) کا حکم مسجد کی طرح ہے۔[۷]	تبیین
۴	مسجد کے صحن کے لئے مسجد کا حکم ہوتا ہے۔ حتی کہ اگر کسی نے مسجد کے صحن میں کھڑا ہو کر امام کی اقتداء کی تو اسکی اقتداء صحیح ہے خواہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں اور خواہ مسجد بھری ہوئی نہ ہو[۸] امام محمدؒ نے جمعہ کے باب میں اسی حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد کے طاقوں اور برآمدوں سے اقتداء جائز ہے خواہ صفیں ملی ہوئی نہ ہوں اور دار الصیارفہ (صرافہ کی دکانوں) سے اقتداء جائز نہیں ہے لیکن اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو اقتدا جائز ہے۔ اور مذکورہ قول کے بموجب اس شخص کی	

کا علم لوگوں کو سکھانے کیلئے حاصل کرتا ہے اور دوسرا آدمی نماز کا علم خود عمل کرنیکے لئے حاصل کرتا ہے، تو پہلا افضل ہے اور نماز جھگڑے کی نیت سے نہ کیجائیگی یہ مفہوم ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۹ (مترجم)
[۵] مسجد کے مزید احکام متعلقہ وقف فتاوی ہذا میں وقف کی بحث کے باب ۱۱ میں اور مسجد کے مزید آداب کراہیت کی بحث کے باب ۵ میں اور شروط کی بحث کی فصل ۲۲ میں ہیں (مترجم) [۶] یہاں مسجد سے مراد گھر میں وہ جگہ ہے جو نماز کیلئے مخصوص کرلی جاتی ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۷ (مترجم) [۷] جیسا کہ حکم نمبر ۵/۱۹۰ ۶ میں ہے (مترجم) [۸] جیسا کہ حکم نمبر ۹/۱۹۲ میں ہے نیز اقتداء جائز ہونے کے متعلق مزید احکام

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوة وما یکره فیها — فصل - آداب المسجد	حوالہ
١٨٢ -	التی تکون علی باب المسجد لانها من فناء[1] المسجد متصلة بالمسجد	کذا فی فتاوی قاضیخان
٥	ولا یکره نقش المسجد بالجص وماء الذهب	کذا فی التبیین
	وهذا اذا فعل من مال نفسه اما المتولی یفعل من مال الوقف ما یرجع الی احکام البناء دون ما یرجع الی النقش حتی لو فعل یضمن -	کذا فی الهدایة
	وان اجتمعت اموال المسجد وخاف الضیاع بطمع الظلمة لا بأس به حینئذ	کذا فی الکافی
٦	ولیس بمستحسن کتابة القرآن علی المحاریب والجدران لما یخاف من سقوط الکتابة وان توطأ	کذا فی الکفایة
٧	وفی جمع النسفی مصلی او بساط فیه اسماء الله تعالی یکره بسطه واستعماله فی شئ وکذا یکره اخراجه عن ملکه اذا لم یأمن من استعمال الغیر فالواجب ان یوضع فی اعلی موضع لا یوضع فوقه شئ وکذا یکره کتابة الرقاع والصاقها بالابواب لما فیه من الاهانة	کذا فی الکفایة
٨	وتکره المضمضة والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمة موضع أعد لذلك ولا یصلی فیه وله ان یتوضأ فی اناء	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩	ولا یبزق علی حیطان المسجد ولا بین یدیه علی الحصی ولا فوق البواری ولا تحتها وکذا المخاط ولکن یأخذ بثوبه وان کان فعل فعلیه ان یرفعه	کذا فی محیط السرخسی
١٠	فان اضطر الی ذلك کان الالقاء فوق الحصیر اهون من الالقاء تحته لان البواری لیست بمسجد حقیقة وما تحتها مسجد حقیقة وان لم یکن فیه البواری یدفنه فی التراب ولا یترکه علی وجه الارض	کذا فی فتاوی قاضیخان
١١	ولو مشی فی الطین کره ان یمسحه بحائط المسجد او باسطوانته وان مسح بحصیر المسجد لا بأس به والاولی له ان لا یفعل	

[1] یہاں فتاوی قاضیخان سے ماخوذ عبارت میں سے کچھ عبارت محذوف ہے جسکی وجہ سے مفہوم گنجلک سا ہوگیا ہے اصل عبارت یوں ہے۔ ولا یصح الاقتداء فی دار الصیارفة الا اذا کانت الصفوف متصلة لان الطاقات بالکوفة متصلة بالمسجد لیس بینها وبین المسجد طریق فلا یشترط فیه اتصال الصفوف فاما دار الصیارفة فمنفصلة عن المسجد بینها وبین المسجد طریق فیشترط فیها اتصال الصفوف فعلی هذا یصح الاقتداء الخ ترجمہ مسجد دار الصیارفہ سے اقتداء جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر صفیں ملی ہوئی ہوں تو اقتداء جائز ہے۔ اس لئے کہ کوفہ میں طاق

دفعات دستی نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — فصل - اداب مسجد	حوالہ
۱۸۲-	کی اقتداء صحیح ہوگی جو ان چبوتروں پر کھڑا ہو جو کہ مسجد کے دروازے پر ہوں اس لئے کہ وہ چبوترے مسجد کے صحن میں شامل اور مسجد سے متصل ہیں۔ [1]	قاضیخان
۵	(ا) گچ سے اور سونے کے پانی سے مسجد میں نقش و نگار کرنا مکروہ نہیں۔	تبیین
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اپنے مال سے کرے البتہ وقف مال سے متولی وہی کام کریگا جن کا تعلق تعمیر سے ہے نہ کہ جنکا تعلق نقش و نگار سے ہے حتیٰ کہ اگر کسی متولی نے وقف مال سے مسجد کا نقش و نگار کیا تو وہ ضامن ہوگا۔	ہدایہ
	(ج) اور اگر مسجد کا مال جمع ہو جائے اور متولی کو ظالم لوگوں کی لالچ سے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو (اس صورت میں) مسجد کے وقف مال سے نقش و نگار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔	کافی
۶	مسجد کے محرابوں اور دیواروں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں قرار دیا گیا اس لئے کہ اس کا ڈر ہے کہ وہ لکھائی گر پڑے اور پاؤں میں روندی جائے۔	کفایہ
۷	(ا) اور جمع نسفی میں ہے کہ ایسا مصلیٰ یا بچھونا جس پر اللہ تعالیٰ کے نام لکھے ہوں اس کا بچھانا اور کسی چیز میں استعمال کرنا مکروہ ہے (ب) اسی طرح اگر دوسرے شخص کے استعمال سے اطمینان نہ ہو تو اس (مصلیٰ یا بچھونے) کو اپنی ملک سے نکالنا بھی مکروہ ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ اسے ایسی اونچی جگہ پر رکھا جائے کہ اسکے اوپر کوئی اور چیز نہ رکھی جائے۔	
	(ج) اسی طرح تعویذ لکھ کر دروازوں پر چسپاں کرنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ اس میں ایک قسم کی بے ادبی ہے۔	کفایہ
۸	(ا) مسجد کے اندر کلی کرنا اور وضو کرنا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر وہاں اس کام کے لئے کوئی جگہ بنائی گئی ہو اور وہاں نماز نہ پڑھتے ہوں تو جائز ہے	
	(ج) مسجد کے اندر برتن میں وضو کرنا جائز ہے۔	قاضیخان
۹	(ا) مسجد کی دیواروں پر اور اپنے سامنے کی کنکریوں پر اور چٹائیوں پر اور انکے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا مکروہ ہے (ب) لیکن (اگر ضرورت پڑے) تو (تھوک یا رینٹھ) اپنے کپڑے میں لے لے (ج) اور اگر اس نے تھوکا یا سنکا تھا تو اس کا اٹھانا اس کے ذمہ ہے۔	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی شخص کو مجبوراً تھوکنا یا ناک سنکنا پڑا (اور کپڑا بھی نہیں ہے) تو اسے چٹائی کے نیچے ڈالنے کی نسبت اسکے اوپر ڈالنے میں کم برائی ہے اس لئے کہ چٹائیاں حقیقت میں مسجد نہیں ہیں اور جو جگہ اسکے نیچے ہے وہ حقیقتاً مسجد ہے۔ اور اگر مسجد میں چٹائیاں نہ ہوں تو اس (تھوک یا رینٹھ) کو مٹی کے اندر دفن کر دے اور اسے زمین کے اوپر نہ چھوڑے۔	قاضیخان
۱۱	(ا) اگر کوئی شخص کیچڑ میں چلا تو اسے مسجد کی دیوار یا اس کے ستون سے پونچھنا مکروہ ہے (ب) اور اگر مسجد کی چٹائی سے پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔	

[1] سے ملے ہوئے ہیں اور ان میں اور مسجد کے درمیان راستہ نہیں ہے پس ان کے لئے اتصال صفوف شرط نہیں ہے مگر دار العیارفہ مسجد سے ہٹ کر ہے اسکے اور مسجد کے درمیان راستہ ہے۔ پس اس کے لئے اتصال صفوف شرط ہے اور اس قول کے بموجب اس شخص کی اقتداء صحیح ہوگی جو ان چبوتروں پر کھڑا ہو جو مسجد کے دروازے پر ہیں اس لئے کہ وہ چبوترے مسجد کے صحن میں شامل اور مسجد سے متصل ہیں۔ قاضیخان علی ہامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۸ (ترجمہ)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها — فصل آداب المسجد	حوالہ
١٨٢-١١	وان مسح بتراب فى المسجد فان كان التراب مجموعا لا بأس به وان كان منبسطا يكره وهو المختار۔ وان مسح بخشبة موضوعة فى المسجد لا بأس به	كذا فى محيط السرخسى
١٢	ولا يحفر فى المسجد بئر ماء ولو كانت البئر قديمة تترك كبئر زمزم	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٣	ويكره غرس الشجر فى المسجد لانه تشبه بالبيعة ويشغل مكان الصلوٰة الا ان يكون فيه منفعة للمسجد بان كانت الارض نزة لا تستقر اساطينها فيغرس فيها الشجر ليقل النز	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٤	ولا بأس بان يتخذ فى المسجد بيتا توضع فيه البوارى	كذا فى الخلاصة
١٥	مسجد بنى على سور المدينة قالوا لا يصلى فيه لان السور حق العامة وينبغى ان يكون الجواب على التفصيل ان كانت البلدة فتحت عنوة وبنى مسجد باذن الامام جازت الصلوٰة فيه لان للامام ان يجعل الطريق مسجدا فهذا اولى	كذا فى الخلاصة
١٦	رجل يمر فى المسجد ويتخذ طريقا ان كان بغير عذر لا يجوز وبعذر يجوز ثم اذا جاز يصلى فى كل يوم مرة لا فى كل مرة	كذا فى الخلاصة
١٧	الخياط اذا كان يخيط فى المسجد يكره الا اذا جلس لدفع ... ان وصيانة المسجد فحينئذ لا بأس به	كذا فى الخلاصة
١٨	وكذا الكاتب اذا كان يكتب باجر يكره وبغير اجر لا	كذا فى الخلاصة
١٩	واما المعلم الذى يعلم الصبيان باجر اذا جلس فى المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر وغيره لا يكره وفى نسخة القاضى الامام وفى اقرار العيون جعل مسئلة المعلم كمسئلة الكاتب والخياط	كذا فى الخلاصة
٢٠	دار فيها مسجد ان كانت الدار اذا اغلقت كان للمسجد جماعة ممن كان فى الدار فهو مسجد جماعة تثبت فيها احكام المسجد من حرمة البيع وحرمة الدخول للجنب اذا كانوا لا يمنعون الناس من الصلوٰة فيه وان كانت الدار اذا اغلقت لم يكن فيها جماعة واذا فتح بابها كان لها جماعة فليس هذا مسجدا وان كانوا لا يمنعون الناس من الصلوٰة فيه	كذا فى فتاوى قاضيخان

[1] جیسا کہ فتاوی شامیہ میں ہے کہ مسجد میں تحیۃ المسجد (مسجد میں داخل ہونے پر دو نفل پڑھنا) ہر دن میں ایکبار پڑھنا کافی ہے خواہ کسی عذر کی وجہ سے بار بار مسجد میں داخل ہونا پڑے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۶ نیز تحیۃ المسجد کے متعلق حکم ۱۹/۱۸۴ مع حاشیہ ملا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — فصل - آداب المسجد	حوالہ
۱۸۲-	(ج) اور اگر اس نے (اس کیچڑ کو) مسجد کی مٹی سے پونچھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مسجد کی مٹی جمع کی گئی (یعنی ڈھیر) ہو تو کچھ حرج نہیں اور اگر مسجد کی مٹی بکھری ہوئی ہے تو اس سے پونچھنا مکروہ ہے اور یہی حکم مختار ہے (د) اور اگر اس نے ایسی لکڑی سے پونچھا جو مسجد میں رکھی ہوئی ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۲	مسجد کے اندر پانی کا کنواں نہ کھودوا جائے۔ اور اگر (مسجد میں) کنواں پہلے سے ہو تو اس کو رہنے دیا جائے۔ جیسا کہ زمزم کا کنواں ہے	قاضیخان
۱۳	(ا) مسجد میں شجرکاری مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ کافروں کے عبادت خانوں سے مشابہت ہے۔ اور نماز کی جگہ مصروف ہو جاتی ہے (ب) لیکن اگر شجرکاری میں مسجد کا نفع ہو بایں صورت کہ مسجد کی زمین نمی والی ہو اس کے ستون نہ ٹھہرتے ہوں پس اس میں درخت لگا دئے جائیں تاکہ نمی کم ہو جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۴	اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسجد میں ایک مکان بنا دیا جائے جس میں بوریا (چٹائیاں وغیرہ) رکھی جائیں۔	خلاصہ
۱۵	(ا) کوئی مسجد شہر کی فصیل (شہر پناہ) پر بنائی گئی تو فقہاء نے کہا ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے اس لئے کہ فصیل عوام کا حق ہے (ب) اور اس مسئلہ کے جواب میں یہ تفصیل ہونی چاہیئے کہ اگر وہ شہر زبردستی فتح ہوا ہو اور وہ مسجد امام کی اجازت سے بنائی گئی ہو تو اس میں نماز جائز ہے اس لئے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ وہ راستہ میں مسجد بنا دے پس (اسکی اجازت سے) فصیل پر مسجد بنانے کا جواز بطریق اولی ہوگا۔	خلاصہ
۱۶	کوئی شخص مسجد سے گذرتا ہے اور اسکو بطور راستہ استعمال کرتا ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ایسا کرنا کسی عذر کے بغیر ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ہے تو جائز ہے پھر (یہ حکم بھی ہے کہ) جب (مسجد سے گذرنا) جائز قرار پائے تو ہر دن میں ایک بار نماز (بطور تحیۃ المسجد اس مسجد میں) پڑھنی ہوگی ہر مرتبہ نہیں [1]	خلاصہ
۱۷	(ا) درزی کے لئے مسجد میں سینا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر وہ مسجد سے بچوں کو ہٹانے یا مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے تو پھر سینے میں کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۱۸	(ا) اسی طرح کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہو تو مسجد میں کتابت کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر کتابت بغیر اجرت کے ہو تو مکروہ نہیں ہے	خلاصہ
۱۹	(ا) وہ معلم جو اجرت پر لڑکوں کو پڑھاتا ہے اگر گرمی یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھ کر لڑکوں کو پڑھائے تو مکروہ نہیں ہے (ب) اور قاضی امام کے نسخہ میں اور اقرار العیون میں معلم کے لئے وہی حکم قرار دیا گیا ہے جو کاتب اور درزی کے لئے ہے [2]	خلاصہ
۲۰	کسی حویلی میں مسجد ہے (ا) اگر وہ حویلی ایسی ہے کہ اگر جب بند کی جائے تو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے اس حویلی میں رہنے والے لوگ ہوں، تو وہ مسجد جماعت ہے اس کے لئے مسجد کے احکام لاگو ہوں گے۔ اس میں خرید و فروخت اور جنبی کا داخلہ ممنوع ہوگا۔ بشرطیکہ حویلی والے اس مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھنے سے نہ روکتے ہوں۔ (ب) اور اگر حویلی ایسی ہے کہ جب بند کی جائے تو (اس مسجد میں) جماعت نہ ہوتی ہو اور جب اس کا دروازہ کھلا ہو تو اس میں جماعت ہوتی ہے تو اس پر مسجد کے احکام لاگو نہ ہوں گے خواہ حویلی والے اسمیں نماز پڑھنے سے لوگوں کو نہ منع کرتے ہوں	قاضیخان

[2] درزی اور کاتب کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۷، ۱۸ / ۱۸۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا — فصل (اداب المسجد)	حوالہ
۱۸۲-۲۱	ولا یحمل الرجل سراج المسجد الی بیتہ ویحمل من بیتہ الی المسجد	کذا فی الخلاصة
۲۲	ولا بأس بان یترک سراج المسجد فی المسجد الی ثلث اللیل ولا یترک اکثر من ذلک الا اذا شرط الواقف ذلک اوکان ذلک معتادا فی ذلک الموضع	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	اذا تعلق بثیابہ بعض ما یلقی فی المسجد من البواری فاخرجہ لیس علیہ الرد اذا لم یتعمد	کذا فی الخلاصة
۲۴	رجل بنی مسجدا وجعلہ للہ تعالی فہو احق الناس بمرمتہ وعمارتہ وبسط البواری والحصیر والقنادیل والاذان والاقامة والامامة ان کان اھلا لذلک فان لم یکن فالرائی فی ذلک الیہ ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	ولا بأس بالجلوس فی المسجد لغیر الصلوٰة لکن لو تلف بہ شئی یضمن	کذا فی الخلاصة

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب نماز فاسد کرنیوالے اور نماز میں مکروہ امور کے احکام — فصل - مسجد کے آداب	حوالہ
۱۸۲- ۲۱	کوئی آدمی مسجد کا چراغ گھر نہ لے جائے بلکہ گھر سے مسجد میں لے جائے ۔	خلاصہ
۲۲	(ا) مسجد کا چراغ تہائی رات تک مسجد میں جلائے رکھنے میں کچھ حرج نہیں اور اتنے وقت سے زیادہ تک چراغ (جلتا) نہ چھوڑا جائے (ب) لیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا اس جگہ ایسا کرنے کی عادت ہو تو پھر جائز ہے ۔	قاضیخان
۲۳	مسجد میں جو چیزیں مثلاً چٹائیاں (اور گھاس وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز نمازی کے کپڑوں سے چمٹ گئی یا پس وہ اسے (مسجد سے) باہر لے آیا تو اس کا لوٹانا ضروری نہیں ہے ۔ بشرطیکہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا ہو ۔	خلاصہ
۲۴	کسی شخص نے مسجد بنائی یا اسے فی سبیل اللہ تعالیٰ وقف کردیا تو وہ شخص اس مسجد کی مرمت ۔ تعمیر ۔ اس میں گھاس اور چٹائی بچھانے قندیلوں کے اہتمام ، اذان ۔ اقامت اور امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے ۔ بشرطیکہ اس کا اہل ہو اور اگر وہ (خود) اس کا اہل نہ ہو تو پھر اس میں اس کی رائے معتبر ہوگی ۔	قاضیخان
۲۵	مسجد میں نماز کے علاوہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس سبب سے وہاں کی کوئی چیز ضائع ہوگئی تو وہ اس کا ضامن ہوگا ۔	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوة الوتر — صلوة الوتر	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثامن فی صلوة الوتر

دفعات ١٨٣ تا ١٨٣ عنوان ١ تعداد شق ٢٦

١٨٣- صلوة الوتر تعداد شق ٢٦

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
١	عن ابی حنیفہ رح فی الوتر ثلاث روایات - فی روایة فریضة و فی روایة سنة مؤکدة و فی روایة واجب و ھی آخر اقوالہ وھو الصحیح -	کذا فی محیط السرخسی
	ولو کان سنة تبعا للعشاء تکرہ تاخیرہ الی آخر اللیل کما یکرہ تأخیر سنتھا تبعا لھا	ھکذا فی التبیین
٢	ولا یجوز ان یوتر قاعدا مع القدرة علی القیام وعلی راحلتہ من غیر عذر	ھکذا فی محیط السرخسی
٣	ویجب القضاء بترکہ ناسیا او عامدا وان طالت المدة	کذا فی الکفایة
٤	ولا یجوز بدون نیة الوتر	کذا فی الکفایة
٥	ومتی تقضی الوتر قضی بالقنوت	کذا فی المحیط
٦	ویستحب تأخیرہ الی آخر اللیل ولا یکرہ کما یکرہ تأخیر سنة العشاء تبعا لھا	ھکذا فی التبیین
٧	والوتر ثلاث رکعات لا یفصل بینھن بسلام	کذا فی الھدایة
٨	والقنوت واجب علی الصحیح	کذا فی الجوھرة النیرة
٩	اذا فرغ من القراءة فی الرکعة الثالثة کبر ورفع یدیہ حذاء اذنیہ ویقنت قبل الرکوع فی جمیع السنة	ھکذا فی المحیط
١٠	ومقدار القیام فی القنوت قدر اذا السماء انشقت	ھکذا فی المحیط
١١	واختلفوا انہ یرسل یدیہ فی القنوت ام یعتمد والمختار انہ یعتمد	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
١٢	والمختار فی القنوت الاخفاء فی حق الامام والقوم	ھکذا فی النھایة

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھواں باب ۔ نماز وتر کے احکام

دفعات ۱۸۳ تا ۱۸۳ عنوان ۱ تعداد شق ۲۶

۱۸۳ - نماز وتر

اور اس میں ۲۶ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	نماز وتر کے متعلق امام ابوحنیفہ رح سے تین روایتیں ہیں (ا) ایک روایت میں نماز وتر فرض ہے (ب) ایک روایت میں نماز وتر سنت مؤکدہ ہے (ج) اور ایک روایت میں نماز وتر واجب ہے یہ امام ابوحنیفہ رح کا آخری قول ہے اور یہی صحیح ہے ۔	محیط سرخسی
	اگر نمازِ وتر سنت قرار پاکر نماز عشا کے تابع ہوتی تو آخر حصہ رات تک اسکی تاخیر مکروہ ہوتی ۔ جیساکہ عشا کی سنتیں نمازِ عشا کے تابع ہونے کی وجہ سے (آخری حصہ رات تک) تاخیر سے پڑھنا مکروہ ہے ۔	تبیین
۲	(ا) جو شخص کھڑا ہونے پر قادر ہو اس کے لئے نمازِ وتر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے (ب) اور کسی عذر کے بغیر نماز وتر سواری پر پڑھنا بھی جائز نہیں ہے	محیط سرخسی
۳	نماز وتر کی قضا واجب ہے ، خواہ اسے بھول کر چھوڑا اور خواہ عرصہ زیادہ گذر جائے ۔	کفایہ
۴	وتر کی نماز وتر کی نیت کے بغیر جائز نہیں [1]	کفایہ
۵	جب نماز وتر قضا کرے تو دعائے قنوت سمیت قضا کرے ۔	محیط
۶	نماز وتر آخر حصہ رات تک تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے مکروہ نہیں ہے ۔ جیساکہ عشا کی سنتیں عشا کے تابع ہونے کی وجہ سے (آخر حصہ رات تک) تاخیر سے پڑھنا مکروہ ہے ۔	تبیین
۷	نماز وتر کی تین رکعتیں ہیں ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہ کرے ۔	ہدایہ
۸	صحیح قول کے بموجب (نماز وتر میں) دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۹	(ا) جب تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو تو تکبیر کہے اور (دونوں کانوں تک) ہاتھ اٹھائے (ب) اور تمام سال میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھے	محیط
۱۰	قنوت میں کھڑا رہنے کی مقدار سورت اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کے بقدر کرے ۔	محیط
۱۱	(ا) اسمیں اختلاف ہے کہ قنوت میں ہاتھ چھوڑ دے یا باندھے (ب) مختار حکم یہ ہے کہ باندھے ۔	قاضیخان
۱۲	دعائے قنوت پڑھنے میں امام اور مقتدی کے لئے مختار حکم یہ ہے کہ آہستہ پڑھیں	نہایہ

[1] جیساکہ حکم نمبر

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوۃ الوتر — صلوۃ الوتر	حواله
۱۸۲-۱۳	ویخافته المنفرد وهو المختار	كذا فی شرح مجمع البحرين لابن الملك
۱۴	وليس فی القنوت دعاء مؤقت	كذا فی التبيين
	والاولی ان يقرأ اللّٰهمّ انا نستعين ويقرأ بعده اللّٰهمّ اهدنا فيمن هديت	كذا فی المحيط
۱۵	ومن لم يحسن القنوت يقول ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار	كذا فی المحيط
	اويقول اللّٰهم اغفرلنا ويكرر ذلك ثلاثا وهو اختيار ابی الليث ؒ	كذا فی السراجية
۱۶	ولو نسی القنوت فتذكر فی الركوع فالصحيح انه لا يقنت فی الركوع ولا يعود الی القيام	هكذا فی التاتارخانية
	فان عاد الی القيام وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلوته	كذا فی البحر الرائق
	اما اذا رفع رأسه من الركوع ثم تذكر فانه لا يعود الی قرأة ما نسی بالاتفاق	كذا فی المضمرات
۱۷	وان قرأ الفاتحة وترك السورة فانه يرفع رأسه ويقرأ السورة ويعيد القنوت والركوع ويسجد للسهو وكذا اذا قرأ السورة وترك الفاتحة فانه يقرأ الفاتحة ويعيد السورة والقنوت ويعيد الركوع ولو انه لم يعد الركوع اجزأه	كذا فی السراج الوهاج
۱۸	الامام اذا تذكر فی الركوع فی الوتر انه لم يقنت لا ينبغی ان يعود الی القيام ومع هذا ان عاد وقنت لا ينبغی ان يعيد الركوع ومع هذا ان اعاد الركوع والقوم ما تابعوه فی الركوع الاول وانما تابعوه فی الركوع الثانی او على القلب لا تفسد صلوتهم	كذا فی الخلاصة

سلہ قنوت کی اس دعا کے پورے الفاظ یوں ہیں ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اھ از شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۸ و نور الایضاح ص ۳۰ اور بعض روایات میں الفاظ کی کمی بیشی بھی ہے۔ ترجمہ ۔ اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں ہم تیری بخشش چاہتے ہیں ۔ ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ ہم تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں ۔ تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم ان سے علیحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں ۔ ہم تیری طرف دوڑتے ہیں ہم خدمت کے لئے حاضر اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے (مترجم) سلہ اس دعا کے پورے الفاظ یہ ہیں ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّ

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ
۱۳۰۱۸۳	اور اکیلے نماز پڑھنے والا بھی) دعائے قنوت آہستہ پڑھے اور یہی حکم مختار ہے۔	شرح مجمع
۱۴	(ا) قنوت میں کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔	تبیین
	(ب) اور اولیٰ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (کے الفاظ والی دعا) پڑھے [۱] اور اس کے بعد اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ الخ (کے الفاظ والی دعا) پڑھے۔ [۲]	محیط
۱۵	(ا) اور جو شخص اچھی طرح دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھ لے، رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [۳]	محیط
	(ب) یا وہ تین بار یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا [۴] ابو اللیث نے یہی اختیار کیا ہے۔	سراجیہ
۱۶	(ا) اگر کوئی شخص (اکیلے نماز پڑھتے ہوئے) قنوت پڑھنا بھول گیا اور اسے رکوع میں یاد آیا تو (اس صورت میں) صحیح حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں دعائے قنوت نہ پڑھے اور قیام کی طرف نہ لوٹے۔	تتارخانیہ
	اور اگر (مذکورہ صورت میں) کوئی نمازی قیام کی طرف لوٹا اور دعائے قنوت پڑھی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	بحرالرائق
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نمازی کو (دعائے قنوت پڑھنا) اس وقت یاد آیا جبکہ وہ رکوع سے سر اٹھا چکا تھا تو (اس صورت میں) بالاتفاق حکم یہ ہے کہ جسکا پڑھنا بھولے سے رہ گیا ہے اس کے پڑھنے کے لئے نہ لوٹے۔	مضمرات
۱۷	(ا) اگر کسی شخص نے فاتحہ (اور قنوت) پڑھی اور سورت پڑھنا چھوڑ گیا (اور اسے رکوع میں یاد آیا) تو وہ اپنا سر رکوع سے اٹھائے۔ سورت پڑھے اور دعائے قنوت بھی دوبارہ پڑھے پھر رکوع کرے اور (آخر میں) سجدہ سہو کرے گا۔	
	(ب) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے سورت (اور قنوت) پڑھی اور فاتحہ پڑھنا چھوڑ گیا (اور اسے رکوع میں یاد آیا) تو وہ فاتحہ پڑھے۔ سورت اور قنوت لوٹائے اور رکوع بھی لوٹائے۔	
	(ج) اور اگر اس نے رکوع نہ لوٹایا تو اسکی نماز جائز ہونے کے لئے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج
۱۸	(ا) اگر امام کو نماز وتر [۵] کے رکوع میں یاد آیا کہ اس نے دعائے قنوت نہیں پڑھی تو (اس صورت میں) اسے قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہئے (ب) اسکے باوجود اگر وہ لوٹا اور اس نے دعائے قنوت پڑھی تو اسے رکوع نہیں لوٹانا چاہیئے	
	(ج) اور اسکے باوجود اگر اس نے رکوع کا اعادہ کیا اور جماعت کے لوگوں نے پہلے رکوع میں اسکی متابعت نہیں کی تھی البتہ انہوں نے دوسرے رکوع میں امام کی متابعت کی تھی یا صورت حال اسکے الٹ تھی (یعنی لوگوں نے پہلے رکوع میں امام کی متابعت کی تھی	

مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ۔ ماخوذ از مذی شریف ج ۱ ص۶۳ ونورالایضاح ص۳۸ اور روایات میں الفاظ کی کمی بیشی بھی ہے۔ ترجمہ:۔ اے اللہ جن لوگوں کو تو نے سیدھی راہ پر چلایا منجملہ ان کے ہمیں بھی سیدھی راہ پر چلا دے۔ اور جن لوگوں کو تو نے دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچایا منجملہ ان میں سے ہمیں بھی دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچا اور جن لوگوں کی تو نے کارسازی کی منجملہ ان میں سے ہمارے لئے بھی کارسازی فرما اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اسمیں ہمیں برکت دے اور جو کچھ تو نے مقدر کیا ہے اس سے ہمیں شر سے محفوظ فرما۔ یقیناً تو فیصلے نافذ کرتا ہے اور تجھ پر کوئی فیصلہ نافذ نہیں کیا جاتا یقیناً وہ شخص کبھی عزت نہیں پاتا جس سے تیری دشمنی ہوئی۔ اے ہمارے پروردگار تو برکتوں والا اور عالیشان ہے (مترجم) [۳] ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں خوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خوبی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (مترجم) [۴] اے اللہ ہمیں بخش دے (مترجم) [۵] وتر کی نماز جماعت سے پڑھنا صرف رمضان المبارک میں ہے جیسا کہ حکم ۲۰/۱۸۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی صلوۃ الوتر — صلوۃ الوتر	حوالہ
۰۱۸۳		
۱۹	ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القنوت وھو اختیار مشائخنا رح	کذا فی الظھیریۃ
۲۰	المقتدی یتابع الامام فی القنوت فی الوتر فلو رکع الامام فی الوتر قبل ان یفرغ المقتدی من القنوت فانہ یتابع الامام	کذا فی الخلاصۃ
۲۱	ولو رکع الامام ولم یقرأ القنوت ولم یقرأ المقتدی من القنوت شیاء ان خاف فوت الرکوع فانہ یرکع وان کان لا یخاف یقنت ثم یرکع	کذا فی الخلاصۃ
۲۲	ذکر الناطفی رح فی اجناسہ لو شک انہ فی الاولی او الثانیۃ او الثالثۃ فانہ یقنت فی الرکعۃ التی ھو فیھا ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعتین بقعدتین ویقنت فیھما احتیاطا وفی قول آخر لا یقنت فی کل اصلا	
	والاول اصح لان القنوت واجب وما تردد بین الواجب والبدعۃ یأتی بہ احتیاطا	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	المسبوق یقنت مع الامام ولا یقنت بعدہ	کذا فی المنیۃ
	فاذا قنت مع الامام لا یقنت ثانیا فیما یقضی	کذا فی محیط السرخسی
	فی قولھم جمیعا	کذا فی المضمرات
	واذا ادرکہ فی الرکعۃ الثالثۃ فی الرکوع ولم یقنت معہ لم یقنت فیما یقضی	کذا فی المحیط
۲۴	ولا یقنت فی غیر الوتر	کذا فی المتون
۲۵	ولو صلی الوتر بمن یقنت فی الوتر بعد الرکوع فی القومۃ والمقتدی لا یری ذلک تابعہ فیہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	ان قنت الامام فی صلوۃ الفجر یسکت من خلفہ	کذا فی الھدایۃ
	ویقف قائما وھو الصحیح	کذا فی النھایۃ

۱ یعنی وتر کی قنوت مقتدی بھی پڑھے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۴۲۶ (مترجم) ۲ جیساکہ حکم نمبر ۱، ۲ / ۱۶۶ میں ہے (مترجم)

۳ پس امام کے ساتھ وتر کی تیسری رکعت کا رکوع پا لینے سے اس کے لئے قنوت پا لینے کا حکم ہو جائے گا ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۲۲۸ والبحرالرائق ج ۱ ص ۴۴ / ۲ (مترجم)

۴ یعنی ہمارے ہاں وتر کے علاوہ میں قنوت پڑھنا عام حالات معمول نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں قنوتِ وتر صرف رمضان کے آخری نصف میں ہے اور ان کے ہاں بنابر حدیث فجر کی نماز میں قنوت پڑھی جاتی ہے نیز انکے ہاں قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ہمارے ہاں وہ حدیث قنوت نازلہ پر محمول ہے شرح وقایہ مع حواشی عمدہ الرعایۃ ج ۱ ص ۱۶۰ چنانچہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ وتر کے علاوہ قنوت نہ پڑھے۔ لیکن اہل اسلام کو اگر کوئی اہم حادثہ پیش آئے تو

عنوان وشق نمبر	آٹھواں باب نماز وتر کے احکام — نماز وتر کا بیان	حوالہ
	دوسرے میں نہیں کی تھی)، تو ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔	خلاصہ
۱۸۳- ۱۹	دعائے قنوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔	ظہیریہ
۲۰	(ا) وتر کی قنوت (پڑھنے) میں مقتدی امام کی متابعت کرے [1] (ب) اگر امام نے مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے رکوع کر دیا تو مقتدی امام کی پیروی کرے گا۔	خلاصہ
۲۱	اور اگر امام نے قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ قنوت نہیں پڑھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر مقتدی کو (امام کے ساتھ) رکوع جاتے رہنے کا خوف ہو تو رکوع کر دے (ب) اور اگر اسے رکوع جاتے رہنے کا خوف نہ ہو تو قنوت پڑھ کر رکوع کرے [2]	خلاصہ
۲۲	ناطفی رحمہ اللہ نے اپنی اجناس میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کو وتر کی نماز میں شک ہوا کہ وہ پہلی رکعت میں ہے یا دوسری میں ہے یا تیسری میں ہے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) تو وہ جس رکعت میں ہے اس میں قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتیں دو قعدوں سے پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں بھی احتیاطاً قنوت پڑھے۔ (ب) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) کسی رکعت میں بھی قنوت نہ پڑھے (ج) پہلا قول زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ قنوت واجب ہے اور جس چیز کے واجب ہونے اور بدعت ہونے میں شک ہو تو اسے احتیاطاً ادا کر دے۔	محیط سرخسی
۲۳	(ا) مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے گا اور امام کے بعد (اپنی چھوٹی ہوئی نماز میں) نہیں پڑھے گا۔	منیہ
	(ب) جب کسی (مسبوق) نے امام کے ساتھ قنوت پڑھ لی تو اپنی چھوٹی ہوئی نماز میں قنوت دوبارہ نہیں پڑھے گا۔	محیط سرخسی
	(ج) یہ (مذکورہ حکم) بیچے قول میں ہے۔	مضمرات
	(د) جب کوئی (مسبوق) تیسری رکعت کے رکوع میں (امام کے ساتھ) شریک ہوا اور امام کے ساتھ قنوت نہیں پڑھی تو اپنی (چھوٹی ہوئی) بقیہ نماز میں قنوت نہ پڑھے [3]	۵ محیط
۲۴	وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں قنوت (وتر) نہ پڑھے [4]	متون
۲۵	اگر کسی نے وتر کی نماز میں کسی ایسے شخص کی اقتدا کی جو رکوع کے بعد قومہ میں قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کا مسلک یہ نہیں ہے تو (پھر بھی) مقتدی امام کی پیروی کرے	قاضیخان
۲۶	اور اگر کسی امام نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی [5] تو (ا) مقتدی خاموش رہے۔	ہدایہ
	(ب) اور وہ چپ کھڑا رہے اور یہی حکم صحیح ہے [6]	نہایہ

جہری نمازوں میں اور بقول بعض سب جہری نمازوں (فجر، مغرب، عشا) میں قنوت نازلہ پڑھے اور اشباہ میں بحوالہ غایہ لکھا ہے کہ نماز فجر میں پڑھے۔ اور اسکی تائید شرح منیہ میں بھی ہے اور مراقی الفلاح میں ہے کہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد پڑھے پس قنوت نازلہ نماز فجر میں رکوع کے بعد امام اونچی آواز سے پڑھے تو مقتدی آمین کہے یہ حکم زیادہ ظاہر ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۲۸ (مترجم) [5] یعنی بغیر کسی حادثہ و مصیبت کے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی جس کا معمول بنا ہونا امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک میں ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲۳/۱۸۳ کے حاشیہ میں ہے (مترجم)، [6] بعض کا قول ہے کہ اس صورت میں مقتدی بیٹھ جائے یا رکوع لمبا کر دے تو صحیح قول کے بموجب حکم یہ ہے کہ مقتدی ہاتھ چھوڑ کر چپ کھڑا رہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۶۲۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب التاسع فی النوافل

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۶ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۳۹

(الفصل الاول) النوافل

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۵ عنوانات ۲ تعداد شق ۷۳

۱۸۴۔ النوافل تعداد شق ۶۱

۱	سن قبل الفجر وبعد الظہر والمغرب والعشاء رکعتان و قبل الظہر والجمعة و بعدھا اربع	کذا فی المتون
۲	والاربع بتسلیمة واحدة عندنا حتی لو صلاھا بتسلیمتین لا یعتد بہ عن السنة	کذا فی التبیین
۳	اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنة المغرب ثم التی بعد الظہر ثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظہر	کذا فی التبیین
۴	قال مشائخنا العالم اذا صار مرجعا فی الفتوی یجوز لہ ترک سائر السنن لحاجة الناس الی فتواہ الا سنة الفجر	کذا فی النھایة
۵	ولو صلی رکعتین وھو یظن ان اللیل باق فاذا تبین ان الفجر قد کان طلع ذکر القاضی علاؤ الدین محمود النسفی فی شرح المختلفات انہ لا روایة فی ھذہ المسئلة وقال المتاخرون یجزیہ عن رکعتی الفجر	
	وذکر الشیخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانی فی شرح کتاب الصلوٰة ظاھر الجواب انہ یجزیة	

[1] نفل اضافہ کو کہتے ہیں اور فرض نماز پر اضافہ شدہ نماز سبھی نوافل ہیں۔ پس نوافل میں سنتیں بھی شامل ہیں۔ البتہ سنتیں مؤکدہ بھی ہیں اور غیر مؤکدہ یعنی زوائد بھی ہیں ـــ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ صفحہ ۶۲۰ نیز سنت مؤکدہ قویہ کا ترک مکروہ تحریمی تک جا پہنچتا ہے اور سنت غیر مؤکدہ کا ترک مکروہ تنزیہی ہوتا ہے جو خلاف اولیٰ ہے اور مستحب اور مندوب کا چھوڑنا مکروہ نہیں ہونا چاہیئے البتہ کبھی خلاف اولیٰ

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام	نوافل کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نواں باب ۔ نوافل کے احکام

فصلیں ۲ دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۶ عنوانات ۳ اور اسمیں ۱۳۹ شقیں ہیں

(پہلی فصل ، نوافل کا بیان ،

دفعات ۱۸۴ تا ۱۸۵ عنوانات ۲ اور اس میں ۷۲ شقیں ہیں

۱۸۴۔ نوافل ۱

اور اس میں ۶۱ شقیں ہیں ۔

شق	متن	حوالہ
۱	(ا) فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر ۔ مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے ۔ (ب) اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا سنت ہے ۔	متون
۲	ہمارے ہاں سنتوں کی (مذکورہ) چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے ۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے انہیں دو سلاموں سے پڑھا تو مذکورہ چار سنتوں میں شمار نہ ہوں گی ۔	تبیین
۳	سب سے زیادہ تاکید فجر کی دو سنتوں کی ہے ۔ پھر (انکے بعد) مغرب کی سنتوں کی پھر ان سنتوں کی جو ظہر کے بعد ہیں پھر ان کی جو عشاء کے بعد ہیں اور پھر ان کی جو ظہر سے پہلے ہیں ۔	تبیین
۴	ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی عالم دین فتوے کے لئے لوگوں کا مرجع ہو تو اس کے لئے سب سنتوں کا چھوڑ دینا جائز ہے ۲ کیونکہ لوگوں کو اس کے فتوے کی حاجت ہے مگر (اسے) فجر کی سنتیں چھوڑنا جائز نہیں ۔	نہایہ
۵	اگر کسی شخص نے دو رکعتیں پڑھیں اور اسکے خیال میں ابھی رات باقی تھی پھر جب واضح ہوا کہ فجر تو طلوع ہو چکی تھی تو (اسکے حکم کے متعلق) (ا) قاضی علاء الدین محمود نسفیؒ نے شرح مختلفات میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں (متقدمین سے) کوئی روایت موجود نہیں اور متاخرینؒ نے کہا ہے کہ وہ دو رکعتیں صبح کی دو سنتوں کی جگہ کفایت کر جائیں گی ۔ (ب) اور شیخ امام شمس الائمہ حلوانیؒ نے کتاب الصلوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ (مذکورہ مسئلہ کا) ظاہر جواب یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں صبح کی دو سنتوں کی جگہ کفایت کر جائیں گی اس لئے	

۱ ہوتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۱ (مترجم) ، ۲ رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ ان سنتوں کے وقت میں فراغت پائے تو اسے سنتیں پڑھ لینی چاہئیں ۔ نیز لکھا ہے کہ قاضی اور طالب علم کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیے خصوصاً جبکہ طالب علم کو سبق فوت ہونے کا خوف ہو ماخوذ رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فى النوافل — النوافل	حوالـه
۱۸۴-	عن ركعتى الفجر لان الاداء حصل فى الوقت	كذا فى المحيط
۶	ولا يجوز ان يصليها قاعدا مع القدرة على القيام ولهذا قيل انها قريبة من الواجب	كذا فى التاتارخانية ناقلا عن النافع
۷	ولا يجوز اداؤهما راكبا من غير عذر	كذا فى السراج الوهاج
۸	السنة لركعتى الفجر ان يقرأ فى الاولى الكافرون وفى الثانية الاخلاص وان يأتى بهما فى اول الوقت وفى بيته	هكذا فى الخلاصة
۹	ولا يجوز اداؤهما قبل طلوع الفجر ولو وافق شروعه فيهما طلوع الفجر يجوز ولو شك فى الطلوع لا يجوز	هكذا فى محيط السرخسى
۱۰	ولو صلى ركعتين مرتين بعد الطلوع فالسنة آخرهما لانه اقرب الى المكتوبة ولم يتخلل بينهما صلوة والسنة ما تؤدى متصلا بالمكتوبة	هكذا فى محيط السرخسى
۱۱	والسنن اذا فاتت عن وقتها لم يقضها الا ركعتى الفجر اذا فاتتا مع الفرض يقضيهما بعد طلوع الشمس الى وقت الزوال ثم يسقط	هكذا فى محيط السرخسى
۱۲	وهو الصحيح	هكذا فى البحر الرائق
۱۳	واذا فاتتا بدون الفرض لا يقضى عندهما رح خلافا لمحمد رح[1]	كذا فى محيط السرخسى
۱۴	واما الاربع قبل الظهر اذا فاتته وحدها بان شرع فى صلوة الامام ولم يشتغل بالاربع فعامتهم على انه يقضيها بعد الفراغ من الظهر ما دام الوقت باقيا وهو الصحيح	هكذا فى المحيط
	وفى الحقائق يقدم الركعتين عندهما رح وقال محمد رح يقدم الاربع وعليه الفتوى	كذا فى السراج الوهاج
۱۵	ثم قيل لا بأس بترك سنة الفجر والظهر اذا صلى وحده[2] وقيل لا يجوز تركهما بكل حال وهذا احوط ـ رجل ترك سنن الصلوة ان لم ير السنن حقا فقد كفر لانه تركها استخفافا وان رآها حقا فالصحيح انه يأثم لانه جاء الوعيد بالترك	كذا فى محيط السرخسى

۱؎ امام محمدؒ کے ہاں اگر فجر کی سنتیں فرضوں کے بغیر فوت ہو جائیں تو انہیں اس دن سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے تک قضا کرے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۶۹، ۱۷۰ (مترجم) ۲؎ یہ قول امام کرخیؒ اور حسن بن زیادؒ کی طرف منسوب ہے اس لئے کہ سنت نمازوں کا سنت ہونا فرض نماز با جماعت ادا ہونے کی صورت

دفعات و شق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	نماز کی ادا وقت میں ہوئی ہے ۔	محیط
۶	(و) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اس کے لئے فجر کی سنتیں بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں (ب) اور اسی لئے بعض فقہاءؒ نے کہا ہے کہ فجر کی سنتیں واجب کے قریب ہیں	تتارخانیہ
۷	اور فجر کی سنتیں سواری پر بغیر عذر پڑھنا جائز نہیں ہے ۔	سراج وہاج
۸	(و) فجر کی دو سنتوں میں سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) پڑھے ۔ (ب) اور یہ بھی سنت ہے کہ انہیں اول وقت میں اور گھر میں پڑھے ۔	خلاصہ
۹	(و) فجر طلوع ہونے سے پہلے فجر کی سنتیں ادا کرنا جائز نہیں ہے (ب) اگر کسی کا فجر کی سنتیں شروع کرنا اور فجر کا طلوع ہونا ایک ہی وقت میں ہوا تو جائز ہوگا ۔ (ج) اور اگر کسی کو فجر کے طلوع میں شک تھا (اور اس وقت فجر کی سنتیں پڑھیں) تو یہ جائز نہ ہوگا ۔	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی نے فجر طلوع ہونے کے بعد دوبارہ (فجر کی سنتوں کی) دو رکعتیں پڑھیں تو ان میں سے جو بعد میں پڑھی ہیں وہ فجر کی سنتیں شمار ہوں گی اس لئے کہ وہی فرضوں سے زیادہ قریب ہیں ۔ اور ان میں اور فرض نماز میں کوئی اور نماز فاصل نہیں ہے اور سنت نماز وہی قرار پاتی ہے جو فرضوں سے متصل ادا کی جاتی ہے ۔	محیط سرخسی
۱۱	(و) اگر کوئی سنت نمازیں اپنے وقت سے فوت ہو جائیں تو انہیں قضا نہ کرے (ب) مگر فجر کی سنتیں جب فرضوں سمیت فوت ہو جائیں تو انہیں اس دن سورج نکلنے کے بعد زوال (سے پہلے) تک قضا کرے اور اس کے بعد ان سنتوں کا قضا کرنا ساقط ہو جاتا ہے ۔	محیط سرخسی
۱۲	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے ۔	بحر رائق
۱۳	اور اگر (فجر کی سنتیں) فرضوں کے بغیر فوت ہو جائیں تو (و) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں انہیں قضا نہ کرے (ب) اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے [1]	محیط سرخسی
۱۴	(و) اگر ظہر سے پہلے کی چار سنتیں تنہا (فرضوں کے بغیر) فوت ہو جائیں بایں صورت کہ وہ امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو گیا اور وہ چار سنتیں نہ پڑھیں تو اس کے حکم کے متعلق تمام فقہاءؒ اس پر ہیں کہ فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد جب تک ظہر کا وقت باقی ہے انہیں قضا کرے اور یہی حکم صحیح ہے ۔ (ب) اور حقائق میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ (ظہر کے فرضوں کے بعد کی) دو سنتیں پہلے پڑھے اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ چار سنتیں (دو سنتوں سے) پہلے پڑھے اور اسی حکم پر فتوی ہے ۔	محیط سراج وہاج
۱۵	(ا) پھر بعض کا قول یہ (بھی) ہے کہ جب کوئی شخص نماز اکیلے پڑھے تو فجر اور ظہر کی سنتوں کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے [2] (ب) اور بعض کا قول ہے کہ کسی حالت میں انہیں چھوڑنا جائز نہیں ہے اور اس حکم میں زیادہ احتیاط ہے [3] (ج) کسی شخص نے نماز کی سنتیں (اور سنت نمازیں) چھوڑ دیں تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ سنتوں کو حق نہیں سمجھتا تو	

[2] اور مراد یہ ہے کہ اکیلے نماز فرض پڑھنے والے کے حق میں وہ سنتیں مؤکدہ نہیں رہتیں اور اگر پڑھ لے تو مکروہ نہیں ہے ۔ ماخوذ از شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۱ ص [illegible] (مترجم) [3] چنانچہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۷۱ میں ہے کہ زیادہ صحیح یہی ہے ۔ اور ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۶ میں ہے کہ اولی یہی ہے نیز اسکے متعلق حکم ۲۴/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
١٨٤-		
١٢	ولو صلی الاربع قبل الظهر ولم یقعد علی رأس الرکعتین جاز استحسانا	کذا فی المحیط
١٦	وندب الاربع قبل العصر والعشاء وبعدها والست بعد المغرب -	کذا فی الکنز
	وخیر محمدؒ بین الاربع والرکعتین قبل العصر وبعد العشاء والافضل الاربع فی کلیهما	هکذا فی الکافی
١٨	(ومن المندوبات صلوة الضحی) واقلها رکعتان واکثرها ثنتا عشرة رکعة ووقتها من ارتفاع الشمس الی زوالها	کذا فی البحرالرائق
١٩	(ومنها) تحیة المسجد وهی رکعتان	کذا فی البحرالرائق
٢٠	(ومنها) رکعتان عقیب الوضوء	کذا فی البحرالرائق
٢١	(ومنها) صلوة الاستخارة وهی رکعتان	کذا فی البحرالرائق
٢٢	(ومنها) صلوة الحاجة وهی رکعتان	کذا فی البحرالرائق

؎۱ اور سجدہ سہو لازم ہوگا۔ نیز حکم ٣٧/١٨٤ اور ٦١/١٨٦ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ اسکے متعلق حکم نمبر ١٢/١٨٢ ملاحظہ ہو نیز تحیۃ المسجد سے مراد تحیۃُ رَبِّ المَسجِدِ ہے۔ نیز مسجد میں فرض نماز پڑھنا تحیۃ المسجد کے قائمقام بھی ہوجاتا ہے اور ہمارے ہاں مسجد میں جاکر بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہوتے۔ یعنی وہ اس وقت اُٹھ کر یا نکلتے وقت پڑھ سکتا ہے اور جو شخص وضو نہ ہونے یا کسی کام یا کسی اور وجہ سے مثلاً نماز پڑھنے کے لئے جائز وقت نہ ہونے کی بنا پر تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو اسکے لئے مستحب ہے کہ وہ سُبحَانَ اللّٰہِ ۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکبَرُ کہہ لے کعبہ شریف کا طواف اس مسجد کا تَحِیَّۃ ہے مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ٦٣٦ (مترجم) ؎۳ وضو کے بعد شُکرُ الوُضُوءِ اعضا سوکھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اور اسکی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور الاخلاص پڑھنا مروی ہے۔ نیز یہ نماز الگ نہ بھی پڑھی جائے تو فرض نماز پڑھنا اس کے قائمقام بھی ہوسکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ٦٣٩ (مترجم) ؎۴ رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے استخارہ کرنا چاہے تو دو رکعتیں پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے پھر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَستَخِیرُکَ بِعِلمِکَ وَاَستَقدِرُکَ بِقُدرَتِکَ وَاَسئَلُکَ مِن فَضلِکَ العَظِیمِ فَاِنَّکَ تَقدِرُ وَلَا اَقدِرُ وَتَعلَمُ وَلَا اَعلَمُ وَاَنتَ عَلَّامُ الغُیُوبِ اَللّٰھُمَّ اِن کُنتَ تَعلَمُ اَنَّ ھٰذَا الاَمرَ خَیرٌ لِّی فِی دِینِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَۃِ اَمرِی وَعَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ فَاقدُرہُ لِی وَیَسِّرہُ لِی ثُمَّ بَارِک لِی فِیہِ وَاِن کُنتَ تَعلَمُ اَنَّ ھٰذَا الاَمرَ شَرٌّ لِّی فِی دِینِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَۃِ اَمرِی وَعَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ فَاصرِفہُ عَنِّی وَاصرِفنِی عَنہُ وَاقدُر لِیَ الخَیرَ حَیثُ کَانَ ثُمَّ اَرضِنِی بِہٖ ۔ پھر اپنے کام کا ذکر کرے اور جو دل میں آئے اسی میں خیر سمجھے اور اگر نماز پڑھنے میں عذر ہو تو مذکورہ دعا سے ہی استخارہ کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ٦٢٠-٦٢٣ مذکورہ دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے خیر چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی مدد سے خیر کی طاقت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں یقیناً تو کرسکتا ہے اور میں نہیں کرسکتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیب دان ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام

لغات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	اس نے کفر کیا اس لئے کہ اس نے اسے حقیر جان کر چھوڑا اور اگر وہ سنتوں کو حق سمجھتا ہے (اور ادا نہیں کیں) تو صحیح حکم یہ ہے کہ وہ گنہگار ہوگا اس لئے کہ سنتوں کے چھوڑ دینے پر عذاب کی دھمکی آتی ہے۔	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی شخص نے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں پڑھیں اور دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو از روئے استحسان (اسکی نماز) جائز ہے [1]	محیط
۱۷	(۱) عصر سے پہلے چار رکعتیں اور عشاء سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) امام محمدؒ کے ہاں نمازی کو اختیار ہے کہ وہ عصر سے پہلے اور عشا کے بعد چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں پڑھے اور افضل یہ ہے کہ (مذکورہ) دونوں میں چار چار رکعتیں پڑھے۔	کنز کافی
۱۸	مستحب نمازوں میں سے ایک نماز صلوۃ الضحی (چاشت کی نماز) ہے۔ اسکی کم از کم رکعتیں دو ہیں اور اسکی زیادہ سے زیادہ رکعتیں بارہ ہیں اور اس کا وقت سورج اونچا ہونے کے وقت سے زوال تک ہے۔	بحرالرائق
۱۹	مستحب نمازوں میں سے ایک نماز تَحِیَّةُ الْمَسْجِد کی نماز ہے [2] اور یہ دو رکعتیں ہیں۔	بحرالرائق
۲۰	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز (تَحِیَّةُ الْوُضُوْءِ) وضو کے بعد کی دو رکعتیں ہیں [3]	بحرالرائق
۲۱	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز استخارہ کی نماز (کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں) ہے اور یہ دو رکعتیں ہیں۔ [4]	بحرالرائق
۲۲	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز صلوۃ الحاجۃ (کہ فلاں کام ہو جائے) ہے اور یہ دو رکعتیں ہیں [5]	بحرالرائق

(جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا تصور کرے) میرے لئے دین۔ دنیا اور انجام کار میں اس جہاں میں اور اس جہان میں باعث خیر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما۔ اسے میرے لئے آسان کردے اور پھر اس میں میرے لئے برکت عطا فرما۔ اور اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام (جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا تصور کرے یا اس کا نام لے) میرے لئے دین دنیا اور انجام کار میں اس جہان میں اور اس جہان میں باعث شر ہے تو مجھے اس سے ہٹا دے اور اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور میرے لئے خیر مقدر فرما جہاں کہیں ہو اور پھر مجھے اس پر راضی کردے (مترجم) [5] رد المحتار میں صلوۃ الحاجۃ کے لئے چار رکعتوں کا بھی ذکر ہے۔ جنمیں سے پہلی میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورۃ فاتحہ۔ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور صلوۃ الحاجۃ کے لئے دو رکعتوں کا بھی ذکر ہے چنانچہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کرنا ہو یا بندوں سے کوئی کام ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعتیں پڑھے پھر ثنا پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۴۳ — ترجمہ: ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اللہ جو بڑا بردبار اور بخشش کرنے والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو بڑے عرش کا رب ہے اور سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ الٰہی میں تجھ سے ایسے اعمال کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت اترنے اور تیری بخشش لازم ہونے کا سبب ہوں۔ اور میں ہر نیکی سے فائدہ اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ الٰہی میرا کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر اسے بخش دے اور میری کوئی فکر نہ چھوڑ مگر اسے دور کردے اور میری کوئی ایسی حاجت جو تیری پسندیدہ ہو نہ چھوڑ مگر تو اسے پورا کردے۔ اے سب رحم کرنے والوں میں سے بہت زیادہ رحم کرنے والے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴ ۔ ۲۳	(ومنها) صلوٰۃ اللیل	کذا فی البحرالرائق
۲۴	ومنتهی تهجده علیه السلام ثمان رکعات واقله رکعتان	کذا فی فتح القدیر ناقلا عن المبسوط
۲۵	واما صلوٰۃ التسبیح فذکرها فی الملتقط یکبر و یقرأ الثناء ثم یقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر خمس عشرة مرة ثم یتعوذ و یقرأ فاتحة الکتاب وسورة ثم یقرأ هذه الکلمات عشرا وفی الرکوع عشرا وفی القیام عشرا وفی کل سجدة عشرا وبین السجدتین عشرا و یتمها اربع رکعات ۔	کذا فی المضمرات
۲۶	قیل لابن عباس رضی الله تعالی عنه هل تعلم لهذه الصلوٰۃ السورة قال نعم الهاکم التکاثر والعصر وقل یاایها الکافرون وقل هوالله احد قال المعلیٰ ویصلیها قبل الظهر	کذا فی المضمرات

[1] فرض اور وتر کے علاوہ مذکورہ مسنون اور مستحب نمازوں کی کل تعداد ۱۴ ہوئی ان نمازوں کے مزید ۳۳ خاص مواقع ا تا د میں اور مزید کام ص تا س میں ملاحظہ ہوں (ا) درمختار اور ردالمحتار میں ہے سبھی نوافل مسجد کی نسبت گھر میں پڑھنا افضل ہے ۔ مگر مندرجہ ذیل نو نمازوں کے لئے مسجد میں پڑھنے کی فضیلت ہے ۔ نماز تراویح ۔ سورج گرہن پر نماز ۔ تحیۃ المسجد ۔ احرام باندھنے کے وقت کی نماز اگر میقات پر مسجد ہو ۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز ۔ معتکف کے نفل ۔ سفر سے واپس آنے پر دو نفل ۔ خوف وفات پر دو نفل جمعہ کی سنتیں (ان سنتوں کا ذکر ۱/۱۸۲ میں ہے) ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۳۸ ، ۶۳۹ (ب) اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ عیدوں کی نمازیں جامع مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود باہر عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہیں ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲ باب ۱۷ ۔ اور استسقاء (بارش طلب کرنے کے لئے) صاحبین کے ہاں تین دن تک باہر نکل کر دو رکعتیں باجماعت پڑھی جائیں اور دعا کی جائے ماخوذ از عالمگیری بحث ۲ باب ۱۹ (ج) اور فتاوی عالمگیری میں مندرجہ ذیل مواقع پر اکیلے اکیلے نفل پڑھنے کا ذکر ہے ۔ چاند گرہن کے وقت ۔ سخت خوف اور گھبراہٹ پر مثلاً سخت طوفان کے وقت ۔ سخت بارش کے وقت ۔ ژالہ باری کے وقت ۔ آسمان کے سرخ ہو جانے پر ۔ دن کو اندھیرا چھا جانے پر ۔ وبائی امراض پھیلنے پر ۔ زلزلہ آنے پر ۔ بجلی کڑکنے پر ۔ ستاروں کے چھوٹنے پر ۔ رات کے وقت ہولناک روشنی پر ۔ اور دشمن سے خوف پر وغیرہ ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۲ باب ۱۸ ۔ (د) درمختار و ردالمحتار میں مندرجہ ذیل موقعوں پر نفل نمازوں اور خصوصی عبادتوں کا ذکر ہے ۔ عیدوں کی راتوں میں ۔ شعبان کی پندرھویں رات میں ۔ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں ۔ ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں ۔ نیز سفر میں جاتے وقت گھر میں دو رکعتیں ۔ سفر میں ہر منزل پر بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں ۔ توبہ کرنے پر ۔ والدین کو ثواب پہنچانے کے لئے ۔ دفع نفاق کے لئے ۔ اپنے گھر داخل ہونے پر ۔ گھر سے باہر جانے پر ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۲۸ تا ۶۴۴ (س) فرض اور وتر کے علاوہ نمازوں اور خصوصی عبادت کے اہم موقعوں کی تعداد ۳۷ ہوئی اس کے علاوہ عام نفلوں کے لئے حکم ۲۷/۱۸۴ ، ۶/۱۵۷ ملاحظہ ہو ۔ (س) درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر ذکر جہر (یعنی اونچی آواز سے ذکر کرنے) سے کسی سوئے ہوئے شخص کو یا نماز میں مصروف شخص یا تلاوت میں مصروف شخص کو تشویش ہوتی ہو تو ذکر جہر مستحب نہیں ہے ۔ نیز لکھا ہے کہ اگر ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والوں یا سوئے ہوئے لوگوں کے لئے ایذا کا خوف ہو تو ذکر خفی (آہستہ آواز سے ذکر کرنا) بہتر ہے ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۱۸ (ص) نفل عبادات ۔ قرآن خوانی اور قرآن فہمی کے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-۲۳	اور مستحب نمازوں میں سے ایک نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔	بحرالرائق
۲۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں اور کم از کم دو رکعتیں ہیں۔	فتح قدیر
۲۵	اور صلوۃ التسبیح پڑھنے کا قاعدہ ملتقط میں یوں لکھا ہے کہ شروع کی تکبیر کہکر ثنا پڑھے پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار پڑھے۔ پھر تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) پڑھے پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور سورۃ پڑھے پھر یہی (مذکورہ) کلمے دس بار پڑھے پھر رکوع میں دس بار پڑھے پھر (رکوع کے بعد) قیام میں دس بار پڑھے پھر سجدہ میں دس بار پڑھے پھر دونوں سجدوں کے درمیان دس بار پڑھے اور اس نماز کی چار رکعتیں پوری کرے۔	مضمرات
۲۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو اس نماز میں پڑھی جانے والی کوئی خاص سورت بھی معلوم ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ — سورۃ اَلْعَصْرِ — سورۃ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	
	معلیؒ نے کہا ہے کہ صلوۃ التسبیح ظہر سے پہلے پڑھے [1]	مضمرات

[1] متعلق فتاوی عالمگیری سے ماخوذ چند مزید احکام درج ذیل ہیں۔ جن [1] اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے ان میں تلاوت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور دعائیں اور تسبیحات پڑھنا۔ اولی ہے۔ کذا فی الغرائب۔ [2] نوافل پڑھنے کی نسبت پورا قرآن مجید سیکھنا اولی ہے کذا فی خزانۃ المفتین۔ [3] پورا قران مجید سیکھنے کی نسبت فقہ (دین کے احکام) سیکھنا اولی ہے کذا فی قاضیخان۔ [4] رات بھر نوافل پڑھنے کی نسبت فقہ کا مطالعہ کرنا افضل ہے۔ کذا فی خلاصۃ۔ [5] اگر نیت ٹھیک ہو تو فرضوں کے بعد نیکیوں کے تمام اعمال کی نسبت فقہ کا سیکھنا سکھانا افضل ہے اور نیت ٹھیک ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اور آخرت سنوارنے کی نیت کرنا ہے کذا فی الوجیز للکردری [6] خود عمل کرنے کی نیت سے سیکھنے والے کی نسبت دوسروں کو سکھانے کی نیت سے سیکھنے والا افضل ہے کذا فی خزانۃ المفتین [7] اگر مسجد میں ایک طرف وعظ (دین کے مسائل وفضائل ونصیحت کے احکام کا بیان) ہو رہا ہو اور دوسری طرف تلاوت ہو رہی ہو تو وعظ سننا اولی ہے۔ کذا فی القنیۃ۔ (مفہوم احکام ماخوذ از فتاوی عالمگیری مصری بحث [28] باب [4] صفحہ [30] (مترجم)

حوالہ	النوافل	الباب التاسع فی النوافل	دفعات وشق نمبر
کذا فی محیط السرخسی	التطوع المطلق یستحب اداؤہ فی کل وقت		۱۸۴ - ۲۷
	وکرہ الزیادۃ علی الاربع فی نوافل النہار		۲۸
	وعلی ثمان لیلا بتسلیمۃ واحدۃ		
کذا فی التبیین	والافضل فیہما رباع لانہ ادوم تحریمۃ فیکون اکثر مشقۃ وازید فضیلۃ ولہذا لونذران یصلی اربعا بتسلیمۃ لایخرج عنہ بتسلیمتین وعلی القلب یخرج		
	الافضل فی السنن والنوافل المنزل لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام صلوۃ الرجل فی المنزل افضل الا المکتوبۃ ثم باب المسجد ان کان الامام یصلی فی المسجد ثم المسجد الخارج ان کان الامام فی الداخل والداخل ان کان فی الخارج وان کان المسجد واحدا فخلف اسطوانۃ		۲۹
	وکرہ خلف الصفوف بلاحائل		
	واشدھا کراھۃ ان یصلی فی الصف مخالطا للقوم		
	وھذا کلہ اذا کان الامام فی الصلوۃ اما قبل الشروع فیأتی بہا فی المسجد فی ای موضع شاء		
	فاما السنن التی بعد الفرائض فیأتی بہا فی المسجد فی مکان صلی فیہ فرضہ والاولی ان یتخطی خطوۃ		
کذا فی الکافی	والامام یتأخر عن مکان صلی فیہ فرضہ لامحالۃ		
	وذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کلہ فی البیت الا التراویح		
	ومنہم من قال یجعل ذلک احیانا فی البیت		
کذا فی النہایۃ	والصحیح ان کل ذلک سواء فلا تختص الفضیلۃ بوجہ دون وجہ ولکن الافضل مایکون ابعد من الریاء واجمع للاخلاص والخشوع		
کذا فی الزاہدی	وفی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدھا لایصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی ولایستفتح اذا قام الی الثالثۃ بخلاف سائر ذوات الاربع من النوافل		۳۰

لـــہ نوافل کے لئے مکروہ اوقات حکم نمبر ۱۰۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ یعنی اگر کسی نے دو سلاموں میں چار رکعتیں پڑھنے کی نذر کی اور پھر ایک سلام میں چار رکعتیں پڑھیں تو وہ اپنی نذر سے فارغ ہو جائے گا۔ (مترجم) ـــہ اس کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-۲۷	عام نفل نماز کا پڑھنا ہر (جائز) وقت میں مستحب ہے ؎۱	محیط سرخسی
۲۸	(ا) (ایک سلام میں) دن کے نفلوں میں چار رکعتوں سے زیادہ پڑھنا۔ اور رات کے نفلوں میں آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (ب) اور دونوں (دن ہو یا رات) میں افضل یہ ہے کہ (ایک سلام میں) چار رکعتیں پڑھے اس لئے اس میں تحریمہ دیر تک باقی رہتی ہے۔ پس اسمیں مشقت بہت اور فضیلت زیادہ ہوگی۔ (ج) اسی لئے اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ ایک سلام میں چار رکعتیں پڑھے گا تو وہ دو سلاموں سے چار رکعتیں پڑھ کر اپنی نذر سے فارغ نہ ہوگا۔ اور اگر الٹ ہو تو وہ نذر سے فارغ ہو جائے گا ؎۲	تبیین
۲۹	(ا) (فرضوں سے پہلے کی) سنتیں اور نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مرد کی نماز گھر میں افضل ہے۔ مگر فرض نماز (کیونکہ وہ مرد کیلئے مسجد میں افضل ہے)۔ سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھنا افضل ہے جبکہ مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو۔ اس کے بعد سنتیں باہر کی مسجد میں پڑھنا افضل ہے جبکہ اندر کی مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو اس کے بعد سنتیں اندر کی مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ جبکہ باہر کی مسجد میں امام نماز پڑھا رہا ہو۔ اور اگر مسجد (کا کمرہ) ایک ہی ہو تو مسجد کے ستون کے پیچھے سنتیں پڑھنا افضل ہے ؎۲ اور یہ مکروہ ہے کہ (جماعت ہو رہی ہو اور) کوئی شخص صفوں کے پیچھے بغیر کسی حائل (پردہ) کے سنتیں پڑھ رہا ہو ؎۳ اور سب سے زیادہ کراہت اس میں ہے کہ (جماعت کھڑی ہو) اور کوئی شخص جماعت کی صفوں میں ملکر سنتیں پڑھ رہا ہو ؎۳ اور یہ ؎۴ مذکورہ سب احکام اس صورت میں ہیں کہ جب (مسجد میں) امام نماز پڑھا رہا ہو۔ مگر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مسجد میں جہاں چاہے پڑھے۔ ؎۵ اور وہ سنتیں جو فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ انہیں مسجد میں اسی جگہ پڑھنا چاہیئے جہاں فرض نماز پڑھی ہے۔ اور اولی یہ ہے کہ ایک قدم ہٹ جائے ؎۶ اور امام کو اپنی جگہ سے ضرور ہٹ جانا چاہیئے۔	کافی
	(ب) اور حلوانیؒ نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ تراویح ؎۷ کے سوا تمام سنتیں گھر میں پڑھے۔ (ج) بعض کا قول ہے کہ سنتیں کبھی کبھی گھر پڑھا کرے۔ (د) اور صحیح حکم یہ ہے کہ مذکورہ سب صورتیں برابر ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک صورت سے فضیلت مخصوص ہو اور دوسری صورت میں فضیلت نہ ہو البتہ (سنتیں پڑھنے میں) افضل صورت وہ ہے کہ جو دکھاوے سے زیادہ دور ہو اور اخلاص (ریا سے پاک ہونا) ؎۸ اور خاکساری کی جامع ہو۔	نہایہ
۳۰	وہ چار سنتیں جو ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور بعد پڑھی جاتی ہیں ان کے پہلے قعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں کھڑا ہو تو ثنا (سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ) بھی نہ پڑھے۔ مگر (مذکورہ تینوں نمازوں کے	

؎۷ تراویح کے متعلق حکم ۱۷/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ ریا کے مفہوم کی وضاحت کے لئے حکم نمبر ۵۶، ۵۷/۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	النوافل الباب التاسع فی النوافل	دفعات وشق نمبر
کذا فی الخلاصۃ	ولو صلی رکعتی الفجر والاربع قبل الظهر واشتغل بالبیع او الشراء او الاکل او الشرب فانه یعید السنة اما باکل لقمة و شربة لا تبطل السنة	۱۸۴-۳۱
کذا فی النهایة	ولو تکلم بعد الفریضة هل تسقط السنة قیل تسقط وقیل لا ولکن ثوابه انقص من ثوابه قبل التکلم	۳۲
کذا فی المضمرات	یقرأ فی کل رکعة من التطوع بفاتحة الکتاب وسورة فلو ترک القراءة فی رکعة او رکعتین فسد ذلک الشفع	۳۳
کذا فی الزاهدی	وان شرع فی النافلة علی ظن انها علیه ثم تبین انها لیست علیه فافسدها لم یقض	۳۴
کذا فی الخلاصة	واتفق اصحابنا ان الشروع فی التطوع بمطلق النیة لا یلزمه اکثر من رکعتین	۳۵
کذا فی الخلاصة	والاختلاف فیما اذا نوی الاربع	۳۶
کذا فی القنیة	نوی ان یتطوع اربعا و شرع فهو شارع فی الرکعتین عند ابی حنیفة رح و محمد رح	
	رجل صلی اربع رکعات تطوعا ولم یقعد علی رأس الرکعتین عامدا لا تفسد صلوته استحسانا وهو قولهما وفی القیاس تفسد وهو قول محمد رح ولو صلی التطوع ثلاث رکعات ولم یقعد علی رأس الرکعتین الاصح انه تفسد صلوته ولو صلی ست رکعات او ثمانی رکعات بقعدة واحدة اختلف المشائخ رح فیه والاصح انه علی هذا القیاس والاستحسان وذکر الامام الصفار رح فی نسخته من الاصل انه ان لم یقعد حتی قام الی الثالثة علی قیاس قول محمد رح یعود ویقعد وعندهما لا یعود	۳۷

۱؎ یعنی چار نفلوں کے پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت کے شروع میں ثنا پڑھے اور تعوذ بھی پڑھے خواہ نذر کے نفل ہوں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۳ (مترجم) ۲؎ نماز میں سنتوں اور فرضوں میں اتصال چاہیے اسکے متعلق حکم نمبر ۲۹/۱۸۴ ملاحظہ ہو اور ردالمحتار میں ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان منافی عمل کی وجہ سے اعادہ اس لئے ہے کہ انکا سنت ہونا باطل ہو گیا نیز مذکورہ صورت میں سنتوں کا ثواب کم ہونا یا ان کا سنت ہونا باطل ہو جانا اس صورت میں ہے کہ کسی عذر شرعی کے بغیر ہو

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	علاوہ) باقی چار رکعت والی تمام نفل نمازوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے [1]	زاہدی
۳۱	اگر کوئی شخص فجر کی دو سنتیں اور ظہر کی چار سنتیں پڑھ کر خرید و فروخت یا کھانے پینے میں مشغول ہوگیا تو ان سنتوں کو لوٹائے۔ البتہ ایک آدھ لقمہ کھانے یا ایک بار پینے سے سنت باطل نہیں ہوتی [2]۔	خلاصہ
۳۲	اگر کسی نے فرض نماز کے بعد[3] (دنیوی) باتیں کیں تو کیا اس سے سنتیں ساقط ہوجاتی ہیں ؟ بعض فقہاء[4] کا قول ہے کہ ساقط ہوجاتی ہیں اور بعض فقہاء[4] کا قول ہے کہ سنتیں ساقط نہیں ہوتیں۔ لیکن (فرضوں کے بعد باتیں کرکے پھر سنتیں پڑھے تو) اس کا ثواب باتیں کرنے سے پہلے (سنتیں پڑھنے) کے ثواب سے کم ہوجاتا ہے۔	نہایہ
۳۳	نفل کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے۔ پس اگر اس نے ایک رکعت میں یا دو رکعتوں میں قرأت چھوڑ دی تو وہ شفع (رکعتوں کا جوڑا) فاسد ہوجائے گا۔	مضمرات
۳۴	اگر کسی نے اس گمان پر نفل نماز شروع کی کہ وہ اس کے ذمے ہے پھر ظاہر ہوا کہ وہ نماز اسکے ذمہ نہ تھی پس اس نے اسے توڑ دیا۔ تو (اس کے ذمہ) اسکی قضا نہیں ہے۔	زاہدی
۳۵	ہمارے اصحاب کا اس حکم پر اتفاق ہے کہ مطلق نیت سے (جس میں دو یا چار رکعتوں کی قید نہ ہو) نفل شروع کرنے پر دو رکعتوں سے زیادہ لازم نہیں ہوتے۔	خلاصہ
۳۶	(ا) اور اگر چار نفلوں کی نیت (سے شروع) کرے تو (اس پر رکعتیں لازم ہونے کی تعداد میں) اختلاف ہے۔ (ب) چار نفلوں کی نیت کرکے نماز شروع کی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسکا شروع ہونا دو رکعتوں میں ہے [4]۔	خلاصہ قنیہ
۳۷	(ا) کسی شخص نے چار نفل پڑھے اور دو رکعت کے بعد جان بوجھ کر التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو ازروئے استحسان اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے[5] اور ازروئے قیاس (اسکی نماز) فاسد ہوجائے گی اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے۔ (ب) اگر کسی شخص نے تین رکعت نفل پڑھ لئے اور دو رکعتوں کے بعد التحیات کیلئے نہیں بیٹھا تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ج) اور اگر کسی نے چھ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ایک ہی قعدہ سے پڑھیں (یعنی صرف آخر میں التحیات کے لئے بیٹھا) تو اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا حکم (۳۷/۱۸۴ ا میں) مذکورہ قیاس اور استحسان میں بیان کردہ حکم کی طرح ہے (د) امام صفارؒ نے اصل کے اپنے نسخہ میں لکھا ہے کہ (نفل نماز میں) اگر کوئی شخص پہلی التحیات کے لئے نہ بیٹھا۔ حتی کہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو امام محمدؒ کے قیاس کے مطابق وہ لوٹے اور التحیات کے لئے بیٹھے اور	

[1] ردالمحتار ج ا ص ۶۳۲ [2] نیز ان کا سنت ہونا باطل ہوجانے سے یہ اشارہ اخذ ہوتا ہے کہ اصل نماز باطل نہیں ہوتی اس لئے نماز باطل ہونے کے متعلق خلاصہ میں لکھا ہے قال رضی اللہ عنہ ھذا مشکل لانہ لا روایۃ فیہ اصلا الخلاصۃ الفتاوی ج ا ص ۶۲ نیز فجر کی سنتوں کے متعلق حکم ۸/۱۸۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [3] نماز میں فرضوں اور سنتوں میں اتصال کے متعلق حکم نمبر ۱۷-۱۸/۱۳۸ ، ۲۹/۱۸۴ ملاحظہ ہو اور امام فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے دین کی بات اور وعظ نصیحت کرے تو روایات میں اسکا ثبوت آتا ہے جیسا کہ بخاری شریف ج ا ص ۸۴ میں ہے (مترجم) [4] اسکے متعلق حکم نمبر ۵/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیسا کہ حکم ۱۳/۱۸۴ ، ۱۱/۱۸۶ میں اسی قسم کا حکم ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴-	ویلزمہ سجود السہو	کذا فی الخلاصۃ
	ھٰذا اذا نوی اربعا فان لم ینو اربعا وقام الی الثالثۃ یعود اجماعا و تفسد ان لم یعد	کذا فی البرجندی
۳۸	والاربع قبل الظہر حکمہا حکم التطوع عند محمد رح واما عند ابی حنیفۃ رح ففیہ قیاس واستحسان - فی الاستحسان لاتفسد وھو المأخوذ	کذا فی المضمرات
۳۹	والوتر حکمہ حکم التطوع عند محمد رح واما عند ابی حنیفۃ رح ففیہ قیاس واستحسان و فی الاستحسان لایفسد وفی القیاس یفسد عندہ وھو المأخوذ	کذا فی الخلاصۃ
۴۰	واذا افتتح التطوع علی غیر وضوء او فی ثوب نجس لم یکن داخلا فی صلوتہ فاذا لم یصح شروعہ لایلزمہ القضاء	کذا فی المحیط
۴۱	ویجوز ان یتنفل القادر علی القیام قاعدا بلا کراھۃ فی الاصح	کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک رح
۴۲	واذا افتتح التطوع قائما ثم اراد ان یقعد من غیر عذر فلہ ذلک عند ابی حنیفۃ رح استحسانا	کذا فی المحیط
۴۳	اذا تطوع قائما فاعیا لاباس بان یتوکاء علی عصا او حائط	ھکذا فی شرح جامع الصغیر الحسامی
۴۴	ولو صلی التطوع بالایماء بغیر عذر لایجوز	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۵	ولو شرع فی النفل ثم افسدہ ان خرج بہ من التحریمۃ کما لو احدث او تکلم لایصح بناء الاخیرین	
	وان لم یخرج کما لو ترک القراءۃ یصح بناء الاخیرین علیہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۶	ولو صلی قاعدا فی التطوع او الفریضۃ وھو لا یقدر علی القیام فانہ بالخیار ان شاء جلس محتبیا فی حالۃ القراءۃ وان شاء جلس متربعا	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن شرح الطحاوی
	والمختار انہ یقعد کما یقعد فی حالۃ التشہد	کذا فی الہدایۃ
۴۷	ولو افتتح التطوع وادی البعض قاعدا ثم بدا لہ ان یقوم فقام وصلی البعض قائما اجزاہ عندھم جمیعا	کذا فی المحیط

ـلہ جیساکہ حکم ۵۴ب/۱۸۴ میں ہے اور اگر تراویح کی نماز میں دوسری رکعت پر التحیات کیلئے نہیں بیٹھا اور تیسری کے لئے کھڑا ہو گیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
ـلہ اور ثواب آدھا ہوگا - جیساکہ اس قسم کا حکم ۲۰/۱۸۶ میں ہے (مترجم) ـلہ اس کے متعلق حکم ۵۵-۵۲/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
	امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق نہ لوٹے اور اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔	خلاصہ
۱۸۴-	(س) یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے چار نفلوں کی نیت کی تھی۔ اور اگر اس نے چار نفلوں کی نیت نہ کی تھی اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو وہ لوٹے۔ اس پر اجماع ہے۔ اور اگر نہ لوٹا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔	برجندی
۳۸	ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کے لئے امام محمد رح کے ہاں وہی حکم ہے جو نفلوں کا حکم ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اسمیں بھی قیاس اور استحسان ہے (یعنی اگر ظہر سے پہلے کی چار سنتوں میں پہلی التحیات کیلئے نہ بیٹھا تو اسکی نماز ازروئے استحسان فاسد نہ ہوگی۔ اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے۔	مضمرات
۳۹	نماز وتر کا حکم امام محمد رح کے ہاں نفل نماز کی طرح ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اسمیں بھی قیاس اور استحسان ہے پس (اگر نماز وتر میں التحیات کے لئے نہ بیٹھا تو اسکی) نماز ازروئے استحسان فاسد نہ ہوگی۔ اور ازروئے قیاس فاسد ہو جائے گی اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے۔	خلاصہ
۴۰	اگر کسی نے وضو کے بغیر یا ناپاک کپڑوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ اپنی اس نماز میں داخل نہیں ہوا پس جب اس کا شروع ہونا ہی صحیح نہیں ہوا تو اسپر اسکی قضا بھی لازم نہ ہوگی۔	محیط
۴۱	جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہے۔ اسکے لئے زیادہ صحیح قول کے بموجب کسی کراہیت کے بغیر جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر نفل پڑھے۔	شرح مجمع
۴۲	اگر کسی شخص نے نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر کسی عذر کے بغیر اس نے ارادہ کیا کہ بیٹھ کر پڑھے تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس کے لئے ایسا کرنا ازروئے استحسان جائز ہوگا۔	محیط
۴۳	جب کسی نے نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر تھک گیا تو اگر وہ عصا یا دیوار پر تکیہ لگائے تو کچھ حرج نہیں ہے	شرح جامع صغیر
۴۴	اگر کسی نے نفل نماز بغیر کسی عذر کے اشارہ سے پڑھی تو جائز نہیں ہے	تتارخانیہ
۴۵	اگر کسی نے نفل نماز شروع کرکے پھر توڑ دی تو اسکا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر اس توڑنے سے تحریمہ سے بھی نکل گیا مثلاً یہ کہ اسنے وضو توڑ دیا یا بات کی تو دوسری دو رکعتوں کی بنا صحیح نہیں ہے (ب) اور اگر اس توڑنے سے تحریمہ سے نہیں نکلا۔ مثلاً اس نے قرأت چھوڑ دی[3] تو اس پر دوسری دو رکعتوں کی بنا جائز ہے۔	تتارخانیہ
۴۶	اگر کسی نے نفل نماز یا فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہے۔ تو قرأت کرنے کی حالت میں اسے اختیار ہے (ا) چاہے تو احتباء[4] کی حالت میں بیٹھے (ب) اور چاہے تو چار زانو (چوپٹ) ہو کر بیٹھے (ج) اور مختار حکم یہ ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) اس طرح بیٹھے جس طرح التحیات کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔	تتارخانیہ، ہدایہ
۴۷	اگر کسی نے نفل نماز شروع کی اور اسکا کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا پھر اسے کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کا خیال ہوا پس وہ کھڑا ہو گیا اور نماز کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر پڑھا تو سب کے نزدیک اسے کفایت کر جائے گا۔	محیط

[4] احتباء۔ رانوں کو پیٹ سے ملاکر اور پنڈلیوں کو رانوں سے ملاکر ایک رومال یا چادر وغیرہ سے کمر اور پنڈلیوں کو باندھنا۔ ماخوذ از ترجمہ منتہی الادب ج ۱ ص ۲۳ والمنجد اردو ص ۲۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
١٨٤-٤٨	ولا یکرہ	کذا فی محیط السرخسی
٤٩	ومن صلی التطوع قاعدا فاذا اراد الرکوع قام ورکع فالافضل ان یقرأ شیأ اذا قام فان قام مستویا ولم یقرأ شیأ ورکع اجزأہ[1] وان لم یستو قائما ورکع لا یجزیہ	کذا فی الخلاصۃ
٥٠	وقضی رکعتین لو نوی اربعا وافسدہ بعد القعود الاول او قبلہ	کذا فی الکنز
٥١	وعلی ہذا سنۃ الظہر لانہا نافلۃ وقیل یقضی اربعا احتیاطا لانہا بمنزلۃ[2] صلوٰۃ واحدۃ	کذا فی الہدایۃ والکافی
٥٢	وہو الاصح	کذا فی المضمرات
٥٣	ونص صاحب النصاب علی انہ الاصح	کذا فی البحر الرائق
٥٤	ولو قام المتطوع الی الثالثۃ فتذکر انہ لم یقعد یعود وان کانت سنۃ الظہر وعن علی البزدوی رح انہ لا یعود وان لم ینو اربعا وقام الی الثالثۃ یعود اجماعا وتفسد ان لم یعد	کذا فی البرجندی
٥٥	ولو قعد فی الشفع الاول وسلم او تکلم لا یلزمہ شئ وعن ابی یوسف رح انہ یلزمہ قضاء الاخریین ولو نوی اربعا ولم یقراء فیہن شیاء او قرأ فی احدی الاخریین فقط یلزمہ قضاء الاولیین عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وعند ابی یوسف رح یقضی اربعا ولو قرأ فی احدی الاولیین واحدی الاخریین او قرأ فی احدی الاولیین لا غیر فعلی قول ابی حنیفۃ رح وابو یوسف رح یقضی اربعا وعند محمد رح یقضی الاولیین	

[1] جیسا کہ حکم نمبر ٣٣/١٣٩ میں ہے (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم ٣٢/١٨٤ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] یعنی اگر ظہر کی چار سنتیں شروع کرنے کے بعد پہلی التحیات بیٹھنے سے پہلے یا بعد انہیں توڑ دیا۔ تو مذکورہ حکم کی رو سے دو رکعتیں ہی قضا کرے گا جیسا کہ ٥٠/١٨٤ میں نقل

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-۴۸	اور (مذکورہ صورت میں) ایسا کرنا مکروہ نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۴۹	جس شخص نے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جب اس نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو کھڑے ہوکر رکوع گیا تو اسکے لئے افضل یہ ہے کہ جب کھڑا ہوا ہے تو (قیام میں) کچھ قرأت بھی کرلے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا اور (کھڑا ہونے کی حالت میں) کچھ قرأت کئے بغیر رکوع کر دیا تو اسے کفایت کرجائیگا۔ اور اگر کھڑا ہونے میں سیدھا کھڑا نہیں ہوا اور (صرف رکوع کی حد تک اٹھکر) رکوع کیا تو اسے کفایت نہ کریگا۔ ؎۱	خلاصہ
۵۰	اگر کسی نے چار رکعت نماز (نفل) کی نیت کرکے پہلی التحیات کے لئے بیٹھنے کے بعد یا اس سے پہلے اس نماز کو توڑدیا تو وہ دو رکعتوں کی قضا کرے گا ؎۲	کنز
۵۱	(ا) اس مذکورہ حکم کی طرح ظہر کی چار سنتوں کا حکم ہے ؎۳ اس لئے کہ وہ نفل ہیں (ب) اور بعض کا قول ہے کہ احتیاطاً چار رکعتیں قضا کرے گا اس لئے کہ وہ سب بمنزلہ ایک نماز کے ہیں۔	ہدایہ - کافی
۵۲	اور یہی حکم (کہ مذکورہ صورت میں احتیاطاً چار رکعتیں قضا کرے) زیادہ صحیح ہے۔	مضمرات
۵۳	اور صاحب نصاب نے اسکی صراحت کی ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے۔	بحر رائق
۵۴	(ا) (چار رکعت کی نیت سے) نفل پڑھنے والا اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اسے یاد آیا کہ اس نے (دو رکعتوں کے بعد) قعدہ نہیں کیا تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) لوٹے خواہ ظہر کی سنتوں میں یہ صورت پیش آئی ہو ؎۴ اور علی بزدوی سے منقول ہے کہ وہ نہ لوٹے۔ (ب) اور اگر اس (نفل پڑھنے والے) نے چار رکعت کی نیت نہیں کی تھی اور وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس کے لئے بالاجماع حکم یہ ہے کہ وہ التحیات بیٹھنے کے لئے لوٹے اور اگر وہ نہ لوٹا تو (اسکی وہ) نماز فاسد ہوجائیگی۔	برجندی
۵۵	(ا) (اگر چار نفلوں کی نیت کی اور) پہلے دوگانہ میں التحیات کے لئے بیٹھا اور سلام پھیر دیا یا بات کردی۔ تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اس پر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے۔ (ب) اگر کسی نے چار نفلوں کی نیت کی اور کسی رکعت میں قرأت نہ کی یا دوسرے دوگانہ میں سے صرف ایک رکعت میں قرأت کی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں اسپر پہلی دو رکعتوں کی قضا لازم ہوگی۔ اور امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ چار رکعتیں قضا کرے گا۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے پہلی دو رکعتوں میں سے ایک میں اور آخری دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی یا اس نے پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی اور اسکے علاوہ کسی رکعت میں قرأت نہیں کی تو وہ امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب چار رکعتوں کی قضا کرے گا ؎۵ اور امام محمد رح کے ہاں وہ پہلی دو رکعتیں قضا کرے گا۔ (د) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے پہلی دو رکعتوں میں قرأت کی اور اسکے علاوہ کسی	

کے لئے یہی حکم ہے (مترجم) ؎ جیسا کہ حکم ۱۸۴/۳۷ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴-	ولو قرأ فی الاولیین لاغیرا وقرأ فی الاولیین واحدی الاخریین فعلیہ قضاء الاخریین بالاجماع ولو قرأ فی الاخریین لاغیرا وقرأ فی الاخریین واحدی الاولیین فعلیہ قضاء الاولیین بالاجماع	ھکذا فی التبیین
۵۱	والاصل فیہا عند محمد رح ان ترک القراءۃ فی الاولیین او فی احداہما یبطل التحریمۃ اذا قید الرکعۃ بالسجدۃ فلا یصح البناء علیہ وعند ابی یوسف رح ترک القراءۃ فی الشفع الاول لایوجب بطلان التحریمۃ لان القراءۃ رکن زائد بدلیل وجود الصلوۃ بدونہا فی الجملۃ کصلوۃ الامی والاخرس والمقتدی لکن یوجب فساد الاداء وھو لایزید علی ترکہ فلا یبطل التحریمۃ فیصح شروعہ فی الشفع الثانی وعند ابی حنیفۃ رح ترک القراءۃ فی الاولیین یوجب بطلان التحریمۃ لاجماع الامۃ علی وجوبہا فلایصح البناء علیہ وفی احداہما مختلف فیہ فحکمنا ببطلانہا فی حق لزوم القضاء وببقائہا فی حق لزوم الشفع الثانی احتیاطا	ھکذا فی التبیین
۵۷	الداخل مع الامام فی الاولیین من التطوع اذا تکلم قبل ان یدخل امامہ فی الاخریین لایلزمہ الا الاولیان عندہما ولو تکلم بعد ما قام الامام الی الاخریین وقرأ فی الاربع یقضی اربعا ولو اقتدی بہ فی الاخریین وصلاہما مع الامام قضی الاولیین	کذا فی محیط السرخسی
۵۸	اقتدی المتطوع بمصلی الظہر فی اولہ او آخرہ ثم تکلم قضی اربعا	کذا فی محیط السرخسی
۵۹	اقتدی المتطوع بمصلی الظہر ثم ذکر انہ لم یصل الظہر قطعہا واستأنف التکبیر للظہر ولا قضاء علیہ	کذا فی محیط السرخسی
۶۰	رجل یصلی الظہر فقال آخر للہ علی ان اصلی خلف ھذا الرجل ھذہ الصلوۃ تطوعا ثم ذکر انہ لم یصل الظہر فدخل معہ ینوی الظہر اجزأتہ عن الظہر ولا یلزمہ قضاء شیئ	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ جیساکہ حکم ۴۵/۱۸۴ میں ہے (مترجم) ۲؎ کسی شئی کی شرط یا اسکا رکن فوت ہوجائے تو وہ باطل ہے اور اگر اسکا وصف مرغوب فوت ہوجائے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۴-	رکعت میں قرأت نہیں کی یا اسنے پہلی دو رکعتوں میں اور آخری دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں قرأت کی تو (اس صورت میں) بالاجماع اسپر آخری دو رکعتوں کی قضا لازم ہے اور اگر اس نے آخری دو رکعتوں میں قرأت کی اور اسکے علاوہ کسی رکعت میں قرأت نہیں کی یا اس نے آخری دو رکعتوں میں اور پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قرأت کی تو (اس صورت میں) بالاجماع اس پر پہلی دو رکعتوں کی قضا لازم ہے۔	تبیین
۵۶	(و) اور ان (مذکورہ مسائل) میں اصول یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں پہلی دو رکعتوں میں یا پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑنے سے (اس نماز کی) تحریمہ باطل ہو جاتی ہے۔ جبکہ بغیر قرأت والی رکعت کا سجدہ کرے پس اس تحریمہ پر (دوسرے شفع کی) بنا صحیح نہیں۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں پہلے دوگانہ میں قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل[1] نہیں ہوتی اس لئے کہ قرأت ایک زائد رکن ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ فی الجملہ (بعض صورتوں میں) نماز بغیر قرأت کے بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ امی۔ گونگے اور مقتدی کی نماز لیکن قرأت چھوڑنے سے ادا فاسد ہو جاتی ہے اور فسادِ ادا ترک ادا سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔[2] پس تحریمہ باطل نہ ہوگی اور دوسرے دوگانہ میں اسکا شروع ہونا صحیح ہوگا۔ (ج) اور[1] امام ابو حنیفہؒ کے ہاں پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت چھوڑنے سے (اس نماز کی) تحریمہ باطل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ قرأت واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ پس اس پر بنا کرنا صحیح نہیں۔ اور[2] پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں قرأت چھوڑنے کے حکم میں اختلاف ہے۔ پس ہم نے قضا لازم ہونے میں تحریمہ باطل ہونے کا حکم کیا اور دوسرے دوگانہ کے لازم ہو جانے میں از روئے احتیاط تحریمہ کے باقی رہنے کا حکم کیا۔	تبیین
۵۷	(ا) جو شخص امام کے ساتھ نفل کی پہلی دو رکعتوں میں داخل ہوا اس نے اسوقت بات کر دی جبکہ امام ابھی دوسرے دوگانہ میں داخل نہیں ہوا تو صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ و محمدؒ) کے ہاں اسپر صرف پہلی دو رکعتوں کی قضا لازم ہو گی۔ اور[2] اگر اس نے اس وقت بات کی جبکہ امام دوسرے دوگانہ کے لئے کھڑا ہو چکا تھا اور امام نے چار رکعتوں میں قرأت کی تو وہ چار رکعتیں قضا کرے گا۔ (ب) اور اگر اس نے امام کے ساتھ دوسرے دوگانہ میں اقتدا کی اور انہیں امام کے ساتھ پڑھا تو (اس صورت میں) وہ پہلی دو رکعتوں کی قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۵۸	کسی شخص نے نفل کی نیت سے ظہر کی (فرض) نماز پڑھنے والے کے پیچھے اول نماز یا آخر نماز میں اقتدا کی پھر بات کر دی تو وہ چار رکعتوں کی قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۵۹	کسی شخص نے نفل کی نیت سے ظہر کی (فرض) نماز پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی پھر اسے یاد آیا اس نے ظہر کے فرض نہیں پڑھے۔ تو وہ اس نماز کو قطع کرے۔ از سرِ نو تکبیر کہے اور اسپر (ان توڑے ہوئے نفلوں کی) قضا نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۶۰	کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے اللہ کے لئے منت مانی ہے کہ میں اس شخص کے پیچھے بھی نماز نفل پڑھوں گا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی چنانچہ وہ ظہر کی (فرض) نماز کی نیت سے اسکے ساتھ نماز میں داخل ہو گیا تو (اس صورت میں) اسے ظہر کی نماز کیلئے کفایت کر جائیگا اور اسپر کوئی قضا لازم نہیں۔	محیط سرخسی

[1] تو وہ شی فاسد ہے معاملات میں تو باطل ہونے اور فاسد ہونے سے فرق پڑتا ہے مگر عبادات میں ایکدوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے ماخوذ از ردالمحتار ج۱ ص۴۰۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۴-۶۱	رجل صلی اربعا تطوعا فاقتدی به رجل فی الخامسة ثم افسدها یقضی المقتدی ستا ولو اقتدی به بعد ما صلی رکعتین فرعف المقتدی فانطلق یتوضأ فصلی امامه ثلاثا ثم تکلم المقتدی ثم اتم الامام الصلوٰۃ ستا یقضی المقتدی اربعا	کذا فی محیط السرخسی

۱۸۵- ومما یتصل بذلک مسائل — تعداد شق ۱۲

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل	حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلک مسائل) لو نذر السنن واتی بالمنذور به فهو السنة وقال تاج الدینؒ ابو صاحب المحیط لا یکون آتیا بالسنة لانه لما التزمها صارت اخری فلا تنوب مناب السنة	کذا فی البحر الرائق
۲	لو قال لله علی ان اصلی یوما فعلیه رکعتان	کذا فی القنیة
۳	ولو نذر صلوات شهر فعلیه صلوات شهر کالمفروضات مع الوتر دون السنة لکنه یصلی الوتر والمغرب اربعا	کذا فی البحر الرائق
۴	رجل قال لله علیّ ان اصلی رکعتین بغیر وضوء لا یلزمه شیء	کذا فی السراجیة
۵	ولو قال بغیر قرأة تلزمه صلوة بقراءة عند علمائنا الثلاثة رح	هکذا فی الخلاصة
۶	ولو قال لله علیّ ان اصلی نصف رکعة او رکعة یلزمه رکعتان وهذا قول ابی یوسفؒ وهو المختار	هکذا فی الخلاصة
۷	ولو قال ثلاث رکعات یلزمه اربع رکعات	هکذا فی الخلاصة
۸	ولو قال لله ان اصلی الظهر ثمانی رکعات لیس علیه الا الظهر اربع رکعات	هکذا فی الخلاصة
۹	نذر ان یصلی رکعتین فصلاهما قاعدا جاز وعلی الدابة لا	کذا فی السراجیة
۱۰	ولو نذر ان یصلی قائما یلزمه قائما ویکره الاعتماد علی شیء	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	اذا قال لله علیّ ان اصلی رکعتین الیوم فلم یصلهما قضاهما	

لہ نذر کے مزید مسائل فتاوی کی بحث ۲ روزے کی بحث میں اور بحث ۱۰ قسموں کی بحث میں اور بحث ۴۷ قربانی کی بحث

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام	حوالہ
	نوافل کا بیان	
۱۸۴-۶۱	(ا) کسی شخص نے چار رکعت نفل پڑھے پھر اس نے پانچویں رکعت شروع کردی جس میں کسی شخص نے اس کے پیچھے اقتداء کی پھر اس (امام) نے نماز کو فاسد کردیا تو (اس صورت میں) مقتدی چھ رکعتیں قضا کرے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسکے پیچھے کسی شخص نے اسوقت اقتدا کی جبکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا تھا پھر مقتدی کی نکسیر پھوٹی اور وہ وضو کرنے چلا گیا۔ پھر (اسکے بعد) اسکے امام نے تین رکعتیں پڑھیں پھر مقتدی نے بات کردی اور امام نے چھ رکعتیں پوری کردیں تو مقتدی چار رکعتیں قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۱۸۵	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل (نماز کیلئے نذر[۱] ماننے کا بیان)** اور اسمیں ۱۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) کسی نے سنت نمازوں کی منت مانی اور اس منت کو ادا کیا تو وہ سنت (نماز) ہو لی۔ (ب) اور صاحب محیط کے والد تاج الدین رحمہ نے کہا ہے کہ اسکی سنت نماز ادا نہ ہوگی۔ اس لئے کہ جب اسنے اس نماز کو اپنے اوپر لازم کرلیا تو یہ دوسری نماز ہوگئی پس سنت نماز کے قائمقام نہ رہے گی۔	بحرالرائق
۲	اگر کسی نے کہا کہ میں نے اللہ تعالے کے لئے منت مانی ہے کہ ایک دن نماز پڑھوں گا۔ تو اس پر دو رکعتیں لازم ہوں گی۔	قنیہ
۳	کسی شخص نے مہینہ بھر کی نمازوں کی منت مانی تو اسپر مہینہ بھر کے جتنے فرض اور وتر ہیں اتنی نمازیں لازم ہوں گی سنتیں لازم نہ ہوں گی۔ لیکن وہ وتر نمازوں اور مغرب کی نمازوں کے بدلے چار چار رکعتیں پڑھے گا۔	بحرالرائق
۴	اگر کسی شخص نے منت مانی کہا کہ اللہ تعالے کے لئے مجھپر لازم ہے کہ میں دو رکعتیں وضو کے بغیر پڑھوں گا تو اسپر کچھ لازم نہیں۔	سراجیہ
۵	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ میں قرأت کے بغیر نماز پڑھوں گا تو ہمارے تینوں علماء کے ہاں اسپر قرأت کے ساتھ نماز لازم ہوگی۔	خلاصہ
۶	اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ تعالے کے لئے مجھپر لازم ہے کہ آدھی رکعت یا ایک رکعت نماز پڑھوں گا تو اسپر دو رکعتیں لازم ہوں گی اور یہ حکم (امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر ہے اور یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
۷	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) یوں کہا کہ میں تین رکعتیں نماز پڑھوں گا تو اس پر چار رکعتیں لازم ہوں گی۔	خلاصہ
۸	اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالے کے لئے مجھپر لازم ہے کہ میں ظہر کی (فرض) نماز آٹھ رکعتیں پڑھوں گا تو اسپر ظہر کی چار (فرض) رکعتوں کے سوا کچھ لازم نہ ہوگا۔	خلاصہ
۹	کسی نے منت مانی کہ وہ دو رکعتیں پڑھے گا پھر اس نے ان رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھا تو جائز ہے اور اگر ان دو رکعتوں کو سواری پر ادا کیا تو جائز نہیں ہے۔	سراجیہ
۱۰	اگر کسی نے منت مانی کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے اور اس کے لئے اس نماز میں کسی چیز کا سہارا لینا مکروہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۱	(ا) جب کسی نے کہا کہ اللہ تعالے کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ آج دو رکعتیں پڑھوں گا اور پھر اس دن وہ دو رکعتیں نہ پڑھیں تو وہ ان دو رکعتوں کی قضا کرے گا۔	

میں ہیں۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — النوافل	حوالہ
۱۸۵-	ولو قال للہ لاصلین الیوم رکعتین فلم یصلهما کفر عن یمینہ و لاقضاء علیہ	کذا فی السراجیة
۱۲	اذا نذر ان یصلی فی المسجد الحرام او فی مسجد بیت المقدس فصلاها فی مکان دونہ جاز خلافا لزفر رحمہ اللہ	کذا فی السراجیة

الفصل (الثانی) فی التراویح

دفعات ۱۸۶ تا ۱۸۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۶

۱۸۶- التراویح

تعداد شق ۶۶

دفعات وشق نمبر	التراویح	حوالہ
۱	وهی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین	کذا فی السراجیة
۲	ولو زاد علی خمس ترویحات بالجماعة یکرہ عندنا	هکذا فی الخلاصة
۳	والصحیح ان وقتها مابعد العشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر وبعدہ حتی لو تبین ان العشاء صلاها بلا طهارة دون التراویح والوتر اعاد التراویح مع العشاء دون الوتر لانها تبع للعشاء هذا عند ابی حنیفة رحمہ اللہ فان الوتر غیر تابع للعشاء فی الوقت عندہ والتقدیم انما وجب لاجل الترتیب وذلک یسقط بعذر النسیان فیصح اذا ادّی قبل العشاء بالنسیان بخلاف التراویح فان وقتها بعد العشاء فلا یعتد بما ادّی قبل العشاء وعندهما الوتر سنة العشاء کالتراویح فابتداء وقتہ بعد اداء العشاء فتجب الاعادة اذا ادّی قبل العشاء وان کان بالنسیان عندهما کالتراویح وبالجملة اعادة الوتر مختلف فیها واما اعادة التراویح وسائر سنن العشاء فمتفق علیها اذا کان الوقت باقیا	هکذا فی التبیین
۴	ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحة وکذا بین الخامسة والوتر	کذا فی الکافی وهکذا فی الهدایة
	ولو علم ان الجلوس بین الخامسة والوتر یثقل علی القوم لا یجلس	هکذا فی السراجیة
۵	ثم هم مخیرون فی حالة الجلوس ان شاؤا سبحوا وان شاؤا قعدوا ساکتین واهل مکة یطوفون اسبوعا ویصلون رکعتین واهل المدینة یصلون اربع رکعات فرادی	کذا فی التبیین

ـلـہ جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۹۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام نوافل کا بیان	حوالہ
۱۸۵-	(ب) اور اگر کسی نے یوں کہا کہ میں اللہ کے لئے آج ضرور بالضرور دو رکعتیں پڑھوں گا (اور پھر نہ پڑھیں) تو وہ قسم کا کفارہ دیگا اور اس پر قضا لازم نہیں۔	سراجیہ
۱۲	(ا) اگر کسی نے منت مانی کہ وہ مسجد حرام یا بیت المقدس میں نماز پڑھے گا پھر اس نے وہ نماز ان جگہوں کے علاوہ جگہوں میں پڑھی تو جائز ہے (ب) اور امام زفرؒ کا اسمیں اختلاف ہے۔	سراجیہ

(دوسری) فصل تراویح کا بیان

دفعات ۱۸۶ تا ۱۸۶ عنوان ۱ تعداد شق ۶۶

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱۸۶-	**نماز تراویح** اور اس میں ۶۶ شقیں ہیں	
۱	تراویح کی نماز پانچ ترویحہ ہیں۔ ہر ترویحہ دو سلاموں کے ساتھ چار رکعتوں کا ہے۔	سراجیہ
۲	اگر کسی نے تراویح کی نماز میں پانچ ترویحوں سے زیادہ باجماعت نماز پڑھی تو ہمارے ہاں مکروہ ہوگا۔	خلاصہ
۳	(ا) اور صحیح حکم یہ ہے کہ تراویح کا وقت نماز عشا کے بعد فجر طلوع ہونے تک نماز وتر سے پہلے اور بعد تک ہے۔ حتیٰ کہ اگر ظاہر ہوا کہ اس نے نماز عشا وضو کے بغیر پڑھی تھی اور نماز تراویح اور نماز وتر وضو سے پڑھے تھے تو اس صورت میں) عشا کی نماز کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرے گا۔ نماز وتر کا اعادہ نہ کریگا۔ اس لئے کہ نماز تراویح عشا کے تابع ہے۔ یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نماز وتر اپنے وقت میں عشا کی نماز کے تابع نہیں البتہ عشا کی نماز وتر کی نماز سے پہلے پڑھنا ترتیب کی وجہ سے ضروری ہے۔ اور ترتیب بھولنے کے عذر سے ساقط ہوجاتی ہے۔ پس جب بھولے سے نماز وتر عشا سے پہلے پڑھ لی تو صحیح ہے [1] مگر تراویح کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ نماز تراویح کا وقت نماز عشا کے بعد ہے۔ پس جو نماز تراویح نماز عشا سے پہلے ادا ہوئی غیر معتبر ہے۔ (ب) اور صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں نماز وتر بھی نماز تراویح کی طرح نماز عشا کی سنتوں سے ہے لہذا نماز وتر کا ابتدائی وقت عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد ہے پس جب نماز وتر عشا کی نماز سے پہلے ادا ہوئی خواہ بھولے سے ہو صاحبینؒ کے ہاں اس کا اعادہ ضروری ہے جیسا کہ تراویح کے لئے حکم ہے۔ (ج) حاصل یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وتر کی نماز کے اعادہ کے متعلق اختلاف ہے۔ اور تراویح اور عشا کی سنتوں کا اعادہ متفق علیہ ہے بشرطیکہ وقت باقی ہو۔	تبیین
۴	(ا) دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کے بقدر بیٹھنا مستحب ہے (ب) اسی طرح پانچویں ترویحہ اور نماز وتر کے درمیان (بقدر ایک ترویحہ) بیٹھنا مستحب ہے۔	کافی - ہدایہ سراجیہ
۵	اگر امام سمجھے کہ پانچویں ترویحہ اور نماز وتر کے درمیان بیٹھنا لوگوں پر گراں گزرے گا تو (پانچویں ترویحہ کے بعد) نہ بیٹھے۔ پھر (ترویحوں کے درمیان) بیٹھنے کے وقت میں لوگوں کو اختیار ہے (و)، چاہیں تو تسبیح پڑھتے رہیں اور چاہیں تو خاموش بیٹھے رہیں مکہ والے سات دفعہ طواف کرتے اور دو رکعتیں پڑھ لیتے ہیں۔ اور مدینہ والے چار رکعتیں اکیلے پڑھ لیتے ہیں۔	تبیین

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶-۶	والاستراحة علی خمس تسلیمات تکرہ عند الجمهور	کذا فی الکافی
۷	وهو الصحیح	هکذا فی الخلاصة
۸	والمستحب تأخیرها الی ثلث اللیل او نصفه واختلفوا فی ادائها بعد النصف الاصح انه لا یکرہ	کذا فی جواهر الاخلاطی
۹	وهی سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل هی سنة عمر رضی الله عنه والاول اصح	کذا فی جواهر الاخلاطی
۱۰	وهی سنة للرجال والنساء جمیعا	کذا فی الزاهدی
۱۱	ونفس التراویح سنة علی الاعیان عندنا کما روی الحسن رحمه الله عن ابی حنیفة رحمه الله وقیل تستحب والاول اصح	کذا فی التبیین
۱۲	والجماعة فیها سنة علی الکفایة[1]	کذا فی التبیین
۱۳	وهو الصحیح	کذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو ادی التراویح بغیر جماعة او النساء وحدانا فی بیوتهن یکون تراویح	کذا فی معراج الدرایة
۱۵	ولو ترك اهل المسجد کلهم الجماعة فقد اساؤا واثموا	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	وان تخلف واحد من الناس وصلاها فی بیته فقد ترك الفضیلة ولا یکون مسیئا ولا تارکا للسنة واما اذا کان الرجل ممن یقتدی به و تکثر الجماعة بحضورہ وتقل عند غیبته فانه لا ینبغی له ترك الجماعة	کذا فی السراج الوهاج
۱۷	وان صلی بجماعة فی البیت اختلف فیه المشائخ رحمهم الله والصحیح ان للجماعة فی البیت فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فاذا صلی فی البیت بجماعة فقد حاز فضیلة ادائها بالجماعة وترك الفضیلة الاخری هکذا قاله القاضی الامام ابو علی النسفی رحمه الله والصحیح ان اداءها بالجماعة فی المسجد افضل وکذلك فی المکتوبات ولو کان الفقیه قارئا فالافضل والاحسن ان یصلی بقرأة نفسه ولا یقتدی بغیرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	قال الامام اذا کان امامه لحانا لا بأس بان یترك مسجدہ و یطوف وکذلك اذا کان غیرہ اخف قرأة واحسن صوتا ولهذا تبین انه اذا کان لا یختم فی مسجد حیه له ان یترك مسجد حیه و یطوف	کذا فی المحیط

[1] سنت کفایہ وہ سنت ہے جو بعض لوگوں کے ادا کرلینے سے ادا ہوجائے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں جیسا کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اسیطرح تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے اور اصل نماز تراویح سنت عین ہے۔ جیسا کہ حکم $\frac{11}{186}$ میں ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی ایک شخص نے نماز تراویح چھوڑدی

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۶	پانچ سلاموں کے بعد (یعنی دس رکعتوں کے بعد) وقفہ آرام کرنا جمہور کے نزدیک مکروہ ہے۔	کافی
۷	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
۸	مستحب یہ ہے کہ تراویح کی نماز کے لئے تہائی رات یا آدھی رات تک تاخیر کرے اور آدھی رات کے بعد پڑھنے میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	جواہر الاخلاطی
۹	(ا) نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔	جواہر الاخلاطی
۱۰	نماز تراویح مردوں اور عورتوں بجے لئے سنت ہے۔	زاہدی
۱۱	(ا) ہمارے ہاں اصل تراویح سنت عین ہے یہ حسنؒ نے امام ابو حنیفہ رحؒ سے روایت کیا ہے (ب) بعض کا قول ہے کہ نماز تراویح مستحب ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۱۲	نماز تراویح باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ [1]	تبیین
۱۳	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۱۴	اگر تراویح کی نماز جماعت کے بغیر پڑھی یا عورتیں نماز تراویح اکیلے اکیلے اپنے گھروں میں پڑھیں تو تراویح کی نماز ادا ہو جائیگی	معراج الدرایہ
۱۵	اگر مسجد والے سبھی لوگ تراویح کی جماعت چھوڑدیں تو انہوں نے برائی کی اور وہ گناہگار ہوں گے۔	محیط سرخسی
۱۶	(ا) اگر کوئی ایک شخص تراویح کی جماعت والوں سے پیچھے رہ جائے اور اسے اپنے گھر اکیلے پڑھ لے تو اس نے جماعت کی فضیلت چھوڑ دی اور اس صورت میں وہ نہ گنہگار ہوگا نہ تارک سنت قرار پائے گا۔ (ب) لیکن اگر وہ شخص ایسا ہو جو پیشوا ہو۔ اسکے آنے سے جماعت زیادہ ہوتی ہو اور اسکے نہ آنے سے جماعت میں کمی ہوتی ہو تو اسے تراویح کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہیئے۔	سراج وہاج
۱۷	(ا) اگر کسی شخص نے گھر میں جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھی تو اسکے حکم کے متعلق مشائخ رحؒ کا اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ گھر میں جماعت سے پڑھنے کی ایک فضیلت ہے اور مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی ایک مزید فضیلت ہے پس جب کسی نے گھر میں جماعت سے نماز تراویح پڑھی تو اس نے جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت پائی اور دوسری فضیلت (یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کی فضیلت) چھوڑ دی۔ امام ابو علی نسفیؒ نے یونہی کہا ہے۔ (ب) اور صحیح حکم یہ ہے تراویح کا مسجد میں جماعت سے ادا کرنا افضل ہے۔ اور یہی حکم فرض نمازوں کا ہے۔ (ج) اور اگر کوئی فقیہ خود قاری بھی ہو تو افضل اور احسن یہ ہے کہ اپنی قرأت سے (تراویح) پڑھے اور دوسرے کی اقتدا نہ کرے۔	قاضیخان
۱۸	امام نے کہا ہے کہ اگر کسی (کے محلہ) کا امام قرآن مجید غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد چھوڑ دینے اور دوسری جگہ (تراویح کی جماعت) تلاش کرنے میں کچھ حرج نہیں اور اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) جب دوسرا امام قرأت میں تخفیف کرنے والا اور آواز میں اچھا ہو۔ اور اسی سے ظاہر ہے کہ اگر کسی کے محلہ کی مسجد میں (تراویح میں) قرآن مجید کا ختم نہ ہوتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ دے اور دوسری جگہ تلاش کرے۔	محیط

[1] تو اسکے لئے مکروہ ہے اور اگر کسی نے تراویح کی جماعت چھوڑ دی تو مکروہ نہیں ہے۔ (جیساکہ ۱۹/۱۸۶ میں ہے) ماخوذ از ردالمختار ج ۱ صفحہ ۶۶۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶- ۱۹	لا ینبغی للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوشخوان [1] ولکن یقدموا الدرستخوان فان الامام اذا قرأ بصوت حسن یشغله عن الخشوع والتدبر والتفکر -	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	ولو یوتر بجماعة فی رمضان فقط علیه اجماع المسلمین	کذا فی التبیین
۲۱	الوتر فی رمضان بالجماعة افضل من ادائها فی منزله وهو الصحیح	هکذا فی السراج الوهاج
	وقال بعضهم الافضل ان یوتر فی منزله منفردا وهو المختار	هکذا فی التبیین
۲۲	ویکره للرجال ان یستأجروا رجلا یؤمهم فی بیتهم لان استئجار الامام فاسد [2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	ولو صلی التراویح مرتین فی مسجد واحد یکره	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	والفتوی علی ذلك	کذا فی المضمرات
۲۶	والمقتدی اذا صلاها فی مسجدین لا بأس به ولا ینبغی ان یوتر فی المسجد الثانی	کذا فی التاتارخانیة
۲۷	ولو صلی التراویح ثم ارادوا ان یصلوا ثانیا یصلون فرادی	کذا فی التاتارخانیة
۲۸	لو صلی العشاء والتراویح والوتر فی منزله ثم ام قوما آخرین فی التراویح ونوی الامامة کره ولا یکره للقوم ولو لم ینو الامامة اولا وشرع فی الرکوع واقتدی به الناس فی التراویح لم یکره لواحد منهما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	والافضل ان یصلی التراویح بامام واحد فان صلوها بامامین فالمستحب ان یکون انصراف کل واحد علی کمال الترویحة فان انصرف علی تسلیمة لا یستحب ذلك فی الصحیح واذا جازت التراویح بامامین علی هذا الوجه جاز ان یصلی الفریضة احدهما ویصلی التراویح الاخر وقد کان عمر رضی الله تعالی عنه یؤمهم فی الفریضة والوتر وکان ابی رضی الله تعالی عنه یؤمهم فی التراویح	کذا فی السراج الوهاج
۳۰	وامامة الصبی العاقل فی التراویح والنوافل المطلقة تجوز عند بعضهم ولا تجوز عند عامتهم	کذا فی محیط السرخسی
۳۱	اذا فاتت التراویح لا تقضی بجماعة ولا بغیرها وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان

[1] قوله الخوشخوان معناه حسن الصوت والدرستخوان صحیح القرأة - عربی حاشیہ فتاوی ہذا ترجمہ :- خوشخوان کا مفہوم اچھی آواز والا اور درستخوان کا مفہوم درست قرأت کرنے والا (مترجم) [2] قوله لان استئجار الامام فاسد هذا مبنی علی قول القدماء والمتاخرون جوزوا الاستئجار علی الامامة ونحوها وهو المفتی به فی زماننا اھ بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ہذا ترجمہ :- استئجار امام فاسد ہے یہ حکم

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۱۹	لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ تراویح میں خوشخواں کو امام بنائیں بلکہ درست خواں کو امام بنائیں اس لئے کہ امام جب اچھی آواز سے پڑھتا ہے تو خشوع اور غور و فکر میں خلل پڑتا ہے ۔	قاضیخان
۲۰	نماز وتر جماعت کے ساتھ صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے ۔	تبیین
۲۱	(ا) رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا گھر میں وتر پڑھنے سے افضل ہے اور یہی حکم صحیح ہے ۔	سراج وہاج
	(ب) اور بعض کے قول میں افضل یہ ہے کہ نماز وتر اپنے گھر میں اکیلے پڑھے اور یہی حکم مختار ہے ۔	تبیین
۲۲	یہ مکروہ ہے کہ لوگ کسی شخص کو اجرت پر مقرر کریں جو ان کے گھر میں (تراویح کی) امامت کیا کرے اس لئے کہ امام کے لئے اجرت مقرر کرنا فاسد ہے [۳]	قاضیخان
۲۳	اگر کسی نے ایک مسجد میں دوبار تراویح کی نماز پڑھی تو یہ مکروہ ہے ۔	قاضیخان
۲۴	کوئی امام دو مسجدوں میں تراویح کی نماز پوری پوری پڑھاتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے ۔	محیط سرخسی
۲۵	اور فتوی اسی (مذکورہ) حکم پر ہے ۔	مضمرات
۲۶	(ا) مقتدی اگر دو مسجدوں میں تراویح کی نماز پڑھے تو کچھ حرج نہیں ۔ (ب) اور اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ نماز وتر دوسری مسجد میں پڑھے ۔	تتارخانیہ
۲۷	اگر کسی مسجد میں تراویح کی نماز ہو چکی پھر لوگوں نے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ اکیلے اکیلے پڑھیں ۔	تتارخانیہ
۲۸	(ا) کسی شخص نے نماز عشا ۔ نماز تراویح اور نماز وتر اپنے گھر پڑھ لی پھر تراویح میں دوسروں کا امام بنا اور اس نے امامت کی نیت سے ایسا کیا تو اس کے لئے مکروہ ہے اور جماعت کے لوگوں کے لئے مکروہ نہیں ہے ۔ (ب) اور اگر ابتدا میں اس نے امامت کی نیت نہ کی تھی وہ رکوع میں گیا تو لوگوں نے اسکی اقتداء نماز تراویح کیلئے کر لی تو امام اور جماعت والوں میں سے کسی کے لئے بھی مکروہ نہیں ہے ۔	قاضیخان
۲۹	افضل یہ ہے کہ نماز تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھیں اور اگر دو اماموں کے ساتھ پڑھیں تو مستحب ہے کہ ہر امام ترویحہ پورا کر کے ہٹے پس اگر ایک امام ایک سلام پھیرنے کے بعد ہٹ گیا تو صحیح قول کے بموجب یہ مستحب نہیں ہے ۔ جب اس مذکورہ طریق پر دو اماموں کے ساتھ نماز تراویح جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے کہ فرض نماز ایک امام پڑھا دے اور نماز تراویح دوسرا امام پڑھا دے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض نماز اور وتر نماز کی امامت کیا کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز تراویح میں امامت کیا کرتے تھے ۔	سراج وہاج
۳۰	نماز تراویح اور عام نفلوں میں سمجھدار لڑکے کی امامت بعض فقہاءؒ کے ہاں جائز ہے اور اکثر فقہاءؒ کے ہاں جائز نہیں ہے ۔ [۴]	محیط سرخسی
۳۱	اگر نماز تراویح فوت ہو جائے تو اسکی قضا نہ کی جائیگی نہ جماعت سے اور نہ جماعت کے بغیر ۔ اور یہی حکم صحیح ہے ۔	قاضیخان

متقدمین فقہاء رحؒ کے قول پر ہے ۔ اور متاخرین فقہاء نے امامت اور اسکی مانند امور پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے اور ہمارے زمانہ میں اس حکم پر فتوی ہے (مترجم) [۳] اسکے متعلق متقدمین کے ہاں عدم جواز اور متاخرین کے ہاں جواز کے متعلق حاشیہ عربی ملاحظہ ہو نیز قاضیخان، عالمگیریہ، فتح القدیر، البحر الرائق، فتوی مشائخ بلخ، محیط، فتاوی عتابیہ اور رد المحتار میں اسکے جواز کے متعلق حاشیہ حکم $\frac{۱۸}{۱۰۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اسکے متعلق حکم $\frac{۳۸}{۱۵۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۹۶/ا-۳۲	واذا تذکروا انه فسد علیهم شفع من اللیلة الماضیة فارادوا القضاء بنیة التراویح یکره ولو تذکروا تسلیمة بعد ان صلوا الوتر قال محمد بن الفضل رح لا یصلونها بجماعة وقال الصدر الشهید رح یجوز ان یصلوها بجماعة	کذا فی السراج الوهاج
۳۳	اذا سلم الامام فی ترویحة فقال بعض القوم صلی ثلاث رکعات وقال بعضهم صلی رکعتین یأخذ الامام بما کان عنده فی قول ابی یوسف رح وان لم یکن الامام علی یقین یأخذ بقول من کان صادقا عنده	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	واذا شکوا فی عدد التسلیمات اختلف المشائخ رح فی الاعادة وعدمها جماعة اوفرادی والصحیح ان یعید وافرادی	هکذا فی المحیط
۳۵	صلی العشاء وحده فله ان یصلی التراویح مع الامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لیس لهم ان یصلوا التراویح بجماعة	کذا فی القنیة
۳۶	واذا صلی معه شیئاء من التراویح اولم یدرک شیئاء منها اوصلاها مع غیره له ان یصلی الوتر معه هو الصحیح	کذا فی القنیة
۳۷	واذا فاتته ترویحة اوترویحتان فلو اشتغل بها یفوته الوتر بالجماعة یشتغل بالوتر ثم یصلی ما فاته من التراویح وبه کان یفتی الشیخ الامام الاستاذ ظهیر الدین رح	کذا فی الخلاصة
۳۸	لو وجد[1] الامام فی الصلوة ولم یدر انها الفریضة او التراویح فقال ان کانت العشاء اقتدیت به وان کانت التراویح ما اقتدیت به لا یصح الاقتداء سواء کان فی العشاء اوفی التراویح	کذا فی الخلاصة
۳۹	ولو قال ان کان فی العشاء اقتدیت به وان کان فی التراویح اقتدیت به فظهر انه فی التراویح اوفی العشاء صح الاقتداء	کذا فی الخلاصة
۴۰	ولو صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی مکتوبة اووترا اونافلة الاصح انه لا یصح الاقتداء به لانه مکروه مخالف لعمل السلف	هکذا فی محیط السرخسی

[1] قوله لو وجد الامام الخ هذا الفرع تقدم بلفظه قبیل الباب الرابع فی صفة الصلوة فالاولی حذفه من هذا الموضع کما هو کذلک فی نسخة الطبع الهندی اه بحراوی (حاشیہ عربی فتاوی ہذا) ترجمہ:- یہ عبارت انہیں الفاظ کے ساتھ نماز کی بحث کے باب ۴ صفت نماز سے ذرا پہلے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-۳۲	(ا) اگر جماعت کے لوگوں کو یاد آیا کہ گذشتہ رات (نماز تراویح کا) ایک دوگانہ فاسد ہو گیا تھا چنانچہ انہوں نے اس دوگانہ کو تراویح کی نیت سے قضا کرنا ۔ چاہا تو (اس دوگانہ کو تراویح کی نیت سے قضا کرنا) مکروہ ہوگا (ب) اگر انہیں نماز وتر کے بعد یاد آیا کہ تراویح کا ایک سلام (یعنی دو رکعتیں) رہ گئی ہیں تو (اسکے حکم کے متعلق) محمد بن الفضل رح نے کہا ہے کہ اس (دوگانہ) کو جماعت سے نہ پڑھیں[۲] اور صدر الشہید رح نے کہا ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں تو جائز ہے ۔	سراج وہاج
۳۳	کسی ترویحہ میں امام نے سلام پھیرا تو جماعت والوں سے بعض نے کہا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں ۔ اور بعض نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں ۔ تو (اسکے حکم کے متعلق) امام ابو یوسف کے قول کے موجب امام اپنی رائے پر عمل کرے (ب) اور اگر امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو اس شخص کا قول اختیار کرے جو اس کے ہاں سچا ہو ۔	قاضیخان
۳۴	اگر سلاموں کی تعداد کے متعلق انہیں شک ہو گیا تو (اسکے حکم کے متعلق) فقہاء کا اختلاف ہے کہ وہ لوٹائیں یا نہ لوٹائیں اور یہ کہ جماعت سے لوٹائیں یا اکیلے اکیلے پڑھیں ۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ اکیلے اکیلے لوٹائیں ۔	محیط
۳۵	کسی شخص نے نماز عشا اکیلے پڑھی تو اسکے لئے جائز ہے کہ وہ نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھے ۔ اگر سب لوگوں نے (عشا کے فرضوں کی جماعت چھوڑ دی تو انکے لئے نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے ۔	قنیہ
۳۶	اگر کسی شخص نے کچھ نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھی یا کسی نے نماز تراویح سے کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی یا کسی نے نماز تراویح اس امام کے سوا کسی کے ساتھ پڑھی تو (ان مذکورہ صورتوں میں) اسکے لئے جائز ہے کہ وہ نماز وتر امام کے ساتھ پڑھے اور یہی حکم صحیح ہے ۔	قنیہ
۳۷	جب کسی شخص کے ایک یا دو ترویحے فوت ہو گئے پس اگر وہ ان (فوت شدہ ترویحوں) کے پڑھنے میں مشغول ہو تو جماعت کے ساتھ اسکے وتر فوت ہو جائیں گے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز وتر جماعت سے پڑھے اسکے بعد تراویح سے فوت شدہ نماز کو پڑھے اور شیخ امام استاذ ظہیر الدین رح اسی حکم پر فتوی دیا کرتے تھے ۔	خلاصہ
۳۸	کسی شخص نے امام کو نماز میں پایا اور وہ یہ معلوم نہ کر سکا کہ آیا فرض نماز کی جماعت ہے یا تراویح کی جماعت ہے چنانچہ اس نے یوں نیت کی ۔ کہ اگر نماز عشا کی جماعت ہے تو میری اقتداء ہے اور اگر تراویح کی نماز ہے تو میری اقتدا نہیں ہے ۔ تو اس نیت سے اقتداء صحیح نہیں ہے خواہ امام عشاء کی نماز میں تھا یا تراویح کی نماز میں تھا[۲]	خلاصہ
۳۹	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) نیت یوں کی کہ اگر امام عشا کی نماز میں ہے تو میں نے اسکی اقتداء کی اور اگر تراویح کی نماز میں ہے تب بھی میں نے اسکی اقتداء کی پھر معلوم ہوا کہ امام تراویح کی نماز میں تھا یا یہ معلوم ہوا کہ وہ عشا کی نماز میں تھا تو اس نیت سے اقتداء صحیح ہے ۔	خلاصہ
۴۰	اگر کسی نے نماز تراویح کی اقتداء ایسے شخص کے پیچھے کی جو نماز فرض یا نماز وتر یا نماز نفل پڑھ رہا ہے ۔ تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکے پیچھے تراویح کی نماز کی اقتداء صحیح نہیں ہے ۔ اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اور اسلاف کے عمل کے خلاف ہے[۳]	محیط سرخسی

گذر چکی ہے ۔ پس اس مقام سے اس عبارت کا حذف ہونا اولی ہے جیساکہ ہندی نسخہ میں ہے (مترجم) [۲] جیساکہ حکم نمبر $\frac{۹۲ - ۹۳}{۱۱۲}$ میں ہے (مترجم)
[۳] اور عشا کی دو سنتیں پڑھنے والا تراویح پڑھنے والے کی اقتدا کرے تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۲}{۱۸۶}$ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
١٨٦ - ٤١	ولو اقتدى من يصلی التسليمة الاولى بمن يصلی التسليمة الثانية فالصحيح انه يجوز كما لو اقتدى فی الركعتين بعد الظهر بمن يصلی الاربع قبله	هكذا فی محيط السرخسی
٤٢	لو اقتدى من لم يصل السنة بعد العشاء بمن يصلی التراويح ونوى سنة العشاء جاز	هكذا فی فتاوى قاضيخان
٤٣	وهل يحتاج لكل شفع من التراويح ان ينوی التراويح الاصح انه لا يحتاج[1] لان الكل بمنزلة صلوة واحدة	هكذا فی فتاوى قاضيخان
	فاذا صلى التراويح مع الامام ولم يجدد لكل شفع نية جاز	كذا فی السراجية
٤٤	اذا لم يسلم فی العشاء حتى بنى عليه التراويح الصحيح انه لا يصح وهو مكروه	هكذا فی الخلاصة
٤٥	واذا بنى التراويح على سنة العشاء الاصح انه لا يجوز	هكذا فی الخلاصة
٤٦	السنة فی التراويح انما هو الختم مرة فلا يترك لكسل القوم	كذا فی الكافی
٤٧	بخلاف ما بعد التشهد من الدعوات فانه يتركها اذا علم انه يثقل على القوم لكن ينبغی ان يأتی بالصلوة على النبی صلى الله عليه وسلم	هكذا فی النهاية
٤٨	والختم مرتين فضيلة والختم ثلاث مرات افضل	كذا فی السراج الوهاج
٤٩	الافضل تعديل القرأة بين التسليمات فان خالف لا بأس به اما فی التسليمة الواحدة فلا يستحب تطويل القرأة فی الركعة الثانية كما لا يستحب فی سائر الصلوات[2] ولو طول الاولى على الثانية فی القرأة لا بأس به	كذا فی فتاوى قاضيخان
	وتستحب التسوية بين الركعتين عندهما وعند محمد يطول القرأة فی الاولى على الثانية	هكذا فی محيط السرخسی
٥٠	روى الحسن عن ابی حنيفة انه يقرأ فی كل ركعة عشر آيات ونحوها وهو الصحيح	كذا فی التبيين
٥١	ويكره الاسراع فی القرأة وفی اداء الاركان	كذا فی السراجية
٥٢	وكلما رتل فهو حسن	كذا فی فتاوى قاضيخان
٥٣	والافضل فی زماننا ان يقرأ بما لا يؤدی الى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم لان تكثير الجمع افضل من تطويل القرأة	كذا فی محيط السرخسی

[1] الاصح انه لا يحتاج ـ صحح فی الخلاصة انه يحتاج وهو الاحوط اھ بحراوی (عربی حاشیہ فتاوی ہذا) ترجمہ:۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ تراویح کے ہر دوگانہ کیلئے نماز تراویح کی نیت کی ضرورت ہے اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے (مترجم) [2] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں سائر الصلوات

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام ۔ تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶ - ۴۱	اور اگر کسی ایسے شخص نے جو تراویح کا پہلا دوگانہ پڑھ رہا تھا کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو دوسرا دوگانہ پڑھ رہا تھا تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز ہے۔ جیسا کہ (یہ جائز ہے کہ) اگر کسی ایسے شخص نے جو نماز ظہر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا اس نے کسی ایسے شخص کی اقتداء کی جو ظہر کی پہلی چار سنتیں پڑھ رہا تھا۔	محیط سرخسی
۴۲	وہ شخص جس نے عشا کے بعد کی سنتیں نہیں پڑھیں اس نے عشا کی سنتوں کی نیت سے کسی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کی جو نماز تراویح پڑھ رہا ہے تو یہ جائز ہے۔ *	قاضیخان
۴۳	(ا) کیا تراویح کے ہر دوگانہ کے لئے نماز تراویح کی نیت کرنے کی ضرورت ہے؟ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ سب نماز تراویح بمرتبہ ایک نماز کے ہے۔	قاضیخان
	(ب) پس اگر کسی نے نماز تراویح امام کے ساتھ پڑھی اور ہر دوگانہ کے لئے نئی نیت نہ کی تو جائز ہے	سراجیہ
۴۴	اگر کسی نے عشاء کا سلام نہ پھیرا حتی کہ اسپر تراویح کی بنا کرلی تو صحیح حکم یہ ہے کہ بنا کرنا صحیح نہ ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ ہے	خلاصہ
۴۵	اور اگر کسی نے عشا کی سنتوں پر تراویح کی بنا کی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا۔	خلاصہ
۴۶	تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ پس ایسے قوم کی سستی کیوجہ سے چھوڑا نہ جائے۔ ⊙	کافی
۴۷	(آخری التحیات میں) تشہد کے بعد دعاؤں کے لئے مذکورہ حکم نہیں ہے۔ اگر ان دعاؤں کا پڑھنا قوم پر گراں گذرے تو انہیں چھوڑ دے لیکن (آخری التحیات میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا نہ چھوڑے۔	نہایہ
۴۸	(تراویح میں) دو بار ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین بار ختم کرنا افضل ہے۔	سراج وہاج
۴۹	(ا) افضل یہ ہے کہ تراویح کے سب دوگانوں میں قرأت برابر پڑھے اور کم وبیش پڑھے تو بھی کچھ حرج نہیں۔	
	(ب) مگر ایک سلام (یعنی ایک دوگانہ) میں دوسری رکعت کی قرأت کو لمبا کرنا مستحب نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسری سب نمازوں کے لئے بھی یہی حکم ہے [۳]	
	(ج) اور اگر کسی نے پہلی رکعت کی قرأت کو دوسری رکعت کی قرأت سے لمبا کر دیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔	قاضیخان
	(د) امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں دونوں رکعتوں میں قرأت برابر پڑھنا مستحب ہے۔ اور امام محمدؒ کے ہاں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی نسبت قرأت میں لمبا کرے [۴]	محیط سرخسی
۵۰	حسنؒ نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ (تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنے کے لئے) ہر رکعت میں دس آیتیں یا اسکی مانند پڑھے اور یہی حکم صحیح ہے۔	تبیین
۵۱	قرأت میں اور نماز کے ارکان ادا کرنے میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔	سراجیہ
۵۲	جسقدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے گا قدر بہتر ہے۔	قاضیخان
۵۳	(ا) ہمارے زمانہ میں افضل یہ ہے کہ اسقدر قرأت کرے کہ قوم اپنی سستی کیوجہ سے جماعت سے بیزار نہ ہوجائے اس لئے کہ جماعت میں نمازیوں کی تعداد کی کثرت قرأت لمبی کرنے کی نسبت افضل ہے۔	محیط سرخسی

کے الفاظ تھے اور نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں سائر الصلوات کے الفاظ ہیں۔ چونکہ یہی صحیح ہیں لہذا یہی درج ہیں (مترجم) [۳] جیسا کہ حکم ۱۵/۱۳۹ میں ہے (مترجم) [۴] جیسا کہ حکم ۲/۱۳۹ میں ہے (مترجم) * اور اگر صورت حال برعکس ہو تو حکم ۴۰/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ⊙ حکم نمبر ۵۳، ۵۹/۱۸۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶ -	المتأخرون کانوا یفتون فی زماننا بثلاث آیات قصار او آیة طویلة حتی لایمل القوم ولا یلزم تعطیل المساجد وھذا احسن	کذا فی الزاھدی
۵۴	و ینبغی للامام اذا اراد الختم ان یختم فی لیلة السابع والعشرین ویکرہ ان یعجل ختم القرآن فی لیلة احدی وعشرین او قبلھا .	کذا فی المحیط
	وحکی ان المشائخ جعلوا القرآن علی خمس مائة واربعین رکوعا واعلموا ذلک فی المصاحف حتی یحصل الختم فی لیلة السابع والعشرین . وفی غیر ھذا البلد کانت المصاحف معلمة بعشر من الآیات وجعلوا ذلک رکوعا لیقرا فی کل رکعة من التراویح القدر المسنون	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۵	لو حصل الختم لیلة التاسع عشر او الحادی والعشرین لا تترک التراویح فی بقیة الشھر لانھا سنة	کذا فی الجوھرة النیرة
۵۶	الاصح انہ یکرہ لہ الترک	کذا فی السراج الوھاج
۵۷	واذا غلط فی القراءة فی التراویح فترک سورة او آیة وقرأ ما بعدھا فالمستحب لہ ان یقرأ المتروکة ثم المقروءة لیکون علی الترتیب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	واذا فسد الشفع وقد قرأ فیہ لا یعتد بما قرأ فیہ ویعید القراءة لیحصل لہ الختم فی الصلوٰة الجائزة وقال بعضھم یعتد بھا	کذا فی الجوھرة النیرة
۵۹	والناس فی بعض البلاد ترکوا الختم لتوانیھم فی الامور الدینیة ثم بعضھم اختاروا قل ھو اللہ احد فی کل رکعة ۔ وبعضھم اختاروا قراءة سورة الفیل الی آخر القرآن وھذا احسن القولین لانہ لا یشتبہ علیہ عدد الرکعات ولا یشتغل قلبہ بحفظھا	کذا فی التجنیس
۶۰	اتفقوا علی ان اداء التراویح قاعدا لا یستحب بغیر عذر واختلفوا فی الجواز قال بعضھم یجوز وھو الصحیح الا ان ثوابہ یکون علی النصف من صلوٰة القائم فان صلی الامام التراویح قاعدا بعذر او بغیر عذر واقتدی بہ قوم قیام قال بعضھم یصح عند الکل وھو الصحیح واذا صح اقتداء القائم بالقاعد اختلفوا فیما یستحب للقوم قال بعضھم المستحب	

ـــــــــــــ
۱؎ حکم نمبر ۵۹/۱۸۶ ، ۴۶/۱۸۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۳/۱۸۶ اور ۴۶/۱۸۶ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور اگر اس میں ایک سورت کا فصل ہو جائے

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-	(ب) علماء متاخرین رح ہمارے زمانہ میں (نماز تراویح کی) ہر رکعت میں ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں قرأت کرنے کا فتوی دیا کرتے تھے تاکہ جماعت کے لوگ بیزار نہ ہو جائیں اور مسجدیں خالی نہ پڑی رہیں (اور اس صورتِ حال میں) یہ حکم سب سے زیادہ اچھا ہے [1]	زاہدی
۵۴	(ا) امام کو چاہیئے کہ جب (تراویح میں) قرآن مجید ختم کرنے کا ارادہ کرے تو ستائیسویں رات کو ختم کرے۔ (ب) (تراویح میں) قرآن مجید کے ختم میں جلدی کر کے اکیسویں شب یا اس سے پہلے ختم کرنا مکروہ ہے۔ (ج) اور بتایا گیا ہے کہ مشائخ رحمہ نے پورے قرآن مجید کے پانچسو چالیس رکوع مقرر کئے ہیں اور قرآن مجید کے نسخوں میں اسکی علامت کر دی ہے۔ تاکہ قرآن مجید (تراویح میں) ستائیسویں شب کو ختم ہو جائے۔ (د) اور دیگر کئی ممالک میں قرآن مجید کے نسخوں میں دس دس آیتوں پر علامت کر دی گئی ہے اور اسے رکوع مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ تراویح کی ہر رکعت میں قرات بقدر مسنون پڑھی جائے۔	محیط قاضیخان
۵۵	اگر انیسویں یا اکیسویں شب ختم ہو جائے تو باقی مہینہ میں تراویح نہ چھوڑی جائیں اس لئے کہ نماز تراویح سنت ہے	جوہرہ نیرہ
۵۶	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسے (بقیہ) تراویح چھوڑ دینا مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۵۷	اگر کسی نے نماز تراویح میں قرات کی غلطی کی۔ پس کوئی سورت یا آیت چھوڑ دی اور اسکے بعد کی سورت یا آیت پڑھی تو (اس صورت میں) مستحب یہ ہے کہ اس چھوٹی ہوئی سورت یا آیت کو پڑھے پھر (اسکے بعد کی) پڑھی ہوئی سورت اور آیت (بھی) پڑھے تاکہ ترتیب کے موافق ہو جائے۔	قاضیخان
۵۸	(ا) جب ایک دوگانہ فاسد ہو گیا اور اس میں کچھ قرات کر چکا ہے تو جو قرات اس میں پڑھ چکا ہے وہ شمار نہ ہوگی۔ وہ اس قراءت کا اعادہ کرے تاکہ قرآن مجید کا ختم جائز نماز میں قرار پائے۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ وہ قرأت بھی (جو فاسد دوگانہ میں پڑھی گئی ہے) شمار ہوگی۔	جوہرہ نیرہ
۵۹	(ا) بعض شہروں میں لوگوں نے (تراویح میں) قرآن مجید کا ختم چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ دین کے کاموں میں سست ہو گئے ہیں [2]۔ (ب) پھر ان میں سے بعض نے تراویح کی ہر رکعت میں قل ھو اللہ پڑھنا اختیار کیا ہے (ج) اور بعض نے سورۃ الفیل (الم ترکیف) سے قرآن مجید کے آخر تک پڑھنا اختیار کیا ہے (د) اور قرآن مجید کا ختم نہ ہونے کی صورت میں، ان مذکورہ دونوں طریقوں میں سے یہی (دوسری) بات زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اس طرح رکعتوں کی گنتی نہیں بھولتی اور دل میں رکعتوں کی تعداد یاد کرنے کا خلل نہیں پڑتا [2]	تجنیس
۶۰	(ا) اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے نماز تراویح بیٹھ کر پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ (ب) البتہ (بغیر عذر نماز تراویح پڑھنے کے) جائز ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جائز ہے۔ اور یہی حکم صحیح ہے لیکن (بغیر عذر بیٹھکر تراویح) پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے ثواب سے آدھا ہوتا ہے۔ (ج) پس اگر امام نے نماز تراویح کسی عذر سے یا بغیر عذر کے بیٹھکر پڑھی اور اسکے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر اقتداء کی تو بعض کا قول ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جائے گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	

یعنی کسی سورت کی قرات رہ جانے تو مکروہ نہیں ہے اسلئے کہ وہ کراہت فرائض میں ہوتی ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۶۶۳ اور جیسا کہ حکم ۳۶/۱۳۹ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶-	ان یقعد و احترازا عن صورة المخالفة	کذا فی فتاوی قاضیخان فی الفصل واد التراویح قاعد
۶۱	فی الفتاوی ولو صلی اربعا بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة ففی الاستحسان لا تفسد وهو اظهر الروایتین عن ابی حنیفة رح وابی یوسف رح واذا لم تفسد قال محمد بن الفضل رح تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح کذا فی السراج الوهاج	وهکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۲	وعن ابی بکر الاسکاف رح انه سئل عن رجل قام الی الثالثة فی التراویح ولم یقعد فی الثانیة قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم وان تذکر بعد ما سجد للثالثة فان اضاف الیها رکعة اخری کانت هذه الاربع عن تسلیمة واحدة وان قعد فی الثانیة قدر التشهد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	واذا صلی التراویح عشر تسلیمات کل تسلیمة ثلاث رکعات ولم یقعد فی کل ثلاث علی رأس الثانیة فی القیاس وهو قول محمد رح واحدی الروایتین عن ابی حنیفة رح علیه قضاء التراویح لا غیر واما فی الاستحسان ففی قول ابی حنیفة رح علی قول من قال لا یجوز ذلك عن التراویح علیه قضاء التراویح وهل یلزمه للثالثة شیئ علی قول ابی حنیفة رح لا یلزمه ساهیا کان او عامدا وعلی قول ابی یوسف رح ان کان ساهیا فکذلك وان کان عامدا فعلیه مع التراویح عشرون رکعة اخری لکل ثالثة قضاء رکعتین وعلی قول من قال یجوز عن التراویح فی قولهما هل یلزمه قضاء شیئ آخر ان کان ساهیا لا یلزمه وان کان عامدا فعلیه قضاء عشرین رکعة کذا فی الظهیریة	وهکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴	ولو صلی ست رکعات او ثمانی رکعات او عشر رکعات بتسلیمة واحدة وقعد فی کل رکعتین فعلی قول العامة یجوز کل رکعتین عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان

[1] حکم نمبر $\frac{16}{184}$ و $\frac{27}{184}$ بھی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] یعنی اگر وقت ہو تو تراویح پھر پڑھ لے۔ اسکے متعلق حکم $\frac{31-32}{186}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
۱۸۶-	(د) اور جب بیٹھکر نماز تراویح پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی اقتداء صحیح ہوگی۔ تو اس میں اختلاف ہے کہ جماعت کے لوگوں کے لئے مستحب کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ (اس صورت میں) ان کے لئے بھی بیٹھکر پڑھنا مستحب ہے تاکہ مخالفت کی صورت سے بچاؤ رہے۔	قاضیخان
۶۱	فتاوی میں ہے کہ اگر کسی نے (تراویح میں) چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور دوسری رکعت میں قعدہ نہ کیا تو ازروئے استحسان (اسکی) نماز فاسد نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کی دو روایتوں میں سے زیادہ ظاہر روایت میں یہی حکم ہے۔ ۱؎ اور جب (مذکورہ صورت میں) نماز فاسد نہیں قرار پاتی تو وہ چار رکعتیں (تراویح کے) ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے قائمقام ہوں گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	سراج وہاج، قاضیخان
۶۲	(ا) ابوبکر اسکاف رح سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تراویح کی دوسری رکعت میں التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر اسے کھڑا ہونے کی حالت میں یاد آگیا تو اسے چاہیئے کہ وہ لوٹے۔ التحیات کے لئے بیٹھے اور پھر سلام پھیرے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے تیسری رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو اگر اس نے (ان تین میں) ایک رکعت اور بڑھا دی تو یہ چار رکعتیں ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے قائمقام ہوں گی۔ (ج) اور اگر وہ دوسری رکعت میں التحیات بیٹھنے کے بقدر بیٹھا ہے تو اسکے حکم میں اختلاف ہے۔ عام فقہاء کے قول کے بموجب حکم یہ ہے کہ اس کا دو سلام (یعنی چار رکعتیں) قرار پانا جائز ہوگا۔	قاضیخان
۶۳	اگر کسی نے نماز تراویح دس سلام سے پڑھی اور ہر سلام میں تین رکعتیں پڑھیں اور ان سب میں دوسری رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا تو (ا) ازروئے قیاس اسکا حکم یہ ہے اور یہی قول امام محمد رح کا ہے اور امام ابو حنیفہ رح کی دو روایتوں میں سے ایک روایت بھی یہی ہے کہ اسکے ذمہ تراویح کی نماز قضا کرنا ہے اور کچھ نہیں ۲؎ (ب) ازروئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس شخص کے قول کے بموجب جو اس نماز کو تراویح سمجھنا جائز قرار نہیں دیتا۔ امام ابو حنیفہ رح کے قول میں اسکے ذمے نماز تراویح کی قضا ہے اور کیا تیسری رکعت کے سبب اسپر کچھ لازم ہوگا؟ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ خواہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا یا بھولے سے ہوا اور امام ابو یوسف رح کے قول کی رو سے اگر اس نے بھول کر ایسا کیا ہے۔ تو یہی حکم ہے۔ اور اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اس پر ہر تیسری رکعت کی بجائے دو رکعتیں ہوں گی پس اس کے ذمہ نماز تراویح کے علاوہ بیس رکعتیں اور ہوں گی۔ ۲؎ اور اس شخص کے قول کے بموجب جو اس نماز کو تراویح قرار دینا جائز قرار دیتا ہے۔ ان دونوں (امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف) کے قول میں کیا (تیسری رکعت کے سبب) اسپر کچھ لازم ہوگا؟ اگر بھولے سے ایسا کیا ہے تو اسپر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اسکے ذمہ بیس رکعتیں لازم ہیں۔	ظہیریہ، قاضیخان
۶۴	(ا) اگر کسی نے تراویح کی چھ رکعتیں یا آٹھ یا دس رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں اور ہر دو رکعتوں پر التحیات کے لئے بیٹھا تو عام فقہاء رح کے قول کے بموجب ہر دوگانہ (یعنی ہر دو رکعتیں) ایک سلام سے جائز قرار پائیں گی اور یہی حکم صحیح ہے۔	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی النوافل — التراویح	حوالہ
۱۸۶-	ولو صلی التراویح کلها بتسلیمة واحدة ان قعد فی کل رکعتین یجوز عن[1] الکل وان لم یقعد فی کل رکعتین وقعد فی آخرها ففی الاستحسان علی القول الصحیح یجزیه عن تسلیمة واحدة	کذا فی السراج الوهاج و هکذا فی فتاوی قاضیخان
۶۵	ویکره للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم وکذا اذا غلبه النوم یکره ان یصلی مع القوم بل ینصرف حتی یستیقظ لان فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترک التدبر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۶	رجل شرع فی صلوة التراویح مع الامام فلما قعد الامام نام هو وسلم الامام فاتی بالشفع الاخر وقعد للتشهد فانتبه الرجل ان علم ذلک یسلم ویدخل مع الامام ویوافقه فی التشهد فاذا سلم الامام یقوم ویأتی بالرکعتین سریعا ویسلم ویدخل مع الامام فی الشفع الثالث	کذا فی الخلاصة

[1] نسخہ مطبوعہ امیریہ مصری میں یجوز عند الکل کے الفاظ تھے اور نسخہ مطبوعہ مجیدی کانپوری میں یجوز عن الکل کے الفاظ ہیں۔ اور چونکہ یہی مناسب ہیں لہذا یہی درج ہیں چنانچہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ "صحت عن الکل وتکرہ ان تعمد وهذا هو الصحیح الخ یعنی ایک سلام

دفعات وشق نمبر	نواں باب نوافل کے احکام — تراویح کا بیان	حوالہ
١٨٦-	(ب) اور اگر کسی نے کل تراویح ایک سلام سے پڑھیں تو اگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھا ہے۔ تو (تراویح کی) سب (رکعتوں) سے جائز ہو گا۔	
	(ج) اور اگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور صرف تراویح کے آخر میں بیٹھا ہے تو از روئے استحسان صحیح قول کے بموجب اسے ایک سلام (یعنی دو رکعتوں) کے لئے کفایت کر جائے گا۔	سراج وہاج قاضیخان
٦٥	مقتدی کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ تراویح میں بیٹھ جائے اور جب امام رکوع کرنے لگے تو کھڑا ہو جائے۔ اسیطرح اگر اسے نیند کا غلبہ ہے تو (اسکے لئے) جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ علیحدہ ہو جائے حتی کہ جاگے اس لئے کہ نیند کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے اور (قرآن مجید میں) غور و فکر چھوٹ جاتا ہے۔	قاضیخان
٦٦	کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ شروع کی پس جب امام التحیات کے لئے بیٹھا تو وہ سوگیا (اور اس دوران) امام نے سلام پھیرا اور دوسرا دوگانہ پڑھا اور التحیات کے لئے بیٹھا پس (اسوقت) وہ شخص جاگا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) اگر اسے اپنا سوجانا معلوم ہوگیا ہے تو وہ سلام پھیردے اور امام کی نماز میں شریک ہو جائے اور اسکے ساتھ التحیات پڑھے اور جب امام سلام پھیرے تو دو رکعتیں جلدی سے پڑھ لے اور سلام پھیرے اور (پھر) امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ میں شریک ہو جائے۔	خلاصہ

ے تراویح کی کل نماز پڑھنے اور ہر دو رکعت پر التحیات بیٹھنے سے تراویح کی کل نماز درست ہو جائیگی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج١ صفحہ ٦٦٠ - (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب العاشر فی ادراك الفريضة

دفعات ١٨٧ تا ١٨٧ عنوان ١ تعداد شق ٢٧

١٨٧- ادراك الفريضة تعداد شق ٢٧

١ ان صلى ركعة من الفجر او المغرب فاقيم يقطع ويقتدى وكذا يقطع الثانية مالم يقيدها بالسجدة

واذا قيدها بها لم يقطعها .

واذا اتمها لم يشرع مع الامام لكراهة النفل بعد صلوة الفجر ولما فيه من الاتيان بالوتر فى النفل بعد المغرب او مخالفة امامه

كذا فى التبيين

٢ وكل ذلك بدعة فان شرع اتمها اربعا لان موافقة السنة احق من موافقة الامام

هكذا فى الكافى

وهو مسئ

كذا فى محيط السرخسى

٣ ولو سلم مع الامام تفسد صلوته فيقضى اربعا لانه التزمه بالاقتداء

كذا فى الشمنى

٤ ولو اقتدى هذا المتنفل بمن يصلى المغرب ولم يقرأ فى الثالثة ان قرء المقتدى تجوز صلوته ولو لم يقراء فكذلك بتبعية الامام كذا نقل عن الشيخ الامام الاستاذ خانى .

ولو قام الامام الى الرابعة على ظن انها الثالثة فتابعه المقتدى فى الرابعة تفسد صلوة المقتدى قعد الامام على رأس الثالثة اولم يقعد هو المختار وان صارت صلوة الامام نفلا عندهما لكن كانت فرضا ثم صار متنفلا من الفرض الى النفل فصار كانه صلى صلاتين بتحريمتين فيصير المقتدى مصليا صلوة واحدة باما مين من غير عذر الحدث فلا يجوز

[illegible] سے میں ہے (مترجم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونیکے احکام

دفعات ۱۸۷ تا ۱۸۷ عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۱۸۷۔ فرض نماز میں شریک ہونا

اور اسمیں ۲۷ شقیں ہیں

۱ (ا) اگر کوئی شخص نماز فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا اور جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ شخص نماز توڑ کر امام کی اقتدا کرے (ب) اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر دوسری رکعت کا سجدہ (ابھی) نہیں کیا تو اسے بھی توڑ دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ توڑے (ج) اور جب اس شخص نے وہ نماز پوری کرلی تو امام کے ساتھ شریک نہ ہو اسلئے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہیں ۔ اور اس لئے کہ مغرب کے بعد یا تو نفلوں کی رکعتیں طاق ہو جائیں گی اور (یا رکعتیں جفت ہونے کی صورت میں) امام کی مخالفت لازم آئے گی ۔ — تبیین

۲ (ا) اور یہ مذکورہ (یعنی نفل نماز طاق پڑھنا یا امام کی مخالفت کرنا) سب بدعت ہے ۔

(ب) اور اگر (مغرب پڑھ کر) امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو چار رکعتیں پوری کرے اسلئے کہ امام کی موافقت کی نسبت سنت کی موافقت کا حق زیادہ ہے ۔ — کافی

(ج) اور (مذکورہ صورت میں) وہ برائی کرنے والا ہے ۔ — محیط سرخسی

۳ اور اگر (مغرب پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہونے کی صورت میں) اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اسکی نماز فاسد ہوگئی پس وہ چار رکعتوں کی قضا کرے گا اسلئے کہ وہ اقتداء کرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہوگئیں ۔ — شمنی

۴ (ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نفل پڑھنے والے نے نمازِ مغرب پڑھنے والے ایسے امام کے پیچھے اقتدا کی جس نے تیسری رکعت میں قرأت نہیں کی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مقتدی نے (تیسری رکعت میں) قرأت کی ہے تو اس کی نماز جائز ہے اور اگر مقتدی نے قرأت نہیں کی تب بھی امام کی اتباع کی وجہ سے اسکی نماز جائز ہوگی ۔ شیخ امام استاذ خانی رح سے یونہی نقل کیا گیا ہے ۔

(ب) اور اگر امام تیسری رکعت سمجھکر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے بھی چوتھی رکعت میں اسکی متابعت کی تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائیگی خواہ امام تیسری رکعت پر بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو یہی حکم مختار ہے ۔

اس صورت میں اگرچہ صاحبین کے نزدیک امام کی نماز نفل ہوگئی لیکن پہلے فرض نماز تھی پھر وہ فرض نماز سے نفل نماز کی طرف چلا گیا تو گویا اس امام نے دو نمازیں دو تحریموں سے پڑھیں پس مقتدی کی ایک نماز حدث کے عذر کے بغیر دو اماموں کے پیچھے ہوگئی اور وہ جائز نہ ہوگی ۔

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
۱۸۷-	ولو شرع فی النفل ثم اقیمت المختار انه لا یقطعها قید الرکعة بالسجدة او لم یقید وکذا لو شرع فی المنذورة او قضاء الفوائت هکذا فی الخلاصة فی الاقتداء بالامام	وبہ یعمل تنذ
	ومن صلی رکعة من الظهر ثم اقیمت یصلی رکعة ثم یدخل مع الامام وان لم یقید الاولی بالسجدة یقطع ویشرع مع الامام هو الصحیح	کذا فی الهدایة
۶	اراد بالاقامة شروع الامام فی الصلوٰة لا اقامة المؤذن فانه لو اخذ المؤذن فی الاقامة والرجل لم یقید الرکعة الاولی بالسجدة فانه یتم بالرکعتین بلا خلاف بین اصحابنا[2]	کذا فی النهایة
۷	ولو اقیمت فی موضع آخر بان کان یصلی فی البیت مثلا فاقیمت فی المسجد او کان یصلی فی مسجد فاقیمت فی مسجد آخر لا یقطع مطلقا	هکذا فی التبیین
۸	ولو صلی ثلاثا من الظهر یتم ویقتدی متطوعا بخلاف ما اذا کان فی الثالثة بعد ولم یقیدها بالسجدة حیث یقطعها ویتخیر ان شاء عاد الی القعود لیسلم وان شاء کبر قائما ینوی الشروع فی صلوٰة الامام ولم یسلم قائما والتخییر هو الاصح	هکذا فی التبیین هکذا فی معراج الدرایة
	وقیل یقطع قائما بتسلیمة واحدة وهو الاصح لان القعدة مشروطة للتحلل وهذا قطع ولیس بتحلل فان التحلل عن الظهر لا یکون علی رأس الرکعتین ویکفیه تسلیمة واحدة	کذا فی محیط السرخسی
۹	وکذلک فی العشاء والعصر غیر انه لا یدخل معهم تطوعا فی العصر بعد الفراغ	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	اذا ادرک رکعة من الظهر مع الامام فانه لم یصل الظهر بجماعة فی قولهم جمیعا ویکون مدرکا فضل الجماعة فی قولهم جمیعا وان ادرک ثلاثا مع الامام کان مصلیا مع الامام	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	ولو شرع فی التطوع ثم اقیمت المکتوبة اتم الشفع الذی فیه ولا یزید علیه	کذا فی محیط السرخسی

[1] نہ توڑے یعنی دو رکعتیں پوری کرے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۶۸ اور جیسا کہ نمبر ۱۱/۱۸۷ اور اسکے حاشیہ میں ہے (مترجم)

[2] اسکے متعلق حکم ۲/۱۸۷ کی آخری جز مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز دو رکعت پوری کر کے اسپر اضافہ نہ کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ نفل دوگانہ ہی ہوتا ہے

دفعات وشق نمبر	دسواں باب:۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
١٨٧-	(ج) اور اگر اس شخص نے نفل نماز شروع کی پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو مختار حکم یہ ہے کہ اسے نہ توڑے [١] خواہ رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی نے منت مانی ہوئی نماز یا قضا نماز شروع کی (اور جماعت کھڑی ہوگئی تو نہ توڑے)	خلاصہ
٥	جس شخص نے نماز ظہر (کے فرضوں) کی ایک رکعت پڑھی پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ ایک رکعت اور پڑھ لے پھر امام کے ساتھ (جماعت میں) داخل ہو۔ اگر پہلی رکعت کا (ابھی) سجدہ نہیں کیا تھا تو اسے توڑ دے اور امام کے ساتھ نماز شروع کرے یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
٦	اقامت ہونے سے مراد امام کا نماز شروع کرنا ہے۔ اس سے مؤذن کا اقامت کہنا مراد نہیں ہے۔ پس اگر موذن نے اقامت شروع کی اور اس آدمی نے ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو وہ دو رکعتیں پوری کرے۔ اس میں ہمارے اصحاب میں اختلاف نہیں ہے۔	نہایہ
٧	اگر کسی دوسری جگہ جماعت کھڑی ہوئی۔ مثلاً وہ گھر میں نماز پڑھ رہا تھا اور مسجد میں جماعت شروع ہوئی۔ یا وہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور کسی اور مسجد میں جماعت شروع ہوئی تو وہ کسی حالت میں نماز نہ توڑے گا	تبیین
٨	(ا) اگر کسی شخص نے نماز ظہر کی تین رکعتیں پڑھ لیں (تو جماعت کھڑی ہوئی) تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز پوری کرے اور نفل کی نیت سے اقتدا کرے (ب) اور[١] اگر وہ تیسری رکعت میں تھا اور ابھی اس کا سجدہ نہیں کیا تھا تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ نماز توڑ دے اور اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو وہ التحیات کے لئے بیٹھے اور سلام پھیرے اور چاہے تو کھڑے کھڑے امام کی نماز میں شروع ہونے کی نیت سے تکبیر کہے اور کھڑے ہو کر سلام نہ پھیرے۔	تبیین
	اور[٢] اسے اختیار حاصل ہونا ہی زیادہ صحیح حکم ہے۔	معراج الدرایہ
	بعض[٣] کا قول یہ ہے کہ وہ اسی طرح کھڑے ہوئے ایک طرف سلام پھیر کر نماز توڑ دے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ التحیات کے لئے بیٹھنا نماز تمام کرنے کے لئے شرط ہے اور اس (مذکورہ صورت) میں نماز کا توڑنا ہے تمام کرنا نہیں اس لئے کہ نماز ظہر دو رکعتوں پر تمام نہیں ہوتی اور (اس صورت میں) اسے ایک سلام ہی کافی ہے۔	محیط سرخسی
٩	(نماز ظہر کے مذکورہ حکم کی طرح) یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ عشا اور عصر کی نماز میں تھا (اور جماعت کھڑی ہوگی) مگر نماز عصر تمام کرنے کے بعد نفلوں کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہوگا	سراج وہاج
١٠	جب کسی نے نماز ظہر سے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی تو اس نے سب فقہاءؒ کے قول کے بموجب نماز ظہر جماعت سے نہیں پڑھی البتہ اس نے سب فقہاءؒ کے قول کے بموجب جماعت کی فضیلت پائی۔ اور اگر کسی نے تین رکعتیں امام کے ساتھ پائیں تو وہ (نماز ظہر میں) امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا قرار پا گیا۔	سراج وہاج
١١	اگر کسی نے نفل نماز شروع کی پھر فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوگئی تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ اس دوگانہ کو پورا کرے اور اس دوگانہ پر اضافہ نہ کرے [٢]	محیط سرخسی

[١] اسی لئے اگر کوئی شخص چار رکعت نفل شروع کرنے کے بعد توڑ دے تو بموجب حکم ٥٠/١٨٤ وہ دو رکعتیں ہی قضا کرے گا اور جیسا کہ حکم ٣٦/١٨٤ میں اس سے ملتا جلتا حکم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
١٨٧ — ١٢	ولوکان فی السنۃ قبل الظہر والجمعۃ فاقیم او خطب یقطع علی رأس الرکعتین یروی ذلک عن ابی یوسف رح وقد قیل یتمہا	کذا فی الہدایۃ
	وھو الاصح	کذا فی محیط السرخسی
١٣	وھو الصحیح	ھکذا فی السراج الوہاج
١٤	ومن انتہی الی الامام فی صلوۃ الفجر وھو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان یفوتہ رکعۃ ویدرک الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل	کذا فی الہدایۃ
١٥	وان خشی فوتہما دخل مع الامام	کذا فی الہدایۃ
	ولم یذکر فی الکتاب ان کان یرجو ادراک القعدۃ کیف یفعل فظاہر ما ذکر فی الکتاب انہ ان خاف ان تفوتہ الرکعتان یدل علی انہ یدخل مع الامام	
	وحکی عن الفقیہ ابی جعفر رح انہ قال علی قول ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح یصلی رکعتی الفجر لان ادراک التشہد عندہما کادراک الرکعۃ	کذا فی الکفایۃ
١٦	واما بقیۃ السنن فان امکنہ ان یأتی بہا قبل ان یرکع الامام اتی بہا خارج المسجد وان خاف فوت رکعۃ شرع معہ	کذا فی التبیین
١٧	ولو ادرک الامام فی الرکوع ولم یدر انہ فی الرکوع الاول او الثانی یترک السنۃ ویتابع الامام	کذا فی الخلاصۃ
١٨	دخل مسجدا قد أذن فیہ یکرہ لہ ان یخرج حتی یصلی فان کان رجلا مؤذنا او امام مسجد وتتفرق الجماعۃ بسبب غیبتہ لا بأس بالخروج ھذا اذا لم یصل فان کان قد صلی مرۃ ففی العشاء والظہر لا بأس بالخروج ما لم یأخذ المؤذن بالاقامۃ فان أخذ فی الاقامۃ لم یخرج حتی قضاہما تطوعا	

لہ جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ اگر کسی نے ظہر سے پہلے سنتیں شروع کیں جب ایک یا دو رکعت پڑھیں تو فرضوں کی جماعت کھڑی ہو گئی تو ایک متقدم ابو علی نسفی رح فرماتے ہیں کہ میں مذکورہ صورت میں چار سنتیں پوری کرنے کا فتوی دیا کرتا تھا مگر پھر امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت مل گئی کہ مذکورہ صورت میں وہ شخص دو رکعتوں پر سلام پھیر دے اور امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ا ص $\frac{159}{12}$ — نیز حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ تمرتاشی منقول ہے سعدی رح مذکورہ صورت میں ظہر کی سنتیں اور جمعہ کی چار سنتیں پوری کرنے کا فتوی دیتے تھے پھر نوادر میں امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت پائی کہ اگر وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور ملا کر سلام پھیر دے تو اسی روایت

دفعات وشق نمبر	دسواں باب - فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام / فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-۱۲	(ا) کوئی شخص نماز ظہر سے پہلے کی سنتیں یا جمعہ سے پہلے کی سنتیں پڑھ رہا ہے۔ پس ظہر کی جماعت کھڑی ہوگئی یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوگیا تو دو رکعتیں پڑھ کر نماز توڑ دے [۱] یہ حکم امام ابویوسف رح سے روایت کیا گیا ہے۔	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ وہ ان سنتوں کو پورا کرے۔	ہدایہ
	(ج) اور یہی (حکم کہ ان سنتوں کو پورا کرے) زیادہ صحیح ہے	محیط سرخسی
۱۳	اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے۔	سراج وہاج
۱۴	جب کوئی شخص آیا تو امام فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس شخص نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر اسے (جماعت کی) ایک رکعت فوت ہونے کا ڈر ہے اور دوسری رکعت پاسکتا ہے تو وہ فجر کی دو سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔	ہدایہ
۱۵	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے (جماعت کی) دونوں رکعتیں فوت ہونے کا ڈر ہے تو (سنتیں چھوڑ کر) امام کے ساتھ شامل ہو۔	ہدایہ
	(ب) اور اگر اسے یہ امید ہو کہ التحیات بیٹھنے میں مل جائیگا تو کیا کرے اس کے متعلق کتاب میں حکم مذکور نہیں اور کتاب میں مذکورہ اس حکم کی دلالت سے کہ اگر دونوں رکعتیں فوت ہونے کا خوف ہو یہی ظاہر ہے کہ (وہ سنتیں چھوڑ کر) امام کے ساتھ (جماعت میں) شامل ہوجائے۔	
	(ج) اور فقیہہ ابوجعفر رح سے منقول ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول پر یہ حکم دیا ہے کہ (قعدہ ملنے کی امید کی صورت میں بھی) وہ فجر کی سنتیں پڑھ لے اس لئے کہ ان (شیخین رح) کے ہاں التحیات میں ملنا رکعت کے مل جانے کی (فضیلت کی) طرح ہے۔	کفایہ
۱۶	(فجر کے علاوہ) باقی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو حکم یہ ہے کہ امام کے رکوع کرنے سے پہلے انہیں پورا کرکے تو مسجد سے باہر پڑھ لے - اور اگر اسے یہ ڈر ہے کہ (جماعت سے) ایک رکعت فوت ہوجائے گی تو امام کے ساتھ نماز شروع کردے۔	تبیین
۱۷	اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا اور اسے معلوم نہیں ہوسکا کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے رکوع میں ہے۔ تو وہ سنتیں چھوڑ دے اور امام کی پیروی کرے [۲]	خلاصہ
۱۸	(ا) کوئی شخص کسی ایسی مسجد میں داخل ہوا جس میں اذان ہو چکی تھی تو اسکے لئے بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکل جانا مکروہ ہے اور اگر وہ شخص (کسی اور مسجد کا) مؤذن یا امام ہو اور وہاں) اسکے غائب ہونے کی وجہ سے جماعت متفرق ہوتی ہو تو اس کے باہر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں (ب) یہ مذکورہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس نے ابھی وہ نماز نہ پڑھی ہو اور اگر وہ شخص وہ نماز ایکبار پڑھ چکا ہے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) [۱] عشا اور ظہر کی نماز ہونیکی صورت میں جبتک مؤذن نے اقامت نہیں کہی اس	

کے بعد انہوں نے پہلے فتوی سے رجوع کرلیا۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ا صـــ۱۴۴ (مترجم) [۲] یہ صورت فجر کی نماز کے متعلق ہی ہوسکتی ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاوی میں یہ عبارت جنس آخر فی السنن والتطوع کے باب میں ہے اور اس سے ماقبل فجر کا ذکر ہے خلاصۃ الفتاوی ج ا صـــ۶۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفريضة — ادراک الفريضة	حوالہ
١٨٧-	وفی العصر والمغرب والفجر یخرج فان مکث ولم یدخل معهم یکره	کذا فی محیط السرخسی
١٩	ومن انتهى الى الامام فی رکوعه فکبر ووقف حتی رفع الامام رأسه من الركوع لايصير مدركا لتلك الركعة سواء تمكن من الركوع او لم يتمكن	کذا فی الهداية
	وكذا لو انحط ولم يقف لكن رفع الامام رأسه قبل ان يركع	هكذا فی معراج الدراية
٢٠	قال المجبوبی دخل المسجد والامام راكع فقد قال بعض مشائخنا ينبغی ان يكبر ويركع ثم يمشی حتی يلتحق بالصف كيلا يفوته الركوع وعندنا لومشی ثلاث خطوات متوالية تبطل والا يكره واكثر مشائخنا على انه لا يكبر لكيلا يحتاج الى المشی فی الصلوة	هكذا فی معراج الدراية
٢١	ذكر الجلابی فی صلاته ادرک الامام فی الركوع فكبر قائما ثم شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح ان يعتد بها اذا وجدت المشاركة قبل ان يستقيم قائما وان قل	هكذا فی معراج الدراية
٢٢	اجمعوا انه لو انتهى الى الامام وهو قائم فكبر ولم يركع مع الامام حتی ركع الامام ثم ركع انه يصير مدركا لتلك الركعة	کذا فی البحر الرائق
٢٣	واجمعوا انه لو اقتدى به فی قومة الركوع لم يكن مدركا لتلك الركعة	کذا فی البحر الرائق
٢٤	ادرک امامه راكعا يحرم قائما وكبر ويأتی بالثناء وتكبيرات العيد قائما ان غلب على ظنه انه يدرک الامام فی الركوع ـ وان خشی ان يفوته الركوع يركع ولا يأتی بالتكبيرات وكبر فی ركوعه	کذا فی الکافی فی باب صلوة العيد
٢٥	ومدرک الامام فی الركوع لا يحتاج الى تكبيرتين خلافا لبعضهم ولو نوى بتلك التكبيرة الواحدة الركوع لا الافتتاح جاز ولغت نيته	کذا فی فتح القدير
٢٧	المقتدى اذا اتی بالركوع والسجود قبل الامام فی الركعات كلها يجب عليه ان يصلی ركعة واحدة بغير قرأة[۴] وتم صلوته[۵]	

[۱] نماز میں چلنے کے متعلق حکم ۱۵/۱۴۲ ، ۲۲/۱۷۹ ، ۳۳/۱۷۹ ، ۱۰۲، ۱۰۵/۱۸۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] اس کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۹۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] اسکے متعلق حکم ۲۹/۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] جیساکہ حکم نمبر ۲/۱۶۸ میں ہے ـ اور جیساکہ ان صورتوں کا ذکر درمختار اور رد المحتار

دفعات دستی نمبر	دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-	کے باہر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مؤذن نے اقامت شروع کردی تو مسجد سے نہ نکلے اور نفل کی نیت سے ان نمازوں کو پڑھے اور عصر اور مغرب اور فجر کی نماز ہونے کی صورت میں وہ باہر چلا جائے اور اگر وہ ٹھہرا رہا اور جماعت کے ساتھ شامل نہ ہوا تو ایسا کرنا مکروہ ہے	محیط سرخسی
۱۹	(ا) کوئی شخص آیا اور امام رکوع میں تھا پس وہ تکبیر کہہ کر کھڑا ہوا کہ اتنے میں امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو وہ شخص اس رکعت کو پانے والا نہیں قرار پائے گا (ب) خواہ اتنی دیر میں رکوع میں شریک ہو سکتا تھا یا نہ ہو سکتا تھا دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے ۔ (ج) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر تکبیر کہکر کھڑا نہ ہوا اور جھک گیا لیکن اسکے رکوع میں جانے سے پہلے امام نے (رکوع سے سر اٹھا لیا (تو وہ اس رکعت کو پانے والا نہیں قرار پائے گا)	ہدایہ معراج درایہ
۲۰	(ا) محبوبیؒ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو امام رکوع میں تھا تو ہمارے بعض مشائخؒ نے کہا ہے کہ اسے تکبیر کہکر رکوع میں چلا جانا چاہیئے۔ پھر چل کر صف میں مل جانا چاہیئے تاکہ رکوع فوت نہ ہو اور ہمارے ہاں اگر (کوئی شخص نماز میں) پے درپے تین قدم چلے گا تو (اسکی) نماز باطل ہو جائے گی ورنہ مکروہ ہوگی [۱] (ب) اور ہمارے اکثر مشائخ کا قول یہ ہے کہ وہ (اس طرح) تکبیر نہ کہے تاکہ نماز میں چلنا نہ پڑے ۔	معراج درایہ
۲۱	جلابیؒ نے اپنی نماز میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا تو کھڑے ہو کر تکبیر کہی۔ پھر (رکوع کے لئے) جھکنا شروع کیا تو (اس صورت میں) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر امام کے سیدھے کھڑا ہونے سے پہلے (مقتدی) اسکے ساتھ شریک ہوگیا خواہ تھوڑی سی شرکت ہو تو (اسکی) وہ رکعت شمار میں آجائے گی ۔	معراج درایہ
۲۲	اس پر فقہاءؒ کا اجماع ہے کہ کوئی شخص آیا اور امام قیام کی حالت میں تھا۔ آنے والے نے تکبیر کہی اور امام کے ساتھ رکوع نہ کیا حتی کہ امام نے رکوع کر لیا پھر اس نے رکوع کیا تو (اس صورت میں) وہ اس رکعت کو پانے والا قرار پائے گا۔	بحر الرائق
۲۳	اسپر فقہاءؒ کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے رکوع کے قومہ (رکوع سے اٹھنے کے بعد سیدھا کھڑے ہونے کی حالت) میں امام کی اقتدا کی تو (اس صورت میں) وہ اس رکعت کو پانے والے نہیں قرار پائے گا ۔	بحر الرائق
۲۴	کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا تو وہ کھڑے ہو کر تحریمہ باندھے تکبیر کہے اور وہ ثنا پڑھے اور عید کی تکبیریں کھڑے ہو کر کہے بشرطیکہ اس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ امام کو رکوع میں پالے گا ۔ اور اگر اسے یہ ڈر ہو کہ (امام کے ساتھ) اس کا رکوع فوت ہو جائے گا تو وہ (تکبیر تحریمہ کے بعد) رکوع کردے اور (کھڑا ہونے کی حالت میں) عید کی تکبیریں نہ کہے اور رکوع میں (عید کی) تکبیریں کہہ لے [۲]	کافی
۲۵	(ا) جو شخص امام کو رکوع میں مل جائے اسے دو تکبیروں کی ضرورت نہیں بعض فقہاءؒ کا اسمیں اختلاف ہے (ب) اگر اس نے وہ ایک تکبیر رکوع کی نیت سے کہی۔ نماز شروع کرنیکی نیت سے کہی تو جائز ہے اور اس کی نیت لغو جائیگی [۳]	فتح قدیر
۲۶	(ا) جب مقتدی نے سب رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو اسپر لازم ہے کہ وہ ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھے اور اسکی نماز پوری ہو جائیگی [۴]	

[۴] ا ص ۵۵۶ میں ہے۔ نیز اگر مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پہلے پڑھے تو اس کے متعلق حکم $\frac{11}{169}$ مع حاشیہ ملا[illegible] (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ — ادراک الفریضۃ	حوالہ
۱۸۷-	وان رکع مع الامام وسجد قبلہ یجب علیہ قضاء رکعتین وان رکع قبل الامام	
	وسجد معہ یجب علیہ قضاء اربع رکعات بغیر قراءۃ	
	وان رکع بعد الامام وسجد بعدہ جازت صلوتہ	
	وان ادرکہ[1] الامام فی الرکوع والسجود فی آخرھما یجوز	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷	ومن اتی مسجدا قد صلی فیہ لابأس بان یتطوع قبل المکتوبۃ ما بدا لہ مادام	
	فی الوقت سعۃ	
	وان کان فیہ ضیق یترکہ قیل ھذا فی غیر سنۃ الظھر والفجر	ھکذا فی الھدایۃ
	وھو اختیار شمس الائمۃ السرخسیؒ وصاحب المحیطؒ وقاضیخانؒ والتمرتاشیؒ	کذا فی الکفایۃ
	والمحبوبیؒ	وھکذا فی النھایۃ
	وقیل ھذا فی الجمیع	کذا فی الھدایۃ
	وھو اختیار صدر الاسلامؒ	کذا فی الکفایۃ
	والاولی ان لا یترکھا فی الاحوال کلھا	کذا فی الھدایۃ
	سواء صلی الفرض بجماعۃ اولا الا اذا خاف	
	فوت فرض الوقت	کذا فی الکفایۃ

[1] فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ مصری میں قاضیخان کی یہ عبارت یوں درج تھی " وان ادرک الامام فی الرکوع والسجود الخ" ترجمہ اگر کسی نے رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام کو پایا الخ
اور فتاوی قاضیخان میں یہ عبارت یوں ہے ۔ وان ادرکہ الامام فی الرکوع والسجود فی آخرھما یجوز لانہ اتی بما ھو الواجب لکنہ
یکرہ الخ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۱ ص ۹۸ ۔ ترجمہ ۔ جب کسی مقتدی کو رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام نے پالیا تو جائز ہے

دفعات وشق نمبر	دسواں باب ۔ فرض نماز میں شریک ہونے کے احکام — فرض نماز میں شریک ہونے کا بیان	حوالہ
۱۸۷-	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) اگر کسی نے رکوع امام کے ساتھ کیا ہے اور سجدہ امام سے پہلے کیا ہے تو اسپر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے رکوع امام سے پہلے کیا ہے اور سجدہ امام کے ساتھ کیا ہے تو اسپر بغیر قرأت کے چار رکعتیں قضا کرنا لازم ہے (د) اور اگر اس نے رکوع امام کے بعد کیا ہے اور سجدہ بھی امام کے بعد کیا ہے تو اسکی نماز جائز ہو جائے گی۔ (س) اور اگر کسی مقتدی کو رکوع اور سجود کے آخری حصہ میں امام نے پالیا تو جائز ہوگا	قاضیخان
۲۷	(ا) جو شخص کسی مسجد میں آیا اور اس مسجد میں اس وقت کی نماز باجماعت ہو چکی تھی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ فرض نماز سے پہلے جسقدر چاہے نفل (یا سنت) پڑھ لے جبتک کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو نفل نماز چھوڑ دے (ب) اور [1] بعض کا قول ہے کہ یہ حکم ظہر اور فجر کی سنتوں کے علاوہ کے لئے ہے۔	ہدایہ
	اور [2] اسی حکم (کہ اکیلے نماز پڑھنے والا وقت کی تنگی کی صورت میں ظہر اور فجر کی سنتوں کے علاوہ نوافل چھوڑ دے اس) کو شمس الائمہ سرخسیؒ نے اختیار کیا ہے اور صاحب محیطؒ نے قاضیخانؒ۔ تمرتاشیؒ اور محبوبیؒ نے اختیار کیا ہے۔	کفایہ۔نہایہ
	(ج) اور [1] بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ حکم) سب (سنتوں اور نفلوں) کیلئے ہے۔	ہدایہ
	اور [2] اس حکم (کہ اکیلے نماز پڑھنے والا وقت کی تنگی کی صورت میں سب سنتوں اور نفلوں کو [illegible] اس) کو صدر الاسلامؒ نے اختیار کیا ہے۔	کفایہ
	(د) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان (مذکورہ سنتوں) کو کسی حال میں نہ چھوڑے۔	ہدایہ
	خواہ اس نے فرض نماز جماعت سے پڑھی ہو یا نہ لیکن اگر فرض نماز کے لئے وقت جاتے رہنے کا ڈر ہو تو پھر یہ حکم نہیں (یعنی پھر ان مذکورہ سنتوں کو چھوڑ دے) ؎[2]	کفایہ

اس لئے کہ اس نے واجب ادا کر دیا ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور چونکہ قاضیخان کی اصل عبارت ہی [illegible] دوں ہے۔ لہذا وہی درج ہے جیساکہ رد المحتار[1] میں ہے۔
ان یأتی بهما قبله وبعده كه الامام فيهما وهو جائز لكنه يكره. رد المحتار ج ا ص ۵۵۶ اور جیساکہ حکم $\frac{۳}{۱۶۸}$ میں ہے (مترجم) ؎[2] اسکے متعلق حکم $\frac{۱۵}{۱۸۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت

دفعات ١٨٨ تا ١٨٩ عنوانات ٢ تعداد شق ٥٣

١٨٨- قضاء الفوائت

تعداد شق ٥٢

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
١	کل صلوۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضاؤها سواء ترک عمدا او سهوا او بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرۃ او قلیلۃ	
	فلا قضاء علی مجنون حالۃ جنونه لما فاته حالۃ عقله کما لا قضاء علیه فی حالۃ عقله لما فاته حالۃ جنونه ولا علی مرتد ما فاته زمن ردته	
	ولا علی مسلم اسلم فی دار الحرب ولم یصل مدۃ لجهله بوجوبها	
	ولا علی مغمی علیه ومریض عجز عن الایماء ما فاته فی تلک الحالۃ وزادت الفوائت علی یوم ولیلۃ	کذا فی البحر الرائق
٢	ومن حکمه ان الفائتۃ تقضی علی الصفۃ التی فاتت عنه الا لعذر وضرورۃ فیقضی مسافر فی السفر ما فاته فی الحضر من الفرض الرباعی اربعا	
	والمقیم فی الاقامۃ ما فاته فی السفر منها رکعتین	کذا فی البحر الرائق
٣	والقضاء فرض فی الفرض وواجب فی الواجب وسنۃ فی السنۃ	کذا فی البحر الرائق
٤	ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمر وقت له الا ثلاثۃ وقت طلوع الشمس ووقت زوالها ووقت الغروب فانه لا تجوز الصلوۃ فی هذه الاوقات	کذا فی البحر الرائق

۱؎ نماز کی فرضیت ماننے ہوئے اسے بغیر عذر جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ پس اس کے لئے قضا کے ساتھ توبہ کرنا بھی ضروری ہے۔ جیساکہ حکم نمبر ۲/۹۸ میں ہے اور نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے نیز اس کے متعلق حکم ۱/۹۸، ۲۰/۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیساکہ حکم ۵/۱۸۹ میں ہے (مترجم) ۳؎ مثلاً درمختار میں ہے کہ مریض شخص نے بیماری کی حالت میں ان فوت شدہ

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام	
	دفعات ۱۸۸ تا ۱۸۹ عنوانات ۲ تعداد شق ۷۳	
۱۸۸	## ۱۸۸۔ فوت شدہ نمازوں کی قضا اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) ہر وہ نماز جو اپنے وقت میں لازم ہو کر اس وقت میں (اسکی ادائیگی) فوت ہو جائے تو اس کی قضاء لازم ہوتی ہے خواہ اسے جان بوجھ کر[۱] چھوڑا یا بھولے سے چھوڑا یا نیند کی وجہ سے چھوٹ گئی اور خواہ چھوٹی ہوئی نمازیں بہت سی ہوں یا تھوڑی ہوں۔ (ب) پس[۱] پاگل شخص پر پاگل پن کی حالت میں ان نمازوں کی قضا لازم نہیں جو عقل رکھنے کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اسیطرح عقل رکھنے کی حالت میں ان نمازوں کی قضا لازم نہیں جو پاگل پن کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اور[۲] نہ مرتد پر ان نمازوں کی قضا لازم ہے جو مرتد رہنے کی حالت میں اس سے چھوٹی ہوں اور[۳] نہ ایسے مسلمان پر (ان) نمازوں کی قضا لازم ہے جو دار الحرب (کفرستان) میں اسلام لایا اور نماز کی فرضیت نہ جاننے کی وجہ سے ایک عرصہ تک نماز نہ پڑھی ہو[۴] اور[۵] بیہوش آدمی اور ایسا بیمار جو اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو ان سے اس (بیہوشی اور اشارہ سے بھی معذور ہونے کے) دوران جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں اور وہ ایک دن رات کی نمازوں سے زیادہ ہوں تو ان پر بھی انکی قضا لازم نہیں ہے۔	بحر رائق
۲	(ا) فوت شدہ نماز کا حکم یہ ہے کہ جس صفت سے نماز فوت ہوئی ہے اسی صفت کے ساتھ اس کی قضا کی جائے گی لیکن عذر اور ضرورت کی بنا پر یہ حکم نہیں ہے۔[۳] (ب) پس[۱] مسافر شخص دوران سفر ان نمازوں کی چار رکعتیں قضا کرے گا جو اس سے حالت اقامت (مسافر نہ ہونے کی حالت) میں چار رکعت والی فرض نمازیں چھوٹ گئی تھیں اور[۲] مقیم شخص دوران اقامت چار رکعت والی نمازوں سے دو رکعتیں قضا کرے گا جو حالت سفر میں اس سے چھوٹ گئی تھیں[۴]	بحر رائق
۳	فرض نماز کی قضا فرض ہے واجب نماز کی قضا واجب ہے اور سنت نمازوں کی قضا سنت ہے۔	بحر رائق
۴	پھر فوت شدہ نماز قضا کرنے کے لئے کوئی مقرر وقت نہیں ہے بلکہ تمام عمر اسکا وقت ہے لیکن تین وقتوں میں قضا نماز جائز نہیں ہے۔[۵] (اور وہ تین وقت یہ ہیں) سورج طلوع ہوتے کا وقت زوال کا وقت اور اس کے غروب ہونے کا وقت۔ اس لئے کہ ان اوقات میں نماز جائز نہیں ہے۔	بحر رائق

نمازوں کی قضا کرنا چاہی۔ جو اس شخص کی حالت میں فوت ہوئی تھیں تو وہ مریض ان نمازوں کی قضا اس کیفیت سے کریگا جس ... در مختار ہے۔ کہ کسی شخص نے ان فوت شدہ نمازوں کی قضا کرنا چاہی۔ جو اس بیماری کی ... میں فوت ہوئی تھیں جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ تھا تو وہ شخص صحت کی حالت میں ان نمازوں کی قضا ... کرے ... ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ا ص ... (مترجم) [۴] اگر مسافر نے امام کی متابعت کیوجہ سے چار فرض پڑھے۔ پھر کسی وجہ سے وہ نماز فاسد ہوگئی۔ تو وہ مسافر اس نماز کی قضا کرنے میں دو رکعت سفر کی نماز ہی پڑھے گا ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ا ص ... (مترجم) [۵] اسکے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-۵	رجل صلی فارتد فاسلم فی الوقت یعید	کذا فی الکافی
۶	صبی صلی العشاء ثم نام واحتلم وانتبہ قبل طلوع الفجر یقضی العشاء بخلاف الصبیۃ اذا بلغت بالحیض قبل طلوع الفجر لا یلزمہا قضاء العشاء لان الحیض لو طرأ علی الوجوب اسقط الوجوب فاذا قارنہ اولی ان یمنع وان بلغت بالسن تلزمہا العشاء وان لم ینتبہ حتی طلع الفجر قیل یقضی العشاء	کذا فی محیط السرخسی
۷	ھو المختار	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	ومتی قضی الفوائت ان قضاھا بجماعۃ فان کانت صلوٰۃ یجھر فیھا یجھر فیھا الامام بالقراءۃ وان قضاھا وحدہ یتخیر بین الجھر والمخافتۃ والجھر افضل کما فی الوقت کذا الامام ویخافت فیما یخافت فیہ حتما وکذا الامام	کذا فی الظھیریۃ
۹	الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ وبین الفوائت مستحق	کذا فی الکافی
۱۰	حتی لا یجوز اداء الوقتیۃ قبل قضاء الفائتۃ	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	وکذا بین الفرض والوتر	ھکذا فی شرح الوقایۃ
۱۲	ولو صلی الفجر وھو ذاکر انہ لم یوتر فھی فاسدۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ولو تذکر فائتۃ فی تطوعہ لم یفسد تطوعہ لان الترتیب عرف واجبا فی الفرض بخلاف القیاس فلا یلحق بہ غیرہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۳	وفی الفتاوی العتابیۃ الصبی اذا بلغ وصلی صلوٰۃ فی وقتھا یصیر صاحب ترتیب کالمرأۃ اذا بلغت ورأت دما صحیحا تصیر صاحبۃ عادۃ بمرۃ واحدۃ	کذا فی التتارخانیۃ
۱۴	واما الترتیب فی بعض اعمال الصلوٰۃ فلیس بفرض عندنا	کذا فی المحیط
۱۵	حتی ان من ادرک الامام فی اول الصلوٰۃ ونام خلفہ او سبقہ الحدث فسبقہ الامام ثم انتبہ او توضأ وعاد فعلیہ ان یقضی اولا ما سبقہ الامام ثم یتابع امامہ اذا ادرکہ	

ــــہ۱ یہ واقعہ امام محمد رحمہ اللہ کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اسکا حکم پوچھا اور ان کے مذکورہ جواب پر نماز کا اعادہ کیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵ (مترجم) ــــہ۲ جیسا کہ حکم ۴/۱۷ میں ہے (مترجم) ــــہ۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹، ۳۰/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۵	کسی شخص نے نماز پڑھی پھر مرتد ہوگیا۔ پھر اس نماز کے وقت کے اندر مسلمان ہوگیا تو وہ اس نماز کو لوٹائے گا۔	کافی
۶	(ا) کسی لڑکے نے عشا کی نماز پڑھی پھر سوگیا اور اس کو احتلام ہوا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے جاگ پڑا تو وہ عشا کی نماز قضا کرے گا [1] (ب) لڑکی کے لئے حکم اسکے خلاف ہے۔ جب لڑکی فجر طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو اس پر نماز عشا کی قضا لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ نماز فرض ہونے کی حالت میں جب حیض آئے تو وہ فرض ساقط ہوجاتا ہے [2] تو جب فرضیت کے ساتھ حیض آئے تو فرض ہونے کے لئے بطریق اولی مانع ہوگا۔	
	(ج) اور اگر لڑکی سالوں کے حساب سے بالغ ہوئی تو (مذکورہ صورت میں) اسپر عشا کی نماز لازم ہوگی۔	
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) لڑکا طلوع فجر سے پہلے نہ جاگا تو بعض کا قول یہ ہے کہ وہ عشا کی نماز قضا کریگا۔	محیط سرخسی
۷	اور یہی حکم (کہ مذکورہ صورت میں وہ لڑکا عشا کی نماز قضا کرے گا) مختار ہے۔	قاضیخان
۸	جب فوت شدہ نماز قضا کرے تو (حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر انہیں با جماعت قضا کرے تو جہری نمازوں (جن نمازوں میں قرأت اونچی پڑھی جاتی ہے) کی قضا کی صورت میں امام اونچی قرأت کرے اور اگر انہیں اکیلے قضا کرے تو (جہری نمازوں کی صورت میں) اسے اونچی قرأت کرنے اور آہستہ قرأت کرنے میں اختیار ہے۔ اور اونچی قرأت کرنا افضل ہے جیساکہ وقت کی جہری نماز اکیلے پڑھنے کی صورت میں اونچی قرأت کرنا افضل ہے [3] (ب) اور جن نمازوں میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے انہیں (اکیلے) قضا کرنے میں آہستہ قرأت کرنا ضروری ہے اور امام کے لئے بھی یہی حکم ہے۔	ظہیریہ
۹	فوت شدہ نماز اور وقتی نماز کے مابین اور کئی فوت شدہ نمازوں کے مابین ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے [4]	کافی
۱۰	حتی کہ فوت شدہ نماز کی قضا سے پہلے وقتی نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فرض نمازوں اور نماز وتر میں بھی ترتیب ضروری ہے۔	شرح وقایہ
۱۲	(ا) اگر کسی نے نماز فجر پڑھی اور اسے یاد تھا کہ اس نے نماز وتر نہیں پڑھی ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسکی وہ نماز فجر فاسد ہے۔	
	(ب) اور اگر نماز نفل میں کوئی فوت شدہ (فرض یا واجب) نماز یاد آئی تو اسکی نماز نفل فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ترتیب کا ضروری ہونا۔ فرض نمازوں میں خلاف قیاس ثابت ہوا ہے۔ پس غیر فرض اس حکم میں شامل نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۱۳	فتاوی عتابیہ میں ہے (ا) کہ لڑکا جب بالغ ہوا اور نماز کے وقت میں نماز پڑھ لے تو وہ صاحب ترتیب ہوجاتا ہے (ب) جیساکہ عورت جب بالغ ہوجائے اور صحیح خون دیکھ لے تو ایک بار (کے حیض) سے وہ صاحب عادت ہو جاتی ہے۔	تتارخانیہ
۱۴	اور ہمارے ہاں نماز کے بعض اعمال میں باہم ترتیب فرض نہیں ہے [5]	محیط
۱۵	(ا) حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) جو شخص امام کے ساتھ شروع نماز میں شریک ہوا پھر اسکے پیچھے سوگیا یا اسے حدث (وضو توڑنے والا امر درپیش ہوا) اور امام (نماز کی ادائیگی میں) آگے نکل گیا پھر (وہ سویا ہوا مقتدی) جاگا یا اس (محدث نے ...)	

[4] اسکے متعلق حکم ۱۷-۲۳-۳۴-۳۵ / ۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم ۹، ۱۰ / ۱۱۹ ، حکم ۱۳ / ۱۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	فلو تابع الامام اولا ثم قضی بعد تسلیم الامام جاز عند علمائنا الثلاثة	
	وکذلک فی صلوٰۃ الجمعة اذا زحمه الناس فلم یقدر علی اداء الرکعة الاولی مع الامام بعد الاقتداء وبقی قائما وامکنه اداء الرکعة الثانیة فادی اولا الرکعة الثانیة قبل ان یؤدی الاولی ثم قضی الاولی بعد تسلیم الامام جاز عندنا	کذا فی شرح الطحاوی فی فصل ستر العورة
۱۶	ثم الترتیب یسقط بالنسیان وبما هو فی معنی النسیان	کذا فی المضمرات
۱۷	ولو تذکر صلوته قد نسیها بعد ما ادی وقتیة جازت الوقتیة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	ولو صلی الظهر علی ظن انه متوضئ ثم توضأ وصلی العصر ثم تبین انه صلی الظهر من غیر وضوء یعید الظهر خاصة لانه بمنزلة الناسی فی حق الظهر	
	بخلاف ما لو صلی الظهر یوم عرفة علی ظن انه متوضئ ثم صلی العصر بوضوء ثم تبین یعیدهما لان العصر ثمة تبع للظهر	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	واذا صلی الظهر وهو ذاکر انه لم یصل الفجر فسد ظهره ثم قضی الفجر وصلی العصر وهو ذاکر للظهر یجوز العصر لانه لا فائتة علیه فی ظنه حال اداء العصر وهو ظن معتبر	کذا فی التبیین
۲۰	ولو شک فی الظهر انه هل صلی الفجر ام لا فلما فرغ تیقن انه لم یصل الفجر یعید الفجر ثم الظهر	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	ومن تذکر صلوات علیه وهو فی الصلوٰۃ فقد حکی عن الفقیه ابی جعفر رح ان مذهب علماءنا رح ان تفسد صلوته	
	قال ولکن لا تفسد حین ذکرها بل یتمها رکعتین ویعدهما تطوعا سواء کان الفوائت قدیما او حدیثا	کذا فی المحیط
۲۲	ولو ان مصلی الجمعة تذکر ان علیه الفجر فان کان بحیث لو قطعها واشتغل بالفجر تفوته الجمعة ولا یفوته الوقت فعند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح یقطع الجمعة ویصلی الفجر ثم یصلی الظهر وعند محمد رح یتم الجمعة ولو کان بحیث انه اذا قضی الفجر ادرک الجمعة مع الامام فانه یشتغل بالفجر اجماعا وان کان بحیث اذا قطع الجمعة واشتغل بالفجر یفوته الوقت اتم الجمعة	

ــــه اس کے متعلق حکم $\frac{\text{۹-۲۲ — ۳۴ — ۳۵}}{\text{۱۸۸}}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ــــه ۲ اس کے متعلق:

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب - قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	وضو کیا اور لوٹا تو اسے لازم ہے کہ وہ پہلے وہ نماز پڑھے جو نماز امام پہلے پڑھ چکا ہے اسکے بعد اگر امام کو نماز میں پالیا ہے تو اسکی پیروی کرے۔ اور اگر اس نے پہلے امام کی پیروی کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد (کھوئی ہوئی) نماز پڑھی تو ہمارے تینوں اماموں کے ہاں جائز ہے۔ (ب) اسیطرح اگر جمعہ کی نماز میں کوئی مقتدی اقتدا کرنے کے بعد لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا نہ کرسکا اور کھڑا رہا اور اسنے دوسری رکعت (امام کے ساتھ) ادا کرلی۔ پس اسنے پہلی رکعت ادا کرنے سے پہلے دوسری رکعت ادا کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت پڑھی تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	شرح طحاوی
۱۶	ترتیب (کا حکم) بھول جانے سے یا ان چیزوں سے جو بھولنے کے حکم میں ہیں ساقط ہو جاتی ہے۔ ۱	مضمرات
۱۷	کسی کو وقتی نماز ادا کرنے کے بعد کوئی فوت شدہ نماز یاد آئی جسے وہ بھول گیا تھا تو (اس صورت میں) وقت کی وہ نماز جائز ہوگی۔	قاضیخان
۱۸	(۱) کسی نے نماز ظہر اس گمان پر پڑھی کہ وہ باوضو ہے۔ پھر اس نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ اس نے نماز ظہر وضو کے بغیر پڑھی تھی تو (اس صورت میں) وہ صرف نماز ظہر کو لوٹائے گا اس لئے کہ وہ ظہر کی نماز کے حق میں بھولنے والے کے حکم میں ہے۔ (ب) اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی نے عرفہ (ذوالحجۃ کی نویں تاریخ) کے دن ظہر کی نماز اس گمان سے پڑھی کہ وہ باوضو ہے۔ پھر اس نے نماز عصر وضو کرکے پڑھی پھر ظاہر ہوا (کہ اس نے نماز ظہر وضو کے بغیر پڑھی تھی) تو وہ ظہر اور عصر دونوں نمازیں لوٹائے گا اس لئے کہ عصر کی نماز وہاں ظہر کے تابع ہے۔	محیط سرخسی
۱۹	کسی شخص نے نماز ظہر پڑھی اور اسے یاد ہے کہ اس نے نماز فجر نہیں پڑھی ہے تو اس کی ظہر فاسد ہو گئی ہے پھر اس نے نماز فجر قضا کی اور نماز عصر پڑھی اور اسے نماز ظہر یاد ہے تو (اسکی) نماز عصر جائز ہوگی۔ اس لئے کہ عصر کی نماز ادا کرتے وقت اسکے گمان میں کسی نماز کی قضا اسپر نہیں ہے اور یہ گمان معتبر ہے۔	تبیین
۲۰	اگر کسی کو نماز ظہر پڑھتے وقت شک ہوا کہ اسے فجر کی نماز پڑھی ہے یا نہ پھر جب وہ (ظہر کی نماز سے) فارغ ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو (اس صورت میں) وہ (پہلے) فجر کی نماز لوٹائے اور پھر ظہر لوٹائے۔	محیط سرخسی
۲۱	جس شخص کو نماز کے اندر یاد آیا کہ اس کے ذمے کچھ نمازوں کی قضا ہے تو (اسکے حکم کے متعلق) فقیہ ابو جعفر رح سے منقول ہے کہ ہمارے ہاں اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن بقول ان کے وہ نماز یاد آتے ہی فاسد نہ ہوگی بلکہ وہ دو رکعتیں پوری کرے اور انہیں نفل سمجھے ۲ خواہ قضا نمازیں پرانی ہوں یا نئی ہوں حکم برابر ہے۔	محیط
۲۲	جمعہ کی نماز پڑھنے والے کو یاد آیا کہ اسکے ذمہ فجر کی نماز کی قضا باقی ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر ابھی حالت ہے کہ اگر نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر میں مشغول ہو تو نماز جمعہ فوت ہو جائیگی البتہ اسکا وقت فوت نہیں ہوگا۔ تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر پڑھے اور پھر نماز ظہر پڑھے اور امام محمدؒ کے ہاں نماز جمعہ پوری کرے (ب) اور اگر ایسی حالت ہے کہ وہ اگر نماز فجر قضا کرے تو (پھر بھی) امام کے ساتھ نماز جمعہ پالے گا تو بالاجماع نماز فجر پڑھے (ج) اور اگر ایسی حالت ہے کہ اگر وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر میں مشغول ہو گیا تو نماز کا وقت	

حکم نمبر ۱۸۸/۱، ۳۰/۳۰۰، ۶۴۳/۱۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۸۸-	اجماعا ثم یصلی الفجر بعدھا	کذا فی السراج الوھاج
۲۳	ویسقط الترتیب عند ضیق الوقت	کذا فی محیط السرخسی
	ولو قدم الفائتة جاز وأثم	ھکذا فی النھر الفائق
۲۴	ثم تفسیر ضیق الوقت ان یکون الباقی منه مالا یسع فیه الوقتیة والفائتة جمیعا حتی لو کان علیه قضاء العشاء مثلا وعلم انه لو اشتغل بقضائه ثم صلی الفجر تطلع الشمس قبل ان یقعد قدر التشھد صلی الفجر فی الوقت وقضی العشاء بعد ارتفاع الشمس	کذا فی التبیین
۲۵	ویراعی الترتیب وان کان لا یؤدی الوقتیة علی وجه الافضل کما لو ضاق الوقت بحیث لا یمکنه ان یصلی الوقتیة الا مع تخفیفھا وقصر القراءة والافعال فیھا فانه لابد من الترتیب والاقتصار علی اقل ما تجوز به الصلوٰة	کذا فی التمرتاشی
۲۶	ثم ضیق الوقت یعتبر عند الشروع حتی لو شرع فی الوقتیة مع تذکر الفائتة واطال القراءة حتی ضاق الوقت لا تجوز صلوته الا ان یقطعھا ویشرع فیھا	
	ولو شرع ناسیا والمسئلة بحالھا ثم تذکرھا عند ضیق الوقت جازت صلوته ولا یلزمه القطع	کذا فی التبیین
۲۷	ویعتبر ضیق الوقت فی نفس الامر لا بحسب ظنه	ھکذا فی البحر الرائق
۲۸	حتی لو ظن من علیه العشاء ان وقت الفجر قد ضاق فصلی الفجر ثم تبین انه کان فی الوقت سعة بطل الفجر	
	فاذا بطل ینظر فان کان الوقت یسعھما صلاھما والا اعاد الفجر	
	وھکذا یفعل مرة بعد اخری	
	ولو اشتغل بالعشاء ولم یعد الفجر فطلعت الشمس قبل ان یقعد قدر التشھد فی العشاء صح فجره	ھکذا فی التبیین
۲۹	وکذا اذا ذکر الفجر فی آخر وقت الظھر فوقع علی ظنه ان الوقت لا یحتمل الصلاتین فافتتح الظھر فصلاھا وقد بقی من وقت الظھر بعضه نظر فیه فان کان مابقی من وقت الظھر ما امکنه ان یصلی فیه الفجر ثم الظھر لم تجزئه التی صلی وعلیه ان یقضی الفجر ثم یعید الظھر وکذلک ان بقی من الوقت مقدار ما یصلی الفجر ویصلی من الظھر رکعة	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب - قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
	جاتا رہیگا تو (اس صورت میں) اسکے لئے بالاجماع حکم یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ پوری کرے اور پھر اسکے بعد نماز فجر پڑھے۔	سراج وہاج
۱۸۸- ۲۳	(ا) (وقت کی نماز کا) وقت تنگ ہو تو ترتیب (کا حکم) ساقط ہوتا ہے۔ (ب) اگر کسی نے وقت کی تنگی کے باوجود فوت شدہ نماز پہلے پڑھی تو جائز ہے مگر گنہگار ہے۔	محیط سرخسی نہر فائق
۲۴	وقت کی تنگی سے مراد یہ ہے کہ اس نماز کے وقت سے اس قدر باقی ہو کہ اس میں وقتی نماز اور فوت شدہ نماز دونوں کے پڑھنے کی گنجائش نہ ہو۔ مثلاً اگر اسکے ذمہ عشا کی نماز کی قضا باقی ہو اور وہ یہ جانے کہ اگر نماز عشا کی قضا میں، مشغول ہوگیا اور پھر نماز فجر پڑھی تو التحیات بیٹھنے میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ہی سورج نکل آئیگا تو (اس صورت میں) وہ فجر کی نماز فجر کے وقت میں پڑھے اور نماز عشا سورج بلند ہونے کے بعد پڑھے۔	تبیین
۲۵	ترتیب کی رعایت ضروری ہے خواہ (قضا نمازوں کے ساتھ) وقتی نماز کو افضل طور پر ادا نہ کرے مثلاً اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ وقتی نماز تخفیف کے ساتھ اور قراءت اور دوسرے ارکان کو اختصار کے ساتھ ہی پڑھ سکتا ہے تو ترتیب کا لحاظ رکھے اور اختصار کرنے میں کم از کم پر اکتفا کرے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے۔	تمرتاشی
۲۶	(ا) وقت کی تنگی کا اعتبار نماز شروع کرنے کے وقت ہے۔ حتی کہ اگر کسی کو وقتی نماز شروع کرتے وقت فوت شدہ نماز یاد تھی اور اس نے اتنی لمبی قرأت کی کہ وقت تنگ ہوگیا تو اسکی (وہ وقتی) نماز جائز نہ ہوگی۔ لیکن اگر اس کو توڑ کر پھر شروع کرے (اور وقت تنگ ہو — تو پھر جائز ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) نماز شروع کرتے وقت اسے فوت شدہ نماز یاد نہ تھی اور صورت حال وہی ہو (یعنی اتنی لمبی قرأت کی کہ وقت تنگ ہوگیا) پھر اسے وقت تنگ ہونے پر فوت شدہ نماز یاد آگئی تو اسکی نماز جائز ہے اور اسے اس نماز کا توڑنا لازم نہ ہوگا۔	تبیین
۲۷	وقت کی تنگی کا اعتبار تب ہے کہ حقیقت میں وقت تنگ ہو۔ نمازی کے گمان کا اعتبار نہیں ہے۔	بحر رائق
۲۸	(ا) حتی کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) جسکے ذمہ نماز عشا کی قضا تھی اسے گمان ہوا کہ نماز فجر کا وقت تنگ ہے پس اس نے نماز فجر پڑھ لی۔ پھر ظاہر ہوا کہ وقت میں گنجائش تھی تو وہ نماز فجر باطل ہوگئی۔ (ب) پھر جب وہ نماز فجر باطل ہوگئی تو وہ غور کرے اگر وقت (عشا اور فجر کی) دونوں نمازوں کی گنجائش رکھتا ہے تو دونوں نمازیں پڑھے ورنہ نماز فجر لوٹائے اور اس طرح اسکے بعد پھر کریگا (یعنی غور کریگا اور حسب سابق عمل کریگا) (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے نماز عشا پڑھ لی اور نماز فجر نہ لوٹائی اور نماز عشا کی قضا کرتے ہوئے التحیات بیٹھنے میں قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے سورج نکل آیا تو (اس صورت میں) اسکی وہ نماز فجر صحیح ہوگئی۔	تبیین
۲۹	(ا) اسی طرح اگر کسی کو ظہر کے آخری وقت میں فجر کی فوت شدہ نماز یاد آئی اور اسے گمان ہوا کہ وقت میں دونوں نمازیں پڑھنے کی گنجائش نہیں پس اس نے نماز ظہر شروع کی اور اسے پڑھ لیا اور نماز ظہر کا کچھ وقت ابھی باقی تھا تو وہ غور کرے اگر ظہر کے باقی ماندہ اس وقت میں یہ گنجائش ہے کہ وہ اس میں نماز فجر پڑھکر پھر نماز ظہر بھی پڑھ سکتا ہے تو ظہر کی جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ اور اسپر لازم ہے کہ وہ نماز فجر (پہلے) قضا کرے پھر نماز ظہر لوٹائے (ب) اور اسیطرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر (مذکورہ صورت میں) ظہر کا وقت صرف اتنا باقی ہو کہ اس میں نماز فجر پڑھ کر نماز ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہو۔	تاتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸|۳۰	وان كانت المتروكة اكثر من واحدة والوقت يسع فيه بعضها مع الوقتية لا تجوز الوقتية مالم يقض ذلك البعض	
	حتى لو تذكر فى وقت الفجر انه لم يصل العشاء والوتر وبقى من الوقت مالا يسع فيه الا خمس ركعات على قول ابى حنيفة رح يقضى الوتر ثم يصلى الفجر ثم يقضى العشاء بعد طلوع الشمس	
	وكذا لو تذكر فى وقت العصر انه لم يصل الفجر والظهر ولم يبق من الوقت الا ما يسع فيه ثمانى ركعات فانه يقضى الظهر ثم يصلى العصر وان كان لا يسع فيه الا ست ركعات فانه يصلى الفجر ثم العصر ثم الفائتة	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۳۱	والعبرة فى العصر لآخر الوقت عند ابى حنيفة رح وابى يوسف رح	كذا فى التبيين
	وذكر شمس الائمة السرخسى رح فى المبسوط ان امكنه اداء الظهر والعصر قبل تغير الشمس فعليه مراعاة الترتيب	
	وان لا يمكنه اداء الصلاتين قبل غروب الشمس فعليه اداء العصر	
	وان كان يمكنه اداء الظهر قبل تغير الشمس وتقع العصر كلها او بعضها بعد تغير الشمس فعليه مراعاة الترتيب الا على قول حسن بن زياد رح فان عنده مابعد تغير الشمس ليس بوقت العصر	كذا فى النهاية
	ولو كان بقى من الوقت المستحب قدر ما لا يسع فيه الظهر سقط الترتيب بالاجماع	كذا فى التبيين
۳۲	ولو افتتح العصر فى اول الوقت وهو لا يعلم ان عليه الظهر واطالها حتى دخل وقت الكراهة ثم تذكر ان عليه الظهر فله ان يمضى على صلوته	كذا فى الجوهرة النيرة
۳۳	ولو سقط الترتيب لضيق الوقت ثم خرج الوقت لا يعود على الاصح حتى لو خرج فى خلال الوقتية لا تفسد على الاصح	

[1] اس لئے کہ ہمارے ہاں نماز عصر کی تاخیر کے جواز کے لئے آخری وقت تغیر الشمس ہے اور ترتیب کا حکم لاگو ہونے کے لئے عصر کا آخری وقت غروب الشمس ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۰ (مترجم) [2] اس لئے کہ تغیر شمس کے بعد اس دن کی عصر کے ۱۳

دفعات دستی نمبر	گیارہواں باب ـ قضا نمازوں کے احکام　　قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۳۰	(و) اگر چھوٹی ہوئی نمازیں ایک سے زیادہ ہوں اور وقت میں صرف اتنی گنجائش ہو کہ وقت کی فرض نماز کے ساتھ چھوٹی ہوئی نمازوں میں سے صرف بعض کو پڑھ سکتا ہے تو جبتک ان بعض نمازوں کو نہ پڑھ لے وقتی نماز جائز نہ ہوگی (ب) حتی کہ اگر کسی کو فجر کے وقت میں یاد آیا کہ اس نے نماز عشا اور نماز وتر نہیں پڑھی تھیں اور فجر کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ اس میں صرف پانچ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب وہ (پہلے) نماز وتر قضا کرے۔ پھر نماز صبح پڑھے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز عشا قضا کرے (ج) اسی طرح اگر کسی کو عصر کے وقت میں یاد آیا کہ اس نے فجر اور ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور عصر کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ اس میں صرف آٹھ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو وہ نماز ظہر قضا کرے پھر نماز عصر پڑھے۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) صرف چھ رکعتیں پڑھنے کی گنجائش ہے تو وہ نماز فجر قضا کرلے پھر نماز عصر پڑھے پھر فوت شدہ (نماز ظہر) قضا کرے۔	قاضیخان
۳۱	(ا) اور (مذکورہ مسائل کے متعلق) عصر کے وقت میں امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے ہاں آخری وقت کا اعتبار ہے۔	تبیین
	(ب) ۱ اور شمس الائمہ سرخسی رح نے مبسوط میں ذکر کیا ہے کہ اگر ظہر (کی قضا) اور عصر کی (وقتی) نماز کا ادا کرنا سورج کے تغیر سے پہلے ممکن ہو تو ترتیب کی رعایت ضروری ہے۔ ۲ اور اگر مذکورہ دونوں نمازیں سورج کے غروب ہونے سے پہلے ادا نہیں ہوسکتیں تو اسپر نماز عصر (پہلے) ادا کرنا لازم ہے۔ ۳ اور اگر نماز ظہر سورج کے تغیر سے پہلے قضا ہوسکتی ہے اور نماز عصر ساری یا اس کا کچھ حصہ سورج کے تغیر کے بعد واقع ہوتا ہے تو اسپر ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے[1] لیکن حسن بن زیاد رح کے ہاں یوں حکم نہیں ہے۔ ان کے ہاں (پہلے نماز عصر پڑھے) اس لئے کہ سورج کے تغیر کے بعد ان کے ہاں عصر کا وقت نہیں رہتا۔	نہایہ
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مستحب وقت صرف اس قدر باقی ہے کہ اس میں نماز ظہر (قضا کرنے) کی گنجائش نہیں تو بالاجماع ترتیب ساقط ہوجائے گی[2]	تبیین
۳۲	اگر کسی نے نماز عصر اول وقت میں شروع کی اور اسے یہ معلوم نہیں کہ اسکے ذمہ نماز ظہر کی قضا باقی ہے اور اس نے نماز عصر کو اتنا لمبا کیا کہ مکروہ وقت داخل ہوگیا پھر اسے یاد آیا کہ اسکے ذمہ نماز ظہر کی قضا باقی ہے۔ تو (اس صورت میں اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ اپنی نماز پڑھتا رہے۔	جوہرہ نیرہ
۳۳	اگر وقت تنگ ہوجانے کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوجائے تو زیادہ صحیح قول کے بموجب وہ وقت نکل جانے کے بعد ترتیب نہیں لوٹتی۔ حتی کہ اگر وقت کی نماز پڑھنے کے درمیان وقت خارج ہوگیا تو زیادہ صحیح قول	

کسی اور نماز کی ادائیگی کا وقت نہیں ہوتا ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	و هو مؤد على الاصح لاقاض	كذا فى الزاهدى
۳۴	ولا يظهر حكم الترتيب عند النسيان مادام ناسيا واذا تذكر يلزمه	هكذا فى التاتارخانية ناقلا عن الخلاصة
۳۵	ويسقط الترتيب عند كثرة الفوائت وهو الصحيح	هكذا فى محيط السرخسى
۳۶	وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستا بخروج وقت الصلوة السادسة	
	وعن محمدؒ انه اعتبر دخول وقت السادسة والاول هو الصحيح	كذا فى الهداية
۳۷	ثم المعتبر فيه ان تبلغ الاوقات المتخللة منذ فاتته ستة وان أدى مابعدها فى اوقاتها	
	وقيل يعتبر ان تبلغ الفوائت ستا ولو كانت متفرقة وثمرة الاختلاف تظهر فيما اذا ترك ثلاث صلوات مثلا الظهر من يوم والعصر من يوم والمغرب من يوم وهو لا يدرى ايتها اولى۔ فعلى الاول يسقط الترتيب لان المتخللة بين الفوائت كثيرة و على الثانى لا يسقط لان الفوائت بنفسها يعتبر ان تبلغ ستا فيصلى سبع صلوات الظهر ثم العصر ثم الظهر ثم المغرب ثم الظهر ثم العصر ثم الظهر والاول اصح	كذا فى التبيين
۳۸	وهو اوسع وبالثانى قال الشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل رح وهو احوط	هكذا فى فتاوى قاضيخان
۳۹	وكثرة الفوائت كما تسقط الترتيب فى الاداء تسقط فى القضاء حتى لو ترك صلوة شهر ثم قضى ثلاثين فجرا ثم ثلاثين ظهرا ثم هكذا صح	هكذا فى محيط السرخسى
۴۰	الترتيب اذا سقط بكثرة الفوائت ثم قضى بعض الفوائت وبقيت الفوائت اقل من ستة الاصح انه لا يعود	هكذا فى الخلاصة
۴۱	قال الشيخ الامام الزاهد ابوحفص الكبيرؒ وعليه الفتوى	كذا فى المحيط

لہ اس کے متعلق حکم $\frac{\text{۰۹، ۱۲، ۲۳، ۳۵}}{\text{۱۸۸}}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ۲ے اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{\text{۰۹، ۱۶، ۲۳، ۳۴}}{\text{۱۸۸}}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ۳ے اس لئے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ ان تین فوت شدہ نمازوں میں سے پہلی فوت شدہ نماز کونسی ہے اور پیچھے کی فوت

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	کے بموجب وہ نماز فاسد نہ ہوگی اور (اس صورت میں) وہ زیادہ صحیح قول کے بموجب نماز ادا کرنے والا ہے۔ قضا کرنے والا نہیں ہے۔	زاہدی
۳۴	بھولنے کی صورت میں جب تک وہ بھولا ہوا ہے ترتیب کا حکم ظاہر نہیں ہوگا اور جب اسے فوت شدہ نماز یاد آجائے تو پھر اس پر ترتیب کا حکم لازم ہو جاتا ہے [1]	تتارخانیہ
۳۵	جب فوت شدہ نمازیں کثیر ہو جائیں تو ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے [2]	محیط سرخسی
۳۶	(ا) فوت شدہ نمازیں کثیر ہونے کی حد یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں تو چھٹی نماز کا وقت خارج ہو جانے پر کثیر قرار پائیں گی۔ (ب) اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ چھٹی نماز کا وقت داخل ہونے پر (فوت شدہ نمازیں) کثیر قرار پائیں گی۔ (ج) اور پہلا قول ہی صحیح ہے۔	ہدایہ
۳۷	(ا) معتبر یہ ہے کہ فوت شدہ نماز کے بعد چھ اوقات درمیان میں آجائیں۔ خواہ اسکے بعد نمازیں اپنے وقت میں ادا کرے (ب) اور بعض کا قول ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں خواہ متفرق ہوں اور اس اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جبکہ کسی کی تین نمازیں چھوٹ گئیں۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر ایک دن کی نماز عصر اور ایک دن کی نماز مغرب چھوٹ گئی اور اسے یہ معلوم نہیں کہ کونسی نماز پہلے چھوٹی ہے۔ تو (اس صورت میں) پہلے قول کے بموجب ترتیب ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ فوت شدہ نمازوں کے درمیان کثیر اوقات آگئے۔ اور دوسرے قول کے بموجب ترتیب ساقط نہ ہوگی اس لئے کہ خود فوت شدہ نمازیں چھ ہونا معتبر ہے (اور یہ صرف تین ہیں) پس وہ سات نمازیں (قضا) پڑھے گا۔ پہلے نماز ظہر پڑھے پھر نماز عصر پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے پھر نماز مغرب پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے پھر نماز عصر پڑھے پھر نماز ظہر پڑھے [3] ( ) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۳۸	(ا) اور اس (مذکورہ قول) میں (کہ فوت شدہ نماز کے بعد چھ اوقات درمیان میں آجائیں) زیادہ وسعت ہے۔ (ب) اور دوسرا قول شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ نے اختیار کیا ہے اور اس میں زیادہ احتیاط ہے۔	قاضیخان
۳۹	اور کثیر نمازوں کے فوت ہو جانے سے جس طرح ادا نمازوں کے لئے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے اسیطرح فوت شدہ نمازوں کی قضا میں بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں پھر اس نے (اسطرح قضا کیں کہ) تیس نمازیں فجر کی قضا کیں پھر تیس نمازیں ظہر کی قضا کیں پھر اس طرح اور قضا کیں تو صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۴۰	جب فوت شدہ نمازیں کثیر ہو جانے کی وجہ سے ترتیب کا حکم ساقط ہو گیا پھر کسی نے فوت شدہ بعض نمازیں قضا کر لیں اور فوت شدہ نمازیں چھ سے کم رہ گئیں تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ترتیب نہیں لوٹتی۔	خلاصہ
۴۱	شیخ امام زاہد ابو حفص الکبیرؒ کا قول ہے کہ اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے۔	محیط

شدہ ایک نماز بھی باقی ہو تو صاحب ترتیب کے لئے دوسری نماز جائز نہیں ہوتی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۸۸|-۴۲	حتی لو ترک صلوٰۃ شہر فقضاها الا صلوٰۃ واحدۃ ثم صلی الوقتیۃ وهو ذاکر لها جاز	کذا فی محیط السرخسی
۴۳	(والفوائت نوعان قدیمۃ وحدیثۃ) فالحدیثۃ تسقط الترتیب اتفاقا	کذا فی الکافی
۴۴	وفی القدیمۃ اختلاف المشائخؒ وذلک کمن ترک صلوات شہر ثم صلی مدۃ ولم یقض تلک الصلوات حتی لو ترک صلوٰۃ ثم صلی اخری ذاکرا للفائتۃ الحدیثۃ لم یجز عند البعض وقیل یجوز وعلیه الفتوی	کذا فی الکافی
۴۵	واذا اخر الصلوٰۃ الفائتۃ عن وقت التذکر مع القدرۃ علی القضاءؑ هل یکره فالمذکور فی الاصل انه یکره لان وقت التذکر انما هو وقت الفائتۃ وتاخیر الصلوٰۃ عن وقتها مکروه بلا خلاف	کذا فی المحیط
۴۶	فی الاصل رجل صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظهر فهو فاسد الا ان یکون فی آخر الوقت لکن اذا فسدت الفریضۃ لا یبطل اصل الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح وعند محمدؒ یبطل والمسئلۃ معروفۃ ثم عند ابی حنیفۃ رح فریضۃ العصر تفسد فسادا موقوفا حتی لو صلی ست صلوات او اکثر ولم یعد الظهر عاد العصر جائزا لا یجب علیه اعادته وعندهما تفسد فسادا باتا لا جواز لها بحال فالاصل عند ابی حنیفۃؒ مراعاۃ الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ کما تسقط بکثرۃ الفوائت تسقط بکثرۃ المؤدی	کذا فی المحیط
۴۷	رجل نسی صلوٰۃ ولا یدریها ولم یقع تحریه علی شئ یعید صلوٰۃ یوم ولیلۃ عندنا	کذا فی الظهیریۃ
۴۸	قال الفقیهؒ وبه ناخذ	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الینابیع
۴۹	وکذا لو نسی صلوتین من یومین ولا یدری ای صلاتین اعاد صلوٰۃ یومین وعلی هذا القیاس لو نسی ثلاث صلوات من ثلاثۃ ایام او خمس صلوات	

[1] اس کے متعلق حکم ۳۱، ۳۰ب اور ۶۳ب مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارھواں باب ـ قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-۴۲	حتی کہ (مذکورہ حکم کی بناپر) اگر کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں اور اس نے ایک نماز کے سوا باقی سب فوت شدہ نمازیں قضا کرلیں۔ پھر اس نے اس ایک باقیماندہ فوت شدہ نماز کے یاد ہونے کے باوجود وقتی نماز پڑھی تو جائز ہے۔	محیط سرخسی
۴۳	(فوت شدہ نمازیں دو قسم کی ہیں۔ پرانی اور نئی)۔ (ا) نئی فوت شدہ (کثیر) نمازیں بالاتفاق ترتیب کا حکم ساقط کردیتی ہیں۔	کافی
۴۴	(ا) اور پرانی فوت شدہ (کثیر) نمازوں سے ترتیب ساقط ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ مثلاً کسی سے مہینہ بھر کی نمازیں چھوٹ گئیں پھر ایک مدت تک اس نے نماز پڑھی اور ان فوت شدہ نمازوں کو قضا نہ کیا حتی کہ (اسکے بعد پھر) اس کی ایک نماز چھوٹ گئی اور اس نئی فوت شدہ نماز کے یاد ہونے کے باوجود اس نے دوسری نماز پڑھی تو بعض کے ہاں یہ نماز جائز نہ ہوگی۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ جائز ہوگی اور اس پر فتوی ہے۔	کافی
۴۵	جب فوت شدہ نماز یاد آئے اور اس وقت اسے پڑھنے کی قدرت کے باوجود تاخیر کردے تو کیا ایسا کرنا مکروہ ہے اصل میں مذکور ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یاد آنے کا وقت ہی فوت شدہ نماز پڑھنے کا وقت ہے اور نماز کے وقت سے نماز کی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔	محیط
۴۶	(ا) اصل میں ہے کہ کسی شخص نے نماز عصر پڑھی اور اسے یاد تھا کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ (نماز عصر) فاسد ہوگئی۔ لیکن اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے نماز عصر آخری وقت میں پڑھی تو فاسد نہ ہوگی۔ (ب) لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (ترتیب کے حکم کی وجہ سے) جب نماز فاسد ہوتی ہے تو فرضیت فاسد ہوتی ہے اصل نماز باطل نہیں ہوتی اور امام محمدؒ کے ہاں اصل نماز بھی باطل ہوجاتی ہے۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے (ج) پھر امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (مذکورہ صورت میں) نماز عصر کی فرضیت کا فاسد ہونا موقوف رہتا ہے حتی کہ اگر کسی نے ظہر کی نماز فوت ہونے کے بعد چھ نمازیں یا اس سے زیادہ پڑھیں اور نماز ظہر کو نہیں لوٹایا (یعنی قضا نہیں کیا) تو اب اس عصر کی نماز جائز قرار پائے گی اور اس کا اعادہ واجب نہ ہوگا اور ان دونوں (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں (مذکورہ صورت میں) نماز قطعاً فاسد ہوجاتی ہے جو کسی حال میں جائز نہیں ہوسکتی۔ (د) پس امام ابو حنیفہؒ کے ہاں فوت شدہ اور ادا نمازیں ترتیب کا حکم جسطرح فوت شدہ نمازوں کے کثیر ہونے کی صورت میں ساقط ہوجاتا ہے اسیطرح ادا نمازیں کثیر ہونے کی صورت میں ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے۔	محیط
۴۷	کوئی شخص کسی ایک نماز کو بھول گیا اسے سمجھ نہیں آتا اور گمان غالب بھی کسی نماز پر واقع نہیں ہوتا تو ہمارے ہاں (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ایک دن رات کی نمازیں لوٹائے۔	ظہیریہ
۴۸	فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہے کہ ہم اسی (مذکورہ حکم) کو اختیار کرتے ہیں۔	تتارخانیہ
۴۹	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کوئی شخص دو نمازیں دو دنوں میں سے بھول گیا اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کونسی دو نمازیں تھیں تو وہ دو دنوں کی نمازیں لوٹائے گا (ب) اور علی ھذا القیاس اگر وہ تین نمازیں تین دنوں میں سے	

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۸-	من خمسة ایام	ھکذا فی محیط السرخسی
۵۰	ولو ترک الظھر والعصر من یومین ولا یدری ایتھما ترک اوّلا تحری فان لم یکن له رأی یعید ما ادی اولا مرۃ اخری عند ابی حنیفة رح اذ یمکنه مراعاۃ الترتیب بطریق الاحتیاط والاحتیاط واجب فی العبادات وقالوا لا نأمره الا بالتحری ویسقط عنه الترتیب لعجزه فلا یلزمه الاداء مرتین	ھکذا فی محیط السرخسی
۵۱	فان بدأ بالظھر ثم بالعصر ثم بالظھر کان افضل وان بدأ بالعصر ثم بالظھر ثم بالعصر یجوز ایضا	کذا فی المحیط
۵۲	مصلی العصر اذا تذکر انه ترک سجدۃ واحدۃ ولا یدری انھا من صلوۃ الظھر او من صلوۃ العصر التی ھو فیھا فانه یتحری فان لم یقع تحریه علی شیٔ یتم العصر ویسجد سجدۃ واحدۃ لاحتمال انه ترکھا من العصر ثم یعید الظھر احتیاطا ثم یعید العصر وان لم یعد لا شیٔ علیه	کذا فی المحیط

۱۸۹- مسائل متفرقة تعداد شق ۲۱[1]

دفعات وشق نمبر	مسائل متفرقة	حوالہ
۱	فی الیتیمة سئل والدیؒ عمن شرع فی العصر ثم غربت الشمس فی خلاله ثم اقتدی به انسان فی ھذا العصر ھل یصح اقتداؤه فقال نعم ان لم یکن الامام مقیما والمقتدی مسافرا	کذا فی التاتارخانیة
۲	شافعی المذھب اذا صار حنفی المذھب وقد فاتته صلوات فی وقت کان شافعیا ثم اراد ان یقضیھا فی الوقت الذی صار حنفیا یقضی علی مذھب ابی حنیفة رح	کذا فی الخلاصة
۳	رجل یری التیمم الی الرسغ والوتر رکعة ثم رأی التیمم الی المرفق والوتر ثلاثا لا یعید ما صلی وان صلی کذلك عن جھل من غیر ان یسأل احدا ثم سأل وامر بالثلاث یعید ما صلی	کذا فی الذخیرة
۴	وفی الصیرفیة امرأۃ ترکت صلوۃ فحاضت وطھرت فصلت مع تذکر الفائتة قال لا یجوز	کذا فی التاتارخانیة
۵	حربی اسلم فی دار الحرب ولم یعلم بالشرائع من الصوم والصلوۃ ونحوھما ثم دخل دار الاسلام او مات لم یکن	

[1] اسکے متعلق حکم ۳۷ - ۳۸ / ۱۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۸-	یا پانچ نمازیں پانچ دنوں میں سے بھول گیا (تو وہ تین یا پانچ دنوں کی نمازیں لوٹائے گا)	محیط سرخسی
۵۰	اگر کسی شخص کی ایک دن کی نماز ظہر اور ایک دن کی نماز عصر فوت ہوگئی اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں سے کونسی نماز پہلے فوت ہوئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ گمان غالب سے کسی کو اول قرار دے اور اگر اسے گمان غالب کسی طرف نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (جب دونوں کی قضا کرے تو) جس نماز کو پہلے پڑھا ہے اسے دوبارہ پھر پڑھے۔ اسلئے کہ احتیاط کے (اس) طریقے سے ترتیب کی رعایت ہوسکتی ہے اور عبادات میں احتیاط ضروری ہے (ب) اور ان (یعنی امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ) کا قول ہے کہ ہم اسے گمان غالب سے رائے قائم کرنے کے سوا اور کوئی حکم نہ دیں گے اور اگر وہ اس میں عاجز ہے تو اس سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جائیگا۔ پس اسے دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں۔	محیط سرخسی
۵۱	پس اگر (مذکورہ صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب) اس نے پہلے نماز ظہر پڑھی پھر نماز عصر پڑھی پھر نماز ظہر پڑھی تو افضل ہے اور اگر اس نے پہلے نماز عصر پڑھی پھر نماز ظہر پڑھی پھر نماز عصر پڑھی تب بھی جائز ہے۔	محیط
۵۲	نماز عصر پڑھنے والے کو اگر یہ یاد آیا کہ اس کا ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ وہ سجدہ نماز ظہر سے چھوٹا ہے یا عصر کی نماز سے چھوٹا ہے جسے وہ پڑھ رہا ہے۔ تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ گمان غالب سے رائے قائم کرے اور اگر گمان غالب کسی طرف نہ ہو تو نماز عصر پوری کرکے اس احتمال سے کہ شاید وہ سجدہ نماز عصر سے چھوٹا ہو ایک سجدہ اور کردے پھر احتیاطاً نماز ظہر لوٹائے پھر نماز عصر لوٹائے اور اگر نہ لوٹائے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے	محیط
۱۸۹-	**متفرق مسائل** اور اسمیں ۲۱ شقیں ہیں	
۱	یتیمہ میں ہے کہ میرے والد صاحبؒ سے کسی نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نماز عصر شروع کی اور نماز کے درمیان سورج غروب ہوگیا پھر کسی آدمی نے اس عصر میں اسکی اقتدا کی تو کیا اسکی اقتدا صحیح ہوجائیگی۔ تو آپ نے جواب دیا۔ ہاں۔ اگر ایسی صورت نہیں ہے کہ امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو (تو پھر مذکورہ صورت میں) اقتدا صحیح ہوجائے گی [۱]	تاتارخانیہ
۲	شافعی مسلک والا اگر حنفی مسلک اختیار کرے اور اسکی کچھ نمازیں فوت ہوئی ہوں جبکہ وہ شافعی مسلک پر تھا پھر حنفی مسلک پر ہونے کے زمانہ میں اس نے ان (فوت شدہ) نمازوں کو قضا کرنے کا ارادہ کیا تو انہیں امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق قضا کرے گا۔	خلاصہ
۳	(ا) کوئی شخص تیمم گٹوں تک کرنا اور نماز وتر ایک رکعت پڑھنا جائز سمجھتا ہے پھر وہ تیمم کہنیوں تک اور نماز وتر تین رکعت پڑھنا جائز سمجھنے لگا تو جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ نہ لوٹائے گا۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے بغیر کسی سے پوچھے صرف اپنی جہالت سے مذکورہ طریقے سے نماز پڑھی پھر کسی سے پوچھا اور اس نے اسے نماز وتر تین رکعت پڑھنا بتایا تو وہ پڑھی ہوئی نمازیں لوٹائے گا۔	ذخیرہ
۴	صیرفیہ میں ہے کہ کسی عورت کی ایک نماز چھوٹ گئی پھر اسے حیض آگیا۔ پھر وہ حیض سے پاک ہوئی اور اس نے فوت شدہ نماز یاد ہونے کے باوجود (اسے قضا نہ کیا) اور (ادا) نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	تاتارخانیہ
۵	(ا) کوئی حربی کافر (کافروں کی مملکت میں رہنے والا کافر) دار الحرب (کفرستان) میں مسلمان ہوا اور اسے	

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۹-	علیہ تقضاء الصوم والصلوٰۃ قیاسا واستحسانا ولا یعاقب علیہ اذا مات	
	ولو اسلم فی دار الاسلام ولم یعلم بالشرائع یلزمہ القضاء استحسانا	کذا فی فتاوی قاضیخان فی آخر باب مایکون اسلاما من الکافر وما لا یکون
۶	فان بلغہ رجل فی دار الحرب یلزمہ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رح مالم یخبرہ رجلان او رجل وامرأتان لا یلزمہ	کذا فی محیط السرخسی
۷	فی العتابیۃ عن ابی نصر فیمن یقضی صلوات عمرہ من غیر ان فاتہ شیٔ یرید الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراھۃ فحسن وان لم یکن لذلک لا یفعل والصحیح انہ یجوز الا بعد صلوٰۃ الفجر والعصر وقد فعل ذلک کثیر من السلف لشبھۃ الفساد	کذا فی المضمرات
۸	ویقرأ فی الرکعات کلھا الفاتحۃ مع السورۃ	کذا فی الظھیریۃ
۹	وفی الفتاوی رجل یقضی الفوائت فانہ یقضی الوتر وان لم یستیقن انہ بقی علیہ وتر او لم یبق فانہ یصلی ثلاث رکعات ویقنت ثم یقعد قدر التشھد ثم یصلی رکعۃ اخری فان کان وترا فقد اداہ وان لم یکن فقد صلی التطوع اربعا ولا یضرہ القنوت فی التطوع	کذا فی المضمرات
۱۰	وفی الحجۃ والاشتغال بالفوائت اولی واھم من النوافل الا السنن المعروفۃ وصلوٰۃ الضحی وصلوٰۃ التسبیح والصلوات التی رویت فی الاخبار فیھا سور معدودۃ واذکار معھودۃ فتلک بنیۃ النفل وغیرھا بنیۃ القضاء	کذا فی المضمرات

۱ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۱}{۱۸۱}$ میں ہے (مترجم) ۲ اس لئے کہ وہ نماز بظاہر نفل ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج۱ ص ۱۱۵

اور مذکورہ نمازوں کے بعد نوافل مکروہ ہیں۔ جیسا کہ حکم $\frac{۳۰}{۱۰۱}$ ، $\frac{۲۲}{۱۰۱}$ میں

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب - قضا نمازوں کے احکام قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-	شریعت کے احکام نماز اور روزہ وغیرہ کچھ معلوم نہ ہوئے پھر دارالاسلام (مسلمانوں کے ملک) میں آگیا یا مرگیا تو از روئے قیاس اور استحسان اسکے ذمہ نماز وروزہ کی قضا نہیں ہے اور مرنے کے بعد اسے (ان فرائض پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے) عذاب بھی نہ ہوگا [1] (ب) اور اگر کوئی شخص دارالاسلام (مسلمانوں کے ملک) میں مسلمان ہوا اور اس نے شریعت کے احکام نہ جانے تو از روئے استحسان اسکے ذمہ قضا لازم ہے۔	قاضیخان
۶	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں کافروں کے ملک میں مسلمان ہونے والے) اس شخص کو کافروں کے ملک میں کسی آدمی نے (دین کے احکام کی) تبلیغ کردی تو اسپر قضا لازم ہوگی۔ (ب) اور حسنؒ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب تک اسے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں (شریعت کے احکام کی) خبر نہ دیں اس پر (انکی) قضا لازم نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۷	عتابیہ میں ابو نصرؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی وہ از روئے احتیاط عمر بھر کی نمازیں قضا کرے تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ (اپنی پچھلی نمازوں میں) کسی نقصان یا مکروہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو بہتر ہے۔ (ب) اور اگر اس وجہ سے نہیں کرتا تو پھر (قضا) نہ کرے (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ مگر نماز فجر اور نماز عصر کے بعد جائز نہیں ہے۔ [2] اور سلف صالحین میں بہت سے لوگوں نے نماز فاسد ہونے کے شبہہ کی وجہ سے (نمازیں قضا کرنے کا) مذکورہ عمل کیا ہے۔	مضمرات
۸	اور (مذکورہ صورت میں) وہ شخص سب رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھے گا۔	ظہیریہ
۹	فتاوی میں ہے کہ ایسا شخص جو نمازیں قضا کر رہا ہو تو وہ نماز وتر بھی قضا کرے اور اگر اسے یقین نہ ہو کہ آیا اسکے ذمہ کوئی نماز وتر باقی ہے یا نہیں تو وہ تین رکعتیں پڑھے اور قنوت پڑھے پھر التحیات کے لئے بیٹھے اور بقدر تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھ لے پس اگر نماز وتر (اسکے ذمہ باقی) ہے تو وہ ادا ہوگئی اور نماز وتر (اسکے ذمہ باقی) نہ تھی تو اس نے چار رکعت نفل پڑھے ہیں اور نفل نماز میں قنوت پڑھنے سے اسے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔	مضمرات
۱۰	حجہؒ میں ہے کہ نفل نمازوں میں مشغولیت کی نسبت فوت شدہ نمازوں کو قضا کرنے کی مشغولیت اولی اور اہم ہے لیکن مشہور سنت نمازیں۔ چاشت کی نماز۔ صلوۃ التسبیح اور وہ نمازیں جن کے متعلق حدیثوں میں خاص سورتیں اور خاص ذکر روایت کئے گئے ہیں پس ان (مذکورہ نمازوں [3]) کو نفل کی نیت سے پڑھے اور اسکے سوا باقی (نوافل) کو قضا کی نیت سے پڑھے۔	مضمرات

ہے (مترجم) ۳؎ ان نمازوں کا ذکر حکم نمبر ۱۸۴ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۹-۱۱	ولا یقضی الفوائت فی المسجد وانما یقضیها فی بیته	کذا فی الوجیز للکردری
۱۲	فی الملتقط ولو أمر الاب ابنه ان یقضی عنه صلوات وصیام ایام لایجوز عندنا	کذا فی التتارخانیة
۱۳	اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فأوصی بان تعطی کفارة صلواته یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم یوم نصف صاع من ثلث ماله	کذا فی الخلاصة
۱۴	وان لم یترک مالا یستقرض ورثته نصف صاع ویدفع الی مسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثته ثم یتصدق ثم وثم حتی یتم لکل صلوة ماذکرنا	کذا فی الخلاصة

لہ اس لئے کہ بدنی عبادات مثلاً نماز اور روزہ میں نیابت جائز نہیں ہے اور مالی عبادات مثلاً زکوٰۃ میں نیابت جائز ہے اور مالی اور بدنی مرکب عبادت مثلاً حج میں حکم یہ ہے کہ اگر نفلی حج ہو تو نیابت جائز ہے اور فرض حج ہو تو دائمی عجز کی بنا پر ہی نیابت جائز ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص (صدقہ کرکے یا، نماز پڑھ کر یا روزہ رکھکر) اس کا ثواب کسی کو پہنچاتا ہے تو صحیح ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۷ اور عالمگیری میں ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اسکے لئے دعا کرنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ فتاوی عالمگیری بحث ۴۸، باب ۴، (مترجم) ۲ لہ (ا) فتاوی عالمگیری ردالمحتار اور نورالایضاح میں ہے کہ میت کے ذمے ایسی نمازوں کے لئے وصیت کرنا ضروری نہیں ہے جنہیں وہ اشارہ سے پڑھنے پر بھی قادر نہیں ہوا (حکم ۱۸۸ ملاحظہ ہو) اسی طرح وہ روزے جو اس نے سفر کی وجہ سے چھوڑے تھے یا بیماری کی وجہ سے چھوٹے تھے اور پھر مقیم ہونے یا صحتمند ہونے سے پہلے اسکی وفات آگئی تو ان روزوں کیلئے اسپر وصیت کرنا ضروری نہیں ہے اور وہ انکے لئے عند اللہ معذور قرار پا سکتا ہے۔ البتہ جو نمازیں۔ روزے، زکوٰۃ اور فرض حج جنکی ادائیگی کی قدرت پانے کے باوجود اسکے ذمہ باقی رہ گئے ہوں انکے فدیہ کے لئے میت کے ذمہ وصیت کرنا واجب ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری حکم ۲۵/۲۰۴ و بحث ۵۶، باب ۱، ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۵ و نورالایضاح ص ۴۴ (ب) تہائی ترکہ سے وصیت پر عمل کرنا واجب ہوگا (اسمیں وارثوں کی رضامندی ضروری نہیں ہے) ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۴ (ج) ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت نے تہائی ترکہ سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی ترکہ سے زیادہ دینا وارثوں کی اجازت پر منحصر ہے اور اگر میت نے تہائی ترکہ سے کم کی وصیت کی اور اسکے ذمہ فوت شدہ بقیہ نمازوں وغیرہ کے فدیہ کی مقدار زیادہ بنتی ہے تو اس نے اپنے ذمہ واجب کو ترک کرکے گناہ کیا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۶، ص ۶۸۷ (د) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ہمارے ہاں اسکے ترکہ سے وارثوں کی اجازت کے بغیر فدیہ ادا کرنا جائز نہیں اور اس صورت میں فدیہ ادا کرنے پر وارثوں کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳، باب ۳، اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر میت نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر میت کی طرف سے فدیہ دینا ضروری نہیں اور اگر میت نے حیلہ اسقاط کی وصیت کی تو اسکا کرنا بھی وارث کے ذمہ ضروری نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۶۸۶ (س) بحوالہ ہدایہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ سبھی وارثوں کی اجازت اس صورت میں معتبر ہوتی ہے کہ وہ میت کی وفات کے بعد اجازت دیں میت کی زندگی میں اجازت دینا غیر معتبر ہے نیز وہ سبھی وارث بڑے ہوں (یعنی ان میں کوئی نابالغ وارث نہ ہو) نیز وارث احسان کرنے کا اہل ہو۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۶، باب ۱، بحث ۳، باب ۳ (مترجم)

۳ لہ حسب وصیت نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینے کیلئے اگر میت کے ذمے باقیماندہ نمازوں وغیرہ کی تعداد معلوم ہے تو انکے فدیہ کا حساب کرکے تہائی ترکہ سے ادا کیا جائیگا اور اگر میت کے ذمہ نمازوں اور روزوں کی تعداد مجہول ہے تو اسکے حکم کے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ نمازیں اور روزے اتنے زیادہ ہیں کہ انکا فدیہ میت کے تہائی ترکہ سے یقیناً زیادہ ہے تو تہائی ترکہ صدقہ کرنے سے اسکے بقدر میت کی نمازوں وغیرہ کا فدیہ ادا ہو جائیگا اور اگر ان مجہول تعداد کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ تہائی ترکہ سے یقیناً زیادہ نہیں ہے تو پھر تہائی

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام — قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-۱۱	فوت شدہ نمازوں کی قضا مسجد میں نہ کرے البتہ انہیں اپنے گھر میں قضا کرے ۔	وجیز للکردری
۱۲	ملتقط میں ہے کہ اگر باپ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اسکی طرف سے کچھ نمازیں اور کچھ دنوں کے روزے قضا کرے تو ہمارے ہاں یہ جائز نہیں ہے [1]	تتارخانیہ
۱۳	کوئی شخص مرنے لگا اور اسکے ذمہ کئی فوت شدہ نمازیں تھیں پس اس نے وصیت[2] کی کہ اس کی نمازوں کا کفارہ[3] دیا جائے تو (اس صورت میں) اس کے تہائی ترکہ سے ہر فرض نماز کے لئے نصف صاع گیہوں اور نماز وتر کے لئے (بھی) نصف صاع اور ہر روزہ کے لئے نصف صاع (بطور فدیہ) دیا جائے گا[4]	خلاصہ
۱۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا ۔ تو[5] تو اسکے لئے وارث نصف صاع گیہوں قرض لیں اور کسی مسکین کو[6] (بطور فدیہ) دیں پھر وہ مسکین اسے میت کے بعض وارثوں پر صدقہ کردے[7] پھر وہ وارث صدقہ کردے پھر اس طرح کریں اور پھر اس طرح کریں حتی کہ (میت کی فوت شدہ بقیہ) سب نمازوں کے لئے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کفارہ ہو جائے ۔	خلاصہ

ترکہ سے فدیہ کی مقدار مجہول ہوگی اور مجہول مقدار کی وصیت باطل ہوتی ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۶ (مترجم) [4] پس نصف صاع پونے دو سیر ہونے کی صورت میں ایک دن کی پانچ نمازوں اور نماز وتر کا فدیہ تقریباً ساڑھے دس سیر ہوگا اور ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ تقریباً سات من پینتیس سیر گندم اور ایک سال کی نمازوں کا فدیہ تقریباً چورانوے من بیس سیر گندم یا اسکی قیمت ہوگی ۔ اسی طرح روزوں، قربانیوں کے فدیہ اور قسموں وغیرہ کے کفارہ کا حساب ہوگا اور رد المحتار میں ہے کہ عمر بھر کے فدیہ کی صورت میں مرد کیلئے بارہ سال اور عورت کیلئے نو سال نابالغی کی کم از کم عمر منہا کردی جائے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۷ — نیز نور الانوار میں ہے کہ اگر وہ فدیہ نماز کا عوض بن سکا تو فبہا ورنہ میت کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا ماخوذ از نور الانوار ص ۲۲ اور صدقہ کا ثواب پہنچنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ (مترجم)

[5] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اگر میت نے ترکہ بالکل نہیں چھوڑا یا بقدر وصیت مال مقدار فدیہ کو کفایت نہیں کرتا ۔ یا میت نے وصیت نہیں کی اور بین السطور نور الایضاح میں ہے کہ یا تہائی ترکہ مقدار فدیہ کیلئے کفایت نہیں کرتا اور (ان مذکورہ صورتوں میں) وارث نے احسان کرنا چاہا تو اسکے لئے فقہاء کرام نے (روزہ کے فدیہ پر قیاس کرتے ہوئے) مذکورہ (مندرجہ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۵/۱۸۹ مع حواشی) شرائط کے ساتھ حیلہ اسقاط تجویز کیا ہے اور اسے ان نمازوں کے لئے فدیہ بن سکنے کی امید رکھی ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۶ و نور الایضاح ص ۴۳ [6] مسکین کو اسلئے کہ فدیہ کا مال صدقات واجبہ میں سے ہے اور صدقات واجبہ غنی شخص ۔ اپنی اولاد و اصل پر ۔ اور سادات ہاشمیہ پر صرف کرنا جائز نہیں ہے ۔ اور غنی شخص سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے حاجات اصلیہ کی چیزوں کو چھوڑ کر اور اپنے ذمہ قرض کو منہا کرنے کے بعد اتنے مال کا مالک ہو کہ وہ مال کسی قسم کی زکوٰۃ کے لئے نصاب بن سکے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۳ ۔ باب ۸ و فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۴ ص ۸۵ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۴۲ مثلاً جو شخص کچھ سونا اور کچھ چاندی یا روپوؤں کا مالک ہو اور اگر ان سب کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنی مالیت ہو جاتی ہے تو اسپر فدیہ کی رقم صرف کرنا جائز نہ ہوگا (مترجم) [7] نور الایضاح کی عبارت کا مفہوم یوں ہے کہ پھر فقیر ولی پر ہبہ کردے اور ولی اس مال پر قبضہ کرکے پھر فقیر کو دے دے اور رد المحتار ج ۱ کی عبارت کا مفہوم یوں ہے کہ وارث فقیر کو دے دے اور پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے اور اسپر قبضہ کرکے پھر اس فقیر کو یا کسی اور فقیر کو دے دے اور ہر بار اس مال کے بقدر میت کی بقیہ نمازوں کا فدیہ ادا ہوگا ۔ ماخوذ از نور الایضاح ص ۴۳ و رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۶ (مترجم)

* حکم نمبر ۱/۱۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت — قضاء الفوائت	حوالہ
۱۸۹-۱۵	وفی فتاوی الحجة وان لم یوص لورثته وتبرع بعض الورثة یجوز	کذا فی التتارخانیة
۱۶	ویدفع عن کل صلوٰۃ نصف صاع حنطة منوین ولودفع جملة الی فقیر واحد جاز بخلاف کفارۃ الیمین وکفارۃ الظهار وکفارۃ الافطار	کذا فی التتارخانیة
۱۷	وفی الولوالجیة ولودفع عن خمس صلوات تسع امنان لفقیرواحد ومنا لفقیر واحد اختار الفقیه انه یجوز عن اربع صلوات ولایجوز عن الصلوٰۃ الخامسة	کذا فی التتارخانیة
۱۸	وفی الیتیمة سئل الحسن بن علی رضی الله عنهما عن الفدیة عن الصلوٰۃ فی مرض الموت هل یجوز فقال لا	کذا فی التتارخانیة
۱۹	وسئل حمیرالوبری وابویوسف بن محمد عن الشیخ الفانی هل تجب علیه الفدیة عن الصلوات کما تجب علیه عن الصوم وهوحی فقال لا	کذا فی التتارخانیة
۲۰	فی فتاوی اهل سمرقند رجل صلی خمس صلوات ثم انه لم یقرأ فی الاولیین من احدی صلوات الخمس ولایعلم تلک فانه یعید الفجر والمغرب احتیاطا ولوتذکر انه ترک القراءۃ فی رکعة واحدۃ ولایدری من ایة صلوٰۃ ترکها قالوایعید صلوٰۃ الفجر والوتر ولوتذکرانه ترک القراءۃ فی رکعتین یعید الفجر والمغرب والوتر ولوتذکرانه ترک القراءۃ فی اربع رکعات یعید صلوٰۃ الظهر والعصر والعشاء ولایعید الوتروالفجروالمغرب	کذا فی المحیط
۲۱	تارک الصلوٰۃ عمدا لایقتل	کذا فی الکافی فی باب قضاء الفوائت

[1] خلاصہ یہ کہ میت کے ذمہ فدیہ کیلئے تہائی ترکہ سے وصیت پرعمل کرنا واجب ہے۔ اور اگر میت کا ترکہ نہیں یا قابل صرف ترکہ فدیہ کیلئے کافی نہیں اور بالغ وارث ترکہ میں سے اپنے اپنے حصے یا کوئی شخص اپنا مال میت کے ذمے فدیہ میں دینے کے لئے راضی نہیں یا راضی ہیں مگر وہ مقدار فدیہ کے لئے کافی نہیں یا سرے سے فدیہ کے لئے مال جیسا ہی نہیں تو ان صورتوں میں بقیہ فدیہ یا سب فدیہ کیلئے شرائط مندرجہ حکم نمبر $\frac{۱۳، ۱۴، ۱۵}{۱۸۹}$ مع حواشی کی رعایت رکھتے ہوئے حیلہ اسقاط کی اجازت ہوگی گو حیلہ اسقاط کرنا ضروری نہ ہوگا۔ لیکن اگر میت کا ترکہ ہے۔ اس نے وصیت بھی کی ہے۔ اور وارث تہائی ترکہ میں سے بقدر وصیت مال میت کے ذمہ فدیہ میں نہ دیں اور اسکی بجائے حیلہ اسقاط سے کام لیں تو یہ حیلہ اچھے مقصد کیلئے نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا شریعت کے حکم، مقصد اور میت کے حق کو باطل کرنا ہے اسی لئے فتاوی عالمگیری

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب ۔ قضا نمازوں کے احکام ۔ قضا نمازوں کا بیان	حوالہ
۱۸۹-۱۵	فتاوی حجہ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اپنے وارثوں کو (فوت شدہ نمازوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے) وصیت نہیں کی ۔ اور وارثوں میں سے بعض نے احسان کر دیا تو جائز ہوگا [1]	تتارخانیہ
۱۶	(الف) اور (کفارہ میں) ہر نماز کے لئے نصف صاع گیہوں دے اور نصف صاع کے شرعی دو من ہوتے ہیں (ب) اور اگر کسی نے (کفارہ کا سب گیہوں) ایک فقیر کو دے دیا تو جائز ہے ۔ مگر قسم ۔ ظہار ۔ اور روزہ افطار کر دینے کے کفارہ کا حکم اس کے خلاف ہے ۔	تتارخانیہ
۱۷	الولوالجیہ میں ہے کہ اگر کسی نے پانچ نمازوں کے کفارہ میں سے نو (شرعی) من ایک فقیر کو دے دیئے اور ایک (شرعی) من ایک فقیر کو دے دیا تو (اسکے متعلق) فقیہؒ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ چار نمازوں کا کفارہ جائز ہوگا اور پانچویں نماز کا کفارہ جائز نہ ہوگا ۔	تتارخانیہ
۱۸	یتیمہ میں ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مرض الموت میں کسی شخص کو اپنی (فوت شدہ) نمازوں کا فدیہ دینا جائز ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا جائز نہیں ۔	تتارخانیہ
۱۹	اور حضرت حمیر وبریؒ اور ابو یوسف بن محمدؒ سے بہت ضعیف بوڑھے کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا اس پر اپنی زندگی میں نمازوں کا فدیہ لازم ہے جیسا کہ اس پر روزوں کا فدیہ لازم ہے ۔ تو انہوں نے کہا نہیں [2]	تتارخانیہ
۲۰	(الف) فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی شخص نے پانچ نمازیں پڑھیں تو ان پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کی اور اسے وہ نماز معلوم نہیں تو (اس صورت میں) وہ از روئے احتیاط فجر اور مغرب کی نماز لوٹالے ۔ (ب) اور اگر اسے یاد آیا کہ (مذکورہ صورت میں) اس سے صرف ایک رکعت میں قرأت چھوٹی ہے اور اسے معلوم نہیں کہ کس نماز (کی رکعت) میں قرأت چھوٹی ہے تو فقہاءؒ نے کہا ہے کہ وہ نماز فجر اور نماز وتر لوٹالے ۔ (ج) اور اگر اسے (صرف یہ) یاد آیا کہ اس سے دو رکعتوں میں قرأت چھوٹی ہے تو وہ نماز فجر ۔ نماز مغرب اور نماز وتر کو لوٹالے ۔ (د) اور اگر اسے یہ یاد آیا کہ اس سے چار رکعتوں میں قرأت چھوٹی ہے تو (اس صورت میں) وہ نماز ظہر ۔ نماز عصر اور نماز عشا لوٹائے گا ۔ اور نماز وتر ۔ نماز فجر اور نماز مغرب نہیں لوٹائے گا ۔	محیط
۲۱	جو شخص (نماز کو فرض مانتا ہو اور کسی عذر کے بغیر) جان بوجھ کر نماز کا تارک ہو تو اسے قتل نہ کیا جائے [3]	کافی

[1] کی کتاب الحیل میں ہے کہ ہر وہ حیلہ جو ابطالِ حق الغیر کے لئے ہو ۔ باطل ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۹ فصل ۹ (مترجم) [2] یعنی اپنی زندگی میں نمازوں یا روزوں کا فدیہ دینا جائز نہیں ہے ۔ لیکن شیخ فانی (ایسا بوڑھا اپاہج جس کے لئے روزوں پر قادر ہو سکنے کی کوئی امید نہیں رہتی اس) کے لئے اپنی زندگی میں صرف روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح ہے ۔ ماخوذ از در مختار ج ۱ ص ۶۸۷ ، ص ۶۸۸ (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۹۸ و حاشیہ ۱/۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حواله

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب الثانی عشر فی سجود السهو

دفعات ۱۹۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۱۳ تعداد شق ۱۱۲

(الفصل الاول) سجود السهو

دفعات ۱۹۰ تا ۱۹۹ عنوانات ۱۰ تعداد شق ۶۵

تعداد شق ۱۷

۱۹۰- سجود السهو

دفعات وشق نمبر	متن	حواله
۱	وهو واجب	كذا في التبيين
۲	وهو الصحيح	كذا في الهداية
۳	والوجوب مقيد بما اذا كان الوقت صالحا حتى ان من عليه السهو في صلوة الصبح اذا لم يسجد حتى طلعت الشمس بعد السلام الاول سقط عنه السجود	كذا في البحر الرائق
۴	وكذا اذا سها في قضاء الفائتة فلم يسجد حتى احمرت	كذا في البحر الرائق
۵	وكل ما يمنع البناء اذا وجد بعد السلام يسقط السهو[1]	كذا في البحر الرائق
۶	وفي القنية لو بنى النفل على فرض سها فيه لم يسجد	كذا في النهر الفائق
۷	ومحله بعد السلام سواء كان من زيادة او نقصان ولو سجد قبل السلام اجزاه عندنا	هكذا رواية الاصول كذا في الهداية
	ويأتي بتسليمتين هو الصحيح	
	والصواب ان يسلم تسليمة واحدة وعليه الجمهور واليه اشار في الاصل	كذا في الكافي
۸	ويسلم عن يمينه	كذا في الزاهدي

[1] بنا کے احکام حکم نمبر ۱۷۴ میں ملاحظہ ہوں اور (اگر مانع بنا امر نہ پایا جائے تو) سلام کے بعد بھی سجدہ کرلے خواہ وہ سلام نماز قطع کرنے کی نیت سے کیا ہو اس کے متعلق حکم ۲۱/۲۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بارھواں باب ۔ سجودِ سہو کے احکام !

دفعات ۱۹۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۱۲ تعداد شق ۱۱۲

(پہلی فصل) سجود السہو

دفعات ۱۹۰ تا ۱۹۹ عنوانات ۱۰ تعداد شق ۶۵

اور اس میں ۱۷ شقیں ہیں

۱۹۰- سجود سہو

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	سجدہ سہو واجب ہے ۔	تبیین
۲	یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے ۔	ہدایہ
۳	سجدہ سہو کا واجب ہونا تب ہے کہ وقت میں اسکی گنجائش ہو ۔ حتی کہ اگر جس شخص پر فجر کی نماز میں سجدہ سہو لازم ہوا تھا ۔ اس نے ابھی سجدہ سہو نہیں کیا اور پہلے سلام کے بعد سورج نکل آیا تو اس سے سجدہ سہو ساقط ہوگیا ۔	بحرالرائق
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی شخص کو فوت شدہ نماز کی قضا میں سہو ہوا اور سجدہ سہو کرنے سے پہلے سورج سرخ ہوگیا (تو اس سے سجدہ سہو ساقط ہوگیا)	بحرالرائق
۵	ہر وہ امر جو نماز پر بنا کرنے کے لئے مانع ہوتا ہے اگر سلام کے بعد پایا جائے تو اس کی وجہ سجدہ سہو ساقط ہوجاتا ہے	بحرالرائق
۶	قنیہ میں ہے کہ کسی شخص کو فرض نماز میں سہو ہوا اس نے اس نماز پر نفل نماز کی بنا کی تو سجدہ سہو نہ کرے ۔[۲]	نہر فائق
۷	(۱) سجدہ سہو کا موقع سلام پھیرنے کے بعد ہے ۔ خواہ وہ سہو نماز میں کسی امر کے زیادہ ہونے کیوجہ سے ہوا ہو یا کمی کی وجہ سے ہوا ہو ۔ اور اگر کسی نے سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کر دیا تو ہمارے ہاں اسے کفایت کر جائے گا ۔ یونہی اصول کی روایت ہے	روایۃ الاصول
	(ب) اور (سجدہ سہو کے لئے) دونوں طرف سلام پھیرے ۔	ہدایہ
	اور[۳] ٹھیک یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے ۔ جمہور اسی پر ہیں اور اصل میں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔	کافی
۸	اور (سجدہ سہو کے لئے صرف) اپنے دائیں طرف سلام پھیرے ۔	زاہدی

[۲] اس کے متعلق حکم ۲۰ ب ۵ / ۲۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حواله
۱۹۰-۹	وكيفيته ان يكبر بعد سلامه الاول ويخر ساجدا ويسبح في سجوده ثم يفعل ثانيا كذلك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم	كذا في المحيط
۱۰	ويأتي بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم والدعا في قعدة السهو هو الصحيح وقيل يأتي بهما في القعدة الاولى	كذا في التبيين
	والاحوط ان يصلي في القعدتين	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۱	وحكم السهو في الفرض والنفل سواء	كذا في المحيط
۱۲	قال في الفتاوى القعدة بعد سجدتي السهو ليست بركن وانما امر بها بعد سجدتي السهو ليقع ختم الصلوة بها حتى لو تركها فقام وذهب لاتفسد صلوته كذا قاله الحلواني	كذا في السراج الوهاج
۱۳	وفي الولوالجية الاصل في هذا ان المتروك ثلاثة انواع فرض وسنة وواجب ففي الاول ان امكنه التدارك بالقضا يقضي والا فسدت صلوته	
	وفي الثاني لاتفسد لان قيامها باركانها وقد وجدت ولايجبر بسجدتي السهو	
	وفي الثالث ان ترك ساهيا يجبر بسجدتي السهو وان ترك عامدا لا	كذا في التتارخانية
۱۴	وظاهر كلام الجم الغفير انه لايجب السجود في العمد وانما تجب الاعادة جبرا لنقصانه	كذا في البحر الرائق
۱۵	ولايجب السجود الا بترك واجب او تأخيره او تاخير ركن او تقديمه او تكراره او تغيير واجب بان يجهر فيما يخافت	
	وفي الحقيقة وجوبه بشئ واحد وهو ترك الواجب	كذا في الكافي
۱۶	ولايجب بترك التعوذ والبسملة في الاولى والثناء وتكبيرات الانتقالات الا في تكبيرة ركوع الركعة الثانية من صلوة العيد۔	

ۓ اس لئے کہ دعا کا موقع نماز کے آخر میں ہوتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ا صـ ۱۵۰ (مترجم) ۲ؐ اور کسی رکن کی تاخیر۔ تقدیم یا تکرار سے سجدہ سہو واجب ہوگا جیسا کہ حکم ۱۵/۱۹۰ میں ہے (مترجم) ۳ؐ اور جان بوجھ کر نماز میں واجب چھوڑنے کی صورت میں اس نماز کا لوٹانا واجب ہے ۲۷/۱۹۰ حکم

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۹-۱۰	سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام کے بعد تکبیر کہے اور سجدہ کے لئے جھک جائے اپنے سجدہ میں تسبیح پڑھے پھر اسیطرح دوبارہ کرے پھر دوبارہ التحیات پڑھے اور سلام پھیرے ۔	محیط
۱۰	(ا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دعا سہو کے قعدہ (التحیات کے لئے بیٹھنے کی حالت) میں پڑھے [۱]	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ درود شریف اور دعا پہلے قعدہ میں پڑھے ۔	تبیین
	(ج) اور زیادہ احتیاط اسمیں ہے کہ دونوں قعدوں میں (درود شریف اور دعا) پڑھے ۔	قاضیخان
۱۱	فرض نماز اور نفل نماز میں سجدہ سہو کا حکم برابر ہے ۔	محیط
۱۲	فتاوی میں ہے کہ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد قعدہ نماز کا رکن نہیں ہے ۔ البتہ سہو کے دونوں سجدوں کے بعد اس کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ نماز کا اختتام قعدہ پر ہو ۔ حتی کہ اگر کوئی نمازی سہو کے سجدوں کے بعد والا قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور چلا گیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی یہ حلوانی ؒ نے کہا ہے ۔	سراج وہاج
۱۳	الولوالجیہ میں ہے کہ ان مسائل میں اصول یہ ہے کہ نماز میں جو عمل چھوٹ جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں ۔ فرض سنت اور واجب ۔ پس پہلا عمل یعنی (فرض) چھوٹ جانے کی صورت میں اگر یہ ممکن ہو کہ فوت شدہ فرض کی قضا نماز میں کرے تو قضا کرے گا [۲] ورنہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ اور دوسرا عمل (یعنی سنت) چھوٹ جانے کیصورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ نماز کا قیام نماز کے ارکان سے ہے اور وہ پائے گئے ہیں ۔ اور نماز میں (سنت چھوٹنے کی صورت میں) سہو کے سجدوں سے نقصان کو پورا نہیں کیا جاتا اور تیسرا عمل (یعنی واجب) چھوٹ جانے کی صورت میں اگر کسی سے وہ واجب بھولے سے چھوٹا ہے تو سجدہ سہو سے نقصان کو پورا کیا جاتا ہے اور اگر کسی نے وہ واجب جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو سجدہ سہو نہیں [۳]	تتارخانیہ
۱۴	بہت بڑی جماعت کا ظاہر کلام یہی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں جان بوجھکر واجب ترک کر دے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ اس نقصان کو درست کرنے کے لئے اس نماز کا لوٹانا واجب ہوگا ۔	بحرالرائق
۱۵	اور سجدہ سہو تب واجب ہوتا ہے کہ جب کوئی واجب چھوٹ جائے یا واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے [۴] یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے یا کسی فرض کو اپنے مقام سے پہلے ادا کر دے یا کسی فرض کا تکرار کر دے یا واجب میں تبدیلی کر دے مثلاً جن نمازوں میں قرأت آہستہ آواز سے کی جاتی ہے ان میں قرأت اونچی آواز سے کر دے [۵] اور درحقیقت (ان سب صورتوں میں) سجدہ سہو کا واجب ہونا ایک ہی چیز سے ہے اور وہ ہے کسی واجب کا چھوٹ جانا ۔	کافی
۱۶	پہلی رکعت میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ چھوڑ دینے سے ۔ ثنا چھوڑ دینے اور نماز ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت کی تکبیریں چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا ۔ لیکن عید کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب ہے [۶] عیدوں اور ان کے علاوہ کی نمازوں میں	

[۳] ورنہ لوٹائی تو گنہگار ہے ۔ البتہ ترک واجب سے نماز ناقص ہوتی ہے فاسد نہیں ہوتی ماخوذ از درمختار ج ا ص ۴۲۵ (مترجم) [۴] اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰ و ۲/۲۰۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] ایسی قرأت کی مقدار اور اسمیں منفرد کیلئے حکم ا اور دعاؤں وغیرہ کے اونچا پڑھنے کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۴/۱۹۹ ملاحظہ ہو نیز سجدہ سہو کے متعلق حکم ۹/۲۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۶] کیونکہ وہ تکبیر عیدوں کی واجب تکبیروں کے ساتھ ملحق ہو گئی ہے جیسا کہ حکم ۴/۱۹۸ میں ہے نیز حکم ۲/۱۹۷ بھی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۰-	ولا يجب بترك رفع اليدين فى العيدين وغيرهما	
	ومن ذلك مالو سلم عن الشمال اولا ساهيا	كذا فى فتح القدير
١٤	ولو ترك القومة ساهيا بان انحط من الركوع ساجدا ففى فتاوى قاضيخان ان عليه السجود عند ابى حنيفة رح ومحمد رح	هكذا فى فتح القدير
۱۹۱-	**قراءة الفاتحة والسورة** تعداد شق ۱۵	
١	(ثم واجبات الصلوة انواع) — (منها) قراءة الفاتحة والسورة اذا ترك الفاتحة فى الاوليين او احداهما يلزمه السهو وان قرأ اكثر الفاتحة ونسى الباقى لا سهو عليه وان بقى الاكثر كان عليه السهو اماما كان او منفردا	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢	وان تركها فى الاخريين لا يجب ان كان فى الفرض وان كان فى النفل او الوتر وجب عليه	كذا فى البحر الرائق
٣	ولو كررها فى الاوليين يجب عليه سجود السهو بخلاف ما لو اعادها بعد السورة او كررها فى الاخريين	كذا فى التبيين
٤	ولو قرأ الفاتحة الا حرفا او قرأ اكثرها ثم اعادها ساهيا فهو بمنزلة مالو قرأها مرتين	كذا فى الظهيرية
٥	ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو وكذا لو قرأ مع الفاتحة آية قصيرة	كذا فى التبيين
٦	ولو قرأ الفاتحة وآيتين فخر راكعا ساهيا ثم تذكر عاد واتم ثلاث آيات وعليه سجود السهو	كذا فى الظهيرية
٧	ولو أخر الفاتحة عن السورة فعليه سجود السهو	كذا فى التبيين
٨	ولو قرأ فى الاخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو وهو الاصح	كذا فى محيط السرخسی

١ اس لئے کہ وہ واجب نہیں ہیں۔ سنت ہیں ان کے متعلق حکم $\frac{1}{120}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{4}{138}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ رکوع و سجود فرض ہے جیسا کہ حکم ١١٦، ١١٧ میں ہے اور رکوع اور سجود میں تعدیل (تعدیل کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{15}{119}$، $\frac{1}{194}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) واجب ہے جیسا کہ حکم $\frac{24}{119}$، $\frac{1}{194}$ میں ہے مگر رکوع کا قومہ (رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) اور جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) واجب نہیں جیسا کہ حکم $\frac{14 ب}{196}$، $\frac{1}{132}$ میں ہے البتہ سنت ہے۔

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۰-	(زائد تکبیر یا تکبیر تحریمہ وغیرہ میں) رفع یدین (یعنی ہاتھ اٹھانا) چھوڑ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا[۱] اور ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے بھول کر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا (تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا)[۲]	فتح قدیر
۱۷	اگر کسی نے بھول کر قومہ یا اس صورت چھوڑ دیا کہ رکوع سے ہی جھک کر سجدہ میں چلا گیا تو فتاوی قاضیخان میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر سجدہ سہو ہے[۳]	فتح قدیر
۱۹۱-	**فاتحہ اور کسی سورت کی قرأت کرنا** اور اسمیں ۱۵ شقیں ہیں	
۱	(ا) پھر نماز کے واجبات کی کئی قسمیں ہیں[۴] اور ان میں سے سورۃ فاتحہ اور کسی سورت کی قرأت کرنا ہے۔ اگر کسی سے پہلی دو رکعتوں میں یا ان میں سے کسی ایک میں سورۃ فاتحہ پڑھنا رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے[۵] (ب) اور اگر اس نے سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور باقی بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں (ج) اور اگر سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھنے سے رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو ہوگا۔ (د) خواہ امام ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو۔ (حکم برابر ہے)	قاضیخان
۲	اگر کسی سے آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا رہ گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر فرض نماز تھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا (ب) اور اگر نفل (یا سنت) یا وتر تھے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا[۶]	بحر الرائق
۳	(ا) اگر کسی نے پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر کسی نے سورت پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھی یا آخیر کی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی تو اس پر سجدہ نہیں ہے[۷]	تبیین
۴	اگر کسی نے سورت فاتحہ پڑھی مگر ایک حرف باقی رہ گیا۔ یا اس نے سورت فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا پھر (اسی رکعت میں بھولے سے سورت فاتحہ دوبارہ پڑھی تو وہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے سورۃ فاتحہ دو بار پڑھی۔	ظہیریہ
۵	(ا) (جن رکعتوں میں فاتحہ مع سورت پڑھنا واجب ہے ان میں سے کسی رکعت میں) کسی نے سورت فاتحہ اکیلی پڑھی اور سورت نہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کے ساتھ (صرف) ایک چھوٹی آیت پڑھی (تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے)	تبیین
۶	اگر کسی نے (ایسی رکعت میں جس میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھنا واجب ہے) سورۃ فاتحہ اور دو آیتیں پڑھیں اور پھر بھول کر رکوع میں چلا گیا پھر اسے یاد آگیا تو وہ لوٹے اور (کھڑے ہوکر) تین آیتیں پوری کرے اور اس پر سجدہ سہو ہے[۸]	ظہیریہ
۷	اگر کسی نے سورت فاتحہ کو سورت کے بعد پڑھا تو اس پر سجدہ سہو ہے۔	تبیین
۸	اگر کسی نے (فرضوں کی) آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی

[۱] جیسا کہ حکم ۱/۱۲۰ میں ہے اور ان کا چھوڑنا مکروہ ہے جیسا کہ حکم ۵۱/۱۸۰ میں ہے۔ اسی طرح قومہ میں اعتدال اور جلسہ میں طمانینت واجب نہیں ہے جیسا کہ ۱۱-۱۲/۱۱۹ میں ہے۔ البتہ سنت ہے جیسا کہ حکم ۱/۱۲۰ میں ہے لیکن اگر کسی سے قومہ یوں چھوٹا کہ وہ رکوع سے سیدھا ہی سجدہ میں چلا گیا تو اس پر بموجب حکم ۱۷/۱۹۰ سجدہ سہو ہے (مترجم) [۴] نماز کے واجبات کے متعلق حکم نمبر ۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اسکے متعلق ۱/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیسا کہ حکم ۲/۱۱۹ میں ہے (مترجم) [۸] اسکے متعلق حکم ۷/۱۱۹ ملاحظہ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۱۹۱ - ۹	ولو قراء فی رکوعہ او سجودہ او تشہدہ یلزمہ وھذا اذا بدأ بالقراءۃ ثم بالتشہد وان بدأ بالتشہد ثم بالقرأۃ فلا سہو علیہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	ولو لم یقرأ الفاتحۃ فی الشفع الثانی لاسہو علیہ فی ظاہر الروایۃ	کذا فی السراج الوہاج ناقلا عن الفتاوی
۱۱	ولو لم یقرأ شیأ من القرآن فی الشفع الثانی ولم یسبح عن ابی حنیفۃ رح انہ قال ان کان متعمدا فقد اساء وان کان ساھیا کان علیہ سجود السہو وروی ابو یوسف رح عن ابی حنیفۃ رح انہ لاحرج علیہ فی العمد ولا سجود علیہ فی السہو وعلیہ الاعتماد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ومن سہا عن الفاتحۃ فی الاولی او فی الثانیۃ وتذکر بعد ما قرأ بعض السورۃ یعود فیقرأ بالفاتحۃ ثم بالسورۃ قال الفقیہ ابو اللیث رح یلزمہ سجود السہو وان کان قرأ حرفا من السورۃ وکذلک اذا تذکر بعد الفراغ من السورۃ او فی الرکوع او بعد ما رفع رأسہ من الرکوع فانہ یأتی بالفاتحۃ ثم یعید السورۃ ثم یسجد للسہو وفی الخلاصۃ اذا رکع ولم یقرأ السورۃ رفع رأسہ وقراء السورۃ واعاد الرکوع وعلیہ السہو ھو الصحیح	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۳	واذا قرأ فی الرکعۃ الاولی سورۃ وقراء فی الرکعۃ الثانیہ سورۃ قبلہا فلا سہو علیہ	کذا فی المحیط
۱۴	وفی الولوالجیۃ المصلی اذا تلا آیۃ السجدۃ ونسی ان یسجد لہا ثم ذکرھا وسجدھا وجب علیہ سجود السہو لانہ تارک للوصل وھو واجب وقیل لاسہو علیہ والاول اصح	کذا فی التاتارخانیۃ

[1] اس حکم کا اطلاق آخری التحیات کی صورت میں ہوگا کیونکہ پہلی التحیات کی صورت میں تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر لازم آنے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علی رح نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۹۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] جیساکہ حکم نمبر ۲/۱۹۲ ...

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۱-۹	اور اگر کسی نے رکوع میں یا سجود میں یا التحیات میں قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے پہلے قرأت کی پھر تشہد پڑھی اور اگر پہلے التحیات پڑھی پھر قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے [۱]	محیط سرخسی
۱۰	اگر کسی نے (فرضوں کے) دوسرے دوگانہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ظاہر روایت کے بموجب اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	سراج وہاج
۱۱	(ا) اگر کسی نے (فرضوں کے) دوسرے دوگانہ میں کچھ بھی قرآن نہ پڑھا اور نہ تسبیح پڑھی تو (اسکے حکم کے متعلق امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو برائی کی ہے اور اگر اس نے بھولے سے ایسا کیا ہے تو اسپر سجدہ سہو ہے ۔ (ب) اور (دوسری روایت میں) امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جان بوجھ کر ایسا کرنے کی صورت میں اسپر کوئی حرج نہیں ہے اور بھولے سے ایسا کرنے میں اسپر سجدہ سہو نہیں ہے اور اسی حکم پر اعتماد ہے ۔	قاضیخان
۱۲	(ا) جو شخص پہلی رکعت میں یا دوسری رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور تھوڑی سی سورت پڑھنے کے بعد اسے یاد آگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ لوٹے پس سورت فاتحہ پڑھے اور پھر سورت پڑھے [۲] فقیہ ابواللیث رح نے کہا ہے کہ اس صورت میں اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا خواہ اس نے (سورت فاتحہ سے پہلے) سورت کا ایک ہی حرف پڑھا تھا ۔* (ب) اور اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی کو سورت پڑھنے سے فارغ ہونے پر یاد آیا (کہ اس نے سورت فاتحہ نہیں پڑھی) یا اسے رکوع میں یاد آیا یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یاد آیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ سورۃ فاتحہ پڑھے پھر سورت دوبارہ پڑھے اور پھر سجدہ سہو کرے گا ۔ (ج) اور خلاصہ میں ہے کہ اگر کسی نے رکوع کر دیا اور سورۃ نہیں پڑھی تھی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ (رکوع سے) سر اٹھائے ۔ سورت پڑھے اور (پھر) رکوع لوٹائے اور اسپر سجدہ سہو ہوگا ۔ یہی حکم صحیح ہے [۳]	تتارخانیہ
۱۳	اگر کسی نے پہلی رکعت میں ایک سورہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اس سے پہلے کی سورہ پڑھی تو اسپر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا [۴]	محیط
۱۴	(ا) الولو الجیہ میں ہے کہ کسی نماز پڑھنے والے نے سجدہ کی ایت پڑھی اور اس وقت سجدہ تلاوت کرنا بھول گیا پھر اسے یاد آیا تو اس نے سجدہ تلاوت کیا تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اس لئے کہ (نماز میں) آیت سجدہ کے ساتھ سجدہ تلاوت کو ملانا واجب ہے اور وہ اس سے ترک ہوگیا (ب) اور بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسپر سجدہ سہو نہیں ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے ۔	تتارخانیہ

[۳] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۰ ۹/۱۱۹ ، ۹/۱۹۱ ، ۲۰/۱۹۳ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

* اور مذکورہ صورت کے متعلق البحر الرائق میں ہے کہ فتح القدیر میں اتنی مقدار کی قید لگائی گئی ہے جسمیں ایک رکن ادا ہو سکے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۱-۱۵	اذا اراد ان یقرأ فی صلوتہ سورۃ فاخطاء فقرأ سورۃ اخری لا سهو علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹۲-	**تعیین القراءۃ فی الاولین** تعداد شق ۱[1]	
۱	(ومنها) تعیین القراءۃ فی الاولیین	کذا فی البحر الرائق
۱۹۳-	**رعایۃ الترتیب فی فعل مکرر** تعداد شق ۲[2]	
۱	(ومنها) رعایۃ الترتیب فی فعل مکرر فلو ترک سجدۃ من رکعۃ نتذکرها فی آخر الصلوٰۃ سجدها وسجد للسهو لترک الترتیب فیه ولیس علیه اعادۃ ماقبلها	کذا فی البحر الرائق
۲	ولو قدم الرکوع علی القراءۃ لزمه السجود لکن لا یعتد بالرکوع فیفرض اعادته بعد القراءۃ	کذا فی البحر الرائق
۱۹۴-	**تعدیل الارکان** تعداد شق ۱[3]	
۱	(ومنها) تعدیل الارکان وهو الطمانینۃ فی الرکوع والسجود وقد اختلف فی وجوب السجود بترکه بناء علی انه واجب او سنۃ والمذهب الوجوب ولزوم السجود بترکه ساهیا وصححه فی البدائع	کذا فی البحر الرائق
۱۹۵-	**القعدۃ الاولی** تعداد شق ۱[4]	
۱	(ومنها) القعدۃ الاولی حتی لو ترکها یجب علیه السهو	کذا فی التبیین
۱۹۶-	**التشهد** تعداد شق ۱۷	
۱	(ومنها) التشهد فاذا ترکه فی القعدۃ الاولی او الاخیرۃ وجب علیه سجود السهو وکذا اذا ترک بعضه	کذا فی التبیین

[1] نماز میں نفس قرأت فرض ہے جیسا کہ حکم ۱۱۵ میں ہے اور فرضوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا واجب ہے جیسا کہ حکم ۱/۱۱۹، ۱/۱۹۱ میں ہے اور فرض نماز کے علاوہ نمازوں میں پہلی دو رکعتوں اور آخری دو رکعتوں یعنی سبھی رکعتوں میں قرأت واجب ہے اس کے متعلق حکم ۲/۱۱۹ ؛ ۲/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم نمبر ۹—۱۰/۱۱۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اسکے متعلق ۹—۱۰/۱۱۹ ، ۶/۱۹۱ ، ۱۲/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] تعدیل ارکان واجب ہے۔ جیساکہ حکم ۱۳—۱۴/۱۱۹ اور اس حکم نمبر ۱/۱۹۴ میں ہے۔ البتہ تعدیل ارکان سے مراد حکم نمبر ۱۵/۱۱۹ میں یہ ہے کہ ارکان (رکوع وسجود وغیرہ) میں (کم ازکم) ایک تسبیح کے بقدر دیر تک اعضاء میں سکون اور ٹھہراؤ ہو جائے جو کہ واجب ہے اور تعدیل ارکان سے مراد حکم ۱/۱۹۴ میں یہ ہے کہ رکوع وسجود میں طمانینت ہو جائے

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب - سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۱-۱۵	اگر کسی نے نماز میں کوئی ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا پھر اس نے غلطی کی اور کوئی دوسری سورت پڑھ دی تو (اس صورت میں) اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۹۲-	**پہلی دو رکعتوں کو قرأت کیلئے مقرر کرنا** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	نماز کے واجبات میں سے پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا ہے۔ ۱ھ	بحرالرائق
۱۹۳-	**نماز میں کئی بار ہونے والے کاموں میں ترتیب کی رعایت رکھنا** اور اسمیں ۲ شقیں ہیں	
۱	نماز کے واجبات میں سے نماز میں کئی بار ہونے والے کاموں میں ترتیب کی رعایت رکھنا ہے ۲ھ پس اگر کسی نمازی سے کسی رکعت میں ایک سجدہ چھوٹ گیا اور وہ سجدہ اسے نماز کے آخر میں یاد آیا تو وہ سجدہ کرلے اور ترتیب چھوٹ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے اور اس نماز کے جو ارکان پہلے ادا کر چکا ہے ان کا اعادہ واجب نہیں۔	بحرالرائق
۲	اور اگر کسی نے رکوع کو قرأت سے پہلے کر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔ لیکن (قرأت سے پہلے کئے ہوئے) اس رکوع کا اعتبار نہ ہوگا۔ پس قرأت کے بعد پھر رکوع کرنا فرض ہوگا ۳ھ	بحرالرائق
۱۹۴-	**نماز کے ارکان میں اعتدال** اور اسمیں ۱ شق ہے	
۱	(ا) نماز کے واجبات میں سے تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجود اطمینان سے کرنا ہے اور اس کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب ہونے میں اختلاف ہے اس لئے کہ اسکے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے (ب) اور ٹھیک مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اور بھولے سے تعدیل ارکان چھوٹ جانے کی صورت میں سجود سہو لازم ہیں اور بدائع میں اس حکم کو صحیح کہا گیا ہے ۴ھ	بحرالرائق
۱۹۵-	**پہلا قعدہ** اور اسمیں ۱ شق ہے	
	نماز کے واجبات میں سے (چار یا تین رکعت نماز کی صورت میں) پہلی التحیات کیلئے بیٹھنا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے پہلا قعدہ چھوڑ دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔	تبیین
۱۹۶-	**تشہد پڑھنا** اور اسمیں ۱۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) نماز کے واجبات میں سے تشہد (التحیات پڑھنے میں عبدہ ورسولہ تک) پڑھنا ہے پس اگر کسی سے پہلے قعدہ (التحیات کیلئے بیٹھنے کی حالت) میں تشہد پڑھنا چھوٹ گیا یا آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا چھوٹ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگیا۔ (ب) اسیطرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی سے تشہد کا کچھ حصہ چھوٹ گیا۔	تبیین

جس کا چھوڑ دینا واجب چھوڑ دینا ہے۔ جیساکہ نور الایضاح میں واجباتِ نماز میں ہے اور طمانینت کا مفہوم حاشیہ نور الایضاح میں یہ ہے کہ اطمینان (طمانینت) سے مراد اعضاء میں سکون پیدا ہونے کے بقدر ٹھہراؤ ہے۔ یہ واجب ہے ماخوذ از نور الایضاح مع حاشیہ ص۲۳ بحوالہ غایۃ بین السطور ہدایہ ج ا ص۹۶ اور طمانینتِ ارکان کا ایک اور مفہوم مکروہات کے عنوان کے تحت مذکور ہے کہ اگر نمازی رکوع وسجود میں طمانینت یعنی پیٹھ سیدھا کرنا چھوڑ دے تو مکروہ ہے جیساکہ حکم ۵۰/۱۸۰ میں ہے (اور جیساکہ اس سے ملتا جلتا حکم نور الایضاح ص۲۴ ومنیۃ المصلی ص۱۹۹ اور حکم ۱۱/۱۲۸ میں ہے) پس حکم ۱/۱۹۴، ۵۰/۱۸۰ میں تعارض نہیں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۱۹۶-۲	سواء کان فی الفرض او النفل	کذا فی البحر الرائق
۳	ولو قرأ التشہد فی القیام ان کان فی الرکعۃ الاولی لایلزمہ شیئ وان کان فی الرکعۃ الثانیۃ اختلف المشائخ فیہ والصحیح انہ لایجب	کذا فی الظہیریۃ
	ولو تشہد فی قیامہ قبل قرأۃ الفاتحۃ فلا سہو علیہ وبعدہا یلزمہ سجود السہو وہو الاصح لان بعد الفاتحۃ محل قراءۃ السورۃ فاذا تشہد فیہ فقد أخر الواجب وقبلہا محل الثناء	کذا فی التبیین
۴	ولو تشہد فی الاخریین لایلزمہ السہو	کذا فی محیط السرخسی
۵	واذا فرغ من التشہد وقرأ الفاتحۃ سہوا فلا سہو علیہ واذا قرأ الفاتحۃ مکان التشہد فعلیہ السہو وکذلک اذا قراء الفاتحۃ ثم التشہد کان علیہ السہو کذا روی عن ابی حنیفۃؒ فی الواقعات الناطفیۃ وذکر ہناک اذا بدأ فی موضع التشہد بالقراءۃ ثم تشہد فعلیہ السہو	
	ولو بدأ بالتشہد ثم بالقراءۃ فلا سہو علیہ ولو قرأ التشہد قائما او راکعا او ساجدا لاسہو علیہ	ہکذا فی المحیط
۶	ولو کرر التشہد فی القعدۃ الاولی فعلیہ السہو	کذا فی التبیین
۷	وکذا لو زاد علی التشہد الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کذا فی التبیین
۸	وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
۹	واختلفوا فی قدر الزیادۃ فقال بعضہم یجب علیہ سجود السہو بقولہ اللہم صل علی محمد	
	وقال بعضہم لایجب علیہ حتی یقول وعلی آل محمد والاول اصح	کذا فی التبیین
۱۰	ولو کررہ فی القعدۃ الثانیۃ فلا سہو علیہ	کذا فی التبیین
۱۱	واذا نسی قراءۃ التشہد حتی سلم ثم تذکر عاد وتشہد وعلیہ السہو فی قول	

لہ اسکے متعلق حکم نمبر ۹/۱۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب - سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲-۱۹۶	خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو (تشہد چھوٹ جانے سے سجدہ سہو لازم ہونیکا حکم برابر ہے)۔	بحرالرائق
۳	اگر کسی شخص نے قیام (نماز میں کھڑا ہونیکی حالت) میں تشہد پڑھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (الف) اگر پہلی رکعت میں پڑھا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر دوسری رکعت میں پڑھا ہے تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔	ظہیریہ
	(ب) اگر کسی نے قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور اگر سورت فاتحہ کے بعد تشہد پڑھا تو اسپر سہو ہوگا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا موقع ہوتا ہے اور جب اس نے اس موقع پر تشہد پڑھ دیا تو اس واجب (یعنی سورت پڑھنے) میں تاخیر کردی اور سورت فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھنے کا موقع ہوتا ہے۔	تبیین
۴	اگر کسی نے آخری دو رکعتوں میں تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۵	(الف) جب کوئی شخص تشہد پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس نے بھولے سے سورت فاتحہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے	
	(ب) علاوہ ازیں اگر کسی نے تشہد پڑھنے کی جگہ سورت فاتحہ پڑھی تو اسپر سجدہ سہو ہے۔	
	(ج) اسی طرح اگر کسی نے سورت فاتحہ پڑھکر تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو ہے۔ واقعات ناطقیہ میں امام ابوحنیفہ رح سے یونہی روایت کیا گیا ہے اور وہاں (واقعات ناطقیہ میں) یہ بھی ذکر ہے کہ جب کسی نے تشہد کے موقع پر پہلے قرأت کی پھر تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو ہے۔	
	(د) اور اگر کسی نے پہلے تشہد پڑھا پھر قرأت کی تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	
	(س) اور اگر کسی نے تشہد کو کھڑے ہو کر یا رکوع کی حالت میں یا سجدہ کی حالت میں پڑھا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	محیط
۶	اگر کسی نے پہلے قعدہ میں دو بار تشہد پڑھا تو اسپر سجدہ سہو لازم ہے۔	تبیین
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے (پہلے قعدہ میں) تشہد پر درود شریف کا اضافہ کر دیا (تو اس پر سجدہ سہو ہے)	تبیین
۸	اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے۔	مضمرات
۹	(اور پہلے قعدہ میں) تشہد پر اضافہ کی مقدار کے متعلق فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔	
	(الف) بعض کا قول ہے کہ اگر کسی نے (تشہد کے بعد) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا۔	
	(ب) اور بعض کا قول ہے کہ سجدہ سہو تب واجب ہوتا ہے کہ جب (پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور) وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ (بھی) کہے۔	
	(ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
۱۰	اور اگر کسی نے تشہد کو دوسرے قعدہ میں دو بار پڑھ دیا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے۔	تبیین
۱۱	اگر کوئی نمازی تشہد پڑھنا بھول گیا حتی کہ اس نے سلام پھیر دیا۔ پھر اسے یاد آیا تو لوٹے اور تشہد پڑھے اور امام	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۶-	ابی حنیفة رحمہ اللہ وابی یوسف رحمہ اللہ	کذا فی المحیط
۱۲	ویجب اذا قعد فیما یقام اوقام فیما یجلس فیه وهو امام او منفرد اراد بالقیام اذا استتم قائما او کان الی القیام اقرب فانه لا یعود الی القعدة هکذا فی فتاوی قاضیخان ویسجد للسهو	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	ولو عاد الی القعود تفسد صلوته علی الصحیح	کذا فی التبیین
	وان لم یکن کذلك یقعد ولا سهو علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وهو الاصح	هکذا فی الهدایة والتبیین
	ویعتبر ذلك بالنصف الاسفل من الانسان ان کان النصف الاسفل مستویا کان الی القیام اقرب والا لا	کذا فی الکافی
	وفی روایة اذا قام علی رکبتیه لینهض یقعد وعلیه السهو ویستوی فیه القعدة الاولی والثانیة وعلیه الاعتماد وان رفع الیتیه ورکبتاه علی الارض لم یرفعهما لا سهو علیه هکذا روی عن ابی یوسف رحمہ اللہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	وکذا اذا سجد فی موضع الرکوع اورکع فی موضع السجود او کرر رکنا او قدم الرکن او اخره ففی هذه الفصول کلها یجب سجود السهو	کذا فی المحیط
۱۴	وفی القدوری ومن ترك من صلوته فعلا وضع فیه ذکر فعلیه سجود السهو لان الفعل اذا وضع فیه ذکر فذلك امارة کونه مقصودا فی نفسه فتمکن بترکه النقص فی صلوته فیجب جبره بسجدة السهو	
	وان کان فعلا لم یوضع فیه ذکر فلیس فیه سجود السهو کوضع الیمین علی الشمال والقومة التی بین الرکوع والسجود	کذا فی المحیط

ـــہ ۱ جیسا کہ حکم $\frac{۳۰}{۲۰۰}$ میں ہے اور بموجب حکم $\frac{۳}{۱۲۸}$ جان بوجھکر نماز کا سلام پھیر دینا مفسد نماز ہے مگر بموجب حکم $\frac{۲۱}{۲۰۰}$ جس پر سجدہ سہو ہو وہ خواہ نماز قطع کرنیکی نیت سے سلام پھیرے نماز سے فارغ نہیں ہوتا بشرطیکہ سجدہ سہو کرے البتہ اسکے متعلق حکم $\frac{۵}{۱۹۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ ۲ نماز فاسد ہونے کا یہ قول اور ماقبل میں فتاوی قاضیخان کا قول اس صورت میں ہے کہ مذکورہ صورت حال پہلے قعدہ میں پیش آئے اور "صحیح قول کے بموجب" سے واضح ہے کہ پہلے قعدہ میں بھی نماز فاسد ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ پہلا قعدہ بھول جانے اور سیدھا کھڑا ہوکر لوٹنے کی صورت میں نماز فاسد ہوگی اسے زیلعیؒ نے بھی صحیح کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ فاسد نہ ہوگی سجدہ سہو آئے گا یہی اشبہ ہے اور کمال اور بحرالرائق نے اسے حق کہا ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد ہونا اس لئے غلط ہے کہ اس نے واجب قعدہ کے لئے فرض قیام کو چھوڑا نہیں بلکہ مؤخر کیا ہے جیسا کہ کسی شخص سے سورۃ چھوٹ جائے تو وہ رکوع چھوڑ کر قیام کرکے سورت پڑھے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی سجدہ سہو آتا ہے

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۶ -	ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا [۱]	محیط
۱۲	(و) اگر کوئی نمازی قیام کے موقع پر بیٹھ گیا یا اس نے بیٹھنے کے موقع پر قیام کر دیا تو امام ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو سجدہ سہو واجب ہوگا ۔ قیام سے مراد یہ ہے کہ وہ پوری طرح کھڑا ہو جائے یا وہ (بیٹھنے کی نسبت) کھڑا ہونے کے زیادہ قریب ہو اس لئے کہ (اس صورت میں) وہ قعدہ کی طرف نہیں لوٹے گا اور سجدہ سہو کرے گا ۔	قاضیخان
	اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں پہلے) قعدہ کی طرف لوٹا تو صحیح قول کے بموجب اسکی نماز فاسد ہو جائیگی [۲]	تبیین
	(ب) اور اگر (پہلے قعدہ سے بھول کر کھڑا ہونے والا) قیام کے قریب نہیں ہوا تو قعدہ کرے اور (اس صورت میں) اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	قاضیخان
	اور یہی (مذکورہ حکم) زیادہ صحیح ہے ۔	ہدایہ ۔ تبیین
	(ج) اور مذکورہ (قیام کے قریب ہونے یا نہ ہونے) میں آدمی کے نچلے آدھے دھڑ کا اعتبار کیا جاتا ہے ۔ اگر نچلا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو وہ (بیٹھنے کی نسبت) قیام کے زیادہ قریب ہے ۔ ورنہ نہیں ۔	کافی
	اور ایک روایت میں ہے کہ اگر (کوئی شخص قعدہ کو بھول کر) کھڑا ہونے کے ارادہ سے اپنے گھٹنوں پر کھڑا ہو گیا تو وہ بیٹھ جائے اور اس پر سجدہ سہو ہوگا ۔ اور اس حکم میں پہلا قعدہ اور دوسرا قعدہ برابر ہیں اور اسی حکم پر اعتماد ہے ۔	...
	اور اگر کسی نے (مذکورہ صورت میں) اپنے دونوں سرین اٹھالئے اور اسکے دونوں گھٹنے زمین پر ہیں جنہیں اس نے نہیں اٹھایا تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے اسی طرح امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا گیا ہے ۔	قاضیخان
۱۳	اسیطرح اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی رکن کو دوبارہ کر دیا یا کسی رکن کو اسکے موقع سے پہلے یا اسے پیچھے کر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا [۳]	محیط
۱۴	(و) اور قدوری میں ہے کہ اگر کسی سے اسکی نماز میں کوئی ایسا کام چھوٹ گیا جسمیں کوئی ذکر مقرر ہے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے اسلئے کہ جب کسی کام میں ذکر مقرر کیا گیا ہے تو یہ اس کام کے فی نفسہٖ مقصود ہونے کا نشان ہے ۔ پس اس کام کے چھوٹ جانے سے اسکی نماز میں نقصان آجائے گا اور سجدہ سہو سے اسکی اصلاح کرنا واجب ہوگا ۔	
	(ب) اور اگر وہ کام (جو نماز پڑھنے والے سے چھوٹ گیا ہے) ایسا ہے کہ اس میں کوئی ذکر مقرر نہیں ہے تو اس (کے چھوٹ جانے کی صورت) میں سجدہ سہو نہیں ہے مثلاً دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور وہ قومہ جو رکوع اور سجود کے درمیان میں ہے (پس اسکے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو نہیں) [۴]	محیط

[۱] (جیساکہ حکم ۶/۱۹۱ ، ۱۲/۱۹۱ اور ۲/۱۹۳ میں ہے) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۷ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۱ ۔ اور اگر آخری قعدہ بیٹھنے کی بجائے بھول کر اٹھ جائے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۰/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] اسکے متعلق حکم ۹-۱۰/۱۱۹ ، ۱۴/۱۸۸ ، ۱۹۳ ملاحظہ ہو اور حکم ۱۰/۱۱۹ میں ترتیب فرض ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی نے وہ رکن اپنے مقام سے پہلے ادا کر لیا تو وہ لغو جائیگا اور حسب ترتیب اپنے مقام پر اسکا اعادہ ضروری ہوگا ماخوذ رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۰ اور بے موقع وہ رکن ادا کرنے پر حسب ترتیب اسکے اعادہ کے بعد سجدہ سہو بھی کریگا کیونکہ تاخیر رکن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۔ اسکے متعلق ۱۱ ج/۱۱۹ ، ۱۵/۱۹۰ اور ۱۳/۱۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کا ذکر سنت انتقال ہے ۔ یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کیلئے مسنون ذکر ہے ۔ یہ قومہ کا ذکر نہیں ہے ۔ جیساکہ حکم ۶/۱۲۳ میں ہے ۔ نیز حکم ۱۴/۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۱۹۶- ۱۵	واذا قعد المصلی فی صلوته وتشهد ثم شک انه صلی ثلاثا او اربعا حتی شغله ذلک عن التسلیم ثم استیقن انه صلی اربعا فاتم صلوته فعلیه سجدتا السهو	کذا فی المحیط
۱۶	وان شک فی ذلک بعد ما سلم تسلیمة واحدة فلا سهو علیه	کذا فی المحیط
۱۷	واذا احدث فی صلوته وذهب لیتوضأ فوقع له هذا الشک حتی شغله عن الوضوء ساعة فعلیه سجدتا السهو	کذا فی المحیط

۱۹۷- القنوت

تعداد شق ۲

۱	(ومنها القنوت) فاذا ترکه یجب علیه السهو وترکه یتحقق برفع رأسه من الرکوع	کذا فی التبیین
۲	ولو ترک التکبیرة التی بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو لانها بمنزلة تکبیرات العید	کذا فی التبیین

۱۹۸- تکبیرات العیدین

تعداد شق ۵

۱	(ومنها تکبیرات العیدین) قال فی البدائع اذا ترکها او نقص منها او زاد علیها اواتی بها فی غیر موضعها فانه یجب علیه سجود	کذا فی البحر الرائق
۲	ویستوی فی الزیادة والنقصان القلیل والکثیر فقد روی عن الحسن عن ابی حنیفہؒ اذا سها الامام عن تکبیرة واحدة فی صلوة العید یسجد للسهو	کذا فی الذخیرة
۳	وذکر فی کشف الاسرار ان الامام اذا سها عن التکبیرات حتی رکع فانه یعود الی القیام بخلاف المسبوق اذا ادرک* الامام فی الرکوع فانه یاتی بالتکبیرات فی الرکوع	کذا فی البحر الرائق
۴	ولو ترک تکبیرة الرکوع الثانی فی صلوة العید وجب علیه السهو لانها واجبة تبعا لتکبیرات العید بخلاف تکبیرة الرکوع الاول لانها لیست ملحقة بها	کذا فی التبیین

ـــه درمختار میں ہے کہ اگر سوچنا اور غور کرنا ایک رکن کے بقدر ہو جائے اور اسمیں قرأت یا تسبیح کچھ نہ کہے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ صـ۴۰۶ اور جیساکہ البحر الرائق ج ۲ صـ۹۸ اور جیساکہ حاشیہ $\frac{۲ / ۱۲۰}{۲۰۰}$ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ اگر مذکورہ سوچنا اور غور کرنا ایک رکن کے بقدر نہیں اس سے کم ہے تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے چونکہ وہ قلیل ہے اور حرج کی وجہ سے معاف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۹۷ اور اگر سوچنے سے کسی رکن میں خلل نہیں آیا یا یہ صورت کہ نماز پڑھتے پڑھتے سوچ لیا اور اس سے اسکا شک رفع ہو گیا تو اسپر بموجب حکم نمبر $\frac{۱۰ / ۱}{۲۰۱}$ سجدہ سہو نہیں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر نماز میں شک کی بنا پر دل سے سوچ رہا ہے اور عمل لحاظ سے وہ ارکان ادا کرنے میں مشغول ہے مگر اس کی طویل سوچ کی وجہ سے اسکی حالت بدل گیا ہے۔ مثلاً اسکا قیام یا رکوع یا سجود طویل ہو گیا ہے تو اسپر استحساناً سجدہ سہو ہے (جیساکہ $\frac{۱۰ / ب}{۲۰۱}$ میں ہے) اسلئے کہ ان ارکان میں طویل اذکار اگرچہ مسنون ...

* بحر الرائق کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری میں یوں درج تھی "ترک الامام الخ" اور اصل ماخذ البحر الرائق میں یوں ہے "ادرک الامام الخ" البحر الرائق ج ۲ صـ۱۶۱ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ ادرک الامام ہی درست ...

دفعات دشتی نمبر	بارھواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۶ - ۱۵	(د) اگر کوئی نمازی اپنی نماز میں التحیات کے لئے بیٹھا اور تشہد پڑھا پھر اسے شک ہوا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں حتی کہ اس تذبذب نے اسے سلام پھیرنے سے غافل کر دیا پھر اسے یقین ہو گیا کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں پس اس نے نماز پوری کی تو (اس صورت میں) اسپر سہو کے سجدے ہیں [۱]	محیط
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے ایک سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا تو اسپر سجدہ سہو نہیں ہے ۔	محیط
۱۷	اگر کسی شخص کو نماز میں حدث ہوا ۔ وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو اسے مذکورہ شک ہوا (کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار) اور اس شک نے اسے [۲] کچھ دیر کے لئے وضو سے غافل کر دیا تو اسپر سہو کے سجدے ہیں ۔	محیط

۱۹۷ - دعائے قنوت پڑھنا اور اس میں ۲ شقیں ہیں

۱	نماز کے واجبات میں سے قنوت پڑھنا ہے ۔ پس اگر کسی سے دعائے قنوت پڑھنا چھوٹ گیا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا اور قنوت کا چھوٹ جانا اس وقت یقینی ہوتا ہے جب نمازی اپنا سر رکوع سے اٹھالے ۔	تبیین
۲	اگر کسی نے اس تکبیر کو چھوڑ دیا جو قرأت کے بعد اور قنوت پڑھنے سے پہلے ہے تو سجدہ سہو کرے گا ۔ اس لئے کہ وہ تکبیر عید کی تکبیروں کے مرتبہ میں ہے [۳]	تبیین

۱۹۸ - عیدوں کی تکبیریں کہنا [۴] اور اس میں ۵ شقیں ہیں

۱	نماز کے واجبات میں سے عید کی تکبیریں ہیں بدائع میں ہے [۱] کہ اگر کسی نے عید کی تکبیریں چھوڑ دیں یا [۲] ان میں سے کچھ کم کر دیں یا [۳] زیادہ کہہ دیں یا [۴] انہیں اپنے موقع کے بغیر ادا کیا تو (ان سب صورتوں میں) اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا ۔	بحر رائق
۲	عید کی تکبیریں زیادہ کہہ دینا یا ان میں کمی کر دینا خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو حکم برابر ہے ۔ حضرت حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب امام عید کی نماز میں ایک تکبیر بھی بھول گیا تو سجدہ سہو کرے گا ۔	ذخیرہ
۳	(ا) کشف الاسرار میں ہے کہ اگر امام (عید کی) تکبیریں بھول گیا حتی کہ اس نے رکوع کر دیا تو (اسکا حکم یہ ہے کہ) وہ قیام کی طرف لوٹے (ب) اور مسبوق کا حکم اسکے خلاف ہے اگر اس نے امام کو (نماز عید کے) رکوع میں پایا تو عید کی تکبیریں رکوع میں کہہ لے گا [۵]	بحر رائق
۴	(ا) اگر کسی سے عید کی نماز میں دوسرے رکوع کی تکبیر چھوٹ گئی تو اسپر سجدہ سہو واجب ہو گیا ۔ اسلئے کہ وہ تکبیر عید کی تکبیر کی ذیل میں ہو کر واجب ہو جاتی ہے [۶] (ب) اور (عید کی نماز کے) پہلے رکوع کی تکبیر کا حکم اسکے خلاف ہے اسلئے کہ وہ عید کی تکبیروں سے ملحق نہیں ہے ۔	تبیین

[۱] ہیں ۔ مگر اس نے یہ طوالت سنت قائم کرنے کے لئے نہیں کی بلکہ اس سوچ کی وجہ سے طوالت کی ہے جو اسے مذکورہ شک کی وجہ سے پیش آیا ہے اور ایسی سوچ اعمال نماز میں سے نہیں ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۶ نیز سجود سہو کے متعلق حکم ۹/۲۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] اسکے متعلق حکم ۱۵/۱۹۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم عید کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر کیلئے ہے اور اسکے متعلق حکم ۱۶/۱۹۰ ، ۴/۱۹۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] نماز عید اور نماز جمعہ میں جن وجوہات سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے ان میں سجدہ سہو ادا کرنیکے متعلق حکم ۵/۱۹۸ ملاحظہ ہو یہی حکم در مختار میں بھی ہے اور رد المحتار میں ہے کہ متاخرین مشائخ کے ہاں عید اور جمعہ کی نماز میں سجدہ سہو ادا نہ کرنیکے قول سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں سجدہ سہو ادا کرنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدہ سہو ادا نہ کرنا اولی ہے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں ۔ نیز یہ حکم اس صورت میں ہے کہ عید اور جمعہ میں لوگ بہت ہوں نیز اگر عید اور جمعہ کے علاوہ کسی اور نماز میں بھی لوگ اتنے زیادہ ہوں کہ سجدہ سہو ادا کرنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو وہاں بھی بظاہر ایسا ہی حکم ہوگا جیسا کہ عید اور جمعہ کی نمازوں میں سجدہ سہو ادا کرنے کے متعلق ہے ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۵ (مترجم) [۵] اسکے متعلق حکم ۲۴/۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم ۲/۲۰۰ میں ہے اور جیسا کہ ۱۷/۱۹۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۱۹۸-۵	السہو فی الجمعۃ والعیدین والمکتوبۃ والتطوع واحد الا ان مشائخنا قالوا لا یسجد للسہو فی العیدین والجمعۃ لئلا یقع الناس فی فتنۃ	کذا فی المضمرات ناقلا عن المحیط
۱۹۹-	**الجھر والاخفاء** تعداد شق ۴[1]	
۱	(ومنہا الجھر والاخفاء) حتی لو جھر فیما یخافت او خافت فیما یجھر وجب علیہ سجود السہو	ھکذا فی التبیین
۲	واختلفوا فی مقدار ما یجب بہ السہو منہما قیل یعتبر فی الفصلین بقدر ما تجوز بہ الصلوۃ وھو الاصح ولا فرق بین الفاتحۃ وغیرھا	ھکذا فی التبیین
۳	والمنفرد لا یجب علیہ السہو بالجھر والاخفاء لانہما من خصائص الجماعۃ	ھکذا فی التبیین
۴	وان جھر بالتعوذ او بالتسمیۃ او بالتأمین لا سہو علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	الفصل (الثانی) دفعات ۲۰۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۳۷	
۲۰۰-	**سہو الامام والماموم** تعداد شق ۳۰	
۱	سہو الامام یوجب علیہ وعلی من خلفہ السجود	کذا فی المحیط
۲	ولا یشترط ان یکون مقتدیا بہ وقت السہو حتی لو ادرک الامام بعد ما سہا یلزمہ ان یسجد مع الامام تبعا لہ	کذا فی التبیین
۳	ولو دخل معہ بعد ما سجد سجدۃ السہو یتابعہ فی الثانیۃ ولا یقضی الاول وان دخل معہ بعد ما سجدھما لا یقضیہما	کذا فی التبیین
۴	سہو المؤتم لا یوجب السجدۃ	کذا فی محیط
۵	ولو ترک الامام سجود السہو فلا سہو علی الماموم	کذا فی المحیط
۶	والمسبوق یتابع الامام فی سجود السہو ثم یقوم الی قضاء ما سبق بہ ولا یعید فی آخر صلوتہ	ھکذا فی محیط السرخسی
۷	واللاحق اذا سجد للسہو مع الامام لا یعتد بہ ویسجد فی آخر صلوتہ	ھکذا فی محیط السرخسی

[1] اونچی قرأت اور آہستہ قرأت کی تعریف کے متعلق حکم ۴۱ تا ۴۴ / ۱۱۹ اور حکم ا ج / ۱۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی نے نماز میں کوئی دعا یا ثنا خواہ التحیات ہو بھولے سے اونچی پڑھ دی تو اس پر سجدہ سہو نہ ہونے کے متعلق فقہاء نے

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب - سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۱۹۸-۵	سجدہ سہو نماز جمعہ - عیدوں کی نماز، فرض نماز اور نفل نماز میں ایک جیسا ہے - مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ عیدوں اور جمعہ کی نماز میں (امام) سجدہ سہو نہ کرے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں - (۱۹۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو)	مضمرات
۱۹۹	**اونچا پڑھنا اور آہستہ پڑھنا** اور اس میں ۴ شقیں ہیں	
۱	نماز کے واجبات میں سے اونچا پڑھنا اور آہستہ پڑھنا ہے - حتیٰ کہ اگر (کسی امام) نے آہستہ پڑھنے کی موقع پر اونچا پڑھا اور اونچا پڑھنے کے موقع پر آہستہ پڑھا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہو گیا [1]	تبیین
۲	فقہاء کا اسمیں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار تک اونچا اور آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے - بعض کا قول ہے کہ دونوں صورتوں (اونچا یا آہستہ پڑھنے) میں اتنی مقدار معتبر ہے - جتنی مقدار کی قرأت سے نماز جائز ہو جاتی ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور اس میں سورت فاتحہ اور اسکے علاوہ میں کوئی فرق نہیں ہے -	تبیین
۳	اکیلے نماز پڑھنے والے پر اونچا یا آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا - اسلئے کہ وہ دونوں جماعت کی خصوصیات میں سے ہیں -	تبیین
۴	اگر کسی نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا آمین اونچی آواز سے کہی تو اسپر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا [2]	قاضیخان
	فصل (دوسری)	
	دفعات ۲۰۰ تا ۲۰۱ عنوانات ۲ تعداد شق ۴۷	
۲۰۰	**امام اور مقتدی کا سجدہ سہو** اور اس میں ۳۰ شقیں ہیں	
۱	امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدہ سہو* واجب ہو جاتا ہے -	محیط
۲	مقتدی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ امام کے بھولنے کے وقت امام کی اقتدا میں ہو - حتیٰ کہ اگر کوئی شخص امام کے بھولنے کے بعد امام کی نماز میں شریک ہوا تو اسپر بھی امام کی متابعت کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا -	تبیین
۳	(ا) اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا جبکہ امام سجدہ سہو کا ایک سجدہ کر چکا تھا تو مقتدی دوسرے سجدے میں امام کی پیروی کریگا اور پہلا سجدہ قضا نہ کرے گا - (ب) اور اگر کوئی شخص اس وقت امام کے ساتھ شریک ہوا جبکہ امام سہو کے دونوں سجدے کر چکا تھا تو مقتدی ان دونوں سجدوں کو قضا نہ کرے گا -	تبیین
۴	مقتدی کے بھولنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا -	محیط
۵	اور اگر امام نے سجدہ سہو چھوڑ دیا تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہے -	محیط
۶	مسبوق شخص سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے پھر اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھے اور اپنی نماز کے آخر میں سہو نہ لوٹائیگا [3]	محیط سرخسی
۷	لاحق جب امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں - وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کریگا [4]	محیط سرخسی

تصریح کی ہے رد المحتار ج ا ص ۶۹۵ (مترجم) [3] اس کے متعلق حکم ۳۶/۱۹۹ ملاحظہ ہو اور مسبوق کے مفہوم کے لئے حکم ۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] اسکے متعلق حکم ۲/۱۸۰ ملاحظہ ہو اور لاحق کے مفہوم کے لئے حکم ۱/۱۴۰ ملاحظہ ہو (مترجم) * اس عنوان میں حکم نمبر ۱۲/۲۰۰ کے بعد امام، مقتدی کے سہو کے احکام کے علاوہ منفرد کے سہو کے احکام بھی درج ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰ — ۸	وينبغي للمسبوق ان يمكث ساعة بعد سلام الامام لجواز انيكون على الامام سهو	هكذا فی المحیط السرخسی
۹	ولو لم يتابع الامام في سجود السهو وقام الى القضاء لا يسقط عنه ويسجد في آخر صلوته	كذا فی السراج الوهاج
۱۰	ولو سلم الامام فقام المسبوق ثم تذكر الامام ان عليه سهوا فسجد له قبل ان يقيد المسبوق الركعة بسجدة فعليه ان يرفض ذلك ويعود الى متابعته ثم اذا سلم الامام قام الى القضاء ولا يعتد بما فعل من القيام والقراءة والركوع	
	ولو لم يعد الى متابعة الامام ومضى على قضائه فانه تجوز صلوته ويسجد للسهو بعد فراغه استحسانا	
	ولو سجد الامام بعد ما قيد هذا المسبوق الركعة بسجدة فانه لا يعود فان عاد الى متابعته فسدت صلوته	كذا فی السراج الوهاج
۱۱	ولو سها الامام في صلوة الخوف سجد للسهو وتابعه فيه الطائفة الثانية واما الطائفة الاولى فانما يسجدون بعد الفراغ من الاتمام	كذا فی البحر الرائق
۱۲	واللاحق لا يسجد لسهوه فيما يقضي	كذا فی محیط السرخسی
۱۳	والمسبوق يسجد لسهوه فيما يقضي	هكذا فی محیط السرخسی
۱۴	ولو سها امامه ولم يسجد المسبوق معه وسها هو فيما يقضي يكفيه سجدتان	هكذا فی محیط السرخسی
۱۵	والمقيم خلف المسافر حكمه حكم المسبوق في سجدتي السهو	هكذا فی محیط السرخسی
۱۶	الامام اذا سها ثم احدث فقدم مسبوقا اتمها الا السلام فانه يقدم رجلا ادرك اول الصلوة فيسلم ويسجد للسهو ويسجد معه المسبوق	
	فان لم يكن فيهم من ادرك اول الصلوة قام كل واحد الى قضاء ما سبق به	

[1] جیساکہ حکم نمبر ۱۷—۷/۱۲۹ میں ہے نیز اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲/۱۲۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور اگر امام کو سجدہ

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰ ۔ ۸	مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے سلام کے بعد وہ تھوڑی دیر ٹھہرا رہے اسلئے کہ شاید امام پر سجدہ سہو ہو [۱]	محیط سرخسی
۹	اگر مسبوق نے سجدہ سہو میں امام کی پیروی نہ کی اور (اپنی بقیہ) نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا تو اس سے سجدہ سہو ساقط نہ ہوگا اور وہ اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔	سراج وہاج
۱۰	اگر امام نے سلام پھیرا تو مسبوق (اپنی بقیہ نماز پڑھنے) کھڑا ہوگیا پھر امام کو یاد آیا کہ اسپر سجدہ سہو ہے چنانچہ امام نے سجدہ سہو کیا تو (مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر مسبوق نے ابھی اپنی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو (اس صورت میں) اسپر لازم ہے کہ وہ اس رکعت کو چھوڑ دے اور امام کی پیروی کی طرف لوٹے ۔ اور پھر جب امام سلام پھیر چکے تو مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور وہ قیام ۔ قرأت اور رکوع جو وہ (اس چھوڑی ہوئی رکعت میں) کر چکا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں (یعنی انکا شمار نہ ہوگا) [۲] اور اگر مسبوق (ابھی اپنی رکعت کا سجدہ نہ کرنے کے باوجود) امام کی پیروی کی طرف نہ لوٹا اور اپنی (بقیہ) نماز پڑھنے میں لگا رہا تو اسکی نماز جائز ہوجائے گی البتہ از روئے استحسان اپنی نماز سے فراغت پر (یعنی نماز کے آخر میں) سجدہ سہو کرے گا [۲] (ب) اور اگر امام نے اس وقت سجدہ کیا جبکہ مسبوق (اپنی بقیہ نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا اور وہ) اپنی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تو (اس صورت میں) وہ نہیں لوٹے گا اور اگر وہ امام کی پیروی کیلئے لوٹا تو اسکی (وہ) نماز فاسد ہوگئی ۔ [۳]	سراج وہاج
۱۱	اگر کسی امام کو نماز خوف میں سہو ہوا تو وہ سجدہ سہو کرے گا ۔ اور دوسرا گروہ سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے اور پہلے گروہ والے اپنی نماز کی تکمیل سے فارغ ہونے پر سجدہ سہو کریں گے ۔	بحر رائق
۱۲	لاحق کو اپنی کھوئی ہوئی نماز پڑھنے میں جو سہو ہو اس کے لئے سجدہ سہو نہ کرے گا [۴]	محیط سرخسی
۱۳	مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں جو سہو ہو اس کے لئے سجدہ سہو کرے گا [۵]	محیط سرخسی
۱۴	اگر امام کو سہو ہوا (اس نے سجدہ سہو کیا) اور مسبوق نے اسکے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا اور پھر مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں سہو ہوا تو دونوں سہو کے لئے ایک سہو کے سجدے کافی ہیں ۔	محیط سرخسی
۱۵	مقیم شخص (یعنی جو مسافر نہ ہو) نے کسی مسافر کی اقتدا میں نماز پڑھی تو سجدہ سہو میں اسکے لئے وہی حکم ہے جو مسبوق کے لئے ہے ۔	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی امام کو سہو ہوا پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آگیا تو اس نے کسی مسبوق کو (بطور خلیفہ) آگے کر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ مسبوق (جماعت کی) نماز پوری کرے مگر سلام نہ پھیرے پھر وہ کسی ایسے شخص کو (بطور خلیفہ) آگے کرے جس نے امام کے ساتھ سب رکعتیں پائی ہوں پس وہ شخص (جماعت کے ساتھ) سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور مسبوق بھی اسکے ساتھ سجدہ سہو کرے [۶] (ب) اور اگر جماعت کے لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جس نے امام کے ساتھ سب رکعتیں پائی ہوں تو سبھی اپنی	

تلاوت یاد آیا تو سکے متعلق حکم نمبر ۳۹/۱۹۹ ملاحظہ ہو اور اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۸/۱۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] جیساکہ حکم نمبر ۱/۱۷۰ میں ہے (مترجم) [۵] اسکے متعلق حکم نمبر ۳۷/۱۹۹ ، ۱/۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] جیساکہ حکم نمبر ۶/۱۸۵ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰ -	و یسجد کل واحد لسهوہ فی اخر صلوته	هکذا فی المحیط السرخسی
۱۷	رجل صلی الظهر خمسا وقعد فی الرابعة قدر التشهد ان تذکر قبل ان یقید الخامسة بالسجدة انها الخامسة عاد الی القعدة و سلم	کذا فی المحیط
	و یسجد للسهو	کذا فی السراج الوهاج
	وان تذکر بعد ما قید الخامسة بالسجدة انها الخامسة لایعود الی القعدة ولایسلم بل یضیف الیها رکعة اخری حتی یصیر شفعا ویتشهد ویسلم	هکذا فی المحیط
	و یسجد للسهو استحسانا	کذا فی الهدایة
	وهو المختار	کذا فی الکفایة
	ثم یتشهد ویسلم	کذا فی المحیط
	والرکعتان نافلة ولاتنوبان عن سنة الظهر علی الصحیح	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۸	قالوا فی العصر لایضم الیها سادسة وقیل یضم وهو الاصح	کذا فی التبیین
	وعلیه الاعتماد لان التطوع انما یکرہ بعد العصر اذا کان عن اختیار واما اذا لم یکن عن اختیار فلا یکرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	وفی الفجر اذا قام الی الثالثة بعد ما قعد قدر التشهد وقیدها بالسجدة لایضم الیها رابعة	کذا فی التبیین
	وصرح فی التجنیس بان الفتوی علی روایة هشام من عدم الفرق بین الصبح والعصر فی عدم کراهة الضم	کذا فی البحر الرائق
	واذا لم یقعد قدر التشهد فی الفجر بطل فرضه بترک القعود علی الرکعتین والتنفل قبل الفجر باکثر من رکعتی الفجر مکروہ بخلاف ما اذا قام الی الخامسة فی العصر قبل ان یقعد فی الرابعة وقیدها بالسجدة حیث یضم الیها سادسة لان التنفل قبل العصر لیس بمکروہ	هکذا فی التبیین

۱؎ اس صورت میں تشہد دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۷۰۰ (مترجم)

۲؎ اس لئے کہ اس کے سلام میں تاخیر ہوگئی ہے ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص۱۶۷ (مترجم)

۳؎ یعنی اگرچہ ازروئے قیاس اس پر سجدہ سہو نہیں اسلئے کہ سہو فرض نماز میں ہوا ہے اور سجود سہو عملاً نفل نماز کے آخر ہو رہا ہے ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص۱۵۲ مگر چونکہ اس میں فرض نماز کا سلام (ایسا سلام کہ اس کے اور آخری قعدہ کے درمیان کوئی نماز نہ آتی) چھوٹ گیا ہے پس اس

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-	چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور ہر شخص اپنی نماز کے آخر میں اپنا اپنا سجدہ سہو کرے گا	محیط سرخسی
۱۷	کسی آدمی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور وہ چوتھی رکعت پر بقدر تشہد التحیات کے لئے بیٹھا تھا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر[1] اسے پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آگیا کہ وہ اس کی پانچویں رکعت ہے تو وہ قعدہ کے لئے لوٹے اور سلام پھیرے [ف1]	محیط
	[2] اور وہ (مذکورہ صورت میں) سجدہ سہو کرے [ف2]	سراج وہاج
	(ب) اور[1] اگر اسے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا کہ وہ پانچویں رکعت میں ہے تو وہ قعدہ کے لئے نہ لوٹے اور نہ سلام پھیرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دوگانہ پورا کرے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے	محیط
	اور[2] از روئے استحسان سجدہ سہو کرے [ف3]	ہدایہ
	اور[3] یہی مذکورہ حکم مختار ہے۔	کفایہ
	اور[4] پھر (سجدہ سہو کے بعد) تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے۔	محیط
	اور[5] وہ دو رکعتیں نفل ہوں گی۔ اور صحیح قول کے بموجب وہ ظہر کی سنتوں کے قائمقام نہ ہو سکیں گی۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	(ا) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ نماز عصر (کی مذکورہ صورت یعنی چوتھی رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھنے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے۔ (کی صورت) میں اسکے ساتھ چھٹی رکعت نہ ملائے۔	
	(ب) اور[1] بعض کا قول ہے کہ ملائے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تبیین
	اور[2] اس حکم (کہ عصر کی نماز کی صورت میں چھٹی رکعت ملالے) پر اعتماد ہے اس لئے کہ نماز عصر کے بعد نماز نفل تب مکروہ ہے کہ جب اپنے اختیار سے پڑھے اور اگر اختیار سے نہ ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۹	(ا) اور[1] نماز فجر میں جب تیسری رکعت کے لئے اٹھا اور وہ دوسری رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا تھا اور تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو (پھر ایک رکعت (اور پڑھ کر) اس کے ساتھ چوتھی رکعت نہ ملائے۔	تبیین
	[2] تجنیس میں تصریح ہے کہ فتویٰ ہشامؒ کی اس روایت پر ہے کہ ایک رکعت اور ملانے کی کراہیت نہ ہونے میں نماز فجر اور نماز عصر میں کچھ فرق نہیں۔	بحر رائق
	(ب) اگر نماز فجر (کی تیسری رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت) میں بقدر تشہد نہیں بیٹھا تھا تو دو رکعتوں پر قعدہ چھوٹ جانے کی وجہ سے اسکے فرض باطل ہوگئے اور نماز فجر سے پہلے فجر کی (دو سنتوں کی) دو رکعتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اور نماز عصر کی صورت میں حکم اسکے خلاف ہے اگر نماز عصر میں کوئی شخص چوتھی رکعت پر بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے[4] پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا اور اسکا سجدہ کر لیا تو وہ پانچویں رکعت کے ساتھ چھٹی رکعت بھی ملائیگا اسلئے کہ نماز عصر سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ نہیں [ف4]	تبیین۔

نقصان کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرے گا۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ا ص۱۷۶، ص۱۷۷ و ردالمحتار ج ا ص۷۰۱ (مترجم)

[ف4] نماز مغرب کا ذکر نہیں ہے اسلئے کہ اس میں آخری قعدہ نہ بیٹھنے اور چوتھی رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت میں فرض بدل کر چار رکعتیں نفل تو ہو چکیں اب اگر اس میں اور رکعت ملائیگا تو نماز طاق بن جائے گی اور وہ مطلقاً مکروہ ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۶۹۹، ص۷۰۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۰ - ۲۰	وان لم یقعد علی رأس الرابعة حتی قام الی الخامسة ان تذکر قبل ان یقید الخامسة بالسجدة عاد الی القعدة	ھکذا فی المحیط
	[1] وفی الخلاصة ویتشهد ویسلم ویسجد للسهو	کذا فی التتارخانیة
	وان قید الخامسة بالسجدة فسد ظهره عندنا	کذا فی المحیط
	و تحولت صلوته نفلا عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح ویضم الیها رکعة سادسة ولو لم یضم فلا شیٔ[2] علیه	کذا فی الھدایة
	ثم اختلف ابویوسف رح ومحمد رح فی وقت الفساد فقال ابو یوسف رح کما وضع رأسه للسجود تفسد صلوته وقال محمد رح لا تفسد صلوته حتی یرفع رأسه من السجود ففرض السجود عند ابی یوسف رح یتأدی بوضع الرأس وعند محمد رح بالوضع والرفع	کذا فی المحیط
	قال فخر الاسلام رح فی الجامع الصغیر والمختار للفتوی قول محمد رح	کذا فی النھایة
	وفائدة الاختلاف تظهر فیما اذا احدث فی هذه السجدة[3] عند ابی یوسف رح لا یمکنه اصلاحها وعند محمد رح یمکن فیذهب ویتوضاء	کذا فی المحیط
	ویقعد ویتشهد ویسلم	کذا فی فتح القدیر
	والاصح انه لا یسجد للسهو	کذا فی النھایة

[1] درمختار میں ہے کہ اس صورت میں اس پر سجدہ سہو اس لئے ہے کہ اس نے آخری قعدہ میں تاخیر کردی ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۹۸ اور شرح وقایہ میں ہے کہ تاخیر کی معتبر مقدار اتنی دیر ہے جس میں کوئی رکن ادا کیا جا سکے مفہوم ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۷۵ اور جیسا کہ حاشیہ ۱۵/۱۹۹ میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں یہ تفصیل نہیں کہ وہ بیٹھنے کے قریب تھا یا نہ جیسا کہ تفصیل پہلے قعدہ میں بھول ہونے کی صورت میں موجود ہے اور اس میں حکم ہے کہ بیٹھنے کے قریب ہو اور قعدہ کیلئے واپس لوٹ آئے تو سجدہ سہو نہیں ہے (اس کے متعلق حکم ۱۲/۱۹۲ ملاحظہ ہو) اور تفصیل نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بیٹھنے کے قریب ہونے کو اگرچہ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر وہ حقیقت میں بیٹھنا نہیں ہے۔ پس پہلے قعدہ میں تو وہ بیٹھنے کے حکم میں ہے مگر آخری قعدہ میں حقیقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے بیٹھنے کا حکم نہیں دیا گیا تاکہ واجب قعدہ اور فرض قعدہ میں فرق ظاہر رہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۸ (مترجم)

[2] اس لئے کہ چھٹی رکعت ملانا واجب نہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۰ (مترجم) [3] اس لئے کہ امام محمد رح کے ہاں جب سجدہ سے سر اٹھانے سے قبل سجدہ مکمل نہیں ہوتا تو مذکورہ پانچویں رکعت کے سجدہ سے نماز تب فاسد ہوگی جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے گا اور سر اٹھانے سے پہلے اسکی نماز فاسد نہ ہوگی پس اس سجدہ میں حدث ہونا نماز میں حدث ہونا ہے جس پر بنا جائز ہے مگر امام ابویوسف رح کے ہاں تو مذکورہ صورت

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-۲۰۰	(ا) اور[۱] (چار رکعت نماز فرض ہونے کی صورت میں) اگر چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اُسے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے سے پہلے یاد آگیا تو وہ قعدہ کے لئے لوٹے ۔	محیط
	۲ اور خلاصہ میں ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے سہ[۱]	تتارخانیہ
	(ب) اور[۱] اگر (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کیلئے نہ بیٹھنے کی صورت میں) اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو ہمارے ہاں (نماز ظہر کی صورت میں) اسکی نماز ظہر فاسد ہوگئی ۔※	محیط
	۲ اور (مذکورہ صورت میں) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسکے فرض نفل سے بدل گئے اور وہ چھٹی رکعت ملائے اور اگر اس نے چھٹی رکعت نہ ملائی تو اسپر کچھ لازم نہیں سہ[۲]	ہدایہ
	۳ پھر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ میں اسکے متعلق اختلاف ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اسکی نماز کس وقت فاسد ہوتی ہے ۔ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جس وقت اس نے سجدہ کے لئے سر رکھا اس کی نماز فاسد ہوگئی اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اسکی اس وقت فاسد ہوگی جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے گا پس امام ابو یوسفؒ کے ہاں زمین پر سر رکھتے ہی سجدہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے ہاں سر رکھ کر اٹھانے سے سجدہ کا فرض ادا ہوتا ہے ۔	محیط
	حضرت فخر الاسلامؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ فتویٰ کے لئے امام محمدؒ کا قول مختار ہے ۔	نہایہ
	اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ اگر اس (مذکورہ) سجدہ میں کسی کو حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آیا تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسکے لئے اس سجدہ کی اصلاح ممکن نہیں اور امام محمدؒ کے ہاں اسکی اصلاح ممکن ہے وہ جائے اور وضو کرے سہ[۳]	محیط
	۴ اور (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھنے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کی صورت میں جب اس کے فرض نفل سے بدل گئے تو) وہ التحیات بیٹھے ۔ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ۔	فتح قدیر
	۵ اور (مذکورہ صورت میں) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ سجود سہو نہ کرے سہ[۴]	نہایہ

سہ[۱] پانچویں رکعت کے سجدہ میں سر رکھتے ہی وہ نماز فاسد ہو چکی ہے ۔ اب اس میں حدث ہونا نماز فاسد ہونے کے بعد حدث ہونا ہے پس بنا نہیں ہو سکتی ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۱ اور الدر المختار میں ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ نے امام محمدؒ سے اختلاف کرتے ہوئے ازراہ تعجب کلمہ تعجب زہ ، کہا تھا حتی قال زِہ صلاۃ فسدت اصلحھا الحدث (یعنی تعجب ہے کہ نماز فاسد قرار پا رہی تھی کہ وضو توڑنے والے امر نے اسکی اصلاح ممکن کر دی) چنانچہ اس مسئلہ کا نام ہی مسئلہ زِہ پڑ گیا ۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۶۹۹ ۔ نیز اس سے ملتا جلتا حکم نمبر ۳ و ۹ / ۲۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

سہ[۴] اس لئے کہ آخری قعدہ چھوٹ کر فرض نماز فاسد ہونے سے جو نقصان ہوا ہے اسکی اصلاح سجدہ سہو سے نہیں ہو سکتی اور اس قعدہ کا چھوٹ جانا نفلوں میں بھولے سے قعدہ چھوٹ جانا بھی قرار نہیں پا سکتا کہ سجدہ سہو کا حکم ہو اس لئے کہ قعدہ چھوٹنے کے وقت یہ نماز نفل نہ تھی ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۰ ۔ نیز حکم ۲ / ۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔ ※ نماز فاسد ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۱ / ۱۸۸ ، ۴۶ / ۱۸۸ اور ۲۴ / ۱۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰ - ۲۱	وان سلم بنية القطع من وجب عليه السهو فهو فى الصلوٰة ان سجد للسهو والالاعندهما وهوالاصح	
	وعند محمدٌ وزفرٌ هو فيهاوان لم يسجد فبعد السلام ان اقتدى به رجل صح عند محمدٌ مطلقا وعندهما صح ان سجد للسهو	
	وان قهقه انتقض الوضوء عنده خلافالهما و صلوته تامة اجماعا وسقط عنه سجود السهو	
	ولو نوى الاقامة القلب فرضه اربعا عنده ويسجد فى اخر الصلوٰة وعندهما لاينقلب اربعا وسقط عنه سجود السهو اذ ايجابه يوجب البطاله	كذافي شرح النقاية للشيخ ابي المكارم
۲۲	ومن صلى ركعتين تطوعا فسها فيهما و سجد للسهو ثم اراد ان يصلى اخريين لم يبن	كذافي الهداية
	ولو بنى صح لبقاء التحريمة ويعيد سجود السهو فى المختار وكذالمسافر لونوى الاقامة بعد ما سجد للسهو يلزمه اربع ركعات ويعيد سجود السهو	كذافي التبيين
۲۳	رجل صلى العشاء فسها فيها وقرأ سجدة التلاوة فلم يسجد ها وترك سجدة من ركعة ثم سلم فالمسئلة على اربعة اوجه ان كان ناسيا للكل اوعامدا للكل اوناسيا للتلاوة عامدا للصلبية اوعلى العكس	
	ففى الوجه الاول لاتفسد صلوته بالاتفاق لان هذا سلام السهو وسلام السهو	

ؔ۱ جیساکہ درمختار میں ہے کہ جس شخص پر سجدہ سہو لازم ہوا ہے وہ اگر نماز قطع کرنے کی نیت سے سلام پھیردے تب بھی سجدہ سہو کرلے درمختار ج ا صـــ۵۰۲ البتہ اگر سلام کے بعد کوئی ایسا امر پایا گیا جسکی وجہ سے نماز کا بنا کرنا جائز نہیں رہتا تو پھر سجدہ سہو ساقط ہوجاتا ہے جیساکہ حکم ۵/۱۹۰ میں ہے (مترجم) ؔ۲ شیخینؒ کے ہاں مذکورہ صورت میں سجدہ سہو نہ کرے تو اس سلام سے اسکی نماز ختم ہے اور پھر مقیم ہونے کی نیت سے اسکے وہ فرض چار نہ ہوں گے پس اس کا سجدہ سہو ساقط ہے اس لئے کہ اگر مذکورہ صورت میں وہ سجدہ سہو کرلے تو وہ شخص نماز میں قرار پاتا ہے اور دوران نماز مقیم ہونے کی نیت سے اسکے وہ فرض چار ہوجائیں گے اور سجود سہو وسط نماز میں لازم آئے گا اور وسط نماز میں سجدہ سہو باطل ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۱ باب ۱۵ ہدایہ ج ا صـــ۱۵۲ اور جیساکہ وسط نماز میں سجدہ سہو

دفعات وشق نمبر	بارھواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰ - ۲۱	(ا) جس شخص پر سجدہ سہو واجب ہے اگر وہ نماز قطع کرنے کے لئے سلام پھیرے تو وہ (سلام پھیرنے کے بعد بھی) نماز میں ہی رہتا ہے بشرطیکہ سجدہ سہو کرے [1] اور اگر سجدہ سہو نہ کرے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف کے ہاں نماز میں نہیں رہتا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے ہاں وہ نماز میں ہی رہتا ہے خواہ سجدہ سہو نہ کرے ۔ (ب) پس (مذکورہ اختلاف کی بنا پر) [1] اگر کسی نے مذکورہ شخص کی اقتدا اسکے سلام کے بعد کی تو امام محمدؒ کے ہاں ہر صورت میں درست ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں تب صحیح ہے کہ وہ شخص سجدہ سہو کرے ۔ [2] اور اگر اس نے (سلام کے بعد) قہقہ مارا تو امام محمدؒ کے ہاں اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے ۔ اور اس کی نماز بالاجماع پوری ہوگئی ہے ۔ اور (اس صورت میں) اس سے سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا ۔ [3] اور اگر اس نے (اس وقت) اقامت کی نیت کرلی تو امام محمدؒ کے ہاں اس کے فرض چار ہو جائیں گے اور وہ سجود سہو نماز کے آخر میں کرے گا ۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس کے فرض چار نہیں ہوں گے اور اس سے سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا ۔ اسلئے کہ سجدہ سہو واجب قرار دینا سجدہ سہو کو باطل قرار دیتا ہے [2]	شرح نقایہ
۲۲	(ا) جس شخص نے دو رکعت نفل نماز پڑھی اسے اس نماز میں سہو ہوا اور اس نے سجدہ سہو کر لیا پھر اس نے ارادہ کیا کہ (اسی پر بنا کرکے) دو رکعتیں پڑھ لے تو (اس صورت میں) وہ بنا نہ کرے ۔ اور اگر اس نے بنا کرلی تو صحیح ہو جائے گی ۔ اس لئے کہ تحریمہ باقی ہے اور مختار یہ ہے کہ پھر سجدہ سہو لوٹائے گا [3] (ب) اسی طرح اگر کسی مسافر نے سجدہ سہو کے بعد مقیم ہونے کی نیت کرلی [4] تو (اب) اس پر چار رکعتیں لازم ہو جائیں گی اور وہ سجدہ سہو لوٹائے گا ۔	ہدایہ تبیین
۲۳	کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور اس میں اسے سہو ہوا ۔ اور (اس نماز میں) آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا اور ایک رکعت کا سجدہ بھی چھوڑ دیا پھر اس نے سلام پھیر دیا تو اس میں چار صورتیں ہیں ۔ (۱) یا تو سب کے متعلق بھول ہو گئی (۲) یا سب کو جان بوجھ کر چھوڑا (۳) یا تلاوت کا سجدہ بھول کر چھوٹا اور نماز کا سجدہ جان بوجھکر چھوڑا ۔ پس پہلی صورت میں اس کی نماز بالاتفاق فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ سلام بھولے سے ہوا ہے اور	

کے متعلق البحرالرائق میں ہے کہ (سجدہ سہو) یبطل بوقوعہ فی وسط الصلوۃ و غیر مشروع الا علی سبیل المتابعۃ الخ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۵ پس شیخین کے ہاں مذکورہ صورت میں سہو کا واجب کرنا اس کا ابطال لازم کرتا ہے (مترجم) [3] اس لئے کہ وہ سجدہ سہو جو اس نے پہلے کیا ہے وہ نماز کے آخر میں ہونے کی بجائے نماز کے دوران قرار پایا ہے اور وسط نماز میں سجود سہو باطل ہے جیسا کہ حاشیہ ۲۱ ب ۳ / ۲۰۰ میں ہے (مترجم) [4] یعنی سجود سہو کر لینے کے بعد نماز ختم کرنیکے سلام نہیں پھیرا اور ابھی نماز سے باہر نہیں نکلا اور اس نے مقیم ہونے کی نیت کرلی (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو	حوالہ
۲۰۰-	لا یخرجه عن حرمة الصلوة وفی الوجه الثانی والثالث تفسد صلوته بالاتفاق لان سلام العمد یخرجه عن حرمة الصلوة	
	وفی الوجه الرابع فی ظاهر الروایة تفسد صلوته	کذا فی المحیط
۲۴	السهو فی سجود السهو لا یوجب السهو لانه لا یتناهی	کذا فی التهذیب
۲۵	ولو سها فی سجود السهو عمل بالتحری	کذا فی الخلاصة
۲۶	ولو سها فی صلوته مرارا یکفیه سجدتان	کذا فی الخلاصة
۲۷	ولو ام فی التطوع فی اللیل فخافت متعمدا فقد اساء وان کان ساهیا فعلیه السهو	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	وفی الیتیمة اذا ترک الجهر فی الوتر وفی التراویح یلزمه السهو	کذا فی التاتارخانیة
۲۹	اذا احدث الامام وقد سها فاستخلف رجلا یسجد خلیفته للسهو بعد السلام وان سها خلیفته فیما یتم ایضا کفاه سجدتان لسهوه ولسهوه الاول کما لو سها الاول مرتین وان لم یکن الاول سها وانما سها الخلیفة لزم الاول سجود السهو لسهو خلیفته ولو سها الاول بعد الاستخلاف لا یوجب سهوه شیاء	کذا فی الذخیرة
۳۰	وفی الاصل اذا سلم فی الرابعة ساهیا بعد قعوده مقدار التشهد ولم یقرء التشهد فان علیه ان یعود الی قراءة التشهد ثم یسلم ویسجد للسهو ثم یتشهد ویسلم	کذا فی المحیط

۲۰۱- ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الامام والمأموم

تعداد شق ۱۷

۱	(ومما یتصل بذلک مسائل الشک والاختلاف الواقع بین الامام والمأموم فی مقدار المؤدی)	
	من شک فی صلوته فلم یدر[۱] ثلاثا صلی ام اربعا وکان ذلک اول ما عرض له استأنف الصلوة	کذا فی السراج الوهاج

[۱] جیسا کہ ۳ب/۱۲۸ میں ہے اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ نماز میں بھولے سے سلام پھیر دینا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے کہ سلام ایک دعا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص۱۰۱ اور اگر کوئی شخص سرے سے اصل نماز کو ہی بھولے ہوئے ہو تو پھر حکم ۳ج،۹/۱۲۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۲] جیسا کہ حکم ۳/۱۲۸ میں ہے۔ اور ۲۱د/۲۰۰ ملاحظہ ہو (مترجم)[۳] سجود سہو میں سہو ہونا۔ مثلاً سجدہ میں بقدر ایک تسبیح کہنے کے بھی نہ ٹھہرا تو ترک واجب

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۰-	بھولے سے سلام پھیرنا نمازی کو نماز کی تحریمہ سے نہیں نکالتا[1] اور دوسری اور تیسری صورت میں اسکی نماز بالاتفاق فاسد ہو جائے گی کیونکہ جان بوجھ کر (نماز کا) سلام پھیرنا نمازی کو نماز کی تحریمہ سے نکال دیتا ہے[2] اور چوتھی صورت میں ظاہر روایت کے بموجب اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔	محیط
۲۴	سجود سہو میں بھول ہونے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اس لئے کہ (اسطرح) یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا[3]	تہذیب
۲۵	اگر سجود سہو میں سہو ہوا تو گمان غالب پر عمل کرے۔	خلاصہ
۲۶	اور اگر کسی کو اپنی نماز میں کئی بار سہو ہوا تو اسے ایک سہو کے دو سجدے (ایکبار کرنا) ہی کافی ہے[4]	خلاصہ
۲۷	(ا) اگر کسی نے رات کے وقت نفل نماز کی امامت کی تو جان بوجھ کر قرأت آہستہ کی تو اس نے برائی کی (ب) اور اگر بھولے سے قرأت آہستہ کی تو اس پر سجدہ سہو ہوگا۔	قاضیخان
۲۸	یتیمہ میں ہے کہ اگر نماز وتر اور نماز تراویح میں امام نے اونچی قرأت نہ کی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔	تتارخانیہ
۲۹	(ا) کسی امام کو (نماز میں) حدث ہوا تو اس پر سجود سہو تھا۔ پس اس نے کسی کو خلیفہ بنایا تو اس کا خلیفہ سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے خلیفہ کو بھی اس نماز میں سہو ہوا جسے وہ پوری کر رہا ہے تو اس کے سہو کے لئے اور پہلے امام کے سہو کیلئے ایک سہو کے دو سجدے ہی کافی ہیں جیساکہ اگر پہلا امام دو بار سہو کرے تو اسے ایک سہو کے دو سجدے ہی کافی ہوتے ہیں۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) پہلے امام کو سہو نہیں ہوا تھا البتہ اسکے خلیفہ کو سہو ہوا تو خلیفہ کے سہو کے سبب سے پہلے امام پر بھی سجدہ سہو ہوگا۔ (د) اور اگر پہلے امام کو خلیفہ بنانے کے بعد سہو ہو تو اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔	ذخیرہ
۳۰	اور اصل میں ہے کہ اگر کسی نمازی نے چوتھی رکعت پر بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد بھولے سے سلام پھیر دیا اور اس نے تشہد نہیں پڑھا تھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ لوٹ کر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے سجدہ سہو کرے پھر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے[5]	محیط

۲۰۱- مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل نماز میں شک ہونا اور امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف ہونا اور اس میں ۱۷ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل اداشدہ نماز کی مقدار میں شک کے مسائل اور امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف کے مسائل ہیں جب کسی شخص کو نماز میں شک ہوا اور اسے یہ معلوم نہیں رہا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور یہ صورت حال اسے پہلی بار پیش آئی ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ نماز از سر نو پڑھے	سراج وہاج

ہو گیا جیساکہ حکم ۱۵/۱۱۹ میں ہے تو اس سے بنا بر حکم ۲۴/۲۰۰ سجود سہو لازم نہ ہوگا۔ (مترجم) [4] حتی کہ اگر کسی نے بھولے سے نماز کے تمام واجب چھوڑ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ایک بار کرنے سے زیادہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ ص ۹۹ (مترجم) [5] جیساکہ حکم نمبر ۱۱/۱۹۹ میں ہے (مترجم)

دفعات و متن نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۱-۲	ثم الاستقبال لا یتصور الا بالخروج من الاول وذلک بالسلام او الکلام او عمل آخر مما ینافی الصلوٰۃ والسلام قاعدا اولی ومجرد النیۃ یلغو ولا یخرج من الصلوٰۃ	کذا فی التبیین
۳	ثم اختلف المشائخ فی معنی قوله اول ما عرض له۔ قال بعضهم ان السهو لیس بعادۃ له لا انه لم یسه فی عمره قط وقال بعضهم معناه انه اول سهو وقع له فی تلک الصلوٰۃ والاول اشبه	کذا فی المحیط
۴	وان کثر شکه تحری واخذ باکبر رأیه	کذا فی التبیین
۵	وان لم یترجح عنده شیئ بعد الطلب فانه یبنی علی الاقل فیجعلها واحدۃ فیما لو شک انها ثانیۃ وثانیۃ لو شک انها ثالثۃ وثالثۃ لو شک انها رابعۃ	کذا فی البحر الرائق
۶	وعند البناء علی الاقل یقعد فی کل موضع یتوهم انه محل قعود فرضا کان القعود او واجبا کیلا یصیر تارکا فرض القعدۃ او واجبها فان وقع فی رباعی انها الاولی او الثانیۃ یجعلها الاولی ثم یقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخری ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ فیاتی باربع قعدات قعدتان مفروضتان وهی الثالثۃ والرابعۃ وقعدتان واجبتان	کذا فی البحر الرائق
۷	واذا شک بعد السلام او قبل السلام لکن بعد ما فرغ من التشهد یحکم بالجواز ولا یعتبر هذا الشک	کذا فی الخلاصۃ
۸	رجل شک فی صلوٰۃ انه صلاها ام لا فان کان فی الوقت فعلیه ان یعید وان خرج الوقت ثم شک فلا شیئ علیه	کذا فی المحیط
۹	ولو شک فی صلوٰۃ الفجر وهو فی القیام انها الثالثۃ او الاولی لا یتم رکعۃ بل یقعد قدر التشهد ویرفض القیام ثم یقوم فیصلی رکعتین ویقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ ثم یتشهد ثم یسجد سجدتی السهو وان شک وهو ساجد فان شک فی انها الرکعۃ الاولی او الثانیۃ فانه یمضی فیهما سواء	

[1] اس کے متعلق حکم ۶۶/۱۲۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] گمان غالب پر عمل کرنے کی صورت میں سجود سہو کے متعلق

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ـ سجدہ سہو کے احکام — سجدۂ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱-۲	(د) پھر از سر نو پڑھنا اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلی نماز سے خارج ہو اور پہلی نماز سے خارج ہونا سلام سے ہوگا یا بات سے ہوگا یا کسی اور ایسے عمل سے ہوگا جو نماز کے منافی ہو (ب) (نماز سے نکلنے کے لئے) بیٹھکر سلام پھیرنا اولی ہے (ج) اور (نماز سے نکلنے کی) فقط نیت کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے نماز سے نہیں نکلتا [1]	تبیین
۳	(نماز میں) پہلی بار بھول ہونے سے مراد کے متعلق مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بھولنا اس کی عادت نہیں ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ اس سے پہلے عمر بھر کبھی نہ بھولا ہو۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نماز میں اسے وہ پہلی بھول ہوئی ہے۔ (ج) پہلا مفہوم اشبہ (قواعد فقہ سے زیادہ مشابہ) ہے۔	محیط
۴	اگر کسی کو (نماز میں) شک اکثر ہوتا ہے تو وہ غور و فکر کرے اور گمان غالب کو اختیار کرے [2]	تبیین
۵	(د) اگر کوئی شخص (نماز میں شک کے بعد) غور و خوض کے باوجود کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ کمی والی جانب مقرر کرے [3] (ب) پس اگر اسے یہ شک ہو کہ اسکی پہلی رکعت ہے یا دوسری تو وہ اسے پہلی رکعت قرار دے اور اگر اسے شک ہو کہ دوسری ہے یا تیسری تو وہ اسے دوسری رکعت قرار دے اور اسے شک ہو تیسری ہے یا چوتھی تو وہ اسے تیسری رکعت قرار دے۔	بحرالرائق
۶	(د) اور وہ (مذکورہ صورت میں) کمی والی جانب مقرر کرنے کے باوجود وہ ان سب موقعوں پر التحیات کے لئے بیٹھے گا جہاں جہاں فرض یا واجب قعدہ کا موقع ہونے کا خیال کیا جا سکتا ہو تاکہ فرض قعدہ یا واجب قعدہ کا تارک نہ ہو (ب) پس اگر کسی کو چار رکعتوں والی نماز میں شک ہوا کہ وہ پہلی ہے یا دوسری تو وہ اسے پہلی رکعت قرار دے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے پس کل چار قعدے کرے دو قعدے فرض ہوں گے یعنی تیسرا اور چوتھا قعدہ اور (باقی) دو قعدے واجب ہوں گے۔	بحرالرائق
۷	اگر کسی شخص کو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد سلام سے پہلے یا بعد شک پیدا ہوا تو (نماز کے) جواز کا حکم دیا جائیگا اور (مذکورہ) شک کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔	خلاصہ
۸	اگر کسی شخص کو یہ شک ہوا کہ آیا اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (د) اگر (اس) نماز کا وقت باقی ہے تو اسپر لازم ہے کہ اس نماز کو لوٹائے (ب) اور اس نماز کا وقت نکل چکا ہے پھر (مذکورہ) شک ہوا تو اسپر کچھ لازم نہیں ہے	محیط
۹	(د) [1] اگر کسی شخص کو نماز فجر کے قیام کے دوران شک ہوا کہ اسکی رکعت تیسری ہے یا پہلی ہے تو (اسکے لئے حکم یہ ہے کہ) وہ رکعت پوری نہ کرے بلکہ بقدر تشہد قعدہ کرے اور وہ قیام چھوڑ دے پھر کھڑا ہو پس دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر سہو کے سجدے کرے۔ اور [2] اگر کسی شخص کو (نماز فجر) کے سجدہ کے دوران شک ہوا۔ تو اگر اسے شک یہ ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو اسی طرح	

حکم ۹/۲۰۱ ب ملاحظہ ہو (مترجم) [3] کمی والی جانب اختیار کرنے کی صورت میں سجود سہو کے متعلق حکم ۹/۲۰۱ د ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر | الباب الثانی عشر فی سجود السهو — سجود السهو | حوالہ

۲۰۱ — شک فی السجدة الاولی او الثانیة لانها ان کانت الاولی لزمه المضی فیها وان کانت الثانیة یلزمه تکمیلها

واذا رفع رأسه من السجدة الثانیه یقعد قدر التشهد ثم یقوم فیصلی رکعة

ولو شک فی صلوٰة الفجر فی سجوده انه صلی رکعتین او ثلاثا ان کان فی السجدة الاولی امکنه اصلاح صلوته لانه ان کان صلی رکعتین کان علیه اتمام هذه الرکعة لانها ثانیة فیجوز

ولو کانت ثالثة من وجه لا تفسد صلوته عند محمد رح لانه لما تذکر فی السجدة الاولی ارتفعت تلک السجدة وصارت کانها لم تکن کما لو سبقه الحدث فی السجدة الاولی من الرکعة الخامسة وهی مسئله (ز ع)

وان کان هذا الشک فی السجدة الثانیة فسدت صلوته ولو شک فی الفجر انها ثانیة ام ثالثة فان لم یقع تحریه علی شیئ فان کان قائما یقعد فی الحال ثم یقوم ویصلی رکعة ویقعد

وان کان قاعدا والمسئلة بحالها یتحری وان وقع تحریه انها ثانیة مضی علی صلوته وان وقع تحریه انها ثالثة تحری فی القعدات ان وقع تحریه انه لم یقعد علی رأس الرکعتین فسدت صلوته وان لم یقع تحریه علی شیئ فسدت صلوته ایضا

وکذا فی ذوات الاربع اذا شک انها الرابعة او الخامسة

ولو شک انها ثالثة او خامسة فعلی ما ذکرنا فی الفجر فیعود الی القعدة ثم یصلی رکعة اخری و یتشهد ثم یقوم فیصلی رکعة اخری ویقعد ویسجد للسهو

ولو شک فی الوتر وهو قائم انها ثانیة ام ثالثة یتم تلک الرکعة ویقنت فیها ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعة اخری ویقنت فیها ایضا هو المختار الی هنا عبارة الخلاصة

ومما لا ینبغی اغفاله انه یجب سجود السهو فی جمیع صور الشک

سه مسئلہ زہ کی تفصیل اور وجہ تسمیہ حکم ۳۰ ب ۳ / ۲۰۰ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشقی نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ

۲۰۱ - نماز پڑھتا رہے خواہ پہلے سجدہ کے دوران شک ہوا یا دوسرے سجدے کے دوران شک ہوا اس لئے کہ اگر وہ رکعت پہلی ہے تو اسکے لئے اسے اسی طرح پڑھتے رہنا لازم ہے اور اگر وہ رکعت دوسری ہے تو بھی اسکی تکمیل لازم ہے اور جب دوسرے سجدہ سے اپنا سر اٹھائے تو بقدر تشہد قعدہ کرے پھر کھڑا ہوا ور ایک رکعت اور پڑھ لے ۔

۳ اور اگر کسی شخص کو (نماز فجر) کے سجدہ کے دوران یہ شک ہوا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں تو اگر وہ پہلے سجدہ میں ہے تو اسے اپنی نماز کی اصلاح کر لینا ممکن ہے ۔ اس لئے کہ اگر اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دوسری رکعت ہے ۔ اس کا پورا کرنا اس پر لازم ہے پس نماز جائز ہو جائے گی ۔ اور اگر وہ ایک لحاظ سے تیسری رکعت ہے تو (بھی) امام محمد کے ہاں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ جب اسے پہلے سجدہ میں یاد آگیا تو وہ سجدہ ختم ہو گیا گویا کہ وہ ہوا ہی نہیں جیسا کہ (چوتھی رکعت کے بعد التحیات کے لئے نہ بیٹھنے کی صورت میں کوئی پانچویں رکعت کے سجدہ میں گیا تو) پانچویں رکعت کے پہلے سجدہ میں حدث ہونے سے وہ سجدہ کالعدم ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ مسئلہ زہ کہلاتا ہے سلہ اور اگر اسے یہ (مذکورہ) شک دوسرے سجدہ میں ہوا ہے تو اسکی نماز فاسد ہوگی ۔

سئلہ ۴ اگر کسی شخص کو نماز فجر میں شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اگر اس کا گمان غالب کسی صورت پر قائم نہیں ہوا تو (اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر وہ قیام کی حالت میں ہے تو فوراً قعدہ کرے پھر کھڑا ہوا ور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے ۔

سئلہ ۵ اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) قعدہ کی حالت میں ہے اور وہی شک ہوا (کہ رکعت دوسری ہے یا تیسری) تو اگر اس کے گمان غالب میں وہ دوسری رکعت ہے تو اپنی نماز پڑھتا رہے اور اگر اس کے گمان غالب میں وہ تیسری رکعت ہے تو قعدوں میں غور و خوض کرے اگر اس کے گمان غالب میں ہے کہ اس نے دو رکعتوں پر قعدہ نہیں کیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اس کا گمان غالب کسی صورت پر قائم نہیں ہوا تب بھی اس کی نماز فاسد ہوگی ۔

(ب) چار رکعت والی نمازوں پر اگر شک ہو کہ وہ رکعت چوتھی ہے یا پانچویں تو اس کے لئے بھی وہی مذکورہ حکم ہے (جو نماز فجر میں اس شک کی صورت میں ہے کہ اسکی رکعت دوسری ہے یا تیسری)

۲ اور اگر کسی کو (چار رکعت والی نماز میں) شک ہوا کہ وہ رکعت تیسری ہے یا پانچویں ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو نماز فجر میں (اس شک کی صورت میں ہے کہ وہ پہلی رکعت ہے یا تیسری جیسا کہ) ہم نے ذکر کیا ہے پس وہ قعدہ کی طرف لوٹے ۔ پھر ایک رکعت اور پڑھے اور تشہد پڑھے پھر قیام کرے اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے اور سجدہ سہو کرے ۔

(ج) اور اگر کسی کو نماز وتر میں قیام کے دوران شک ہوا کہ وہ رکعت دوسری ہے یا تیسری تو وہ اس رکعت کو پورا کرے ۔ اس میں قنوت پڑھے اور قعدہ کرے پھر قیام کرے اور ایک رکعت اور پڑھے اس میں بھی قنوت پڑھے ۔ یہی حکم مختار ہے ۔ یہاں تک خلاصہ کی عبارت ہے ۔

(د) اور اس (حکم) سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے کہ شک کی مذکورہ تمام صورتوں میں سجدہ سہو

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۱ -	سواء عمل بالتحری او بنی علی الاقل	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن فتح القدیر
۱۰	واذا شک فی صلوته فلم یدر أثلاثا صلی ام اربعا وتفکر فی ذلک کثیرا ثم استیقن انہ صلی ثلاث رکعات فان لم یکن تفکرہ شغل عن أداء رکن بان یصلی و یتفکر فلیس علیہ سجود السہو وان طال تفکرہ حتی شغلہ عن رکعۃ او سجدۃ او یکون فی رکوع اوسجود فیطول تفکرہ فی ذلک وتغیر عن حالہ بالتفکر فعلیہ سجود السہو استحسانا	ھکذا فی المحیط
۱۱	ولو غلب علی ظنہ فی الصلوۃ انہ احدث اوانہ لم یمسح تیقن بذلک لا شک لہ فیہ ثم تیقن انہ لم یحدث اوانہ قد مسح قال ابو بکرؒ ان کان ادی رکنا حال التیقن بالحدث او بعدم المسح فانہ یستقبل الصلوۃ والا یمضی فیہا	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ولو علم انہ ادی رکنا وشک انہ کبر للافتتاح اولا اوھل احدث اولا اوھل اصابت النجاسۃ ثوبہ اولا او مسح رأسہ ام لا استقبل ان کان اول مرۃ والا مضی ولا یلزم الوضوء ولا غسل ثوبہ	کذا فی فتح القدیر
۱۳	وفی الفتاوی العتابیۃ لو شک فی صلوتہ انہ مسافر او مقیم یصلی اربعا ویقعد علی الثانیۃ احتیاطاً	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۴	رجل صلی بقوم فلما صلی رکعتین وسجد السجدۃ الثانیۃ شک انہ صلی رکعۃ او رکعتین او شک فی الرابعۃ والثالثۃ فلحظ الی من خلفہ لیعلم بھم ان قاموا قام ھو معھم وان قعدوا قعد یعتمد بذلک فلا بأس بہ ولا سہو علیہ	کذا فی المحیط
۱۵	اذا شک الامام تأخبرہ عدلان یأخذ بقولھما	کذا فی المحیط
۱۶	رجل صلی وحدہ اوصلی بقوم فلما سلم اخبرہ رجل عدل انک صلیت الظھر ثلاث	

لہ جیسا کہ بحوالہ فتح الدر المختار میں ہے۔ اور بحوالہ السراج الدر المختار میں ہے کہ سجدہ سہو کا یہ حکم کسی کی جانب اختیار کرنے کی صورت میں تو مطلقاً ہے اور گمان غالب پر عمل کرنے کی صورت میں سجدہ سہو تب ہے کہ اس کا خاموش ہوکر سوچنا بقدر رکن ہو جائے اور رد المحتار میں ہے کہ گمان غالب کی صورت میں مذکورہ تفصیل ظاہر ہے اس لئے کہ گمان غالب یقین کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے سجدہ سہو کی کوئی وجہ نہیں سوائے اس کے اس کا سوچنا

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱-	واجب ہوتا ہے خواہ کسی نے گمان غالب پر عمل کیا یا کمی کی جانب کو اختیار کیا [1]	بحرالرائق
۱۰	(ا) جب کسی کو نماز میں شک ہوا اسے معلوم نہ ہوا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ بہت سوچتا رہا پھر اسے یقین ہو گیا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ پس اگر اس کے سوچنے سے کسی رکن کے ادا کرنے میں خلل نہیں آیا بایں صورت کہ وہ نماز پڑھتا رہا اور سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہو گا۔ (ب) اور اگر اس کا سوچنا لمبا ہو جائے حتی کہ اس سے کسی رکعت یا سجدہ میں خلل آ جائے یا وہ رکوع یا سجدہ میں ہو اور اس میں دیر تک سوچتا رہے اور اس سوچنے سے اس کی حالت میں تبدیلی آ جائے تو (اس صورت میں) اس پر از روئے استحسان سجدہ سہو لازم ہو گا [2]	محیط
۱۱	اگر کسی کو نماز میں غالب گمان ہوا کہ اسے حدث (وضو توڑنے والا امر) ہوا ہے یا اس نے مسح نہیں کیا تھا اور اسے اس کا یقین ہو گیا جس میں اسے کوئی شک نہ تھا پھر اسے یہ یقین ہو گیا کہ اسے حدث نہیں ہوا یا یہ کہ اس نے مسح کیا تھا تو (اسکے حکم کے متعلق) ابو بکرؒ نے کہا ہے کہ اگر ایسا حدث ہونے کے یقین یا مسح کرنے کے یقین کی حالت میں کوئی رکن ادا کیا تھا تو وہ اس نماز کو از سر نو پڑھے گا۔ ورنہ وہ اپنی (موجودہ) نماز پڑھتا رہے گا	قاضیخان
۱۲	اگر کسی شخص کو معلوم ہے کہ اس نے نماز کا کوئی رکن ادا کیا ہے اور اسے [1] یہ شک ہوا کہ اس نے شروع کی تکبیر کہی تھی یا نہیں یا یہ [2] شک ہوا کہ اسے حدث ہوا ہے یا نہیں یا یہ [3] شک ہوا کہ اس کے کپڑے کو نجاست لگی ہے یا نہیں یا یہ [4] شک ہوا کہ اس نے سر کا مسح کیا ہے یا نہیں تو (ان صورتوں میں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ) اگر یہ شک پہلی بار پیش آیا ہے تو وہ نماز از سر نو پڑھے ورنہ نماز پڑھتا رہے اور اس پر (مذکورہ شک کی وجہ سے) نہ وضو لازم ہو گا اور نہ کپڑا دھونا لازم ہو گا [3]	فتح قدیر
۱۳	فتاوی عتابیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی نماز کے اندر شک ہوا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم تو وہ چار رکعتیں پڑھے اور احتیاطاً دوسری رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھے۔	تتارخانیہ
۱۴	کوئی شخص کچھ لوگوں کا امام بنا۔ جب دو رکعتیں پڑھ چکا اور دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا تو اسے شک ہوا کہ اسکی پہلی رکعت ہے یا دوسری یا اسے شک ہوا کہ چوتھی رکعت ہے یا تیسری تو اسے اپنے مقتدیوں کی طرف کنکھیوں سے دیکھا تاکہ ان کے ذریعہ معلوم کرے اگر وہ کھڑے ہوں تو یہ بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اگر وہ قعدہ کریں تو یہ بھی قعدہ کرے وہ اس پر اعتماد کرتا ہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور (مذکورہ صورت میں) اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔	محیط
۱۵	جب امام کو نماز کے کسی امر کے متعلق شک ہوا تو دو معتبر شخصوں نے اسے خبر دی تو ان دونوں کا قول اختیار کرے [4]	محیط
۱۶	کسی شخص نے اکیلے نماز پڑھی یا امام بنا جب اس نے سلام پھیرا تو (ا) ایک معتبر شخص نے اسے خبر دی	

طویل ہو جائے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۰۷ ۔ اور جیسا کہ حکم ۱۰/۲۰۱ میں ہے نیز سوچنے کے متعلق حکم ۱۵/۱۹۶ مع حاشیہ اور ۱۶/۱۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اس کے متعلق حکم ۱۵—۱۶/۱۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ الدر المختار ج ۱ ص ۵۰۷ میں ہے نیز اس قسم کے شک کے بعض مسائل کا حکم ۱/۲۹ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [4] امام اور مقتدی یا جماعت میں اختلاف ہونے کے مزید احکام حکم نمبر ۱۶۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی سجود السہو — سجود السہو	حوالہ
۲۰۱ -	رکعات قالوا ان کان عند المصلی انہ صلی اربع رکعات لا یلتفت الی قول المخبر	کذا فی المحیط
	وفی الظھیریۃ قال محمد بن الحسن رح اما انا فاعید بقول واحد عدل بکل حال	کذا فی التاتارخانیہ
	ولو شک المصلی فی المخبر انہ صادق اوکاذب روی عن محمدؒ انہ یعید الصلوٰۃ احتیاطا	
	وان شک فی قول رجلین عدلین اعاد صلوتہ	
	وان لم یکن المخبر عدلا لا یقبل قولہ	کذا فی المحیط
۱۷	امام صلی بقوم وذھب فقال بعضھم ھی الظھر وقال بعضھم ھی العصر فان کان فی وقت الظھر فھی الظھر وان کان فی وقت العصر فھی العصر لان الظاھر شاھد لمن یدعی مایوافقہ الوقت وان کان مشکلا جاز للفریقین فی القیاس	کذا فی المحیط

سلہ جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۳}{۱۶۳}$ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب ۔ سجدہ سہو کے احکام — سجدہ سہو کا بیان	حوالہ
۲۰۱ -	کہ آپ نے نمازِ ظہر میں تین رکعتیں پڑھی ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ ١ اگر نماز پڑھنے والے کی رائے یہ ہے کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اس خبر دینے والے کی بات پر توجہ نہ دے ۔	محیط
	٢ اور ظہیریہ میں ہے کہ (مذکورہ صورت کے متعلق) امام محمدؒ بن الحسنؒ نے کہا ہے کہ میں ایک معتبر شخص کے خبر دینے سے ہر حال میں نماز لوٹاؤں گا ۔	تتارخانیہ
	(ب) ١ اگر (مذکورہ صورت میں) نمازی کو خبر دینے والے کے متعلق شک ہوا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے تو امام محمدؒ سے روایت ہے کہ وہ احتیاطاً نماز لوٹالے (د) اگر اس نے دو معتبر شخصوں کی بات میں شک کیا تو اپنی نماز لوٹالے ۔ (ج) اور اگر خبر دینے والا غیر معتبر شخص ہو تو اس کی بات قبول نہ کی جائے گی ۔	محیط
۱۷	کوئی امام نماز پڑھ کر چلا گیا (پھر اختلاف ہوا) بعضوں نے کہا کہ یہ نماز ظہر تھی اور بعضوں نے کہا یہ نماز عصر تھی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر یہ ظہر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز ظہر ہے اور اگر عصر کے وقت میں ہوا ہے تو وہ نماز عصر ہے اس لئے کہ ظاہر اس شخص کا گواہ ہے جس کے دعوی سے وقت موافقت کرتا ہے اور اگر وقت میں اشکال پڑتا ہے (یعنی مشکل پیش آتی ہے) تو از روئے قیاس دونوں فریقوں کی نماز درست ہے ۔ ا	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ	
	دفعات نمبر ۲۰۲ تا ۲۰۳ — عنوانات نمبر ۲ — تعداد شق نمبر ۵۸	
۲۰۲	**سجود التلاوۃ** — تعداد شق نمبر ۲۲	
۱	سجود التلاوۃ فی القران اربعة عشر ۔	کذا فی الهداية
۲	فی اٰخر الاعراف عند قوله ان الذین عند ربك لایستکبرون عن عبادته ویسبحونه وله یسجدون ۔ والرعد عند قوله ولله یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرها وظلالهم بالغدو والاٰصال ۔ والنحل عند قوله ولله یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دابة والملائکة وهم لایستکبرون ۔ وبنی اسرائیل عند قوله ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلیٰ علیهم یخرون للاذقان سجدا ویقولون ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ۔ ومریم عند قوله اذا تتلیٰ علیهم اٰیات الرحمٰن خروا سجدا وبکیا ۔ والاولیٰ فی الحج عند قوله الم تر ان الله یسجد له من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب ومن یهن الله فما له من مکرم ان الله یفعل ما یشاء ۔ والفرقان عند قوله تعالیٰ واذا قیل لهم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن أنسجد لما تامرنا وزادهم نفورا ۔ والنمل عند قوله ویعلم ما تخفون وما تعلنون ۔ والم تنزیل عند قوله انما یؤمن باٰیاتنا الذین اذا ذکروا بها	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام

دفعات ۲۰۲ تا ۲۰۳ عنوانات ۲ تعداد شق ۸۷

۲۰۲- سجدۂ تلاوت کا بیان اور اس میں ۸۲ شقیں ہیں

۱ قرآن مجید میں تلاوت کے چودہ سجدے ہیں۔ — ہدایہ

۲ (اور ان چودہ سجدوں کی آیتیں یہ ہیں) ۱ سورۂ اعراف کے آخر میں اس آیت پر اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ۔

۲ اور سورۂ رعد میں اس آیت پر وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔

۳ اور سورۂ نحل میں اس آیت پر وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ۔

۴ اور سورۂ بنی اسرائیل میں اس آیت پر اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔

۵ اور سورۂ مریم میں اس آیت پر اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا۔

۶ اور سورۂ حج میں اس آیت پر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۔

۷ اور سورۂ فرقان میں اس آیت پر وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا۔

۸ اور سورۂ نمل میں اس آیت پر وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ۔

۹ اور سورۂ الم تنزیل میں اس آیت پر اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ	سجود التلاوۃ حوالہ
۲۰۲	خرّوا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ۔	
	وص عند قولہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ۔	
	وحم السجدۃ عند قولہ لا یسأمون ۔	
	والنجم عند قولہ فاسجدوا للہ واعبدوا ۔	
	واذا السماء انشقت عند قولہ فما لھم لا یؤمنون واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون ۔	
	واقرأ باسم ربک الذی خلق عند قولہ واسجد واقترب ۔	ھٰکذا فی العینی
۳	والسجدۃ واجبۃ فی ھٰذہ المواضع علی التالی والسامع سواء قصد سماع القرآن اولم یقصد ۔	کذا فی الھدایۃ
۴	رجل قرأ اٰیۃ السجدۃ لا یلزمہ السجدۃ بتحریک الشفتین وانما تجب اذا صحح الحروف وحصل بہ صوت سمع ھو اوغیرہ اذا قرب اذنہ الیٰ فمہ ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۵	ولو قرأ اٰیۃ السجدۃ الا الحرف الذی فی اٰخرھا لا یسجد ولو قرأ الحرف الذی یسجد فیہ وحدہ لا یسجد الا ان یقرأ اکثر اٰیۃ السجدۃ بحرف السجدۃ ۔ وفی مختصر البحر لو قرأ واسجد وسکت ولم یقل واقترب یلزمہ السجود ۔	کذا فی التبیین
۶	رجل سمع اٰیۃ السجدۃ من قوم من کل واحد منھم حرفا لیس علیہ ان یسجد لانہ لم یسمعھا من تال ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۷	والاصل فی وجوب السجدۃ ان کل من کان من اھل وجوب الصلوٰۃ اما اداءً او قضاءً کان اھلا لوجوب سجدۃ التلاوۃ ومن لا فلا ۔	کذا فی الخلاصۃ
۸	حتیٰ لو کان التالی کافرا او مجنونا او صبیا او حائضا او نفساء او عقیب الطھر دون العشرۃ والاربعین لم یلزمھم وکذا السامع ۔	کذا فی الزاھدی

لہ حکم نمبر ۴/۱۱۹ میں اس صورت کا ذکر ہے کہ جس میں مونھہ کے قریب کان لگا کر سننے والے سے حرف آواز سنائی دے اور مفہوم سمجھ میں آجائے ۔ مگر یہ مجبہ ہے اس میں حرف غیر واضح ہیں اور یہ غیر معتبر ہے ۔ چنانچہ حکم نمبر ۴/۱۱۵ میں ہے کہ کم از کم قرأت میں تصحیح حروف ضروری ہے ۔ اور حکم نمبر ۱۸/۱۱۹ اور ۱/۱۲۸ میں یہ بھی ہے کہ قرأت میں ضروری ہے کہ اس قرأت کو وہ خود یا دوسرا سن سکے ۔ اور حکم نمبر ۴/۲۰۲ میں ہے کہ جب حروف صحیح ہوں اور خود یا دوسرا سن لے تو آیتِ سجدہ سے سجدہ تلاوت واجب ہوگا پس مذکورہ

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔	
	۱۰ اور سورۂ ص میں اس آیت پر فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ۔	
	۱۱ اور سورۂ حم سجدہ میں اس آیت پر لَا يَسْاَمُوْنَ۔	
	۱۲ اور سورۃ النجم میں اس آیت پر فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا۔	
	۱۳ اور سورۃ اذا السماء انشقت میں اس آیت پر فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ۔	
	۱۴ اور سورۃ اقرأ باسم ربک میں اس آیت پر وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔	عینی
۳	ان مذکورہ (چودہ) مقامات پر پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔ خواہ وہ قرآن سننے کا ارادہ کرے یا نہ کرے۔	ہدایہ
۴	اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اس پر صرف ہونٹوں کے ہلانے سے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ البتہ اس پر سجدہ تلاوت اُس وقت واجب ہوگا جب کہ حروف صحیح ہوں اور اس سے آواز پیدا ہو جسے وہ خود سُن سکے یا اس کے علاوہ کوئی شخص اپنا کان اس کے مونہہ کے قریب کرے تو سُن لے[1]۔	قاضی خان
۵	(أ) اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی مگر اُس کا آخری حرف[*] نہ پڑھا تو سجدہ (واجب) نہ ہوگا۔ اور اگر صرف وہی حرف پڑھا جس میں سجدہ ہوتا ہے تو بھی سجدہ (واجب) نہ ہوگا۔ لیکن اگر سجدہ والی آیت آدھے سے زیادہ مع حروفِ سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔	
	(ب) اور مختصر البحر میں ہے کہ اگر کسی نے (سورۃ اقرأ والی آیت میں) وَاسْجُدْ پڑھا اور خاموش ہوگیا، اور وَاقْتَرِبْ نہ پڑھا تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔	تبیین
۶	اگر کسی نے آیتِ سجدہ ایک جماعت سے اس طرح سُنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سُنا تو (اس صورت میں) اس پر سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے کسی تلاوت کرنے والے سے نہیں سُنا۔	قاضی خان
۷	سجدہ تلاوت واجب ہونے میں اصول یہ ہے کہ جو شخص خواہ بطور ادا یا بطور قضا نماز فرض ہونے کا اہل ہے، وہ سجدہ تلاوت واجب ہونے کا بھی اہل ہے ورنہ نہیں۔	خلاصہ
۸	حتیٰ کہ اگر (آیتِ سجدہ) تلاوت کرنے والا کافر ہو یا پاگل ہو یا بچہ[1] ہو یا ایسی عورت[2] ہو جو حالتِ حیض میں ہے یا ایسی عورت[3] ہو جو حالتِ نفاس میں ہے یا اُس (عورت نے) دس دن سے کم حیض سے پاک ہونے پر یا چالیس دن سے کم نفاس سے پاک ہونے پر تلاوت کی تو اِن سب پر سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ اور یہی حکم سننے والے کے لیے ہے[4]	زاہدی

ـ متفرق احکام میں تطبیق واضح ہے۔ (مترجم) [2] جیسا کہ حکم نمبر ۱ میں ہے۔ (مترجم) [3] اس لیے کہ اس صورت میں وہ نماز کی اہل تب ہوگی کہ طہر کے بعد بقدر غسل و تحریمہ وقت گزرے جیسا کہ حکم نمبر ۱۲ میں ہے۔ (مترجم) [4] یعنی ان مذکورہ نے سجدے کی آیت خود تلاوت نہ کی بلکہ کسی سے سنی تو ان پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (مترجم)

* آخری حرف یعنی وہ کلمہ جس میں سجدہ کا مادہ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار، ج ۱ ص ۷۱۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲ ۹	ولو سمع منهم مسلم عاقل بالغ تجب عليه لسماعه۔	كذا في الخلاصة
۱۰	ولو قرأ المحدث او الجنب او سمعا تجب عليهما۔	كذا في الخلاصة
۱۱	وكذا المريض۔	كذا في الخلاصة
۱۲	ولا تجب اذا سمعها من طير هو المختار۔	كذا في الخلاصة
۱۳	ومن النائم الصحيح انها تجب۔	كذا في الخلاصة
۱۴	وان سمعها من الصدى[1] لا تجب عليه۔	كذا في الخلاصة
۱۵	النائم اذا اخبر انه قرأ اية السجدة في حال النوم تجب عليه۔ وفي النصاب هو الاصح۔	كذا في التتارخانية
۱۶	ولو قرأها سكران تجب عليه وعلى من سمعها۔	كذا في محيط السرخسي
۱۷	المرأة اذا قرأت اية السجدة في صلوتها ولم تسجد لها حتى حاضت سقطت عنها السجدة۔	كذا في المحيط
۱۸	مصلى التطوع اذا قرأ اية السجدة وسجد لها ثم فسدت صلوته ووجب عليه قضاءها لا تلزمه اعادة تلك السجدة۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۱۹	وكذا المسلم اذا قرأ اية السجدة ثم ارتد العياذ بالله ثم اسلم لم تجب عليه تلك السجدة۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۰	ولا تجب السجدة بكتابة القرآن۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۱	اذا قرأ اية السجدة بالفارسية فعليه وعلى من سمعها السجدة فهم السامع اولا اذا اخبر السامع انه قرأ اية السجدة۔ وعندهما ان كان السامع يعلم انه يقرأ القرآن يلزمه والا فلا۔	كذا في الخلاصة
	وقيل تجب بالاجماع هو الصحيح۔	كذا في محيط السرخسي
	ولو قرأ بالعربية يلزمه مطلقا لكن يعذر بالتاخير ما لم يعلم۔	كذا في الخلاصة
۲۲	وان تلاها وهو اصم فلم يسمع وجب عليه السجدة۔	كذا في الخلاصة

[1] یعنی کسی نے چلا کر سجدے کی آیت پڑھی تو وہ آواز پہاڑ وغیرہ سے بطور بازگشت لوٹی اور وہ گونج کسی نے سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (مترجم)

دفعات	وشق نمبر	تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	۹	اور اگر (مذکورہ لوگوں میں سے کسی سے) کسی عاقل بالغ مسلمان نے آیتِ سجدہ سنی تو اس کے سننے کی وجہ سے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
	۱۰	اور اگر کسی بے وضو شخص نے یا جنبی شخص نے سجدے کی آیت پڑھی یا بے وضو اور جنبی نے سجدے کی آیت سنی تو ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
	۱۱	اور مذکورہ (حکم) کی طرح مریض کا حکم بھی ہے۔	خلاصہ
	۱۲	اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت کسی پرندے سے سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
	۱۳	اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت سوتے ہوئے شخص سے سنی تو صحیح حکم یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	خلاصہ
	۱۴	اور اگر کسی شخص نے گونج سے سجدے کی آیت سنی[1] تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	خلاصہ
	۱۵	سوتے ہوئے آدمی کو بتایا گیا کہ اس نے سوتے میں سجدے کی آیت پڑھی ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ اور نصاب میں ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	تتارخانیہ
	۱۶	اگر کسی نے نشہ کی حالت میں سجدے کی آیت پڑھی تو اس پر اور سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
	۱۷	کسی عورت نے اپنی نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور ابھی اس نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا تھا کہ اسے حیض آگیا تو اس عورت سے وہ سجدۂ تلاوت ساقط ہوگیا۔[2]	محیط
	۱۸	نفل نماز میں کسی نے سجدے کی آیت پڑھی اور اس کا سجدۂ تلاوت کرلیا۔ پھر (وہ) نماز فاسد ہوگئی اور اس پر اس نماز کی قضا واجب ہوئی تو اس پر اس سجدۂ تلاوت کا لوٹانا لازم نہ ہوگا۔	قاضی خان
	۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی مسلمان نے سجدے کی آیت پڑھی پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہوگیا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اس پر وہ سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	قاضی خان
	۲۰	قرآن مجید کے لکھنے (میں آیتِ سجدہ لکھنے) سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔	قاضی خان
	۲۱	(ا) اگر کسی شخص نے سجدے کی آیت فارسی میں پڑھی تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، خواہ سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے، بشرطیکہ سننے والے کو بتایا جائے کہ سجدے کی آیت پڑھی گئی ہے۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اگر سننے والا جانتا ہے کہ وہ قرآن پڑھ رہا ہے تو اس پر (فارسی میں سجدے کی آیت سننے سے) سجدۂ تلاوت لازم ہوگا ورنہ نہیں۔	خلاصہ
		(ج) اور بعض کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) بالاجماع سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔	محیط سرخسی
		(د) اور اگر قرآن مجید عربی میں پڑھا گیا تو اس پر ہر صورت میں سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔ لیکن جب تک اسے معلوم نہیں ہوا وہ تاخیر کرنے پر معذور ہوگا۔	خلاصہ
	۲۲	اگر کسی بہرے نے سجدے کی آیت پڑھی اور خود اسے نہ سنا تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔	خلاصہ

[1] اور اس نماز کے متعلق حکم نمبر ۲۰۱/۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الثالث عشر في سجود التلاوة — سجود التلاوة	حوالہ
۲۰۲	۲۳	اذا قرأ آية السجدة بالهجاء لم تجب السجدة۔	كذا في السراجية
	۲۴	واذا تلا الامام آية السجدة سجدها وسجد المأموم معه سواء سمعها منه ام لا وسواء كان في صلوة الجهر او المخافتة۔ الا انه يستحب ان لا يقرأ في صلوة المخافتة۔	كذا في الجوهرة النيرة
	۲۵	ولو سمعها من الامام اجنبي ليس معهم في الصلوة ولم يدخل معهم في الصلوة لزمه السجود۔	كذا في الجوهرة النيرة
	۲۶	وهو الصحيح	كذا في الهداية
	۲۷	سمع من امام فدخل معه قبل ان يسجد سجد معه۔ وان دخل في صلوة الامام بعد ما سجدها الامام لا يسجدها۔ وهذا اذا ادركه في آخر تلك الركعة اما لو ادركه في الركعة الاخرى يسجدها بعد الفراغ۔	كذا في الكافي وهكذا في النهاية
	۲۸	وان تلا المأموم لم يلزم الامام ولا المؤتم السجود لا في الصلوة ولا بعد الفراغ منها۔	كذا في السراج الوهاج
	۲۹	ولو سمع المصلي من اجنبي يسجد بعد الفراغ۔ ولو سجد في الصلوة لا يجزيه ولا تفسد صلوته۔ هو الصحيح۔ هذا اذا لم يقرأها المصلي السامع غير المؤتم فان قرأها اولا ثم سمعها فسجد لها لم يعدها في ظاهر الرواية۔ وان سمعها اولا ثم تلاها ففيه روايتان وجزم في السراج بانه لا يعيدها۔	كذا في التهذيب كذا في الخلاصة كذا في النهر الفائق

۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۷۵/۱۸۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ یعنی اس صورت میں تلاوت کرنے والے مقتدی پر اور اس کے ساتھی دوسرے مقتدیوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ البتہ اگر مقتدی سے اس مقتدی کے امام کے علاوہ کسی امام نے آیت سجدہ سنی یا اس مقتدی سے اس مقتدی کے امام کے علاوہ امام کے مقتدی نے آیت سجدہ سنی یا اس مقتدی سے اکیلے نماز پڑھنے والے نے آیت سجدہ سنی تو وہ اپنی نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ تلاوت کریں گے نیز اگر اس مقتدی سے

دفعات	وشق نمبر	پترھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۷	۲۳	اگر کسی نے سجدے کی آیت ہجے کر کے پڑھی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	سراجیہ
	۲۴	(ا) اگر امام نے سجدے کی آیت پڑھی تو وہ سجدۂ تلاوت کرے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے گا خواہ مقتدی نے امام سے سجدے کی آیت سنی یا نہ سنی اور خواہ اونچی قرأت والی نماز تھی یا آہستہ قرأت والی نماز تھی۔ (ب) مگر مستحب یہ ہے کہ آہستہ قرأت والی نماز میں سجدے کی آیت نہ پڑھے[۱]۔	جوہرہ نیرہ
	۲۵	اگر امام سے کسی اجنبی شخص نے سجدے کی آیت سنی جو جماعت والوں کے ساتھ نماز میں شامل نہیں اور (بعد میں بھی) ان کے ساتھ اس نماز میں شامل نہیں ہوا تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہے۔	جوہرہ نیرہ
	۲۶	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
	۲۷	(ا) کسی شخص نے کسی امام سے سجدے کی آیت سنی اور امام کے سجدۂ تلاوت کرنے سے پہلے اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا تو وہ شخص امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کرے۔ (ب) اور[۱] اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص امام کے سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا تو وہ شخص سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ [۲] یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ شخص اسی رکعت (جس میں امام نے سجدۂ تلاوت کیا ہے) کے آخر میں امام کی نماز میں شامل ہو جائے۔ اور اگر وہ شخص بعد کی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ شخص نماز سے فارغ ہو کر سجدۂ تلاوت کرے۔	کافی نہایہ
	۲۸	اگر کسی مقتدی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو (اس سے) نہ امام پر اور نہ مقتدی پر[۲]۔ نہ نماز کے اندر اور نہ اس نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔	سراج وہاج
	۲۹	(ا) اگر نماز پڑھنے والے[۳] نے کسی غیر شخص سے سجدے کی آیت سنی۔ تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے گا۔ [۱] اور اگر اس نمازی نے وہ سجدۂ تلاوت نماز کے اندر کر لیا تو اسے کفایت نہ کرے گا اور اس کی نماز فاسد بھی نہ ہوگی	تہذیب
		[۲] یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	خلاصہ
		(ب) یہ[۱] مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس نمازی نے سجدہ کی آیت غیر شخص سے سنی۔ وہ مقتدی نہیں ہے، اور اس نے خود اس آیت کو نہیں پڑھا ہے۔ اور اگر پہلے[۲] خود اس نے وہ آیت پڑھی، پھر غیر شخص سے سنی، پھر سجدۂ تلاوت کیا تو ظاہر روایت کے مطابق دوبارہ سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ اور[۳] اگر پہلے اس نے غیر شخص سے سجدے کی آیت سنی پھر اس نے خود اسے پڑھا تو اس کے حکم کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ اور سراج الوہاج میں اس پر یقین کیا گیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) سجدۂ تلاوت دوبارہ نہ کرے۔	نہر فائق

کسی غیر نمازی نے آیتِ سجدہ سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱۔ ص۷۱۱، ص۷۲۱ (مترجم)

[۳] نمازی سے مراد عام ہے خواہ وہ امام تھا یا مقتدی تھا یا اکیلے نماز پڑھ رہا تھا۔ اور غیر شخص سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا خواہ وہ اس نمازی کے علاوہ کسی کا امام تھا یا اس نمازی کے امام کا مقتدی تھا یا وہ اکیلے نماز پڑھ رہا تھا یا وہ نماز پڑھ ہی نہیں رہا تھا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص۷۲۴۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة — سجود التلاوة	حوالہ
۲۰۲	۳۰	وان قرأ اٰیة السجدة فی الصلوٰة فان كانت فی وسط السورة فالافضل ان یسجد ثم یقوم ویختم السورة ویركع۔ ولو لم یسجد وركع ونوى السجدة یجزیه قیاسا وبه ناخذ۔ ولو لم یركع ولم یسجد واتم السورة ثم ركع ونوى السجدة لا یجزیه ولا یسقط عنه بالركوع وعلیه قضاؤها بالسجود مادام فی الصلوٰة۔ وذكر الشیخ الامام المعروف بخواهر زادة انه اذا قرأ بعد اٰیة السجدة ثلاث اٰیات ینقطع الفور ولا ینوب الركوع عن السجدة وقال شمس الائمة الحلوانی لا ینقطع مالم یقرأ اكثر من ثلاث اٰیات۔	كذا فی فتاوىٰ قاضیخان
	۳۱	ولو كانت بختم السورة فالافضل ان یركع بها ولو سجد ولم یركع فلابد من ان یقرأ شیئاً من السورة الاخرىٰ بعد ما رفع راسه من السجود۔ ولو رفع ولم یقرأ شیئاً وركع جاز۔ وان لم یركع ولم یسجد وتجاوز الى موضع اٰخر فلیس له ان یركع بها وعلیه ان یسجد مادام فی الصلوٰة۔	هٰكذا فی المضمرات
	۳۲	ولو كانت السجدة فی اٰخر السورة وبعدها اٰیتان او ثلاث فهو بالخیار ان شاء ركع بها وان شاء سجد فاذا اراد ان یركع بها جاز له ان یختم السورة ویركع۔ ولو سجد بها ثم قام یختم السورة ویركع۔ فان وصل شیئا اٰخر من سورة اخرىٰ فهو افضل۔	هٰكذا فی المضمرات
	۳۳	واذا سجد وركع لها على حدة على الفور یعود الى القیام	

۵۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۲ سجدۂ تلاوت کے لیے رکوع کرنے کی صورت میں نیت ضروری ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ ۵۴ سجدۂ تلاوت کے لیے رکوع کرنے کی صورت میں نیت ضروری ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	ذیلی نمبر	تیرھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	۳۰	اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز کے اندر پڑھی تو اگر وہ آیت سورۃ کے درمیانی حصہ میں ہے تو (ا) افضل یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کرے پھر کھڑا ہو کر سورۃ ختم کرلے اور رکوع کرے۔ (ب) اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت نہ کیا اور رکوع کر دیا اور سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو از روئے قیاس کفایت کر جائیگا اور ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں۔ (ج) اور اگر اس نے (سورۃ کے درمیانی حصہ میں سجدے کی آیت پڑھنے کے بعد) نہ رکوع کیا اور نہ سجدہ تلاوت کیا اور سورۃ تمام کی پھر رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کی نیت کی تو اسے کفایت نہ کرے گا اور اس طرح کے رکوع سے اس سے سجدۂ تلاوت ساقط نہ ہوگا۔ اور جب تک وہ اس نماز میں ہے اس پر اس سجدۂ تلاوت کی قضا کرنا واجب ہے۔ (د) امام خواہر زادہؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب اس نے سجدہ کی آیت کے بعد تین آیتیں پڑھ لیں تو فوراً سجدۂ تلاوت قرار پانا ختم ہوگیا، اور پھر رکوع سجدۂ تلاوت کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔[۵۱] اور شمس الائمہ حلوائیؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب تک وہ تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھے فوراً سجدۂ تلاوت قرار پانا ختم نہیں ہوتا۔	قاضی خان
	۳۱	اور اگر (نماز کے اندر سجدہ کی آیت پڑھنے کی صورت میں) وہ آیت سجدہ سورۃ کے خاتمہ میں تھی تو (ا) افضل یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کے عوض رکوع کر دے۔[۵۲] (ب) اور اگر اس نے سجدہ تلاوت کرلیا اور رکوع نہ کیا تو جب سجدہ تلاوت سے سر اٹھائے تو دوسری سورت سے کچھ پڑھ لے۔ اور اگر سجدہ تلاوت سے سر اٹھانے کے بعد کچھ نہ پڑھا اور رکوع کر دیا تو جائز ہو جائے گا۔ (ج) اور اگر اس نے (سورت کے آخری حصہ میں سجدے کی آیت پڑھنے کے بعد) نہ رکوع کیا اور نہ سجدۂ تلاوت کیا اور پڑھتے ہوئے آگے نکل گیا تو پھر اس کا رکوع کرنا سجدۂ تلاوت کے عوض نہ ہوسکے گا اور جب تک وہ اس نماز میں ہے اس پر وہ سجدۂ تلاوت لازم ہے۔[۵۳]	مضمرات
	۳۲	اور اگر (نماز کے اندر سجدے کی آیت پڑھنے کی صورت میں) وہ آیت سجدہ سورت کے آخری حصہ میں تھی اور اس کے بعد دو یا تین آیتیں تھیں تو (ا) اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اس کے لیے رکوع کر دے اور چاہے تو سجدہ تلاوت کرے۔ (ب) اور اگر سجدہ تلاوت کے عوض رکوع کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ سورت ختم کرکے رکوع کرے۔[۵۴] (ج) اور اگر اس نے آیت سجدہ کے لیے سجدۂ تلاوت کیا پھر کھڑا ہوا تو سورت ختم کرے اور رکوع کر دے۔ اور اگر اس نے اس کے ساتھ دوسری سورت سے کچھ حصہ ملا دیا تو افضل ہے۔	مضمرات
	۳۳	اور اگر اس نے (نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کے لیے) سجدہ[۵۵] یا الگ رکوع فوراً کیا تو	

[۵۵] رد المحتار میں ہے کہ یہاں واؤ بمعنی اور نہیں، بلکہ بمعنی یا ہے۔ جیسا کہ صاحبِ حلیہ نے کہا ہے۔ چنانچہ رد المحتار میں یہ عبارت بحوالہ حلیہ یوں ہے ثم اذا سجد او رکع لہا علی حدۃ فورا یعود الی القیام ویستحب ان لا یعقبہ بالرکوع بل یقرأ آیتین او ثلاثا فصاعدا ثم یرکع الخ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۳ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	ویستحب ان لا یعقبہ بالرکوع بل یقرأ آیتین او ثلاث آیات ثم یرکع۔	کذا فی شرح المنیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۳۴	ولو قرأ آیۃ السجدۃ فی الصلوۃ فاراد ان یرکع بھا یحتاج الی النیۃ عند الرکوع فان لم یوجد منہ النیۃ عند الرکوع لا یجزیہ عن السجدۃ۔	
	ولو نوی فی رکوعہ اختلف المشائخ رحمہم اللہ فیہ قال بعضہم یجزیہ وقال بعضہم لا یجزیہ۔	ھکذا فی المضمرات
	والاظہر انہ لا یجوز۔	کذا فی شرح ابی المکارم
	وفی البدائع ولو نوی بعد رفع الرأس من الرکوع لا یجزیہ بالاجماع۔	کذا فی البحر الرائق
۳۵	ولو نواھا فی الرکوع عقیب التلاوۃ ولم ینوھا المقتدی لا ینوب عنہ ویسجد اذا سلم امامہ ویعید القعدۃ ولو ترکھا تفسد صلوتہ۔	کذا فی القنیۃ
۳۶	اجمعوا علی ان سجدۃ التلاوۃ تتادی بسجدۃ الصلوۃ وان لم ینو للتلاوۃ۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۷	المصلی اذا نسی سجدۃ التلاوۃ فی موضعھا ثم ذکرھا فی الرکوع او السجود او فی القعود فانہ یخر لھا ساجدا ثم یعود الی ما کان فیہ ویعیدہ استحسانا وان لم یعد جازت صلوتہ۔	کذا فی الظہیریۃ فی فصل السہو

۵۱ اور اگر سجدے میں چلا جائے تو حکم نمبر ۳۶/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز نماز سے باہر سجدہ والی آیت پڑھے اور اس کے عوض سجدے کی بجائے رکوع کرنا چاہے تو اس کے جواز کا حکم غیر ظاہر روایت کا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۳ و فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۴ ص ۶۹۔ (مترجم) ۵۲ یعنی آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد کسی تاخیر کے بغیر رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی۔ اور اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد تاخیر ہو جائے تو پھر رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق اور تاخیر کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ لم تجز نیۃ الامام المؤتم (یعنی اس صورت میں امام کی نیت مقتدی کے لیے جواز نہ بنے گی) نیز لکھا ہے یہ حکم جہری نمازوں میں ہونا چاہیے تاکہ مقتدی کو معلوم ہو سکے۔ اور آہستہ قرأت والی نمازوں میں امام کی نیت کافی ہونی چاہیے۔ لیکن اگر امام نے فوراً رکوع کر دیا اور پھر سجدہ کیا تو اس صورت میں بغیر نیت کیے امام اور مقتدی کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ نیز امام کو چاہیے کہ وہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں مقتدی پر نیت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۴۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۴ اس لیے کہ آخری قعدہ کے بعد سجدہ تلاوت کرنے کی صورت میں

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	وہ (اس صورت میں) پھر قیام کرے گا۔ اور مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہونے کے بعد (بھی فوراً) رکوع نہ کرے بلکہ دو یا تین آیتیں پڑھے پھر رکوع کرے۔	شرح منیہ
۳۴	(ا) اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز میں پڑھی۔ پھر ارادہ کیا کہ سجدہ تلاوت کے عوض رکوع میں چلا جائے تو رکوع کرتے وقت (سجدہ تلاوت کی) نیت ضروری ہے[ھ۱]۔ اور اگر رکوع کرتے وقت اس کی نیت نہ پائی گئی تو (وہ رکوع) سجدہ تلاوت کے عوض کفایت نہ کرے گا۔	
	(ب) اور[۱] اگر اس نے (مذکورہ صورت میں سجدہ تلاوت کے لیے) رکوع کے اندر (پہنچ کر) نیت کی تو اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اسے کفایت کر جائے گا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اسے کفایت نہیں کرے گا۔	مضمرات
	اور[۲] زیادہ ظاہر حکم یہ ہے کہ (رکوع کے اندر جا کر سجدۂ تلاوت کے لیے نیت کرنا) جائز نہ ہوگا۔	شرح ابی المکارم
	(ج) اور بدائع میں ہے کہ اگر اس نے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (سجدہ تلاوت کے لیے) نیت کی تو اسے کفایت نہ کرے گا، اس پر اجماع ہے۔	بحر رائق
۳۵	اگر امام نے تلاوت کے بعد[ھ۲] رکوع کے اندر سجدہ تلاوت کی نیت کی اور مقتدی نے سجدہ تلاوت کی نیت نہ کی تو وہ کوئی مقتدی کے سجدہ تلاوت کے قائم مقام نہ ہو سکے گا[ھ۳]۔	
	اور اس صورت میں مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ تلاوت کرے گا اور قعدہ لوٹائے گا۔ اور اگر اس نے قعدہ چھوڑ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[ھ۴]۔	قنیہ
۳۶	اس پر اجماع ہے کہ تلاوت کا سجدہ نماز کے سجدے سے ادا ہو جاتا ہے خواہ تلاوت کے سجدے کی نیت سے نہ کرے۔	خلاصہ
۳۷	نماز پڑھنے والا اگر تلاوت کا سجدہ اس کے موقع پر بھول گیا پھر اسے رکوع میں یا سجود میں یا قعدے میں یاد آیا تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ (اسی وقت) سجدے میں چلا جائے۔ پھر اس رکن کے ادا کرنے کے لیے لوٹ آئے جس میں کہ وہ تھا اور از روئے استحسان اس رکن کو لوٹائے۔ اور اگر اس نے وہ رکن نہ لوٹایا تو اس کی نماز جائز ہو گی[ھ۵]۔	ظہیریہ

سجدہ تلاوت اس قعدہ کو کالعدم کر دیتا ہے، جیسا کہ نماز کے سجدے کی صورت میں یہی حکم ہے۔ البتہ سجود سہو قعدہ کو کالعدم نہیں کرتا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱۔ صـ۷۲۲، اور درمختار ج ۱۔ صـ۴۳۲ میں ہے کہ سجدہ سہو تشہد کو کالعدم کرتا ہے قعدہ کو کالعدم نہیں کرتا۔ ماخوذ از درمختار ج ۱۔ صـ۴۳۲ اور سجدہ سہو کے بعد قعدہ کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ھ۵ اور سجدہ سہو ہوگا۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۹۱ ملاحظہ ہو۔ نیز جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اذا اخر سجدۃ التلاوۃ عن موضعہا او السجدۃ الصلوتیۃ کان علیہ السہو الخ۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاویٰ۔ ج ۱۔ صـ۱۷۹ (نوٹ) حکم نمبر ۳۷/۲۰۲ میں اس صورت کا ذکر ہے کہ جب اسے رکوع، سجود یا قعدہ کے دوران سجدہ تلاوت کرنا یاد آیا اور کر لیا۔ اس میں وہ رکن استحساناً لوٹانے کا حکم ہے، کیونکہ وہ ابھی اسی نماز میں ہے جیسا کہ قاضی خان میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ لان الصلوٰۃ واحدۃ۔ قاضی خان علی ہامش عالمگیریہ۔ ج ۱ صـ۱۲۷ اور اگر قعدہ کے بعد نماز سے فارغ ہونے پر اسے سجدہ تلاوت کرنا یاد آیا اور سجدہ تلاوت کر لیا تو وہ قعدہ کالعدم ہو جائے گا۔ اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۳۵/۲۰۲ مع حاشیہ میں اور جیسا کہ قاضی خان میں ہے المصلی اذا سلم ناسیا وعلیہ سجدۃ التلاوۃ فسجدہا ثم خرج عن الصلوٰۃ قبل ان یقعد قدر التشہد فسدت صلوتہ الخ فتاویٰ قاضی خاں علیٰ ہامش عالمگیریہ ج ۱۔ صـ۱۲۶۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
٢٠٢	٣٨	اذا قرأ الامام اٰیة السجدة وبعض القوم فی الرحبة فکبر الامام للسجدة وحسب من کان فی الرحبة انه کبر للرکوع فرکعوا ثم قام الامام من السجدة فکبر فظن القوم انه رفع رأسه من الرکوع فکبروا ورفعوا رؤسهم ان لم یزیدوا علی ذلک لم تفسد صلوٰتهم۔	کذا فی الخلاصة
	٣٩	المصلی اذا سمع اٰیة السجدة من غیره وسجد مع التالی ان قصد به اتباع التالی تفسد صلوٰته۔	
		والمستحب فی غیر الصلوٰة ان یسجد السامع مع التالی ولا یرفع راسه قبله۔	کذا فی الخلاصة
	٤٠	ومن المستحب ان یقدم التالی ویصف القوم خلفه فیسجدون۔	کذا فی البحر الرائق
	٤١	وذکر ابو بکرؒ ان المرأة تصلح اماما للرجل فیها۔	کذا فی البحر الرائق
	٤٢	ومن حکم هذه السجدة التداخل حتی یکتفی فی حق التالی بسجدة واحدة وان اجتمعت فی حقه التلاوة والسماع۔ وشرط التداخل اتحاد الاٰیة واتحاد المجلس حتی لو اختلفت المجلس واتحدت الاٰیة او اتحد المجلس واختلفت الاٰیة لا تتداخل۔	کذا فی المحیط
	٤٣	ولو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیه ولو تبدل مجلس التالی دون السامع یتکرر الوجوب علیه لا علی السامع علی قول اکثر المشائخؒ وبه ناخذ۔	کذا فی العتابیة
	٤٤	والمجلس واحد وان طال او اکل لقمة او شرب شربة او قام او مشی خطوة او خطوتین او انتقل من زاویة البیت او المسجد الی زاویة الا اذا کانت الدار کبیرة کدار السلطان۔ وان انتقل فی المسجد الجامع من زاویة الی زاویة لا یتکرر الوجوب۔ وان انتقل فیه من دار الی دار ففی کل موضع یصح الاقتداء یجعل کمکان واحد۔	کذا فی فتاوی قاضیخان

لہ البحر الرائق میں ہے کہ یہ حقیقت میں اقتدا نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی وجہ سے اس امام کا سجدہ فاسد ہو جائے تو پیچھے صف والوں کا سجدۂ تلاوت فاسد نہ ہوگا۔ ماخوذ از بحر الرائق

دفعات ومتن نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲ ۳۸	امام نے سجدے کی آیت پڑھی اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد کے صحن میں تھے۔ پس امام نے سجدہ تلاوت میں جانے کے لیے تکبیر کہی اور صحن والوں نے گمان کیا کہ اس نے رکوع کے لیے تکبیر کہی ہے۔ پس وہ رکوع میں چلے گئے۔ پھر جب امام سجدے سے اٹھا اور اس نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے سمجھا کہ امام نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا ہے۔ پس انہوں نے تکبیر کہی اور اپنے سر اٹھائے، اگر انہوں نے اس پر اور کچھ زیادہ نہیں کیا تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔	خلاصہ
۳۹	(ا) نماز پڑھنے والے نے اگر کسی غیر شخص سے (جس کے ساتھ نماز میں نہ تھا) سجدے کی آیت سنی اور اس تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ تلاوت کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر نمازی نے اس غیر شخص کی اتباع کے ارادے سے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	
	(ب) اور نماز سے باہر مستحب یہ ہے کہ (سجدے کی آیت) سننے والا تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کرے اور اس سے پہلے (سجدے سے) سر نہ اٹھائے۔	خلاصہ
۴۰	اور (نماز سے باہر کی صورت میں) مستحب ہے کہ (سجدے کی آیت) تلاوت کرنے والا آگے ہو جائے (اور سننے والے لوگ اس کے پیچھے صف بنالیں اور سب مل کر سجدہ تلاوت کریں[۵]۔	بحر رائق
۴۱	اور ابوبکرؒ نے ذکر کیا ہے کہ سجدہ تلاوت میں عورت مرد کی امام بن سکتی ہے۔	بحر رائق
۴۲	(ا) اس سجدہ (یعنی سجدہ تلاوت) کے حکم میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس میں تداخل (یعنی کئی سجدوں کے بدلے ایک ہی سجدہ جائز ہوتا) ہے یہاں تک کہ اگر (سجدے کی آیت) تلاوت کرنے والا پڑھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے تو اس کے لیے دونوں سجدوں کے لیے ایک سجدہ کرنا ہی کافی ہے۔	
	(ب) اور (اس مذکورہ) تداخل کی شرط یہ ہے کہ آیت ایک ہو اور مجلس بھی ایک ہی ہو۔ پس اگر مجلس مختلف اور آیت ایک ہی ہو یا مجلس ایک ہی اور آیتیں مختلف ہوں تو تداخل (کئی سجدوں کے بدلے ایک سجدہ کرنا) کافی نہ ہوگا۔	محیط
۴۳	اگر سننے والے کی مجلس بدلی، پڑھنے والے کی مجلس نہ بدلی تو اس (سننے والے) پر پھر سجدہ واجب ہوگا۔ اور اگر پڑھنے والے کی مجلس بدلی سننے والے کی نہ بدلی تو پڑھنے والے پر پھر سجدہ واجب ہوگا۔ سننے والے پر اکثر مشائخؒ کے قول کے بموجب مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔	عتابیہ
۴۴	اور (ایک مجلس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر بہت دیر تک ایک مجلس میں رہے یا ایک لقمہ کھالے۔ ایک بار پانی پی لے۔ یا کھڑا ہو جائے۔ یا ایک دو قدم چلے۔ یا گھر یا مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا جائے تو ان صورتوں میں) مجلس ایک ہی رہتی ہے۔	
	(ب) لیکن اگر گھر بڑا ہے جیسے بادشاہ کا گھر تو (اس میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے) مجلس بدل جائیگی۔ (ج) اور اگر جامع مسجد میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا گیا تو مکرر سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ اور اگر جامع مسجد میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلا گیا تو جہاں تک (مسجد کے امام کے ساتھ) اقتدا صحیح ہو سکتی ہے وہاں تک ایک ہی مکان سمجھا جائے گا۔	قاضی خان

ج ۲ ص ۱۲۷

(مترجم) ۵ے اقتدا صحیح ہونے اور صحیح نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة — سجود التلاوة	حواله
۲۰۲	۴۵	وسير السفينة لا يقطع المجلس بخلاف سير الدابة اذا لم يكن راكبها فى الصلوٰة۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
	۴۶	وان اشتغل بالتسبيح او التهليل او القراءة لا ينقطع حكم المجلس۔	كذا فى الجوهرة النيرة
	۴۷	ولو قرأها ثم ركب على الدابة ثم نزل قبل السير لم ينقطع ايضا۔	كذا فى الجوهرة النيرة
	۴۸	ولو قرأها فسجد ثم قرأ القرآن بعد ذلك طويلا ثم اعاد تلك السجدة لا تجب عليه اخرىٰ۔	كذا فى الجوهرة النيرة
	۴۹	ولو قرأها فى مكان ثم قام فركب الدابة ثم قرأها مرة اخرىٰ قبل ان تسير فعليه سجدة واحدة يسجدها على الارض۔ ولو سارت ثم تلاها يلزمه سجدتان۔	كذا فى الجوهرة النيرة
	۵۰	وكذا اذا قرأها راكبا ثم نزل قبل ان تسير فقرأها فعليه سجدة واحدة يسجدها على الارض۔	كذا فى الجوهرة النيرة
	۵۱	واعتبر تبدل المجلس دون الاعراض حتى لو قال لا اقرأ ثانيا ثم قرأها فى مجلسه كفته سجدة۔	هكذا فى الكافى
	۵۲	ويتكرر فى تسدية الثوب والدياسة وكرب الارض۔	هكذا فى الكافى
	۵۳	وفى الانتقال من غصن الى غصن فى اصح الاقوال۔	هكذا فى المضمرات
	۵۴	ولو قرأها وهو ماش يلزمه بكل قراءة سجدة۔	هكذا فى الخلاصة
	۵۵	وكذا ان كان يسبح فى الماء فى بحر او نهر عظيم۔ اما اذا كان يسبح فى حوض او غدير له حد معلوم فالصحيح انه يتكرر۔	هكذا فى الخلاصة
	۵۶	وكذا لو قرأها حول الرحى فى الطاحونة الصحيح انه يتكرر۔	هكذا فى الخلاصة
	۵۷	وان عمل عملا كثيرا بان اكل كثيرا او نام مضطجعا او باع او نحوه تجب استحسانا لان المجلس تبدل بهذه الاعمال اسما فصار مضافا اليها عرفا۔	كذا فى محيط السرخسى
	۵۸	والسجدة التى وجبت فى الصلوٰة لا تؤدى خارج الصلوٰة ويكون اثما بتركها۔	كذا فى السراجية وهكذا فى الكافى هكذا فى البحر الرائق

دفعات	دفعات دفتی نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	۴۵	کشتی کے چلنے سے مجلس ختم نہیں ہوتی۔ اور سواری کے جانور کے چلنے سے اگر اس کا سوار نماز میں نہ ہو تو (پہلی) مجلس ختم ہو جاتی ہے۔	قاضی خان
	۴۶	اگر تسبیح (سبحان اللہ کہنے) تحلیل (لا الہ الا اللہ کہنے) یا قرأت میں مشغول ہوا تو اس سے مجلس ختم ہونے کا حکم نہیں ہوتا۔	جوہرہ نیرہ
	۴۷	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا۔ پھر جانور کے چلنے سے پہلے اتر پڑا تو اس سے مجلس ختم نہ ہوگی۔	جوہرہ نیرہ
	۴۸	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھی پھر سجدہ کیا۔ پھر اس کے بعد بہت سا قرآن پڑھا۔ پھر اس (آیت) سجدہ کا اعادہ کیا تو اس پر دوسرا سجدہ واجب نہ ہوگا۔	جوہرہ نیرہ
	۴۹	(ا) اگر کسی نے سجدے کی آیت ایک جگہ پڑھی، پھر کھڑا ہوا اور جانور پر سوار ہوا، پھر اس جانور کے چلنے سے پہلے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کرے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جانور چل پڑا، پھر سجدے کی آیت کی تلاوت کی تو اس پر تلاوت کے دو سجدے واجب ہوں گے۔	جوہرہ نیرہ
	۵۰	اسی طرح اگر کسی نے جانور پر سوار ہو کر سجدے کی آیت پڑھی، پھر اس جانور کے چلنے سے پہلے اتر پڑا پھر سجدے کی اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ زمین پر سجدہ کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
	۵۱	مجلس کے بدلنے کا اعتبار ہے۔ اعراض کے بدلنے کا اعتبار نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے کہا کہ دوبارہ (آیتِ سجدہ) نہ پڑھوں گا پھر اس نے اسی مجلس میں (آیتِ سجدہ) پڑھی تو اسے ایک سجدہ ہی کافی ہوگا۔	کافی
	۵۲	کپڑے کا تانا تننے میں اور گاہنے میں اور ہل چلانے میں (آیتِ سجدہ پڑھنے کی صورت میں) سجدہ تلاوت مکرر واجب ہوگا۔	کافی
	۵۳	ایک شاخ (پر سجدے کی آیت پڑھ کر پھر اس) سے دوسری شاخ پر چلے جانے (اور اس پر سجدے کی وہی آیت پڑھنے) کی صورت میں زیادہ صحیح قول کے بموجب سجدہ تلاوت مکرر واجب ہوگا۔	مضمرات
	۵۴	اگر کسی نے چلتے ہوئے سجدے کی آیت پڑھی تو ہر مرتبہ کے پڑھنے سے اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوگا۔	خلاصہ
	۵۵	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ دریا یا بڑی نہر میں تیرتے ہوئے سجدے کی آیت پڑھے (تو ہر مرتبہ پڑھنے سے اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوگا)۔ (ب) لیکن اگر وہ حوض میں یا ایسے جوہڑ میں جس کی حدیں معلوم ہیں تیر رہا ہو (اور سجدے کی آیت پڑھے) تو صحیح حکم کے بموجب (مکرر مرتبہ پڑھنے سے) اس پر سجدہ تلاوت مکرر واجب ہوگا۔	خلاصہ
	۵۶	اگر کسی نے (چکی گھر میں) چکی کے ارد گرد سجدے کی آیت پڑھی تو صحیح حکم یہ ہے کہ (ہر مرتبہ پڑھنے سے) سجدہ تلاوت مکرر واجب ہوگا۔	خلاصہ
	۵۷	اگر کسی نے کثیر عمل کیا مثلاً (ایک لقمہ سے) زیادہ کھانا کھایا یا پہلو کے بل لیٹا یا کچھ بیچا یا اسی طرح کا کوئی کام کیا۔ (اور سجدے کی آیت دوبارہ پڑھی) تو از روئے استحسان (تلاوت کا دوسرا سجدہ) واجب ہوگا۔ اس لیے کہ ان کاموں سے مجلس کا نام بدل جاتا ہے۔ پس سجدہ تلاوت کے لیے بھی عرف کے مطابق حکم متعلق ہوگا۔	محیط سرخسی
	۵۸	(۱) جو سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہوا ہو وہ نماز سے باہر ادا نہ ہوگا۔ (۲) اور اس سجدہ تلاوت کو چھوڑ دینے سے گنہگار ہوگا۔	سراجیہ، کافی، بحر الرائق

دفعات شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	هذا اذا لم یفسدها قبل السجود فان افسدها قضاها خارجها۔	
	ولو بعد ما سجدها لا یعیدها۔	کذا فی القنیۃ
۵۹	ولو قرأ القرآن فی الرکوع او السجود لا یلزمه سجود التلاوۃ۔ قال رضی الله تعالیٰ عنه وعندی انها تجب ولکن تتادّی فیه۔	کذا فی الظهیریۃ
۶۰	ولو قرأها فسجد ثم افتتح الصلوٰۃ مکانه ثم قرأها ثانیا فعلیه سجدۃ اخریٰ۔ وان کان لم یسجد للاولیٰ علیه سجدۃ واحدۃ۔ حتیٰ لو لم یؤدها تسقط۔	کذا فی محیط السرخسی
۶۱	ولو تلاها فی رکعۃ فسجدها ثم اعادها فی تلک الرکعۃ لا تجب ثانیا۔	کذا فی محیط السرخسی
۶۲	المصلی اذا قرأ آیۃ السجدۃ فی الاولیٰ ثم اعادها فی الرکعۃ الثانیۃ والثالثۃ وسجد للاولیٰ لیس علیه ان یسجدها وهو الاصح۔	کذا فی الخلاصۃ
۶۳	ولو قرأ آیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ وسجد ثم قرأها بعد السلام فی مکانه مرۃ اخریٰ یسجد سجدۃ اخریٰ فی ظاهر الروایۃ۔ قیل هذا اذا سلم وتکلم ثم قرأ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۶۴	ولو قرأ آیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ ولم یسجد حتیٰ سلم فقرأها مرۃ اخریٰ سجد سجدۃ واحدۃ وسقطت منه الاولیٰ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۶۵	قرأها آیۃ السجدۃ فی رکعۃ ثم احدث فانصرف فتوضأ ثم عاد وسمعها من غیره علیه سجدتان۔	کذا فی محیط السرخسی
۶۶	ولو تلا آیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ وسمعها من غیره فسجد لها ثم احدث فتوضأ وبنیٰ ثم سمعها منه وجبت علیه سجدۃ اخریٰ ویسجد اذا فرغ من الصلوٰۃ۔	

لہ کیونکہ نماز والا سجدہ تلاوت قوی ہے۔ اس لیے غیر نماز والا سجدہ تلاوت نماز والے سجدہ تلاوت کے ماتحت ہو جائے گا۔ نیز یہ حکم اس بنا پر ہے کہ اسی جگہ نماز شروع کرنے سے

دفعات دستی نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	(ب) یہ[1] (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے (نماز میں واجب شدہ) سجدہ تلاوت کو ادا کرنے سے پہلے نماز کو فاسد نہیں کیا۔ اور اگر اس[2] نے سجدۂ تلاوت کے ادا کرنے سے پہلے اس نماز کو فاسد کر دیا تو اس سجدہ تلاوت کو نماز سے باہر ادا کرے۔ (ج) اور اگر اس سجدہ تلاوت کے بعد اس نے نماز کو فاسد کیا تو اس سجدہ تلاوت کو نہ لوٹائے۔	قنیہ
۵۹	(ا) اگر کسی نے رکوع یا سجدے میں قرآن مجید پڑھا (اور سجدے کی آیت تلاوت کی) تو اس پر سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا۔ (ب) اور امام رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک (مذکورہ صورت میں) اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا لیکن اس رکوع یا سجدے میں ادا ہو جائے گا۔	ظہیریہ
۶۰	(ا) اگر کسی نے سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا، پھر اسی جگہ نماز شروع کر دی۔ اور اس میں اس آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھا تو اس پر دوسرا سجدہ واجب ہوگا۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) پہلا سجدہ تلاوت نہیں کیا تھا تو ایک سجدہ تلاوت ہی کافی ہے[5]۔ حتیٰ کہ اگر اس نے پہلا سجدہ تلاوت نہیں کیا تو وہ ساقط ہو جائے گا۔	محیط سرخسی
۶۱	اگر کسی نے ایک رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ تلاوت کر لیا پھر اس نے اسی رکعت میں سجدے کی اس آیت کو لوٹایا تو (اس پر وہ) سجدہ تلاوت دوبارہ واجب نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۶۲	اگر کسی نے نماز کی پہلی رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی۔ پھر اس نے دوسری رکعت اور تیسری رکعت میں سجدے کی اس آیت کو لوٹایا اور اس نے پہلی رکعت میں سجدے کی آیت کا سجدہ تلاوت کر لیا (تھا) تو اس پر (مزید) سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔	خلاصہ
۶۳	اگر کسی نے سجدے کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ تلاوت کر لیا پھر سلام پھیرنے کے بعد اسی جگہ وہی آیت دوبارہ پڑھی تو (ا) ظاہر روایت کے بموجب وہ دوسرا سجدہ تلاوت کرے گا۔ (ب) اور بعض کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ حکم) اس صورت میں ہے جب کہ اس نے سلام پھیرنے کے بعد بات کی ہو اور پھر سجدے کی وہ آیت پڑھی ہو۔	قاضی خان
۶۴	اگر کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور اس کا سجدہ تلاوت نہ کیا، حتیٰ کہ اس نے سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد اس نے سجدے کی وہی آیت دوبارہ پڑھی تو وہ ایک سجدہ کرے گا اور اس سے پہلا سجدہ تلاوت ساقط ہو گیا۔	قاضی خان
۶۵	کسی نے ایک رکعت میں سجدے کی آیت پڑھی، پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہو گیا۔ پس وہ واپس گیا اور وضو کیا، پھر وہ لوٹا اور کسی اور سے سجدے کی اس آیت کو سنا تو اس پر تلاوت کے دو سجدے لازم ہیں۔	محیط سرخسی
۶۶	(ا) کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی یا کسی اور سے سنی اور اس کے لیے سجدہ تلاوت کر لیا۔ پھر اسے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہوا۔ پس اس نے وضو کیا اور پھر سجدے کی اس آیت کو اس سے سنا تو اس پر دوسرا سجدہ تلاوت واجب ہوگا اور وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ سجدہ تلاوت کرے گا۔	

[1] مجلس نہیں بدلتی [2] ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱ ص ۷۲۵۔ (مترجم) [5] اس کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۰۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ	سجود التلاوۃ	حوالہ
۲۰۲	بخلاف ما اذا تلا آیۃ السجدۃ فی الصلوٰۃ ثم احدث فتوضا وبنی ثم تلا تلک الآیۃ لم تجب علیہ سجدۃ اخری۔		کذا فی الظہیریۃ
۶۷	ولو تلاها فی وقت مباح فسجد فی اوقات مکروهۃ لم تجز۔ ولو تلاها فی اوقات مکروهۃ فسجد فی هذه الاوقات جاز۔		کذا فی محیط السرخسی
۶۸	ولو قراها نازلا ثم اصابہ خوف فرکب فسجد اجزأه فی حالۃ الخوف ولا یجزیہ فی حالۃ الامن۔		کذا فی محیط السرخسی
۶۹	وشرائط هذه السجدۃ شرائط الصلوٰۃ الا التحریمۃ وركنها وضع الجبهۃ علی الارض او ما یقوم مقامه من الرکوع او الایماء للمریض او الرکوب علی الدابۃ فی السفر		کذا فی البحر الرائق
۷۰	وما وجب من السجدۃ علی الارض لا یجوز علی الدابۃ وما وجب علی الدابۃ یجوز علی الارض۔		کذا فی البحر الرائق
۷۱	ویفسدها ما یفسد الصلوٰۃ من الحدث العمد والکلام والقهقهۃ وعلیه اعادتها کما لو وجدت فی سجدۃ الصلوٰۃ۔		
	الا انه لا وضوء علیه فی القهقهۃ وکذا محاذات المرأۃ لا تفسدها۔		
	ولو نام فیها لا تنتقض طهارته علی الصحیح۔		کذا فی البحر الرائق
۷۲	وسنتها التکبیر ابتداء وانتهاء۔		کذا فی محیط السرخسی
۷۳	هو الظاهر۔		کذا فی التبیین
۷۴	فاذا اراد السجود کبر ولا یرفع یدیه وسجد ثم کبر ورفع راسه ولا تشهد علیه ولا سلام۔		کذا فی الهدایۃ
۷۵	ویقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلاثا ولا ینقص عن الثلاث کما فی المکتوبۃ۔		کذا فی الخلاصۃ
	وهو الصحیح۔		هکذا فی فتاوی قاضیخان
	ولو لم یذکر فیها شیئا یجزیه کما فی المکتوبۃ۔		کذا فی الخلاصۃ

ـلـه اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۰۱ ، ۲۰۳/۱۰۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ـلـه نماز کی شرطوں کے لیے حکم نمبر ۱۰۵ تا ۱۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

ـلـه نماز کو فاسد کرنے والے امور کے متعلق حکم نمبر ۱۷۸ - ۱۷۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و متن نمبر	ستر ھواں باب سجدۂ تلاوت کے احکام — سجدۂ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲	(ب) اس (مذکورہ حکم کے) خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی نے نماز میں سجدے کی آیت پڑھی پھر اسے حدث ہُوا، پس اس نے وضو کیا اور بنا کی۔ پھر اس نے وہی آیت پڑھی تو اس پر دوسرا سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔	ظہیریہ
۶۷	(ا) اگر کسی نے مباح وقت میں سجدے کی آیت تلاوت کی اور مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہ جائز نہیں۔	
	(ب) اور اگر کسی نے مکروہ وقت میں سجدے کی آیت تلاوت کی اور انہیں وقتوں میں سجدۂ تلاوت کیا تو جائز ہے[1]۔	محیط سرخسی
۶۸	اور اگر کسی نے سجدے کی آیت سواری سے اترتے ہوئے ہونے کی حالت میں پڑھی، پھر اسے خوف ہُوا پس وہ سوار ہو گیا اور (سواری کی حالت میں) سجدۂ تلاوت کیا تو اسے حالتِ خوف میں کفایت کر جائے گا اور حالتِ امن میں کفایت نہ کرے گا۔	محیط سرخسی
۶۹	تحریمہ کے سوا سجدۂ تلاوت کے لیے سب وہی شرطیں ہیں جو جو شرطیں نماز کے لیے ہیں[2]۔ اور سجدۂ تلاوت کا رکن زمین پر ماتھا رکھنا ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ مثلاً رکوع۔ یا مریض کے لیے اشارہ۔ یا سفر میں جانور پر سواری۔	بحرالرائق
۷۰	اور جو سجدۂ تلاوت زمین پر واجب ہُوا وہ جانور پر سوار ہو کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور جو سجدۂ تلاوت جانور پر سواری کے دوران واجب ہُوا۔ وہ زمین پر ادا کرنا جائز ہوگا۔	بحرالرائق
۷۱	(ا) اور جو امور نماز کو فاسد کر دیتے ہیں وہ سجدۂ تلاوت کو بھی فاسد کر دیتے ہیں[3]۔ مثلاً جان بوجھ کر بے وضو ہونا۔ اور بات کرنا اور قہقہہ لگانا۔ اور (اس سجدے میں ان مذکورہ امور کے پائے جانے کی صورت میں) اس پر اس سجدۂ تلاوت کا لوٹانا لازم ہوگا جیسا کہ نماز کے سجدے میں مذکورہ امور پائے جائیں تو اس نماز کے لوٹانے کا حکم ہے۔	
	(ب) مگر (فرق یہ ہے کہ) سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگانے سے اس پر وضو لازم نہیں ہوتا[4]۔ اور اسی طرح سجدۂ تلاوت میں عورت کی محاذات اس سجدے کو فاسد نہیں کرتی[5]۔	
	(ج) اور اگر کوئی شخص اس سجدے میں سو جائے تو صحیح قول کے بموجب اس کا وضو نہیں ٹوٹتا[6]۔	بحرالرائق
۷۲	سجدۂ تلاوت کی سنت یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں اور آخر میں تکبیر کہے۔	محیط سرخسی
۷۳	یہی (مذکورہ حکم) ظاہر حکم ہے۔	تبیین
۷۴	جب سجدۂ تلاوت کا ارادہ کرے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہے اور ہاتھ نہ اٹھائے اور سجدہ کرے پھر تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور اس پر تشہد اور سلام لازم نہیں۔	ہدایہ
۷۵	(ا) اور تلاوت کے سجدے میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور یہ کہنا تین بار سے کم نہ کرے جیسا کہ فرض نماز کے سجدے میں حکم ہے۔	خلاصہ
	(ب) اور یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے۔	قاضی خان
	(ج) اور اگر کسی نے تلاوت کے سجدے میں کچھ نہ پڑھا تو کفایت کر جائے گا۔ جیسا کہ فرض نمازوں کے سجدے میں کفایت کر جاتا ہے۔	خلاصہ

۴؎ نماز میں قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۲۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۵؎ عورت کی محاذات سے نماز فاسد ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۶۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۶؎ اور سو جانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق حکم نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة — سجود التلاوة	حوالہ
۲۰۲ ۷۶	ویرفع صوته بالتکبیر۔	کذا فی الظهیریة
۷۷	والمستحب انه اذا اراد ان یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجد واذا رفع راسه من السجود یقوم ثم یقعد۔	کذا فی الظهیریة
۷۸	ثم اذا اراد السجود ینویها بقلبه ویقول بلسانه اسجد لله تعالیٰ سجدة التلاوة الله اکبر۔	کذا فی السراج الوهاج
۷۹	وفی الغیاثیة واداؤها لیس علی الفور حتی لو اداها فی ای وقت کان یکون مؤدیا لا قاضیا۔	کذا فی التتارخانیة
	هذا فی غیر الصلوتیة اما الصلوتیة اذا اخرها حتی طالت القرأة تصیر قضاء ویاثم۔	هکذا فی البحر الرائق
۸۰	القاری اذا کان عنده قوم ان کانوا متاهبین للسجود ویقع فی قلبه انه لا یشق علیهم اداء السجدة ینبغی ان یقرأ جهرا۔	
	وان کانوا محدثین او یظن انهم یسمعون ولا یسجدون او یشق علیهم اداء السجدة ینبغی ان یقرأ فی نفسه سواء کان فی الصلوٰة او خارج الصلوٰة۔	کذا فی الخلاصة
۸۱	ویکره ان یقرأ السورة ویدع اٰیة السجدة۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۸۲	وان قرأ اٰیة السجدة وحدها فی غیر الصلوٰة لا یکره۔	
	والمستحب ان یقرأ معها اٰیة او اٰیتین۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	وان لم یقرأ معها شیئا لم یضره۔	کذا فی الخلاصة

ومما یتصل بذلک مسائل سجدة الشکر

۲۰۳ سجدة الشکر

تعداد شق ۵

۱	(ومما یتصل بذلک مسائل سجدة الشکر) وسجدة الشکر لا عبرة لها عند ابی حنیفةؒ وهی مکروهة عنده لا یثاب علیها وترکها اولیٰ۔	
	وقال ابو یوسفؒ ومحمدؒ هی قربة یثاب علیها۔	کذا فی السراج الوهاج
۲	وصورتها عندهما ان من تجددت عنده نعمة ظاهرة او رزقه الله تعالیٰ ولدا او مالا او وجد ضالة او اندفعت عنه نقمة او	

له اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۷}{۲۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ٢ه تاخیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۰}{۲۰۲}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

٣ه فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جمعہ اور عیدوں کی نمازیں سجدۂ تلاوت والی آیت نہ پڑھے۔ اور اگر پڑھے تو لوگوں کی تشویش کی رعایت رکھتے ہوئے

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ تلاوت کا بیان	حوالہ
۲۰۲ ۷۶	اور سجدہ تلاوت کرنے میں اللہ اکبر اونچی آواز سے کہے۔	ظہیریہ
۷۷	اور مستحب یہ ہے کہ جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہوجائے اور پھر سجدہ کرے اور جب سجدے سے سر اٹھائے تو کھڑا ہوجائے پھر بیٹھ جائے۔	ظہیریہ
۷۸	نیز جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو دل سے اس کی نیت کرے اور زبان سے کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ تلاوت کرتا ہوں، اللہ اکبر۔	سراج وہاج
۷۹	(ا) غیاثیہ میں ہے کہ سجدہ تلاوت* فی الفور ادا کرنا واجب نہیں حتیٰ کہ اگر (بعد میں) کسی وقت ادا کرے تو وہ ادا کرنے والا ہے، قضا کرنے والا نہیں ہے۔	تتارخانیہ
	(ب) یہ مذکورہ حکم اس سجدہ تلاوت کا ہے جو نماز میں واجب نہ ہوا ہو اور جو سجدہ نماز میں واجب ہوا ہو اگر اس کے ادا کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ اس کے بعد بھی قرأت کی تو وہ سجدہ تلاوت قضا قرار پائے گا۔ اور وہ گنہگار ہوگا۔	بحر رائق
۸۰	(ا) قرأت کرنے والے کے پاس اگر ایسے لوگ ہوں کہ سجدہ تلاوت کے لیے تیار ہوں اور قرأت کرنے والے کا دل باور کرتا ہو کہ انہیں سجدۂ تلاوت مشقت میں نہیں ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اونچی آواز سے قرأت کرے۔	
	(ب) اور اگر قرأت کرنے والے کے پاس ایسے لوگ ہوں کہ وہ بے وضو ہوں یا اس کا گمان ہو کہ وہ سنیں گے اور سجدہ نہ کریں گے یا سجدہ تلاوت کرنا انہیں مشقت میں ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ آہستہ قرأت کرے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے خارج ہو۔	خلاصہ
۸۱	ایسا کرنا مکروہ ہے کہ کوئی شخص سورت پڑھے اور (اس میں سے) سجدے کی آیت چھوڑ دے۔	قاضی خان
۸۲	(ا) اور اگر کسی نے نماز سے باہر صرف سجدے کی آیت پڑھی تو مکروہ نہیں ہے۔	
	(ب) اور مستحب یہ ہے کہ (مذکورہ صورت) اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں (اور) پڑھ لے۔	قاضی خان
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے سجدے کی آیت کے ساتھ اور کچھ نہ پڑھا تو اسے نقصان دہ نہیں ہے۔	خلاصہ

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل رسجدہ شکر کے احکام

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۲۰۳ سجدہ شکر	اور اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱	(ا) مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل سجدہ شکر کے احکام میں امام ابوحنیفہؒ کے ہاں سجدہ شکر غیر معتبر ہے۔ ان کے ہاں سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس پر ثواب نہیں ملتا اور اس کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔	
	(ب) اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ سجدہ شکر عبادت ہے، اس پر ثواب ملتا ہے۔	سراج وہاج
۲	امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں سجدہ شکر کی صورت یہ ہے کہ جس شخص پر کوئی نئی نعمت ظاہر ہو۔ یا اللہ تعالیٰ اسے فرزند عطا فرمائیں یا اسے مال دیں یا اس شخص کو گم شدہ چیز مل جائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو یا	

سجدہ تلاوت نہ کرے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیریہ۔ ج ۴۔ ص۷۶۔ اور جیساکہ جمعہ اور عیدوں کی نماز میں سجدہ سہو کرنے کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۹۸ میں ہے۔ نیز ۱۹۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) *یعنی وہ سجدہ تلاوت جو نماز سے باہر واجب ہوا ہو جیساکہ مابعد سے واضح ہے۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ جب آیت سجدہ پڑھنے والا یا سننے والا اس وقت سجدہ نہ کرسکے تو کہہ دے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱۔ ص ۷۱۲ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ — سجدۃ الشکر	حوالہ
۲۰۳	شفی مریض له اوقدم له غائب یستحب له ان یسجد شکرا لله تعالیٰ مستقبل القبلة یحمد الله فیها ویسبحه ثم یکبر اخری فیرفع رأسه کما فی سجدة التلاوة۔	کذا فی السراج الوہاج
۳	قال فی الحجة لا یمنع العباد من سجدة الشکر لما فیها من الخضوع والتعبد وعلیه الفتویٰ۔	کذا فی التتارخانیة
۴	ویکره ان یسجد شکرا بعد الصلوٰة فی الوقت الذی یکره فیه النفل ولا یکره فی غیره۔	کذا فی القنیة
۵	واما اذا سجد بغیر سبب فلیس بقربة ولا مکروه۔ وما یفعل عقیب الصلوٰة مکروه لان الجهال یعتقدونها سنة او واجبة۔ وکل مباح یؤدی الیه فمکروه۔	هکذا فی الزاهدی

[1] اور درالمختار میں ہے کہ احکام شرعیہ میں عرف حادث کا کوئی اعتبار نہیں الا یہ کہ وہ صحابہؓ اور آئمہ مجتہدین کے زمانہ سے عام ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ا ص ۷۶۹

(مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب سجدہ تلاوت کے احکام — سجدہ شکر کا بیان	حوالہ
۲۰۳	اس کے کسی مریض کو شفا ملے۔ یا اس کا کوئی غائب شخص آجائے تو ان سب صورتوں میں اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ قبلہ رو ہوکر (اور تکبیر کہہ کر) اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکر ادا کرے۔ اور وہ اس سجدے میں اللہ کی تعریف اور اس کے لیے تسبیح کہے پھر دوبارہ تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھالے، جیسا کہ سجدہ تلاوت میں کیا جاتا ہے۔	سراج وہاج
۳	حجہ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ شکر سے منع نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ اس میں (اللہ تعالیٰ کے لیے) عاجزی کرنا اور عبادت کرنا ہے۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
۴	نماز کے بعد سجدہ شکر ادا کرنا ان وقتوں میں مکروہ ہے جن وقتوں میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور ان کے علاوہ وقتوں میں سجدۂ شکر ادا کرنا مکروہ نہیں ہے۔	قنیہ
۵	(ا) البتہ اگر کسی نے بغیر سبب سجدہ کیا تو وہ عبادت نہیں اور مکروہ بھی نہیں ہے۔ (ب) اور نماز کے فوراً بعد جو سجدہ کیا جائے وہ مکروہ ہے، اس لیے کہ جاہل لوگ اسے سنت یا واجب سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہر مباح کام جس کا یہ مذکورہ حال ہو (یعنی لوگ اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں) تو وہ مکروہ ہے۔	زاہدی

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰة المریض — صلوٰة المریض	حواله
	بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم	
	# الباب الرابع عشر فی صلوٰة المريض	
	دفعات ۲۰۴ تا ۲۰۵ عنوان ۱ تعداد شق ۴۸	
۲۰۴	## صلوٰة المريض — تعداد شق ۴۸	
۱	اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدا يركع ويسجد۔	كذا في الهداية
۲	واصح الاقاويل في تفسير العجز ان يلحقه بالقيام ضرر وعليه الفتوىٰ۔	كذا في معراج الدراية
۳	وكذلك اذا خاف زيادة المرض او ابطاء البرء بالقيام او دوران الرأس۔	كذا في التبيين
۴	او يجد وجعا لذلك فان لحقه نوع مشقة لم يجز ترك ذلك القيام۔	كذا في الكافي
۵	ولو كان قادرا على بعض القيام دون تمامه يؤمر بان يقوم قدر ما يقدر۔	
	حتى اذا كان قادرا على ان يكبر قائما ولا يقدر على القيام للقرأة او كان قادرا على القيام لبعض القرأة دون تمامها يؤمر بان يكبر قائما ويقرأ قدر ما يقدر عليه قائما ثم يقعد اذا عجز۔	
	قال شمس الائمة الحلوانيؒ هو المذهب الصحيح ولو ترك هذا خفت ان لا تجوز صلوٰته۔	كذا في الخلاصة
۶	ولو قدر على القيام متكئا الصحيح انه يصلي قائما متكئا ولا يجزيه غير ذلك۔	كذا في التبيين
	وكذلك لو قدر على ان يعتمد على عصا او على خادم له فانه يقوم ويتكئ۔	كذا في التبيين
۷	المريض اذا صلى في بيته يستطيع القيام واذا خرج لا يستطيع اختلف	

دفعات و شق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام	مریض کی نماز کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام

دفعات ۲۰۴ تا ۲۰۵ عنوان ۱ تعداد شق ۴۸

۲۰۴ مریض کی نماز

اور اس میں ۴۸ شقیں ہیں

شق نمبر	متن	حوالہ
۱	جب کوئی مریض کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور (اس میں) رکوع اور سجدہ کرے۔	ہدایہ
۲	اور عاجز ہونے کی وضاحت میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اسے کھڑا ہونے سے ضرر ہوتا ہو اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	معراج درایہ
۳	اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب مریض کو (کھڑا ہونے کی صورت میں) بیماری زیادہ ہونے یا دیر سے صحت ہونے یا سر چکرانے کا خوف ہو (تو وہ کھڑا ہونے سے عاجز قرار پائے گا)	تبیین
۴	(ا) اس طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جب کہ مریض کو کھڑا ہونے سے درد ہوتا ہو (تو وہ کھڑا ہونے سے عاجز قرار پائیگا)	
	(ب) اور اگر مریض کو (کھڑا ہونے میں) کچھ مشقت ہوتی ہو (تو اس کے لیے نماز میں) قیام کا چھوڑنا جائز نہیں۔[1]	کافی
۵	(ا) اگر کوئی شخص کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے اور ساری نماز میں کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے گا۔	
	(ب) پس اگر وہ کھڑا ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہہ سکتا ہے اور قرأت کے لیے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یا کچھ قرأت کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے پوری قرأت کے لیے کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور جس قدر کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہو کر قرأت کرے۔ پھر جب کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے بیٹھ جائے۔	
	(ج) حضرت شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ یہی صحیح مذہب ہے اور اگر کسی نے اس (مذکورہ صورت میں مذکورہ) مقدار تک کھڑا ہونے کو چھوڑ دیا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہو گی۔	خلاصہ
۶	(ا) اگر کوئی شخص ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو (اس کے لیے) صحیح حکم یہ ہے کہ وہ ٹیک لگا کر اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے، اسے اس کے بغیر کفایت نہ کرے گا۔	تبیین
	(ب) اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ عصا پر یا اپنے خادم پر سہارا لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو وہ ٹیک لگا کر اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔	تبیین
۷	کوئی مریض ایسا ہے کہ اگر گھر میں نماز پڑھے تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور گھر سے نکلنے (نماز کے لیے) کھڑا ہونے پر	

[1] جیسا کہ اگر وہ تھوڑی مشقت سے وضو کر سکتا ہو تو اس کے لیے تیمم جائز نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
٢٠۴	المشائخ فیہ المختار انہ یصلی فی بیتہ قائما وبہ یفتی۔	ھکذا فی المضمرات
۸	ثم اذا صلی المریض قاعدا کیف یقعد الاصح ان یقعد کیف یتیسر علیہ۔	ھکذا فی السراج الوہاج
۹	وھو الصحیح۔	ھکذا فی العینی شرح الہدایہ
۱۰	واذا لم یقدر علی القعود مستویا وقدر متکئا او مستندا الی حائط او انسان یجب ان یصلی متکئا او مستندا۔	کذا فی الذخیرۃ
	ولا یجوز لہ ان یصلی مضطجعا علی المختار۔	کذا فی التبیین
۱۱	وان عجز عن القیام والرکوع والسجود وقدر علی القعود یصلی قاعدا بایماء۔	
	ویجعل السجود اخفض من الرکوع۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
	حتی لو سوی لم یصح۔	کذا فی البحر الرائق
۱۲	وکذا لو عجز عن الرکوع والسجود وقدر علی القیام فالمستحب ان یصلی قاعدا بایماء۔	
	وان صلی قائما بایما جاز عندنا۔	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۳	والمومی یسجد للسہو بالایماء۔	کذا فی المحیط
۱۴	ویکرہ للمومی ان یرفع الیہ عودا او وسادۃ یسجد علیہ فان فعل ذلک ینظر ان کان یخفض رأسہ للرکوع ثم للسجود اخفض من الرکوع جازت صلوٰتہ۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۵	ویکون مسیئا۔	ھکذا فی المضمرات
۱۶	وان کان لا یخفض رأسہ ولکن یوضع العود علی جبہتہ لم یجز ھو الاصح۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۷	فان کانت الوسادۃ موضوعۃ علی الارض وکان یسجد علیہا جازت صلوٰتہ۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۸	وان کان بجبہتہ جرح لا یستطیع السجود علیہ لم یجزیہ الایماء وعلیہ ان یسجد علی الانف وان لم یسجد علی الانف واوماء لم تجز صلوتہ۔	کذا فی الذخیرۃ

۵۱ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{114}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۵۲ اساء برائی کی۔ اور مسیئا برائی کرنے والا۔ اور اس لفظ کے معنی میں کبھی یہ مفہوم مراد ہوتا ہے کہ برائی ہے، مگر گناہ نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{20}{158}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	قادر نہیں ہوتا تو اس (کے حکم) میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ مختار حکم یہ ہے کہ اپنے گھر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے۔ اسی حکم پر فتویٰ ہے[1]۔	مضمرات
۸	پھر جب مریض بیٹھ کر نماز پڑھے تو کس طرح بیٹھے (اس کے متعلق) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ جس طرح اسے آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔	سراج وہاج
۹	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	عینی
۱۰	(ا) اگر کوئی شخص سیدھا نہیں بیٹھ سکتا اور تکیہ لگا کر بیٹھ سکتا ہے یا دیوار سے یا کسی انسان کا سہارا لے کر بیٹھ سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ تکیہ لگا کر یا سہارا لے کر (اور بیٹھ کر) نماز پڑھے۔	ذخیرہ
	(ب) اور مختار قول کے بموجب اس کے لیے (مذکورہ صورت) لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔	تبیین
۱۱	(ا) اور اگر کوئی شخص قیام۔ رکوع اور سجود سے عاجز ہے اور بیٹھ سکتا ہے تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے۔	
	(ب) اور رکوع کی نسبت سجدہ کو زیادہ نیچا کرے۔	قاضی خان
	(ج) حتیٰ کہ اگر اس نے (رکوع وسجدہ کا اشارہ) برابر کر دیا تو صحیح نہ ہوگا۔	بحرالرائق
۱۲	اسی طرح یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع و سجود سے عاجز ہے اور کھڑا ہو سکتا ہے تو (اس کے لیے) مستحب یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اور اگر اس نے کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھی تو ہمارے ہاں جائز ہے۔	قاضی خان
۱۳	اور اشارے سے نماز پڑھنے والا سجدہ سہو بھی اشارے سے کرے۔	محیط
۱۴	اور اشارے سے نماز پڑھنے والے کی طرف لکڑی یا تکیہ اٹھا دینا مکروہ ہے۔ اور ایسا کیا گیا تو دیکھا جائے گا، اگر وہ اپنا سر رکوع کے لیے جھکاتا ہے اور رکوع میں سر جھکانے کی نسبت سجدے میں زیادہ جھکاتا ہے تو اس کی نماز جائز ہو (ہی) گئی۔	خلاصہ
۱۵	اور (مذکورہ صورت میں) وہ بُرائی کرنے والا ہے[2]۔	مضمرات
۱۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں رکوع اور سجود کرنے میں) اس کا سر نہ جھکتا ہو اور (کوئی چیز مثلاً) لکڑی اس کی پیشانی پر رکھ دی جائے تو نماز جائز نہ ہوگی۔ یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	خلاصہ
۱۷	اور اگر تکیہ زمین پر رکھا ہو۔ اور وہ مریض اس پر سجدہ کرتا ہو تو اس کی نماز جائز ہے۔	خلاصہ
۱۸	اگر کسی کی پیشانی پر زخم ہو (جس کی وجہ سے) وہ پیشانی کے ساتھ سجدہ نہ کر سکے تو اس کے لیے اشارے سے نماز پڑھنا کفایت نہ کرے گا۔ اور اس پر لازم ہے کہ وہ ناک کے ساتھ سجدہ کرے۔ اور اگر اس نے ناک کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اشارے سے نماز پڑھی تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی[3]۔	ذخیرہ

[3] صرف پیشانی یا ناک رکھنے کے متعلق حکم ۲/۱۱۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴ ۱۹	وان تعذر القعود أومأ بالرکوع والسجود مستلقیا علیٰ ظهره وجعل رجلیه الی القبلة وینبغی ان یوضع تحت رأسه وسادة حتیٰ یکون شبیه القاعد لیتمکن من الایماء بالرکوع والسجود۔ وان اضطجع علیٰ جنبه ووجهه الی القبلة وأومأ جاز۔ والاول اولیٰ۔	كذا في الكافي
۲۰	وان لم یستطع علیٰ جنبه الایمن فعلی الایسر۔ ووجهه الی القبلة۔	كذا في السراج الوهاج كذا في القنية
۲۱	ولو شرع صحیح فی الصلوٰۃ قائما فحدث به مرض یمنعه من القیام صلیٰ قاعدا یرکع ویسجد وان لم یستطع فمومیا قاعدا فان لم یستطع فمضطجعا۔	كذا في التبيين
۲۲	ومن صلیٰ قاعدا یرکع ویسجد ثم صح بنیٰ علیٰ صلوته قائما عند الشیخین[۲]۔ وان صلیٰ بعض صلوته بالایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استأنف عندهم جمیعا۔ هذا اذا قدر علیٰ ذلك بعد ما رکع وسجد اما اذا قدر بعد الافتتاح قبل الاداء صح له البناء۔	كذا في الهداية كذا في الجوهرة النيرة[۳]
۲۳	واذا عجز المریض عن الایماء بالرأس فی ظاهر الروایة یسقط عنه فرض الصلوٰۃ ولا یعتبر الایماء بالعینین والحاجبین۔ ثم اذا خف مرضه هل یلزمه القضاء اختلفوا فیه قال بعضهم ان زاد عجزه علیٰ یوم ولیلة لا یلزمه القضاء وان کان دون ذلك یلزمه کما فی الاغماء وهو الاصح۔	كذا في فتاوى قاضيخان[۴]

[۱] اور درمختار ور دالمحتار میں ہے کہ اس صورت میں وہ گھٹنے کھڑے (رکھ سکے تو) کر دے۔ کیونکہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ماخوذ از درمختار ور دالمحتار۔ ج ۱ صـ۱۱ وصـ۱۲۔ البتہ میت کے غسل کے وقت میت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۲۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۲] رکوع وسجود پر قادر ہو گیا۔ یعنی خواہ کھڑے ہو کر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہو گیا یا بیٹھ کر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہو گیا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صـ۱۳۔ (مترجم)

[۳] رکوع وسجود کی ادائیگی سے پہلے یعنی اشارے سے رکوع

دفعات و شق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴ ۱۹	اگر کوئی شخص بیٹھنے سے بھی معذور رہے (ا) تو وہ پیٹھ کے بل چت لیٹے۔ اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کردے[۱] اور اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے۔ اور اس کے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دینا چاہیے حتیٰ کہ وہ بیٹھنے والوں کے مشابہ ہوجائے تاکہ رکوع وسجود کا اشارہ اچھی طرح کرسکے۔ (ب) اور اگر وہ پہلو کے بل لیٹے اور اس کا مونہہ قبلہ کی طرف ہو اور اشارے سے نماز پڑھے تو جائز ہے۔ (ج) اور پہلی صورت اولیٰ ہے۔	کافی
۲۰	(ا) اگر وہ (بیٹھنے سے معذور شخص) دائیں کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو بائیں کروٹ پر لیٹے (اور نماز پڑھے)۔ (ب) اور (مذکورہ صورت میں) اس کا مونہہ قبلہ کی طرف ہو۔	سراج وہاج قنیہ
۲۱	کسی تندرست آدمی نے کھڑے ہوکر نماز شروع کی پھر اسے کوئی ایسا مرض پیدا ہوگیا جو اس کے کھڑا رہنے میں مانع ہے۔ تو (ا) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود کرے۔ (ب) اور اگر وہ رکوع وسجود نہ کرسکے تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے (ج) اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو پھر لیٹ کر (اشارے سے) نماز پڑھے۔	تبیین
۲۲	جو (معذور) شخص بیٹھ کر رکوع اور سجود سے نماز پڑھ رہا ہو۔ پھر وہ صحتمند ہوجائے تو (ا) امام ابوحنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ اپنی اس نماز پر کھڑے ہوکر بنا کرے۔ (ب) اور اگر اس نے اس نماز کا کچھ حصہ اشاروں سے پڑھا ہے تو پھر وہ رکوع وسجود پر قادر ہوگیا[۲]، تو بالاتفاق حکم یہ ہے کہ وہ از سر نو نماز پڑھے۔ (ج) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ (اشارے سے پہلے[۳]) رکوع اور سجود کرلینے کے بعد صحتمند ہوگیا۔ لیکن اگر وہ نماز شروع کرنے کے بعد (اشارے سے رکوع وسجود کی) ادائیگی سے پہلے صحتمند ہوگیا تو اس کے لیے بنا کرنا صحیح ہے۔ (پھر اسے وہ نماز از سر نو پڑھنے[۴] کی ضرورت نہیں)	ہدایہ جوہرہ نیرہ
۲۳	جب کوئی مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہوجائے تو ظاہر روایت کے بموجب اس سے نماز کا فرض ساقط ہوجاتا ہے (اس صورت میں) آنکھوں اور پلکوں سے اشارہ کرنے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ پھر (مذکورہ صورت میں) جب اس کی بیماری میں کمی ہوجائے تو کیا اس پر ان نمازوں کی قضا لازم ہے (جس دوران وہ سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز رہا) تو اس میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر اس کا (مذکورہ) عاجز ہونا ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا تو اس پر (اس دوران کی نمازوں کی) قضا لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اس کا وہ عجز دن رات سے کم ہو تو اس پر (اس دوران کی نمازوں کی) قضا لازم ہوگی جیسا کہ بیہوش ہونے کی صورت میں ایسا ہی حکم ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	قاضی خان

سجود کی ادائیگی سے پہلے قادر ہوگیا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۳۷ (مترجم)

[۴] ردالمحتار میں ہے کہ بظاہر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کی تھی۔ اور اگر اس نے لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کی تھی پھر اشارے سے رکوع وسجود کرنے سے پہلے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر رکوع وسجود کرنے پر قادر ہوگیا تو وہ از سر نو نماز پڑھے گا۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ صـ۱۳۷۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	۲۴	والفتویٰ علیہ۔	كذا فى الظهيرية
	۲۵	وان مات فی ذلک المرض لا شیئ علیہ ولا یلزمہ فدیۃ۔	كذا فى المحيط
	۲۶	رجل صلی اربع رکعات جالسا فلما قعد فی الرکعۃ الرابعۃ منہا قرأ ورکع قبل ان یتشہد فہو بمنزلۃ القیام ویمضی۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
		وفی الحاوی ویسجد للسہو۔	كذا فى التتارخانية
	۲۷	ولو کان حین رفع رأسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ نوی القیام ولم یقرأ ثم علم یعود ویتشہد۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
	۲۸	مریض صلی جالسا فلما رفع رأسہ من السجدۃ الاخیرۃ فی الرکعۃ الرابعۃ ظن انہا ثالثۃ فقرأ ورکع وسجد بالایماء فسدت صلاتہ۔	
	۱	ولو کان فی الثالثۃ وظن انہا ثانیۃ فاخذ فی القراءۃ ثم علم انہا ثالثۃ لا یعود الی التشہد بل یمضی فی قرأتہ ویسجد للسہو فی آخر صلوتہ۔	ھکذا فى المحيط
	۲۹	وفی التجرید یفعل المریض فی صلوتہ من القراءۃ والتسبیح والتشہد ما یفعلہ الصحیح۔	
		وان عجز عن ذلک کلہ ترکہ۔	كذا فى التتارخانية
	۳۰	مفارقۃ المریض للصحیح فیما ہو عاجز عنہ فاما فیما یقدر علیہ فہو کالصحیح۔	
		فان کان یعرف القبلۃ ولکن لا یستطیع ان یتوجہ الی القبلۃ ولم یجد احدا یحولہ الی القبلۃ فی ظاہر الروایۃ انہ یصلی کذلک ولا یعید۔	
		فان وجد احدا یحولہ الی القبلۃ ینبغی ان یأمرہ حتی یحولہ فان لم یأمرہ وصلی علی غیر القبلۃ لا یجوز۔	ھکذا فى المحيط
	۳۱	وکذلک اذا کان علی فرش نجس ان کان لا یجد فراشا طاہرا	

لہ جیسا کہ حکم نمبر ۱۸۸/۱ اور حاشیہ ۱۸۹/۳ میں ہے۔ (مترجم) ۲ سجدہ سہو اس لیے کہ اس نے اس قرأت اور اس رکوع کی وجہ سے آخری قعدہ کرنے میں تاخیر کر دی اور بموجب حکم نمبر ۱۹۰/۱۵ کسی رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴ ۲۴	اور فتویٰ اسی (مذکورہ) حکم پر ہے۔	ظہیریہ
۲۵	اور اگر (سر سے اشارہ کرنے سے بھی معذور مریض ہونے کی صورت میں) وہ اسی بیماری میں مرجائے، تو اس پر (ان نمازوں کی قضا میں سے) کوئی چیز لازم نہیں۔ اور (اس پر ان نمازوں کا فدیہ بھی لازم نہیں ہوگا۔[ف۱]	محیط
۲۶	(ا) کسی شخص نے چار رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں۔ جب چوتھی رکعت پر قعدہ کے لیے بیٹھا تو اس نے تشہد پڑھنے سے پہلے قرأت کی اور رکوع کیا تو ایسا کرنا کھڑا ہونے کے حکم میں ہوگا اور (وہ اسی طرح نماز پڑھتا رہے۔	قاضی خان
	(ب) اور حاوی میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ سجدہ سہو کرے گا۔[ف۲]	تتارخانیہ
۲۷	اور جب کسی (مریض نے) دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا تو قیام کی نیت کی اور قرأت نہ کی پھر اسے معلوم ہوگیا (کہ اسے التحیات کے لیے بیٹھنا ہے) تو وہ لوٹے اور التحیات پڑھے۔	قاضی خان
۲۸	(ا) کسی مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی جب اس نے چوتھی رکعت میں آخری سجدے سے سر اٹھایا تو اس نے گمان کیا کہ یہ تیسری رکعت ہے۔ پس اس نے قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔[ف۳] (ب) اور اگر وہ تیسری رکعت میں تھا اور اس نے گمان کیا کہ وہ دوسری رکعت ہے پس قرأت شروع کردی پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ تیسری رکعت ہے تو وہ تشہد کی طرف نہ لوٹے بلکہ قرأت جاری رکھے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔	محیط
۲۹	تجرید میں لکھا ہے کہ مریض اپنی نماز میں قرأت۔ تسبیح اور تشہد اس طرح کرے جس طرح تندرست آدمی ان امور کو کرتا ہے۔ اور اگر مریض ان سب کے کرنے سے عاجز ہوجائے تو چھوڑ دے۔	تتارخانیہ
۳۰	(ا) مریض اور تندرست آدمی (کی نماز) میں صرف ان امور میں فرق ہے۔ جن امور کے کرنے سے مریض عاجز ہو اور (نماز کے) جن کاموں کو مریض کرسکتا ہو تو اس (کے لیے ان کاموں کے کرنے) کا حکم تندرست کی طرح ہے۔ (ب) پس اگر مریض قبلہ کی سمت پہچانتا ہے لیکن وہ قبلہ کی طرف رخ نہیں کرسکتا اور اس نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو اس کا مونہہ قبلہ کی طرف کردے، تو ظاہر روایت کے بموجب (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ اسی طرح نماز پڑھ لے اور اس نماز کو نہ لوٹائے۔ (ج) اور اگر اس نے ایسا شخص پایا جو اس (مریض) کا مونہہ قبلہ کی طرف کردے تو اس مریض کو چاہیے کہ وہ اس شخص کو کہے تاکہ وہ اس کا مونہہ قبلہ کی طرف کردے۔ اور اگر اس مریض نے اس شخص سے نہ کہا اور قبلہ کی سمت کے علاوہ سمت کو نماز پڑھی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	محیط
۳۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہ حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کوئی مریض ناپاک بچھونے پر تھا تو (اس صورت	

ف۳ کیونکہ اس نے قرأت رکوع و سجود کرکے پوری رکعت پڑھ دی ہے! اور چار رکعت کے بعد آخری قعدہ سے پہلے پوری رکعت پڑھنے کی صورت میں وہ نماز فاسد ہوجاتی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۲۰ب/۲۰۰ میں ہے۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۹۴/۱۷۹ مع حاشیہ اور ۴۶/۱۸۸، ۲۱/۱۸۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	او يجده لكن لا يجد احدا يحوله الى فراش طاهر يصلي على الفراش النجس.	
	وان كان يجد احدا يحوله الى فراش طاهر ينبغي ان يأمره حتى يحوله.	
	فان لم يأمره وصلى على الفراش النجس لا يجوز.	هكذا في المحيط
۳۲	مريض تحته ثياب نجسة ان كان بحال لا يبسط شئ الا ويتنجس من ساعته يصلي على حاله.	
	وكذا اذا لم يتنجس الثاني لكن يلحقه زيادة مشقة بالتحويل.	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۳	ومن اغمى عليه خمس صلوات قضى ولو اكثر لا يقضى.	
	والجنون كالاغماء وهو الصحيح.	
	ثم الكثرة تعتبر من حيث الاوقات عند محمد رح وهو الاصح.	
	هذا اذا دام الاغماء ولم يفق في المدة.	
	اما اذا كان يفيق ينظر فان كان لافاقته وقت معلوم مثل ان يخفف عنه المرض عند الصبح مثلا فيفيق قليلا ثم يعاوده فيغمى عليه تعتبر هذه الافاقة[1] فيبطل ما قبلها من حكم الاغماء اذا كان اقل من يوم وليلة.	
	وان لم يكن لافاقته وقت معلوم لكنه يفيق بغتة فيتكلم بكلام الاصحاء ثم يغمى عليه فلا عبرة بهذه الافاقة.	كذا في التبيين
۳۴	ولو اغمى عليه بفزع من سبع او آدمي اكثر من يوم وليلة يسقط عنه القضاء بالاجماع.	كذا في الخلاصة
۳۵	ولو شرب الخمر حتى ذهب عقله اكثر من يوم وليلة لا يسقط.	
	ولو شرب البنج او الدواء حتى ذهب عقله اكثر من يوم	

[1] فتاویٰ ہذا کے نسخۂ امیریہ میں لکھا تھا هذه الافاقته اور نسخۂ میمنیہ میں ہے هذه الافاقة الخ اور چونکہ هذه الافاقة

دفعات وتحقیق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	ہیں) اگر اسے پاک بچھونا نہیں ملتا، یا اسے پاک بچھونا ملتا ہے مگر اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو اس مریض کو پاک بچھونے پر کر دے تو وہ مریض ناپاک بچھونے پر نماز پڑھ لے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مریض کوئی ایسا شخص پاتا ہے جو اسے پاک بچھونے پر کر دے تو اس مریض کو چاہیے کہ وہ اس شخص کو بچھونا تبدیل کرنے کے لیے کہے۔ اور اگر اس مریض نے اس شخص سے نہ کہا اور ناپاک بچھونے پر نماز پڑھ لی تو یہ جائز نہ ہوگا۔	محیط
۳۲	کسی مریض کے نیچے ناپاک کپڑے (بچھے) ہیں تو اگر صورت حال یہ ہے کہ جو بچھونا اس کے نیچے بچھایا جاتا ہے فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر دوسرا بچھونا ناپاک تو نہ ہوتا ہو مگر بچھونا بدلنے سے مریض کو بہت مشقت اٹھانی پڑتی ہو (تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے)	قاضی خان
۳۳	(۱) جو[1] شخص پانچ نمازوں (کے وقت) تک بیہوش رہا تو وہ ان نمازوں کو قضا کرے۔ اور اگر اس سے زیادہ (وقت تک بیہوش رہا) ہو تو پھر نمازیں قضا نہ کرے۔ اور[2] جنون (پاگل پن) کا حکم بھی بیہوش کے حکم کی طرح ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔ حضرت امام محمدؒ کے ہاں زیادہ ہونے کا اعتبار اوقات سے کیا جاتا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اور[3] مذکورہ (احکام) اس صورت میں ہیں کہ وہ مریض مسلسل بیہوش رہے اور اس مدت میں اسے افاقہ نہ ہو (یعنی ہوش میں نہ آئے) (ب) اور اگر اس مریض کو افاقہ ہوتا ہو تو دیکھا جائے گا۔ اگر[1] اس کے ہوش میں آنے کا وقت مقررہ ہو مثلاً یہ کہ صبح کے وقت اس کی بیماری کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ کچھ دیر ہوش میں آجاتا ہے۔ پھر اس کا مرض لوٹ آتا ہے اور وہ بیہوش ہو جاتا ہے تو ایسے افاقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس سے پہلے کی بیہوشی اگر ایک دن رات سے کم تھی تو اس کے لیے ہوش کا حکم نہ رہے گا۔ اور[2] اگر اس کے افاقہ کے لیے کوئی مقررہ وقت نہ ہو لیکن کبھی وہ اچانک ہوش میں آجاتا ہو اور تندرستوں کی طرح باتیں کرتا ہو پھر اس پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہو تو ایسے افاقہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔	تبیین
۳۴	اگر کوئی شخص کسی جانور یا آدمی کے خوف سے ایک دن رات سے زیادہ بیہوش رہا تو اس سے (ان نمازوں کی) قضا بالاجماع ساقط ہو جائے گی۔	خلاصہ
۳۵	(۱) اگر کسی نے شراب پی تو ایک دن رات سے زیادہ اس کی عقل جاتی رہی تو (اس سے ان وقتوں کی نمازیں) ساقط نہ ہوں گی۔ (ب) اور اگر کسی نے بھنگ یا اور کوئی دوا پی تو ایک دن رات سے زیادہ اس کی عقل جاتی رہی۔ تو امام	

ہی انسب ہے۔ لہٰذا یہی درج ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
٢٠٤	وليلة لا يسقط عند الشيخين ؒ۔	كذا في الخلاصة
٣٦	ولو نام اكثر من يوم وليلة يقضى۔	كذا في محيط السرخسي
٣٧	رجل ان صام في رمضان صلى قاعدا وان افطر يصلي قائما يصوم ويصلي قاعدا۔	كذا في محيط السرخسي
٣٨	وان صلى المريض قبل الوقت عمدا او خطأ مخافة ان يشغله المرض عن الصلوٰة لم يجزئه۔ وكذلك لو صلى بغير قرأة او بغير وضوء لم يجزئه ايضا۔ فان عجز عن القرأة يومئ ايماء بغير قرأة۔	كذا في المحيط
٣٩	رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء فعلى المولى ان يوضئه۔	كذا في المحيط
٤٠	ولو كان له امرأة مريضة ليس عليه ان يوضئها۔	كذا في المحيط
٤١	كل من لا يقدر على اداء ركن الا بحدث يسقط عنه ذلك الركن۔	كذا في فتاوى قاضيخان
٤٢	حتى لو كان به جراحة لا يستطيع ان يسجد الا وتسيل جراحته وهو صحيح فيما سوى ذلك يقدر على الركوع والقيام والقرأة يصلي قاعدا ويومئ ايماء۔ ولو صلى بالركوع وقعد واومأ بالسجود اجزأه۔ والاول افضل۔	هكذا في المحيط
٤٣	وكذا ان صلى قائما سلس بوله او سال جرحه او لم يقدر على القرأة ولو صلى قاعدا لم يصبه شئ يصلي قاعدا۔	كذا في السراجية
٤٤	ومن خاف العدو ان صلى قائما او كان خباء لا يستطيع ان يقيم صلبه فيه وان خرج لم يستطع ان يصلي من الطين والمطر يصلي قاعدا۔	كذا في محيط السرخسي
٤٥	المريض اذا فاتته الصلوٰة فقضاها في حالة الصحة فعل	

له مذکورہ صورت میں قرأت سے عجز بنا بر جبر نہیں بلکہ بنا بر مرض ہے اور ایسا مریض قرأت سے بھی عاجز ہو رکوع وسجود سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا پس وہ بغیر قرأت

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (اس سے ان وقتوں کی نمازیں) ساقط نہ ہوں گی۔	خلاصہ
۳۶	اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ سو گیا تو (وہ ان وقتوں کی نمازیں) قضا کرے گا۔	محیط سرخسی
۳۷	کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ رمضان شریف کے روزے رکھے تو نماز کی ادائیگی بیٹھ کر کرتا ہے، اور اگر روزے نہ رکھے تو نماز کی ادائیگی کھڑے ہو کر کر سکتا ہے۔ تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لے۔	محیط سرخسی
۳۸	(ا) اگر کسی مریض نے جان بوجھ کر یا غلطی سے نماز وقت سے پہلے اس ڈر کی وجہ سے پڑھ لی کہ پھر بیماری کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے گا۔ تو (اسے اس نماز کے لیے ایسا کرنا) کفایت نہ کرے گا۔ اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کسی نے بغیر قرأت کے یا بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تو (ایسا کرنا) بھی اسے کفایت نہ کرے گا۔ (ب) پس اگر وہ قرأت سے عاجز ہے تو بغیر قرأت کے اشارے سے نماز پڑھ لے[۱]۔	محیط
۳۹	(ا) کسی شخص کا غلام ایسا بیمار ہے کہ وہ وضو نہیں کر سکتا تو آقا پر واجب ہے کہ اسے وضو کرائے۔	محیط
۴۰	اور اگر کسی کی بیوی بیمار ہو تو خاوند کے ذمہ اسے وضو کرانا واجب نہیں ہے[۲]۔	محیط
۴۱	ہر وہ شخص جس کی حالت ایسی ہو کہ نماز کا کوئی خاص رکن حدث (بے وضو ہونا کی حالت) کے بغیر نہ کر سکتا ہو تو وہ رکن اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔	قاضی خان
۴۲	پس اگر کسی شخص کو ایسا زخم ہو کہ اس کی وجہ سے سجدہ نہیں کر سکتا ہے اور جب سجدہ کرتا ہے تو وہ زخم بہہ پڑتا ہے اور سجدے کے سوا (ارکانِ نماز مثلاً) رکوع، قیام، قرأت کر سکتا ہے۔ تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) (ا) وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔ (ب) اور اگر اس نے رکوع کر کے نماز پڑھی اور بیٹھ کر سجدے کا اشارہ کر لیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔ (ج) اور پہلی صورت افضل ہے۔	محیط
۴۳	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا پیشاب جاری ہو جاتا ہے یا اس کا زخم بہنے لگتا ہے۔ یا قرأت نہیں کر سکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کوئی حرج لاحق نہیں ہوتا تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔	سراجیہ
۴۴	جس شخص کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کا خوف ہو۔ یا وہ ایسے خیمے میں ہو کہ وہ اس میں سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر باہر نکلے تو کیچڑ اور بارش کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا تو (اس صورت میں اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔	محیط سرخسی
۴۵	کسی مریض کی جب کوئی نماز فوت ہو گئی تو حالتِ صحت میں اس طرح قضا کرے گا جس طرح تندرست لوگ نماز	

اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ (مترجم) [۲] اسی طرح بیوی کے ذمہ خاوند کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۴۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض — صلوٰۃ المریض	حوالہ
۲۰۴	کما یفعل الصحاء ولو قضاها کما فاتت لا یجوز۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	فان قضیٰ فی المرض فوائت الصحة قضاها کما قدر قاعدا اومومیا۔	کذا فی السراجیة
۴۷	مصل اقعد عند نفسه انسانا فیخبره اذا سها عن رکوع او سجود یجزیه اذا لم یمکنه الا بهذا۔	کذا فی القنیة
۴۸	ویستحب للمریض ان یؤخر الصلوٰۃ الیٰ ان یفرغ الامام من صلوٰۃ الجمعة وان لم یؤخر یکره وهو الصحیح۔	کذا فی المضمرات

ے جیسا کہ حکم نمبر $\frac{2}{188}$ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب مریض کی نماز کے احکام — مریض کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۴	پڑھتے ہیں۔ اور اگر اس نے اس طرح قضا کی جس حالت کی وہ نماز اس کے ذمہ پڑھنا فوت ہوئی تھی تو یہ جائز نہ ہوگا[۵]	محیط سرخسی
۴۶	اور اگر کسی نے مرض کی حالت میں ان فوت شدہ نمازوں کی قضا کی جو صحت کی حالت میں فوت ہوئی تھیں تو اس طرح قضا کرے جس طرح قضا کر سکتا ہو۔ (کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا اور بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے) بیٹھ کر پڑھے یا (پھر) اشارے سے پڑھے۔	سراجیہ
۴۷	کسی نماز پڑھنے والے نے کسی آدمی کو اپنے پاس اس لیے بٹھایا کہ اگر وہ نمازی رکوع یا سجدے میں بھولے تو اسے بتا دے تو اسے کفایت کر جائے گا بشرطیکہ وہ ایسا کیے بغیر صحیح نماز نہ پڑھ سکتا ہو۔	قنیہ
۴۸	(۱) مریض کے لیے مستحب ہے کہ وہ (جمعہ کے دن ظہر کی نماز کی صورت میں) نماز ظہر اتنی دیر سے پڑھے کہ امام جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جائے۔ (ب) اور اگر مریض نے اتنی تاخیر نہ کی تو مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے[۵]	مضمرات

[۵] جیسا کہ حکم نمبر ۶/۲۱۴ ، ۵/۲۰۵ ، ۱۶/۲۱۴ میں ہے۔ نیز حکم ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر

دفعات ۲۰۵ ، ۲۰۶ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۱۱۵

۲۰۵ صلوٰۃ المسافر

تعداد شق ۴۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	اقل مسافة تتغیر فیه الاحکام مسیرة ثلاثة ایام۔	کذا فی التبیین
۲	هو الصحیح۔	کذا فی الجواهر الاخلاطی
۳	الاحکام التی تتغیر بالسفر هی قصر الصلوٰة و اباحة الفطر و امتداد صلوٰة المسح الی ثلاثة ایام و سقوط وجوب الجمعة والعیدین والاضحیة وحرمة الخروج علی الحرة بغیر محرم۔	کذا فی العنایة
۴	والمعتبر السیر الوسط۔	کذا فی السراجیة
۵	وهو سیر الابل ومشی الاقدام فی اقصر ایام السنة۔	کذا فی التبیین
۶	وهل یشترط سیر کل یوم الی اللیل اختلفوا فیه۔ الصحیح انه لا یشترط حتی لو بکر فی الیوم الاول ومشی الی الزوال وبلغ المرحلة ونزل وبات فیها ثم بکر فی الیوم الثانی کذلك ثم فی الیوم الثالث کذلك یصیر مسافرا۔	کذا فی السراج الوهاج
۷	ولا معتبر بالفراسخ هو الصحیح۔	کذا فی الهدایة
۸	ولا یعتبر السیر فی البر بالسیر فی البحر ولا السیر فی البحر بالسیر فی البر و انما یعتبر فی کل موضع منهما ما یلیق بحاله۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۹	وتعتبر المدة من ای طریق اخذ فیه۔	کذا فی البحر الرائق
۱۰	فاذا قصد بلدة و الی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلاثة ایام و	

لہ جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کیونکہ راستوں کی نوعیت کے اختلاف کی بنا پر فرسخوں (اور میلوں) کی تعداد بدل جاتی ہے اور تین منزلیں نہیں بدلتیں۔ البتہ شرعی سفر کی تعیین کے اقوال میں سے کم از کم مقدار کا قول ۴۸ شرعی میل کا ہے جو ائمہ خوارزم کے یہاں مفتیٰ بہ ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۲۵۔ اور شرعی میل اور مروجہ انگریزی میل میں فرق کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ تاہم ہمارے ملک کے کئی اہل علم حضرات نے میدانی علاقوں میں تین منزلوں کی ایک متوسط مقدار ۴۸ انگریزی میل قرار دی ہے۔ ماخوذ از اوزان شرعیہ ص ۲۷ اور اس سے کم و بیش بھی کہا گیا ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ # پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام دفعات ۲۰۵ تا ۲۰۶ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۱۱۵	
۲۰۵	## مسافر کی نماز اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں	
۱	کم سے کم مسافت (یعنی گھر سے منزل مقصود تک دوری) جس سے احکام بدل جاتے ہیں، تین دن کا سفر ہے۔	تبیین
۲	یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	جواہر الاخلاطی
۳	وہ احکام جو سفر کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ یہ ہیں۔ نماز[۱] میں قصر (چار رکعت والی نماز دو رکعت) ہونا۔ فرض[۲] روزہ (اس وقت) نہ رکھنے کی اجازت ہونا۔ موزوں[۳] کے مسح کی مدت تین دن تک بڑھ جانا۔ جمعہ[۴] عیدین[۵]۔ اور قربانی[۶] کا وجوب نہ رہنا۔ اور آزاد[۷] عورت کا محرم کے بغیر باہر جانا منع ہونا۔	عتابیہ سراجیہ
۴	اور معتبر درمیانی رفتار سے سفر کرنا ہے۔	
۵	اور وہ (درمیانی رفتار) اونٹوں اور پیدل چلنے کی رفتار ہے (اور دنوں سے مراد ان دنوں کا سفر معتبر ہے) جو سال کے سب سے چھوٹے دن کے حساب سے ہو۔	تبیین
۶	اور کیا سفر کرنے میں صبح سے شام تک سارا دن سفر کرنا شرط ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ (مذکورہ) شرط نہیں ہے۔ حتیٰ[۱] کہ اگر کسی نے پہلے دن صبح سویرے سفر شروع کر دیا اور زوال تک چلا اور منزل پر پہنچ گیا اور اس نے وہاں پڑاؤ کیا اور رات گزاری۔ اور پھر اسی طرح دوسرے دن صبح سویرے چلا اور پھر اسی طرح تیسرے دن صبح سویرے چلا تو وہ مسافر قرار پائے گا۔	سراج وہاج
۷	اور (اس مسئلہ میں مقررہ) فرسخوں[۱] کا حساب معتبر نہیں ہے۔ یہی حکم صحیح ہے۔	ہدایہ
۸	خشکی میں سفر کی رفتار کا اعتبار پانی میں سفر کی رفتار سے کرنا معتبر نہیں ہے۔ بلکہ ان مذکورہ مقامات کے سفر میں سے ہر مقام میں وہی رفتار معتبر ہو گی جو اس کے حال کے مطابق ہو[۲]۔	جوہرہ نیرہ
۹	اور مدت کا اعتبار اس راستے سے ہو گا جس راستے کو اس نے اختیار کیا ہے۔	بحر رائق
۱۰	(۱) پس اگر کسی نے کسی شہر کا ارادہ کیا اور اس کی منزل مقصود کے دو راستے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ تین دن رات کا	

[۱] اگر معتاد سفر تیز رفتاری سے جلد طے کر لیا جائے تو اس کے متعلق حکم $\frac{۱۳ - ۶ \text{ تا } ۴}{۲۰۵}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	لیالیہا و الاخر دونہا فسلک الطریق الابعد کان مسافرا عندنا۔ وان سلک الاقصر یتم۔	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۱	ولو کان فی موضع له طریقان احدهما فی الماء وهو یقطع ثلاثة ایام والثانی فی البر وهو یقطع فی یومین فانه اذا ذهب فی طریق الماء یقصر وفی البر لا یقصر۔	کذا فی البحر الرائق
	ولو کان اذا سار فی البر وصل فی ثلاثة ایام واذا سار فی البحر وصل فی یومین قصر فی البر ولا یقصر فی البحر۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۲	والمعتبر فی البحر ثلاثة ایام فی ریح مستویة غیر غالبة ولا ساکنة۔ کما فی الجبل یعتبر فیه ایضاً ثلاثة ایام وان کان فی السهل تقطع فی اقل منها۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۳	ولو کانت المسافة ثلاثا بالسیر المعتاد فسارها الیها علی الفرس جریا حثیثا فوصل فی یومین او اقل قصر۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۴	وفرض المسافر فی الرباعیة رکعتان۔	کذا فی الهدایة
۱۵	والقصر واجب عندنا۔	کذا فی الخلاصة
۱۶	فان صلی اربعا وقعد فی الثانیة قدر التشهد اجزأته والاخریان نافلة ویصیر مسیئا لتاخیر السلام۔ وان لم یقعد فی الثانیة قدرها بطلت۔	کذا فی الهدایة
۱۷	وکذا اذا ترک القرأة فی الاولیین او فی رکعة منهما تفسد صلوٰته عندنا۔	کذا فی التاتارخانیة
۱۸	القصر ثابت فی حق کل مسافر سفر الطاعة والمعصیة فی ذلک سواء۔	کذا فی المحیط
۱۹	وکذا الراکب والماشی۔	ھکذا فی التهذیب

له اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

له۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۸ تا ۱۲ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	ہے۔ اور دوسرا راستہ اس سے کم کا ہے۔ اور وہ لمبے راستے سے گیا تو ہمارے ہاں وہ مسافر قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) قریبی راستے سے گیا تو نماز پوری پڑھے گا۔	قاضی خان بحر الرائق
۱۱	اگر کسی جگہ کے دو راستے ہیں (۱) ایک پانی کا راستہ ہے جو تین دن میں کٹتا ہے اور دوسرا خشکی کا راستہ ہے جو دو دن میں کٹتا ہے۔ پس جب وہ پانی کے راستے سے جائے گا تو نماز میں قصر[۱] (چار رکعتوں والی فرض نماز کو دو رکعتیں ادا) کرے گا۔ اور خشکی کے راستے سے نماز میں قصر نہیں کرے گا۔ (ب) اور اگر (صورتِ حال یہ ہو کہ) خشکی کے راستے سے سفر کرے تو تین دنوں میں پہنچتا ہے۔ اور اگر پانی کے راستے سے سفر کرے تو دو دنوں میں پہنچتا ہے۔ تو (پھر) خشکی (کے راستے سے جانے کی صورت میں نماز) میں قصر کرے گا۔ اور پانی (کے راستے سے جانے کی صورت میں نماز) میں قصر نہیں کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
۱۲	(۱) اور پانی کے راستے سے تین دن ایسی حالت میں معتبر ہیں کہ ہوا اعتدال کے ساتھ ہو، نہ بہت تیز ہو اور نہ ساکن ہو۔ (ب) جیسا کہ پہاڑ کے سفر میں بھی (پہاڑی علاقہ میں سفر کی رفتار سے) تین دن کا اعتبار کیا جاتا ہے خواہ میدانی علاقہ میں اتنا سفر تین دن سے کم میں کٹتا ہو۔	جوہرہ نیرہ
۱۳	اگر (درمیانی) عادت کے[۲] مطابق سفر کرنے سے وہ مسافت تین دن کی تھی۔ پس کسی شخص نے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کیا اور دو دن یا اس سے بھی کم میں (اس مسافت کو طے کر کے منزلِ مقصود پر) پہنچ گیا تو وہ نماز میں قصر کرے گا۔	جوہرہ نیرہ
۱۴	چار رکعت والی فرض نمازوں میں مسافر پر دو رکعتیں فرض ہیں۔	ہدایہ
۱۵	اور قصر کرنا (چار رکعت فرضوں کی جگہ دو فرض پڑھنا) ہمارے ہاں واجب ہے۔	خلاصہ
۱۶	(۱) اگر کسی (مسافر) نے چار رکعت والی فرض نماز میں چار رکعتیں پڑھ لیں اور وہ دوسری رکعت پر تشہد کے بقدر التحیات کے لیے بیٹھا تو اسے کفایت کر جائے گا اور اس کی اخیر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ اور ایسا کرنے میں وہ برائی کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ سلام میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ (ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) دوسری رکعت پر بقدر تشہد التحیات کے لیے نہیں بیٹھا تو اس کی نماز باطل ہو گئی[۳]۔	ہدایہ
۱۷	اسی طرح اگر کسی (مسافر) نے پہلی دو رکعتوں میں یا ان میں سے کسی ایک رکعت میں قرائت چھوڑ دی تو ہمارے ہاں اس (مسافر) کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	تتارخانیہ
۱۸	(سفر میں چار رکعت والی فرض نمازوں میں) قصر کرنے کا (مذکورہ) حکم ہر مسافر کے لیے ہے۔ خواہ اس کا سفر نیکی کے لیے ہو یا گناہ کے لیے ہو (قصر کے لیے) حکم برابر ہے۔	محیط
۱۹	اس (مذکورہ حکم کی) طرح (سفر کے احکام میں) سوار اور پیادے کا حکم برابر ہے۔	تہذیب

[۳] نماز باطل ہونے کے مفہوم کے متعلق ۶۴/۱۶۹ حاشیہ اور ۲۱/۱۸۸ ملاحظہ نیز حکم نمبر ۶۴/۱۸۶، ۲۰ب/۲۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حواله
۲۰۵ ۲۰	ولا قصر فی السنن ۔	کذا فی المحیط السرخسی
۲۱	وبعضهم جوزوا للمسافر ترک السنن ۔ والمختار انه لا یأتی بها فی حال الخوف ویأتی بها فی حال القرار والامن ۔	هٰکذا فی الوجیز للکردری
۲۲	قال محمد رح یقصر حین یخرج من مصره ویخلف دور المصر ۔	کذا فی المحیط
	وفی الغیاثیة هو المختار وعلیه الفتویٰ ۔	کذا فی التاتارخانیة
	الصحیح ما ذکر انه یعتبر مجاوزة عمران المصر لا غیر الا اذا کان ثمة قریة او قریٰ متصلة بربض[1] المصر فحینئذ تعتبر مجاوزة القریٰ ۔ بخلاف القریة التی تکون متصلة بفناء[2] المصر فانه یقصر الصلوٰۃ وان لم یجاوز تلک القریة ۔	کذا فی المحیط
۲۳	وکذا اذا عاد من سفره الی مصره لم یتم حتی یدخل العمران ۔	
۲۴	ولا یصیر مسافرا بالنیة حتی یخرج ۔ ویصیر مقیما بمجرد النیة ۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	ثم المعتبر المجاوزة من الجانب الذی خرج منه حتی لو جاوز عمران المصر قصر وان کان بحذائه من جانب آخر ابنیة ۔	کذا فی التبیین
۲۶	وان کان فی الجانب الذی خرج منه محلة منفصلة عن المصر وفی القدیم کانت متصلة بالمصر لا یقصر الصلوٰۃ حتی یجاوز تلک المحلة ۔	کذا فی الخلاصة
۲۷	ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة ایام حتی یترخص برخصة المسافرین والا لا یترخص ابدا ولو طاف الدنیا جمیعها بان کان طالب آبق او غریم او نحو ذلک ۔ ویکفی فی ذلک القصد غلبة الظن یعنی اذا غلب علی ظنه انه یسافر قصر ولا یشترط فیه التیقن ۔	کذا فی التبیین
۲۸	ویعتبر ان یکون من اهل النیة حتی ان صبیا ونصرانیا	

[1] ردالمحتار میں ہے کہ ربض المصر سے مراد شہر کے ماحول میں مکانات اور رہنے کی جگہیں جو شہر کے حکم میں ہوتی ہیں ۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۲۰	قصر کرنے کا حکم سنت نمازوں میں نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۲۱	(ا) بعض فقہاء کے ہاں مسافر کے لیے سنتوں کا چھوڑ دینا جائز ہے۔	
	(ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ خوف کی حالت میں سنتیں نہ پڑھے اور امن و اطمینان کی حالت میں سنتیں پڑھے۔	وجیز للکردری
۲۲	(ا) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب مسافر اپنے شہر سے باہر نکل آئے اور شہر کے مکانات کو پیچھے چھوڑ دے تو اس وقت قصر کرے گا۔	محیط
	غیاثیہ[لہ] میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔	تتارخانیہ
	(ب) صحیح یہ ہے جو مذکور ہے کہ (اپنے) شہر کی آبادی سے نکل جانے کا اعتبار ہے۔ اس کے علاوہ (آبادی) کا اعتبار نہیں لیکن اگر وہاں ایک گاؤں یا کئی گاؤں جو شہر کے ماحول سے ملے ہوئے ہوں تو ان سے نکل جانے کا بھی اعتبار ہو گا	
	(ج) اور اس حکم کے خلاف اس گاؤں کا حکم ہے جو کہ شہر کے مفاد کی جگہوں سے ملا ہوا ہو! اس لیے کہ مسافر خواہ ایسے گاؤں سے باہر نہ نکلا ہو، قصر کرے گا۔	محیط
۲۳	اسی طرح جب مسافر اپنے سفر سے اپنے شہر کو لوٹے تو جب تک آبادی کے اندر داخل نہ ہو تب تک نماز (کی رکعتیں) پوری نہ پڑھے۔	
۲۴	(ا) مسافر جب تک شہر سے باہر نہ نکلے صرف نیت کرنے سے مسافر نہیں قرار پاتا۔	
	(ب) اور مسافر صرف اقامت کی نیت کرنے سے مقیم قرار پاتا ہے۔	محیط
۲۵	شہر سے نکلنا اس طرف سے معتبر ہے جس طرف سے مسافر شہر سے باہر نکلا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مسافر (ایک طرف سے) شہر کی آبادی سے باہر نکل گیا تو وہ نماز قصر ادا کرے گا خواہ اس شہر کی دوسری طرف کے مکانات اس کے سامنے پڑتے ہوں۔	تبیین
۲۶	اگر شہر کی اس طرف جس طرف سے مسافر باہر نکلا ہے کوئی ایسا محلہ ہو جو (اب) شہر سے جدا ہو اور پہلے وہ محلہ شہر سے ملا ہوا ہوتا تھا تو جب تک مسافر اس سے باہر نہ نکلے نماز میں قصر نہ کرے گا۔	خلاصہ
۲۷	(ا) مسافر کو رخصت کا حکم اس وقت حاصل ہو گا جب وہ تین دن کے سفر کی مسافت کا ارادہ کرے گا اور اگر اس نے اتنے سفر کا ارادہ نہ کیا تو خواہ ساری دنیا کا چکر لگا آئے اس کے لیے سفر کی رخصت کا حکم نہ ہو گا مثلاً اگر کوئی شخص کسی بھاگے ہوئے یا قرض دار شخص یا اسی طرح کے کسی شخص کی تلاش کر رہا ہو۔ (تو جب تک کہ تین دن کے سفر کی مسافت کا ارادہ نہ ہو گا سفر کی رخصت کا حکم نہ ہو گا)	
	(ب) اور مذکورہ مسافت کے ارادے میں صرف ظن غالب کافی ہے۔ یعنی جب اس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ (تین دن کی مسافت کا) سفر کرے گا تو نماز میں قصر کرے گا اور اس مسافت کا یقین ہونا شرط نہیں ہے۔	تبیین
۲۸	اور اس کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے کہ وہ مسافر نیت کی اہلیت رکھتا ہو حتیٰ کہ جب کسی لڑکے اور عیسائی نے سفر	

لہ ردالمحتار میں ہے کہ فنائے مصر سے مراد وہ جگہیں ہیں جو شہر کے مفاد کی خاطر بنائی ہوتی ہیں مثلاً گھوڑ دوڑ، قبرستان وغیرہ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۳۲، اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۲/۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	اذا خرجا الی السفر وسارا یومین ثم بلغ الصبی واسلم النصرانی فالصبی یتم والمسلم یقصر۔	کذا فی الزاھدی
۲۹	ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر۔	کذا فی الھدایۃ
	ھٰذا اذا سار ثلاثۃ ایام اما اذا لم یسر ثلاثۃ ایام فعزم علی الرجوع او نوی الاقامۃ یصیر مقیما وان کان فی المفازۃ۔	ھٰکذا فی معراج الدرایۃ
۳۰	ونیۃ الاقامۃ انما تؤثر بخمسۃ شرائط ترک السیر حتی لو نوی الاقامۃ وھو یسیر لم یصح۔ وصلاحیۃ الموضع حتی لو نوی الاقامۃ فی بر او بحر او جزیرۃ لم یصح واتحاد الموضع والمدۃ والاستقلال بالرأی۔	ھٰکذا فی معراج الدرایۃ
۳۱	قال شمس الائمۃ الحلوانیؒ عسکر المسلمین اذا قصدوا موضعا ومعھم اخبیتھم وخیامھم وفساطیطھم فنزلوا مفازۃ فی الطریق ونصبوا الاخبیۃ والفساطیط وعزموا فیھا علی اقامۃ خمسۃ عشر یوما لم یصیروا مقیمین لانھا حمولۃ ولیست بمساکن۔	کذا فی المحیط
۳۲	اختلف المتأخرون فی الذین یسکنون فی الخیام والاخبیۃ فی المفازات من الاعراب والتراکمۃ ھل صاروا مقیمین بالنیۃ عند ابی یوسفؒ فیہ روایتان فی احداھما لا وفی الاخریٰ قال یصیرون مقیمین وعلیہ الفتویٰ۔	کذا فی الغیاثیۃ
۳۳	وان نوی الاقامۃ اقل من خمسۃ عشر یوما قصر۔	ھٰکذا فی الھدایۃ
۳۴	ولو بقی فی المصر سنین علی عزم انہ اذا قضی حاجتہ یخرج ولم ینو الاقامۃ خمسۃ عشر یوما قصر۔	کذا فی التھذیب

۱ے اور لڑکے کے بالغ ہونے اور نصرانی کے اسلام لانے کے بعد نماز جمعہ پڑھنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۳}{۲۱۰}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ے کیونکہ اس کے لیے سفر کا حکم مستحکم نہیں ہوا۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱ صفحہ ۷۲۶۔ (مترجم) ۳ے پس بحری جہاز اور کشتی ملاح کے لیے وطن نہیں ہے۔ خواہ اہل وعیال ساتھ ہوں۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱ صفحہ ۷۳۷۔ اس لیے کہ سمندر کی سطح دارالحرب کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱ صفحہ ۷۳۸ اور جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۲۰۲}$ میں ہے۔ (مترجم) ۴ے یعنی ایسا جزیرہ جس میں لوگ آباد نہ ہوں۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۷۳۷۔ (مترجم) ۵ے مثلاً مسافروں میں سے ماتحت نے

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰	(شروع) کیا جب دو دن چلے تو لڑکا بالغ ہوگیا۔ اور عیسائی مسلمان ہوگیا۔ تو (اس صورت میں) لڑکا نماز پوری پڑھے گا اور وہ مسلمان (جو عیسائی سے مسلمان ہوا ہے) نماز میں قصر کرے گا۔	زاہدی
۲۹	(۲) اور مسافر کے لیے سفر کا حکم جاری رہے گا۔ جب تک کہ وہ کسی گاؤں یا شہر میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔	ہدایہ
	(ب) یہ حکم تب ہے کہ جب وہ تین دن سفر (کی مسافت) کر چکے اور اگر تین دن (کی مسافت) کا سفر نہیں کیا اور سفر سے واپسی کا ارادہ کیا یا ٹھہرنے کی نیت کر لی تو وہ مقیم قرار پا جائے گا خواہ بیابان میں ہو۔[۲]	معراج درایہ
۳۰	مقیم ہونے کی نیت کا اثر پانچ شرطوں سے ہوتا ہے۔ وہ[۱] مسافر سفر کرنا چھوڑ دے حتیٰ کہ اگر مسافر نے مقیم ہونے کی نیت کر لی اور وہ سفر کیے جا رہا ہے تو اس کی مقیم ہونے کی وہ نیت درست نہیں قرار پائے گی۔ جہاں[۲] مقیم ہونے کی نیت کی ہے وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو حتیٰ کہ اگر کسی مسافر نے صحرا میں یا پانی میں[۳] یا کسی (غیر آباد) جزیرہ میں ٹھہرنے کی نیت کی تو مقیم ہونے کی وہ نیت درست نہیں قرار پائے گی۔ ایک[۳] مقام پر ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اور (پندرہ دن کی)[۴] خاص مدت تک ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اور[۵] اقامت کی نیت کرنے میں اس مسافر کی رائے مستقل ہو۔[۵]	معراج درایہ
۳۱	شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کا لشکر کسی جگہ کا ارادہ کرے اور ان کے ساتھ سائبان اور سوتی اور اونی خیمے ہوں وہ راستے میں کسی جنگل بیابان میں اتر کر خیمے نصب کر دیں اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لیں تو وہ مقیم نہ قرار پائیں گے۔ اس لیے کہ وہ سب سامان اٹھا لے چلنے کا سامان ہے مسکن (ٹھہرنے کی جگہ) نہیں ہے۔	محیط
۳۲	فقہاء نے ان دیہاتیوں اور خانہ بدوشوں کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو جنگلوں بیابانوں میں سوتی اور اونی خیموں میں رہتے ہیں کہ آیا وہ نیت کریں تو مقیم قرار پاتے ہیں؟ اس کے حکم کے متعلق امام ابو یوسفؒ سے دو روایتیں ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں یہ حکم ہے کہ وہ مقیم نہیں قرار پاتے۔ اور دوسری روایت میں آپؒ نے کہا ہے کہ وہ مقیم قرار پاتے ہیں۔ اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔[۶]	غیاثیہ
۳۳	اگر کسی مسافر نے پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو وہ قصر کرے گا۔	ہدایہ
۳۴	اگر کوئی مسافر کسی شہر میں کئی سال اس ارادے سے رہے کہ جب اس کا کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور اس نے پندرہ روزہ ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو وہ نماز میں قصر کرے گا۔	تہذیب

اقامت کی نیت کی اور افسر مجاز نے اقامت کی نیت نہیں کی یا اس کی نیت کا حال معلوم نہ ہو سکا تو اس صورت میں قصر نہ چھوڑے گا۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ صـ۳۸ے (مترجم) ؎۶ در مختار میں ہے کہ جب ان کے پاس پانی اور گھاس وغیرہ مقیم ہونے کی مدت کے لیے کافی ہو تو وہ مقیم ہیں۔ اس لیے کہ مقیم ہونا اصل ہے۔ اور اگر وہ کسی ایسی جگہ کا قصد کریں جو سفر قرار پا سکتا ہو تو پھر وہ قصر کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ ماخوذ از در مختار۔ ج ۱۔ صـ۳۹ے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حواله
۲۰۵ ۳۵	الحجاج اذا وصلوا بغداد ولم ينووا الاقامة وعزموا ان لا يخرجوا الا مع القافلة ويعلمون ان بين هذا الوقت وبين خروج القافلة خمسة عشر يوما فصاعدا يتمون اربعا۔	هكذا فی محیط السرخسی
۳۶	ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما فی موضعين فان كان كل منهما اصلا بنفسه نحو مكة ومنى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما۔ وان كان احدهما تبعا للآخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما۔	هكذا فی محیط السرخسی
۳۷	ولو نوى الاقامة خمسة عشر يوما بقريتين النهار فی احداهما والليل فی الاخرى يصير مقيما اذا دخل التی نوى البيتوتة فيها۔	هكذا فی محیط السرخسی
	ولا يصير مقيما بدخوله اولا فی القرية الاخرى۔	كذا فی الخلاصة
۳۸	ذكر فی كتاب المناسك ان الحاج اذا دخل مكة فی ايام العشر ونوى الاقامة نصف شهر لا تصح لانه لا بد له من الخروج الى عرفات فلا يتحقق الشرط۔	
	وقيل كان سبب تفقه عيسى بن ابان هذه المسئلة وذلك انه كان مشغولا بطلب الحديث قال دخلت مكة فی اول العشر من ذی الحجة مع صاحب لی وعزمت على الاقامة شهرا فجعلت اتم الصلوٰة فلقينی بعض اصحاب ابی حنيفة رح فقال أخطأت فانك تخرج الى منى وعرفات فلما رجعت من منى بدا لصاحبی ان يخرج وعزمت على ان اصاحبه وجعلت اقصر الصلوٰة فقال لی صاحب ابی حنيفة رح أخطأت فانك مقيم بمكة فما لم تخرج منها لا تصير مسافرا فقلت أخطأت فی مسئلة فی موضعين فرحلت الى مجلس محمد رح واشتغلت بالفقه[1]۔	كذا فی البحر الرائق
۳۹	حاصر قوم مدينة فی دار الحرب او اهل البغی فی دار الاسلام فی غير مصر ونوى الاقامة خمسة عشر يوما قصر والان حالهم متردد بين بين قرار وفرار فلا تصح نيتهم وان نزلوا فی بيوتهم۔	كذا فی التمرتاشی

[1] ردالمحتار میں اس حکایت کے بعد لکھا ہے کہ اس صورت میں ان کی نصف ماہ ٹھہرنے کی نیت نے عرفات اور منیٰ سے واپسی کے بعد عمل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے عرفات اور منیٰ سے واپسی پر نصف ماہ ٹھہرنے کی پھر نیت کی ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۳۷ (مترجم)

دفعات دش نمبر		پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	۳۵	حج کو جانے والے لوگ جب بغداد پہنچے تو انہوں نے مقیم ہونے کی نیت نہ کی اور انہوں نے ارادہ کیا وہ قافلے کے ساتھ ہی جائیں گے اور وہ جانتے ہیں کہ قافلہ جانے میں اب سے بعد پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہے تو وہ (چار رکعت والی فرض نمازیں) چار رکعت پوری پڑھیں گے۔	محیط سرخسی
	۳۶	اگر کسی مسافر نے دو مقام میں (کُل) پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کی تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ا) اگر وہ دو مقام الگ مستقل مقام ہیں مثلاً مکہ مکرمہ، منیٰ، کوفہ اور حیرہ تو وہ مقیم نہ قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر ان دو مقاموں میں سے ایک مقام دوسرے کی ذیل میں ہو، حتیٰ کہ وہاں کے لوگوں پر جمعہ واجب ہوتا ہو تو وہ مقیم قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
	۳۷	اگر کسی مسافر نے دو گاؤں میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت یوں کی کہ دن کو (ان میں سے) ایک گاؤں میں رہا کرے گا اور رات کو (ان میں سے) دوسرے گاؤں میں رہا کرے گا تو (اس صورت میں) جب وہ اس گاؤں داخل ہوگا جس میں رات رہنے کی نیت کی ہے تو وہ مقیم قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
		اور (مذکورہ صورت میں) اولاً دوسرے گاؤں میں داخل ہونے سے مقیم نہ قرار پائے گا۔	خلاصہ
	۳۸	(ا) کتاب مناسک میں ہے کہ حج کو جانے والے لوگ اگر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں مکے میں داخل ہوں اور وہاں آدھا مہینہ ٹھہرنے کی نیت کر لیں تو ان کی نیت (مقیم قرار پانے کے لیے) صحیح نہیں ہے اس لیے کہ انہیں عرفات کو ضرور جانا پڑے گا۔ (ب) حکایت ہے کہ عیسیٰ بن ابانؒ کے فقہ سیکھنے کا سبب یہی مسئلہ ہُوا، اور وہ واقعہ یہ ہے کہ وہ حدیث کی طلب میں مشغول تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ذی الحجہ کے پہلے مہینہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مکہ میں داخل ہُوا اور میں نے ایک ماہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور فرض نماز (کی رکعتیں) پوری پڑھنا شروع کیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے کسی ساتھی سے میری ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے کہا کہ تو نے غلطی کی۔ اس لیے کہ تجھے منیٰ اور عرفات جانا پڑے گا۔ پھر جب میں منیٰ سے واپس آیا تو میرے ساتھی نے باہر جانے کا ارادہ کیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اور میں نے نماز میں قصر شروع کر دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھی نے کہا کہ تو نے پھر غلطی کی، اس لیے کہ تم ابھی مکے میں مقیم ہو[۵]۔ جب تک تم وہاں سے باہر نہ نکلو گے مسافر نہ قرار پاؤ گے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے ایک مسئلہ میں دو جگہ غلطی کی۔ چنانچہ میں نے امام محمدؒ کی مجلس کی طرف کوچ کیا اور فقہ میں مشغول ہوگیا۔	بحرالرائق
	۳۹	ایک قوم نے دارالحرب (کافروں کی مملکت) میں کسی شہر کا یا دارالاسلام (مسلمانوں کی مملکت) میں باغیوں کا محاصرہ ایسی جگہ کیا جو شہر نہیں ہے۔ اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو (اس صورت میں) وہ قصر کریں گے۔ اس لیے کہ ان کی حالت میں (استقلال بالکل نہیں) تردد ہے۔ اور اس میں قرار (ٹھہرنا) بھی ہوتا ہے اور فرار (بھاگنا) بھی ہوتا ہے[۵]۔ پس ان کی مقیم ہونے کی نیت صحیح نہیں قرار پائے گی۔ خواہ وہ گھر میں ہوں۔	تمرتاشی

[۵] جیسا کہ حکم نمبر ۴۸/۲۰۵ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰة المسافر — صلوٰة المسافر	حواله
۲۰۵ ۴۰	ولهذا قال اصحابنا رح فی تاجر دخل مدینة لحاجة نوی ان یقیم خمسة عشر یوما لقضاء تلك الحاجة لا یصیر مقیما لانه متردد بین ان یقضی حاجته فیرجع و بین ان لا یقضی فیقیم فلا تکون نیته مستقرة۔ وهذا الفصل حجة علی من یقول من اراد الخروج الی مکان ویرید ان یترخص برخص السفر ینوی مکانا ابعد منه وهذا غلط۔	کذا فی البحر الرائق ناقلا عن معراج الدرایة
۴۱	ومن دخل دار الحرب بامان ونوی الاقامة فی موضع الاقامة صحت نیته۔	کذا فی الخلاصة
۴۲	اذا اسلم الرجل من اهل الحرب فی دارهم فعلموا باسلامه وطلبوه لیقتلوه فخرج هاربا یرید مسیرة ثلاثة ایام فهو مسافر وان اقام فی موضع مختفیا شهرا او اکثر لانه صار محاربا لهم۔ وکذا المستامن اذا غدر وطلبوه لیقتلوه۔	کذا فی المحیط
۴۳	وان کان واحد من هؤلاء مقیما بمدینة من دار الحرب فلما طلبوه لیقتلوه اختفی فیها فانه یتم الصلوٰة فانه کان مقیما بهذه البلدة فلا یصیر مسافرا مالم یخرج منها۔	کذا فی المحیط
۴۴	وکذلك لو کان اهل مدینة من اهل الحرب اسلموا فقاتلهم اهل الحرب وهم مقیمون فی مدینتهم فانهم یتمون الصلوٰة۔	کذا فی المحیط
۴۵	وکذلك ان غلبهم اهل الحرب علی مدینتهم فخرجوا منها یریدون مسیرة یوم فانهم یتمون الصلوٰة۔ وان خرجوا یریدون مسیرة ثلاثة ایام قصروا الصلوٰة۔	کذا فی المحیط
۴۶	فان عادوا الی مدینتهم ولم یکن المشرکون عرضوا المدینة اتموا فیها الصلوٰة۔ وان کانوا المشرکون غلبوا علی مدینتهم واقاموا فیها ثم ان المسلمین رجعوا الیها وخلی المشرکون عنها فان کانوا اتخذوها دارا ومنزلا لا یبرحونها فصارت دار اسلام یتمون فیها الصلوٰة۔	

دفعات وشقی نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۴۰	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) وجہ سے ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ ایسا تاجر جو کسی شہر میں کسی کام کے لیے داخل ہوا ہو اور اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کر لی تو (اس صورت میں) وہ مقیم نہیں قرار پائے گا۔ اس لیے کہ اس کی حالت میں تردد ہے۔ اس کا کام ہو جائے تو وہ چلا جائے گا۔ اور اگر اس کا کام نہ ہوا تو وہ ٹھہرے گا۔ پس اس صورت میں اس کی پختہ نیت نہیں ہے۔ (ب) اور یہ فرق اس شخص پر حجت ہے جو یہ کہتا ہے کہ جیسے کسی (قریب) جگہ جانا ہو۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ سفر کی رخصتیں حاصل کرے تو وہ اس جگہ سے دور جگہ کے سفر کی نیت کرے۔ حالانکہ ایسا (حیلہ) کرنا غلط ہے۔	بحرالرائق
۴۱	جو شخص دار الحرب (کافروں کی مملکت) میں امن حاصل کر کے داخل ہوا۔ اور ٹھہرنے کے لائق جگہ میں مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے۔	خلاصہ
۴۲	(ا) مگر جب کافروں میں سے کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا تو حربیوں کو اس کے اسلام کا علم ہو گیا اور اسے قتل کرنے کے لیے تلاش کرنے لگے تو وہ ان کے ڈر سے تین دن سفر کا ارادہ کر کے بھاگ نکلا تو وہ مسافر قرار پائے گا، خواہ وہ کسی جگہ ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ چھپا رہا (مسافر رہے گا) اس لیے کہ وہ ان سے لڑنے والا قرار پائے گا۔ (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اس شخص کے لیے حکم ہے جو امن حاصل کر کے (دار الحرب میں) گیا اور اس کے ساتھ عہد شکنی کی گئی اور ان لوگوں نے اسے قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کی (تو وہ کہیں روپوش ہو گیا پس وہ مسافر ہی رہے گا)	محیط
۴۳	اگر ان (مذکورہ ۴۲/۲۰۵) میں سے کوئی دار الحرب (کافروں کی مملکت) میں کسی شہر میں مقیم تھا۔ پس جب ان لوگوں نے اسے قتل کرنے کے لیے تلاش شروع کی تو وہ اس شہر میں روپوش ہو گیا تو (اس صورت میں) وہ نماز پوری پڑھے گا۔ (قصر نہیں کرے گا) اس لیے کہ وہ اس شہر میں مقیم تھا۔ اب جب تک وہاں سے (سفر کے ارادے سے) باہر نہ نکلے۔ مسافر قرار نہ پائے گا۔	محیط
۴۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر دار الحرب (کافروں کی حکومت) کے کسی شہر کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تو حربیوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی اور وہ مسلمان اپنے شہر میں مقیم ہوں تو وہ نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہیں کریں گے)	محیط
۴۵	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) کی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) کافروں نے ان کے شہر پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ مسلمان ایک دن کے سفر کا ارادہ کر کے اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے تو وہ نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہیں کریں گے) (ب) اور اگر وہ مسلمان تین دن کے سفر کے ارادے سے نکلے تو قصر کریں گے۔	محیط
۴۶	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مسلمان اپنے شہر میں واپس آئیں اور اس شہر میں مشرکین نے سامنا نہ کیا ہو تو وہ مسلمان نماز پوری پڑھیں گے۔ (ب) اور اگر مشرکوں نے اس شہر پر غلبہ حاصل کیا۔ اور وہ اس میں رہ پڑے اور پھر مسلمان اس شہر کو واپس آئے تو مشرکوں نے شہر خالی کر دیا تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر مسلمان اس شہر کو اپنا گھر اور منزل بنا لیں اور وہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں تو وہ شہر دار الاسلام قرار پائے گا اور وہ اس میں نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہ کریں گے)	

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	وان کانوا لا یریدون ان یتخذوا دارا ولکن یقیمون فیہا شہرا ثم یخرجون الی دار الاسلام یقصرون الصلوٰۃ فیہا۔	کذا فی المحیط
۴۷	والاسیر فی دار الحرب اذا انفلت منہم ووطن علی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما فی غار او نحوہ لم یصر مقیما۔	کذا فی الخلاصۃ
۴۸	وفی التجنیس عسکر المسلمین اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا فی مدینۃ ان اتخذوہا دارا یتمون الصلوٰۃ وان لم یتخذوہا دارا ولکن ارادوا الاقامۃ بہا شہرا او اکثر فانہم یقصرون۔	کذا فی البحر الرائق
۴۹	وکل من کان تبعا لغیرہ یلزمہ طاعتہ یصیر مقیما باقامتہ ومسافرا بنیتہ وخروجہ الی السفر۔	کذا فی محیط السرخسی
	فیصیر الجندی مقیما فی الفیافی بنیۃ اقامۃ الامیر فی المصر۔	کذا فی الکافی فی نواقض الوضوء
	والاصل ان من یمکنہ الاقامۃ باختیارہ یصیر مقیما بنیۃ نفسہ ومن لا یمکنہ الاقامۃ باختیارہ لا یصیر مقیما بنیۃ نفسہ حتی ان المرأۃ اذا کانت مع زوجہا فی السفر والرقیق مع مولاہ والتلمیذ مع استاذہ والاجیر مع مستاجرہ والجندی مع امیرہ فہؤلاء لا یصیرون مقیمین بنیۃ انفسہم فی ظاہر الروایۃ۔	کذا فی المحیط
	ثم المرأۃ انما تکون تبعا للزوج اذا اوفاہا مہرہا المعجل واما اذا لم یوفہا فلا تکون تبعا لہ قبل الدخول۔	
	والجندی انما یکون تبعا للامیر اذا کان یرزق من الامیر۔	کذا فی التبیین
	اما اذا کانت ارزاقہم من اموال انفسہم فالعبرۃ لنیتہم۔	کذا فی الظہیریۃ
۵۰	المحبوس بالدین والملازم بہ یعتبر فیہ نیۃ صاحب الدین ان کان المطلوب معسرا وان کان موسرا یعتبر فیہ نیۃ المطلوب حتی لو عزم ان لا یقضی دینہ فہو کالمعسر۔	کذا فی المضمرات
۵۱	العبد اذا کان بین المولیین فی السفر فنوی احدہما الاقامۃ دون الآخر	

۱؎ اس لیے کہ اس کی حالت متردد ہے وہ مذکورہ مدت سے پہلے ہی جونہی موقع پائے گا بھاگ نکلے گا۔ ماخوذ بحوالہ فتح از رد المحتار، ج ۱، ص ۳۸۷۔ (مترجم)

۲؎ اس لیے کہ وہ دار الحرب ہے اور وہ اس میں حالتِ جنگ میں ہیں۔ اور یہ الٹ قرار اور فرار میں متردد ہے اور ان کے مقیم ہونے کے ارادے کے منافی ہے۔ خواہ لشکر اسلام کو شوکت حاصل ہو۔ کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ دشمن کو مدد پہنچ جائے یا وہ دھوکہ کی چال چلیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱، ص ۸۷۔ اور اس کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) مسلمانوں کا ارادہ اس شہر کو گھر بنانے کا نہ ہو لیکن یہ ارادہ ہو کہ وہ اس میں ایک ماہ ٹھہریں گے۔ پھر دارالاسلام کی طرف چلے جائیں گے تو (اس صورت میں) وہ اس شہر میں نماز قصر ادا کریں گے۔	محیط
۴۷	کوئی (مسلمان) قیدی جو کافروں کی حکومت میں تھا وہ جب ان سے بچ نکلا تو کسی غار وغیرہ میں وطن بنا کر پندرہ دن ٹھہرا تو (اس سے) وہ مقیم نہ قرار پائے گا۔[۹۱]	خلاصہ
۴۸	تجنیس میں ہے کہ اگر مسلمانوں کا لشکر کافروں کی حکومت میں داخل ہوا اور کسی شہر پر قبضہ کر لیا تو (اس کا حکم یہ ہے) اگر انہوں نے اس شہر کو گھر بنا لیا تو نماز پوری پڑھیں گے (قصر نہ کریں گے) اور اگر انہوں نے اس شہر کو گھر نہ بنایا لیکن انہوں نے اس شہر میں ایک ماہ یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ نماز قصر کے ساتھ پڑھیں گے۔[۹۲]	بحرالرائق
۴۹	(ا) جو شخص کسی دوسرے شخص کے ماتحت ہو اور اس کی اطاعت اس پر لازم ہو تو وہ ماتحت اس افسر کے مقیم ہونے سے مقیم قرار پائے گا اور اس کی نیت سفر اور سفر کی طرف نکلنے سے مسافر قرار پائے گا۔	محیط سرخسی
	(ب) پس فوج کا افسر کسی شہر میں مقیم ہونے کی نیت کرے تو اس کا فوجی جنگل میں مقیم قرار پائے گا۔	کافی
	(ج) (ان مسائل میں) اصول یہ ہے کہ جو شخص اپنے اختیار سے مقیم ہو سکتا ہے وہ اپنی نیت سے مقیم قرار پاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اختیار سے مقیم نہیں ہو سکتا وہ اپنی نیت سے مقیم قرار نہیں پاتا حتیٰ کہ جب سفر میں عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہو! اور غلام اپنے آقا کے ساتھ ہو اور شاگرد اپنے استاد کے ساتھ ہو اور نوکر اپنے سردار کے ساتھ ہو اور سپاہی اپنے افسر کے ساتھ تو ظاہر روایت کے بموجب یہ سب اپنی نیت سے مقیم نہ قرار پائیں گے۔	محیط
	(د) پھر عورت اپنے خاوند کی ذیل میں اس وقت قرار پاتی ہے جب خاوند اس کا مہر معجل (جس مہر کی ادائیگی فوری قرار پائی ہو) ادا کر دے۔ اور اگر خاوند نے عورت کا مہر معجل ادا نہیں کیا تو وہ عورت دخول سے پہلے اس کی ذیل میں نہ قرار پائے گی۔	
	(س) اور فوجی اپنے افسر کی ذیل میں اس وقت قرار پاتا ہے جب کہ اس کی خوراک اس افسر کی طرف سے ہو۔[۹۳] اور اگر ان کی خوراک خود ان کے اپنے مال سے ہو تو (سفر اور اقامت میں) ان کی اپنی نیت معتبر ہوگی۔	تبیین ظہیریہ
۵۰	جو شخص قرض کے بدلے پکڑا ہوا ہو اور قرض خواہ کی حوالات میں ہو تو اس کے لیے قرض خواہ کی نیت کا اعتبار ہے بشرطیکہ وہ مقروض اس قرض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور اگر مقروض اس قرض کو ادا کر سکتا ہو تو مقروض کی نیت کا اعتبار ہے۔ اور اگر مقروض یہ ارادہ کرے کہ وہ قرض خواہ کا قرض ادا نہیں کرے گا تو اس کا حکم قرض ادا نہ کر سکنے والے کی طرح ہے۔	مضمرات
۵۱	سفر میں کسی غلام کے دو مالک ہیں! ان میں سے ایک نے مقیم ہونے کی نیت کی اور دوسرے نے نہ کی تو (اس غلام	

۹۳ درمختار میں اور ردالمحتار میں بحوالہ شرح منیہ ہے کہ فوجی اپنے امیر (افسر) کی ذیل میں تب قرار پاتا ہے جب کہ اس کی خوراک اس امیر کی طرف سے یا بیت المال کی طرف سے ہو۔ اور حاکم نے اس فوجی کو اس افسر کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہو۔ اور ذخیرہ میں ہے۔ المتطوع بالجہاد۔ اسلامی فوج میں بلغیر معاوضہ رضا کارانہ خدمات سرانجام دینے والا نماز کی قصر کے احکام میں افسر کی ذیل میں نہیں ہوتا۔ ماخوذ از در مختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ صفحہ ۷۴۴، صفحہ ۷۴۵۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	فان کان تہایاہ فی خدمتہ فالعبد یتم یوم خدمتہ ویقصر یوم خدمۃ الاخر۔	
	وان لم یکونا تہایاہ قالوا ینبغی ان یصلی اربعا اعتبارا للاصل ویقعد علی راس الرکعتین لامحالۃ احتیاطا۔	کذا فی الغیاثیۃ
۵۲	ان لم یعلم التبع باقامۃ الاصل یصیر مقیما وقیل لا یصیر مقیما وھو الاصح لان فی لزوم الحکم قبل العلم بہ حرجا وضررا وھو مدفوع شرعا۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	العبد اذا خرج مع مولاہ یسألہ فان لم یخبرہ اتم صلوٰتہ وان صلی اربعا ایاما ولم یقعد فی الثانیۃ ثم اخبرہ مولاہ انہ قصد مسیرۃ سفر حین خرج الاصح انہ لایعیدھا لما بینا۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۴	اذا ام العبد مولاہ ومعہ جماعۃ من المسافرین فلما صلی رکعۃ نوی المولیٰ الاقامۃ صحت نیتہ فی حقہ وفی حق العبد ولا یظہر فی حق القوم فی قول محمد رح فیصلی العبد رکعتین ویقدم الواحد من المسافرین لیسلم بالقوم ثم یقوم المولیٰ والعبد ویتم کل واحد منہما صلوٰتہ اربعا۔	
	ثم بماذا یعلم العبد ان المولیٰ نوی الاقامۃ قال بعضہم یقوم المولیٰ بازاء العبد فینصب اصبعیہ اولا ویشیر باصبعیہ ثم ینصب اربع اصابع ویشیر باصابعہ الاربع۔	کذا فی المحیط
۵۵	ولو نوی المسافر الاقامۃ فی الصلوٰۃ فی الوقت اتمہا منفردا کان او مقتدیا مسبوقا او مدرکا۔	
	فان کان لاحقا فنوی الاقامۃ بعد فراغ امامہ لم یتمہا بخلاف ما لو نوی الاقامۃ قبل فراغ الامام فان تکلم اللاحق بعد ما نوی الاقامۃ صلی اربعا ان کان فی الوقت وان خرج الوقت صلی رکعتین۔	کذا فی محیط السرخسی

۵۱ مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۴۳/۱۱۰ کا حاشیہ اور حکم ۱/۱۲۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۵۲ لاحق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۴۳/۱۱۰ کا حاشیہ اور حکم ۱/۱۷۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات ورشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کا بیان — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵	کے لیے حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ان دونوں نے اسے باری باری اپنی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے تو وہ غلام اس ایک کی خدمت کے دن (جس نے مقیم ہونے کی نیت کی ہے) پوری نماز پڑھے گا۔ اور دوسرے کی خدمت کے دن (جس نے مقیم ہونے کی نیت نہیں کی ہے) نماز میں قصر کرے گا۔ (ب) اور اگر ان دونوں نے اسے باری باری خدمت کے لیے مقرر نہیں کیا ہے تو فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس غلام کو چاہیئے کہ اصل کے اعتبار سے چار رکعتیں پڑھے (یعنی قصر نہ کرے) اور از روئے احتیاط دو رکعتوں کے بعد قعدہ ضرور کرے۔	غیاثیہ
۵۲	اور اگر ماتحت (مسافر) کو اپنے اصل (یعنی خاوند، مالک، استاد آقا اور افسر وغیرہ) کے مقیم ہونے کا حال معلوم نہ ہو تو بعض کا قول ہے کہ وہ مقیم قرار پاتا ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ مقیم نہیں قرار پاتا اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ معلوم ہونے سے پہلے حکم لاگو ہونے میں حرج اور ضرر ہے اور ایسا حکم شریعت میں رد کیا ہوا ہے۔	محیط سرخسی
۵۳	غلام جب اپنے آقا کے ساتھ نکلے تو اسے چاہیئے کہ اس سے پوچھ لے اور اگر وہ اسے نہ بتائے تو غلام اپنی نماز پوری پڑھے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) غلام نے چند روز چار رکعتیں پڑھیں (یعنی نماز میں قصر نہ کی) اور دوسری رکعت پر التحیات کے لیے نہ بیٹھا، پھر اس کے آقا نے اسے بتایا کہ وہ جب سے نکلا ہے سفر کی نیت سے روانہ ہوا ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ غلام ان نمازوں کو نہ لوٹائے اس سبب سے جسے ہم نے (۵۲/۲۰۵ میں) بیان کر دیا ہے۔	محیط سرخسی
۵۴	(ا) جب غلام اپنے آقا کی امامت کرے اور اس جماعت میں اور مسافر بھی ہوں۔ پس جب اس نے ایک رکعت پڑھی تو آقا نے مقیم ہونے کی نیت کر لی، تو آقا کی نیت اس کے حق میں صحیح ہو جائے گی۔ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب جماعت والے دوسرے لوگوں کے حق میں یہ حکم جاری نہ ہوگا۔ پس غلام دو رکعتیں پڑھنے کے بعد جماعت کے مسافروں میں سے کسی ایک کو (امامت کے لیے) آگے کر دے گا تاکہ وہ جماعت والوں کے ساتھ سلام پھیر دے۔ پھر غلام اور آقا کھڑے ہوں گے اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی نماز چار رکعتیں پوری کرے گا۔ (ب) پھر (یہ امر کہ) کس طرح غلام جان لے گا کہ (اس کے) آقا نے مقیم ہونے کی نیت کر لی ہے (اس کے متعلق) بعض نے کہا ہے کہ آقا اپنے غلام کے سامنے کھڑا ہو، پھر پہلے اپنی دو انگلیاں کھڑی کرے اور ان سے اشارہ کرے پھر چار انگلیاں کھڑی کرے اور ان چار انگلیوں سے اشارہ کرے۔	محیط
۵۵	(ا) اگر مسافر نے نماز کے وقت میں اپنی نماز کے اندر مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ پوری نماز پڑھے (قصر نہ کرے) خواہ اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا مقتدی ہو یا مسبوق ہو یا اس نے سبھی رکعتیں امام کے ساتھ پائی ہوں۔ اور اگر وہ لاحق تھا اور اس نے امام کے فارغ ہونے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ نماز پوری نہ پڑھے گا (بلکہ قصر کرے گا) اور اگر اس نے امام کے فارغ ہونے سے پہلے مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی پھر وہ قصر نہ کرے گا) پس اگر لاحق نے مقیم ہونے کی نیت کرنے کے بعد بات کر دی اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو وہ چار[۵۷] رکعتیں نماز پڑھے گا (قصر نہیں کرے گا) اور اگر اس نماز کا وقت نکل چکا ہے تو وہ دو رکعتیں پڑھے گا (یعنی قصر کرے گا)۔	محیط سرخسی

۵۷ کیونکہ نماز قصر سے پوری نماز ہونے اور پوری نماز سے قصر ہونے کی تبدیلی میں نماز کے اس وقت کا آخری حصہ معتبر ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز اس وقت میں پہلے ادا نہیں ہوئی۔ ماخوذ از رد المحتار، ج ۱ ص ۷۴۲۔ اس کے متعلق حکم ۵۷/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵	ولو خرج الوقت وهو فی الصلوٰۃ فنوی الاقامة فانه لایتحول فرضه الی الاربع فی حق تلک الصلوٰۃ۔	کذا فی الخلاصۃ
۵۶	المسافر اذا نوی الاقامة بعد ما سلم وعلیه سهو لم تصح نیته فی هذه الصلوٰۃ لانه نوی الاقامة بعد الخروج ویسقط عنه سجود السهو فی قول ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ لانه لو عاد الی سجود السهو تصح نیة الاقامة وینقلب فرضه اربعا وتصیر السجدة فی خلال الصلوٰۃ فیبطل۔ وان سجد للسهو ثم نوی الاقامة تصح نیته وتصیر صلوٰته اربع سواء سجد سجدتین او سجدة واحدة او نوی الاقامة فی السجدة لانه لما سجد للسهو عادت حرمة الصلوٰۃ فصار کما نوی الاقامة فیها۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولو کان مسافرا فی اول الوقت ان صلی صلوٰۃ السفر ثم اقام فی الوقت لایتغیر فرضه۔ وان لم یصل حتی اقام فی آخر الوقت ینقلب فرضه اربعا وان لم یبق من الوقت الاقدر ما یسع فیه لبعض الصلوٰۃ۔ وان اقام بعد الوقت یقضی صلوٰۃ السفر۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	رجل صلی الظهر ثم سافر فی الوقت ثم صلی العصر فی وقته ثم ترک السفر قبل غروب الشمس ثم ذکر انه صلی الظهر والعصر بغیر وضوء یصلی الظهر رکعتین والعصر اربعا۔ ولو صلی الظهر والعصر وهو مقیم ثم سافر قبل غروب الشمس ثم ذکر انه صلاهما بغیر وضوء یصلی الظهر اربعا والعصر رکعتین۔	کذا فی محیط السرخسی
۵۹	مسافر ام قوما مسافرین فاحدث واستخلف مسافرا فنوی الثانی الاقامة لایتغیر فرض من خلفه۔ وان نوی الامام الاقامة بعد ما احدث قبل ان یخرج من المسجد یصیر فرضه وفرض القوم اربعا۔	کذا فی الظهیریة

لـ۵ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱-۲۲/۲۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

لـ۵۲ اس کے متعلق حکم ۵۵/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۵۵	اگر اس نماز کا وقت نکل گیا اور وہ نماز میں تھا پس اس نے مقیم ہونے کی نیت کرلی۔ تو اس صورت میں اس نماز کے حق میں وہ (قصر) نماز چار رکعتوں میں تبدیل نہ ہوگی۔	خلاصہ
۵۶	(ا) مسافر نے سلام پھیرنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی اور اس پر سجدہ سہو تھا تو اس نماز میں اس کی مقیم ہونے کی نیت صحیح نہ ہوگی۔ اس لیے کہ اس نے (گویا) نماز سے نکل چکنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی ہے اور اس کا سجدہ سہو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ساقط ہو جائے گا کیونکہ اگر وہ سجدہ سہو کی طرف لوٹے گا تو (نماز کے اندر ہونا قرار پاکر) اس کی مقیم ہونے کی نیت صحیح ہو جائے گی اور اس کے فرض چار ہو جائیں گے اور پھر سجدہ سہو نماز کے درمیان واقع قرار پاکر باطل ہو جائے گا۔ (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) سجدہ سہو کرلیا پھر مقیم ہونے کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح قرار پائے گی اور اس کی نماز چار رکعتیں ہو جائے گی خواہ اس نے دو سجدے کیے ہوں یا ایک سجدہ کیا ہو یا اس نے سجدے کے اندر مقیم ہونے کی نیت کی ہو۔ اس لیے کہ جب اس نے سجدہ سہو کیا تو نماز کی حرمت لوٹ آئی اور (اس میں مقیم ہونے کی نیت کرنا) ایسا ہو گیا گویا کہ اس نے مقیم ہونے کی نیت نماز کے اندر کی ہے۔	قاضی خان
۵۷	(ا) اگر کوئی شخص نماز کے اول وقت میں مسافر تھا تو اگر اس نے وہ نماز سفر کی نماز (قصر) پڑھ لی۔ پھر اس مسافر نے اس نماز کے وقت میں مقیم ہونے کی نیت کرلی تو اس وقت کے فرض (چار میں) تبدیل نہ ہوں گے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ اس نماز کے وقت کے آخری حصہ میں اس نے مقیم ہونے کی نیت کرلی تو اس کے فرض چار رکعت ہو جائیں گے (یعنی قصر نہ کرے گا)، خواہ اس نماز کا وقت صرف اتنا باقی رہا تھا جس میں نماز کا صرف بعض حصہ پڑھ سکتا ہے۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے اس نماز کا وقت گزرنے کے بعد مقیم ہونے کی نیت کی تو وہ سفر کی نماز (یعنی قصر کے ساتھ) قضا کرے گا۔	قاضی خان
۵۸	(ا) کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اسی نماز کے وقت میں سفر شروع کیا۔ پھر عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھی پھر اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے سفر چھوڑ دیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر اور عصر کی نماز وضو کے بغیر پڑھی ہے۔ تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ظہر کی دو رکعتیں (قضا) اور عصر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ (ب) اور اگر اس نے مقیم ہونے کی حالت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھی پھر اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ظہر اور عصر کی نمازیں وضو کے بغیر پڑھی ہیں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ظہر کی نماز چار رکعتیں (قضا) پڑھے گا اور عصر کی دو رکعتیں پڑھے گا۔	محیط سرخسی
۵۹	(ا) کسی مسافر نے مسافروں کی امامت کی تو امام کو حدث (وضو توڑنے والا امر) پیش آگیا پس اس نے کسی مسافر کو خلیفہ بنایا۔ پھر دوسرے امام نے مقیم ہونے کی نیت کرلی تو اس کے مقتدیوں کے فرض (چار میں) تبدیل نہ ہوں گے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں پہلے) امام نے حدث پیش آنے کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے مقیم ہونے کی نیت کرلی تو اس کے اور تمام مقتدیوں کے فرض چار رکعتیں ہو جائیں گے (یعنی وہ قصر نہ پڑھیں گے)	ظہیریہ

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر — صلوٰۃ المسافر	حوالہ
۲۰۵ ۶۰	مسافر اقتدی بمسافر فاحدث الامام فاستخلف مقیما لم یلزم المسافر الاتمام۔	کذا فی محیط السرخسی
۶۱	وان اقتدی مسافر بمقیم اتم اربعا وان افسده یصلی رکعتین۔ بخلاف ما لو اقتدی به بنیة النفل ثم افسد حیث یلزمه الاربع۔	کذا فی التبیین
۶۲	وان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم واتم المقیمون صلوتهم۔	کذا فی الهدایة
	وصاروا منفردین کالمسبوق الا انهم لا یقرؤن فی الاصح۔	هکذا فی التبیین
۶۳	ویستحب للامام ان یقول اتموا صلوتکم فانا قوم سفر۔	کذا فی الهدایة
۶۴	الخلیفة اذا سافر یصلی صلوة المسافرین۔	کذا فی الذخیرة
۶۵	ولا یکره الخروج للسفر یوم الجمعة قبل الزوال وبعده وان کان یعلم انه لا یخرج من مصره الا بعد مضی الوقت یلزمه ان یشهد الجمعة ویکره له الخروج قبل ادائها۔	کذا فی محیط السرخسی
۶۶	ولا تسافر المرأة بغیر محرم ثلاثة ایام وما فوقها۔ والصبی الذی لم یدرک لیس بمحرم وکذا المعتوه والشیخ الکبیر الذی یعقل محرم۔	هکذا فی المحیط فی کتاب الاستحسان والکراهة
۶۷	واذا دخل المسافر مصره اتم الصلوة وان لم ینو الاقامة فیه سواء دخله بنیة الاختیار او دخله لقضاء الحاجة۔	کذا فی الجوهرة النیرة
۶۸	عبارة عامة المشائخ رحمهم الله ان الاوطان ثلاثة۔ وطن اصلی وهو مولد الرجل او البلد الذی تأهل به۔ ووطن سفر وقد سمی وطن اقامة وهو البلد الذی ینوی المسافر الاقامة فیه خمسة عشر یوما او اکثر۔ ووطن سکنی وهو البلد الذی ینوی الاقامة فیه دون خمسة عشر یوما۔	

۱ تاکہ کسی مقتدی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ امام سے بھول ہو گئی ہے۔ یا نماز شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو بتادے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۵۴۲ (مترجم)

۲ تین دن کا سفر تیز رفتاری سے کم وقت میں کیا جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام — مسافر کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۵ ۶۰	کسی مسافر نے مسافر کی اقتدا کی پھر امام کو حدث پیش ہوا تو اس امام نے کسی مقیم شخص کو خلیفہ بنایا تو (اس صورت میں) اس (مسافر) مقتدی پر نماز پوری (چار رکعتیں) پڑھنا لازم نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۶۱	(ا) اگر کسی مسافر نے کسی مقیم کی اقتدا کی تو وہ (مسافر) چار رکعتیں پوری پڑھے۔ اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس نماز کو فاسد کر دیا تو دو رکعتیں پڑھے گا۔ (ب) اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب مسافر نے مقیم کی اقتدا نفل نماز کی نیت سے کی پھر اس نماز کو فاسد کر دیا تو اس پر چار رکعتیں پڑھنا لازم ہوگا۔	تبیین
۶۲	اگر مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کے ساتھ دو رکعتیں نماز (قصر کے ساتھ) پڑھی تو امام سلام پھیر دے گا اور مقتدی اپنی اپنی نماز پوری کر لیں گے۔ اور وہ مسبوق کی طرح اکیلے نماز پڑھنے والے قرار پائیں گے، البتہ وہ زیادہ صحیح قول کے بموجب قرأت نہ کریں گے۔	ہدایہ تبیین
۶۳	(مسافر) امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ یوں کہہ دے کہ "اپنی اپنی نمازیں پوری کر لو ہم مسافر ہیں"۔[۵۱]	ہدایہ ذخیرہ
۶۴	خلیفہ اگر سفر کرے تو وہ مسافروں کی نماز (قصر) پڑھے گا۔	
۶۵	جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور بعد سفر کے لیے نکلنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر وہ جانتا ہو کہ وہ اپنے شہر سے جمعہ کا وقت گزرنے کے بعد نکلے گا تو اس پر لازم ہے کہ جمعہ میں حاضر ہو۔ اور (اس صورت میں) اس کے لیے جمعہ ادا کرنے سے پہلے نکلنا مکروہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۶۶	(ا) عورت تین دن[۵۲] یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔ (ب) وہ لڑکا جو ابھی بالغ نہیں ہوا ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جو خفیف العقل (مدہوش) ہو محرم نہیں قرار پاتا۔[۵۳] (ج) اور بہت بوڑھا جس کی عقل درست ہے اس کا محرم ہونا درست ہے۔	محیط
۶۷	مسافر جب اپنے شہر میں داخل ہو تو نماز پوری پڑھے (قصر نہ کرے)، خواہ اس میں مقیم ہونے کی نیت نہ کرے اور اس حکم میں برابر ہے کہ وہ اس شہر میں (محض) اپنی مرضی سے آیا ہو یا وہ اس شہر میں کسی ضرورت سے آیا ہو۔	جوہرہ نیرہ
۶۸	(ا) عام مشائخ رحمہم کی عبارت میں وطن تین قسم ہے۔ (ا) اصلی وطن اور وہ اس کی پیدائش کا علاقہ ہے۔ یا وہ شہر جہاں اس کے اہل و عیال ہوں۔ (ب) سفری وطن اور اسے وطن اقامت بھی کہتے ہیں۔ اور وہ ایسا شہر ہے جہاں مسافر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے (ج) رہائشی وطن۔ اور وہ ایسا شہر ہے جہاں مسافر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے۔	

[۵۳] المعتوہ جو خفیف العقل ہو۔ ماخوذ از المنجد اردو۔ صفحہ ۷۴۴۔ یعنی وہ کم عقل شخص جو بالکل دیوانہ تو نہیں۔ لیکن وہ اتنی عقل نہیں رکھتا کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے اور وہ مستورات کی حفاظت کر سکے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۵	وعبارۃ المحققین من مشائخنا ان الوطن وطنان وطن اصلی ووطن اقامۃ ولم یعتبروا وطن السکنیٰ وطنا وھو الصحیح۔	ھٰکذا فی الکفایہ
۶۹	ویبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باھلہ و اما اذا لم ینتقل باھلہ ولکنہ استحدث اھلا ببلدۃ اخریٰ فلا یبطل وطنہ الاول ویتم فیھا۔ ولا یبطل الوطن الاصلی بانشاء السفر وبوطن الاقامۃ۔ ووطن الاقامۃ یبطل بوطن الاقامۃ وبانشاء السفر و بالوطن الاصلی۔	ھٰکذا فی التبیین
۷۰	ولو انتقل باھلہ ومتاعہ الیٰ بلد وبقی لہ دور و عقار فی الاول قیل بقی الاول وطنا لہ والیہ اشار محمدؒ فی الکتاب۔	کذا فی الزاھدی
۷۱	ثم تقدم السفر لیس بشرط لثبوت الوطن الاصلی بالاجماع۔	کذا فی المحیط
۷۲	وھل من شرط وطن الاقامۃ تقدم السفر علیہ فیہ روایتان احداھما لا یکون الا بعد السفر ثلاثۃ ایام۔ والثانیۃ یکون وطنا وان لم یتقدمہ سفر ولم یکن بینہ وبین اھلہ ثلاثۃ ایام۔	کذا فی السراج الوھاج
	وھو ظاھر الروایۃ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق وشرح المنیہ لابن امیر الحاج
۷۳	المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطریق ولا ینتظر الرفقۃ جاز لہ تاخیر الصلوٰۃ لانہ بعذر منہ۔	کذا فی فتاویٰ الغرائب

ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ

۲۰۶ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ تعداد شق ۴۲

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ) یجوز التطوع علی الدابۃ خارج المصر ویومی حیث توجھت الدابۃ۔	کذا فی محیط السرخسی
۲	فان صلی الیٰ غیر ما توجھت الدابۃ لا یجوز۔	کذا فی السراج الوھاج

۵۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۹۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۲ یہ احکام نفل نمازوں سے متعلق ہیں۔ اور سواری کے جانور پر فرض نماز کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۰۶، ۱۶/۱۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵۳ یعنی اس صورت میں ہمارے ہاں ابتداءِ نماز میں قبلہ رو ہونا شرط نہیں ہے۔ البتہ اس کے مستحب ہونے کو اشبہ کہا گیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ ص ۶۵۴، ۶۵۵۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰	(ب) اور ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے محققین کی عبارت میں وطن دو ہیں۔ (ایک) اصلی وطن۔ اور (دوسرے) وطنِ اقامت اور ان کے ہاں رہائشی وطن کو معتبر نہیں کہا گیا اور یہی حکم صحیح ہے۔	کفایہ
۶۹	(ا) (ایک) اصلی وطن۔ (دوسرا) اصلی وطن (بنا لینے) سے باطل ہو جاتا ہے جبکہ پہلے وطن سے مع اپنے اہل وعیال منتقل ہو جائے۔ اور اگر اپنے اہل وعیال سمیت منتقل نہیں ہوا ہو، لیکن اس نے دوسرے شہر میں ایک اور نکاح کر لیا ہے تو اس سے پہلا وطن باطل نہ ہوگا اور دونوں وطنوں میں نماز پوری پڑھے گا (قصر نہ کرے گا)۔ (ب) اور اصلی وطن سفر کر جانے اور وطنِ اقامت بنا لینے سے باطل نہیں ہوتا۔ (ج) اور (ایک) وطنِ اقامت (دوسرا) وطنِ اقامت (بنا لینے) سے اور سفر کر جانے سے اور اصلی وطن سے باطل ہو جاتا ہے۔	تبیین
۷۰	اگر (کوئی شخص اصلی وطن سے) بال بچوں سمیت کسی شہر کو منتقل ہو گیا لیکن مکانات اور زمین پہلے شہر میں باقی ہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ پہلا شہر اس کا وطن باقی رہے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔	زاہدی
۷۱	پھر اصلی وطن مقرر ہونے کے لیے پہلے سفر ہونا شرط نہیں۔ اس پر اجماع ہے۔	محیط
۷۲	(ا) اور کیا وطنِ اقامت سے پہلے سفر ہونے کی شرط ہے۔ اس میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ وطنِ اقامت تین دن کے سفر کے بعد ہی مقرر ہوتا ہے۔ (ب) دوسری[1] روایت یہ ہے کہ وہ وطنِ اقامت تین دن کے سفر سے پہلے بھی مقرر ہو جاتا ہے، خواہ اس کے اور اس کے بال بچوں کے درمیان تین دن کا فاصلہ نہ ہو۔ اور یہی[2] (مذکورہ حکم) ظاہر روایت ہے۔	سراج وہاج [1] بحر الرائق - [2] شرح منیہ
۷۳	مسافر کو اگر چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر ہو اور ساتھی اس کا انتظار نہ کریں۔ تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز (اپنے وقت سے) مؤخر کر دے، اس لیے کہ وہ معذور ہے[91]۔	غرائب

مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۰۶ سواری کے جانور پر اور کشتی پر نماز پڑھنا اور اس میں ۴۲ شقیں ہیں

۱	(مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور اور کشتی پر نماز پڑھنے کے مسائل میں) شہر سے باہر جانور پر سوار ہو کر نفل[92] پڑھنا جائز ہے۔ اور اس طرف اشارے سے نماز پڑھے گا جس طرف جانور کا رخ ہے[93]۔	محیط سرخسی
۲	اور جس طرف جانور کا رخ ہے اگر کسی نے اس طرف کے علاوہ رخ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہ ہوگا[94]۔	سراج وہاج

[93] اس کے متعلق حکم نمبر 11/206 ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں جانور کے رخ کے علاوہ طرف کو رخ کر کے نماز پڑھنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۵۴۔ اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) جانور کے رخ کے علاوہ اور قبلہ کی سمت کے علاوہ رخ کر کے نماز پڑھی تو جائز نہیں ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ عمدۃ الرعایہ۔ ج ۱ ص ۱۶۵۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر - ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابة والسفینة	حوالہ
۲۰۶ ۳	ولا یجوز فی المصر عند ابی حنیفةؒ۔	کذا فی محیط السرخسی
۴	والصحیح ان المسافر وغیر المسافر فی ذلک سواء بعد ان یکون خارج المصر حتی ان من خرج الی ضیاعه جاز له ان یصلی التطوع علی الدابة وان لم یکن مسافرا۔	کذا فی المحیط
۵	تکلموا فی حد خارج المصر والاصح انه مقدار ما یجوز للمسافر القصر فیه۔	کذا فی السراج الوهاج
۶	وکیفیة الصلوٰۃ علی الدابة ان یصلی بالایماء۔	کذا فی الخلاصة
۷	وفی الحجة ویصلی قاعدا علی السرج او الاکاف ویقرأ ویرکع ویسجد ویتشهد ویسلم۔	هکذا فی التتارخانیة
۸	ویجعل السجود اخفض من الرکوع من غیر ان یضع رأسه علی شیء سائرة دابة او واقفة۔	کذا فی الخلاصة
۹	ولو سجد علی شیء وضع عنده او علی سرجه لا یجوز۔	کذا فی البحر الرائق
۱۰	ویجوز ان یؤمی علی ای الدواب شاء۔	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	ویستوی الجواب عندنا بین ان یفتتح الصلوٰۃ مستقبل القبلة وبین ان یفتتحها مستدبر القبلة۔	کذا فی المحیط
۱۲	وفی الحجة هو المختار۔	کذا فی التتارخانیة
۱۳	ویصلون فرادی فان صلوا بجماعة فصلوٰۃ الامام تامة وصلوٰۃ القوم فاسدة۔	کذا فی الخلاصة
۱۴	واذا صلی علی الدابة خارج المصر هل له ان یسوق الدابة ذکر شیخ الاسلامؒ فی شرح السیر ان المسئلة علی التفصیل ان کانت الدابة تنساق بنفسها لیس له ان یسوقها۔ فاما اذا کانت لا تنساق بنفسها فساقها هل تفسد صلوٰته قال ان کان معه سوط فهیبها ونخسها به لا تفسد لانه عمل قلیل۔	کذا فی الذخیرة
۱۵	والسنن الرواتب نوافل حتی تجوز علی الدابة۔	کذا فی التبیین

لہ مسافر کے لیے قصر کے جواز کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) لہ۲ قرأت کے دوران لگام تھامنے کی ضرورت نہ پڑے تو ہاتھ باندھ لے۔ ورنہ ہاتھ رانوں پر رکھ لے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ مختار قول کے بموجب بظاہر یہ کہا گیا ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) قرأت کے دوران ہاتھ رانوں پر رکھے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱۔ ص ۶۵۴۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۳	امام ابوحنیفہؒ کے ہاں (مذکورہ نماز) شہر کے اندر جانور پر سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۴	صحیح حکم یہ ہے کہ شہر سے باہر نکلنے کے بعد (مذکورہ اجازت میں) مسافر اور غیر مسافر برابر ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنی زمینوں کو جاتا ہو تو خواہ وہ مسافر نہ ہو اُس کے لیے سواری کے جانور پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔	محیط
۵	شہر سے باہر نکلنے کی حد کی تعریف میں کلام کیا گیا ہے۔ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ مقدار ہے جو مسافر کے لیے قصر کرنے کے لیے جواز کی حد ہے[۵۱]۔	سراج وہاج
۶	سواری کے جانور پر (مذکورہ) نماز پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اشاروں سے نماز پڑھے۔	خلاصہ
۷	اور حجۃ میں ہے کہ وہ (مذکورہ صورت میں) زین پر یا پالان پر بیٹھ کر نماز پڑھے۔ قرأت کرے[۵۲]۔ رکوع اور سجدہ کرے۔ التحیات پڑھے اور سلام پھیرے۔	تتارخانیہ
۸	اور (مذکورہ صورت میں) سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ اس کی سواری کا جانور چل رہا ہو یا کھڑا ہو۔	خلاصہ
۹	اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) کسی چیز پر سجدہ کیا جو اس کے پاس رکھی ہوئی ہے، یا اس نے زین پر سجدہ کیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔	بحرالرائق
۱۰	جس جانور پر چاہے اشارے سے (مذکورہ) نماز پڑھے جائز ہوگا۔	سراج وہاج
۱۱	ہمارے ہاں اس میں جواب برابر ہے کہ وہ (سواری کے جانور پر) قبلہ رو ہو کر (مذکورہ) نماز شروع کرے یا قبلہ کی طرف پیٹھ پھیر کر نماز شروع کرے[۵۳]۔	محیط
۱۲	حجۃ میں ہے کہ یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے۔	تتارخانیہ
۱۳	اور (سواری کے جانور پر نفل) نماز اکیلے اکیلے پڑھیں گے۔ پس اگر انہوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو امام کی نماز مکمل ہو گی اور جماعت والوں کی نماز فاسد ہوگی[۵۴]۔	خلاصہ
۱۴	جب کوئی شخص شہر کے باہر سواری کے جانور پر (نفل نماز) پڑھ رہا ہو تو کیا اس کے لیے جانور کو ہانکنا جائز ہے (اس کے حکم کے متعلق) شیخ الاسلامؒ نے شرح السیر میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ (ا) اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو اسے ہانکنا جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر وہ جانور اپنے آپ نہ چلتا ہو۔ پس اس نے اسے ہانکا تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس کے متعلق جواب میں آپ نے کہا ہے کہ اگر اس کے پاس کوڑا ہے جس سے اس نے اس سواری کو ڈرایا۔ یا چوک دی تو وہ نماز فاسد نہ ہوگی، اس لیے کہ یہ قلیل عمل ہے[۵۵]۔	ذخیرہ
۱۵	سنت مؤکدہ[۵۶] نفل کے حکم میں ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں سواری کے جانور پر پڑھنا جائز ہے۔	تبیین

۵۳ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۰۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)　　۵۴ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۶/۲۰۶ میں ہے۔ (مترجم)

۵۵ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۷۹ ، ۳۵/۱۷۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)　　۵۶ ردالمحتار میں ہے کہ مقیم آدمی (شہر سے باہر) فجر کی سنتوں کے سوا تمام مؤکدہ سنتیں سواری کے جانور پر پڑھ سکتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ا۔ صـ ۶۵۴۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر ومما یتصل بذلک الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۱۶	افتتح التطوع علی الدابۃ خارج المصر ثم دخلہ قبل الفراغ اکثرھم علی انہ ینزل ویتمھا نازلا وھو الماخوذ بہ۔	کذا فی الغیاثیۃ
۱۷	واذا افتتح التطوع علی الارض فاتمھا راکبا لم یجز۔ ولو افتتحھا راکبا فاتمھا نازلا جاز۔	کذا فی المتون
۱۸	رجلان فی محمل اقتدی احدھما بالآخر فی التطوع اجزأھما۔ وکذلک فی الفرض حالۃ الضرورۃ۔	کذا فی السراجیۃ
۱۹	سواء کانا فی شق او شقین لانہ لیس بینھما حائل یمنع صحۃ الاقتداء۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	فان کان کل واحد علی دابۃ لم تجز صلوٰۃ المقتدی لان بین الدابتین طریقا مستطرقا وانہ مانع صحۃ الاقتداء۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۱	ولا تجوز المکتوبۃ علی الدابۃ الا من عذر۔	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۲۲	وکذا الواجبات مثل الوتر والمنذور والمشروع الذی افسدہ وصلوٰۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ التی تلیت علی الارض۔	ھکذا فی العینی شرح الکنز
۲۳	ومن الاعذار ان یخاف لو نزل عن الدابۃ علی نفسہ او علی ثیابہ او دابتہ لصا او سبعا او عدوا او کانت الدابۃ جموحا لو نزل عنہ لا یمکنہ الرکوب الا بمعین او کان شیخا کبیرا لا یمکنہ ان یرکب ولا یجد من یرکبہ او کان فی طین وردغۃ لا یجد علی الارض مکانا یابسا۔ ھذا اذا کان الطین بحال یغیب وجھہ فان لم یکن بھذہ المثابۃ لکن الارض ندیۃ مبتلۃ صلی ھنالک۔	ھکذا فی المحیط کذا فی الخلاصۃ
۲۴	ولا تلزمہ الاعادۃ اذا استطاع النزول۔	کذا فی السراج الوھاج

لہ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۱۷۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

کہ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۲۰۶، حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

سہ جیسا کہ حکم نمبر ۱۳/۲۰۶ میں ہے۔ (مترجم)

کہ جیسا کہ حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وسلسل نمبر		پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶	۱۶	کسی شخص نے نفل نماز سواری کے جانور پر شہر سے باہر شروع کی۔ پھر اس نماز سے فارغ ہونے سے پہلے شہر میں داخل ہوگیا تو (اس کے حکم کے متعلق) اکثر فقہاء اس پر ہیں کہ وہ سواری سے اتر کر اس نماز کو پورا کرے اور یہی حکم اختیار کیا گیا ہے۔	غیاثیہ
	۱۷	(ا) اگر کسی نے نفل نماز زمین پر شروع کی اور اسے سوار ہو کر پورا کیا تو جائز نہیں ہے۔ (ب) اور اگر کسی نے (نفل نماز) سواری کی حالت میں شروع کی اور سواری سے اتر کر پوری کی تو یہ جائز ہے۔[۵۱]	متون
	۱۸	(ا) دو شخص ایک کجاوے میں سوار ہیں ایک نے دوسرے کی اقتدا نفلی نمازیں کی تو ان کے لیے کفایت کر جائے گا۔ (ب) اسی طرح حالتِ ضرورت میں فرض نماز بھی جائز ہے[۵۲]	سراجیہ
	۱۹	خواہ وہ دونوں (مذکورہ صورت میں) کجاوے کے ایک ہی حصہ میں ہوں اور یا وہ کجاوے کے دونوں حصوں میں ہوں۔ اس لیے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل (رکاوٹ) نہیں جو اقتدا صحیح ہونے کے لیے مانع ہو۔	محیط سرخسی
	۲۰	اور اگر ان میں سے ہر ایک الگ الگ جانور پر سوار ہو (اور پھر ایک شخص دوسرے کی اقتدا کرے) تو مقتدی کی نماز جائز نہ ہوگی[۵۳]۔ اس لیے کہ دونوں جانوروں کے درمیان چالو راستہ ہے اور وہ اقتدا صحیح ہونے کے لیے مانع ہے۔	محیط سرخسی
	۲۱	فرض نماز سواری کے جانور پر بغیر عذر جائز نہیں ہے[۵۴]۔	قاضی خان
	۲۲	اس (مذکورہ حکم کی) طرح واجب نمازیں مثلاً وتر کی نماز منت مانی ہوئی نماز اور وہ جائز نماز جو شروع کر کے فاسد کردی ہو اور جنازے کی نماز اور وہ سجدہ تلاوت جس کی آیت سجدہ زمین پر پڑھی گئی ہو، ان سب کا یہی حکم ہے (یہ سب نمازیں سواری کے جانور پر بغیر عذر جائز نہیں ہیں)	عینی
	۲۳	اور سواری کے جانور پر فرض نماز جائز ہونے کے عذروں میں سے یہ ہے کہ اسے جانور سے اترنے کی صورت میں اپنی جان[بند۱] یا اپنے کپڑوں[بند۲] یا اپنے[۳] جانور پر چور یا درندے یا دشمن کا خوف ہو۔ یا جانور[۴] ایسا سرکش ہو کہ اگر وہ اس سے اترا تو کسی دوسرے آدمی کی مدد کے بغیر سوار نہ ہو سکے گا۔ یا[۵] وہ ضعیف بوڑھا ہو کہ وہ خود سوار نہ ہو سکتا ہو اور سوار کرانے کے لیے کوئی دوسرا شخص نہیں پاتا۔ یا[۶] (زمین پر) کیچڑ اور دلدل ہو کہ وہ زمین پر (نماز کے لیے) خشک جگہ نہ پاتا ہو (تو ان عذروں کی وجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھنا جائز ہے[۵۵]) یہ عذر (متعلقہ کیچڑ) اس وقت ہے جب کہ کیچڑ اس قدر ہو کہ اس میں (سجدہ کرتے وقت) اس کا مونہہ دھنس جائے اور اگر کیچڑ اس قسم کی نہ ہو، لیکن زمین گیلی اور تر ہو تو وہاں (زمین پر) نماز پڑھے۔	محیط خلاصہ
	۲۴	اور (اگر مذکور عذروں کی وجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھے تو) جب اس کے لیے اترنا ممکن ہو تو اس پر ان نمازوں کا لوٹانا لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج

۵۵ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ مال یا جان کا خوف ہو، یا عورت کو کسی فاسق کا ڈر ہو تو یہ بھی سواری پر فرض نماز جائز ہونے کے لیے عذر ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ۶۵۶ ۔ (مترجم)

دفعات	متن نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک۔ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶	۲۵	المعذور ان امکنہ ایقاف الدابۃ یوقف ویصلی بالایماء ولو لم یوقفہا لا تجوز۔	کذا فی المضمرات
	۲۶	واما الصلوٰۃ علی العجلۃ فان کان طرفہا علی الدابۃ وہی تسیر او لا تسیر فہی صلوٰۃ علی الدابۃ وقد مر حکمہا۔ وان لم یکن فہی بمنزلۃ السریر۔ وکذا لو رکز تحت المحمل خشبۃ حتی بقی قرارہ علی الارض لا علی الدابۃ یکون بمنزلۃ الارض۔	کذا فی التبیین
	۲۷	ولا تضر النجاسۃ علی الدابۃ وقیل ان کانت علی السرج او الرکابین تمنع۔ وقیل ان کانت علی الرکابین لا تمنع۔ والاصح عدم المنع مطلقا۔	کذا فی العینی شرح الکنز
	۲۸	اما الصلوٰۃ فی السفینۃ فالمستحب ان یخرج من السفینۃ للفریضۃ اذا قدر علیہ۔	کذا فی محیط السرخسی
	۲۹	واذا صلی قاعدا فی السفینۃ وہی تجری مع القدرۃ علی القیام تجوز مع الکراہۃ عند ابی حنیفۃ رح وعندہما لا تجوز۔ ولو کانت السفینۃ مشدودۃ لا تجری لا تجوز اجماعا۔	کذا فی التہذیب
	۳۰	ولو صلی فیہا فان کانت مشدودۃ علی الجد مستقرۃ علی الارض فصلی قائما اجزاہ۔ وان لم یکن مستقرۃ ویمکنہ الخروج عنہا لم تجز الصلوٰۃ فیہا۔	کذا فی محیط السرخسی
	۳۱	وان کانت موثقۃ فی لجۃ البحر وہی تضطرب فالاصح انہ ان کانت الریح تحرکہا تحریکا شدیدا فہی کالسائرۃ وان حرکتہ قلیلا فہی کالواقفۃ۔	کذا فی التمرتاشی
	۳۲	اجمعوا انہ لو کان بحال یدور رأسہ لو قام تجوز الصلوٰۃ فیہا قاعدا۔	کذا فی الخلاصۃ

لہ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ سریر یعنی تخت اور خوابگاہ۔ ماخوذ از منتہی الارب۔ ج ۲۔ ص ۱۴۹۲ نیز اس مفہوم میں چارپائی شامل ہونی چاہیے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۷/۱۱۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۳ رد المحتار میں ہے کہ رکاب از زین اور سواری کے جانور پر نجاست کے متعلق یہ رعایت بنا بر ضرورت ہے۔ اور اگر خود سوار پر نجاست ہو تو اس کے لیے یہ رعایت نہیں ہے کیونکہ اس میں ضرورت نہیں ہے۔ پس مذکور بنا پر ناپاک جوتا اتارے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱۔ ص ۶۵۵۔ نیز ناپاک جوتے پاک کرنے کے متعلق حکم ۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۲۵	(فرض نماز سواری پر پڑھنے کی صورت میں) معذور آدمی جب سواری ٹھہرا سکتا ہو تو وہ سواری کو ٹھہرائے اور نماز اشاروں سے پڑھے۔ اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) سواری کو نہ ٹھہرایا تو نماز جائز نہ ہوگی۔[۵۱]	مضمرات
۲۶	(ا) جانور سے کھینچی جانے والی گاڑی پر نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر گاڑی کی ایک طرف جانور کے اوپر ہو اور وہ چل رہی ہو یا نہ چل رہی ہو تو اس پر نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اور اس کا حکم گزر چکا ہے۔ (ب) اور اگر اس گاڑی کی کوئی طرف جانور پر نہ ہو تو وہ بمنزلہ تخت کے ہے۔[۵۲] (ج) اسی طرح اگر کسی نے اپنے کجاوے کے نیچے ایک لکڑی گاڑی حتیٰ کہ وہ کجاوہ زمین پر ٹھہر جائے جانور پر نہ ہو تو وہ کجاوہ بمنزلہ زمین کے ہے۔	تبیین
۲۷	(ا) (سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کی صورت میں) سواری کے جانور پر اگر نجاست ہو تو اس سے نماز میں کچھ ضرر نہیں۔ (ب) بعض کا قول ہے کہ اگر وہ نجاست زین پر یا رکابوں پر ہو تو نماز جائز ہونے کے لیے مانع ہے۔ (ج) اور بعض کا قول ہے کہ اگر وہ نجاست رکابوں پر ہو تو نماز جائز ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔ (د) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ (نجاست خواہ رکابوں پر ہو اور خواہ زین پر) نماز جائز ہونے کے لیے مانع نہیں ہے۔[۵۳]	عینی
۲۸	کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر کر سکے تو (فرض نماز پڑھنے کے لیے) کشتی سے باہر نکلے تو یہ مستحب ہے۔	محیط سرخسی
۲۹	اگر کشتی چل رہی ہو اور کوئی شخص اس میں کھڑا ہونے کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر (فرض) نماز پڑھے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ نماز کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو چل نہ رہی ہو تو اس میں بیٹھ کر (فرض) نماز پڑھنا بالاجماع جائز نہیں ہے۔	تہذیب
۳۰	(ا) اگر کسی شخص نے کشتی میں نماز پڑھی پس اگر وہ کنارے پر بندھی ہوئی اور زمین پر ٹھہری ہوئی ہو۔ اور کسی نے اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اسے کفایت کر جائے گی۔ (ب) اور اگر وہ کشتی (مذکورہ صورت میں) زمین پر ٹھہری ہوئی نہ ہو اور اس سے باہر نکلنا ممکن ہو تو اس میں جائز نہ ہوگی۔	محیط سرخسی
۳۱	اگر کشتی دریا کی گہرائی میں بندھی ہوئی ہے اور وہ ہلتی ہے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر ہوا اس کشتی کو زیادہ ہلاتی ہے تو وہ چلتی کشتی کی طرح ہے اور اگر ہوا اسے تھوڑا ہلاتی ہے تو وہ کھڑی ہوئی کشتی کی طرح ہے۔	تمرتاشی
۳۲	فقہاءؒ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی شخص کا حال یہ ہو کہ اگر وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سر چکراتا ہے تو اس عذر کی وجہ سے اس کے لیے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔	خلاصہ

[۵۴] قولہ الجُدّ ہو شاطی النہر اه - حاشیہ عربی فتاوی ہذا ترجمہ :- الجد سے مراد نہر کا کنارہ ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک ۔ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶ ۳۳	ویلزمہ التوجہ الی القبلۃ عند افتتاح الصلوٰۃ۔	کذا فی الکافی فی باب صلوٰۃ المریض
۳۴	وکلما دارت السفینۃ یحول وجہہ الیہا۔ ولو ترک تحویل وجہہ الی القبلۃ وھو قادر علیہ لا یجزیہ۔ ولو صلی فیہا بالایماء وھو قادر علی الرکوع والسجود لا یجزیہ فی قولہم جمیعا۔	ھکذا فی المضمرات فی باب صلوٰۃ المسافر
۳۵	ولا یصیر مقیما بنیۃ الاقامۃ فیہا۔ وکذلک صاحب السفینۃ والملاح الا ان تکون السفینۃ بقرب من بلدتہ او قریتہ فحینئذ یکون مقیما باقامۃ الاصلیۃ۔	کذا فی المحیط
۳۶	وفی الولوالجیۃ افتتح الصلوٰۃ فی السفینۃ حالۃ اقامتہ فی طرف البحر فنقلتہا الریح وھو فی السفینۃ فنوی السفر یتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسفؒ وفی الحجۃ الفتوی علی قول ابی یوسفؒ احتیاطا۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۷	وفی العتابیۃ ولو کان مسافرا وشرع فی الصلوٰۃ فی السفینۃ خارج المصر فجرت السفینۃ حتی دخل المصر یتم اربعا۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۸	ولا یجوز ان یأتم رجل من اہل السفینۃ بامام فی سفینۃ اخری فان کانت السفینتان مقرونتین یجوز۔	کذا فی الخلاصۃ
۳۹	وفی النوازل اذا کان بحال یقدر ان یثب من احدھما الی الاخری من غیر عنف فہما بمنزلۃ المقرونتین وتجوز صلوٰۃ الطائفتین۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۰	ومن اقتدی علی الجد بامام فی السفینۃ او علی العکس فانہ ینظر ان کان بینہما طریق او طائفۃ من النہر لم یجز الاقتداء۔ وان کان علی العکس یجوز۔	کذا فی المحیط
۴۱	واذا وقف علی الاطلال یقتدی بالامام فی السفینۃ صح اقتداءہ الا ان یکون امام الامام۔	کذا فی المحیط

لہ اس لیے کہ کشتی اس کے حق میں گھر کی طرح ہے۔ اسی لیے اس میں رکوع وسجود کی قدرت پانے کی صورت میں نوافل اشاروں سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر سواری کے جانور پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار۔ ج ۱ ص ۷۴۲ ۔ (مترجم)

لہ۲ اس کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پندرھواں باب۔ مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے۔ سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۳۳	(مذکورہ صورت میں) کشتی میں نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔	کافی
۳۴	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) جب کشتی گھومے تو (نماز پڑھنے والا) اپنا مونہہ قبلہ کی طرف کو پھیرے۔ (ب) اور اگر کسی نے قدرت کے باوجود قبلہ کی طرف مونہہ نہ پھیرا تو اسے کفایت نہ کرے گا۔ (ج) اور اگر کسی نے کشتی میں اشاروں سے نماز پڑھی حالانکہ وہ رکوع اور سجود کر سکتا ہے تو اسے کفایت نہ کرے گا۔ یہ حکم سب کے قول کے بموجب ہے[۵۱]۔	مضمرات
۳۵	(ا) کشتی کے اندر مقیم ہونے کی نیت کرنے سے مقیم نہیں قرار پائے گا[۵۲]۔ (ب) اسی طرح کشتی کے مالک اور ملاح کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کشتی اس کے شہر یا گاؤں کے قریب ہو تو پھر اصلی اقامت کی وجہ سے مقیم ہو گا۔	محیط
۳۶	الولوالجیۃ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے مقیم ہونے کی حالت میں دریا کے کنارے لگی ہوئی کشتی میں نماز شروع کی پھر وہ کشتی ہوا کی وجہ سے چل پڑی۔ اور وہ شخص کشتی کے اندر (نماز میں) ہے۔ پس اس نے سفر کی نیت کر لی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مقیم کی طرح (وہ) نماز پوری پڑھے گا (قصر نہیں کرے گا) اور حجۃ میں ہے کہ از روئے احتیاط فتویٰ امام ابو یوسف رح کے قول ہے۔	تتارخانیہ
۳۷	عتابیہ میں ہے کہ اگر کسی مسافر نے کشتی کے اندر شہر سے باہر نماز شروع کی پس کشتی چل پڑی حتیٰ کہ وہ شہر میں داخل ہو گئی تو وہ شخص چار رکعتیں پوری پڑھے گا۔ (قصر نہ کرے گا)	تتارخانیہ
۳۸	یہ جائز نہیں ہے کہ ایک کشتی والوں میں سے کوئی شخص ایسے امام کی اقتدا کرے جو دوسری کشتی میں ہے۔ اور اگر دونوں کشتیاں باہم ملی ہوئی ہوں تو پھر (وہ اقتدار) جائز ہے[۵۳]۔	خلاصہ
۳۹	نوازل میں ہے کہ اگر (دونوں کشتیاں اتنی پاس پاس ہوں) کہ کوئی شخص کسی دقت کے بغیر ایک کشتی میں سے دوسری میں کود کر جا سکتا ہے۔ تو وہ باہم ملی ہوئی کشتیوں کے حکم میں ہیں اور دونوں گروہوں کی نماز جائز ہو گی۔	تتارخانیہ
۴۰	جو شخص دریا کے کنارے پر کھڑا ہو کر اس امام کی اقتدا کرے جو کشتی میں ہو یا صورت حال اس کے برعکس ہو تو (اس کے حکم کے متعلق) دیکھا جائے گا۔ اگر ان دونوں کے درمیان راستہ ہے۔ یا کچھ نہر ہے[۵۴] تو اقتدا جائز نہ ہو گی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اقتدا جائز ہو گی۔	محیط
۴۱	اگر کسی شخص نے کشتی کے سائبان پر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کی جو کشتی میں ہے تو اس کی اقتدا صحیح ہو گی لیکن اگر وہ امام سے آگے ہو گیا تو پھر اقتدا صحیح نہ ہو گی۔	محیط

[۵۳] اور اگر دونوں کشتیاں ملی ہوئی نہ ہوں تو پھر مذکورہ اقتدا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے درمیان کا فاصلہ بمنزلہ نہر کے ہے جو کہ مانع اقتدا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۱۴۷ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۱ میں ہے۔ اور ملی ہوئی کشتیوں کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۲۰۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۵۴] یا کچھ نہر ہے یعنی نہر عظیم ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۱۴۷ اور نہر عظیم کی تعریف کے لیے حکم نمبر ۱۶۱۔ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر۔ ومما یتصل بذلک۔ الصلوٰۃ علی الدابۃ والسفینۃ	حوالہ
۲۰۶	۴۲	واذا استوثق السفینۃ وھو فی الصلوٰۃ استقبلھا لانہ عمل کثیر۔	کذا فی محیط السرخسی

لہ کئی اہلِ علم حضرات نے دورانِ پرواز جہاز میں نماز کو ریل پر قیاس کیا ہے۔ اور ریل میں نماز پڑھنے کے متعلق حکم ۱۷/۱۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز چلتی ریل میں نماز کے دوران ریل کھڑی ہو جائے تو اس وقت گر جانے کے خوف کا عذر ختم قرار پائے گا۔ نیز ردالمحتار میں ہے کہ لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے نماز میں قیام متعذر ہو یا پانی کی باری آنے تک نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو اور وہ نماز ایسی ہو کہ اس کی قضا ہو سکتی ہو تو قدرت پانے پر وہ نماز لوٹائے۔ البتہ احتیاطاً اس وقت بیٹھ کر یا تیمم سے، جیسے پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱۔ ص ۲۱۵۔ نیز حکم نمبر ۲۳/۴۹، ۱۳/۱۱۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ پس ہر ممکن کوشش ہونی چاہیئے کہ فرض نماز ریل سے اتر کر یا پھر چلتی ریل میں کھڑے ہو کر ادا ہو۔ (مترجم)

دفعات وسبق نمبر	پندرھواں باب مسافر کی نماز کے احکام۔ مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے سواری کے جانور پر اور کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۰۶ ۴۲	اگر نمازی کے اندر کشتی کو باندھے تو وہ نماز از سرِ نو پڑھے اس لیے کہ وہ عمل کثیر ہے۔[۱]	محیط سرخسی

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ	
	دفعات ۲۰۷ تا ۲۱۳ — عنوانات ۷ — تعداد شق ۱۳۶	
	## ۲۰۷ صلوٰتہ الجمعۃ	
	تعداد شق ۱	
۱	وهی فرض عین۔	كذا فی التہذیب
	## ۲۰۸ شرائط وجوب الجمعۃ فی المصلی	
	تعداد شق ۱۴	
۱	(ثم لوجوبها شرائط فی المصلی) وهی الحرّیۃ والذکورۃ والاقامۃ والصحۃ۔	كذا فی الکافی
۲	والقدرۃ علی المشی۔	كذا فی البحر الرائق
۳	والبصر۔	ھکذا فی التمرتاشی
۴	حتیٰ لا تجب الجمعۃ علی العبید والنسوان والمسافرین والمرضیٰ۔[1]	كذا فی محیط السرخسی
۵	ولا علی المقعد بالاجماع۔[2]	كذا فی المحیط
	وان وجد من یحمله۔	كذا فی الزاهدی
۶	ولا علی الاعمیٰ وان وجد قائداً۔	كذا فی السراجیۃ
۷	والشیخ الکبیر الذی ضعف ملحق بالمریض فلا تجب علیه۔	كذا فی فتح القدیر
۸	والمطر الشدید والاختفاء من السلطان الظالم مسقط۔	كذا فی فتح القدیر
۹	وللمولیٰ ان یمنع عبدہ عن الجمعۃ والجماعات والعید۔	كذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۰	وعلی المکاتب الجمعۃ۔	
	وکذلک معتق البعض اذا کان یسعیٰ۔	كذا فی فتاویٰ قاضیخان

[1] جمعہ کے دن سفر کے متعلق حکم نمبر ۶۵/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] مقعد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۵۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام	جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام

دفعات ۲۰۷ تا ۲۱۴ عنوانات ۸ تعداد شق ۱۳۶

دفعات و شق نمبر	جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۷	**نماز جمعہ** اس میں ۱ شق ہے	
۱	(نماز جمعہ کی شرطیں پائی جائیں) نمازِ جمعہ فرضِ عین ہے۔	تہذیب
۲۰۸	**جمعہ واجب ہونے کے لیے نمازی میں شرطیں** اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں	
۱	پھر نمازِ جمعہ فرض ہونے کے لیے (جمعہ کی) نماز پڑھنے والے میں کچھ (۶) شرطیں ہیں۔ اور وہ شرطیں یہ ہیں: آزاد ہونا۔ مرد ہونا۔ مقیم ہونا اور تندرست ہونا ہے۔	کافی
۲	اور چلنے پر قادر ہونا ہے۔	بحرالرائق
۳	اور دیکھنے پر قادر ہونا ہے	تمرتاشی
۴	حتیٰ کہ غلاموں۔ عورتوں۔ مسافروں اور مریضوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۵	(ا) اور چلنے سے معذور شخص پر بھی نمازِ جمعہ بالاجماع فرض نہیں ہے۔ (ب) خواہ وہ کسی ایسے شخص کو پاتا ہے جو اسے اٹھا کر لے جائے (پھر بھی چلنے سے معذور شخص پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے)	محیط زاہدی
۶	اور اندھے پر بھی نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔ خواہ وہ کسی ایسے شخص کو پاتا ہو جو اس کی رہنمائی کرے۔	سراجیہ
۷	اور بڑا بوڑھا جو ضعیف ہو چکا ہے وہ مریض کے حکم میں ہے۔ پس اس پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔	فتح القدیر
۸	سخت بارش ہو۔ اور (یا) ظالم بادشاہ سے روپوشی کر رکھی ہو تو اس شخص سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔	فتح القدیر
۹	آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غلام کو نمازِ جمعہ۔ جماعت اور عیدوں کی نمازوں میں جانے سے روک دے۔	قاضی خان
۱۰	(ا) مکاتب غلام پر جمعہ فرض ہے۔ (ب) اسی طرح وہ غلام جس کا بعض حصہ آزاد شدہ ہو جبکہ وہ باقی حصہ کی آزادی کے لیے کوشش کر رہا ہو۔	قاضی خان

[۱] جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۹/۱۱ میں ہے۔ (مترجم)

[۲] مکاتب وہ غلام جو کمانے میں آزاد کر دیا گیا ہو۔ اور طے شدہ رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری۔ بحث ۳۶۔ باب ۱۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۸ ۱۱	ولیس علی العبد المأذون[1]۔	
	ولا علی العبد الذی یؤدی الضریبۃ جمعۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۱۲	وفی العبد الذی حضر باب الجامع مع مولاہ لحفظ الدابۃ خلاف۔	
	الاصح انہ یصلی اذا لم یخل بحفظ دابتہ۔	کذا فی العینی شرح الہدایۃ
۱۳	وللمستاجر ان یمنع الاجیر عن حضور الجمعۃ وھذا قول الامام ابی حفصؒ۔	
	قال ابو علی الدقاقؒ لیس لہ ان یمنعہ فی المصر ولکن یسقط عنہ الاجر بقدر اشتغالہ بذلک ان کان بعیدا وان کان قریبا لا یحط عنہ شیٔ۔	
	ولیس للاجیر ان یطالب من المحطوط بمقدار اشتغالہ بالصلوٰۃ۔	ھٰکذا فی المحیط
	وظاھر المتون یشھد للدقاقؒ۔	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ومن لا جمعۃ علیہ ان اداھا جاز عن فرض الوقت۔	کذا فی الکنز
۲۰۹	**شرائط اداء الجمعۃ فی غیر المصلی ومنھا المصر**	
	تعداد شق ۱۲	
۱	(ولادائھا شرائط فی غیر المصلی) منھا المصر۔	ھٰکذا فی الکافی
۲	والمصر[2] فی ظاھر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ ابنیۃ منیٰ۔	ھٰکذا فی الظہیریۃ وفتاویٰ قاضیخان
	وفی الخلاصۃ وعلیہ الاعتماد۔	کذا فی التاتارخانیۃ

[1] ماذون غلام وہ ہے جو اپنے آقا کی طرف سے کاروبار میں اجازت یافتہ ہو۔ ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری بحث ۲۰۷ باب ۱۰۱ (مترجم)

[2] مصر کی تعریف کے متعلق درمختار ورد المحتار میں ہے کہ مصر (شہر) وہ جگہ ہے کہ وہاں کے مکلف لوگ یعنی معذوروں، عورتوں، بچوں اور مسافروں کو چھوڑ کر باقی لوگ وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں۔ اکثر فقہاءؒ کا اس پر فتویٰ ہے۔ صدر الشریعۃ نے اس کی تائید کی ہے اس لیے کہ شرعی احکام نافذ کرنے میں خصوصاً شرعی حدیں قائم کرنے میں سستی ظاہر ہے۔ اور ظاہر مذہب یہی ہے کہ مصر وہ جگہ ہے جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی حدیں قائم کرنے پر قادر ہو۔ (اور حدیں قائم کرنے سے مراد کے متعلق حکم نمبر ۲ ج / ۲۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب نماز جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۸ ۱۱	(ا) ماذون[۱۳] غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ (ب) اور[۱۴] اسی طرح اس غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے جو روزانہ کچھ ادا کرتا ہو۔	قاضی خان
۱۲	(ا) اس[۱۴] غلام کے متعلق (جمعہ کی فرضیت میں) اختلاف ہے جو اپنے آقا کے ساتھ جامع مسجد کے دروازے پر (اس کے سواری کے) جانور کی نگرانی کے لیے ہو۔ (ب) اور (اس کے متعلق) زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر اس کے جانور کی نگرانی میں خلل نہیں آتا تو وہ غلام جمعہ پڑھے۔	عینی
۱۳	(ا) مزدوری[۱۵] پر رکھنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مزدور کو نمازِ جمعہ پر جانے سے منع کر دے۔ اور یہ حکم حضرت ابو حفصؒ کے قول پر ہے۔ (ب) حضرت ابو علی دقاقؒ کا قول ہے کہ مزدوری پر رکھنے والے کے لیے یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ مزدور کو شہر کے اندر نماز جمعہ پر جانے سے منع کر دے۔ لیکن اگر جامع مسجد دور ہو تو نماز جمعہ کے لیے مشغولیت کے بقدر اس کی مزدوری کم ہو جائے گی۔ اور اگر جامع مسجد قریب ہے تو مزدوری سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور مزدور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ نماز جمعہ میں مشغولیت کی وجہ سے اس کی جو مزدوری کم کی گئی ہے۔ وہ اس کا مطالبہ کرے۔ (ج) متون کی کتب بظاہر حضرت دقاقؒ کے قول کے حق میں ہیں۔	محیط بحرالرائق
۱۴	جس شخص پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر اس نے نماز جمعہ ادا کی تو اس وقت کا فرض ادا ہو جائے گا۔	کنز
۲۰۹	**نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے نمازی کے علاوہ شرطیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ شہر ہو** اور اس میں ۱۲ شقیں ہیں	
۱	نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے کچھ شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جگہ مصر (شہر) ہو۔	کافی
۲	(ا) ظاہر روایت کے بموجب مصر (شہر) وہ جگہ ہے[۵]۔ جہاں مفتی اور قاضی ہو جو حدیں (شریعت کی مقرر کردہ سزائیں) قائم کرے اور احکام جاری کرے اور اس جگہ کی آبادی کم از کم منیٰ کے بقدر ہو۔ (ب) اور خلاصہ میں ہے کہ اسی (مذکورہ حکم) پر اعتماد ہے۔	طہیریہ۔ قاضیخان تتارخانیہ

اور تحفہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مصر ایسا شہر ہے جہاں ڈاک کا انتظام ہو، بازار ہو اور اس کی ذیل میں چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوں اور وہاں حاکم ہو جو اپنے جاہ و جلال اور اپنے علم یا کسی دوسرے کے علم کے ذریعہ انصاف کے مطابق مظلوم کا حق ظالم سے دلا سکے اور لوگ حادثوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص۵۴۷، ص۵۴۸ وہکذا فی البحرالرائق۔ ج ۲۔ ص۱۴۱۔ اور بحوالہ عنایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ امیر سے مراد یہ ہے کہ وہ فسادیوں سے لوگوں کی حفاظت کر سکے اور احکام شرع کو تقویت دے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ۔ ج ۱۔ ص۱۸۸۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۹	ومعنی اقامۃ الحد دا القدرۃ علیہا۔	ھٰکذا فی الغیاثیۃ
۳	وکما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداؤھا فی فناء المصر وھو الموضع المعدّ لمصالح المصر متصلا بالمصر۔ ومن کان مقیما بموضع بینہ وبین المصر فرجہ من المزارع والمراعی نحو القلام ببخارا لاجمعۃ علی اھل ذلک الموضع وان کان النداء یبلغھم والغلوۃ والمیل والامیال لیس بشیئ۔	ھٰکذا فی الخلاصۃ
۴	ھٰکذا روی الفقیہ ابوجعفرؒ عن ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وھو اختیار شمس الائمۃ الحلوانیؒ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۵	القروی اذا دخل المصر ونوی ان یمکث یوم الجمعۃ لزمتہ الجمعۃ لانہ صار کواحد من اھل المصر فی حق ھذا الیوم۔ وان نوی ان یخرج فی یومہ ذلک قبل دخول الوقت او بعد الدخول لاجمعۃ علیہ۔ ولو صلی مع ذلک کان ماجورا۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان والتجنیس والمحیط
۶	ومن لا تجب علیھم الجمعۃ من اھل القری والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۷	والمسافرون اذا حضروا یوم الجمعۃ فی مصر یصلون فرادی وکذا اھل المصر اذا فاتتھم الجمعۃ واھل السجن والمرضی ویکرہ لھم الجماعۃ۔	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۸	وجازت بمنی فی الموسم للخلیفۃ او لامیر الحجاز لا لامیر الموسم۔	کذا فی الوقایۃ

۱؎ جیسا کہ درمختار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ جوازِ جمعہ کے لیے مصر کی مذکورہ تعریف میں شریعت کے تمام احکام بالفعل نافذ کرنا مراد نہیں، اس لیے کہ حجاج ظالم کے عہد میں بھی باوجودیکہ وہ شرعی احکام پورے نافذ نہیں کرتا تھا، جمعہ قائم کیا جاتا رہا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسے شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حاصل ہو اور اس میں بھی مراد یہ ہونا چاہیے کہ اسے اکثر شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حاصل ہو۔ اس لیے کہ حاکم کے لیے اقتدار حاصل ہونے کے باوجود کبھی بعض شرعی احکام نافذ کرنے کا اقتدار حکام بالا کی ممانعت یا کسی فتنہ وغیرہ کی وجہ سے متعذر ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از ردالمختار۔ ج ۱۔ ص ۷۴۸ (مترجم)

۲؎ فنائے شہر میں جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور فنائے شہر میں مسافر کے لیے قصر کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۵، ۲۶/۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

۳؎ شہر کے مفاد کے لیے مثلاً شہر کا قبرستان، گھوڑا دوڑانے کا میدان، لشکرگاہ اور بندوق اور تیراندازی کے لیے مشق کرنے کی جگہ وغیرہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۷۴۹۔ اور جیسا کہ ۲۲/۲۰۵ کے حاشیہ میں ہے۔ (مترجم)

۴؎ غلوہ۔ تیر مارنے کا انتہائی فاصلہ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۸۷۔ (مترجم)

دفعات دستی نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۰۹	(ج) اور حدیں قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے حدیں قائم کرنے کا اقتدار حاصل ہو۔[1]	غیاثیہ
۳	(ا) جس طرح شہر میں نمازِ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح فنائے شہر[2] (شہر کے مفاد کی جگہوں) میں نمازِ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔ اور فنائے شہر سے مراد وہ مقام ہے جو شہر کے مفاد کے لیے[3] شہر کے متصل مقرر کیا گیا ہو۔ (ب) جو شخص ایسی جگہ رہتا ہو کہ اس جگہ اور شہر کے درمیان کھیتوں اور چراگاہوں کا فاصلہ ہو جیسا کہ بخارا کا قلعہ ہے۔ تو اس جگہ کے رہنے والوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے۔ خواہ اذان کی آواز انہیں پہنچتی ہو۔ اور (مذکورہ حکم میں) غلوہ[4] یا میل یا کئی میلوں کے فاصلہ کا اعتبار نہیں ہے۔[5]	خلاصہ
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فقیہ ابو جعفرؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے۔ اور یہی حکم شمس الائمہ الحلوانیؒ نے اختیار کیا ہے۔	قاضی خان
۵	(ا) دیہاتی آدمی جب شہر میں داخل ہوا اور اس نے جمعہ کے دن (وہاں) ٹھہرنے کی نیت کی تو اس پر نماز جمعہ لازم ہوگئی۔ اس لیے کہ اس دن کے لیے وہ بھی شہری کے حکم میں ہوگیا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یہ نیت کی کہ وہ اسی دن جمعہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے یا بعد اس شہر سے چلا جائے گا تو اس پر جمعہ لازم نہیں۔ اور اگر اس کے باوجود اس نے جمعہ کی نماز پڑھی تو ثواب پائے گا۔	قاضی خان۔ تجنیس ۔ محیط
۶	(ا) دیہاتوں اور جنگلوں میں رہنے والے جن لوگوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے، انہیں جائز ہے کہ وہ جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت، اذان اور اقامت سے پڑھیں۔[6]	قاضی خان
۷	مسافر لوگ جب جمعہ کے دن شہر میں آئیں (اور ظہر کی نماز پڑھیں) تو وہ نماز (ظہر) اکیلے اکیلے پڑھیں۔ اسی طرح شہری لوگ جب ان کی نماز جمعہ فوت ہو جائے اور قید خانہ والوں اور بیمار لوگوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اور ان کے لیے (جمعہ کے دن نماز ظہر) جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔[7]	قاضی خان
۸	(ا) منیٰ کے مقام پر حج کے موسم میں خلیفہ یا حاکمِ حجاز نمازِ جمعہ قائم کرے تو جائز ہے[8]۔ البتہ امیرِ موسم کیلیے جائز نہیں ہے[9] کہ وہ نمازِ جمعہ قائم کرے۔	وقایہ

[5] اس لیے کہ شہروں کی نسبت سے اس کی حدوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ بسا اوقات شہر کے مفاد کی جگہیں کئی میلوں تک پھیلی ہوتی ہیں۔ ماخوذ از ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۶۷۹۔ (مترجم)

[6] جیسا کہ حکم نمبر ۱۷/۲۱۴ میں ہے۔ (مترجم)

[7] چنانچہ درمختار میں ہے کہ معذور، قیدی اور مسافر کے لیے شہر میں (جمعہ کے دن) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ وہ نماز جمعہ سے پہلے پڑھیں یا بعد میں پڑھیں۔ اس لیے کہ اس سے جمعہ کی جماعت میں کمی اور جمعہ کی نماز سے مقابلہ کی صورت بن جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱۔ ص ۷۶۶ نیز حکم نمبر ۴/۲۱۴، ۴۸/۲۰۴، ۱۶/۲۱۴ اور ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[8] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۲۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[9] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ صرف حاجیوں کا امیر ہو۔ پورا صاحب اقتدار نہ ہو۔ اس لیے کہ اس کا حاکم ہونا امورِ حج تک ہے۔ اور اگر اسے جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے تو پھر جائز ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار۔ ج ۱۔ ص ۷۵۵، اور جیسا کہ حکم نمبر ۸۔ب/۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۰۹	سواء کان امیر الموسم مقیما او مسافرا۔ الا اذا کان ماذونا من جھۃ امیر العراق او امیر مکۃ۔	
	وقیل ان کان مقیما تجوز وان کان مسافرا لا تجوز۔ والصحیح الاول۔	ھٰکذا فی البدائع
	ولا تجوز فی غیر ھذہ الایام۔	کذا فی محیط السرخسی
۹	ولا جمعۃ بعرفات اتفاقا۔	کذا فی الکافی
۱۰	وتؤدی الجمعۃ فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وھو قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وھو الاصح۔	
	وذکر الامام السرخسیؒ انہ الصحیح من مذھب ابی حنیفۃؒ وبہ ناخذ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۱	اذا اصاب الناس مطر شدید یوم الجمعۃ فھم فی سعۃ فی التخلف۔	کذا فی الخلاصۃ
۱۲	ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ لوقوع الشک فی المصر او غیرہ واقام اھلہ الجمعۃ ینبغی ان یصلوا بعد الجمعۃ اربع رکعات وینووا بھا الظھر حتی لو لم تقع الجمعۃ موقعھا یخرج عن عھدۃ فرض الوقت بیقین۔	کذا فی الکافی وھٰکذا فی المحیط
۱۳	ثم اختلفوا فی نیتھا قیل ینوی اٰخر ظھر علیہ وھو الاحسن۔	
	والاحوط ان یقول نویت اٰخر ظھر ادرکت وقتہ ولم اصلہ بعد۔	کذا فی القنیۃ
۱۴	وفی فتاوی (اٰھو) ینبغی ان یقرأ الفاتحۃ والسورۃ فی الاربع التی یصلی بعد الجمعۃ فی دیارنا۔	کذا فی التاتارخانیۃ

۲۱۰ السلطان تعداد شق ۱۹

۱	(ومنھا السلطان) عادلا کان او جابرا۔	ھٰکذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن النصاب
	او من امرہ السلطان وھو الامیر او القاضی او الخطباء۔	کذا فی العینی شرح الھدایۃ

لہ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم) ۲ لہ جمعہ جائز ہونے میں اشتباہ کے باوجود جمعہ کی نماز پڑھ لینے کی صورت میں اس کے بعد احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھ لینے کے متعلق درج ذیل احکام ملاحظہ ہو۔ (۱) حاشیہ البحر میں ہے کہ شک والی ایسی جگہوں میں احتیاط یہ ہے کہ پہلے چار سنتیں پڑھے، پھر نماز جمعہ، پھر جمعہ کی چار سنتیں پھر نماز ظہر، پھر دو رکعت سنتیں۔ ماخوذ از حاشیہ بحر الرائق۔ ج ۱۔ صـ۱۴۱ اور درمختار میں ہے کہ نماز جمعہ کے بعد نمازِ ظہر پڑھنے کا حکم خلاف المذہب ہے۔ ماخوذ از درمختار۔ ج ۱۔ صـ۵۵ ۔ اور بحر الرائق میں ہے کہ اس سے اس مفسدہ کا خوف ہے کہ عوام نمازِ جمعہ فرض نہ ہونے کا اعتقاد کریں۔ ماخوذ از بحر الرائق۔ ج ۱۔ صـ۱۴۳ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر جمعہ کے جواز میں مجرد وہم ہے تو مذکورہ چار رکعتیں پڑھنا مندوب ہے، اور دہ

دفعات و شق نمبر	جمعہ کی نماز کا بیان — سولھواں باب نمازِ جمعہ کے احکام	حوالہ
۲۰۹	(ب) خواہ امیرِ موسم مقیم ہو یا مسافر ہو۔ لیکن اگر امیرِ عراق یا امیرِ مکہ کی طرف سے اسے (نمازِ جمعہ قائم کرنے کی) اجازت ہو تو جائز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر امیرِ موسم مقیم ہو تو جائز ہے، اور اگر مسافر ہو تو جائز نہیں ہے۔ اور صحیح قول پہلا ہے۔ (ج) اور حج کے موسم کے علاوہ اور دنوں میں (منیٰ کے مقام پر نمازِ جمعہ) جائز نہیں ہے۔	بدائع محیط سرخسی کافی
۹	عرفات کے مقام پر بالاتفاق جمعہ جائز نہیں ہے۔	
۱۰	ایک شہر میں کئی جگہوں پر جمعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔ اور امام سرخسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں صحیح حکم یہی ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔	بحر الرائق
۱۱	اگر جمعہ کے دن لوگوں کو سخت بارش کا سامنا ہو تو لوگوں کے لیے گنجائش حاصل ہے کہ وہ جمعہ کے لیے حاضر نہ ہوں۔[1]	خلاصہ
۱۲	پھر ہر وہ مقام جہاں جمعہ جائز ہونے میں شک ہو بایں وجہ کہ اس جگہ کے مصر (شہر) ہونے میں شک ہے۔ یا کسی اور وجہ سے جمعہ جائز ہونے میں شک ہو اور وہاں کے لوگوں نے جمعہ قائم کیا تو انہیں نمازِ جمعہ پڑھ لینے کے بعد چار رکعتیں نمازِ ظہر کی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں[2] تاکہ اگر نمازِ جمعہ اپنے موقع پر واقع نہ ہو تو اس وقت کا فرض یقینی طور پر ادا ہو جائے۔	کافی۔ محیط
۱۳	پھر اس (مذکورہ صورت) میں اختلاف ہے کہ وہ (مذکورہ ظہر کی ادائیگی میں) نیت کیا کرے۔ (۱) بعض کا قول ہے کہ وہ یہ نیت کرے کہ آخری ظہر جو میرے ذمہ ہے اسے پڑھتا ہوں۔ اور یہی حکم زیادہ اچھا ہے۔ (ب) اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ یہ نیت کرے کہ میں اس آخری ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں جس کا میں نے وقت پایا اور ابھی تک نہیں پڑھی۔	قنیہ
۱۴	اور فتاویٰ آہو میں ہے کہ ہمارے ملک میں جو چار رکعتیں نمازِ جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں ان چاروں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔	تتارخانیہ
۲۱۰	**سلطان کا ہونا** — اور اس میں ۱۹ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے ان میں سے ایک شرط سلطان ہونا ہے خواہ وہ سلطان عادل ہو یا ظالم ہو۔ (ب) یا وہ شخص ہو جسے سلطان نے حکم دیا ہو، اور وہ حاکم ہے یا قاضی ہے یا خطیب ہے۔	تتارخانیہ عینی

سنتوں سے کفایت کر سکتی ہیں۔ اور اگر جمعہ کے جواز میں شک اور اشتباہ ہے، تو نمازِ جمعہ کے بعد مذکورہ چار رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر اس سے کوئی مفسدہ پیدا ہو تو علانیہ ایسا نہ کیا جائے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حکم عوام کے لیے نہیں خواص کے لیے ہے۔ ماخوذ از رد المحتار، ج ۱، ص ۷۵۶۔ پس جوازِ جمعہ میں شک کی صورت ہو تو عملی لحاظ سے مذکورہ مفسدہ کی بنا پر انسب یہی ہے کہ صرف نمازِ ظہر پڑھ لینی چاہیے۔ اور اگر جمعہ کے عدمِ جواز کا وہم ہو یا جوازِ جمعہ کا یقین ہو تو جمعہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۰	۲	حتی لا تجوز اقامتها بغیر امر السلطان او امر نائبه۔	کذا فی محیط السرخسی
	۳	رجل خطب یوم الجمعۃ بغیر اذن الامام والامام حاضر لا یجوز ذلک الا ان یکون الامام امره بذلک۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
	۴	مرض الامیر فصلی الشرطی لم تجز الا باذنه۔	کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن جامع الجواهر
	۵	العبد اذا قلد عمل ناحیۃ فصلی بهم الجمعۃ جاز۔	کذا فی الخلاصۃ
	۶	صلوٰۃ الجمعۃ خلف المتغلب الذی لا منشور له من الخلیفۃ تجوز ان کانت سیرته سیرۃ الامراء یحکم فیما بین رعیته بحکم الولایۃ۔	هکذا فی فتح القدیر
	۷	المرأۃ اذا کانت سلطانۃ یجوز امرها باقامۃ الجمعۃ لا اقامتها۔	هکذا فی فتح القدیر
	۸	الصحیح فی زماننا ان صاحب الشرط وهو الذی یسمی شحنۃ والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعۃ لانهم لا یولون ذلک الا اذا جعل ذلک فی عهدهم وکتب فی منشورهم۔	کذا فی الغیاثیۃ
	۹	والی مصر مات فصلی بهم خلیفۃ المیت او صاحب الشرط او القاضی جاز فان لم یکن ثمۃ واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بهم جاز۔	کذا فی السراجیۃ
	۱۰	ولو تعذر الاستئذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بهم الجمعۃ جاز۔	کذا فی التهذیب
	۱۱	ولو مات الخلیفۃ وله ولاۃ وامراء علی امور المسلمین فهم علی ولایتهم یقیمون الجمعۃ ما لم یعزلوا۔	کذا فی محیط السرخسی
	۱۲	اذن الامیر فی الخطبۃ اذن فی الجمعۃ واذنه فی الجمعۃ اذن فی الخطبۃ۔ ولو قال اخطب لهم ولا تصل اجزأه ان یصلی بهم۔	کذا فی الزاهدی
	۱۳	ولو استعمل صبی او نصرانی علی مصر فاسلم هذا او بلغ ذلک لا یقیمان الجمعۃ الا بامر جدید الا اذا قال لهما الخلیفۃ اذا اسلمت فصل واذا بلغت فصل۔	کذا فی التهذیب

[1] نیز حکم نمبر ۶-۱۰-۱۴ / ۲۱۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [2] نیز نماز قصر میں اس سے ملتا جلتا حکم نمبر ۲۸ / ۲۰۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات دش نمبر	سولھواں باب نمازِ جمعہ کے احکام — نمازِ جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۰ ۲	حتیٰ کہ سلطان یا اس کے نائب کے حکم کے بغیر نمازِ جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے	محیط سرخسی
۳	کسی شخص نے جمعہ کے دن حاکم کی اجازت کے بغیر خطبہ پڑھا۔ اور حاکم حاضر ہو تو یہ جائز نہیں۔ لیکن اگر حاکم نے اس شخص کو حکم دیا ہو تو پھر جائز ہے۔	قاضی خان
۴	حاکم بیمار ہو گیا تو کوتوال نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز نہیں۔ لیکن اگر اس نے حاکم کی اجازت سے ایسا کیا تو جائز ہے۔	تتارخانیہ
۵	غلام کسی ضلع کا حاکم بنایا گیا پس اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔	خلاصہ
۶	جو شخص غلبہ حاصل کر کے حاکم ہو گیا ہو اس کے پاس خلیفۃ المسلمین کی طرف سے کوئی فرمان نہ ہو تو اس کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس کا کردار حاکموں کا کردار ہو اور وہ اپنی رعیت میں بطور حکومت حکم جاری کرتا ہو تو جائز ہے۔	فتح قدیر
۷	عورت اگر سلطانہ ہو تو نماز جمعہ قائم کرنے کے لیے اس کا حکم دینا جائز ہے اور خود اسے جمعہ پڑھانا جائز نہیں ہے	فتح قدیر
۸	ہمارے زمانہ میں صحیح حکم یہ ہے کہ صاحبِ شرط جسے کوتوال کہتے ہیں (یعنی پولیس کا افسر) اور والی (گورنر) اور قاضی نماز جمعہ نہ پڑھائیں۔ اس لیے کہ وہ اس کے لیے مقرر نہیں کیے جاتے۔ لیکن اگر یہ کام ان کے ذمہ کیا جائے اور ان کے فرمان میں درج ہو تو پھر جمعہ پڑھائیں۔	غیاثیہ
۹	کسی شہر کا حاکم مر گیا تو اس (فوت شدہ) حاکم کے نائب یا کوتوال یا قاضی نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔ اور اگر ان مذکورین میں سے وہاں کوئی بھی نہ تھا اور لوگوں نے وہاں جمع ہو کر کسی ایک شخص کو مقرر کر لیا اور اس نے نماز جمعہ پڑھائی تو جائز ہے۔	سراجیہ
۱۰	اور اگر حاکم سے اجازت حاصل کرنا مشکل ہو جائے اور لوگ جمع ہو کر کسی ایک شخص کو مقرر کر لیں اور انہیں نماز جمعہ پڑھا دے تو جائز ہے۔	تہذیب
۱۱	اگر خلیفہ وفات پا جائے اور اس کی طرف سے مسلمانوں کے انتظام کے لیے والی اور حاکم مقرر تھے تو جب تک وہ معزول نہ کیے جائیں وہ بطور حاکم مقرر رہیں گے اور نمازِ جمعہ پڑھائیں گے۔	محیط سرخسی
۱۲	خطبہ دینے کے لیے حاکم کی اجازت نماز جمعہ کے لیے اجازت قرار پاتی ہے۔ اور نماز جمعہ کے لیے اس کی اجازت خطبہ کے لیے اجازت قرار پاتی ہے۔ (ب) اور اگر کوئی حاکم کسی شخص کو یہ حکم دے کہ لوگوں کو خطبہ دے اور نماز نہ پڑھائے تو اس شخص کے لیے کفایت کر جائے گا کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ (بھی) پڑھا دے۔	زاہدی
۱۳	اگر کوئی لڑکا یا نصرانی کسی شہر کا حاکم بنایا جائے۔ پھر وہ نصرانی اسلام لے آئے یا وہ لڑکا بالغ ہو جائے تو جب تک (خلیفہ کی طرف سے انہیں) نیا حکم نہ ملے، وہ نمازِ جمعہ نہیں پڑھا سکتے۔ لیکن اگر خلیفہ نے نصرانی کو بشرطِ اسلام اور لڑکے کو بعد بلوغ (نمازِ جمعہ) پڑھانے کی اجازت دے رکھی ہو تو پھر نئے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔	تہذیب

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۰ ۱۴	الخليفة اذا سافر وهو فى القرى ليس له ان يجمع بالناس ولو مر بمصر من امصار ولايته فجمع بها وهو مسافر جاز لان صلوٰة غيره تجوز باذنه فصلوٰته اولیٰ۔	كذا فى الظهيرية
۱۵	ولو ان امام مصر مصر ثم نفر الناس عنه لخوف عدو او ما اشبه ذلك ثم عادوا اليه فانهم لا يجمعون الا باذن مستانف من الامام۔	كذا فى الظهيرية
۱۶	الامام اذا منع اهل المصر ان يجمعوا لم يجمعوا قال الفقيه ابوجعفر هذا اذا نهاهم مجتهدا بسبب من الاسباب واراد ان يخرج ذلك الموضع من ان يكون مصرا فاما اذا نهاهم متعنتا او اضرارا بهم فلهم ان يجمعوا على رجل يصلى بهم الجمعة۔	كذا فى الظهيرية
۱۷	الامام اذا عزل كان له ان يصلى الجمعة بالناس الى ان ياتيه الكتاب بعزله او يقدم عليه الامير الثانى فاذا جاء الكتاب بعزله او علم بقدوم الامير فصلاته باطلة۔	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۸	ولو افتتح الامام الجمعة ثم حضر وال آخر فانه يمضى فى صلوٰته۔	كذا فى الخلاصة
۱۹	بلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما۔	كذا فى معراج الدراية

۲۱۱ وقت الظهر — تعداد شق ۳

۱	(ومنها وقت الظهر) حتى لو خرج وقت الظهر فى خلال الصلوٰة تفسد الجمعة وان خرج بعد ما قعد قدر التشهد فكذا عند ابى حنيفة رح۔	كذا فى المحيط
۲	وليس له ان يبنى الظهر عليها لاختلاف الصلوٰتين۔	كذا فى التبيين

له اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰۹/۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نمازِ جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۰ ۱۴	خلیفہ اگر دورانِ سفر کسی گاؤں میں ہو تو وہاں اسے نمازِ جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر وہ اپنی حکومت کے کسی شہر میں سے گزرے اور وہ مسافر ہو تو اسے وہاں جمعہ پڑھانا جائز ہے[۱]۔ اس لیے کہ جب دوسروں کی نمازِ جمعہ اس کی اجازت سے جائز ہو جاتی ہے تو اس کی نمازِ جمعہ بطریقِ اولیٰ جائز ہوگی۔	ظہیریہ
۱۵	اگر حاکم نے کسی جگہ کو شہر قرار دیا۔ پھر وہاں کے لوگ دشمن کے خوف یا ایسی ہی کسی اور بنا پر وہاں سے چلے گئے، پھر لوٹ آئے تو جب تک حاکم کی طرف سے نئی اجازت نہ ملے وہ وہاں جمعہ قائم نہ کریں گے۔	ظہیریہ
۱۶	(ا) اگر حاکم کسی شہر والوں کو جمعہ پڑھنے سے منع کر دے تو وہ جمعہ نہ پڑھیں۔ (ب) فقیہ ابو جعفرؒ کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے جب کہ حاکم نے اجتہاد کے طور پر کسی خاص وجہ سے جمعہ قائم کرنے پر پابندی لگا دی ہو، اور وہ اس جگہ کو شہر ہونے کے حکم سے خارج کرنا چاہتا ہو۔ لیکن اگر (حاکم کی بے دینی وغیرہ کی وجہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ) وہ حاکم وہاں کے لوگوں کو تکلیف دینے یا ضرر پہنچانے کے لیے انہیں جمعہ پڑھنے سے منع کرتا ہے تو وہاں کے لوگوں کو اختیار ہے کہ وہ کسی شخص کو مقرر کر لیں جو انہیں نمازِ جمعہ پڑھا دے۔	ظہیریہ
۱۷	(ا) حاکم جب معزول ہو جائے تو جب تک اس کی معزولی کا پروانہ نہ آجائے یا دوسرا حاکم مقرر ہو کر نہ آجائے وہ لوگوں کو جمعہ پڑھا سکتا ہے۔ (ب) اور جب اس کا معزولی نامہ آجائے یا اسے دوسرے امیر کے آجانے کا علم ہو جائے تو پھر اس کا جمعہ پڑھانا باطل ہے۔	قاضی خان
۱۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) حاکم نے نمازِ جمعہ شروع کر دی۔ پھر دوسرا حاکم آگیا تو وہ اپنی اس نماز کو پورا کرے گا۔	خلاصہ
۱۹	جن علاقوں کے حاکم کافر ہوں تو وہاں کے مسلمانوں کو جمعہ قائم کرنا جائز ہے۔ اور مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی قاضی قرار پا سکتا ہے۔ اور وہاں کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مسلمان حاکم مقرر ہونے کے لیے کوشش کرتے رہیں۔	معراج الدرایہ
۲۱۱	**ظہر کا وقت ہونا** اور اس میں ۳ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں سے ایک شرط ظہر کا وقت ہے۔ حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ کے دوران ظہر کا وقت خارج ہو جائے تو نمازِ جمعہ فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر (نمازِ جمعہ میں) بقدر تشہد التحیات کے لیے بیٹھنے کے بعد ظہر کا وقت خارج ہو گیا۔ تب بھی امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یہی حکم ہے[۲]۔	محیط
۲	اور نمازِ جمعہ پڑھنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ نمازِ جمعہ پر نمازِ ظہر کی بنا کرے، کیونکہ دونوں نمازیں مختلف ہیں۔	تبیین

[۲] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷۷/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۱ ۳	المقتدی اذا نام فی صلوٰۃ الجمعۃ ولم ینتبہ حتی خرج الوقت فسدت صلوٰتہ ولو انتبہ بعد فراغ الامام والوقت دائم اتمہا جمعۃ۔	کذا فی المحیط

۲۱۲ الخطبۃ تعداد شق ۱۵

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۱	(ومنہا الخطبۃ قبلہا) حتی لو صلوا بلا خطبۃ او خطب قبل الوقت لم یجز۔	کذا فی الکافی
۲	الخطبۃ تشتمل علی فرض وسنۃ۔ فالفرض شیئان الوقت وہو بعد الزوال وقبل الصلوٰۃ حتی لو خطب قبل الزوال او بعد الصلوٰۃ لایجوز۔[1]	ھٰکذا فی العینی شرح الھدایۃ
	والثانی ذکر اللہ تعالیٰ۔	کذا فی البحر الرائق
۳	وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ۔	کذا فی المتون
	ھٰذا اذا کان علی قصد الخطبۃ اما اذا عطس فحمد اللہ او سبح او ہلل متعجبا من شیئٍ لاینوب عن الخطبۃ اجماعا۔	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۴	خطب وحدہ او بحضرۃ النساء الصحیح انہ لایجوز۔	ھٰکذا فی معراج الدرایۃ
۵	ولو حضر واحد او اثنان وخطب وصلی بالثلاثۃ جاز۔	کذا فی الخلاصۃ
۶	ولو خطب والقوم نیام او صم جازت۔	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
۷	(واما سننہا فخمسۃ عشر) احدہا الطہارۃ حتی کرہت للمحدث والجنب۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۸	(وثانیہا) القیام۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
	ولو خطب قاعدا او مضطجعا جاز۔	ھٰکذا فی فتاویٰ قاضی خان
۹	(وثالثہا) استقبال القوم بوجہہ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۰	(ورابعہا) التعوذ فی نفسہ قبل الخطبۃ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۱	(وخامسہا) ان یسمع القوم الخطبۃ وان لم یسمع اجزأہ۔[2]	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۲	(وسادسہا) البداءۃ بحمد اللہ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق
۱۳	(وسابعہا) الثناء علیہ بما ہو اہلہ۔	ھٰکذا فی البحر الرائق

[1] زوال کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۰۴ / ۹۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[2] اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۱۲ / ۲۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	سولھواں باب نمازِ جمعہ کے احکام — جمعہ کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۱ ۳	(ا) مقتدی اگر جمعہ کی نماز میں سو جائے اور وقت خارج ہو جانے کے بعد جاگے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	
	(ب) اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) امام کے فارغ ہونے کے بعد جاگا اور وقت ابھی باقی ہو تو نمازِ جمعہ پوری کرے۔	محیط
۲۱۲	**خطبہ دینا** اور اس میں ۵۰ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے خطبہ دے۔ حتیٰ کہ اگر خطبہ کے بغیر جمعہ پڑھیں یا خطیب وقت سے پہلے خطبہ دے تو جائز نہیں۔	کافی
۲	(ا) خطبہ میں فرض بھی ہیں اور سنتیں بھی۔ اور فرض دو ہیں۔ خطبہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ خطبہ وقت کے اندر ہو اور خطبہ کا وقت زوال کے بعد اور نمازِ جمعہ سے پہلے ہے۔ پس اگر کسی نے زوال سے پہلے خطبہ دیا تو جائز نہ ہوگا۔	عینی
	(ب) خطبہ کا دوسرا فرض اللہ کا ذکر ہے۔	بحرالرائق
۳	(ا) اور خطبہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنا کفایت کرجاتا ہے۔	متون
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ کلمات) خطبہ کے ارادے سے پڑھے۔ لیکن اگر چھینکا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھا یا کسی چیز پر تعجب کرکے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو خطبہ کے قائم مقام نہ ہوگا، اس پر اجماع ہے۔	جوہرہ نیرہ
۴	کسی نے اکیلے خطبہ پڑھا۔ یا (صرف) عورتوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ تو صحیح حکم یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔	معراج الدرایہ
۵	اگر کسی نے ایک یا دو آدمیوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور تین آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو جائز ہے۔ [۵۲]	خلاصہ
۶	اگر کسی نے سوئے ہوئے لوگوں کو خطبہ دیا یا کانوں سے بہرے لوگوں کو خطبہ دیا تو جائز ہے۔	عینی
۷	خطبۂ جمعہ میں پندرہ سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک طہارت ہے۔ حتیٰ کہ بے وضو اور جنبی کا خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔	بحرالرائق
۸	(ا) خطبہ کی دوسری سنت کھڑے ہو کر خطبہ دینا ہے۔	بحرالرائق
	(ب) اگر کسی نے بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ پڑھا تو جائز ہو جاتا ہے۔	قاضی خان
۹	خطبہ کی تیسری سنت یہ ہے کہ خطبہ میں قوم کی طرف متوجہ ہو۔	بحرالرائق
۱۰	خطبہ کی چوتھی سنت یہ ہے کہ خطبہ سے پہلے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے۔	بحرالرائق
۱۱	خطبہ کی پانچویں سنت یہ ہے کہ قوم کو خطبہ سنائے، اور اگر (سب کو) نہ سنائے تو بھی اسے کفایت کرجاتا ہے۔ [۵۳]	بحرالرائق
۱۲	خطبہ کی چھٹی سنت یہ ہے کہ خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کرے۔	بحرالرائق
۱۳	خطبہ کی ساتویں سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان تعریف کرے۔	بحرالرائق

[۵۳] اونچی آواز سے خطبہ دینے کے متعلق حکم نمبر ۲۷/۲۱۲ اور اونچی آواز کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۱۱۹، ۱۶/۱۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعة — صلوٰۃ الجمعة	حوالہ
۲۱۲	۱۴	(وثامنها) الشهادتان۔	هكذا فی البحر الرائق
	۱۵	(وتاسعها) الصلوٰۃ علی النبی علیه الصلوٰۃ والسلام۔	هكذا فی البحر الرائق
	۱۶	(وعاشرها) العظة والتذکیر۔	هكذا فی البحر الرائق
	۱۷	(والحادی عشر) قرأۃ القرآن وتارکها مسیئ۔	هكذا فی البحر الرائق
		ومقدار ما یقرأ فیهما من القرآن ثلاث آیات قصار او آیة طویلة۔	كذا فی الجوهرة النیرة
	۱۸	(والثانی عشر) اعادة التحمید والثناء علی اللّٰه تعالیٰ والصلوٰۃ علی النبی علیه الصلوٰۃ والسلام فی الخطبة الثانیة۔	هكذا فی البحر الرائق
	۱۹	(والثالث عشر) زیادة الدعاء للمسلمین والمسلمات۔	هكذا فی البحر الرائق
	۲۰	(والرابع عشر) تخفیف الخطبتین بقدر سورة من طوال المفصل ویکره التطویل۔	هكذا فی البحر الرائق
	۲۱	(والخامس عشر) الجلوس بین الخطبتین۔	هكذا فی البحر الرائق
	۲۲	ومقدار الجلوس بینهما مقدار ثلاث آیات فی ظاهر الروایة۔	هكذا فی السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوی
		قال شمس الائمة السرخسیؒ فی تقدیر الجلسة بین الخطبتین انه اذا تمکن فی موضع جلوسه واستقر کل عضو منه فی موضعه قام من غیر مکث ولبث۔	كذا فی التتارخانیة
		والمختار ما قاله شمس الائمة السرخسیؒ۔	كذا فی الغیاثیة
	۲۳	والاصح انه یکون مسیئا بترک الجلسة بین الخطبتین۔	كذا فی القنیة
	۲۴	والقعود قبل الخطبة سنة۔	هكذا فی العینی شرح الكنز
	۲۵	واما الخطیب فیشترط فیه ان یتاهل للامامة فی الجمعة۔	كذا فی الزاهدی
	۲۶	ومن السنة ان یکون الخطیب علی منبر اقتداء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔	كذا فی البحر الرائق
	۲۷	ومن المستحب ان یرفع الخطیب صوته وان یکون الجهر فی الثانیة دون الاولیٰ۔	كذا فی البحر الرائق
	۲۸	وینبغی ان تکون الخطبة الثانیة الحمد للّٰه نحمده ونستعینه الخ وذکر الخلفاء الراشدین والعمین رضوان اللّٰه تعالیٰ علیهم اجمعین مستحسن بذلک جری التوارث۔	كذا فی التجنیس

لہ جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ وثامنها ان یعید فی الخطبة الثانیة الحمد للّٰه والثناء والصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وتاسعها ان یزید فیها الدعاء للمؤمنین والمؤمنات الخ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۴۸ ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ قال فی التجنیس والثانیة کالاولیٰ الا انه یدعو للمسلمین مکان الوعظ اھ رد المحتار ص ۷۵۹ ۔ (مترجم) لہ طوال مفصل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۳۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

٭ اس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۱۵۸ اور ۲/۱۶۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۱۴	خطبہ کی آٹھویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں دونوں شہادتیں (یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) پڑھے۔	بحرالرائق
۱۵	خطبہ کی نویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔	بحرالرائق
۱۶	خطبہ کی دسویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں وعظ اور نصیحت کرے۔	بحرالرائق
۱۷	(ا) خطبہ کی گیارھویں سنت یہ ہے کہ خطبہ میں (کچھ) قرآن مجید پڑھے، اور اس کا چھوڑنے والا برائی کرنے والا ہے۔	بحرالرائق
	(ب) خطبہ میں قرآن مجید میں سے پڑھنے کی مقدار تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	خطبہ کی بارھویں سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا دوسرے خطبہ میں اعادہ کرے۔	بحرالرائق
۱۹	خطبہ میں تیرھویں سنت یہ ہے کہ (دوسرے خطبہ میں) مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کی زیادتی کرے۔	بحرالرائق
۲۰	خطبہ میں چودھویں سنت یہ ہے کہ خطبوں میں تخفیف کرے تاکہ وہ طوال مفصل میں سے کسی سورۃ کے برابر رہیں اور اس سے مقدار سے طویل کرنا مکروہ ہے۔	بحرالرائق
۲۱	خطبہ میں پندرھویں سنت یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے۔	بحرالرائق
۲۲	(ا) اور ظاہر روایت میں دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تین آیتیں پڑھنے کے بقدر ہے۔	سراج وہاج
	(ب) شمس الائمہ سرخسیؒ نے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار کے متعلق کہا ہے کہ جب خطیب اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھ جائے اور اس کے سب اعضا اپنی جگہوں پر قرار پکڑ لیں تو پھر مزید ٹھہرنے یا دیر لگانے کے بغیر کھڑا ہو۔	تتارخانیہ
	(ج) اور مختار حکم وہ ہے جو شمس الائمہ سرخسیؒ نے بیان کیا ہے۔	غیاثیہ
۲۳	زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان نہ بیٹھنے میں برائی کرنے والا ہے۔	قنیہ
۲۴	خطبہ دینے سے پہلے بیٹھنا سنت ہے۔	عینی
۲۵	خطبہ دینے والے خطیب میں یہ شرط ہے کہ وہ جمعہ میں امامت کا اہل ہو۔	زاہدی
۲۶	یہ سنت ہے کہ خطیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کے مطابق منبر پر خطبہ دے۔	بحرالرائق
۲۷	یہ مستحب ہے کہ خطیب اپنی آواز بلند کرے۔ اور دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ کی نسبت آواز کی بلندی کم ہو۔	بحرالرائق
۲۸	(ا) دوسرا خطبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ سے شروع ہونا چاہیئے۔	
	(ب) اور (جمعہ کے خطبہ میں) خلفاء راشدینؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں چچا صاحبان کا ذکر مستحسن ہے۔ اسی طرح اسلاف سے معمول چلا آتا ہے۔	تجنیس

جیسا کہ درمختار میں ہے کہ (ولیسن خطبتان) خفیفتان وتکرہ زیادتہما علیٰ قدر سورۃ من طوال المفصل الخ درمختار ج ۱ ص ۵۵۷۔ یعنی جمعہ میں دو خطبے مسنون ہیں وہ دونوں خفیف ہوں طویل نہ ہوں، اور اگر ان دونوں خطبوں کی (مجموعی) طوالت طوال مفصل کی سورۃ سے طویل ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (مترجم)

اساءت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۱۵۰، ۲/۱۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ (مترجم) اور درمختار میں ہے کہ (خطبہ سے قبل) منبر کے دائیں طرف خلوت میں بیٹھنا اور خطبہ کیلئے نکلنے سے لے کر نماز میں داخل ہونے تک سلام نہ کہنا اور خطیب کا سیاہ لباس پہننا بھی سنت طریقہ سے ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۵۶۰ نیز حکم ۲۵/۲۱۴ مع حاشیہ ۲۹/۲۱۵ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲ ۲۹	ویکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امرا بمعروف۔	کذا فی فتح القدیر
۳۰	ولا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب۔	کذا فی الکافی
۳۱	واذا احدث الامام بعد الخطبۃ فاستخلف رجلا ان شہد الخطبۃ جاز والا فلا۔ ولو احدث بعد الدخول فی الصلوٰۃ جاز کیفما کان۔	کذا فی التہذیب
۳۲	واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ وقالا لا بأس اذا خرج الامام قبل ان یخطب واذا فرغ قبل ان یشتغل بالصلوٰۃ۔	کذا فی الکافی
۳۳	سواء کان کلام الناس او التسبیح او تشمیت العاطس او رد السلام۔	کذا فی السراج الوہاج
۳۴	واما دراسۃ الفقہ والنظر فی کتب الفقہ وکتابتہ فمن اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ من کرہ ذلک ومنہم من قال لا بأس بہ۔	ھکذا فی المحیط
۳۵	واذا لم یتکلم بلسانہ ولکنہ اشار بیدہ او برأسہ او بعینہ نحو ان رأی منکرا من انسان فنہاہ بیدہ او اخبر بخبر فاشار برأسہ الصحیح انہ لا بأس بہ۔	ھکذا فی المحیط
۳۶	وتکرہ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	کذا فی شرح الطحاوی
۳۷	والنائی عن الامام فی استماع الخطبۃ کالقریب والانصات فی حقہ ھو المختار۔	کذا فی جواہر الاخلاطی
۳۸	وھو الاحوط۔	کذا فی التبیین
۳۹	وقیل یقرأ القرآن وقیل یسکت وھو الاصح۔	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	ویحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلوٰۃ حتی لا ینبغی ان یاکل او یشرب والامام فی الخطبۃ۔	ھکذا فی الخلاصۃ

لہ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۶،۲۴ / ۱۰۱ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ جیسا کہ البحر الرائق ج ۱ صـ۱۴۸ میں ہے اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنے تو دل میں بایں طور درود شریف پڑھ لے کہ وہ خود سن سکے یا حروف صحیح ہوجائیں اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں محض دل میں پڑھے! درجوہرہ میں ہے کہ زبان سے بول کر نہ پڑھے ورنہ خطبہ کا سماع فوت ہوجائے گا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار۔ ج ۱ صـ۷۶۸ ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۲۹	یہ مکروہ ہے کہ خطیب خطبہ میں بات چیت کرے لیکن امر بالمعروف (نیکی کی تبلیغ) کرے تو مکروہ نہیں ہے۔	فتح القدیر
۳۰	اور خطبہ دینے والے کے علاوہ کسی اور شخص کو نماز نہیں پڑھانی چاہیئے۔	کافی
۳۱	(ا) اگر امام خطبہ پڑھنے کے بعد بے وضو ہو گیا اور اس نے کسی اور شخص کو خلیفہ بنایا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ شخص خطبہ میں حاضر تھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ب) اگر امام نماز میں داخل ہونے کے بعد بے وضو ہو گیا تو ہر صورت میں خلیفہ بنانا جائز ہے (خواہ وہ خلیفہ خطبہ میں حاضر تھا یا نہ)	تہذیب
۳۲	(ا) جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے نکلے تو (حکم یہ ہے کہ) نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں۔ [۱] (ب) اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ (خطبہ کے لیے) امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور اسی طرح خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد اور نماز شروع کرنے سے پہلے (مذکورہ امور میں) حرج نہیں۔	کافی
۳۳	(مذکورہ حکم میں) خواہ ایسا کلام ہو جیسے لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں یا سبحان اللہ کہنا ہو۔ یا چھینکنے پر جواب میں یرحمک اللہ کہنا ہو یا کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا ہو (سب کا حکم برابر ہے)	سراج وہاج
۳۴	(ا) البتہ (مذکورہ وقت میں) فقہ کے سمجھنے، فقہ کی کتابوں پر نظر کرنے اور اس کے لکھنے کے متعلق ہمارے بعض اصحاب کے ہاں حکم یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ (ب) اور ہمارے بعض اصحاب کا قول یہ ہے کہ (فقہ کی مذکورہ مصروفیت میں) کوئی حرج نہیں۔	محیط
۳۵	اور (اگر مذکورہ وقت میں) زبان سے کلام نہ کرے۔ لیکن ہاتھ یا سر یا آنکھوں سے اشارہ کر دے۔ مثلاً (اس وقت) کسی کو ناجائز کام کرتے دیکھا تو اسے ہاتھ سے منع کر دیا۔ یا اسے کوئی خبر دی گئی تو اس نے سر سے اشارہ کر دیا، تو اس کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔	محیط
۳۶	اور (مذکورہ وقت میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ [۲]	شرح طحاوی
۳۷	اور خطبہ سننے میں جو شخص امام سے دور ہو، خطبہ سننے میں وہ بھی اسی کی مانند ہے جو امام کے قریب ہو۔ اس کے حق میں بھی خاموش رہنے کا حکم ہے۔ یہی حکم مختار ہے۔	جواہر الاخلاطی
۳۸	اور اسی (مذکورہ) حکم میں زیادہ احتیاط ہے۔	تبیین
۳۹	اور (خطبہ کے وقت) بعض کے قول کے بموجب قرآن مجید پڑھ سکتا ہے۔ [۳] اور بعض کا قول یہ ہے کہ (قرآن مجید پڑھنے کی بجائے) خاموش رہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۴۰	جو امور نماز میں حرام ہیں وہ خطبہ میں بھی حرام ہیں حتیٰ کہ جب امام خطبہ پڑھا رہا ہو تو کچھ کھانا پینا نہیں چاہیئے۔ [۴]	خلاصہ

[۳] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ خطبہ سننے والا قرآن مجید پڑھے یا فقہ سمجھے یا اس میں نظر کرے۔ تو ان امور کے جواز میں اختلاف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق۔ ج ۲۔ ص ۱۴۸۔ نیز حکم نمبر ۳۴/۲۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

[۴] اس کے متعلق حکم نمبر ۴۶/۲۱۲ بھی ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲ ۴۱	ویستحب للرجل ان یستقبل الخطیب بوجهه هذا اذا کان امام الامام فان کان عن یمین الامام او عن یسارہ قریبا من الامام ینحرف الی الامام مستعدا للسماع۔	کذا فی الخلاصة
۴۲	والذی علیه عامة مشائخنا ان علی القوم ان یستمعوا الخطبة من اولها الی آخرها۔	هکذا فی المحیط
۴۳	والدنو من الامام افضل من التباعد عنه وهو الصحیح من الجواب من مشائخنا۔	هکذا فی المحیط
	ولا یتخطی رقاب الناس للدنو من الامام۔ وذکر الفقیه ابوجعفر عن اصحابنا انه لا بأس بالتخطی ما لم یأخذ الامام فی الخطبة۔ ویکره اذا أخذ۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	لان للمسلم ان یتقدم ویدنو من المحراب اذا لم یکن الامام فی الخطبة لیتسع المکان علی من یجیئ بعده وینال فضل القرب من الامام فاذا لم یفعل الاول فقد ضیع ذلک المکان من غیر عذر فکان للذی جاء بعده ان یأخذ ذلک المکان۔ واما من جاء والامام یخطب فعلیه ان یستقر فی موضعه من المسجد لان مشیه وتقدمه عمل فی حالة الخطبة۔	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	واما تخطی السؤال فمکروه بالاجماع فی جمیع الاحوال۔	کذا فی البحر الرائق
	المختار ان السائل اذا کان لا یمر بین یدی المصلی ولا یتخطی رقاب الناس ولا یسأل الناس الحافا ویسأل لامر لا بد منه لا بأس بالسؤال والاعطاء ولا یحل اعطاء سؤال المسجد اذا لم یکونوا علی تلک الصفة المذکورة۔	کذا فی الوجیز للکردری
۴۶	اذا شهد الرجل عند الخطبة ان شاء جلس محتبیا او متربعا او کما تیسر لانه لیس بصلوٰة عملا وحقیقة۔	کذا فی المضمرات
	ویستحب ان یقعد فیها کما یقعد فی الصلوٰة۔	کذا فی معراج الدرایة
۴۷	ان کان فی النفل ثم شرع الخطیب فی الخطبة یقطع قبل السجدة وبعدها عنده الرکعتین۔	هکذا فی القنیة
۴۸	ولو ذکر فی الجمعة ان علیه الفجر۔ فان کان لا یخاف فوت الجمعة یقطعها ویبدأ بالفجر۔ ولو فات الوقت یتم الجمعة لسقوط الترتیب بضیق الوقت۔	

؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۱۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲ ۴۱	یہ مستحب ہے کہ (خطبہ سننے والا) آدمی خطیب کی طرف رخ کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ امام کے سامنے ہو۔ اور اگر امام کے قریب اس کے دائیں یا بائیں طرف ہو تو اس کی طرف پھر کر سننے کے لیے تیار ہو کر بیٹھے۔	خلاصہ
۴۲	ہمارے عام مشائخ ورحم کے ہاں قوم پر لازم ہے کہ وہ اول سے آخر تک خطبہ سنیں۔	محیط
۴۳	(ا) اور امام سے قریب بیٹھنا اس سے دور بیٹھنے کی بنسبت افضل ہے۔ ہمارے مشائخ ورح کے جواب میں صحیح حکم یہی ہے۔	محیط
	(ب) امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔	
	(ج) فقیہ ابو جعفر رح نے ہمارے اصحاب رح نے نقل کیا ہے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا تو پھلانگ کر جانے میں کوئی حرج نہیں! ور جب امام نے خطبہ شروع کر دیا تو پھر پھلانگنا مکروہ ہے۔	قاضی خان
۴۴	(ا) (مذکورہ حکم کی) وجہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا آگے بڑھے اور محراب سے قریب ہو، تاکہ اس سے بعد میں آنے والوں کے لیے گنجائش ہو اور امام سے قریب ہونے کی فضیلت حاصل کرے۔ اور جب پہلے شخص نے ایسا نہیں کیا تو اس نے وہ جگہ بغیر عذر کے ضائع کی۔ پس بعد میں آنے والے کو وہ جگہ لینے کا اختیار ہے۔	
	(ب) البتہ جو شخص امام کے خطبہ کے دوران آئے تو اسے چاہیئے کہ وہ مسجد میں اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ اس لیے کہ اس کا چلنا اور آگے بڑھنا خطبہ کی حالت میں عمل ہے۔	قاضی خان
۴۵	(ا) البتہ لوگوں سے سوال کرنے کے لیے گردنیں پھلانگنا بالاجماع مکروہ ہے۔	بحرالرائق
	(ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ سائل[1] جب نمازی کے سامنے سے نہ گزرتا ہو۔ وہ[2] لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگتا ہو۔ اور لوگوں سے[3] اصرار کر کے نہ مانگتا ہو۔ اور کسی[4] ضرورت کی وجہ سے مانگتا ہو تو اس کے مانگنے اور اسے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مذکورہ طریقے سے نہ ہو تو مسجد میں مانگنے والوں کو دینا جائز نہیں ہے۔	وجیز للکردری
۴۶	(ا) جب کوئی شخص خطبہ میں حاضر ہو تو اسے اختیار ہے کہ خواہ گھٹنے کھڑے رکھ کر بیٹھے یا چار زانو ہو کر بیٹھے یا جس طرح اسے آسانی ہو۔ اس لیے خطبہ حقیقت اور عملی لحاظ سے نماز نہیں ہے۔[1]	مضمرات
	(ب) اور مستحب یہ ہے کہ (خطبہ سننے والا) خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں بیٹھتا ہے۔	معراج الدرایہ
۴۷	اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا تھا اور خطیب نے خطبہ شروع کر دیا تو (اس کے لیے حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے سجدہ نہیں کیا ہے تو نماز توڑ دے اور اگر اس نے سجدہ کر لیا ہے تو دو رکعتیں پوری کر کے نماز ختم کر دے۔[2]	قنیہ
۴۸	اگر کسی کو نماز جمعہ میں یاد آیا کہ اس نے نماز فجر نہیں پڑھی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ)	
	(ا) اگر اسے نمازِ جمعہ فوت ہونے کا خوف نہیں ہے تو نماز توڑ کر پہلے فجر پڑھ لے۔	
	(ب) اور اگر وقت فوت ہوتا ہو، تو جمعہ کی نماز پوری کرے۔ اس لیے کہ وقت کی تنگی سے ترتیب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔	

[1] جیسا کہ حکم نمبر ۴۰/۱۱ /۱۸۷ میں ہے۔ اور اگر مستحب نفل کی بجائے مؤکدہ سنتیں ہوں مثلاً نمازِ ظہر یا نمازِ جمعہ سے پہلے کی چار سنتیں پڑھ رہا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی یا امام خطبہ کے لیے نکلا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۸۷ جس میں خطبہ شروع ہونے کا ذکر ہے اور اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۷/۱۰۱ ملاحظہ ہو جس میں خطبہ کیلئے خطیب کے نکلنے کا ذکر ہے۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۲	اما لو خاف فوت الجمعة لا الوقت فعندهما يبدأ بالفجر وعند محمدؒ يتم الجمعة۔	كذا في معراج الدراية
۴۹	ويكره ان يخطب متكئا على قوس او عصا۔	كذا في الخلاصة وهكذا في المحيط
۵۰	ويتقلد الخطيب السيف في كل بلدة فتحت بالسيف۔	كذا في شرح الطحاوي
۲۱۳	**الجماعة** تعداد شق ۱۰	
۱	(ومنها الجماعة) واقلها ثلاثة سوى الامام۔	كذا في التبيين
۲	ولا يشترط كونهم ممن حضر الخطبة۔	كذا في فتح القدير
۳	ولو خطب الامام يوم الجمعة ونفر الناس وجاء آخرون وصلى بهم الجمعة اجزأهم۔	كذا في محيط السرخسي
۴	والشرط فيهم ان يكونوا صالحين للامامة اما اذا كانوا لا يصلحون لها كالنساء والصبيان لا تصح الجمعة۔	كذا في الجوهرة النيرة
۵	وتنعقد الجمعة بامامة العبيد والمسافرين والمرضى وكذا بالاميين والخرس۔	كذا في محيط السرخسي
۶	اذا كبر الامام للجمعة والقوم حضور ولم يشرعوا معه ذكر في الاصل انهم اذا كبروا قبل رفع الامام رأسه من الركوع صحت الجمعة والا استقبلها ولم يذكر خلافا۔	كذا في الغياثية
۷	ولو كبروا مع الامام ثم نفروا وخرجوا من المسجد ثم جاءوا وكبروا قبل رفع الامام رأسه من الركوع اجزأتهم الجمعة۔	كذا في محيط السرخسي
۸	اذا كبر الامام ومعه قوم متوضئون فلم يكبروا معه حتى احدثوا ثم جاء آخرون وذهب الاولون جاز استحسانا۔ ولو كانوا محدثين فكبر ثم جاء آخرون استقبل التكبير۔	كذا في فتاوى قاضيخان
۹	ان نفروا بعد الافتتاح قبل التقييد بالسجدة لم يجمع عند ابي حنيفةؒ خلافا لهما۔	كذا في التمرتاشي

؎ اور شیخینؒ کے ہاں اس صورت میں وہ نماز جمعہ توڑ کر نماز فجر پڑھے اور پھر نماز ظہر پڑھے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۲۲/۱۸۸ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۲	(ج) اور اگر اسے نماز جمعہ فوت ہونے کا خوف ہو اور وقت فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں پہلے نماز فجر پڑھ لے[51]۔ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ جمعہ کی نماز پوری کرے۔	معراج الدرایہ
۴۹	اور یہ مکروہ ہے کہ خطبہ دینے والے کمان یا عصا پر سہارا لے کر خطبہ دے۔	خلاصہ محیط
۵۰	جو شہر جنگ کے ذریعہ فتح ہوئے ہوں ان میں خطیب گردن میں تلوار لٹکا کر خطبہ دے۔	شرح طحاوی
۲۱۳	**جماعت ہونا** — اور اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱	نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں ایک شرط جماعت کا ہونا ہے۔ کم سے کم جماعت یہ ہے کہ امام کے علاوہ تین آدمی ہوں[52]۔	تبیین
۲	اور (مذکورہ حکم میں) یہ شرط نہیں ہے کہ وہ سب لوگ خطبہ میں حاضر ہوئے ہوں۔	فتح القدیر
۳	اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے جمعہ کا خطبہ پڑھا اور وہ لوگ بھاگ گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور ان کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو انہیں کفایت کر جائے گا۔	محیط سرخسی
۴	(مذکورہ صورت میں) جماعت والوں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ امام ہونے کے اہل ہوں۔ لیکن اگر وہ امام بننے کے اہل نہ ہوں۔ مثلاً عورتیں ہوں یا لڑکے ہوں تو نماز جمعہ صحیح نہ ہو گی۔	جوہرہ نیرہ
۵	اگر (مذکورہ صورت میں) جماعت کے لوگ غلام، مسافر یا بیمار ہوں۔ اسی طرح اگر وہ امی[53] یا گونگے ہوں تو نماز جمعہ درست ہو جاتی ہے۔	محیط سرخسی
۶	جب امام نے نماز جمعہ کے لیے تکبیر (تحریمہ) کہی تو جماعت کے لوگ حاضر تھے۔ البتہ انہوں نے امام کے ساتھ نماز شروع نہ کی تو (اس کے متعلق) اصل میں ذکر ہے کہ اگر انہوں نے امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیر (تحریمہ) کہہ لی تو نماز جمعہ صحیح ہو گی۔ ورنہ نماز از سر نو شروع کرے۔ اور اس حکم کے متعلق کوئی اختلاف مذکور نہیں۔	غیاثیہ
۷	اور اگر (نماز جمعہ میں) جماعت کے لوگوں نے امام کے ساتھ تکبیر کہی پھر چلے گئے اور مسجد سے نکل گئے پھر آ گئے اور انہوں نے امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ لی تو انہیں نماز جمعہ کفایت کر جائے گی۔	محیط سرخسی
۸	(ا) اگر امام نے (نماز جمعہ کے لیے) تکبیر کہی اور اس کے ساتھ کچھ لوگ باوضو موجود تھے اور انہوں نے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی حتیٰ کہ وہ بے وضو ہو گئے۔ پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسرے لوگ آ گئے تو اس صورت میں از روئے استحسان نماز جمعہ جائز ہے۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ باوضو نہ تھے۔ پس امام نے تکبیر کہہ دی پھر دوسرے لوگ آ گئے تو امام از سر نو تکبیر کہے۔	قاضی خان
۹	اگر (نماز جمعہ میں) جماعت کے لوگ نماز شروع کرنے کے بعد اور سجدہ کرنے سے پہلے چلتے بنے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جمعہ نہیں ہوا۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔	تمرتاشی

[52] جیسا کہ حکم ۵/۲۱۲ میں ہے نیز حکم نمبر ۴/۲۱۳ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [53] امی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۳ ۱۰	وان نفروا بعد ما قید الرکعۃ بالسجدۃ صلی الجمعۃ عند علمائنا الثلاثۃ۔	کذا فی المضمرات
۲۱۴	**الاذن العام** تعداد شق ۲۵	
۱	(ومنها الاذن العام) وهو ان تفتح ابواب الجامع فیؤذن للناس کافۃ حتی ان جماعۃ لو اجتمعوا فی الجامع واغلقوا ابواب المسجد علی انفسهم وجمعوا لم یجز۔	کذا فی المحیط
۲	وکذلك السلطان اذا اراد ان یجمع بحشمه فی دارہ فان فتح باب الدار واذن اذنا عاما جازت صلوته شهدها العامۃ او لم یشهدوها۔	کذا فی المحیط
	ویکرہ۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳	وان لم یفتح باب الدار واجلس البوابین علیها لم تجز لهم الجمعۃ۔	کذا فی المحیط
۴	ویجوز للمسافر والعبد والمریض ان یؤموا فی الجمعۃ۔	کذا فی القدوری
۵	ومن لا عذر له لو صلی الظهر قبلها کرہ۔	کذا فی الکنز
۶	ویستحب للمریض والمسافر واهل السجن تأخیر الظهر الی فراغ الامام من الجمعۃ وان لم یؤخر یکرہ فی الصحیح۔	کذا فی الوجیز للکردری
۷	ان ادی الظهر ثم سعی الی الجمعۃ فادرکها مع الامام بطل ظهرہ سواء کان معذورا کالمسافر والمریض والعبد وغیرہ۔	
	وان لم یدرکها۔	
	فان خرج من بیته والامام فرغ منها لا یبطل اجماعا۔	
	وان خرج من بیته والامام فیها فقبل ان یصل الیه فرغ منها بطل ظهرہ عند ابی حنیفۃؒ خلافا لهما۔	
	وان خرج لا یرید الجمعۃ لا یبطل اجماعا۔	کذا فی الکافی
۸	وان سعی الی الجمعۃ وکان سعیه مقارنا لفراغه لا یبطل۔	هکذا فی التبیین

لہ اگر مذکورہ صورت میں سنتری صرف دیکھ بھال کے لیے ہوں اور وہ چیک کر کے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت دے دیتے ہوں۔ تو پھر نمازِ جمعہ جائز ہونے کی گنجائش ہونی چاہیئے۔ (مترجم) ٢ جیسا کہ درِ مختار و رد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اذنِ عام کی صراحت شرط نہیں ہے نیز مسجد کے دروازے کھولنا اور دین مکلفین کے لیے ہے پس اگر خوفِ فتنہ کے لیے مثلاً عورتوں کا داخلہ منع ہو تو اذنِ عام میں حرز نہ ہوگا نیز اگر قلعہ کا دروازہ دشمن کی وجہ سے یا عادت کی وجہ سے بند ہو تو چونکہ قلعہ میں رہنے والوں کے لیے اذنِ عام ہے پس اس سے اذنِ عام میں حرز نہ ہوگا۔ ماخوذ از درِ مختار و رد المحتار ج ۱ صفحہ ۲۱ نیز حکم نمبر ۳۰ ، ۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۳ ۱۰	(اور اگر (نماز جمعہ میں جماعت کے لوگ) ایک رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد چلے گئے تو ہمارے تینوں عالموں کے ہاں امام جمعہ پڑھے گا۔	مضمرات
۲۱۴	**اذن عام** اور اس میں ۲۵ شقیں ہیں	
۱	نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جن شرطوں کا تعلق نمازی کے علاوہ سے ہے۔ ان میں سے ایک شرط اذنِ عام ہے۔ اور اذنِ عام سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے دروازے کھول دیئے جائیں اور سب لوگوں کو آنے کی اجازت ہو۔ حتیٰ کہ اگر کچھ لوگ مسجد کے اندر جمع ہو کر مسجد کے دروازے بند کر لیں اور جمعہ پڑھیں تو جائز نہیں ہے۔	محیط
۲	(ا) اسی طرح اگر سلطان نے اپنے لوگوں کے ساتھ اپنے گھر جمعہ پڑھنا چاہا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ دروازہ کھول دے۔ اذن عام دیدے تو اس کی نماز جمعہ جائز قرار پائے گی۔ خواہ لوگ اس نماز جمعہ میں آئیں یا نہ آئیں۔	محیط
	(ب) اور مذکورہ صورت سے نماز جمعہ پڑھنا مکروہ ہے۔	تتارخانیہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں سلطان نے) گھر کا دروازہ کھلا نہ رکھا اور اس پر دربان (سنتری) بٹھا دیئے تو ان کے لیے نماز جمعہ جائز نہ ہوگی[۱]	محیط
۴	مسافر، غلام اور مریض کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز جمعہ میں امام بنیں۔	قدوری
۵	جس شخص کو کوئی عذر نہیں ہے وہ اگر نماز جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لے تو مکروہ ہے۔	کنز
۶	یہ مستحب ہے کہ مریض مسافر اور قیدی لوگ امام کے جمعہ سے فارغ ہونے تک نماز ظہر پڑھنے میں تاخیر کریں[۲]۔ اور اگر تاخیر نہ کی جائے تو صحیح حکم کے بموجب مکروہ ہے۔	وجیز للکردری
۷	(ا) اگر کسی نے نماز ظہر ادا کی پھر نماز جمعہ کے ارادے سے گیا۔ پس اس نے امام کے ساتھ نماز جمعہ پالی تو اس کی وہ (ادا شدہ) ظہر باطل ہوگئی خواہ وہ معذور تھا مثلاً مسافر یا مریض یا غلام تھا یا وہ معذور نہ تھا۔	
	(ب) اور اگر اس نے امام کے ساتھ نمازِ جمعہ نہ پائی تو (دیکھا جائے گا)	
	۱ اگر وہ گھر سے نکلا تو امام جمعہ سے فارغ ہو چکا تھا تو اس کی وہ ظہر باطل نہ ہوگی، اس پر اجماع ہے[۳]۔	
	۲ اور اگر گھر سے نکلا تو امام نماز جمعہ میں مشغول تھا اور اس کے پہنچنے سے پہلے امام نمازِ جمعہ سے فارغ ہوگیا تو اس کی وہ نماز ظہر امام ابو حنیفہؒ کے ہاں باطل ہو گئی۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے۔	
	۳ اور اگر وہ شخص گھر سے نکلا تو اس کا ارادہ نماز جمعہ کا نہ تھا تو اس کی وہ نماز ظہر بالاجماع باطل نہ ہوگی۔	کافی
۸	اگر وہ (مذکورہ صورت میں) جمعہ کے ارادے سے چلا اور اسی وقت امام نماز جمعہ سے فارغ ہوا تو اس کی نماز ظہر باطل نہ ہوگی۔	تبیین

[۱] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۳}{۲۰۸}$، $\frac{۷}{۲۰۹}$، اور $\frac{۱۴}{۲۱۴}$ ملاحظہ ہو نیز رد المحتار میں ہے کہ قہستانی میں مریض کے لفظ کی جگہ معذور کا لفظ ہے جو کہ مریض کی نسبت عام ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۷۸ (مترجم) [۲] [۳] اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۲۱۴}$ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۴ ۹	ولو صلی الظھر فی منزله ثم توجه الیھا ولم یؤدھا الامام بعد الا انه لا یرجو ادراکھا لبعد المسافة بطل ظھرہ فی قول البلخیین وھو الصحیح۔	ھٰکذا فی الکفایة
۱۰	فان کان توجه الیھا ولم یصل الامام بعذر او بغیر عذر اختلفوا فی بطلان ظھرہ الصحیح انه لا یبطل۔	ھٰکذا فی الکفایة
۱۱	واختلفوا فیما اذا توجه الیھا والناس فیھا الا انھم خرجوا قبل اتمامھا لنائبة الصحیح انه یبطل ظھرہ۔	ھٰکذا فی الکفایة
۱۲	ثم المعتبر فی السعی الانفصال عن دارہ فلا یبطل قبله علی المختار۔	کذا فی فتح القدیر
۱۳	ولو کان جالسا فی المسجد بعد ما صلی الظھر لا یبطل حتی یشرع مع الامام اتفاقا۔	کذا فی البحر الرائق
۱۴	والمریض اذا وجد خفة بعد ما صلی الظھر فی بیته ثم راح الی الجمعة فصلی الجمعة انتقض ظھرہ وانقلب نفلا۔	کذا فی النھایة
۱۵	ومن ادرکھا فی التشھد او فی سجود السھو اتم جمعة عند الشیخین۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایة لابی المکارم
۱۶	وکرہ فی المصر ظھر المعذور وغیرہ کالمسجون والمسافر جماعة قبل فراغ الامام وبعدہ۔ وکرہ جماعة الظھر لاھل المصر اذا لم یجمعوا لمانع۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایة لابی المکارم
۱۷	واما اھل القری فلھم ذلک بالاذان والاقامة من غیر کراھة وذکرہ قاضی خان وغیرہ۔	ھٰکذا فی شرح مختصر الوقایة لابی المکارم
۱۸	ویجب السعی وترک البیع بالاذان الاول۔	

؎۱ جمعہ کے لیے چلنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۲ جمعہ کے لیے متوجہ ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۲/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

؎۳ جیسا کہ حکم نمبر ۷/۲۱۴ میں ہے اور البحر الرائق میں ہے کہ اپنی حویلی سے یعنی اپنی حویلی کے دروازے سے نکل جائے۔ ماخوذ از بحر الرائق۔ ج ۲، ص ۱۵۳ (مترجم)

؎۴ جیسا کہ حکم نمبر ۷/۲۱۴ میں ہے۔ (مترجم) ؎۵ نیز حکم ۶/۲۱۴، ۴۸/۲۰۴، ۷/۲۰۹، ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

؎۶ اس کے متعلق حکم ۷/۲۰۹، ۶/۲۱۴، ۴۸/۲۰۴، ۱۴/۲۱۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ؎۷ جیسا کہ حکم نمبر ۶/۲۰۹ میں ہے۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۴ ۹	اگر کسی نے نماز ظہر اپنے گھر میں پڑھ لی پھر وہ نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا[ف]۔ اور ابھی تک امام نے جمعہ نہیں پڑھا تھا۔ لیکن اسے فاصلہ کی دوری کی وجہ سے نماز جمعہ پالینے کی امید نہیں تو (اس صورت میں) فقہاء بلخ رحمہم اللہ کے قول کے بموجب اس کی وہ نماز ظہر باطل ہو گئی اور یہی حکم صحیح ہے۔	کفایہ
۱۰	اور اگر وہ (مذکورہ صورت میں) نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا اور امام نے کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر نماز جمعہ نہ پڑھی تو (اس صورت میں) اس کی نماز ظہر باطل ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ نماز ظہر باطل نہ ہو گی۔	کفایہ
۱۱	اور اگر (گھر میں نماز ظہر پڑھ لینے کے بعد) وہ نماز جمعہ کی طرف متوجہ ہوا[ف]۔ اور لوگوں نے نماز جمعہ شروع کر دی تھی لیکن وہ لوگ نماز جمعہ پوری کرنے سے پہلے ہی کسی حادثہ کی وجہ سے نکل آئے تو اس (صورت کے حکم) میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی وہ نمازِ ظہر باطل ہو جائے گی۔	کفایہ
۱۲	پھر نماز جمعہ کے لیے چلنے میں معتبر حکم یہ ہے کہ وہ اپنی حویلی سے جدا ہو جائے[ف]۔ اور اس سے پہلے مختار قول کے بموجب نماز ظہر باطل نہیں ہوتی۔	فتح القدیر
۱۳	اگر کوئی شخص نمازِ ظہر پڑھنے کے بعد مسجد میں بیٹھا ہو تو بالاتفاق حکم یہ ہے کہ جب تک امام کے ساتھ نماز جمعہ شروع نہ کرے (اس کی وہ) نماز ظہر باطل نہیں ہوتی۔	بحر رائق
۱۴	کسی مریض نے اپنے گھر نماز ظہر پڑھنے کے بعد بیماری میں کمی پائی۔ پس وہ نماز جمعہ کے لیے چلا گیا اور اس نے نمازِ جمعہ پڑھی تو اس کی وہ نماز ظہر ختم ہو گئی اور وہ نماز نفل ہو گئی[ف]۔	نہایہ
۱۵	جو شخص نمازِ جمعہ کی تشہد میں یا سجدہ سہو میں شریک ہوا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں وہ نماز جمعہ پوری کرے۔	شرح مختصر الوقایہ
۱۶	(ا) اور یہ مکروہ ہے[ف] کہ شہر کے اندر معذور لوگ اور ان کے علاوہ مثلاً قیدی اور مسافر لوگ امام کے (نمازِ جمعہ سے) فارغ ہونے سے پہلے یا بعد ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں۔ (ب) اور یہ بھی مکروہ ہے[ف] کہ شہر والے جب کسی مانع کی وجہ سے نماز جمعہ میں شامل نہ ہوں تو وہ نمازِ ظہر جماعت سے پڑھیں۔	شرح مختصر الوقایہ
۱۷	البتہ گاؤں والوں کو ایسا کرنے کی بلا کراہت اجازت ہے[ف] کہ وہ اذان اور اقامت کے ساتھ ایسا کریں (یعنی جمعہ کے دن نمازِ ظہر جماعت سے پڑھیں) اس حکم کو قاضی خاں وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔	شرح مختصر الوقایہ
۱۸	(ا) اور نمازِ جمعہ کی پہلی اذان کے ساتھ جمعہ کے لیے چلنا اور خرید و فروخت چھوڑنا[ف] واجب ہو جاتا ہے۔	

ف البحرالرائق میں ہے کہ خرید و فروخت سے مراد ہر ایسے مشغلہ کو بھی شامل ہے جو نماز کی طرف جانے سے روک دے۔ پس اگر خرید و فروخت کے علاوہ کسی کام میں مصروف ہو گیا تو وہ بھی مکروہ ہوگا۔ ماخوذ از بحرالرائق۔ ج ۱۔ ص ۱۵۶۔ (مترجم) نیز لکھا ہے کہ اگر کھانا سامنے ہے اور ادھر نماز جمعہ فوت ہونے کا خوف ہے تو کھانا چھوڑ دے۔ ماخوذ از بحرالرائق۔ ج ۲۔ ص ۱۵۷ اور دوسری نمازوں کی جماعت کے وقت کھانا سامنے آجائے تو جی خواہش کر رہا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۵۷ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ — صلوٰۃ الجمعۃ	حوالہ
۲۱۴	وقال الطحاوی رح یجب السعی ویکرہ البیع عند اذان المنبر۔ وقال الحسن بن زیادؒ المعتبر ھو الاذان علی المنارۃ۔ والاصح ان کل اذان یکون قبل الزوال فھو غیر معتبر والمعتبر اول الاذان بعد الزوال سواء کان علی المنبر او علی الزوراء۔	کذا فی الکافی
۱۹	وسرعۃ المشی والعدو الی المسجد لا تجب عندنا وعند عامۃ الفقہاء رحمہم۔ واختلف فی استحبابہ۔ والاصح ان یمشی علی السکینۃ والوقار۔	کذا فی القنیۃ
۲۰	واذا جلس علی المنبر اذن بین یدیہ۔ واقیم بعد تمام الخطبۃ بذلک جری التوارث۔	کذا فی البحر الرائق
۲۱	وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وای سورۃ شاء ویجھر بالقرأۃ فیھما۔	کذا فی محیط السرخسی
۲۲	واذا کبر ولم یستطع ان یسجد علی الارض للزحام فانہ ینتظر حتی یقوم الناس فان وجد فرجۃ سجد وان سجد علی ظھر رجل آخر اجزأہ۔ وان وجد فرجۃ ومع ھذا سجد علی ظھر رجل آخر لم یجزئہ۔	ھکذا فی فتاویٰ قاضیخان
۲۳	ولو زحمہ الناس فلم یستطع السجود فوقف حتی سلم الامام فھو لاحق حتی یمضی فی صلوٰتہ بغیر قرأۃ۔	کذا فی البحر الرائق
۲۴	لو سبق رجل یوم الجمعۃ ثم قام لقضاء ما فاتہ کان بالخیار ان شاء جھر وان شاء خافت کالمنفرد فی صلوٰۃ الفجر۔	کذا فی الخلاصۃ
۲۵	ویستحب لمن حضر صلوٰۃ الجمعۃ ان یدھن۔ ویمس طیبا ان وجد۔ ویلبس احسن ثیابہ ان کان وتستحب الثیاب الابیض۔ ویجلس فی الصف الاول۔	کذا فی معراج الدرایۃ

ف البحر الرائق میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ اس مقدار کی سورت پڑھے جتنی مقدار نماز ظہر میں پڑھی جاتی ہے۔ اور اگر پہلی رکعت میں سورت جمعہ اور دوسری رکعت میں المنافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں ہَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے تبرک کی بنا پر اچھا ہے لیکن کبھی کبھی ان سورتوں کے علاوہ بھی پڑھے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۷۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۳۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولھواں باب نماز جمعہ کے احکام — نماز جمعہ کا بیان	حوالہ
۲۱۴	(ب) اور طحاویؒ کا قول ہے کہ منبر کی اذان (یعنی خطبہ کی اذان) کے وقت نماز جمعہ کے لیے چلنا واجب اور خرید و فروخت مکروہ ہو جاتی ہے۔ (ج) حسن بن زیادؒ کا قول ہے کہ منارہ کی اذان کا اعتبار ہے۔ (د) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ہر وہ اذان جو زوال سے پہلے ہو اس کا اعتبار نہیں۔ اور پہلی اذان جو زوال کے بعد ہو اس کا اعتبار ہے، خواہ وہ منبر کے سامنے ہو یا مینار پر ہو۔	کافی
۱۹	(ا) (جمعہ کے لیے) مسجد کی طرف جلد چلنا، دوڑنا ہمارے ہاں اور عام فقہاءؒ کے ہاں واجب نہیں ہے۔ (ب) اور اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔ (ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے۔	قنیہ
۲۰	(ا) جب (خطیب) منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے اذان کہی جائے۔ (ب) اور خطبہ کے تمام ہونے کے بعد اقامت کہی جائے۔ اسلاف سے اسی طریقہ کا معمول چلا آتا ہے۔	بحر الرائق
۲۱	جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور جونسی سورت چاہے پڑھے[۱] اور دونوں رکعتوں میں قرأت اونچی پڑھے۔	محیط سرخسی
۲۲	(ا) اگر تکبیر کہی اور لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکا تو وہ انتظار کرے حتیٰ کہ لوگ کھڑے ہوں۔ پس اگر (سجدہ کے لیے) کچھ جگہ پائے تو سجدہ کر لے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے کسی دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو اسے کفایت کر جائے گا۔ (ب) اور اگر اسے سجدہ کے لیے کچھ جگہ مل گئی تھی اس کے باوجود اس نے کسی دوسرے آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو (اس صورت میں) اسے کفایت نہ کرے گا۔	قاضی خان
۲۳	اگر کوئی شخص لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا بس وہ ٹھہرا رہا حتیٰ کہ امام نے سلام پھیر دیا تو وہ لاحق کے حکم میں ہے حتیٰ کہ وہ قرأت کے بغیر نماز کو پورا کرے۔	بحر الرائق
۲۴	اگر کوئی شخص نماز جمعہ میں مسبوق ہوا پھر (جب) وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اونچی قرأت کرے اور چاہے تو آہستہ قرأت کرے جیسا کہ فجر کی نماز میں اکیلے نماز والے کے لیے حکم ہے۔	خلاصہ
۲۵	نماز جمعہ میں حاضر ہونے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ تیل لگائے۔ خوشبو[۲] موجود ہو تو لگائے۔ اور[۳] اگر اچھے کپڑے میسر ہوں تو پہنے اور سفید کپڑے پہننا مستحب ہے۔ اور[۴] (یہ بھی مستحب ہے کہ) پہلی صف میں بیٹھے۔[۵]	معراج الدرایہ

لہ جمعہ کیلیے سوار ہو کر جانے کے متعلق حکم نمبر ۵/۲۱۵ ملاحظہ ہو۔ نیز جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ حکم نمبر ۶/۲۰۹ میں ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ جمعہ اور عیدین میں اچھے کپڑے پہنے اور سفید لباس پہننا مستحب ہے۔ اور سیاہ لباس کا مسنون اور متوارث ہونا بظاہر خطیب کے لیے مخصوص ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۸۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کی ساعت کے متعلق صحیح قول یہ ہے کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے کی ساعت تک۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ ساعت جمعہ کی عصر کے وقت سے آخر یوم تک ہے۔ نیز جمعہ کے دن یا رات میں سورہ کہف پڑھنے کے خاص فضائل ہیں۔ نیز جمعہ کے دن حجامت بنوانا۔ ناخن کٹوانا۔ جمعہ کے لیے مسجد جلد جانا۔ مسجد میں خوشبو کا استعمال بھی منقول ہے۔ نیز مسلمان میت کے لیے جمعہ کا دن آنے پر عذاب قبر سے امن اور اہل جنت کے لیے ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی منقول ہے۔ اور جمعہ کا دن جمعہ کی رات سے افضل ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۳۔ نیز جمعہ کے دن زیارت قبور کے متعلق حاشیہ حکم نمبر ۳۸/۲۲۶ اور جمعہ کے دن یا رات کو وفات پانے والے مسلمان کیلیے آخرت میں شہادت کا درجہ [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین — صلوٰۃ العیدین	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین دفعات ٢١٥ تا ٢١٦ عنوانات ٢ تعداد شق ٦٦ ،	
٢١٥	**صلوٰۃ العیدین** تعداد شق ٥٣	
١	وھی واجبۃ وھو الاصح	ھکذا فی محیط السرخسی
٢	ویستحب یوم الفطر للرجل الاغتسال والسواک ولبس احسن ثیابہ	کذا فی القنیۃ
٣	جدیدا کان او غسیلا	کذا فی محیط السرخسی
٤	ویستحب التختم والتطیب والتبکیر وھو سرعۃ الانتباہ والابتکار وھو المسارعۃ الی المصلی واداء صدقۃ الفطر قبل الصلوٰۃ وصلوٰۃ الغداۃ فی مسجد حیہ والخروج الی المصلی ماشیا والرجوع فی طریق آخر	کذا فی القنیۃ
٥	ولا بأس بالرکوب فی الجمعۃ والعیدین والمشی افضل فی حق من یقدر علیہ	کذا فی الظہیریۃ
٦	واستحب فی عید الفطران یاکل قبل الخروج الی المصلی تمیرات ثلاثا اوخمسا اوسبعا اواقل او اکثر بعد ان یکون وترا والا ماشاء من ای حلو کان	کذا فی العینی شرح الکنز
٧	ولولم یاکل قبل الصلوٰۃ لا یأثم ولو لم یاکل بعدھا الی العشاء ربما یعاقب علیہ	کذا فی القنیۃ
٨	والاضحی کالفطر فیھا الا انہ یترک الاکل حتی یصلی العید	کذا فی القنیۃ
٩	وفی الکبری الاکل قبل الصلوٰۃ یوم الاضحی ھل ھو مکروہ فیہ روایتان والمختار انہ لا یکرہ لکن یستحب لہ ان لا یفعل	کذا فی التتارخانیۃ

ـــــــــــــــ

ؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عید الفطر ہجرت کے دوسرے سال پڑھی ۔ ماخوذ از حاشیہ اردو فتاوی ہذا از سید امیر علی رح (مترجم) ؑ اور اگر عیدگاہ کی طرف سوار ہوکر گیا تو حکم $\frac{١٤ ، ٥}{٢١٥}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستر ہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام　　عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستر ہواں باب ۔ عیدوں کی نمازوں کے احکام

دفعات ۲۱۵ تا ۲۱۶ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۶

۲۱۵ - عیدوں کی نماز

اور اس میں ۵۳ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	عیدوں کی نماز واجب ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۔ [1]	محیط سرخسی
۲	عیدالفطر کے دن مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ [1] غسل کرے ۔ [2] مسواک کرے ۔ اور [3] اپنے کپڑوں میں سے جو نسبتاً اچھے ہوں وہ پہنے ۔	قنیہ
۳	خواہ وہ (مذکورہ) کپڑے نئے ہوں یا دھلے ہوئے ہوں ۔	محیط سرخسی
۴	اور (عید کے دن) [4] انگوٹھی پہننا ۔ [5] خوشبو لگانا ۔ [6] تبکیر یعنی سویرے اٹھنا ۔ [7] ابتکار یعنی عیدگاہ کی طرف جلد جانا [8] صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا ۔ [9] صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا ۔ [10] عیدگاہ کی طرف پیدل جانا [2] اور [11] دوسرے راستہ سے واپس آنا مستحب ہے ۔	قنیہ
۵	(ا) اور جمعہ کے لئے اور عیدوں کے لئے سوار ہوکر جانے میں کچھ حرج نہیں (ب) اور جو شخص چل سکتا ہو اس کے حق میں جمعہ اور عیدوں کے لئے پیدل جانا افضل ہے [3]	ظہیریہ
۶	(ا) عیدالفطر میں مستحب ہے کہ [12] عیدگاہ جانے سے پہلے تین یا پانچ یا سات کھجوریں کھالے یا اس سے کم یا زیادہ ہوں مگر تعداد میں طاق ہوں (ب) ورنہ کوئی میٹھی چیز جو چاہے کھالے ۔	عینی
۷	(ا) اگر کسی نے عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی نے نماز عید سے بعد بھی عشا تک کچھ نہ کھایا تو شاید اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ کیا جائے ۔	قنیہ
۸	اور مذکورہ حکموں میں عیدالاضحی کا حکم بھی عیدالفطر کی طرح ہے ۔ لیکن عیدالاضحی میں عید کی نماز پڑھنے تک کچھ نہ کھائے [4]	قنیہ
۹	کبریٰ میں ہے کہ کیا عیدالاضحی کے دن نماز عید سے پہلے کھانا مکروہ ہے تو اس کے متعلق دو روایتیں ہیں مختار حکم یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے ۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے ۔	تاتارخانیہ

[3] جیساکہ حکم نمبر ۴، ۱۴/۲۱۵ میں ہے (مترجم) [4] اور اگر عیدالاضحی سے پہلے کچھ کھایا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۰/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-۱۰	و یستحب ان یکون اول تناولهم من لحوم الاضاحی التی هی ضیافة الله تعالی	کذا فی العینی شرح الهدایة
۱۱	الخروج الی الجبانة فی صلوة العید سنة وان کان یسعهم المسجد الجامع علی هذا عامة المشائخ رح وهو الصحیح	هکذا فی المضمرات
۱۲	و تجوز اقامة صلوة العید فی موضعین واما اقامتها فی ثلاثة مواضع فعند محمد رح تجوز وعند ابی یوسف رح لا تجوز	کذا فی المحیط
۱۳	ولا یخرج المنبر الی الجبانة یوم العید واختلف المشائخ فی بناء المنبر فی الجبانة قال بعضهم لا یکره و قال بعضهم یکره والصحیح انه لا یکره	کذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی الغرائب
۱۴	وینبغی ان یخرج ماشیا الی المصلی علی السکینة والوقار مع غض البصر عما لا ینبغی ان یبصر	کذا فی المضمرات
۱۵	ویکبر فی الطریق فی الاضحی جهرا ویقطعه اذا انتهی الی المصلی وهو المأخوذ به وفی الفطر المختار من مذهبه انه لا یجهر وهو المأخوذ به اما سرا فمستحب	کذا فی الغیاثیة کذا فی الجوهرة النیرة
۱۶	تجب صلوة العید علی کل من تجب علیه صلوة الجمعة	کذا فی الهدایة
۱۷	ویشترط للعید ما یشترط للجمعة الا الخطبة	کذا فی الخلاصة
	فانها سنة بعد الصلوة وتجوز الصلوة بدونها وان خطب قبل الصلوة جاز ویکره ولا تعاد الخطبة بعد الصلوة	کذا فی محیط السرخسی کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	المستحب ان یصلی اربعا بعد الرجوع الی منزله	کذا فی الزاد
۱۹	اذا قضی صلوة الفجر قبل صلوة العید لا بأس به ولو لم یصل صلوة الفجر لا یمنع جواز صلوة العید	هکذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة
۲۰	وکذا یجوز قضاء فوائت القدیمة قبلها لکن لو قضاها بعدها فهو احب واولی	هکذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة

۱؎ جیسا کہ درمختار ج ۱ ص ۷۷۶ اور البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۹ میں ہے ۲؎ اسکے متعلق حکم ۴،۲ ۵/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ تکبیریں کہے یعنی تکبیرات تشریق کہے کیونکہ ان ایام میں ان تکبیروں کے پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۲،۱/۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اسکے متعلق حکم ۲۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) اور جمعہ واجب

دفعات دستی نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-۱۰	اور مستحب یہ ہے کہ عیدالاضحی کے دن سب سے پہلے قربانیوں کے گوشت سے کھائیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہے	عینی
۱۱	عید کی نماز کے لئے باہر کھلی جگہ (عیدگاہ) کو جانا سنت ہے خواہ جامع مسجد میں گنجائش ہو۔ عام مشائخ اسی حکم پر ہیں اور یہی حکم صحیح ہے [۱]	مضمرات
۱۲	(کسی شہر میں) عید کی نماز دو جگہ پڑھنا جائز ہے۔ اور تین جگہ پڑھنے کے جواز کے متعلق حکم یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔	محیط
۱۳	(ا) عید کے دن عیدگاہ میں منبر نہ لایا جائے	
	(ب) اور عیدگاہ میں منبر بنا دینے کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ مکروہ ہے۔	قاضیخان
	(ج) اور صحیح قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔	غرائب
۱۴	اور چاہیئے کہ عیدگاہ کی طرف اطمینان اور وقار کے ساتھ پیدل جائے [۲]	
	اور جن چیزوں کو دیکھنا نہیں چاہیئے ان سے نگاہ بند رکھے۔	مضمرات
۱۵	(ا) عیدالاضحی کے دن راستہ میں اونچی آواز سے تکبیریں کہے [۳] اور عیدگاہ میں پہنچکر مذکورہ تکبیریں ختم کر دے اور اسی حکم کو اختیار کیا گیا ہے۔	
	(ب) اور عیدالفطر کے دن امام ابوحنیفہ رح کے مذہب (یعنی آپ کی تحقیقات) میں مختار حکم یہ ہے کہ اونچی آواز سے تکبیریں نہ کہے اور اسی حکم کو اختیار کیا گیا ہے۔	غیاثیہ
	۳ اور (مذکورہ صورت میں تکبیریں) آہستہ کہنا مستحب ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۶	جس شخص پر جمعہ کی نماز لازم ہوتی ہے اس پر عید کی نماز بھی لازم ہوتی ہے [۴]	ہدایہ
۱۷	(ا) خطبہ کے سوا جو شرطیں جمعہ کی نماز میں ہیں وہی شرطیں عید کی نماز میں ہیں [۵]	خلاصہ
	(ب) اس لئے کہ عید کی نماز میں خطبہ نماز کے بعد سنت ہے اور ۲ عید کی نماز خطبہ کے بغیر جائز ہو جاتی ہے۔ ۳ اور اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے خطبہ دیا تو جائز ہے البتہ مکروہ ہے۔	محیط سرخسی
	اور (مذکورہ صورت میں) نماز کے بعد خطبہ نہ لوٹایا جائے	قاضیخان
۱۸	مستحب یہ ہے کہ عید کی نماز سے لوٹنے کے بعد گھر آ کر چار رکعت پڑھے۔	زاد
۱۹	(ا) اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے فجر کی نماز قضا کی تو کچھ حرج نہیں۔	
	(ب) اور اگر کسی نے فجر کی نماز نہ پڑھی تھی اور عید کی نماز پڑھ لی تو عید کی نماز جائز ہو جائے گی۔	تتارخانیہ
۲۰	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح عید کی نماز سے پہلے پرانی قضا نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔	

ہونے کے لئے نمازی میں شرطیں حکم نمبر ۲۰۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] اور جمعہ کی ادائیگی کے لئے نمازی کے علاوہ شرطیں حکم نمبر ۲۰۹ میں ملاحظہ ہوں اور عید کی نماز کے وقت کے متعلق ۲۱/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین صلوٰۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵-۲۱	ووقت صلوٰۃ العید من حین تبیض الشمس الی ان تزول۔	کذا فی السراجیۃ وکذا فی التبیین
۲۲	والافضل ان یعجل الاضحی ویؤخر الفطر	کذا فی الخلاصۃ
۲۳	ویصلی الامام رکعتین فیکبر تکبیرۃ الافتتاح ثم یستفتح ثم یکبر ثلاثا ثم یقرأ جهرا ثم یکبر تکبیرۃ الرکوع فاذا قام الی الثانیۃ قرأ ثم کبر ثلاثا ورکع بالرابعۃ فتکون التکبیرات الزوائد ستا ثلاثا فی الاولی وثلاثا فی الاخری وثلاث اصلیات تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرتان للرکوع فیکبر فی الرکعتین تسع تکبیرات ویوالی بین القرأتین وهذه روایۃ ابن مسعود رض وبها اخذ اصحابنا رح	کذا فی محیط السرخسی
۲۴	ویرفع یدیه فی الزوائد ویسکت بین کل تکبیرتین مقدار ثلاث تسبیحات	کذا فی التبیین
۲۵	وبه افتی مشائخنا رح	کذا فی الغیاثیۃ
۲۶	ویرسل الیدین بین التکبیرتین ولا یضع	هکذا فی الظهیریۃ
۲۷	ثم یخطب بعد الصلوٰۃ خطبتین	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۲۸	ویجلس بینهما جلسۃ خفیفۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	واذا صعد المنبر لا یجلس عندنا	کذا فی العینی شرح الهدایۃ
۳۰	ویخطب فی عید الفطر بالتکبیر والتسبیح والتهلیل والتحمید والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم۔	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۱	ویستحب ان یفتتح الخطبۃ الاولی بتسع تکبیرات تتری والثانیۃ بسبع	کذا فی الزاهدی
۳۲	ویعلم الناس صدقۃ الفطر واحکامها وهی خمسۃ علی من تجب ولمن تجب ومتی تجب وکم تجب ومم تجب	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ

۱؎ زوال کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۶۱۶/۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ یعنی دوسری رکعت میں زائد تکبیریں قرأت کے بعد کہے تاکہ دوسری رکعت کی قرأت پہلی رکعت کی قرأت کے ساتھ پیچھے قرار پائے اور اگر ہر رکعت میں زائد تکبیریں پہلے کہدیں تو جائز ہوجائے گا ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا صـ۷۸۱ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۰/۲۱۵ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ بحوالہ بحر رد المحتار میں ہے کہ خاموش رہنے کی یہ مقدار ضروری نہیں ہے بلکہ ہجوم کی کثرت اور قلت کی بنا پر یہ مقدار مختلف بھی ہوسکتی ہے اس لئے کہ مقصد یہ ہے کہ اشتباہ نہ ہو ماخوذ از رد المحتار ج ا صـ۷۸۲ (مترجم) ۵؎ البحرالرائق میں مذکورہ پانچ امور کی تفصیل یوں درج ہے کہ (۱) صدقۃ الفطر آزاد مسلمان کسی نصاب کے مالک پر

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-	(ب) لیکن اگر پرانی قضا نمازوں کو عید کی نماز کے بعد پڑھے تو پسندیدہ اور اولیٰ ہے۔	تتارخانیہ
۲۱	عیدوں کی نماز کا وقت سورج کے سفید ہونے کے وقت سے لیکر زوال تک ہے۔ سلہ	سراجیہ۔تبیین
۲۲	افضل یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز (شروع کرنے) میں جلدی کی جائے اور عید الفطر کی نماز (شروع کرنے) میں تاخیر کی جائے۔	خلاصہ
۲۳	(عید کی نمازوں میں) امام دو رکعتیں پڑھائے۔پس شروع کی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کہے پھر سبحٰنک اللھم پڑھے پھر تین بار تکبیر کہے پھر اونچی آواز سے قرأت کرے پھر رکوع کے لئے تکبیر کہے پھر جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو قرأت کرے پھر تین بار تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر پر رکوع کردے پس عید کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں ہیں اور تین تکبیریں اصل ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں رکوع کی پس اس طرح دو رکعتوں (کے قیام) میں کل نو تکبیریں کہے گا۔ اور دونوں قرأتیں ملائے گا ۲ـه اور مذکورہ طریقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق ہے اور ہمارے اصحاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے۔	
۲۴	زائد تکبیریں (کہنے) میں ہاتھ اٹھائے ۳ـه اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحوں کے بقدر خاموش رہے ۴ـه	تبیین
۲۵	اور اسی (مذکورہ) حکم پر ہمارے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے۔	غیاثیہ
۲۶	ہر دو تکبیروں کے درمیان ہاتھ چھوڑ دے اور باندھ کر نہ رکھے	ظہیریہ
۲۷	پھر عید کی نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ٭	جوہرہ نیرہ
۲۸	اور عید کے دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھے۔	قاضیخان
۲۹	جب (عید کے خطبہ کے لئے) منبر پر چڑھے تو ہمارے ہاں منبر پر نہ بیٹھے۔ ○	عینی
۳۰	عیدالفطر کے خطبہ میں یہ کلمات کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا۔ الحمد للہ کہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ۔	تتارخانیہ
۳۱	مستحب یہ ہے کہ عید کے پہلے خطبہ میں پے درپے نو تکبیریں کہے اور دوسرے خطبہ میں سات تکبیریں کہے۔	زاہدی
۳۲	(عید الفطر کے) خطبہ میں لوگوں کو صدقۃ الفطر اور اس کے احکام کی تعلیم کرے اور وہ پانچ ہیں ۱ـه کس پر صدقہ واجب ہوتا ہے ۲ـه کس کے واسطے واجب ہوتا ہے ۳ـه کب واجب ہوتا ہے ۴ـه کس قدر واجب ہوتا ہے۔ ۵ـه اور کس چیز سے واجب ہوتا ہے ۵ـه	جوہرہ نیرہ

واجب ہے (۲) غربا اور مساکین کیلئے جو کسی نصاب کے مالک نہیں (۳) مسلمانوں پر عید کی فجر طلوع ہونے پر واجب ہے (۴) نصف صاع گندم (یا اسکا آٹا) یا ایک صاع کھجور یا جَو (یا اسکا آٹا) یا کشمش واجب ہے (۵) جنس کی شکل میں مذکورہ چار چیزوں میں سے کوئی چیز دے اور ان کے علاوہ میں ان کی قیمت کے حساب سے دے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶۲۔ اور صاع کے مفہوم کے لئے حاشیہ حکم نمبر $\frac{۱۳}{۱۸۹}$ ملاحظہ ہو۔ اور صدقۃ الفطر کے مزید احکام فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۳ باب ۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ٭ درمختار میں ہے کہ عید اور نکاح کے خطبہ کے دوران بھی خاموشی سے سننے کے احکام جمعہ کے خطبہ کیطرح ہیں ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۷۶۹ اور جمعہ کے خطبہ کے دوران خاموشی سے سننے کے احکام $\frac{۲۱ \text{ تا } ۲۶}{۲۱۲}$ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ○ اور اگر جمعہ کا خطبہ ہو تو حکم نمبر $\frac{۲۴}{۲۱۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوة العیدین — صلوة العیدین	حوالہ
٢١٥-٣٣	وفی عید النحر یکبر الخطیب ویسبح ویعظ الناس ویعلمهم احکام الذبح والنحر والقربان	كذا فی التتارخانیة
٣٤	ویعلم تکبیر التشریق[1]	كذا فی الزاد
٣٥	واذا کبر الامام بالخطبة یکبر القوم معه واذا صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم یصلی الناس فی انفسهم[2] امتثالا للامر وسنة الانصات	كذا فی التتارخانیة ناقلا عن الحجة
٣٦	اذا اقتدی بمن لا یری رفع الیدین فی تکبیرات العیدین یرفع یدیه لان هذه مخالفة یسیرة فلا تخل بالمتابعة	كذا فی الغیاثیة
٣٧	قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید وهذا الرجل یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلک اتبع الامام الا اذا کبر الامام تکبیرا لم یکبره احد من الفقهاء فحینئذ لا یتابعه	كذا فی المحیط
	لکن هذا اذا کان بقرب من الامام یسمع التکبیرات منه فاما اذا کان یبعد منه یسمع من المکبرین یاتی بجمیع ما یسمع وان خرج من اقاویل الصحابة بجواز ان الغلط من المکبرین فلو ترک شیئا منها ربما کان المتروک ما اتی به الامام	كذا فی البدائع
٣٨	قال محمد فی الکبیر ولو ان رجلا دخل مع الامام فی صلوة العید فی الرکعة الاولی بعد ما کبر الامام تکبیر ابن عباس رض ست تکبیرات فدخل معه وهو فی القراءة والرجل یری تکبیر ابن مسعود رض فانه یکبر برأی نفسه فی هذه الرکعة حال ما یقرأ الامام وفی الرکعة الثانیة یتبع رأی الامام	كذا فی التتارخانیة
٣٩	ولو انتهی الرجل الی الامام فی العیدین فانه یکبر للافتتاح قائما فان امکنه ان یأتی بالتکبیرات ویدرک الرکوع فعل ویکبر علی رای نفسه وان لم یمکنه رکع واشتغل بالتکبیرات	

[1] تکبیرات [illegible] کے متعلق حکم نمبر ٢١٦ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] قوله فی انفسهم = ال ط- الظاهر انه متعلق بالتکبیر والصلوة لانه یجب الانصات لجمیعها اه وقوله سنة الانصات هذا احد اقوال الثلاثة والثانی انه فرض والثالث انه واجب والمشهور الوجوب اه بحراوی- حاشیہ عربی فتاوی ہذا- یعنی "سننے والے دل میں پڑھیں" اس کا تعلق تکبیر کہنے اور درود پڑھنے دونوں سے ہے اس لئے کہ یہی خطبہ سننا واجب ہے اور خاموش ہوکر سننے کو- سننے کی سنت" کہنا تین اقوال میں سے ایک قول کی بنا پر ہے- دوسرا قول یہ ہے کہ فرض ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ خطبہ خاموش ہوکر سننا واجب ہے

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵ - ۳۳	اور عید الاضحی کے خطبہ میں امام اللہ اکبر کہے۔ سبحان اللہ کہے لوگوں کو وعظ کہے اور ذبح کرنے نحر کرنے اور قربانی کرنے کے احکام سکھائے۔	تتارخانیہ
۳۴	اور (عید الاضحی کے خطبہ میں لوگوں کو) تکبیرات تشریق سکھائے ۔	زاد
۳۵	جب امام عید کے خطبہ میں تکبیر کہے تو لوگ اس کے ساتھ تکبیر اور جب وہ درود شریف پڑھے تو لوگ درود شریف اپنے دل میں پڑھیں تاکہ حکم کی تعمیل ہو جائے اور خاموش ہو کر سننے کی سنت بھی پوری ہو جائے۔	تتارخانیہ
۳۶	جب کسی نے ایسے شخص کی اقتدا کی جس کے ہاں عیدوں کی تکبیروں میں ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا تو (مقتدی) ہاتھ اٹھائے اس لئے کہ ایسی معمولی مخالفت سے امام کی متابعت میں خلل نہیں آتا۔	غیاثیہ
۳۷	(ا) امام محمدؒ نے جامع میں لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی عید کی نماز میں امام کے ساتھ شامل ہو اور اس (مقتدی) آدمی کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت والی تکبیر اختیار کردہ ہو اور امام مقتدی کے ہاں اختیار کردہ تکبیر کے علاوہ تکبیر کہے تو وہ مقتدی اس امام کی پیروی کرے لیکن اگر وہ امام کوئی ایسی تکبیر کہے کہ فقہاءؒ میں سے کسی نے بھی ایسی تکبیر کہنا (اختیار) نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس کی پیروی نہ کرے [۳]	محیط
	(ب) لیکن[۱] یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ مقتدی امام کے قریب ہو اس سے تکبیریں سنتا ہو اور[۲] اگر وہ مقتدی امام سے دور ہو اور مکبروں سے تکبیریں سنتا ہو تو جس قدر سنے ادا کر دے خواہ اس طرح کرنے میں صحابہؓ کے اقوال سے خارج ہو جائے۔ اس لئے کہ اس کا امکان ہے کہ شاید مکبرین[۴] سے غلطی ہوئی ہو۔ پس[۳] اگر ان میں سے کچھ چھوٹ گیا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ چھوٹ گیا ہے امام نے اسے ادا کر دیا ہو۔	بدائع
۳۸	امام محمدؒ نے کبیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اس وقت شامل ہوا جبکہ امام حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بموجب چھ تکبیریں کہہ چکا ہے اور قرأت میں ہے اور مقتدی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ تکبیر کو اختیار کرتا ہو تو اس صورت میں وہ مقتدی اس رکعت میں امام کی قرأت کی حالت میں اپنے ہاں اختیار کردہ تکبیر کہے گا اور دوسری رکعت میں امام کی اختیار کردہ تکبیر کی پیروی کرے گا۔	تتارخانیہ
۳۹	(ا) اگر عید کی نماز میں کوئی مقتدی اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ کھڑے ہو کر نماز کے شروع کی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کہے پھر اگر اسکے لئے ممکن ہو کہ عید کی زائد تکبیریں کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں مل جائے[۵] تو اس پر عمل کرے	

اور مشہور قول واجب ہونے کا ہے۔ (مترجم) [۳] جیسا کہ حکم $\frac{1}{167}$ میں ہے اور در مختار میں ہے کہ (وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعۃ) ولوزاد تابعۃ الی ستۃ عشر لانہ ماثور الخ ماخوذ از در مختار ج ۱ صفحہ ۲۸۰ یعنی عید کی نماز کی ہر رکعت میں تین تکبیریں ہیں اور اگر امام زیادہ تکبیریں کہے تو سولہ تکبیروں تک اس کی پیروی کرے اس لئے کہ اس تعداد کی روایات آتی ہیں۔ (مترجم) [۴] یہ حکم مکبرین سے غلطی کے احتمال کی بنا پر ہے اور اگر امام کی خطا یقینی ظاہر ہو جائے مثلاً امام نماز جنازہ کی تکبیریں پانچ کہدے تو امام کی پیروی نہ کرے جیسا کہ حکم $\frac{1}{167}$ میں ہے (مترجم) [۵] رکوع میں ملنے کے متعلق حکم $\frac{21}{187}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰة العیدین — صلوٰة العیدین	حوالہ
۲۱۵-	عند ابی حنیفۃ رح و محمد رح	ھکذا فی السراج الوھاج
۴۰	ولا یرفع یدیہ اذا اتی بتکبیرات العید فی الرکوع	کذا فی الکافی
۴۱	ولو رفع الامام رأسہ بعد ما ادی بعض التکبیرات فانہ یرفع رأسہ و یتابع الامام و تسقط عنہ تکبیرات الباقیۃ	کذا فی السراج الوھاج
۴۲	ولو ادرکہ فی القومۃ لا یقضی فیہا لانہ یقضی الرکعۃ الاولی مع التکبیرات	کذا فی الکافی
۴۳	واللاحق یکبر برأی امامہ لمن شرع مع الامام ونام فانتبہ یکبر برأی الامام لانہ کانہ خلف الامام بخلاف المسبوق	کذا فی الکافی
۴۴	اذا ادرک الامام فی صلوٰة العید بعد ما تشھد الامام قبل ان یسلم او بعد ما سلم قبل ان یسجد للسھو او بعد ما سجد للسھو ولم یسلم الامام فانہ یقوم ویقضی صلوٰة العید ومن المشائخ رح من قال المذکور قول ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح فاما علی قول محمد رح لا یصیر مدرکا کصلوٰة الجمعۃ ومنھم من قال ھذا بلا خلاف وھو الصحیح	کذا فی الظھیریۃ
۴۵	فی الانفع تکبیرة الرکوع ۶ فی صلوٰة العیدین من الواجبات لانہا من التکبیرات العید و تکبیرات العید واجبۃ	کذا فی التاتارخانیۃ

۱ جیسا کہ حکم نمبر ۲۴/۱۸۷ ، ۳/۱۹۸ میں ہے (مترجم) ۲ بصورت دیگر حکم ۲۴/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ لاحق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ جیسا کہ حکم نمبر ۲۷/۱۶۹ میں ہے
اور مسبوق کے مفہوم کے متعلق حکم ۱/۱۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نماز

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-	اور وہ اپنے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا	
	(ب) اور اگر اس کے لئے ایسا ممکن نہ ہو تو رکوع کرے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں عید کی زائد تکبیریں (رکوع میں) کہہ لے [1]	سراج وہاج
۴۰	جب (مذکورہ صورت میں) عید کی تکبیریں رکوع میں کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے گا [2]	کافی
۴۱	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مقتدی نے کچھ تکبیریں کہیں تو امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا تو وہ مقتدی بھی رکوع سے سر اٹھالے اور امام کی پیروی کرے اور (اس صورت میں) اس سے باقی ماندہ عید کی زائد تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔	سراج وہاج
۴۲	اور اگر (عید کی نماز میں) کسی مقتدی نے امام کو قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونے کی حالت) میں پایا تو وہ مقتدی قومہ میں عید کی زائد تکبیریں قضا نہ کرے گا اس لئے کہ وہ (چھوٹی ہوئی) پہلی رکعت عید کی زائد تکبیروں سمیت قضا کرے گا۔	کافی
۴۳	(ا) (عید کی نماز میں) لاحق [3] شخص امام کے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا مثلاً کسی شخص نے امام کے ساتھ عید کی نماز شروع کی پھر سو گیا تو وہ امام کے ہاں اختیار کردہ تکبیریں کہے گا۔ اس لئے کہ گویا وہ امام کی اقتدا میں ہے۔	
	(ب) اور مسبوق کے لئے حکم اس کے خلاف ہے (اس لئے کہ مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے میں امام کا مقتدی نہیں ہوتا) [4]	کافی
۴۴	(ا) جب کوئی شخص عید کی نماز میں امام کے ساتھ اس وقت شامل ہوا جب کہ امام تشہد پڑھ چکا ہے، اور ابھی سلام نہیں پھیرا یا امام سلام پھیر چکا ہے اور ابھی سجدہ نہیں کیا یا امام سجدہ سہو کر چکا ہے اور ابھی سلام نہیں پھیرا تو (ان سب صورتوں میں) وہ مقتدی کھڑا ہو گا اور باقی ماندہ چھوٹی ہوئی عید کی نماز پڑھے گا	
	(ب) بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مذکورہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ہے اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب نماز جمعہ کی طرح مذکورہ صورت میں وہ شخص عید کی نماز پانے والا نہیں قرار پائے گا [5] اور بعض مشائخ کا قول ہے کہ مذکورہ حکم میں (شیخینؒ سے امام محمدؒ کا) اختلاف نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۴۵	(ا) النفع میں ہے کہ عیدوں کی نماز (کی آخری رکعت) کے رکوع کی تکبیر واجبات میں سے ہے اس لئے کہ وہ منجملہ عید کی تکبیروں کے ہے۔ اور عید کی تکبیریں واجب ہیں۔	تتارخانیہ

جمعہ کی تشہد میں شامل ہونے والا شخص نماز جمعہ پوری کرے گا جیسا کہ حکم ۱۵/۲۱۲ میں ہے (مترجم) [6] قولہ تکبیرۃ الرکوع ای فی الرکعۃ الثانیۃ اھ بحر از دی عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی عید کی نماز میں رکوع کی تکبیر سے مراد دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر ہے۔ اور جیسا کہ حکم نمبر ۴/۱۹۸ ، ۲/۱۹۷ ، ۱۲/۱۹۰ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین — صلوٰۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵ - ۴۶	وفی النافع وکذا تجب رعایۃ لفظ التکبیر فی الافتتاح حتی یجب سجود السھو اذا قال اللہ اجل او اعظم فی صلوٰۃ العید دون غیرھا [1]	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۷	واذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرأ فانہ یکبر بعد القرأۃ او فی الرکوع مالم یرفع راسہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۴۸	وتؤخر صلوٰۃ العید الفطر الی الغد اذا منعھم من اقامتھا عذر بان غم علیھم الھلال وشھد عند الامام بعد الزوال اوقبلہ بحیث لایمکن جمع الناس قبل الزوال اوصلاھا فی یوم غیم فظھرانھا وقعت بعد الزوال ولاتؤخر الی بعد الغد والامام لو صلاھا مع الجماعۃ وفاتت بعض الناس لا یقضیھا من فاتتہ خرج الوقت اولم یخرج	هکذا فی التبیین
	واذا احدث عذر یمنع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ـــــہ فی یوم الاضحی صلاھا من الغد وبعد الغد ولا یصلیھا بعد ذلک ثم العذر ھھنا لنفی الکراھۃ حتی لو اخروھا الی ثلاثۃ ایام من غیر عذر جازت الصلوٰۃ وقد اساؤا وفی الفطر للجواز حتی لو اخروھا الی الغد من غیر عذر لا یجوز	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ هکذا فی التبیین
۴۹	ووقتھا من الغد کوقتھا من الیوم الاول	کذا فی التاتارخانیۃ
۵۰	امام صلی بالناس صلوٰۃ العید یوم الفطر علی غیر وضوء وعلم بذلک قبل الزوال اعاد الصلوٰۃ وان علم بعد الزوال خرج من الغد وصلی فان لم یعلم حتی زالت الشمس من الغد لم یخرج	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] قولہ دون غیرھا۔ الاشبہ وجوب لفظ التکبیر فی کل صلوٰۃ کما فی شرح الملتقی اھ بحر اوی ۔ عربی حاشیہ فتاوی ھذا ۔ یعنی فقہ سے مشابہ حکم یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کے الفاظ کہنا سب نمازوں میں واجب ہے اور جیسا کہ نور الایضاح صـ۲۳ میں ہے ۔ پس عید اور دوسری نمازوں میں مذکورہ فرق غیر معتبر ہے نیز تکبیر تحریمہ ۔ بموجب حکم نمبر ۱/۱۱۲ شرط ہے اس میں ترک واجب سے سجدہ سہو کے متعلق حاشیہ

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام　　عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵-۴۶	اور نافع میں ہے کہ اسی طرح (عید کی نماز کی) شروع کی تکبیر میں اللہ اکبر کہنے کے الفاظ کی رعایت واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے عید کی نماز میں (شروع کی تکبیر کے بدلے) اَللّٰہُ اَجَلّ یا اللّٰہُ اَعْظَم کہا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ مگر دوسری نمازوں میں یہ حکم نہیں ہے	تتارخانیہ
۴۷	(ا) اگر امام (عید کی نماز میں) عید کی تکبیریں بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو وہ قرأت کے بعد تکبیریں کہہ لے یا رکوع میں سر اٹھانے سے پہلے کہہ لے۔	تتارخانیہ
۴۸	(ا) اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر کی نماز اس دن ادا نہ ہوئی مثلاً بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور امام کے پاس زوال کے بعد شہادت پہنچی یا زوال سے پہلے ایسے وقت میں شہادت ملی کہ زوال سے پہلے لوگوں کا جمع ہونا مشکل ہو یا جس وقت عید کی نماز پڑھی گئی اس وقت بادل تھا پھر معلوم ہوا کہ عید کی نماز زوال کے بعد پڑھی گئی تو (ان صورتوں میں) عید کی نماز دوسرے دن پڑھ لیں۔ اور دوسرے دن کے بعد تک تاخیر نہ کی جائے گی۔	
	(ب) اور اگر امام نے عید کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی اور بعض آدمیوں کی نماز عید فوت ہو گئی تو جن کی نماز عید چھوٹ گئی ہے وہ اس کی قضا نہ کریں گے۔ خواہ وقت نکل چکا ہو یا نہ نکل چکا ہو۔	تبیین
	(ب) اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الاضحی کی نماز اس دن ادا نہ ہوئی تو دوسرے دن اور تیسرے دن تک تاخیر سے پڑھ لیں اور اس کے بعد نہ پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
	(ج) اس (یعنی عید الاضحی کی) نماز میں (مذکورہ تاخیر کے لئے) عذر (کا ہونا) کراہت دور کرنے کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ اگر عید الاضحی کی نماز پڑھنے والوں نے اس نماز کے پڑھنے میں بغیر کسی عذر کے تین دن (کی مذکور) تاخیر کر دی تو نماز جائز ہو جائے گی البتہ اسطرح کرنے میں انہوں نے برائی کی۔ (د) اور عید الفطر کی نماز میں عذر (کی بنا پر تاخیر کرنا) جواز کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ اگر عید الفطر کی نماز پڑھنے والوں نے اس نماز کے پڑھنے میں بغیر کسی عذر دوسرے دن تک تاخیر کر دی تو جائز نہ ہوگا۔	تبیین
۴۹	عید کی نماز کا وقت دوسرے دن بھی وہی ہوتا ہے جو پہلے دن ہوتا ہے ۲ھ　　۳ھ	تتارخانیہ
۵۰	(ا) کسی امام نے عید الفطر کی نماز پڑھائی اور اس دن زوال سے پہلے اسے معلوم ہوا کہ اس نے عید کی نماز وضو کے بغیر پڑھائی تھی تو نماز کا اعادہ کریں (ب) اور اگر اسے زوال کے بعد معلوم ہوا تو دوسرے دن عیدگاہ جاکر عید کی نماز پڑھ لیں (ج) اور اگر دوسرے دن کے زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر عید کی نماز کے لئے نہ جائیں۔	قاضیخان

ملاحظہ ہو نیز عید کی نماز میں سجدہ سہو ادا کرنے کے متعلق حکم ۵/۱۹۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)۔ ۲ھ اسکے متعلق حکم نمبر ۷۱-۷۲/۲۱۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ھ عید کی نماز کے لئے تیمم کے متعلق حکم ۳۴ تا ۳۸/۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۱۵ - ۵۱	وان کان ذلک فی عید الاضحی فعلم بعد الزوال وقد ذبح الناس جاز ذبح من ذبح ویخرج من الغد ویصلی وکذا ان علم فی الیوم الثانی صلی بالناس مالم تزل الشمس فان زالت یخرج من الغد ویصلی مالم تزل الشمس فان علم بعد مازالت فی الیوم الثالث لا یصلی بعد ذلک فان علم یوم النحر قبل الزوال نادی فی الناس بالصلوۃ وجاز ذبح من ذبح قبل العلم ومن ذبح بعد العلم لایجوز ذبحہ حتی تنزول الشمس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۲	وتقدم صلوۃ العید علی صلوۃ الجنازۃ اذا اجتمعتا وتقدم صلوۃ الجنازۃ علی الخطبۃ	کذا فی القنیۃ
۵۳	والتعریف وھو ان یجتمع الناس یوم عرفۃ فی بعض المواضع تشبھا بالواقفین بعرفۃ لیس بشئ	کذا فی التبیین

۲۱۶- تکبیرات ایام التشریق

تعداد شق ۱۳

۱	(وممایتصل بذلک تکبیرات ایام التشریق) (الکلام فی تکبیرات التشریق فی مواضع) الاول فی صفتہ والثانی فی عددہ وماھیتہ والثالث فی شروطہ والرابع فی وقتہ اما صفتہ فانہ واجب	ھکذا فی التبیین
۲	واما عددہ وماھیتہ فھو ان یقول مرۃ واحدۃ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد	ھکذا فی التبیین
۳	واما شروطہ فاقامۃ ومصر ومکتوبۃ وجماعۃ مستحبۃ	ھکذا فی التبیین
۴	ولاتشترط الحریۃ والسلطان عند ابی حنیفۃ رح علی الاصح	ھکذا فی معراج الدرایۃ

۱؎ تاکہ عید کے لئے آئے ہوئے مجمع عظیم کو اشتباہ نہ ہو جائے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص۷۷۵ نیز نماز جنازہ اور سورج گرہن کے وقت کی نماز جمع ہو جائیں تو اس کے متعلق حکم $\frac{۱۵}{۲۱۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ درمختار اور رد المحتار میں بھی ایسا ہی حکم ہے نیز لکھا ہے کہ مذکورہ مشابہت کے بغیر اس دن کسی نیک کام کے لئے اجتماع مثلاً وعظ یا استسقاء کا اجتماع مکروہ نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص۸۰۴ (مترجم) ۳؎ البحر الرائق میں ہے کہ تکبیرات التشریق کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام — عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۵- ۵۱	(أ) اور اگر مذکورہ صورت (یعنی عید کی نماز وضو کے بغیر پڑھا دینا) عیدالاضحی میں پیش آئے اور اس کا اس دن کے زوال کے بعد ہوا اور لوگوں نے قربانی کے جانور ذبح کر دیئے ہوں تو جو قربانیاں ذبح ہو چکیں وہ جائز ہیں اور دوسرے دن عید کی نماز کے لئے ہو رہا گا۔ جائز ہو اور نماز عید پڑھیں۔	
	(ب) اور اگر اس کا علم دوسرے دن ہو تو زوال سے پہلے عید کی نماز پھر پڑھ لیں اور اگر زوال ہو چکا ہو تو اس کے دوسرے روز زوال سے پہلے عید کی نماز پھر پڑھ لیں (ج) اور اگر اسکا علم تیسرے دن زوال کے بعد ہو تو پھر عید کی نماز نہ پڑھیں۔	
	(د) اور اگر اس کا علم قربانی کے دن (ذوالحجہ دسویں تاریخ) زوال سے پہلے ہو جائے تو لوگوں میں عید کی نماز پھر پڑھنے کے متعلق منادی کر دے اور اس صورت میں جس شخص نے معلوم ہونے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ وہ قربانی جائز ہو گی۔ اور جس شخص نے معلوم ہونے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا تو (اس صورت میں اس دن) سورج کے زوال تک اس کا ذبح کرنا جائز نہ ہو گا۔	قاضیخان
۵۲	اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ بھی حاضر ہو تو عید کی نماز پہلے پڑھی جائے اور جنازہ کی نماز عید کے خطبہ سے پہلے پڑھی جائے [1]	قنیہ
۵۳	التعریف یعنی عرفہ (ذوالحجۃ کی نویں تاریخ) کے دن (عرفات کے علاوہ) کسی جگہ لوگ اکٹھے ہو جائیں تاکہ عرفات میں کھڑے ہونے والے حاجیوں سے مشابہت ہو جائے ایسا کرنا کچھ چیز نہیں ہے [2]	تبیین

۲۱۶- ایام تشریق کی تکبیریں

اور اس میں ۱۳ شقیں ہیں

۱	مذکورہ احکام سے ملتے جلتے ایام تشریق کی تکبیروں کے احکام ہیں۔ تکبیرات تشریق کے بیان میں کئی چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ ان کا حکم کیا ہے۔ دوم یہ کہ انہیں کتنی بار پڑھیں اور کیا پڑھیں سوم یہ کہ ان کی شرطیں کیا ہیں اور چہارم یہ کہ ان کا وقت کیا ہے۔	
	[1] ان کا حکم یہ ہے کہ وہ واجب ہیں۔	تبیین
۲	[2] اور ان کی تعداد اور ماہیت یہ ہے کہ ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھے [3]	تبیین
۳	[3] تکبیرات تشریق کی شرطیں یہ ہیں کہ مقیم ہو۔ شہر میں ہو۔ فرض نماز ہو اور مستحب جماعت سے پڑھے [4]	تبیین
۴	زیادہ صحیح حکم کے بموجب امام ابو حنیفہ کے ہاں (ان تکبیروں کے لئے) آزاد ہونا اور سلطان کا ہونا شرط نہیں ہے۔	معراج الدرایہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ لیکر آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جلدی کا خوف کیا اور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو فدیہ کا علم ہوا تو فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۵ (مترجم) [4] پس عورتوں کی جماعت اور ننگے لوگوں کی جماعت کے لئے یہ حکم نہ ہو گا۔ درمختار ج ۱ ص ۷۸۶ اور عورتوں اور ننگوں کی جماعت کے متعلق حکم نمبر ۱۸، ۳۲، ۳۳ / ۱۵۹ ، ۴۴ / ۱۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین — صلوۃ العیدین	حوالہ
۲۳ — ۵	واما دقته فاوله عقيب صلوة الفجر من يوم عرفة وآخره في قول ابي يوسف رح ومحمد رح عقيب صلوة العصر من آخر ايام التشريق	هكذا في التبيين
	والفتوى والعمل في عامة الامصار وكافة الاعصار على قولهما	كذا في الزاهدي
۶	وينبغي ان يكبر متصلا بالسلام حتى لو تكلم او احدث متعمدا اسقط	كذا في التهذيب
۷	ولا يكبر عقيب الوتر وعقيب صلوة العيد [2]	كذا في الخلاصة
۸	ومن نسي صلوة من ايام التشريق فذكرها في ايام التشريق من تلك السنة قضاها وكبر	كذا في الخلاصة
۹	واذا فاتته صلوة قبل هذه الايام فقضاها فيها لا يكبر وكذا لو فاتته صلوة في ايام التشريق فقضاها في غير ايام التشريق او قضاها في ايام التشريق من قابل لا يكبر عقبها	كذا في التبيين
۱۰	وبالاقتداء يجب على المرأة والمسافر والمرأة تخافت بالتكبير	كذا في التبيين
۱۱	وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعد ما قضى ما فاته	كذا في التبيين
۱۲	ولو ترك الامام التكبير يكبر المقتدي وينتظر المقتدي الامام حتى يأتي بشئ يقطع التكبير وهي الاشياء التي تقطع البناء كالخروج من المسجد والحدث العمد والكلام	كذا في التبيين
۱۳	واذا احدث الامام بعد السلام قبل التكبير الاصح انه يكبر ولا يخرج للطهارة	كذا في الخلاصة

[1] یعنی یوم عرفہ کی فجر سے پانچویں دن کی عصر تک یہ تکبیریں کہی جائیں گی ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۴۸۷ پس امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے قول پر کل تئیس ۲۳ نمازوں کے بعد تکبیرات تشریق کہی جائیں گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۵ (مترجم) [2] قوله عقيب صلوة العيد في البحر عن المجتبي والبلخيون يكبرون عقب صلوة العيد لانها تؤدى بجماعة فاشبهت

دفعات وشق نمبر	سترہواں باب عیدوں کی نمازوں کے احکام عیدوں کی نمازوں کا بیان	حوالہ
۲۱۶ - ۵	(ا) تکبیرات تشریق شروع کرنے کا وقت ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ان کا آخر وقت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ایامِ تشریق کے آخری دن عصر کی نماز کے بعد تک ہے ؎۱	تبیین
	(ب) اور فتوی اور عمل عام شہروں اور (بعد کے) سبھی زمانوں میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر ہے۔	زاہدی
۶	اور ایام تشریق کی تکبیریں (فرض نماز کے) سلام کے متصل ہی کہنی چاہئیں۔ حتی کہ اگر بات چیت کر دی یا جان بوجھ کر حدث (بے وضو ہونا) کیا تو تکبیرات تشریق ساقط ہو جائیں گی۔	تہذیب
۷	نماز وتر کے بعد اور عید کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق نہ کہے۔	خلاصہ
۸	اگر کوئی شخص تشریق کے دنوں میں کسی وقت کی نماز بھول جائے اور پھر اسی سال کے ایام تشریق میں اسے وہ نماز یاد آجائے تو اسے قضا کرے اور ساتھ ہی تکبیرات تشریق بھی کہے۔	خلاصہ
۹	(ا) اور ایام تشریق کے دنوں سے پہلے کی فوت شدہ نماز ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیرات تشریق نہ کہے گا (ب) اسی طرح اگر کسی نے ایام تشریق میں فوت شدہ نماز کو ایام تشریق کے علاوہ میں قضا کیا یا اسے آئندہ سال کے ایام تشریق میں قضا کیا تو اس نماز کے بعد تکبیرات تشریق نہ کہے گا	تبیین
۱۰	(ا) تکبیرات تشریق اقتداء کی وجہ سے عورت اور مسافر پر بھی واجب ہوتی ہیں۔ (ب) اور عورت تکبیرات تشریق آہستہ کہے گی۔	تبیین
۱۱	اسی طرح تکبیرات تشریق مسبوق پر بھی واجب ہوتی ہیں اور وہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے بعد تکبیرات تشریق کہے گا۔	تبیین
۱۲	(ا) اگر امام (ایام تکبیرات التشریق میں) تکبیرات تشریق چھوڑ دے تو مقتدی تکبیریں کہہ دے (ب) اور مقتدی امام کا اس وقت تک انتظار کرے جبتک کہ امام سے کوئی ایسا امر واقع ہو جس سے یہ تکبیریں قطع ہو جائیں اور ایسے امور وہ ہیں جن کے پائے جانے کے بعد (اس نماز پر) بنا نہیں ہو سکتی مثلاً مسجد سے نکل جانا جان بوجھ کر وضو توڑ دینا۔ اور بات چیت کرنا۔	تبیین
۱۳	(ایام تکبیرات التشریق میں) اگر امام کو سلام پھیرنے کے بعد تکبیرات تشریق کہنے سے پہلے حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہو جائے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ وضو کرنے کے لئے نہ جائے اور تکبیرات تشریق کہہ دے ؎۳	خلاصہ

الجمعة اھ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی بحوالہ مجتبی بحر میں ہے کہ بلخ والے عیدالاضحی کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق کہتے ہیں اس لئے کہ نماز عید جماعت سے ادا کئے جانے کی بنا پر جمعہ سے مشابہ ہے (مترجم) ؎۳ اور اگر مذکورہ صورت میں جان بوجھ کر حدث کرے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۲۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثامن عشر فی صلوۃ الکسوف

دفعات نمبر ٢١٧ تا نمبر ٢١٨ عنوانات نمبر ٢ تعداد شق نمبر ٢٠

٢١٧- صلوۃ الکسوف

تعداد شق نمبر ١٦

شق	متن	حوالہ
١	وهی سنة	هکذا فی الذخيرة
٢	واجمعوا انما تؤدی بجماعة	کذا فی المحيط
٣	واختلفوا فی صفة ادائها قال علماءنا يصلی رکعتين کل رکعة برکوع وسجدتين کسائر الصلوات يقرأ فيهما ما احب	کذا فی المحيط
٤	والافضل ان يطول القرأة فيهما	کذا فی الکافی
٥	ويدعو بعد الصلوة حتی تنجلی الشمس کمال الانجلاء	کذا فی السراج الوهاج
٦	ويجوز تطويل القرأة وتخفيف الدعا وتطويل الدعا وتخفيف القرأة فاذا خفف احدهما طول الآخر	کذا فی الجوهرة النيرة
٧	ولا يصلی هذه الصلوة بجماعة الا الامام الذی يصلی الجمعة قال شمس الائمة الحلوانی رح فان عدم الامام الذی يصلی الجمعة والعيدين فانهم يصلون وحدانا فی مساجدهم الا اذا کان الامام الاعظم الذی يصلی الجمعة والعيدين امرهم بذلك فحينئذ يجوز ان يصلوا بجماعة يؤمهم فيها امام حيهم فی مسجدهم	کذا فی المحيط
٨	ولا يجهر بالقرأة فی صلوة الجماعة فی کسوف الشمس فی قول ابی حنيفة رح	کذا فی المحيط
٩	والصحيح قوله	کذا فی المضمرات
١٠	وليس فی هذه الصلوة خطبة وهذا مذهبنا	کذا فی المحيط

[١] مگر سورج گرہن کے وقت کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے اس کے متعلق حکم ٦/١٠٢ ملاحظہ ہو (مترجم) البتہ الصلوٰۃ جامعۃ سورج گرہن کے وقت کی نماز کی جماعت تیار ہے" وغیرہ کہہ لیں۔ ماخوذ از درمختار ج ١ ص ٤٨٩ (مترجم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٹھارہواں باب سورج گرہن کے وقت کی نماز کے احکام

دفعات ۲۱۷ تا ۲۱۸ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۰

۲۱۷- سورج گرہن کے وقت کی نماز کا بیان

اور اس میں ۱۶ شقیں ہیں

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱	سورج گرہن کے وقت کی نماز سنت ہے۔	ذخیرہ
۲	اسپر اجماع ہے کہ سورج گرہن کے وقت کی نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے [۱]	محیط
۳	سورج گرہن کے وقت کی نماز ادا کرنے کے طریقہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ ہمارے علماء کا قول یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرے جیساکہ سب نمازوں میں ہوتا ہے۔ اور اسمیں اپنی پسند کے مطابق قرأت کرے۔	محیط
۴	افضل یہ ہے کہ سورج گرہن کے وقت کی دو رکعت نماز میں قرات لمبی کرے۔	کافی
۵	(مذکورہ) نماز کے بعد سورج پوری طرح ظاہر ہونے تک دعا مانگتا رہے	سراج وہاج
۶	(مذکورہ نماز میں) قرأت لبی کرنا اور دعا مختصر کرنا یا دعا لبی کرنا اور قرأت مختصر کرنا جائز ہے اور اگر قرأت اور دعا میں سے کسی ایک کو مختصر کرے تو دوسری کو لمبا کردے۔	جوہرہ نیرہ
۷	(ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز وہی امام پڑھائے جو جمعہ پڑھاتا ہو (ب) شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ اگر جمعہ اور عیدوں کا امام موجود نہ ہو تو لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں اکیلے اکیلے [۲] (سورج گرہن کے وقت کی) نماز پڑھ لیں لیکن اگر جمعہ اور عیدیں پڑھانے والے بڑے امام نے انہیں جماعت کرنے کی اجازت دے دی ہو تو پھر یہ جائز ہے کہ وہ سورج گرہن کے وقت کی نماز جماعت سے پڑھیں اور محلہ کا امام انہیں اپنی مسجد میں امامت کرے۔	محیط
۸	سورج گرہن کے وقت کی نماز باجماعت میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب قرأت اونچی آواز سے نہ کرے	محیط مضمرات
۹	اور مذکورہ حکم میں صحیح حکم امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے۔	محیط
۱۰	سورج گرہن کے وقت کی نماز میں خطبہ نہیں ہے اور (اس سلم میں) ہمارا مذہب یہی ہے۔	

[۲] تاکہ کسی قسم کا (مثلاً تقدیم اور تقدم کا) فتنہ اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی صلوۃ الکسوف — صلوۃ الکسوف	حوالہ
۲۱۷ ۱۱	والموضع الذی یصلی فیه الجبانة والمسجد الجامع ولو صلوا فی منزل آخر جاز والاول افضل ولو صلوا وحدانا فی منازلهم جاز ولو اجتمعوا ودعوا من غیر ان یصلوا اجزأهم	كذا فی الخزانة المفتین
۱۲[1]	ولا یصعد الامام المنبر للدعاء	كذا فی التتارخانية
۱۳	ثم الامام فی هذا الدعا بالخیار ان شاء جلس مستقبلا القبلة ودعا وان شاء قام ودعا وان شاء استقبل الناس بوجهه ودعا ویؤمن القوم قال شمس الائمة الحلوانیؒ وهذا احسن ولو قام واعتمد علی عصاله او علی قوس له ودعا كان ذلك حسنا ایضا	كذا فی المحيط
۱۴	وان لم یصل حتی انجلت لم یصل بعد ذلك وان انجلی بعضها جاز ان یبتدی الصلوة فان سترها سحاب او حائل وهی كاسفة صلی وان غربت كاسفة امسك من الدعا واشتغل بصلوة المغرب	كذا فی الجوهرة النيرة
۱۵	وان اجتمعت الكسوف والجنازة بدأ بالجنازة	كذا فی الجوهرة النيرة
۱۶	وان كسفت فی الاوقات المنهی عن الصلوة فیها لم یصل	كذا فی الجوهرة النيرة

۲۱۸- صلوۃ الخسوف   تعداد شق ۴

۱	(ومما یتصل بذلك الصلوة فی خسوف القمر) یصلون ركعتین فی خسوف القمر وحدانا	هكذا فی محيط السرخسی
۲	وكذلك اذا اشتد الاهوال والافزاع كالریح اذا اشتدت والسماء اذا دامت مطرا وثلجا او احمرت والنهار اذا اظلم وكذا اذا عم المرض	كذا فی السراجية
۳	وكذا فی الزلازل والصواعق وانتشار الكواكب والضوء الهائل باللیل والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك	كذا فی التبيين
۴	وذكر فی البدائع انهم یصلون فی منازلهم	كذا فی البحر الرائق

[1] اسلئے کہ نماز جنازہ فرض ہے نیز نماز کسوف طویل بھی ہوسکتی ہے اور پھر کبھی میت میں تغیر کا خطرہ ہوتا ہے نیز اگر کوئی فرض نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو نماز کسوف پہلے پڑھ لینی چاہیے کیونکہ کبھی سورج جلد ظاہر ہونے کی وجہ سے اس وقت کی نماز فوت ہونے کا خدشہ ہوتا ہے البتہ نماز جمعہ پہلے ہوتاکہ اشتباہ نہ ہو ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۴۲۵ اور اگر نماز عید اور جنازہ جمع ہو جائیں تو اسکے متعلق حکم ۲۱۵/۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] ایسے اوقات کے متعلق حکم نمبر ۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اٹھارہواں باب۔ سورج گرہن کے وقت کی نماز کے احکام — سورج گرہن کے وقت کی نماز کا بیان	حوالہ
۲۱۷-۱۱	(ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز پڑھنے کی جگہ عیدگاہ ہے یا جامع مسجد ہے۔ (ب) اور اگر لوگوں نے کسی اور جگہ میں مذکورہ نماز پڑھی تو جائز ہے البتہ پہلی صورت (یعنی عیدگاہ یا جامع مسجد میں پڑھنا) افضل ہے۔ (ج) اور اگر لوگوں نے (مذکورہ نماز) اکیلے اکیلے اپنے اپنے گھروں میں پڑھی تو جائز ہے (د) اور اگر (سورج گرہن کے وقت) لوگ جمع ہو کر نماز پڑھے بغیر دعا مانگیں تو بھی کفایت کر جائے گا۔	خزانۃ المفتیین
۱۲	(سورج گرہن کے وقت) امام دعا مانگنے کے لئے منبر پر نہ چڑھے۔	تتارخانیہ
۱۳	سورج گرہن کے وقت دعا مانگتے وقت امام کو اختیار ہے کہ (ا) چاہے تو قبلہ رو ہو کر بیٹھکر دعا مانگے اور چاہے تو کھڑے ہو کر دعا مانگے (ب) اور اگر چاہے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور قوم آمین کہے شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے اور (ج) اگر امام کھڑا ہو کر اور اپنے عصا پر سہارا لیکر یا اپنی کمان پر سہارا لیکر دعا مانگے تو یہ صورت بھی اچھی ہے۔	محیط
۱۴	(ا) سورج گرہن کے وقت کی نماز نہ پڑھی حتی کہ سورج ظاہر ہو گیا تو اس کے بعد نہ پڑھیں۔ (ب) اور اگر سورج کا بعض حصہ ظاہر ہو گیا (اور بعض گرہن میں ہے) تو سورج گرہن کے وقت کی نماز شروع کرنا جائز ہے۔ (ج) اگر سورج گرہن کی حالت میں سورج پر بادل نے یا کسی اور حائل نے پردہ کر دیا تو بھی سورج گرہن کے وقت کی نماز پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	اور اگر سورج گرہن اور نماز جنازہ جمع ہو جائیں تو پہلے نماز جنازہ پڑھیں [1]	جوہرہ نیرہ
۱۶	اور اگر ایسے وقت میں سورج گرہن ہو جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے [2] تو سورج گرہن کے وقت کی نماز نہ پڑھیں۔	جوہرہ نیرہ
۲۱۸-	**چاند گرہن کے وقت کی نماز کا بیان** اور اس میں [4] شقیں ہیں	
۱	مذکورہ احکام سے ملتے جلتے چاند گرہن کے وقت کی نماز کے احکام ہیں چاند گرہن کے وقت دو رکعتیں نماز اکیلے اکیلے پڑھیں [3]	محیط سرخسی
۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر ہولناک اور گھبراہٹ ڈالنے والے امور جب شدت اختیار کر جائیں مثلاً آندھی جب شدید ہو یا آسمان سے بارش یا برف باری بند نہ ہو یا آسمان سرخ ہو جائے یا دن میں تاریکی چھا جائے (تو دو رکعتیں نماز پڑھیں) اور اسی طرح اگر وبا پھیل جائے۔ تو دو رکعتیں نماز پڑھیں	سراجیہ
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ زلزلوں۔ بجلی کی کڑک۔ ستاروں کے چھوٹنے رات کے وقت ہولناک روشنی ہونے۔ دشمن کے غالب خوف اور اس قسم کے دوسرے حادثوں پر (دو رکعتیں نماز پڑھیں) [5]	تبیین
۴	اور بدائع میں ہے کہ (مذکورہ صورتوں میں مذکورہ نماز) اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں	بحر رائق

[3] چاند گرہن کے وقت کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۰۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۴/۲۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] قولہ انتشار الخ بالثاء المثلثۃ اے تساقطہا متفرقۃ کما فی تفسیر ابی السعود عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی انتشار الثاء کے ساتھ ہے اور اس کا مفہوم ہے ستاروں کا متفرق طور پر جھڑنا جیسا کہ تفسیر ابوالسعود میں ہے (مترجم) [5] نیز حکم ۲۶/۱۸۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع عشر فی الاستسقاء — الاستسقاء	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب التاسع عشر فی الاستسقاء	
	دفعات ۲۱۹ تا ۲۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۵	
۲۱۹ - الاستسقاء[1]	تعداد شق ۵	
۱	قال ابوحنیفۃ رحمہ اللہ لیس فی الاستسقاء صلوٰۃ مسنونۃ فی جماعۃ	کذا فی الھدایۃ
	ولا خطبۃ فیہ ولکنہ دعاء واستغفار وان صلوا وحدانا فلا بأس بہ	کذا فی الذخیرۃ
	ولیس فیہ قلب رداء عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ	ھکذا فی التبیین
	وقالا یخرج الامام ویصلی بھم رکعتین یجھر فیھما بالقراءۃ	کذا فی المضمرات
	الافضل ان یقرأ سبح اسم ربک الاعلی فی الاولی وھل اتاک حدیث الغاشیۃ فی الثانیۃ	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
	ویخطب خطبتین بعد الصلوٰۃ ویستقبل الناس بوجھہ قائما علی الارض لا علی المنبر ویفصل بین الخطبتین بجلسۃ وان شاء خطب خطبۃ واحدۃ ویدعو اللہ ویسبحہ ویستغفر للمومنین والمومنات وھو متکئ قوسا فاذا مضی صدر من خطبتہ قلب رداءہ[2]	کذا فی المضمرات
	وصفۃ تقلیب الرداء ان کان مربعا جعل اسفلہ اعلاہ واعلاہ اسفلہ وان کان مدورا[3] جعل الجانب الایمن علی الایسر والایسر علی الایمن ولکن القوم لا یقلبون اردیتھم	ھکذا فی الکافی - والمحیط - والسراج الوھاج
	وفی التحفۃ واذا فرغ الامام من الخطبۃ یجعل ظھرہ الی الناس ووجھہ الی القبلۃ	

[1] بارش مانگنے کے لئے مندرجہ احکام کے متعلق حکم $\frac{۵}{۲۱۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] قولہ قلب رداءہ ھذا مذھب محمد رحمہ اللہ وعلیہ الفتوی کما فی دررالبحار - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی چادر الٹانے کا حکم امام محمدؒ کے مذہب پر ہے اور اسی پر فتوی ہے (مترجم)
[3] مدوّر رداء کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وان کان مدوّرا بان کان جبۃ الخ یعنی اگر وہ مدوّر یعنی جبہ کی طرح) ہو - ماخوذ از حاشیہ ہدایہ

دفعات وشق نمبر	انیسواں باب - بارش مانگنے کے لئے احکام — بارش مانگنے کا بیان	حوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انیسواں باب - بارش مانگنے کیلئے احکام

دفعات ۲۱۹ تا ۲۱۹ عنوان ۱ تعداد شق ۵

۲۱۹- بارش مانگنے کے لئے احکام ۱ — اور اس میں ۵ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	(ا) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول میں بارش مانگنے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مسنون نہیں اور[۲] بارش مانگنے کے لئے کوئی خطبہ بھی مسنون نہیں ہے بلکہ دعا ہے اور استغفار ہے اور[۳] اگر بارش مانگنے کے لئے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔	ہدایہ
	اور[۴] امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہاں بارش مانگنے کے لئے چادر الٹانا بھی نہیں ہے۔	ذخیرہ، تبیین
	(ب) اور[۱] امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں بارش مانگنے کے لئے امام باہر جائے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے اور ان میں قرأت اونچی آواز سے کرے۔ *	مضمرات
	افضل[۲] یہ ہے کہ پہلی رکعت کی قرأت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھے۔	عینی
	اور[۳] نماز کے بعد لوگوں کی طرف منہ کرکے دو خطبے زمین پر کھڑا ہو کر پڑھے منبر پر نہ بیٹھے۔ دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے اور اگر چاہے تو ایک ہی خطبہ پڑھے اور اللہ کو پکارے۔ اسکی پاکی بیان کرے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگے اور اس دوران وہ اپنی کمان پر سہارا رکھے	
	(ا[۴]) جب خطبہ کا ابتدائی حصہ پڑھ چکے تو اپنی چادر کو الٹا دے۔	مضمرات
	اور چادر الٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ چادر مربع ہو تو نیچے کی جانب اوپر کو اور اوپر کی جانب نیچے کردے اور اگر وہ چادر مدوّر (جبہ کی طرح[۳]) ہو تو دائیں جانب کو بائیں طرف اور بائیں جانب کو دائیں طرف کر دے لیکن قوم کے لوگ اپنی چادریں نہ الٹائیں۔	کافی محیط برجندی
	(ب) اور تحفہ میں ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کر دے اور اپنا رخ	

ج ۱ ص ۱۹۸ وھکذا فی حاشیہ مختصر الوقایۃ ص ۳۰ اور اَلْجُبَّۃُ ـ زرہ کی طرح لباس ہے ـ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۶۷ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) قبا ہو تو اس کے باہر کی طرف اندر کو اور اندر کی طرف باہر کو کر دے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۹۱ اور اَلْقَبَاءُ شیروانی اور کپڑوں کے اوپر پہننے کا لباس ـ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۶۱ (مترجم) * اور اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں جیسا کہ حکم نمبر ۵/۱۰۲ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع عشر فی الاستسقاء　　　الاستسقاء	حوالہ
۲۱۹-	ويقلب رداءه ثم يشتغل بدعاء الاستسقاء قائماً والناس تعود مستقبلون و وجوههم الى القبلة فی الخطبة والدعاء فيدعو الله تعالى ويستغفر للمؤمنين ويجددون التوبة ويستغفرون	
	ثم عند الدعاء ان رفع يديه نحو السماء فحسن وان ترك ذلك واشار باصبعه السبابة فحسن	
	وكذا الناس يرفعون ايديهم ايضاً لان السنة فی الدعا بسط اليدين	كذا فی المضمرات
	وينصت القوم لخطبة الاستسقاء	كذا فی المحيط
۲	ثم المستحب ان يخرج الامام بالناس ثلاثة ايام متتابعات	كذا فی الزاد
	ولم ينقل اكثر من ذلك ولا يخرج فيه المنبر ويخرجون مشاة فی ثياب خلقة اوغسيلة او مرقعة متذللين خاشعين متواضعين لله عز وجل ناكسی رؤسهم	
	ثم فی كل يوم يقدمون الصدقة قبل الخروج ثم يخرجون	كذا فی الظهيرية
۳	وفی التجريد وان لم يخرج الامام امر الناس بالخروج وان خرجوا بغير اذنه جاز	كذا فی التاتارخانية
۴	ولا يخرج اهل الذمة فی ذلك مع اهل الاسلام	كذا فی التاتارخانية
	وان خرجوا من تلقاء انفسهم الى بيعهم اوالى كنائسهم اوالى الصحراء لم يمنعوا عن ذلك	كذا فی العينی شرح الهداية
۵	وانما يكون الاستسقاء فی موضع لا يكون لهم اودية ولا انهار ولا آبار يشربون منها ويسقون مواشيهم اوزرعهم اويكون لهم ولا يكفيهم ذلك فاما اذا كانت لهم اودية وآبار وانهار فان الناس لا يخرجون الى الاستسقاء لانها انما تكون عند شدة الضرورة والحاجة	كذا فی المحيط

ؔ۱ ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{۲}{۱۸۱}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؔ۲ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ یہ بھی مستحب ہے کہ امام پہلے تین دن روزہ کے لئے کہے اور پھر چوتھے دن بارش مانگنے کے لئے نکلیں۔ نیز لکھا ہے کہ ضعیفوں بوڑھوں اور بچوں سے بھی بارش کے لئے دعا کرانا مستحب ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ تمہیں تمہارے ضعیفوں کی بدولت مدد اور رزق دیا جاتا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ بھی مستحب ہے کہ شاداب علاقہ کے لوگ خشک سالی کے شکار لوگوں کے لئے دعا کریں ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص $\frac{۲}{۷۹۲}$ (مترجم) ؔ۳ اس لئے کبھی کافر کی دعا بھی قبول کی جاتی ہے خواہ استدراجاً ہو۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۷۹۱

دفعات وشق نمبر	انیسواں باب - بارش مانگنے کیلئے احکام بارش مانگنے کا بیان	حوالہ
۲۱۹-	قبلہ کی طرف کردے اور اپنی چادر کو الٹائے پھر کھڑے رہ کر بارش مانگنے کے لئے دعا میں مشغول ہو اور لوگ خطبہ اور دعا کے دوران قبلہ رو ہو کر بیٹھے رہیں۔ پس امام اللہ تعالیٰ کو پکارے مسلمانوں کے لئے مغفرت مانگے اور سب لوگ از سر نو توبہ کریں اور مغفرت مانگیں۔ ۵ نیز اگر امام دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو اچھا ہے۔ اور اگر ہاتھ نہ اٹھائے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرے تو بھی اچھا ہے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے ہاتھ اٹھائیں اس لئے کہ دعا میں ہاتھ پھیلانا سنت ہے۔	مضمرات
	۶ بارش مانگنے کے خطبہ کے وقت لوگ خاموش رہیں۔	محیط
۲	(ا) پھر مستحب یہ ہے کہ امام مسلسل تین دن تک بارش مانگنے کے لئے نکلے۔	زاد
	(ب) اور اس سے زیادہ منقول نہیں (ج) اور اس میں منبر باہر نہ لایا جائے (د) لوگ پیدل جائیں۔ (ر) وہ (باعتبار قیمت) ہلکے کپڑوں یا دھلے ہوئے کپڑوں یا پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں اللہ کے سامنے، انکساری۔ عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سروں کو جھکائے ہوئے جائیں۔	
	(س) پھر ہر روز بارش مانگنے کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ کریں پھر جائیں ۔ ۲	ظہیریہ
۳	(ا) تجرید میں ہے کہ اگر امام خود نہ جائے تو لوگوں کو بارش مانگنے کے لئے باہر جانے کے لئے کہے (ب) اور اگر لوگ امام کی اجازت کے بغیر چلے جائیں تو جائز ہے۔	تتارخانیہ
۴	(ا) اور بارش مانگنے کے لئے جائیں تو مسلمانوں کے ساتھ ذمی لوگ نہ جائیں۔	تتارخانیہ
	(ب) اور اگر ذمی[۱] لوگ خود اپنے گرجا گھروں یا کلیسوں (یعنی اپنے عبادت خانوں میں) یا صحرا کی طرف (بارش مانگنے جائیں) تو انہیں اس سے منع نہ کیا جائے ۔ ۳	عینی
۵	(ا) بارش مانگنے کے مذکورہ احکام ان جگہوں کے لئے ہیں جہاں نہ وادیاں (یعنی بہتی وادیاں اور چشمے) ہوں نہ نہریں ہوں اور نہ ایسے کنوئیں ہوں جن سے لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے اور اپنی کھیتیوں کو سیراب کرتے ہوں یا پانی کے مذکورہ ذرائع ہوں مگر وہ کافی نہ ہوں ۔ ۴ (ب) لیکن اگر ان کے پاس وادیاں۔ کنوئیں اور نہریں ہوں تو لوگ بارش مانگنے کے لئے نہ نکلیں اس لئے کہ بارش مانگنے کے مذکورہ احکام سخت ضرورت اور احتیاج کی صورت میں ہیں۔	محیط

(مترجم) ۲ اگر بارش کیلئے نکلنے سے پہلے بارش ہو جائے تو اس کے شکرانہ کے لئے اور مزید بارش کی طلب کے لئے نکلنا مندوب ہے اور بادل کی گرج سنکر مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مستحب ہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۤئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ - اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ اور اگر بارش نہ رکے اور نقصان دہ ہو تو بارش کے رکنے کے لئے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لئے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۷۹۲ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف	
	دفعات ۲۲۰ تا ۲۲۰ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵	
۲۲۰-	**صلوۃ الخوف** تعداد شق ۳۵	
۱	لاخلاف ان صلوة الخوف كانت مشروعة فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم امابعده فعلى قول ابى حنيفة رح و محمد رح بقيت مشروعة وهو الصحيح	هكذا فى السراج
۲	واذا اشتد الخوف جعل الامام الناس طائفتين طائفة الى وجه العدو وطائفة خلفه	كذا فى القدورى
۳	وصورة اشتداد الخوف ان يحضر العدو بحيث يرونه فيخافوا ان اشتغلوا جميعا بالصلوة يحمل عليهم	هكذا فى الجوهرة النيرة
۴	فلورأوا سوادا وظنوه عدوا وصلوها فان تبين كما ظنوا جازت وان ظهر خلافه لم يجز الا اذا ظهر بعد ما انصرفت الطائفة من نوبتها فى الصلوة قبل ان يتجاوز الصفوف فان لهم ان يبنوا استحسانا	كذا فى فتح القدير
	وهذا[1] كله فى حق القوم واما الامام فصلوته جائزة بكل حال لعدم المفسد فى حقه	كذا فى البحر الرائق
۵	وكيفية صلوة الخوف ان كان الامام والقوم مسافرين فان لم يتنازع القوم فى الصلوة خلفه فالافضل للامام ان يجعل القوم طائفتين فيأمر طائفة ليقوموا بازاء العدو ويصلى بالطائفة التى معه تمام الصلوة ثم يأمر رجلا من الطائفة التى بازاء العدو ان يصلى معهم تمام صلوتهم ايضا	هكذا فى المحيط

ـــــــ ۱ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ نماز خوف ان لوگوں کے لئے مشروع ہے جو اللہ کے دشمنوں سے اور جو ان کے حکم میں ہیں ان سے لڑیں

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام

دفعات ۲۲۰ تا ۲۲۰ عنوان ۱ تعداد شق ۳۵

۲۲۰- نماز خوف

اور اس میں ۳۵ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	(ا) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز خوف پر عمل کیا جاتا تھا (ب) اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب اب بھی اس پر عمل کرنے کا جواز باقی ہے اور یہی حکم صحیح ہے ؎	زاد
۲	جب دشمن (کے حملہ) کا خوف زیادہ ہو تو امام جماعت کے دو گروہ بنا دے۔ ایک گروہ دشمن کی طرف متوجہ رہے اور ایک گروہ (نماز کیلئے) امام کے پیچھے ہو۔	قدوری
۳	دشمن کا خوف زیادہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ دشمن اتنا سامنے ہو کہ اسے دیکھ سکتے ہوں اور سب لوگوں کے باجماعت نماز میں مشغول ہونے کی صورت میں انہیں دشمن کے حملہ کا ڈر ہو۔	جوہرہ نیرہ
۴	(ا) اگر انہوں نے کچھ سیاہی دیکھی اور اسے دشمن گمان کیا اور نماز خوف پڑھی۔ تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر صورت حال یوں ہی واضح ہوئی جیسا کہ انہوں نے گمان کی تھی۔ تو وہ نماز جائز ہو گئی ہے (۲) اور اگر صورت حال ان کے گمان کے خلاف واضح ہوئی تو وہ نماز جائز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ان کے گمان کی غلطی اس وقت ظاہر ہوئی جب ایک گروہ نماز میں اپنی باری پر سے واپس ہوا اور ابھی صفوں سے باہر نہیں نکلا تو از روئے استحسان وہ نماز پر بنا کر سکتے ہیں۔	فتح قدیر
	(ب) اور یہ مذکورہ تمام حکم قوم کے لئے ہیں اور (مذکورہ صورت میں) امام کی نماز ہر حال میں جائز ہے اس لئے کہ اس کی نماز فاسد کرنے والی کوئی چیز اس کے حق میں نہیں پائی گئی۔	بحر رائق
۵	نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ اگر امام اور جماعت کے کل لوگ سبھی مسافر ہوں اور قوم کے لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے جھگڑا نہ کریں تو امام کیلئے افضل ہے کہ قوم کے لوگوں کے دو گروہ کرے پس ایک گروہ کو حکم دے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہیں وہ (دوسرا) گروہ جو اسکے ساتھ ہے اسے پوری نماز پڑھا دے اور پھر کسی آدمی کو حکم دے کہ وہ اس گروہ کو بھی پوری نماز پڑھا دے جو (قبل ازیں) دشمن کے مقابلہ میں تھا۔	محیط

؎ پس باغیوں کے لئے نماز خوف مشروع نہیں البتہ صلوٰۃ القصر کیلئے سفر طاعت کی قید نہیں ہے (۱۸/۲۰۵ ملاحظہ ہو) ماخوذ از در مختار و رد المختار ج ۱ ص ۵۹۳ مرتب

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-۶	وان تنازع کل طائفۃ فقالوا انا نصلی معک یجعل القوم طائفتین یقف احداھما بازاء العدو و یصلی مع الطائفۃ التی معہ رکعۃ ثم تذھب ھذہ الطائفۃ الی العدو و تجئ الطائفۃ التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظرھم فیصلی بھم الرکعۃ الاخری ثم یتشھد و یسلم ولا یسلم معہ من خلفہ ولکن یذھبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاولی مکان صلوتھم فیقضون رکعۃ بغیر قراءۃ فاذا صلوا رکعۃ قعدوا قدر التشھد و یسلمون و یذھبون الی العدو ثم تجئ الطائفۃ الاخری مکان صلوتھم فیقضون رکعۃ بقراءۃ	ھکذا فی المحیط
۷	وان کان الامام والقوم مقیمین والصلوۃ من ذوات الاربع تقوم طائفۃ بازاء العدو و یفتتح الصلوۃ بالطائفۃ التی معہ فیصلی بھم رکعتین و یقعد قدر التشھد ثم تذھب ھذہ الطائفۃ بازاء العدو و تجئ الطائفۃ الاخری التی کانت بازاء العدو والامام قاعد ینتظر مجیئھم فیصلی بھم رکعتین ثم یتشھد و یسلم ولا یسلم معہ الطائفۃ الثانیۃ بل یذھبون بازاء العدو ثم تجئ الطائفۃ الاولی فیصلون رکعتین بغیر قراءۃ و یسلمون و یقفون بازاء العدو ثم تجئ الطائفۃ الثانیۃ فیصلون رکعتین بقراءۃ	ھکذا فی المحیط
۸	وان کان الامام مقیما والقوم مسافرین او مقیمین و مسافرین فالجواب فیہ کالجواب فیما اذا کان الکل مقیمین	ھکذا فی المحیط
۹	وان کان الامام مسافرا والقوم مقیمین صلی بالطائفۃ التی معہ	

۱؎ تاکہ دشمن خوف زدہ رہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ۲؎ نماز جمعہ اور عید کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ ۷ اور جیسا کہ حکم ۳۴/۲۲۰ میں ہے (مترجم) ۳؎ اور پیدل جائیں ورنہ حکم ۱۹/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جماعت کے لوگوں کے لئے مستحب یہی ہے کہ سلام نہ پھیریں اور اگر اس کے بعد وہ وہیں اپنی نماز پوری کر لیں تو جائز ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ۵؎ ان کا جانا مستحب ہے اور اگر وہیں نماز پوری کر لیں تو صحیح ہو جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم) ۶؎ ان کا آنا ضروری نہیں حتیٰ کہ اگر وہ وہیں اپنی نماز پوری کر لیں اور جانے والا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا ہو جائے تو صحیح ہو جائے گا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۹۳ ۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام / نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ - ۶	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب امام اور جماعت کے لوگ سبھی مسافر ہوں اور) قوم کے لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جھگڑا کریں اور وہ یہ کہیں کہ ہم اس امام کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے تو (پھر نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ) امام قوم کے دو گروہ کر دے ان میں سے ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے [1] اور وہ (دوسرا) گروہ جو اس کے ساتھ ہے اس کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھے [2] پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے [3] اور پہلا گروہ جو قبل ازیں دشمن کے مقابلہ میں تھا وہ آجائے اور امام اتنی دیر بیٹھکر ان کا انتظار کرے پھر ان کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے۔ لیکن جماعت کے لوگ جو اس کی اقتدا میں ہیں وہ سلام نہ پھیریں [4] بلکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں [5] پھر پہلا گروہ اپنی نماز کی جگہ آئے [6] اور ایک رکعت بغیر قرأت کے پڑھیں [7] اور جب وہ ایک رکعت پڑھ چکیں تو بقدر تشہد قعدہ کرکے سلام پھیر دیں، اور دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں پھر دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آجائے اور ایک رکعت قرأت کے ساتھ پڑھیں [8]۔	محیط
۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام اور جماعت کے لوگ سبھی مقیم ہوں (مسافر نہ ہوں) اور نماز چار رکعتوں والی ہو تو (پھر نماز خوف پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ) ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے اور امام اس گروہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہے دو رکعتیں پڑھے اور بقدر تشہد بیٹھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور وہ دوسرا گروہ آجائے جو قبل ازیں دشمن کے مقابلہ میں تھا اور اس دوران امام بیٹھکر ان کے آنے کا انتظار کرے پھر ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے لیکن یہ دوسرا گروہ جو اس کے پیچھے اقتدا میں ہے سلام نہ پھیرے بلکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں [9] پھر پہلا گروہ آئے اور وہ دو رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھیں [10] اور سلام پھیر دیں اور پھر دشمن کے سامنے قائم ہوں اور پھر پہلا گروہ آجائے اور وہ دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھیں [11]۔	محیط
۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مقیم ہو اور جماعت کے لوگ مسافر ہوں یا جماعت کے کچھ لوگ مقیم ہوں اور کچھ لوگ مسافر ہوں تو پھر (نماز خوف پڑھنے کی کیفیت میں) جواب وہی ہے جو جواب (امام اور جماعت کے لوگ) سبکے مقیم ہونے کی صورت میں ہے۔	محیط
۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسافر ہو اور قوم کے لوگ مقیم ہوں (مسافر نہ ہوں) تو (پھر نماز خوف پڑھنے	

[7] اس لئے کہ وہ لاحق ہیں اور اسی لئے ان پر محاذات المرأۃ کے حکم لاگو ہیں۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص $\frac{۹۳}{۷}$۔ نیز لاحق کے احکام حکم نمبر ۱۷۰ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] اس لئے کہ وہ مسبوق ہیں ماخوذ از در مختار ج ۱ ص $\frac{۹۳}{۷}$ نیز مسبوق کے احکام حکم نمبر ۱۶۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] نماز خوف میں سلام نہ پھیرنے، دوسرے گروہ کے جانے اور پہلے گروہ کے پھر آنے کے متعلق حکم $\frac{۶}{۲۲۰}$ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] اس لئے کہ وہ لاحق کے حکم میں ہیں جیساکہ $\frac{۶}{۲۲۰}$ کے حاشیہ میں ہے (مترجم) [11] اس لئے کہ وہ مسبوق کے حکم میں ہیں جیساکہ حاشیہ $\frac{۶}{۲۲۰}$ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف — صلوٰۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰	رکعۃ ثم انصرفوا بازاء العدو وصلی بالطائفۃ الثانیۃ رکعۃ وسلم ثم تجئ الطائفۃ الاولی فیصلون ثلاث رکعات بغیر قراءۃ لانھم مدرکون فاذا اتمت الطائفۃ الاولی صلوتھم انصرفوا بازاء العدو وتجئ الطائفۃ الثانیۃ الی مکان صلوتھم فیصلون ثلاث رکعات الاولی بفاتحۃ الکتاب وسورۃ لانھم مسبوقون فیھا والاخریین بفاتحۃ الکتاب۔	ھکذا فی المحیط
۱۰	وان کان الامام مسافرا والقوم مقیمین ومسافرین صلی الامام بالطائفۃ الاولی رکعۃ ثم انصرفوا بازاء العدو وجاءت الطائفۃ الثانیۃ وصلی بھم رکعۃ فمن کان مسافرا خلف الامام بقی الی تمام صلوتہ رکعۃ و من کان مقیما بقی الی تمام صلوتہ ثلاث رکعات ثم ینصرفون بازاء العدو وترجع الطائفۃ الاولی الی مکان الامام فمن کان مسافرا یصلی رکعۃ بغیر قراءۃ لانہ مدرک اول صلوۃ ومن کان مقیما یصلی ثلاث رکعات بغیر قراءۃ فی ظاھر الروایۃ فاذا اتمت الطائفۃ الاولی صلوتھم ینصرفون بازاء العدو وتجئ الطائفۃ الثانیۃ الی مکان صلوتھم فمن کان مسافرا یصلی رکعۃ بقراءۃ لانہ مسبوق ومن کان مقیما یصلی ثلاث رکعات الاول بفاتحۃ الکتاب وسورۃ لانہ کان مسبوقا فیھا وفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب علی الروایات کلھا	ھکذا فی المحیط
۱۱	ولا فرق بین ان یکون العدو مستقبل القبلۃ او مستدبرھا	ھکذا فی المحیط
۱۲	ولو صلی بالاولی رکعۃ فانصرفوا ثم بالثانیۃ رکعۃ فانصرفوا ثم بالاولی رکعۃ فانصرفوا ثم بالثانیۃ رکعۃ فانصرفوا فصلوۃ الکل فاسدۃ واصلہ ان الانحراف فی غیر اوانہ مفسد وترکہ فی اوانہ غیر مفسد۔ فعلی ھذا لو جعلھم اربع طوائف فصلی بکل طائفۃ رکعۃ فصلوۃ الاولی والثالثۃ فاسدۃ وصلوۃ الثانیۃ والرابعۃ صحیحۃ	

لہ نماز خوف میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۲/۲۲۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ لہ نماز خوف

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب ـ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ -	کا طریقہ یہ ہے کہ) امام اس گروہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہے ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا جائے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام پھیر دے پھر پہلا گروہ آئے اور وہ تین رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھیں اس لئے کہ وہ شروع سے امام کی نماز کے ساتھ شریک تھے (یعنی لاحق تھے) پھر جب یہ پہلا گروہ اپنی اپنی نماز پوری پڑھ چکیں تو دشمن کے مقابلے میں واپس جائیں ؎۱ اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آئے اور وہ تین رکعتیں پڑھیں پہلی رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اس لئے کہ وہ اس نماز میں مسبوق ہیں اور آخیر کی دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں ۔	محیط
۱۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام مسافر ہو اور جماعت کے کچھ لوگ مقیم ہوں اور کچھ مسافر ہوں تو (پھر نماز خوف کی کیفیت یہ ہے کہ) امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر اس گروہ کے لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا گروہ آجائے اور امام ان کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھے پس امام کے پیچھے اقتدا کرنے والوں میں سے جو شخص مسافر تھا اس کی نماز میں سے ایک رکعت باقی ہے اور جو شخص مقیم تھا اس کی نماز میں سے تین رکعتیں باقی ہیں پھر وہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلا گروہ واپس امام کے پاس آجائے ؎۲ اور ان میں سے جو شخص مسافر ہے وہ ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھ لے اس لئے کہ وہ شروع سے نماز میں شریک تھا (یعنی لاحق تھا) اور ان میں سے جو شخص مقیم ہے وہ تین رکعتیں قرأت کے بغیر پڑھ لے ظاہر روایت میں یہی حکم ہے پس جب یہ پہلا گروہ اپنی اپنی نماز پوری کرلے تو دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ آجائے پس ان میں سے جو شخص مسافر ہے وہ ایک رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے اس لئے کہ وہ گروہ مسبوق ہے اور ان میں سے جو شخص مقیم ہے وہ تین رکعتیں پڑھ لے پہلی رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اس لئے کہ وہ گروہ اس نماز میں مسبوق ہے اور آخر کی دو رکعتوں میں سب روایتوں کے بموجب صرف سورۃ فاتحہ پڑھے ۔	محیط
۱۱	اور (نماز خوف کے مذکورہ احکام میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دشمن قبلہ کی طرف ہو یا وہ قبلہ کے الٹ طرف ہو ۔	محیط
۱۲	(و) اگر (نماز خوف پڑھنے کی صورت میں) کسی امام نے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ گروہ واپس چلا گیا تو جماعت کے سب لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ (ب) اور مذکورہ حکم میں اصول یہ ہے کہ (نماز خوف میں) نماز سے ایسے وقت واپس چلا جانا جبکہ	

میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰ -	وان عادت الطائفۃ الثانیۃ صلوا الرکعۃ الثالثۃ والرابعۃ بغیر قراءۃ ثم یقضون الرکعۃ الاولی بقراۃ ثم ترجع الطائفۃ الرابعۃ فتصلی ثلاثا بقراۃ فیصلون رکعۃ بالفاتحۃ وسورۃ ویقعدون ثم یقومون فیصلون اخری بالفاتحۃ وسورۃ ولا یقعدون ثم یصلون رکعۃ ثالثۃ بالفاتحۃ لاغیر ویقعدون ویسلمون	کذا فی السراج الوہاج
۱۳	ومن دخل فی قسم غیرہ صار حکمہ حکم ذلک الغیر الا اذا دخل بعدما فرغ من قسم نفسہ	
	فان صلی الظہر بالطائفۃ الاولی رکعتین وانصرفوا الا رجلا بقی حتی صلی الثالثۃ ثم انصرف فصلوتہ تامہ لانہ وان دخل فی قسم الثانیۃ لکن لم یصر منہا لانہ فرغ من قسمہ	کذا فی المحیط السرخسی
۱۴	وفی المغرب یصلی بالطائفۃ الاولی رکعتین وبالثانیۃ رکعۃ ولو أخطأ وصلی بالاولی رکعۃ فانصرفوا وبالثانیۃ رکعتین فسدت صلوتہم جمیعا	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۵	ولو صلی بالاولی رکعۃ فانصرفوا ثم بالثانیۃ رکعۃ فانصرفوا ثم بالاولی الثالثۃ فصلوۃ الاولی فاسدۃ وصلوۃ الثانیۃ جائزۃ ویقضون رکعتین احداہما بغیر قرأۃ والثانیۃ بقراۃ	
	ولو جعلہم فی المغرب ثلاث طوائف فصلی بکل طائفۃ رکعۃ فصلوۃ الاولی فاسدۃ وصلوۃ الثانیۃ والثالثۃ جائزۃ وتقضی الثانیۃ رکعتین الرکعۃ الثانیۃ بغیر قراۃ والطائفۃ الثالثۃ تقضی رکعتین بقرأۃ	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ

۱ یہاں لفظ تامۃ اور حکم ۲۲۰/۳۱ میں اس قسم کے حکم میں صحیحۃ کا لفظ ہے اور یہاں صحیحۃ کی بجائے باعتبار مایؤل الیہ تامۃ کا

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ -	واپس چلے جانے کا موقع نہ ہو اس نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور واپس جانے کے موقع پر واپس نہ جانا اس نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ پس اس (مذکورہ) قاعدے کی رو سے اگر امام نے قوم کے چار گروہ کئے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھی تو پہلے اور تیسرے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے اور چوتھے گروہ کی نماز صحیح ہوگی۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) دوسرا گروہ واپس آئے تو وہ تیسری اور چوتھی رکعت قرأت کے بغیر* پڑھے پھر پہلی رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے پھر چوتھا گروہ واپس آئے تو وہ تین رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے پس وہ ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اور قعدہ کریں پھر کھڑے ہوں اور دوسری رکعت پڑھیں اور اس میں سورت فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں اور قعدہ نہ کریں پھر تیسری رکعت پڑھیں اور اس میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں اور کچھ نہ پڑھیں اور پھر قعدہ کریں اور سلام پھیر دیں۔	سراج وہاج
۱۳	اور (نماز خوف میں) جو شخص (اپنے فریق کے علاوہ) دوسرے فریق میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے دوسرے فریق کا حکم قرار پائے گا لیکن اگر وہ اپنے فریق (کے ذمہ نماز) سے فارغ ہو چکنے کے بعد دوسرے فریق میں داخل ہوا ہے تو اس کے لئے دوسرے فریق کا حکم نہیں ہوگا۔ پس اگر امام نے ظہر کی نماز خوف میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور وہ سب لوگ چلے گئے مگر ایک شخص وہیں رہا حتیٰ کہ اس نے تین رکعتیں پڑھ لیں پھر واپس گیا تو اس کی نماز پوری ہونے والی ہے[۱] کیونکہ اگرچہ وہ دوسرے فریق میں داخل ہو گیا لیکن وہ دوسرے فریق میں شمار قرار نہیں پایا اس لئے کہ وہ اپنے فریق (کے ذمہ نماز) سے فارغ ہو چکا تھا۔	محیط سرخسی
۱۴	(نماز خوف کی صورت میں) مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور اگر غلطی سے امام نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ لوگ چلے گئے اور پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں تو ان سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	اگر (مغرب کی نماز خوف کی صورت میں) امام نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ لوگ چلے گئے پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ لوگ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ تیسری رکعت پڑھی تو (اس صورت میں) پہلے گروہ کی نماز فاسد ہے اور دوسرے گروہ کی نماز جائز ہے اور وہ (یعنی دوسرے گروہ والے اپنی بقیہ) دو رکعتیں پڑھیں گے تو ان میں سے ایک رکعت قرأت کے بغیر پڑھیں گے اور دوسری رکعت قرأت کے ساتھ پڑھیں گے[۲]۔ اگر (مغرب کی نماز خوف کی صورت میں) امام نے لوگوں کے تین گروہ بنائے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہے اور دوسرے اور تیسرے گروہ کی نماز جائز ہے اور (اس صورت میں) دوسرا گروہ (بقیہ) دو رکعتیں پڑھے گا تو دوسری رکعت قرأت کے بغیر پڑھے گا اور تیسرا گروہ (بقیہ) دو رکعتیں قرأت کے ساتھ پڑھے گا۔	جوہرہ نیرہ

[۱] اطلاق کیا گیا ہے جیسا کہ حکم ۳۲/۲۲۰ میں ہے (مترجم) [۲] کیونکہ یہ مسبوق لاحق بھی ہے (مترجم) * کیونکہ وہ مسبوق لاحق بھی ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوۃ الخوف — صلوۃ الخوف	حوالہ
۲۲۰-۱۶	ثم الخوف من عدو ومن سبع سواء	کذا فی المضمرات
۱۷	والخوف لا یوجب قصر الصلوۃ الا انه یباح له المشی فی الصلوۃ	کذا فی المضمرات
۱۸	ولا یقاتلون فی حال الصلوۃ فان قاتلوا بطلت صلوتهم لان القتال لیس من اعمال الصلوۃ	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۹	وکذا من رکب حال انصرافه	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۰	سواء کان انصرافه عن القبلة الی العدو او من العدو الی القبلة	کذا فی المضمرات
۲۱	ولا یصلی سابحا فی البحر ولا ماشیا	کذا فی المضمرات
۲۲	وان کان ماشیا هاربا من العدو فحضرت الصلوۃ ولم یمکنه الوقوف لیصلی فانه لا یصلی ماشیا عندنا بل یؤخر	کذا فی المحیط
۲۳	واذا سها فی صلوۃ الخوف وجب علیه سجدتا السهو	کذا فی المحیط
۲۴	فان اشتد الخوف صلوا رکبانا فرادی یؤمون بالرکوع والسجود الی ای جهة شاؤا اذا لم یقدروا علی التوجه الی القبلة	کذا فی الهدایة
۲۵	واشتداد الخوف هنا ان لا یدعهم العدو بان یصلوا نازلین بل یهجموهم بالمحاربة	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۶	ولا یصلون بجماعة رکبانا الا ان یکون الامام والمقتدی علی دابة فیصح اقتداء المقتدی به	کذا فی المحیط
۲۷	واذا صلی بالایماء لم تلزمه الاعادة بعد زوال العذر فی الوقت وخارج الوقت	کذا فی المحیط
۲۸	والراجل یؤمی اذا لم یقدر علی الرکوع والسجود	کذا فی المحیط
۲۹	والراکب اذا کان طالبا لا یصلی علی الدابة وان کان مطلوبا لا بأس بان یصلی علی الدابة	کذا فی المحیط

[1] اس نماز کے اندر چلنا جائز ہو جاتا ہے مگر چلنے کے دوران نماز پڑھنے کے متعلق حکم ۲۱، ۲۲/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] البتہ نماز خوف میں چلنے کے متعلق حکم ۱۶/۲۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] نیز حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب۔ نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ - ۱۶	نماز خوف میں خوف خواہ دشمن کا ہو یا درندہ کا ہو حکم برابر ہے ۔	مضمرات
۱۷	خوف کی وجہ سے نماز میں قصر نہیں ہوتا البتہ خوف کی وجہ سے نماز میں چلنا جائز ہو جاتا ہے ؎۱	مضمرات
۱۸	نماز (خوف) کے دوران دشمن سے قتال نہ کریں اور اگر انہوں نے نماز خوف کے دوران قتال کیا تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ قتال نماز کے کاموں میں سے نہیں ہے	جوہرہ نیرہ
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص (نماز خوف کے دوران) لوٹنے کی حالت میں سوار ہو گیا تو اس کی نماز بھی باطل ہو جائے گی	جوہرہ نیرہ
۲۰	خواہ (مذکورہ صورت میں) اس کا لوٹنا قبلہ کی طرف سے دشمن کی طرف ہو یا دشمن کی طرف سے قبلہ کی طرف ہو	مضمرات
۲۱	نماز خوف میں دریا میں تیرنے کی حالت میں یا پیادہ چلنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے ؎۲	مضمرات
۲۲	اگر کوئی شخص دشمن کے خوف سے بھاگ کر پیدل چل رہا تھا۔ نماز کا وقت آ گیا اور اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ٹھہرے اور نماز پڑھے تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں وہ چلتے ہوئے نماز نہ پڑھے بلکہ وہ نماز میں تاخیر کر دے ۔	محیط
۲۳	کسی شخص کو نماز خوف میں سہو ہوا تو اس پر سہو کے سجدے واجب ہوں گے ۔	محیط
۲۴	اگر (مذکورہ) خوف اور سخت ہو جائے تو لوگ سواری کی حالت میں اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں. رکوع اور سجود اشارے سے کریں اور اگر قبلہ کی طرف رُخ نہ کر سکیں تو جس طرف چاہیں رُخ کر کے نماز پڑھ لیں ؎۳	ہدایہ
۲۵	خوف سخت ہونے سے یہاں مراد یہ ہے کہ دشمن اتنی مہلت نہ دے کہ وہ اتر کر نماز پڑھ لیں بلکہ دشمن کے لوگ ان پر لڑائی کے لئے حملہ جاری رکھیں	جوہرہ نیرہ
۲۶	(مذکورہ صورت میں) سواری کی حالت میں جماعت سے نماز نہ پڑھیں۔ لیکن اگر امام اور مقتدی دونوں ایک جانور پر سوار ہوں تو اس امام کے پیچھے اس مقتدی کی نماز صحیح ہو جائے گی ؎۴	محیط
۲۷	جب (بنا بر عذر مذکورہ $\frac{۲۴}{۲۲۰}$) اشارہ سے نماز پڑھ لیں تو پھر عذر دور ہونے کے بعد اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں ہے خواہ وہ عذر اس نماز کے وقت کے اندر دور ہو یا اس نماز کے وقت کے بعد دور ہو ؎۵	محیط
۲۸	جو شخص سواری کے جانور پر سوار نہیں وہ اگر (خوف کی وجہ سے) رکوع اور سجود پر قادر نہیں ہے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے ۔	محیط
۲۹	(و) سواری کے جانور پر سوار جب دشمن کے پیچھے جا رہا ہو تو سواری کے جانور پر (فرض) نماز نہ پڑھے اور اگر دشمن	

؎۴ اور سواری کے جانور پر نفل نماز با جماعت پڑھنے کے متعلق حکم $\frac{۱۳، ۱۸، ۳۰}{۲۰۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ اس کے متعلق حکم $\frac{۱۳}{۱۱۰}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف — صلوٰۃ الخوف	حوالہ
۲۹۔	ثم کل من کان یمکنه ان ینزل فصلی راکبا تفسد صلوته عندنا	کذا فی المضمرات
۳۰	ولو حصل الامن فی وسط الصلوٰۃ بان ذهب العدو لا یجوز ان یتموا صلوٰۃ الخوف ولاکن یصلون صلوٰۃ الامن ما بقی من صلوتهم ومن حول منهم وجهه عن القبله بعد ما انصرف العدو فسدت صلوته ومن حوّل منهم وجهه قبل انصراف العدو لاجل الصلوٰۃ ثم ذهب العدو بنی علی صلوته	کذا فی التتارخانیة
۳۱	قال محمّد فی الزیادات امام صلی الظهر بالناس صلوٰۃ الخوف وهم مقیمون فلما صلی بطائفة رکعتین انحرفوا الا واحدا منهم لم تفسد صلوته ولکن لا یستحب له ذلک فان صلی مع الامام الرکعة الثالثة فعلم انه اساء فیما صنع وانحرف بعد الثالثة او بعد الرابعة قبل ان یقعد الامام قدر التشهد فصلوته صحیحة وکذلک لو انحرف بعد ما قعد مع الامام قدر التشهد قبل التسلیم فصلوته تامه	کذا فی المحیط
۳۲	فان افتتح الامام بهم صلوٰۃ الظهر وهم مسافرون فلما صلی رکعة اقبل العدو وانحرفت طائفة من المصلین ووقفوا بازاء العدو وبقیت طائفة مع الامام حتی اتموا فصلوتهم تامة۔ اما صلوٰۃ من بقی مع الامام فظاهر واما صلوٰۃ من انحرف فلان هذا الانحراف فی اوانه والضرورة متحققة	کذا فی المحیط
۳۳	ولو افتتح الامام بهم صلوٰۃ الظهر وهم مقیمون فاقبل العدو وانحرفت طائفة من المصلین بعد الرکعتین لم تفسد صلوتهم وان انحرفوا بعد ما صلوا رکعة فسدت صلوتهم	

ـــہ۱ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱ تا ۲۵ / ۲۰۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲ یعنی پھران کے لئے انحراف کرنا (یعنی اپنی جگہ سے چلے جانا) جائز نہ ہوگا اور ہر گروہ ا[illegible] بنا پر نماز پڑھے گا اور اگر اس سے پہلے اپنی جگہ سے انحراف کر چکے ہیں تو اس پر بنا کر لیں گے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ا ص ۷۹۴

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰ —	اس کے پیچھے آرہا ہو تو (اس صورت میں) اس کے لئے سواری کے جانور پر نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔	محیط
	(ب) پھر ہر وہ شخص جس کے لئے سواری کے جانور سے اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہے پھر اس نے (سواری کے جانور پر) سوار ہو کر (فرض) نماز پڑھی تو ہمارے ہاں اس کی نماز فاسد ہوگی [1]	مضمرات
۳۰	(و) اگر (دشمن کے خوف کی وجہ سے نماز خوف۔ پڑھنے کی صورت میں) نماز کے درمیان امن حاصل ہوگیا مثلاً دشمن چلا گیا تو پھر یہ جائز نہیں ہے کہ (بقیہ) نماز خوف کے طریقہ سے پوری کریں بلکہ جس قدر ان کی نماز باقی ہے اسے امن کی نماز کی طرح پڑھیں گے [2]	
	(ب) اور جس نمازی نے (مذکورہ صورت میں) دشمن کے چلے جانے کے بعد اپنا رخ قبلہ کی طرف سے پھیرا تو اس کی وہ نماز فاسد ہوگئی	
	(ج) اور جس نمازی نے (مذکورہ صورت میں) دشمن کے جانے سے پہلے نماز کے لئے (قبلہ سے) منہ پھیرا پھر دشمن چلا گیا تو وہ اس نماز پر (بقیہ) نماز بنا کرے	تتارخانیہ
۳۱	امام محمدؒ نے زیادات میں کہا ہے کہ کسی امام نے ظہر کی نماز، نماز خوف کے طریقہ سے پڑھی اور وہ سب مقیم لوگ تھے (مسافر نہ تھے) پس جب امام ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھ چکا تو وہ سب لوگ چلے گئے مگر ایک شخص نہ گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اس شخص کے لئے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پس اگر اس نے امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھنے کے بعد جانا کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اچھا نہیں کیا ہے چنانچہ وہ تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی رکعت کے بعد اور امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے [3] اور اسی طرح اگر وہ امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد اور اس کے سلام پھیرنے سے پہلے چلا گیا تو اس کی نماز پوری ہوگئی	محیط
۳۲	اگر امام نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز شروع کی اور وہ سب مسافر تھے پس جب امام ایک رکعت پڑھ چکا تو دشمن سامنے آگیا اور نماز پڑھنے والوں میں سے ایک گروہ دشمن کے سامنے قائم ہوگیا اور ایک گروہ امام کے ساتھ باقی رہا۔ حتی کہ سب نے اپنی نماز پوری کی تو ان سب کی نماز پوری ہونے والی ہے [4] اس لئے کہ جو گروہ امام کے ساتھ باقی رہا ان کی نماز کا پورا ہونا تو ظاہر ہے۔ اور جو گروہ (دشمن کے سامنے) چلا گیا تھا اس کی نماز کا مکمل ہونا [5] اس لئے ہے کہ یہ چلے جانا اپنے موقع پر اور ضرورت کی وجہ سے ہوا۔	محیط
۳۳	(و) اگر امام نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز شروع کی اور وہ سب مقیم تھے۔ پس دشمن سامنے آگیا اور نمازیوں میں سے ایک گروہ دو رکعتیں پڑھ لینے کے بعد (دشمن کے سامنے) چلا گیا تو ان کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر وہ گروہ (مذکورہ صورت میں) ایک رکعت پڑھنے کے بعد (دشمن کے سامنے) چلا گیا تو	

(مترجم) [3] حکم $\frac{۱۳}{۲۲۰}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{۱۳}{۲۲۰}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] یعنی ان کے لئے انحراف (یعنی اپنی جگہ سے چلے جانا) جائز ہو گیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۷۹۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی صلوٰۃ الخوف — صلوٰۃ الخوف	حوالہ
-۲۲۰	ولو حضر العدو بعد ما صلی الظهر ثلاث ركعات وانصرفت طائفة يقفوا بازاء العدو ولا ذكر لهذا الفصل فی الكتاب وقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم لا تفسد صلوتهم لان بعد اداء الشطر الی ان يفرغ الامام اوان الانحراف للطائفة الاولی	كذا فی المحيط
۳۴	صلوٰة الخوف تجوز فی الجمعة والعيدين	كذا فی السراجية
۳۵	فاذا قابل الامام العدو يوم العيد فی المصر فاراد ان يصلی بالناس صلوة الخوف يجعل الناس طائفتين ويصلی بكل طائفة ركعة فان كان الامام يری مذهب ابن مسعودؓ تابعته الطائفة الاولی فی الركعة الاولی والطائفة الثانية فی الركعة الثانية وان كان رأی كل واحدة من الطائفتين خلاف رأی الامام الا اذا تيقن بخطأ الامام ولم يقل به احد من الصحابةؓ فاذا فرغ الامام من صلوته وانحرفت الطائفة الثانية وجاءت الاولی يقضون الركعة الثانية بغير قرأة فيقفون قدر قرأة الامام او اقل او اكثر ثم يكبرون الزوائد ويركعون بالركعة كما فعله الامام واذا اتموا انحرفوا وجاءت الطائفة الثانية ويقضون الركعة الاولی بقرأة ويبدؤن بالقرأة ثم بالتكبير فی رواية الزيادات والجامع السير الكبير واحدی رواية النوادر وهو الاستحسان	كذا فی المحيط

ـــه اس کے متعلق حکم نمبر ۳۷/۲۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۲ صلوٰۃ الخوف میں پہلے گروہ کے پھر آنے اور دوسرے گروہ کے جانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۰ حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۳ کیونکہ اگر زائد تکبیریں پہلے کہیں تو ان کی تکبیرات العید پے درپے ہو جائیں

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب نماز خوف کے احکام — نماز خوف کا بیان	حوالہ
۲۲۰-	ان کی نماز فاسد ہو جائے گی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ظہر کی تین رکعتیں پڑھنے کے بعد دشمن سامنے ہوا اور ایک گروہ دشمن کے سامنے قائم رہنے کے لئے چلا گیا تو اس صورت کے متعلق کتاب میں ذکر نہیں اور اس کے حکم کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے (نماز خوف میں) نماز کا ایک جزادا ہونے کے بعد سے لیکر امام کے فارغ ہونے تک پہلے گروہ کے لئے اپنی جگہ سے (دشمن کے سامنے) چلے جانے کا وقت ہے۔	محیط
۳۴	جمعہ اور عیدوں کی نمازوں میں بھی (مذکورہ خوف کی صورت میں) نماز خوف کے طریقے سے نماز پڑھنا جائز ہے۔	سراجیہ
۳۵	(د) اگر عید کے دن شہر میں امام دشمن کے مقابلہ میں ہو اور عید کی نماز صلوۃ الخوف کے طریقہ سے پڑھنا چاہیئے تو قوم کے دو گروہ بنادے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ پس اگر (عید کی زائد تکبیروں میں) امام کی رائے ابن مسعودؓ کے قول کے مطابق ہو تو پہلا گروہ، پہلی رکعت میں اس کی پیروی کرے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت میں (اسکی) پیروی کرے خواہ دونوں گروہوں کی رائے عید کی نماز (کی زائد تکبیروں) میں امام کے خلاف ہو۔ لیکن اگر عید کی نماز میں (زائد تکبیروں کے متعلق) امام کی رائے ایسی ہو کہ وہ یقیناً خطا ہو اور وہ رائے صحابہؓ میں سے کسی کے قول پر نہ ہو (تو پھر متابعت کا مذکورہ حکم نہیں ہے) [۱] (ب) جب امام (مذکورہ صورت میں) اپنی نماز سے فارغ ہو جائے اور دوسرا گروہ (دشمن کا سامنا کرنے کیلئے) چلا جائے اور پہلا گروہ آجائے [۲] تو پہلے گروہ کے لوگ دوسری رکعت کو قرأت کے بغیر پڑھیں گے پس امام کی قرأت کے بقدر یا اس سے کم یا زیادہ کھڑے ہوں گے پھر زائد تکبیریں کہیں گے اور رکوع کریں گے جیسا کہ امام نے کیا اور جب نماز پوری کرلیں تو (دشمن کا سامنا کرنے کے لئے) چلے جائیں اور دوسرا گروہ آجائے اور دوسرے گروہ کے لوگ پہلی رکعت کو قرأت کے ساتھ پڑھیں گے وہ پہلے قرأت کریں گے پھر (زائد) تکبیر کہیں گے۔ زیادات۔ جامع۔ سیر کبیر کی روایت اور نوادر کی روایتوں میں سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی استحسان ہے۔ [۳]	محیط

گی اور یہ کسی کا قول نہیں ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۱ و مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الحادی والعشرون فی الجنائز

وفیہ سبعۃ فصول

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۸ عنوانات ۸ تعدادشق ۳۰۴

الفصل الاول فی المحتضر

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۱ عنوان ۱ تعدادشق ۲۱

۲۲۱- المحتضر — تعدادشق ۲۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	اذا احتضر الرجل وجہ الی القبلۃ علی شقہ الایمن وھو السنۃ	کذا فی الھدایۃ
	وھذا اذا لم یشق علیہ فاذا شق ترک علی حالہ	کذا فی الزاہدی
۲	وعلامات الاحتضار ان تسترخی قدماہ فلا تنتصبان ویتعوج انفہ وینخسف صدغاہ وتمتد جلدۃ الخصیۃ	کذا فی التبیین
۳	وتمتد جلدۃ وجھہ فلا یری فیھا تعطف	ھکذا فی السراج الوھاج
۴	ولقن الشھادتین وصورۃ التلقین ان یقال عندہ فی حالۃ النزع قبل الغرغرۃ جھرا وھو یسمع اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ ولا یقال لہ قل ولا یلح علیہ فی قولھا مخافۃ ان یضجر فاذا قالھا مرۃ لا یعیدھا علیہ الملقن الا ان یتکلم بکلام غیرھا	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۵	وھذا التلقین مستحب بالاجماع	کذا فی العینی شرح الھدایۃ ومعراج الدرایۃ
۶	واما التلقین بعد الموت فلا یلقن عندنا فی ظاھر الروایۃ	کذا فی العینی شرح الھدایۃ ومعراج الدرایۃ
۷	ونحن نعمل بھما عند الموت وعند الدفن	کذا فی المضمرات

[1] جیسا کہ البحرالرائق میں ہے کہ خصیے موت کی وجہ متعلق ہو جاتے ہیں اور ان کی کھال لٹک جاتی ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۲ صـ ۱۷۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — پہلی فصل ۔ قریب الوفات شخص کے احکام	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام

اور اسمیں سات فصلیں ہیں

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۸ عنوانات ۸ تعداد شق ۳۰۴

پہلی فصل قریب الوفات شخص کے احکام کا بیان

دفعات ۲۲۱ تا ۲۲۱ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۲۱	**قریب الوفات شخص** اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں	
۱	(ا) جب کوئی شخص قریب الوفات ہو تو داہنی کروٹ پر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے یہی طریقہ سنت ہے ۔	ہدایہ
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس قریب الوفات شخص کے لئے باعث تکلیف نہ ہو اور اگر اسے تکلیف ہو تو اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے ۔	زاہدی
۲	اور قریب الوفات ہونے کی علامتیں یہ ہیں اس کے پاؤں سست ہو جاتے ہیں ۔ کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ اس کی ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے ۔ اس کی دونوں کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں اور خصیہ کی کھال لمبی ہو جاتی ہے ۔	تبیین
۳	اور اس کے چہرے کی کھال کھچ جاتی ہے پس اس میں بل نظر نہیں آتے ۔	سراج وہاج
۴	اور اس وقت اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ نزع کی حالت میں غرغرہ سے پہلے اس کے پاس اونچی آواز سے اس طرح کہ وہ سنتا ہو اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کہا جائے اور اسے یہ نہ کہا جائے کہ تو یہ کلمہ کہہ اور اس سے کہنے میں اس سے اصرار نہ کیا جائے اس لئے کہ خوف یہ ہے کہ وہ جھڑک دے ۔ پس جب وہ ایکبار کلمہ شہادت کہہ لے تو تلقین کرنے والا اس کے سامنے پھر نہ کہے ۔ لیکن اگر وہ یہ کلمہ کہنے کے بعد کچھ اور بات چیت کرے تو پھر دوبارہ تلقین کی جائے	جوہرہ نیرہ
۵	یہ (مذکورہ) تلقین بالاجماع مستحب ہے ۔	عینی، معراج الدرایہ
۶	اور ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے بموجب موت کے بعد تلقین نہیں کی جاتی	عینی، معراج الدرایہ
۷	ہم دو تلقینوں پر عمل کرتے ہیں موت کے وقت کی تلقین کرنا اور دفن کرنے پر تلقین کرنا [۲]	مضمرات

[۲] اس کے متعلق ۳۵/۲۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الاول فی المحتضر	حوالہ
۲۲۱ — ۸	ویستحب ان یکون الملقن غیر متہم بالمسرۃ بموتہ وان یکون ممن یعتقد فیہ الخیر	کذا فی السراج الوہاج
۹	قالوا واذا ظہرت من المحتضر کلمات توجب الکفر لایحکم بکفرہ ویعامل معاملۃ موتی المسلمین	کذا فی الفتح القدیر
۱۰	وحضور اھل الخیر والصلاح مرغوب فیہ	کذا فی الشرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۱۱	ویستحب قرأۃ سورۃ یٰسٓ عندہ	کذا فی الشرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج
۱۲	ویحضر عندہ من الطیب	کذا فی الزاہدی
۱۳	ولاباس بجلوس الحائض والجنب عندہ وقت الموت	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	فاذا مات شدوا لحییہ وغمضوا عینیہ ویتولی ارفق اھلہ بہ اغماضہ باسھل مایقدر علیہ ویشد لحیاہ بعصابۃ عریضۃ یشد ھا فی لحییہ الاسفل ویربطھا فوق رأسہ	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۵	ویقول مغمضہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم یسر علیہ امرہ وسھل علیہ مابعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ماخرج الیہ خیرا مما خرج عنہ	کذا فی التبیین
۱۶	ویلین مفاصلہ بیرد ذراعیہ الی عضدیہ ثم یمدھما ویرد اصابع یدیہ الی کفیہ ثم یمدھا ویرد فخذیہ الی بطنہ وساقیہ الی فخذیہ ثم یمدھا	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۷	ویستحب ان ینزع عنہ ثیابہ التی مات فیھا ویسجی جمیع بدنہ بثوب ویترک علی شیٔ مرتفع من لوح او سریر لئلا یصیبہ نداوۃ الارض فیتغیر ریحہ	
	ویجعل علی بطنہ حدیدۃ اوطین رطب لئلا ینتفخ	کذا فی السراج الوہاج

۱؎ بعض متاخرین نے حضرت جابرؓ کے قول کی بنا پر قریب الوفات شخص کے پاس سورۃ رعد پڑھنا بھی مستحب کہا ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ا صـ۷۹۶ (مترجم) ۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی منقول ہے کہ آپ حضرت ابوسلمہؓ کی وفات پر تشریف لائے تو انکی آنکھیں بند کیں اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلْمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقَبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ۱۷۱ (مترجم) ۳؎ ترجمہ :۔ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرتا ہوں اے اللہ اس میت کا معاملہ اس پر آسان فرما ۔ اور اسپر بعد میں آنے والا مرحلہ سہل فرما اور اسے اپنی ملاقات کی سعادت نصیب فرما

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — پہلی فصل ۔ قریب الوفات شخص کے احکام	حوالہ
۲۲۱ - ۸	اور مستحب یہ ہے کہ تلقین کرنے والا شخص ایسا ہو کہ اسپر وفات پانے والے کی موت پر خوشی کرنے کی تہمت نہ ہو اور وہ وفات پانے والے کے متعلق نیک گمان رکھنے والوں سے ہو۔	سراج وہاج
۹	فقہاء نے کہا ہے کہ اگر قریب الوفات شخص سے کفر کی باتیں ظاہر ہوں تو اس کے کفر کا حکم نہ کیا جائے گا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مردوں کا معاملہ روا رکھا جائیگا۔	فتح قدیر
۱۰	اور قریب الوفات شخص کے ہاں نیک اور صالح لوگوں کا حاضر ہونا پسندیدہ ہے	شرح منیہ
۱۱	اور قریب الوفات شخص کے پاس سورۃ یسین پڑھنا مستحب ہے [1]	شرح منیہ
۱۲	اور قریب الوفات شخص کے پاس خوشبو رکھنی چاہیئے	زاہدی
۱۳	قریب الوفات شخص کے پاس حائض اور جنبی کے بیٹھنے میں کچھ حرج نہیں	قاضیخان
۱۴	(و) جب قریب الوفات شخص وفات پاجائے تو اس کے دونوں جبڑے باندھ دیئے جائیں اس کی دونوں آنکھیں بند کردیں (ب) اور یہ کام وہ شخص کرے جو اس کے عزیزوں میں سے سب سے زیادہ اس پر مہربان ہو اور جسقدر ہوسکے آسانی سے اس کی آنکھیں بند کرے اور اس کا جبڑا ایک چوڑی پٹی سے باندھے۔ اس پٹی سے اس کے نیچے کا جبڑا باندھ کر اور اس کے سر پر گرہ لگادے۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	(فوت شدہ شخص کی) آنکھیں بند کرنے والا [2] یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ [3]	تبیین
۱۶	(جب قریب الوفات شخص وفات پاجائے تو) اس کے جوڑ ڈھیلے کردے اس کی کلائیاں اس کے بازوں کی طرف لے جائے اور پھر انہیں (سیدھا) لمبا کردے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اس کی ہتھیلی کی طرف لے جائے اور انہیں (سیدھا) لمبا کردے اور اس کے دونوں ران پیٹ کی طرف اور پنڈلیاں رانوں کی طرف لے جائے اور پھر انہیں (سیدھا) لمبا کردے [4]	جوہرہ نیرہ
۱۷	یہ مستحب ہے کہ (ا) جن کپڑوں میں کوئی شخص فوت ہوا ہے وہ اتار دیے جائیں اور اس کا تمام بدن ایک کپڑے سے ڈھک دیا جائے (ب) اور اسے (نسبتاً) اونچی جگہ پر تختہ یا چارپائی پر رکھ دیں تاکہ زمین کی نمی اسے پہنچکر اس کی بو نہ بدل دے (ج) اس کے پیٹ پر لوہا یا تر مٹی رکھ دی جائے تاکہ وہ نہ پھولے [5]	سراج وہاج

اور جس دنیا سے یہ جارہا ہے اس کی نسبت اس دنیا کو اس کے لئے بہتر بنا دے جسکی طرف یہ جارہا ہے (مترجم) [4] تاکہ میت کے اعضا ٹیڑھے نہ رہ جائیں ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۵۹۸ (مترجم) [5] درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس کے پیٹ پر تلوار یا لوہے کی چیز یا پھر کوئی وزن دار چیز رکھدی جائے تاکہ پھولے نہیں ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا ص ۵۹۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۱ - ۱۸	ویستحب ان یعلم جیرانه وصدقاءه حتی یؤدوا حقه بالصلوۃ علیه والدعاء له	کذا فی الجوهرة النیرة
	وکره بعضهم النداء فی الاسواق والاصح انه لا بأس به	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ویستحب ایضا ان یسارع الی قضاء دینه وابرائه منه ویبادر الی تجهیزه ولا یؤخر	
	فان مات فجاءة ترک حتی یتیقن بموته	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۰	ویکره قراءة القرآن عنده حتی یغسل	کذا فی التبیین
۲۱	امرأة ماتت والولد یضطرب فی بطنها قال محمد یشق بطنها ویخرج الولد لا یسع الا ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان

الفصل الثانی فی الغسل

دفعات ۲۲۲ تا ۲۲۲ عنوان ۱ تعداد شق ۶۷

۲۲۲- غسل المیّت

تعداد شق ۶۷

۱	غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنة واجماع الامة	کذا فی النهایة
	ولکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین	کذا فی الکافی
۲	والواجب هو الغسل مرة واحدة والتکرار سنة حتی لو اکتفی بغسلة واحدة او غمسة واحدة فی ماء جار جاز	کذا فی البدائع
۳	ویجرد المیت اذا ارید غسله وهذا مذهبنا	کذا فی الظهیریة
۴	ویوضع علی سریر مجمر وترا قبل وضع المیت علیه	هکذا فی التبیین والعینی شرح کنز
۵	وکیفیته ان تدار المجمرة حوالی السریر اما مرة او ثلاثا او خمسا ولا یزاد علیها	هکذا فی التبیین والعینی شرح الکنز
۶	وکیفیة الوضع عند بعض اصحابنا الوضع طولا کما فی حالة المرض اذا اراد الصلوة بایماء ومنهم من اختار الوضع کما یوضع فی القبر والاصح انه یوضع کما تیسر	کذا فی الظهیریة

۱ جیساکہ حاشیہ البحر الرائق میں ہے تکرہ القراءۃ علیہ بعد موتہ حتی یغسل الخ ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱ یعنی اسکی وفات کے بعد

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — دوسری فصل - میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۱ - ۱۸	(ا) اور یہ بھی مستحب ہے کہ اس کے پڑوسیوں اور دوستوں کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ اس کے جنازہ اور دعا سے اس کا حق ادا کریں	جوہرہ نیرہ
	(ب) بعض اہل علم نے بازاروں میں موت کی منادی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔	محیط سرخسی
۱۹	اور یہ مستحب ہے کہ (ا) اس کا قرض ادا کرنے میں جلدی کریں اور اس قرض سے اس کو بری الذمہ کر دیں (ب) اور اس کے کفن دفن کی تیاری میں جلدی کریں اور تاخیر نہ کریں۔ (ج) اور اگر کوئی اچانک مرجائے تو اسے اتنی دیر تک رکھ چھوڑیں کہ اس کی موت کا یقین ہو جائے	جوہرہ نیرہ
۲۰	اور میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے [۱]	تبیین
۲۱	کوئی عورت وفات پا گئی اور اس کے پیٹ میں اس کا بچہ تڑپتا ہو تو امام محمدؒ کے قول کے بموجب اس کا پیٹ چیر کر بچہ نکال لیا جائے (کیونکہ اس صورت حال میں) اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔	قاضیخان

دوسری فصل (میّت کے) غسل کا بیان

دفعات ۲۲۲ تا ۲۲۲ عنوان ۱ تعداد شق نمبر ۶۷

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۲۲	**میت کو غسل دینا** اور اس میں ۶۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) سنت اور اجماع امت کی رو سے زندوں کے ذمہ میت کو غسل دینا حق واجب ہے۔	نہایہ
	(ب) لیکن اگر بعض لوگ اسے ادا کردیں تو باقی لوگوں کے ذمہ سے یہ حق ساقط ہو جاتا ہے۔	کافی
۲	میت کے غسل میں ایک بار پانی بہانا واجب ہے اور ایک بار سے زیادہ سنت ہے حتی کہ اگر ایک بار پانی بہانے پر [۲] یا جاری پانی میں ایک بار غوطہ دینے پر اکتفا کیا گیا تو جائز ہے	بدائع
۳	جب میت کو غسل دینے لگیں تو اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں ہمارے مذہب میں یہی حکم ہے	ظہیریہ
۴	میت کو (غسل کے لئے) ایک تختہ پر رکھا جائے اس تختہ کو اس پر میت رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دی جائے۔	تبیین - عینی
۵	(مذکورہ) تختہ کو دھونی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ دھونی والی انگیٹھی تختہ کے اردگرد ایک بار یا تین بار یا پانچ بار پھیری جائے اور اس سے زیادہ بار نہ پھیری جائے۔	تبیین - عینی
۶	(ا) (میت کو غسل کے) تختہ پر رکھنے کی کیفیت ہمارے بعض اصحاب کے ہاں یہ ہے کہ اسے اس طرح لمبا لٹا دیں جس طرح کہ بیماری کی حالت میں اگر اشارے سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو لٹایا جاتا ہے [۳] (ب) اور ہمارے بعض اصحاب نے میت کو تختہ پر لٹانے کی اس کیفیت کو اختیار کیا ہے	

[۱] اس کے غسل سے پہلے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے (مترجم) [۲] یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس پر نجاست حقیقی نہ ہو ماخوذ از حاشیہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۲ اور جیسا کہ حکم نمبر ۳/۲۲۵ میں ہے۔ اور میت کا جسم عام طور پر نجاست حقیقی سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ حکم نمبر ۵۱/۲۲ میں ہے (مترجم) [۳] اس کے متعلق حکم ۱۹/۲۴۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ –		
۷	ويستحب ان يستر الموضع الذی يغسل فيه الميت فلا يراه الا غاسله او من يعينه	كذا فی السراج الوهاج
۸	وتستر عورته بخرقة من السرة الی الركبة	كذا فی محيط السرخسی
	وهو الصحيح	كذا فی المحيط
	ظاهر المذهب ان يستر عورته الغليظة دون الفخذين	كذا فی الخلاصة
	هو الصحيح	كذا فی الهداية
۹	ويستنجی عند ابی حنيفة رح ومحمد رح	كذا فی محيط السرخسی
۱۰	وصورة استنجائه ان يلف الغاسل علی يديه خرقة ويغسل السوأة لان مس العورة حرام كالنظر اليها	كذا فی الجوهرة النيرة
۱۱	ولا تنظر الرجل الی فخذ الرجل عند الغسل	
	وكذا المرأة لا تنظر الی فخذ المرأة	كذا فی التتارخانية
۱۲	ثم يوضاء وضوءه للصلوة الا اذا كان صغيرا لا يصلی فلا يوضأ	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۳	ويبدأ بغسل وجهه لا بغسل اليدين	كذا فی المحيط
۱۴	ويبدأ بالميامن اعتبارا بما لو اغتسل فی حياته	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۵	ولا يمضمض ولا يستنشق	كذا فی فتاوی قاضيخان
	ومن العلماء من قال يجعل الغاسل علی اصبعه خرقة رقيقة ويدخل الاصبع فی فمه ويمسح بها اسنانه وشفتيه ولهاته ولثته وينقيها ويدخل فی منخريه ايضا	كذا فی الظهيرية
	قال شمس الائمة الحلوانی رح وعليه عمل الناس اليوم	كذا فی المحيط
۱۶	واختلفوا فی مسح رأسه والصحيح انه يمسح رأسه ولا يؤخر غسل رجليه	كذا فی التبيين

[۱] ستر غلیظ کے متعلق حکم ۲۰/۱۰۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] درمختار میں ہے کہ یہ حکم بنا بر حرج ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ میت کے منہ یا ناک میں پانی ڈالکر نکالنا ناممکن یا مشکل ہوتا ہے نیز درمختار میں ہے کہ میت جنبی یا نفساء ہو تو طہارت کی تکمیل کے لئے اسے کلی کرائی جائے اور ناک میں بھی پانی ڈالا جائے اور رد المحتار میں ہے کہ عام متون وشروح میں میت کے منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالنے کا حکم علی الاطلاق ہے اور جنبی کو بھی شامل ہے ماخوذ از درمختار

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام دوسری فصل ۔ میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-	جس طرح کہ وہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ میت کو تختہ پر اس طرح لیٹایا جائے۔ جس طرح کہ آسان ہو۔	ظہیریہ
۷	یہ مستحب ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں پردہ کرلیں پس غسل دینے والے اور اس کے مددگار کے سوا کوئی اور اسے نہ دیکھے۔	سراج وہاج، محیط سرخسی
۸	(الف) میت کے غسل کے وقت اس کا ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑا سے ڈھانک دیں اور یہی[1] حکم صحیح ہے (ب) اور[1] ظاہر مذہب یہ ہے کہ میت کا ستر غلیظ[1] ڈھانک دیا جائے رانوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے یہی[2] حکم صحیح ہے۔	محیط، خلاصہ، ہدایہ
۹	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں میت کو (غسل دیتے وقت) استنجا کرایا جائے	محیط سرخسی
۱۰	میت کے استنجاء کی صورت یہ ہے کہ غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لے اور نجاست کے مقام کو دھوئے اس لئے کہ (جس) ستر کو دیکھنا حرام ہے اس کو چھونا بھی حرام ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۱	(الف) مرد (میت کو غسل دیتے وقت) مرد کے ران کو نہ دیکھے۔ (ب) اسی طرح عورت (عورت میت کو غسل دیتے وقت) عورت کے ران نہ دیکھے	تتارخانیہ
۱۲	پھر میت کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرایا جائے لیکن اگر میت اتنا چھوٹا (بچہ) ہو کہ نماز نہ پڑھتا ہو تو اسے وضو نہ کرایا جائے۔	قاضیخان
۱۳	اور (میت کو وضو کرانے میں) ابتدا اس کا چہرہ دھونے سے کی جائے ہاتھوں کے دھونے سے ابتداء نہ کی جائے۔	محیط
۱۴	اور (میت کو وضو کرانے میں) دائیں طرف سے شروع کیا جائے یہ حکم خود میت کی زندگی میں اس کے غسل کے اعتبار سے ہے۔	قاضیخان
۱۵	(الف) میت کو وضو کراتے وقت کلی نہ کرائی جائے اور نہ (اس کی) ناک میں پانی ڈالا جائے ؎۲ (ب) بعض[1] علماء نے کہا ہے کہ غسل دینے والا اپنی انگلی پر پتلا کپڑا لپیٹ لے اور اسے میت کے منہ میں ڈالے اور اس سے اس کے دانتوں، اس کے لبوں اس کے تالو اور اس کے مسوڑھوں کو پونچھے اور انہیں صاف کرے اور اس کے نتھنوں میں بھی انگلی ڈالے۔ [2] شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کا عمل اس پر ہے۔	قاضیخان، ظہیریہ، محیط
۱۶	(الف) (میت کو وضو کرانے میں) میت کے سر کا مسح کرانے کے متعلق اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کے سر پر مسح کیا جائے (ب) اور (وضو میں) اس کے پاؤں کا دھونا مؤخر نہ کیا جائے ؎۳	تبیین

۲ رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۲ وهکذا فی حاشیه البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱، ۱۷۲ (مترجم) ۳ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ ج ۲ ص ۱۷۲ میں ہے اور زندہ آدمی غسل کرے تو پاؤں دھونے میں تاخیر کے متعلق حکم ۸/۳۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲-۱۷	والغسل بالماء الحار افضل عندنا	کذا فی المحیط
۱۸	ویغلی الماء بالسدر او بالحرض فان لم یکن فالماء القراح	کذا فی الهدایة
۱۹	ویغسل رأسه ولحیته بالخطمی وان لم یکن فبالصابون ونحوه لانه یعمل عمله هذا اذا کان فی رأسه شعر اعتبارا بحالة الحیاة	کذا فی التبیین
	فان لم یکن فیکفیه الماء القراح	کذا فی شرح الطحاوی
۲۰	ثم یضجع علی شقه الایسر فیغسل بالماء والسدر حتی یری ان الماء قد وصل الی مایلی التخت منه ثم یضجع علی شقه الایمن فیغسل بالماء والسدر حتی یری ان الماء قد وصل الی مایلی التخت منه لان السنة هی البداءة بالمیامن ثم یجلسه ویسنده الیه ویمسح بطنه مسحا رقیقا تحرزا من تلویث الکفن فان خرج منه شیٔ غسله ولا یعید غسله ولا وضوءه ثم ینشفه بثوب کیلا تبتل اکفانه	کذا فی الهدایة
۲۱	ولا یسرح شعر المیت ولا لحیته ولا یقص ظفره ولا شعره	کذا فی الهدایة
۲۲	ولا یقص شاربه ولا ینتف ابطه ولا یحلق شعر عانته ویدفن بجمیع ما کان علیه	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	وان کان ظفره منکسرا فلا بأس بان یأخذه	کذا فی المحیط
۲۴	ولا بأس بان یجعل القطن علی وجهه وان یحشی به مخارقه کالدبر والقبل والاذنین والفم	کذا فی التبیین
۲۵	المیت اذا وجد فی الماء لابد من غسله لان الخطاب بالغسل توجه علی بنی آدم ولم یوجد من بنی آدم فعل الا ان یحرکه فی الماء بنیة الغسل عند الاخراج	کذا فی التجنیس وهکذا فی البدائع ومحیط السرخسی
۲۶	ولو کانت المیت متفسخا یتعذر مسحه کفی صب الماء علیه	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن العتابیة
۲۷	وحکم المرأة فی الغسل کحکم الرجل ولا یرسل شعرها علی ظهرها	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن شرح الطحاوی

[1] اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس علت کی بنا پر حکم یہ ہوگا کہ اگر مذکورہ صورت میں اس میت کو دوبارہ غسل دیئے بغیر اس پر نماز جنازہ پڑھ لی تو جائز ہو جائیگی کیونکہ نماز جنازہ صحیح ہونے کیلئے اسکی طہارت ہوگئی ہے اور اسمیں نیت ضروری نہیں لیکن بند ولکے نفی سے اس میت

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام دوسری فصل - میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲ - ۱۷	میت کو گرم پانی سے غسل دینا ہمارے ہاں افضل ہے	محیط
۱۸	اور (میت کے غسل کا پانی) بیری کے پتوں یا اشنان (بوٹی) میں جوش دیا جائے اور وہ نہ ہو تو پھر خالص پانی کافی ہے۔	ہدایہ
۱۹	(ا) اور میت کا سر اور داڑھی خطمی (بوٹی) سے دھویا جائے اور وہ نہ ہو تو صابون سے یا اس کی مانند کسی اور چیز سے دھویا جائے کیونکہ صابون بھی وہی کام دیتا ہے۔ (ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کے سر پر بال ہوں تاکہ اس کی زندگی کی حالت کا لحاظ رہے۔	تبیین
	(ج) اور اگر مذکورہ چیزوں میں سے کچھ نہ ہو تو پھر میت کے غسل کیلئے خالص پانی کافی ہے۔	شرح طحاوی
۲۰	(مذکورہ کاموں کے بعد) پھر میت کو بائیں کروٹ پر لیٹایا جائے اور بیری کے پتوں میں جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے بدن پر اس حصہ تک پہنچ گیا ہے جو حصہ تختہ سے ملا ہوا ہے پھر اسے دائیں کروٹ پر لٹایا جائے اور بیری کے پتوں میں جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے بدن پر اس حصہ تک پہنچ گیا ہے جو حصہ تختہ سے ملا ہوا ہے اس لئے کہ دائیں طرف سے شروع کرنا سنت طریقہ ہے پھر اسے بٹھایا جائے اور سہارا دیا جائے اور نرمی کے ساتھ اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جائے تاکہ (بعد میں) کفن آلودہ نہ ہو پس اگر کوئی مواد نکلے تو اسے دھودے اور اس صورت میں اس کا غسل اور وضو نہ لوٹائے پھر اسے کپڑے سے پونچھ دیں تاکہ اس کے کفن کے کپڑے تر نہ ہوں۔	ہدایہ
۲۱	میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے اور اس کے ناخن اور بال نہ تراشے جائیں	ہدایہ
۲۲	اور میت کی مونچھیں نہ تراشی جائیں نہ اس کے بغلوں کے بال اکھاڑے جائیں اور نہ اس کے زیر ناف بال مونڈے جائیں اور (ان اشیاء میں سے) جو کچھ اس پر تھا اس سمیت اسے دفن کر دیا جائے	محیط سرخسی
۲۳	اگر میت کا ناخن ٹوٹا ہوا تھا تو اس کے لینے میں کچھ حرج نہیں۔	محیط
۲۴	اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ (میت کے غسل کے وقت) اس کے چہرہ پر روئی رکھ دیں اور اس کے بدن کے سوراخوں میں مثلاً پاخانہ و پیشاب کے مقام پر اور کانوں اور منہ میں روئی رکھ دی جائے۔	تبیین
۲۵	اگر کوئی میت پانی میں سے ملے تو اسے غسل دینا ضروری ہے اس لئے کہ غسل دینے کا حکم آدمیوں پر ہے اور میت پانی میں پڑے ہونے سے آدمیوں سے یہ حکم ادا نہیں ہوا[1] لیکن اگر میت کو پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے ہلالیں تو پھر دوبارہ غسل دینا ضروری نہیں ہے۔	تجنیس - بدائع - محیط سرخسی
۲۶	اگر میت پانی میں گل سڑ گیا ہو اسے ملنا مشکل ہو تو اس پر پانی بہانا کافی ہے۔	تتارخانیہ
۲۷	(ا) میت عورت کے غسل کا حکم وہی ہے جو مرد کا ہے (ب) اور میت عورت کے بال پیٹھ پر نہ ڈالے جائیں[2]	تتارخانیہ

[1] کو غسل دینے کا وجوب ادا نہیں ہوا ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ا ص ۸۰۵، ۸۰۴ (مترجم)
[2] بلکہ اسکے بالوں کی دو مینڈیاں بنا کر اس کے سینے پر کر دئے جائیں جیسا کہ حکم ۲۲/۲۲۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ - ۲۸	ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل وصلى عليه	كذا فی الهداية
۲۹	وان لم يستهل ادرج فی خرقة ولم يصل عليه ويغسل فی غير الظاهر من الرواية وهو المختار	كذا فی الهداية
۳۰	والاستهلال ما يعرف به حياة الولد من صوت او حركة	هكذا فی المضمرات
۳۱	ولو شهدت القابلة او الام على استهلال الولد فان قولهما مقبول فی جواز الصلوٰة عليه	هكذا فی المضمرات
۳۲	السقط الذی لم تتم اعضاؤه لا يصلى عليه باتفاق الروايات والمختار انه يغسل ويدفن ملفوفا فی خرقة	كذا فی فتاوی قاضيخان
۳۳	ولو وجد اكثر البدن او نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه	كذا فی المضمرات
۳۴	واذا صلى على الاكثر لم يصل على الباقی اذا وجد	كذا فی الايضاح
۳۵	وان وجد نصفه من غير الرأس او وجد نصفه مشقوقا طولا فانه لا يغسل ولا يصلى عليه ويلف فی خرقة ويدفن فيها	كذا فی المضمرات
۳۶	ومن لا يدرى انه مسلم او كافر فان كان عليه سيما المسلمين او فی بقاع دار الاسلام يغسل والا فلا	كذا فی معراج الدراية
۳۷	موتى المسلمين اذا اختلطوا بموتى الكفار او قتلى المسلمين بقتلى الكفار ان كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم وعلامة المسلمين الختان والخضاب ولبس السواد فيصلى عليهم وان لم تكن علامة ان كانت الغلبة للمسلمين يصلى على الكل وينوی بالصلوٰة الا على المسلمين ويدفنون فی مقابر المسلمين وان كانت الغلبة للمشركين فانه لا يصلى على الكل ولكن	

سلہ اور ایسا بچہ اگر غسل دینے کے بعد قلیل پانی میں پڑ جائے تو اس کے متعلق حکم المجتہد[۱۵] ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ درمختار میں ہے کہ اگر بچہ کا اکثر حصہ نکلنے کے بعد اس سے ایسی چیز پائی جائے جو اس کے زندہ ہونے کی علامت ہو اور رد المحتار میں ہے کہ زندگی کی

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام دوسری فصل - میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۲۸	جس بچہ میں پیدائش کے بعد استہلال (یعنی بچہ کا رونا یا اس میں زندگی کی علامت کا ہونا) پایا جائے تو اس کا نام رکھا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	ہدایہ
۲۹	اور جس بچہ میں پیدائش کے بعد استہلال (یعنی اس کا رونا یا اس میں زندگی کی علامت کا ہونا) نہ پایا جائے تو اسے کپڑے میں لپیٹا جائے اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ظاہر روایت کے علاوہ روایت میں ہے کہ اسے غسل دیا جائے [۱] اور یہی حکم مختار ہے۔	ہدایہ
۳۰	اور استہلال (یعنی زندگی کی علامت) سے مراد یہ ہے کہ بچہ کی آواز یا اس کی حرکت میں سے کوئی ایسی چیز پائی جائے جس سے اس کا زندگی پانا معلوم ہو سکے [۲]	مضمرات
۳۱	اور اگر دائی یا بچہ کی ماں نے بچہ کی زندگی کی علامت پائے جانے کی گواہی دی تو اس بچہ پر نماز جنازہ جائز ہونے کے متعلق ان کا قول قبول ہوگا۔	مضمرات
۳۲	اگر ایسا (مردہ) حمل گر جائے کہ اس کے اعضا پورے نہیں بنے تھے تو باتفاق روایات اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور مختار حکم یہ ہے کہ اسے غسل دیا جائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔	قاضیخان
۳۳	اگر کسی میت کے بدن کا اکثر حصہ یا اس کا نصف بدن مع سر ملے تو اسے غسل دیا جائے کفن پہنایا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	مضمرات
۳۴	جب کسی میت کے بدن کے اکثر حصہ پر نماز جنازہ پڑھ دی گئی تو اس کے بعد اگر باقی حصہ مل گیا تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔	ایضاح
۳۵	اگر میت کا نصف بدن سر کے بغیر ملے یا اس کا نصف بدن لمبائی میں چرا ہوا ملے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اسے غسل نہ دیا جائے اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔	مضمرات
۳۶	جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان کی میت ہے یا کافر کی میت ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مسلمان ہونے کی کوئی علامت ہو یا وہ مسلمانوں کی حکومت کے علاقہ میں پایا جائے تو اسے غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں۔	معراج درایہ
۳۷	اگر مسلمان میتیں کافر میتوں کے ساتھ یا مسلمانوں کے مقتول کافروں کے مقتولوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جائیں تو (دیکھا جائیگا) (ا) اگر مسلمانوں کی کوئی ایسی علامت موجود ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان کا امتیاز کیا جاتا ہو تو ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کی علامت میں یہ چیزیں شامل ہیں کہ وہ ختنہ شدہ ہوں (یا مثلاً) خضاب لگا ہو یا سیاہ کپڑے ہوں [۳] (ب) اگر مسلمانوں کی کوئی ایسی علامت نہ ہو تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) [۱] اگر ان میں مسلمان میتوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب پر نماز جنازہ	

[۱] علامت یہ ہے کہ بچہ روئے یا کسی عضو یا آنکھ کو حرکت دے محض سکڑنا ہاتھ پھیلانا یا سمیٹنا معتبر نہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۹ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] یہ دور عباسیہ کی رسم کے موافق علامت کا ذکر ہے۔ ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علیؒ اور رد المحتار میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں سیاہ کپڑے پہننا مسلمانوں کیلئے بطور [illegible] نہیں رہا ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۵ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۳۷ -	يغسلون ويكفنون ولكن لا على وجه غسل موتى المسلمين وتكفينهم ويدفنون في مقابر المشركين وان كانا سواء فلا يصلى عليهم ايضا واختلف المشائخ في دفنهم قال بعضهم في مقابر المشركين وقال بعضهم في مقابر المسلمين وقال بعضهم يتخذ لهم مقبرة على حدة	كذا في المضمرات
۳۸	وان سبي صبي مع احد ابويه او بعده ثم مات لا يغسل حتى يقر بالاسلام وهو يعقل او يسلم احدهما وفي الاجداد اختلاف وان سبي وحده غسل وصلى عليه	كذا في الزاهدي
۳۹	ولو مات الرجل في السفينة يغسل ويكفن ويصلى عليه ويثقل ويرمى في البحر	كذا في المضمرات كذا في معراج الدراية
۴۰	ومن قتل لبغي وقطع طريق لا يغسلان ولا يصلى عليهما وقيل هذا اذا قتلا في حالة المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارها اما اذا قتلا بعد ثبوت يد الامام عليهما فانهما يغسلان ويصلى عليهما وهذا احسن اخذ به الكبار من المشائخ رح	كذا في محيط السرخسي
۴۱	ومن يقتل الناس خنقا لا يغسل ولا يصلى عليه	كذا في محيط السرخسي

۱؎ جیسا کہ حکم نمبر ۲/۲۲۵ میں ہے (مترجم) ۲؎ باغی وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر مسلمان حاکم کی اطاعت سے نکل جائیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۱۴ (مترجم) ۳؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱ تا ۴۳/۲۲۲ ، ۸،۵/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔جنازہ کے احکام — دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-	پڑھی جائے گی اور اس نماز جنازہ میں مسلمانوں کے لیئے دعا کی نیت کیجائیگی اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور[۲] اگر ان میں مشرکوں کی تعداد زیادہ ہو تو ان سب پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی لیکن غسل دیا جائے گا اور کفن پہنایا جائے گا البتہ انہیں غسل دینا اور کفن پہنانا، مسلمانوں مُردوں کی طرح نہ ہو گا اور انہیں مشرکوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا[۳] اور اگر مسلمان میتوں اور کافر میتوں کی تعداد برابر ہو تو اس صورت میں بھی ان سب پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائیگی اور ان کے دفن کرنے کے متعلق مشائخ رحمہم کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انہیں مشرکوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور بعض کا قول یہ ہے کہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان کے لئے علیحدہ قبرستان بنادیا جائے۔	مضمرات
۳۸	(ا) اور[۱] اگر کافروں کا کوئی بچہ اپنے والدین کے ساتھ یا ان کے بعد قید ہو کر آئے پھر مرجائے تو اسے غسل نہ دیا جائے[۲] لیکن اگر وہ سمجھ دار ہوا اور اس نے اسلام کا اقرار کیا ہو یا اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا ہو تو پھر اس بچہ کی میت کو غسل دیا جائے گا اور[۳] دادا دادی کے مسلمان ہونے کی صورت میں اس بچہ کی میت کو غسل دینے کے حکم میں اختلاف ہے۔ (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں وہ بچہ اکیلا قید ہو کر آئے (اور پھر مرجائے) تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی[۱]	زاہدی
۳۹	(ا) اگر کوئی شخص کشتی میں وفات پاجائے تو اسے غسل دیا جائے اور اسے کفن ڈالا جائے۔	مضمرات
	(ب) اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور (اگر دفن میسر نہ ہو) تو کچھ بوجھ باندھ کر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔	معراج الدرایہ
۴۰	جو مسلمان شخص مسلمانوں کی حکومت سے ناحق باغی ہونے[۲] یا لوٹ مار کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا تو (ا) انہیں نہ غسل دیا جائے اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ لڑائی ختم ہونے سے پہلے لڑائی کے دوران قتل کئے جائیں مگر جب وہ مسلمانوں کے حاکم کے غلبہ حاصل کرنے کے بعد قتل کئے جائیں تو انہیں غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز پڑھی جائے گی اور یہ حکم اچھا ہے اور مشائخ رحمہم میں سے بڑوں نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے[۳]	محیط سرخسی
۴۱	جو شخص لوگوں کو گلا گھونٹ کر مارا کرتا ہو (وہ مرجائے) تو اسے نہ غسل دیا جائے اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے[۴]	محیط سرخسی

[۴] یعنی جس نے گلا گھونٹ کر مارنے کا جرم ایک سے زیادہ بار کیا ہو ور ایک بار ایسا جرم کرنے والا وزنی چیز کے ذریعے قتل کرنے والے قاتل کی طرح ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲- ۴۲	ومشائخنا[1] جعلوا حکم المقتولین بالعصبیۃ حکم اهل البغی علی هذا التفصیل[2]	کذا فی محیط السرخسی
۴۳	والمکابرون[3] فی المصر بالسلاح باللیل بمنزلۃ قطاع الطریق	کذا فی الذخیرۃ
۴۴	وینبغی ان یکون غاسل المیت علی الطهارۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ولو کان الغاسل جنبا او حائضا او کافرا جاز ویکره	کذا فی معراج الدرایۃ
۴۶	ولو کان محدثا لا یکره اتفاقا	هکذا فی القنیۃ
۴۷	ویستحب للغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یعلم الغسل فاهل الامانۃ والورع	کذا فی الزاهدی
۴۸	یستحب ان یکون الغاسل ثقۃ یستوفی الغسل	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۴۹	ویکتم مایری من قبیح ویظهر مایری من جمیل فان رأی مایعجبه من تهلل وجهه وطیب رائحته واشباه ذلک یستحب له ان یحدث به الناس	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۵۰	وان رأی مایکره من اسوداد وجهه ونتن رائحته وانقلاب صورته وتغیر اعضائه وغیر ذلک لم یجز له ان یحدث به احدا	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
	فان کان المیت مبتدعا مظهرا البدعۃ ورای الغاسل منه مایکره فلا بأس بان یحدث به الناس لیکون زجرا لهم عن البدعۃ	کذا فی السراج الوهاج
۵۱	ویستحب ان یکون بقرب الغاسل مجمرۃ فیها بخور لئلا یظهر من المیت رائحۃ کریهۃ فتضعف نفس الغاسل ومن یعینه	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۵۲	والافضل ان یغسل المیت مجانا	هکذا فی الظهیریۃ
۵۳	وان ابتغی الغاسل الاجر فان کان هناک غیره یجوز اخذ الاجر والا لم یجز	هکذا فی الظهیریۃ

[1] عصبیۃ یعنی محض دھڑے بندی کی وجہ سے ظلم میں قوم کی مدد کرنا۔ ماخوذ از المنجد ار دو ص ۸۰۸ (مترجم)۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ عصبی وہ شخص ہے جو اپنی قوم کے ظلم کی مدد کرتا ہے نیز لکھا ہے کہ باغی سے اپنا دفاع کرنے والا مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۴، ۸۱۵ نیز باغیوں کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۲۲۲ ، ۵/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] مذکورہ تفصیل حکم نمبر ۴۰/۲۲۰ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] ردالمحتار میں ہے کہ مکابرہ وہ لوگ ہیں جو شہر میں کسی جگہ ٹھہر کر معصوم

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۴۲	اور ہمارے مشائخؒ نے عصبیت ؎۱ میں آکر قتل ہونے والوں کو باغیوں کے حکم میں بتفصیل مذکور شمار کیا ہے ؎۲	محیط سرخسی
۴۳	(غسل اور جنازہ کے حکم میں) مکابر ؎۳ یعنی وہ بدمعاش لوگ جو رات کے وقت ہتھیار لیکر غارت گری کریں وہ لٹیروں کے حکم میں ہیں ؎۴	ذخیرہ
۴۴	میت کو غسل دینے والا شخص باوضو ہونا چاہیئے ؎۵	قاضیخان
۴۵	اگر میت کو غسل دینے والا جنبی ہو یا حائض ہو یا کافر ہو تو جائز ہے البتہ مکروہ ہے	معراج الدرایہ
۴۶	اگر میت کو غسل دینے والا بے وضو ہو تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے ؎۶	قنیہ
۴۷	مستحب یہ ہے کہ (ا) میت کو غسل دینے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ (ب) اور اگر وہ غسل دینا نہ جانتا ہو تو پھر امین اور پرہیز گار آدمی غسل دے۔	زاہدی
۴۸	یہ مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے والا آدمی معتمد ہو جو اچھی طرح غسل دے۔	جوہرہ نیرہ
۴۹	اور وہ شخص ایسا ہو کہ میت میں کوئی برائی دیکھے تو اسے پوشیدہ رکھے اور اگر اس میں کوئی اچھائی دیکھے تو اسے ظاہر کرے۔ پس اگر غسل دینے والے نے میت کی کوئی ایسی بات دیکھی جو اسے پسند ہو مثلاً میت کے چہرے کی نورانیت یا اس سے خوشبو آنا یا اس کی مانند کوئی چیز دیکھے تو اسکے لئے مستحب ہے کہ وہ لوگوں سے بیان کرے	جوہرہ نیرہ
۵۰	(ا) اور اگر غسل دینے والا میت میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے بری لگے مثلاً میت کا چہرہ سیاہ ہونا یا اس سے بدبو آنا یا اس کی صورت بدل جانا یا اس کے اعضا متغیر ہو جانا یا اس کی مانند کوئی چیز دیکھے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی سے بیان کرے۔	جوہرہ نیرہ
	(ب) اور اگر میت بدعتی ہو اور بدعت کا ارتکاب اعلانیہ کرتا ہو اور اسے غسل دینے والے نے اس میں کوئی برائی دیکھی تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ غسل دینے والا (بدعتی کی اس بات کو) لوگوں سے بیان کرے تاکہ وہ بات (زندہ) لوگوں کے لئے بدعت سے ڈانٹ ہو ؎۷	سراج وہاج
۵۱	یہ مستحب ہے کہ غسل دینے والے کے قریب دھونی والی انگیٹھی ہو جس میں خوشبودار دھونی ہو تاکہ میت سے کسی بدبو کے ظاہر ہونے کی بنا پر غسل دینے والا اور اس کا مددگار سست نہ ہو جائے۔	جوہرہ نیرہ
۵۲	افضل یہ ہے کہ میت کو غسل دینے والا بغیر اجرت کے غسل دے۔	ظہیریہ
۵۳	اور اگر غسل دینے والا اجرت مانگے تو (حکم یہ ہے کہ) اگر وہاں اس کے سوا کوئی اور شخص بھی غسل دینے والا موجود ہو تو اسے اجرت لینا جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔	ظہیریہ

لوگوں کے درپے ہوں ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۵ (مترجم) ؎۴ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۰ تا ۴۲/۲۲۲، ۵، ۸/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۴۶/۲۲۲، ۱/۲۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ البتہ حکم نمبر ۴۴/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ اس میں اشارہ ہے کہ بیان کرنے کا مقصد بدگوئی نہ ہو بلکہ نیت یہ ہو کہ زندہ لوگ اپنے دین کو بدعت سے محفوظ رکھیں ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی ہذا از سید امیر علی رح (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲-۵۴	ویغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولا یغسل احدھما الاخر فان کان المیت صغیرا لا یشتھی جاز ان یغسله النساء وکذا اذا کانت صغیرۃ لا تشتھی جاز للرجال غسلھا والمجبوب والخصی فی ذلك کالفحل ویجوز للمرأۃ ان تغسل زوجھا اذا لم یحدث بعد موته مایوجب البینونة من تقبیل ابن زوجھا اوابیه وان حدث ذلك بعد موته لم یجز لھا غسله	کذا فی السراج الوھاج
۵۵	واما ھو فلا یغسلھا عندنا	کذا فی السراج الوھاج
۵۶	ولو طلقھا رجعیا ثم مات عنھا وھی معتدۃ تغسله فان مات فی آخر عدتھا قبل الانقضاء ثم انقضت بعد الوفاۃ للمرأۃ ان تغسله۔ والاصل فیه ان کل من یحل له وطؤھا لو کان حیا بالنکاح یحل لھا ان تغسله والا فلا	کذا فی محیط السرخسی کذا فی شرح الطحاوی کذا فی التتارخانیة ناقلا عن العتابیة
۵۷	والیھودیة والنصرانیة کالمسلمة فی غسل زوجھا لکنه اقبح	کذا فی الزاھدی
۵۸	اذا کان للمرأۃ محرم تیممھا بالید اما الاجنبی فبخرقة علی یدہ ویغض بصرہ عن ذراعیھا وکذا الرجل فی امرأته الا فی غض البصر ولا فرق بین الشابة والعجوز	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ رد المحتار میں ہے کہ عورت کیلئے خاوند کو غسل دینے کی اجازت نکاح کی وجہ سے ہے اور خاوند کی وفات کے بعد عدت گزرنے تک

حوالہ	دوسری فصل - میت کے غسل کا بیان / اکیسواں باب - جنازہ کے احکام	دفعات دستی نمبر
	(ا) مرد مردوں کی میتوں کو اور عورتیں عورتوں کی میتوں کو غسل دیں اور مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو غسل نہ دیں۔	۲۲۲-۵۴
	(ب) اگر میت اتنا چھوٹا لڑکا ہو کہ اسے خواہش (شہوت) نہ ہوتی ہو تو عورتوں کیلئے اسے غسل دینا جائز ہے	
	(ج) اسی طرح اگر میت اتنی چھوٹی لڑکی ہو کہ جسکو خواہش نہ ہوتی ہو تو مردوں کے لئے اسے غسل دینا جائز ہے۔	
	(د) اور (میت کو غسل دینے کے جواز میں) وہ شخص جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو اور خصی ہو مرد کے حکم میں ہے	
سراج وہاج	(س) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند کو غسل دے [1] بشرطیکہ خاوند کے مرنے کے بعد اسکی عورت نے کوئی ایسی حرکت نہ کی ہو جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہو مثلاً اپنے خاوند کے بیٹے یا اپنے خاوند کے باپ کو شہوت سے بوسہ دینا اور اگر خاوند کے مرنے کے بعد (اس کی عورت سے) مذکور امر واقع ہو گیا تو اس عورت کو جائز نہیں کہ وہ خاوند کو غسل دے	
سراج وہاج	ہمارے ہاں مرد اپنی عورت کو غسل نہ دے [2]	۵۵
محیط سرخسی	(ا) اگر کسی مرد نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی۔ پھر وہ مرد وفات پاگیا اور وہ عورت ابھی عدت میں ہے تو وہ عورت اس مرد کو غسل دے سکتی ہے۔	۵۶
شرح طحاوی	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مرد اس عورت کی عدت تمام ہونے سے پہلے اسکی عدت کے آخری حصے میں وفات پاگیا پھر اس عورت کی عدت اس مرد کی وفات کے بعد پوری ہو گئی تو وہ عورت اس مرد کو غسل دے سکتی ہے [3]	
تتارخانیہ	(ج) اور اس (مذکورہ حکم) میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایسا ہو کہ اس کے زندہ ہونے کی صورت میں اس عورت کے ساتھ نکاح کی وجہ سے مجامعت کرنا جائز ہو تو وہ عورت (اس مرد کی وفات کی صورت میں) اس اس مرد کو غسل دے سکتی ہے - ورنہ نہیں -	
زاہدی	(مسلمان مرد کی) یہودیہ یا نصرانیہ (بیوی) کیلئے ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ مسلمان عورت کے لئے اپنے (متوفی) شوہر کو غسل دینے کے لئے ہے۔ لیکن ایسا کرنا زیادہ قبیح ہے۔	۵۷
	(ا) (عورت کی میت کو غسل دینے کے لئے عورت نہ ہونے کی صورت میں) اگر عورت میت کا محرم موجود ہو تو وہ اسے ہاتھ سے تیمم کرادے	۵۸
	(ب) اور اگر (محرم نہ ہو) تو اجنبی (یعنی غیر محرم) اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرادے اور اس عورت کی کلائیوں پر نظر ڈالنے سے نگاہ روک لے۔	
	(ج) اسی طرح اگر (عورت میت کو غسل دینے کے لئے عورت نہ ہو اور) مرد اپنی بیوی کو تیمم کرائے تو بھی حکم ہے مگر نگاہ روکنے کا حکم نہیں ہے۔	
قاضیخان	(د) اور اس (مذکورہ) حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو۔	

[1] ... نکاح کے احکام باقی رہتے ہیں مگر عورت کی وفات کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۳ (مترجم)

[2] اور حکم نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴ / ۲۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۴ میں ہے (مترجم) یہ حکم اس لئے ہے کہ اگر طلاق رجعی کی عدت میں عدت وفات شامل ہوجائے تو اس کی عدت وفات کی عدت ہوگی۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ۲ ص ۱۱۶۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثانی فی الغسل	حوالہ
۲۲۲ ۵۹	ولو ماتت ام ولدہ او مدبرتہ او مکاتبتہ او جاریتہ لا یغسلها المولی وکذا علی العکس	کذا فی معراج الدرایۃ
۶۰	ولو مات رجل بین النساء تیممہ ذات رحم محرم منہ او زوجتہ او امتہ بغیر ثوب وغیرها بثوب	کذا فی معراج الدرایۃ
۶۱	ولو مات الرجل فی السفر ومعہ نساء ورجل کافر فانهن یعلمنہ الغسل ویخلین بینہ حتی یغسلہ وان لم یکن معهن رجل وکانت صبیۃ صغیرۃ لا تشتهی واطاقت ان تغسلہ علمنها الغسل ویخلین بینہا حتی تغسلہ	هکذا فی المضمرات
۶۲	وان ماتت المرأۃ فی السفر ومعها امرأۃ کافرۃ او صبی لم یبلغ حد الشهوۃ فانہ یفعل بها کما ذکرنا فی حق الرجال	هکذا فی المضمرات
۶۳	والخنثی المشکل المراهق لا یغسل رجلا ولا امرأۃ ولم یغسلها رجل ولا امرأۃ ویتیمم وراء ثوب	کذا فی السراجی
۶۴	وان مات الکافر ولہ ولی مسلم یغسلہ ویکفنہ ویدفنہ ولکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ ویحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی	کذا فی الهدایۃ
۶۵	وینبغی ان لا یمکن الاب الکافر من القیام بغسل ابنہ المسلم اذا مات بل یفعلہ المسلمون	هکذا فی النهایۃ فی فصل الصلوٰۃ علی المیت
۶۶	واذا مات الرجل فی السفر ولیس هناک ماء طاهر تیمم ویصلی علیہ	هکذا فی المحیط
۶۷	رجل مات ولم یجدوا ماء فیمموہ وصلوا علیہ ثم وجدوا ماء غسل وصلی علیہ ثانیا فی قول ابی یوسف رح	کذا فی فتاوی قاضیخان

ے اسلئے کہ ملک نکاح تو ہے نہیں۔ اور ملک یمین موت کے بعد ختم ہے اور مکاتبہ تو پہلے ہی یداً آزاد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۸۰۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام دوسری فصل میت کے غسل کا بیان	حوالہ
۲۲۲ - ۵۹	(و) اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکاتبہ یا باندی وفات پا جائے تو آقا اسے غسل نہ دے - سلہ (ب) اور اسی طرح وہ بھی (آقا کے وفات پاجانے کی صورت میں) اسے غسل نہ دیں - سلہ	معراج درایہ
۶۰	(و) اگر کوئی شخص عورتوں میں وفات پاجائے تو اس کی ذی رحم محرم عورت یا بیوی سلہ یا باندی (اپنے ہاتھ پر) کپڑا لپیٹے بغیر اس کو تیمم کرادے (ب) اور اگر مذکورہ کے علاوہ عورت ہو تو وہ (ہاتھ پر) کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے -	معراج درایہ
۶۱	(و) اگر کوئی شخص سفر میں وفات پاجائے اور اس کے ساتھ عورتیں ہوں اور کافر مرد ہو تو وہ عورتیں اس کافر مرد کو میت کے غسل کا طریقہ سکھائیں اور اس کافر کو میت کے پاس تنہائی میں چھوڑ دیں تاکہ وہ اسے غسل دے (ب) اور اگر ان عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو اور ایک چھوٹی لڑکی ہو جس کو خواہش نہ ہوتی ہو اور وہ میت کو غسل دینے کی طاقت رکھتی ہو تو وہ عورتیں اس لڑکی کو میت کے غسل کا طریقہ سکھائیں اور اس لڑکی کو میت کے پاس تنہائی میں چھوڑ دیں تاکہ وہ غسل دے -	مضمرات
۶۲	اگر کوئی عورت سفر میں وفات پاجائے اور اس کے ساتھ کافرہ عورت ہو یا ایسا لڑکا ہو جو ابھی شہوت کی حد تک نہ پہنچا ہو تو وہ وہی عمل کرے جو ہم نے مرد میت کی صورت میں (۶۱/۲۲۲ میں) ذکر کیا ہے -	مضمرات
۶۳	(و) خنثیٰ مشکل قریب البلوغ لڑکا نہ مرد میت کو غسل دے اور نہ عورت میت کو غسل دے - (ب) اور (اس کی وفات کی صورت میں) نہ اسے مرد غسل دے اور نہ عورت غسل دے بلکہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرا دیا جائے -	زاہدی
۶۴	جب کافر مر جائے اور اس کا ولی (قریبی وارث) مسلمان ہو تو وہ اسے غسل دے - کفن پہنائے اور دفن کرے لیکن غسل اس طرح دے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اسے کپڑے میں لپیٹا جائے اور گڑھا کھودا جائے اور کفن اور قبر میں سنت طریقے کی رعایت نہ کرے اور اسے قبر میں رکھا نہ جائے بلکہ وہ قبر میں ڈالا جائے -	ہدایہ
۶۵	اگر کافر باپ کا مسلمان بیٹا وفات پا جائے تو کافر باپ کو اسے غسل دینے کا موقع نہ دینا چاہیئے بلکہ اس کام کو مسلمان لوگ کریں -	نہایہ
۶۶	اگر کوئی شخص سفر میں وفات پاجائے اور وہاں (اس کے غسل کے لئے) پانی نہ ہو تو اس میت کو تیمم کرایا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے -	محیط
۶۷	کوئی شخص وفات پا گیا لوگوں کو اس کے غسل کے لئے پانی نہ ملا تو انہوں نے اسے تیمم کرایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر انہوں نے پانی پالیا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اسے غسل دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ دوبارہ پڑھی جائے -	قاضیخان

سلہ اسلئے کہ ملک باقی نہیں رہی - ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صفحہ ۸۰۴ (مترجم) سلہ بیوی تیمم کرادے - غالباً یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ*

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثالث فی التکفین	حوالہ
	الفصل الثالث فی التکفین دفعات ۲۲۳ تا ۲۲۳ عنوانات ۱ تعداد شق ۳۳ تعداد شق ۳۳	
	۲۲۳- التکفین	
۱	وھو فرض علی الکفایة	کذا فی فتح القدیر
۲	کفن الرجل سنة ازار و قمیص و لفافة وکفایة ازار ولفافة وضرورة ما وجد	ھکذا فی الکنز
۳	والازار من القرن الی القدم واللفافة کذلک والقمیص من اصل العنق الی القدم	کذا فی الھدایة
۴	بلا جیب و دخریص وکمین	کذا فی الکافی
۵	ولیس فی الکفن عمامة فی ظاھر الروایة وفی الفتاوی استحسنه المتأخرون لمن کان عالما ویجعل ذنبھا علی وجھه بخلاف حال الحیاة	کذا فی الجوھرة النیرة
۶	وکفن المرأة سنة درع وازار وخمار ولفافة وخرقة یربط بھا ثدیاھا وکفایة ازار ولفافة وخمار	ھکذا فی الکنز
۷	وعرض الخرقة ما بین الثدی الی السرة	ھکذا فی العینی شرح الکنز والتبیین
	والاولی ان تکون الخرقة من الثدیین الی الفخذ	کذا فی الجوھرة النیرة
۸	ویکرہ الاقتصار علی ثوبین لھا وکذا للرجل علی ثوب واحد الا للضرورة	کذا فی العینی شرح الکنز
۹	والصبی المراھق فی الکفن کالبالغ والمراھقة کالبالغة	کذا فی التبیین
۱۰	وادنی ما یکفن به الصبی الصغیر ثوب واحد والصبیة ثوبان	کذا فی التبیین
۱۱	والخنثی یکفن کما تکفن المرأة احتیاطا ویجنب الحریر والمعصفر والمزعفر	کذا فی الجوھرة النیرة

۱ حکم نمبر ۸/۲۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲-ج/۲۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان

دفعات ۲۲۳ تا ۲۲۳ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۲۲۳- کفن پہنانا

اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے	فتح قدیر
۲	مرد کے لئے (ا) مسنون کفن تہ بند قمیص اور اوپر لپیٹنے کی چادر ہے۔	
	(ب) اور بقدر کفایت جائز کفن تہ بند اور لپیٹنے کی چادر ہے۔	کنز
	(ج) اور بوقت ضرورت جو میسر ہو وہی کفن ضرورت ہے [1]	
۳	تہ بند سر سے پاؤں تک ہو اور لپیٹنے کی چادر بھی اسی طرح ہو اور قمیص گردن سے پاؤں تک ہو	ہدایہ
۴	کفن کی قمیص جیب۔ گریبان اور آستینوں کے بغیر ہوتی ہے۔	کافی
۵	(ا) ظاہر روایت کے بموجب کفن میں عمامہ نہیں ہے (ب) اور فتاوی میں ہے کہ متاخرین فقہا رح نے عالم دین کے لئے عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے اور پگڑی کا شملہ زندگی کی حالت کے برعکس اس کے چہرے پر ڈال دیا جائے۔	جوہرہ نیرہ
۶	عورت کے لئے (ا) مسنون کفن قمیص۔ تہ بند۔ اوڑھنی لپیٹنے کی چادر اور سینہ بند ہے۔	
	(ب) بطور کفایت جائز کفن تہ بند لپیٹنے کی چادر اور اوڑھنی ہے۔	کنز
۷	(ا) سینہ بند چھاتیوں سے ناف تک ہونا چاہیئے۔	عینی۔ تبیین
	(ب) اور اولی یہ ہے کہ سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک ہو	جوہرہ نیرہ
۸	(ا) یہ مکروہ ہے کہ عورت کو صرف دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور مرد کو صرف ایک کپڑے میں کفن دیا جائے۔ (ب) مگر ضرورت کے وقت ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے [2]	عینی
۹	کفن کے احکام میں (ا) قریب البلوغ لڑکے کا حکم بالغ مرد کی طرح ہے۔	
	(ب) اور قریب البلوغ لڑکی کا حکم بالغ عورت کی طرح ہے۔	تبیین
۱۰	(ا) چھوٹے لڑکے کا کم از کم کفن ایک کپڑا ہے۔	
	(ب) اور چھوٹی لڑکی کا کم از کم کفن دو کپڑے ہے	تبیین
۱۱	(ا) خنثی (ہیجڑے) کو احتیاطاً وہی کفن پہنایا جائے جو عورت کو پہنایا جاتا ہے [3]	
	(ب) البتہ اس کے کفن میں ریشمی۔ کسمی (زرد رنگ کے کپڑے) اور زعفرانی رنگ کے کپڑے سے پرہیز کیا جائے۔	جوہرہ نیرہ

[3] یعنی اسے احتیاطاً عورت کے کفن کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائیگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۹۔ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثالث فی التکفین	حوالہ
۲۲۳-۱۲	ویکفن بکفن مثله وهوان ینظر الی مثل ثیابه فی الحیاة لخروج العیدین	
	وفی المرأة ینظر الی ماتلبس اذاخرجت الی زیارة ابویها	کذا فی الزاهدی
۱۳	ولابأس بالبرود والکتان والقصب[۱]	
	وفی حق النساء بالحریر والابریسم والمعصفر والمزعفر ویکره للرجال ذلك	
	واحب الاکفان الثیاب الابیض	هکذا فی النهایة
۱۴	والخلق والجدید فی التکفین سواء	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۵	وکل مایباح للرجال لبسه فی حال الحیاة یباح تکفینه بعد الوفاة ومالا یباح له لبسه حال الحیاة لایباح تکفینه بعد الوفاة	کذا فی شرح الطحاوی
۱۶	وان کان بالمال کثرة وبالورثة قلة فکفن السنة اولی وان کان علی العکس فکفن الکفایة اولی	کذا فی الظهیریة
۱۷	واذا اختلفت الورثة فی التکفین فقال بعضهم یکفن فی ثوبین وقال بعضهم فی ثلاثة کفن فی ثلاثة لانه المسنون	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۸	وکیفیة التکفین ان یبسط للرجل اللفافة ثم یبسط علیها ازار ثم یوضع المیت علی الازار ویقمص ویوضع الحنوط فی رأسه ولحیته وسائر جسده	کذا فی المحیط
۱۹	ولابأس بسائر الطیب غیرالزعفران والورس فی حق الرجل	کذا فی الایضاح

[۱] قوله والقصب المراد به ثیاب ناعمة من کتان کمافی القاموس - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قصب سے مراد کتان کا باریک اور ملائم کپڑا ہے (مترجم) [۲] رد المحتار میں بحوالہ جامع الفتاوی لکھا ہے کہ مرد کے لئے کتان اور اون کا کفن جائز ہے مگر سوتی کفن اولی ہے اور بحوالہ تاجیہ لکھا ہے کہ اون بال اور چمڑے کا کفن مکروہ ہے۔ اور بحوالہ محیط لکھا ہے کہ سفید کپڑے کا کفن مستحب ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۸۰۹ (مترجم) [۳] مسنون کفن اور بقدر کفایت کفن کے لئے حکم نمبر $\frac{۲}{۲۲۳}$ اور $\frac{۶}{۲۲۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] میت کو قمیص پہنانے کے لئے قمیص کا پیچھے والا پرت نیچے رکھ دیں اور آگے والا پرت میت رکھنے کے بعد میت پر ڈالا جائے (مترجم) [۵] میت کے ماتھے پر یا اس کے عمامہ پر یا کفن پر بسم اللہ الرحمن الرحیم یا عہدنامہ وغیرہ کے متعلق فقہ حنفی کے مندرجہ احکام ملاحظہ ہوں۔ در مختار میں ہے کہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادے اور اس کے متعلق کسی کے خواب کا ذکر بھی درج ہے اور در مختار کی شرح رد المحتار (فتاوی شامیہ) میں لکھا ہے کہ در مختار کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے یا مباح اور فتاوی بزازیہ میں امام صفار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مذکور

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان	حوالہ
۲۲۲-۱۲	(د) اور مرد کو اس کے (لباس کی حیثیت کے) مطابق کفن دیا جائے اور اس میں اس کے ان کپڑوں کو مدنظر رکھا جائے جسے وہ اپنی زندگی میں عید کے دن پہن کر نکلا کرتا تھا۔ (ب) اور عورت کے کفن میں اس کے ان کپڑوں کو مدنظر رکھا جائے جسے وہ پہن کر اپنے والدین کی زیارت کے لئے جایا کرتی تھی۔	زاہدی
۱۳	(د) برد (دھاری دار کپڑے) کتان (السی کے پودے سے تیار شدہ کپڑے) اور قصب کا کفن دینے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور عورتوں کے لئے حریر۔ ریشم۔ کسم کے (زرد) رنگ اور زعفران کے رنگ کا کفن دینے میں کوئی حرج نہیں البتہ ایسا کفن مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ (ج) کفنوں میں سب سے پسندیدہ کفن یہ ہے کہ کفن کا کپڑا اسفید ہو [2]	نہایہ
۱۴	کفن میں پرانا کپڑا اور نیا کپڑا برابر ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	مردوں کے لئے جس کپڑے کا پہننا زندگی میں مباح ہے ان کی وفات پر انہیں اس کا کفن پہنانا بھی جائز ہے۔ اور جس کپڑے کا پہننا انہیں زندگی میں مباح نہیں ان کی وفات کے بعد انہیں اس کا کفن پہنانا بھی مباح نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۱۶	اگر (میت کا) مال بہت ہو اور اس کے وارث تھوڑے ہوں تو مسنون کفن دینا اولی ہے اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو پھر بقدر کفایت کفن دینا اولی ہے [3]	
۱۷	اگر کفن دینے کی نوعیت میں وارثوں کا اختلاف ہو بعض کہیں کہ دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور بعض کہیں کہ تین کپڑوں میں کفن دیا جائے تو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے اس لئے کہ وہ سنت ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کو کفن پہنانے کے لئے پہلے اوپر لپیٹنے کی چادر بچھائی جائے پھر اس پر تہ بند بچھایا جائے پھر اس پر میت رکھا جائے اور اسے قمیص پہنائی جائے [4] اور اسکے سر۔ داڑھی اور باقی بدن پر خوشبو لگائی جائے [5]	محیط
۱۹	کفن پہناتے وقت سبھی قسم کی خوشبوئیں لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر مردوں کو زعفران اور ورس (رنگدار خوشبو)	

امید رکھنے کا ذکر ہے اور پھر لکھا ہے کہ مذکورہ حکم محل نظر ہے کیونکہ اس کے جواز میں حدیث یا مجتہد کا فتوی چاہیئے۔ بعض نے دور فاروقی میں زکوۃ کے اونٹوں پر حبیس فی سبیل اللہ لکھا ہونے پر قیاس کیا ہے۔ مگر ان اونٹوں پر لکھنا امتیاز کے لئے تھا اور میت کے ماتھے یا کفن پر لکھنا امتیاز کے لئے نہیں تبرک کے لئے ہے پس اس پر قیاس درست نہیں۔ ابن الصلاح ؒ کا فتوی ہے کہ کفن پر سورہ یس وغیرہ لکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اس بے ادبی کا خوف ہے کہ شاید میت کی آلائش لگے۔ جیسا کہ مسجد کی دیواروں اور محرابوں اور بچھونوں پر آیات وغیرہ لکھنے میں اس بے ادبی کا خوف ہے کہ شاید لکھائی گر جائے (بے ادبی سے بچنے کے ان احکام کے متعلق حکم ۶-۷/۱۸۲ ، ۵۹/۲۲۵ ملاحظہ ہو) البتہ بعض محشین نے میت کے غسل کے بعد اسے کفن پہنانے سے پہلے اس کے ماتھے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس کے سینہ پر کلمہ طیبہ روشنائی کے بغیر انگشت شہادت سے لکھنا نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۷ ، ص ۸۴۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الثالث فی التکفین	حواله
۲۲۳-		
۲۰	ويوضع الكافور على جبهته وانفه ويديه وركبتيه وقدميه ثم يعطف الازار عليه من قبل اليسار ثم من قبل اليمين ثم اللفافة كذلك	كذا في المحيط
۲۱	وان خيف انتشار الكفن يعقد بشيءٍ	كذا في محيط السرخسي
۲۲	واما المرأة تبسط لها اللفافة والازار على ما بينا للرجل ثم توضع على الازار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع ثم يجعل الخمار فوق ذلك ثم يعطف الازار واللفافة كما بينا في الرجل ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الاكفان فوق الثديين	كذا في المحيط
۲۳	وتجمر الاكفان قبل ان يدرج الميت فيها وترا واحدة او ثلاثا او خمسا ولا يزاد على ذلك	كذا في العيني شرح الكنز
۲۴	وجميع ما يجمر فيه الميت ثلاثة مواضع عند خروج روحه لازالة الرائحة الكريهة وعند غسله وعند تكفينه ولا يجمر خلفه	كذا في التبيين
۲۵	والمحرم وغير المحرم في ذلك سواء يطيب ويغطى وجهه ورأسه وتجمر الامة كما تجمر الحرة	هكذا في المحيط
۲۶	والكفن من ماله ان كان له مال ويقدم على الدين والوصية والارث الى قدر السنة ما لم يتعلق بعين ماله حق الغير كالرهن والمبيع قبل القبض والعبد الجاني	هكذا في التبيين
۲۷	ومن لم يكن له مال فالكفن على من تجب عليه النفقة الا الزوج في قول محمد رح وعلى قول ابي يوسف رح يجب الكفن على الزوج وان تركت مالا وعليه الفتوى	هكذا في فتاوى قاضيخان
۲۸	ولو مات الزوج ولم يترك مالا وله امرأة موسرة فليس عليها كفنه بالاجماع	كذا في المحيط

له جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ کفنوں پر سینہ بند باندھ دیں تاکہ کفن منتشر نہ ہو اور بحوالہ جوہرہ لکھا ہے کہ کفن کے اوپر سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سینہ بند کو قمیص اور تہ بند کے اوپر اور لپیٹے کی چادر کے نیچے باندھ دیں اور یہ حکم ظاہر ہے الخ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — تیسری فصل کفن پہنانے کا بیان	حوالہ
۲۲۳-	نہ لگائی جائے۔	ایضاح
۲۰	(و) میت کے ماتھے۔ ناک۔ ہاتھوں۔ گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائی جائے۔ (ب) پھرتہ بند کو اس پر بائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر اوپر کی چادر بھی اسی طرح لپیٹیں۔	محیط
۲۱	اگر میت کا کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اسے کسی چیز سے باندھ دیا جائے۔	محیط سرخسی
۲۲	عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے لئے اوپر لپیٹنے کی چادر اور ازار بچھائی جائے، جیساکہ ہم نے مرد کے کفن پہنانے کے طریقہ میں بیان کیا ہے پھر ازار پر میت رکھا جائے پھر اسے قمیص پہنائی جائے اور اس کے بالوں کی دو زلفیں بنا کر اس کے سینے پر قمیص کے اوپر کر دئے جائیں پھر بالوں پر اوڑھنی اوڑھا دیں پھرتہ بند کو اور اوپر کی چادر اس طرح لپیٹ دیں جیساکہ ہم نے مرد کے کفن پہنانے کے طریقہ میں بیان کیا ہے۔ پھر کفنوں کے اوپر چھاتیوں پر سینہ بند باندھ دیں [1]	محیط
۲۳	میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفنوں کو طاق مرتبہ خوشبو سے دھونی دے لیں ایک بار یا تین بار یا پانچ بار اور اس سے زیادہ نہ کریں۔	عینی
۲۴	میت کو دھونی دینے کے کل تین موقع ہیں [2] جب [1] اس کا روح نکلنے لگے تاکہ ناخوشگوار بو نہ رہے اور [2] اس کے غسل کے وقت اور [3] کفن پہناتے وقت اور اس کے بعد دھونی نہ دی جائے۔	تبیین
۲۵	میت احرام کی حالت میں تھا [3] یا احرام کی حالت میں نہ تھا مذکور حکم ایک جیسا ہے۔ خوشبو لگائی جائے اس کا چہرہ اور سر ڈھانکا جائے اور باندی کی میت کو بھی اس طرح خوشبو کی دھونی دی جائے جس طرح آزاد عورت کی میت کیلئے حکم ہے	محیط
۲۶	(و) اگر میت کا مال ہو تو کفن اس کے مال سے پہنایا جائے۔ (ب) اور مسنون کفن کو قرض۔ وصیت۔ اور وراثت کے احکام پر اولیت دی جائے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کے اصل مال سے کسی غیر کا حق متعلق نہ ہو جیساکہ رہن چیز۔ بیچی ہوئی چیز جس پر قبضہ نہ دیا ہو اور غلام جس نے کوئی جنایت (یعنی جرم) کا ارتکاب کیا ہو۔ (تو پھر مذکورہ اولیت نہیں ہے)	تبیین
۲۷	(و) جس میت کا مال نہ ہو تو اس کا کفن اس پر واجب ہے جس پر میت کا نان نفقہ واجب رہا ہے (ب) مگر امام محمدؒ کے قول کے بموجب خاوند پر بیوی کا کفن واجب نہیں اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب خاوند کے ذمے بیوی کو کفن پہنانا واجب ہے۔ خواہ بیوی نے مال چھوڑا ہو اور اسی حکم پر فتوی ہے۔	قاضیخان
۲۸	اگر خاوند وفات پا گیا اور اس نے کچھ مال نہ چھوڑا اور اس کی بیوی موجود ہے جو مالدار ہے تو (اس صورت میں) اس کی بیوی کے ذمہ خاوند کو کفن پہنانا بالاجماع واجب نہیں ہے۔	محیط

[2] جیساکہ حکم ۱۲/۲۲۱، ۱۴/۲۲۲، ۵/۲۲۲، ۲۳/۲۲۳ میں ہے (مترجم) [3] احرام کی حالت یعنی حج یا عمرہ کے لئے احرام کی حالت میں ہو۔ اس کا بیان حج کی بحث میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ	حوالہ
۲۲۳-۲۹	وان لم یکن لہ من تجب علیہ نفقتہ تکفنہ فی بیت المال فان لم یکن فعلی المسلمین تکفینہ فان عجز وا سالوا الناس	کذا فی الزاہدی
۳۰	وفی العتابیۃ وان لم یوجد ذلک غسل وجعل علیہ الاذخر ودفن ویصلی علی قبرہ	کذا فی التاتارخانیۃ
۳۱	رجل مات فی مسجد قوم فقام احدھم وجمع الدراھم ففضل من ذلک شیئ ان عرف صاحب الفضل ردہ علیہ وان لم یعرف کفن بہ محتاجا آخر وان لم یقدر علی صرفہ الی الکفن یتصدق بہ علی الفقراء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	وان سرق کفنہ وھو طری کفن کفنا ثانیا من مالہ فان قسم فعلی الورثۃ دون الغرماء واصحاب الوصایا ولو لم تفضل الترکۃ من الدین فان لم یقبض الغرماء دیونھم بدئ بالکفن وان قبضوا لا یسترد منھم شیئ وان تفسخ کفاہ ثوب واحد	کذا فی معراج الدرایۃ
۳۳	وان اکلہ السبع وبقی الکفن عاد الی الترکۃ ولو کفنہ اجنبی او قریبہ من مال نفسہ یعود الی المکفن	کذا فی معراج الدرایۃ

الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ

دفعات ۲۲۴ تا ۲۲۴ عنوان [۱] تعداد شق ۲۱

۲۲۴- حمل الجنازۃ

تعداد شق ۲۱

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	سن فی حمل الجنازۃ اربعۃ من الرجال	کذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم
۲	اذا حملوا علی سریر اخذوا بقوائمہ الاربع بہ وردت السنۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۳	ثم ان فی حمل الجنازۃ شیئین نفس السنۃ وکمالھا الجنازۃ	

[۱] چھوٹے بچہ کا جنازہ اٹھانے کے متعلق حکم ۶/۲۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — چوتھی فصل جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۲۲۳-۲۹	(د) (مذکورہ صورت میں یعنی جبکہ میت نے کچھ مال نہ چھوڑا تو) اگر کوئی ایسا شخص بھی نہیں ہے جس پر اس کا نان نفقہ لازم ہو تو اس کا کفن بیت المال سے دیا جائے ۔(ب) اور اگر بیت المال نہ ہو تو اس کا کفن مسلمانوں کے ذمہ ہے ۔(ج) اور اگر وہ بھی نہ کر سکیں تو پھر کفن کے لئے لوگوں سے سوال کریں ۔	زاہدی
۳۰	عتابیہ میں ہے کہ اگر کفن کسی طرح موجود نہ ہو سکے تو میت کو غسل دیا جائے اس پر اذخر گھاس ڈال دیا جائے اور اسے دفن کر دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی قبر پر پڑھی جائے ۔	تتارخانیہ
۳۱	کوئی شخص کسی قوم کی مسجد میں وفات پا گیا ۔ پس قوم میں سے کسی شخص نے (اس کے کفن کے لئے) رقم جمع کی اور کچھ رقم بچ گئی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر بچی ہوئی رقم کے مالک کو جانتا ہو تو اسے واپس کر دے اور اگر اس رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو تو کسی اور محتاج میت کے کفن پر خرچ کر دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو وہ رقم فقیروں پر خیرات کر دے ۔	قاضیخان
۳۲	(د) اگر کسی کا کفن چرا لیا گیا اور وہ میت ابھی تازہ دفن ہوا ہے تو میت کے مال میں سے اسے دوبارہ کفن پہنایا جائے ۔ اور اگر میت کا مال تقسیم کر دیا گیا ہو تو (دوبارہ کفن پہنانا) وارثوں کے ذمہ ہے ۔ مگر قرضہ وصول کرنے والوں اور جن کے حق میں وصیت کی گئی ہے ان کے ذمہ نہیں ہے ۔ اور اگر قرض سے اس میت کا کچھ ترکہ نہ بچا ہو اور ابھی قرض خواہوں نے قرض کی رقم پر قبضہ نہ کیا ہو تو پہلے (مذکورہ) کفن پہنایا جائے اور اگر قرض خواہوں نے قرض کی رقم پر قبضہ کر لیا ہو تو ان سے کوئی چیز واپس نہ لی جائے ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس میت کی کھال جھڑ گئی ہو تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ۔	معراج درایہ
۳۳	(د) اگر کسی میت کو درندہ نے کھا لیا اور اس کا کفن باقی رہ گیا تو وہ کفن ترکہ میں دے دیا جائے گا ۔ (ب) اگر اس میت کو کسی غیر شخص نے یا اس کے رشتہ داروں میں سے کسی نے اپنے مال سے کفن دیا تھا تو وہ (باقیماندہ) کفن کفن پہنانے والے کو واپس دے دیا جائے گا	معراج درایہ

چوتھی فصل ۔ جنازہ اٹھانے کا بیان

دفعات ۲۲۴ تا ۲۲۴ عنوان ۱ تعداد شق ۲۱

۲۲۴ ۔ جنازہ اٹھانا

اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں

۱	جنازہ اٹھانے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار مرد جنازہ اٹھائیں [۱]	شرح نقایہ
۲	جب چارپائی پر جنازہ اٹھائیں تو چارپائی کے چاروں پائے پکڑیں ۔ اسی طرح سنت ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۳	پھر جنازہ اٹھانے میں دو چیزیں ہیں ۔ ایک اصل سنت ہے اور ایک کمال سنت ہے ۔ [۲]	

[۲] البحرالرائق میں ہے کہ جس نے جنازہ کو چالیس قدم تک اٹھایا تو یہ عمل اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوگا ماخوذ از البحرالرائق جلد ۲ ص ۱۹۳ ، ۲۰۳ /

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ	حوالہ
۲۲۴ -	اما نفس السنة فهی ان تاخذ بقوائمها الاربع علی طریق التعاقب بان تحمل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمع	
	واما کمال السنة فلا یتحقق الا فی واحد وهو ان یبدأ الحامل بحمل یمین مقدم الجنازة	كذا فی التتارخانیة
	فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقه الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقه الایسر	هكذا فی التبیین
۴	ویکره حملها بین العمودین بان یحملها رجلان احدهما مقدمها والآخر مؤخرها الا عند الضرورة مثل ضیق المکان وما اشبه ذلك	هكذا فی شرح الطحاوی
۵	ولا بأس بان یأخذ السریر بیده او یضع علی المنکب ویکره له ان یضع نصفه علی المنکب ونصفه علی اصل العنق	هكذا فی شرح الطحاوی
۶	وذکر الاسبیجابی[۲] ان الصبی الرضیع او الفطیم او فوق ذلك قلیلا اذا مات فلا بأس بان یحمله رجل واحد علی یدیه ویتداوله الناس بالحمل علی ایدیهم ولا بأس بان یحمله علی یدیه وهو راکب وان کان کبیرا یحمل علی الجنازة	كذا فی البحر الرائق
۷	ویسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وحده ان یسرع به بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازة	كذا فی التبیین
۸	الافضل للمشیع للجنازة المشی خلفها ویجوز امامها الا ان یتباعد عنها او یتقدم الکل فیکره ولا یمشی عن یمینها ولا عن شمالها	كذا فی فتح القدیر
۹	وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس	كذا فی المضمرات

[۱] اور سوار ہوکر جنازہ کے آگے چلنے کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۲] رد المحتار میں ہے کہ آگے چلنے والا اتنا دور ہو جائے کہ وہ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام چوتھی فصل - جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۲۲۴ -	(ا) (جنازہ اٹھانے میں) اصل سنت یہ ہے کہ اس میت کی چارپائی کے چاروں پائے باری باری پکڑے اس طرح کہ ہر طرف دس قدم چلے یہ سنت (ایک جنازہ میں) کئی لوگ ادا کر سکتے ہیں۔ (ب) (جنازہ اٹھانے میں) کمالِ سنت ایک آدمی ہی ادا کر سکتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اٹھانے والا جنازہ کے آگے کی طرف کے دائیں پایہ سے اٹھانے کی ابتدا کرے۔ پس اسے دائیں کندھے پر اٹھائے پھر جنازہ کی پائنتی کیطرف کے دائیں پایہ کو اپنے دائیں کندھے پر اٹھائے پھر جنازہ کی اگلی طرف کے بائیں پایہ کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے اور پھر جنازہ کی پائنتی کی طرف کے بائیں پایہ کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے۔	تتارخانیہ تبیین
۴	جنازہ (کی چارپائی) کو (ڈولی کی طرح) دو لمبی لکڑیوں میں اس طرح اٹھانا مکروہ ہے کہ اسے دو آدمی اٹھائیں ان میں سے ایک آدمی جنازہ کے سرہانے کی طرف ہو اور دوسرا اس کی پائنتی کیطرف ہو لیکن اگر کسی ضرورت کی بنا پر ایسا کیا جائے مثلاً جگہ تنگ ہو یا اس کی مانند کوئی اور ضرورت ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔	شرح طحاوی
۵	اس میں کوئی حرج نہیں کہ (جنازہ اٹھانے والا میت کی) چارپائی کو ہاتھ سے پکڑے یا کندھے پر رکھ لے البتہ نصف حصہ کندھے پر اور نصف حصہ گردن کی جڑ پر رکھے تو یہ مکروہ ہے۔	شرح طحاوی
۶	(ا) اسبیجابی رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دودھ پیتا بچہ یا وہ بچہ جس کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا جو اس سے تھوڑا بڑا ہو اگر وفات پا جائے تو اسے ایک شخص اپنے ہاتھوں پر اٹھالے اور پھر لوگ باری باری اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائیں۔ (ب) اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ (مذکورہ صورت میں) کوئی شخص سوار ہو کر (اس بچہ کی میت کو) اپنے ہاتھ میں اٹھالے۔ (ج) اور اگر میت بڑا ہو تو اسے جنازہ (کی چارپائی) پر رکھ کر اٹھایا جائے۔	بحر رائق
۷	میت کو لے جاتے وقت دوڑے بغیر جلد جلد چلیں اور جلد چلنے کی حد یہ ہے کہ میت کو جنازہ (کی چارپائی) پر حرکت نہ ہو۔	تبیین
۸	(ا) یہ افضل ہے کہ جو لوگ جنازہ کے ساتھ چلیں وہ اس کے پیچھے چلیں۔ [۲] (ب) اور جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے [۱] لیکن اگر آگے چلنے والا میت سے دور ہو جائے یا سبھی آگے ہو جائیں تو یہ مکروہ ہے [۳] (ج) اور میت کے دائیں بائیں نہ چلے [۴]	فتح قدیر
۹	جنازہ کو اٹھا کر لے چلنے میں سر کی جانب آگے کی جائے۔	مضمرات

اکیلے چلنے والا دکا دکا ہو دے تو وہ مکروہ ہے۔ ماخوذ رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم) [۳] سبھی آگے ہو جائیں یعنی جنازہ اپنے [۲] پیچھے اکیلا چھوڑ دیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم) [۴] اس لئے کہ اس سے جنازہ سے پیچھے چلنے کی افضلیت ترک ہو جاتی ہے اور یہ خلاف اولیٰ ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۴ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الرابع فی حمل الجنازة	حوالہ
۲۲۴-۱۰	واتباع الجنائز افضل من النوافل اذا کان لجوار او قرابة او صلاح مشهور	کذا فی البحر الرائق
۱۱	ولا بأس بالرکوب فی الجنازة والمشی افضل ویکره ان یتقدم الجنازة راکبا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ویکره النوح والصیاح وشق الجیوب فی الجنازة ومنزل المیت فاما البکاء من غیر رفع الصوت فلا بأس به والصبر افضل	کذا فی التتارخانیة
۱۳	ولا یتبع بنار فی مجمرة ولا شمع	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا ینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازة واذا کان مع الجنازة نائحة او صائحة زجرت فان لم تنزجر فلا بأس بان یمشی معها لان اتباع الجنازة سنة فلا یترکه لبدعة من غیره	کذا فی الایضاح
۱۵	ولا یقوم للجنازة الا ان یرید ان یشهدها	کذا فی الایضاح
۱۶	وکذا اذا کان القوم فی المصلی وجیئ بجنازة قال بعضهم لا یقومون اذا رأوها قبل ان توضع الجنازة عن الاعناق وهو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	وعلی المتبعی الجنازة الصمت ویکره لهم رفع الصوت بالذکر وقرأة القرآن	کذا فی شرح الطحاوی
۱۸	فان اراد ان یذکر الله یذکره فی نفسه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	واذا وضعت الجنازة علی الارض عند القبر فلا بأس بالجلوس وانما یکره قبل ان توضع عن مناکب الرجال	کذا فی الخلاصة
	والافضل ان لا یجلس مالم یسووا علیه التراب	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	واذا انزلوا به للصلوة یوضع عرضا للقبلة	کذا فی التتارخانیة
۲۱	ویجوز الاستئجار علی حمل الجنازة	کذا فی فتاوی قاضیخان

ےا جیساکہ درمختار ورد المحتار ج ۱ صـ۸۳۴ میں ہے (مترجم) ےا۲ حکم نمبر ۱۴/۲۲۷ ، ۱۶/۲۲۷ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ےا۳ حکم نمبر ۱۱ تا ۱۶/۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ےا۴ مگر ولیمہ کی دعوت میں کسی بدعت کی موجودگی کی وجہ سے وہاں دعوت قبول کرنے کی سنت کو چھوڑ دینے کا حکم ہے - فرق یہ ہے کہ جنازہ کا ساتھ چھوڑنے سے جنازہ کے انتظام میں خلل کا خدشہ ہے اور ولیمہ کی دعوت چھوڑ دینے سے ایسا نہیں ہے بلکہ کھانا کھانے والے مل جاتے ہیں ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ صـ۸۳۴ (مترجم) ےا۵ جیساکہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ جنازہ لے جانے میں اونچی آواز سے ذکر کرنا یا قرأت کرنا مکروہ ہے۔ دل میں ذکر کر سکتا ہے اور جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے لئے چاہیئے کہ وہ پوری خاموشی اختیار کریں حتیٰ کہ اگر جنازہ کے ساتھ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ـ جنازہ کے احکام — چوتھی فصل ـ جنازہ اٹھانے کا بیان	حوالہ
۲۲۴-۱۰	جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے ـ جبکہ وہ جنازہ پڑوسی کا ہو یا رشتہ دار کا ہو یا نیکی میں شہرت یافتہ ہو ـ	بحرالرائق
۱۱	(ا) جنازہ کے ساتھ سواری پر جانے میں کچھ حرج نہیں اور پیدل چلنا افضل ہے ـ (ب) اور یہ مکروہ ہے کہ جنازہ سے آگے سواری کی حالت میں ہو [1]	قاضیخان
۱۲	(ا) جنازہ کے ساتھ اور میت کے گھر میں بین کرنا اور گریبان پھاڑنا مکروہ ہے [2] (ب) البتہ آواز بلند کئے بغیر رونے میں کوئی حرج نہیں (ج) اور صبر کرنا افضل ہے ـ [3]	تتارخانیہ
۱۳	جنازہ کے ساتھ آگ کی انگیٹھی اور شمع نہ لے جائی جائے ـ	بحرالرائق
۱۴	عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا چاہیے اور اگر جنازہ کے ساتھ کوئی بین کرنے والی یا دا ویلا کرنے والی ہو تو اسے ڈانٹ کر منع کیا جائے اور اگر وہ منع نہ ہو تو جنازہ کے ساتھ جانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ جنازہ کے ساتھ جانا سنت ہے. پس اسے غیر کی بدعت کی وجہ سے نہ چھوڑے [4]	ایضاح
۱۵	(ا) جنازہ کے لئے کھڑا نہ ہو (ب) لیکن جب جنازہ میں شامل ہونے کا ارادہ ہو تو پھر کھڑا ہو ـ	ایضاح
۱۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب لوگ (جنازہ کی) نماز کی جگہ میں ہوں اور جنازہ لایا جائے تو بعض فقہائے نے کہا ہے کہ گردنوں سے جنازہ نیچے رکھنے سے پہلے اسے دیکھ کر کھڑے نہ ہوں اور یہی حکم صحیح ہے ـ	قاضیخان
۱۷	(ا) جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو خاموش رہنا چاہیئے ـ (ب) اور ان کے لئے (اسوقت) اونچی آواز سے ذکر کرنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے [5]	شرح طحاوی
۱۸	اور اگر کوئی شخص (جنازہ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہے تو دل میں کرے [6]	قاضیخان
۱۹	(ا) جب قبر کے پاس جنازہ زمین پر رکھ دیا جائے تو اس وقت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں ـ (ب) البتہ (جنازہ کی چارپائی) لوگوں کے کندھوں پر سے اتارنے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے [7] (ج) اور افضل یہ ہے کہ جبتک اس پر مٹی نہ ڈالیں نہ بیٹھیں ـ	خلاصہ محیط سرخسی
۲۰	جب نماز جنازہ کے لئے جنازہ رکھیں تو قبلہ کی چوڑائی میں رکھیں ـ	تتارخانیہ
۲۱	جنازہ اٹھانے کے لئے اجرت جائز ہے ـ	قاضیخان

چلنے والا یوں کہے کہ "استغفار کرو" تو یہ بھی مکروہ ہے ـ نیز لکھا ہے کہ جب جنازہ کے ساتھ دعا اور ذکر کرنے کے متعلق یہ حکم ہے تو پھر گا کر پڑھنے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جو اس دور کی پیداوار ہے ـ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۳۵ ـ (مترجم) [6] جیساکہ بحوالہ ظہیریہ رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۵ میں ہے ـ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دل میں پڑھنا چاہیئے تو یہ دعا پڑھ لے سُبْحَانَ مَنْ قَهَرَ عِبَادَهٗ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ وَتَفَرَّدَ بِالْبَقَاءِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ـ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ ص ۸۰ (مترجم) [7] اس لئے کہ کبھی مدد کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور کھڑا آدمی زیادہ مدد کر سکتا ہے ـ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
	الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت دفعات ۲۲۵ تا ۲۲۵ عنوان ۱ تعداد شق ۶۴	
۲۲۵	**الصلوٰۃ المیت** تعداد شق ۶۴	
۱	الصلوٰۃ علی الجنازۃ فرض کفایۃ اذا قام بہ البعض واحد اکان اوجماعۃ ذکر اکان او انثی سقط عن الباقین واذا ترکوا الکل اثموا	ھکذا فی التتارخانیۃ
۲	والصلوٰۃ علی الجنازۃ تتادی باداء الامام وحدہ لان الجماعۃ لیست بشرط الصلوٰۃ علی الجنازۃ شرط	کذا فی النھایۃ
۳	وشرطھا اسلام المیت وطھارتہ مادام الغسل ممکنا وان لم یکن بان دفن قبل الغسل ولم یکن اخراجہ الا بالنبش تجوز الصلوٰۃ علی قبرہ للضرورۃ ولو صلی علیہ قبل الغسل ثم دفن تعاد الصلوٰۃ لفساد الاولی	کذا فی التبیین
۴	وطھارۃ مکان المیت لیست بشرط	ھکذا فی المضمرات
۵	ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادۃ صغیرا کان او کبیرا ذکرا کان او انثی حرا کان او عبدا الا البغاۃ وقطاع الطریق ومن بمثل حالھم	کذا فی البدائع
۶	وان مات حال ولادتہ فان کان خرج اکثرہ صلی علیہ وان کان اقلہ لم یصل علیہ وان خرج نصفہ لم یذکر فی الکتاب ویجب ان یکون ھذا علی قیاس ماذکر من الصلوٰۃ علی نصف المیت	کذا فی البدائع
۷	والصبی اذا وقع فی ید المسلم من الجند فی دار الحرب وحدہ ومات ھناک صلی علیہ تبعا لصاحب الید	کذا فی المحیط
۸	قال ابو یوسفؒ لا یصلی علی کل من یقتل علی متاع یأخذہ	ھکذا فی الایضاح

۱؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اس لئے کہ میت نماز جنازہ ادا کرتے والا نہیں نیز اس لئے کہ پہنایا ہوا کفن میت میں اور اس کی جگہ میں حائل ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۹ (مترجم) ۳؎ اس کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۲۵ و ۴۰ تا ۴۳/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ بچہ کے متعلق حکم نمبر ۲۹ تا ۳۰/۲۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور وفات پانے والے کے جسم کا نصف حصہ پائے جانے کی صورت میں حکم

پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

دفعات ۲۲۵ تا ۲۲۵ عنوان ۱ تعداد شق ۶۴

۲۲۵ - نماز جنازہ

اور اس میں ۶۴ شقیں ہیں

۱ (ا) جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ جب بعض لوگوں نے اسے ادا کر دیا۔ ادا کرنے والا ایک ہو یا جماعت ہو۔ مرد ہو یا عورت ہو تو باقی لوگوں کے ذمہ سے نماز جنازہ پڑھنا ساقط ہو جائے گا۔

(ب) اور اگر کسی نے بھی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوں گے۔ تتارخانیہ

۲ جنازہ کی نماز امام اکیلا پڑھ دے تو ادا ہو جاتی ہے اس لئے کہ جنازہ کی نماز میں جماعت شرط نہیں ہے نہایہ

۳ نماز جنازہ کے لئے میت کا مسلمان ہونا اور اس کی طہارت شرط ہے[۱] جبتک کہ اسے غسل دینا ممکن ہو اور اگر ممکن نہ رہا ہو مثلاً میت غسل سے پہلے دفن کر دیا اور بغیر قبر کھودے اسے نکالنا ممکن نہ ہو تو بنابر ضرورت اس کی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہو گا۔ ٭

اور اگر میت پر غسل سے پہلے نماز جنازہ پڑھ دی گئی پھر دفن کر دیا گیا تو (قبر پر) نماز جنازہ لوٹائی جائیگی اس لئے کہ اس پر پہلی نماز جنازہ فاسد ہے۔ تبیین

۴ میت رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے[۲] مضمرات

۵ جو مسلمان پیدا ہونے کے بعد فوت ہوا اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو مذکر ہو یا مؤنث آزاد ہو یا غلام مگر باغیوں رہزنوں اور ان کی مانند لوگوں کی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے[۳] بدائع

۶ اگر بچہ دوران پیدائش میں وفات پاگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ نصف سے زیادہ باہر نکل آیا تھا تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر نصف باہر نکل چکا تھا (اس کے متعلق کتاب میں حکم ذکر نہیں ہے اور اس صورت کا حکم اس قیاس پر ہونا ضروری ہے جس میں نصف میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق ہم نے ذکر کیا ہے[۴] بدائع

اگر دارالحرب میں بچہ لشکر کے کسی مسلمان سپاہی کے قبضہ میں آجائے اور وہیں مرجائے تو قبضہ کرنیوالے کی ذیل میں قرار دیتے ہوئے اس پر نماز پڑھی جائے گی[۵] محیط

۸ حضرت امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ جو شخص کسی کا مال لیتے ہوئے قتل کیا جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی[۶] ایضاح

---

۴ ۴۰ تا ۴۳/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵ جیساکہ حکم ۳۸/۲۲۲ میں ہے (مترجم)

۶ اس کے متعلق حکم ۵/۲۲۵ ، ۳۳ تا ۳۵/۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

٭ حکم نمبر ۴۵/۲۲۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۹	ومن قتل احد ابویہ لایصلی علیہ اہانۃ لہ	کذا فی التبیین
۱۰	ومن قتل نفسہ خطاء بان ناول رجلا من العدو لیضربہ بالسیف فاخطأ واصاب نفسہ ومات غسل وصلی علیہ وھذا بلا خلاف	کذا فی الذخیرۃ
۱۱	ومن قتل نفسہ عمدا یصلی علیہ عندابی حنیفۃ رح و محمد رح وھوالاصح	کذا فی التبیین
۱۲	ومن قتل بحق بسلاح اوغیرہ کما فی القود والرجم یغسل ویصلی علیہ ویصنع بہ ما یصنع بالموتی	کذا فی الذخیرۃ
۱۳	والذی صلبہ الامام عن ابی حنیفۃ رح فیہ روایتان روی ابو سلیمان عنہ انہ لا یصلی علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	اولی الناس بالصلوۃ علیہ السلطان ان حضر فان لم یحضر فالقاضی ثم امام الحی ثم الولی	ھکذا فی اکثر المتون
	ذکر الحسن عن ابی حنیفۃ رح ان الامام الاعظم وھو الخلیفۃ اولی ان حضر فان لم یحضر فامام المصر فان لم یحضر فالقاضی فان لم یحضر فصاحب الشرط فان لم یحضر فامام الحی فان لم یحضر فالاقرب من ذوی قرابتہ وبھذہ الروایۃ اخذ کثیر من مشائخنا رح	کذا فی الکفایۃ والنھایۃ ومعراج الدرایۃ والغایۃ
۱۵	والاولیاء علی ترتیب العصبات الاقرب فالاقرب الا الاب فانہ یقدم علی الابن	کذا فی خزانۃ المفتین
	قیل ھذا قول محمد رح وعندھما الابن اولی والصحیح انہ قول الکل	کذا فی التبیین وھکذا فی الغیاثیۃ و فتح القدیر

سے ۱ درمختار میں کہ اگرچہ خودکشی کرنے والے کا گناہ کسی اور کے قاتل سے زیادہ ہے مگر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور ردالمحتار میں ہے کہ اس پر نماز جنازہ اس لئے ہے کہ اگرچہ وہ اپنے آپ پر باغی ہے مگر وہ زمین میں فساد نہ کرنے والا فاسق ہے ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۵ (مترجم) سے ۲ ردالمحتار میں ہے کہ امام الحی اس لئے کہ میت اپنی زندگی کی امامت پر راضی رہا پس اس کی وفات کے بعد اسے ہی اسکی نماز جنازہ پڑھانی چاہیئے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وفات پانے والا اپنی زندگی میں امام الحی کی امامت پر راضی نہ تھا تو پھر

دفعات دستی نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-۹	جو شخص اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس کی توہین کے لئے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔	تبیین
۱۰	جس شخص نے غلطی سے اپنے آپ کو قتل کر دیا مثلاً اس نے دشمن کو تلوار سے مارنے کے لئے پکڑا پھر اس نے غلطی کی اور اپنے آپ کو مار دی اور اس کی وجہ سے مر گیا تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔	ذخیرہ
۱۱	جس شخص نے اپنے آپ کو جان بوجھ کر قتل کر لیا۔ تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [1]	تبیین
۱۲	جو شخص ہتھیار سے یا ہتھیار کے بغیر کسی حق میں قتل کیا جائے۔ جیسا کہ قصاص میں یا رجم میں قتل کیا جائے تو اسے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو (مسلمانوں کی) میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔	ذخیرہ
۱۳	جس شخص کو حاکم نے (تعزیراً) پھانسی کی سزا دی ہو اس کے متعلق امام ابوحنیفہؒ سے دو روائتیں ہیں۔ ابوسلیمانؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔	قاضیخان
۴	(ا) نماز جنازہ پڑھانے میں سب سے اولی سلطان ہے اگر حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو پھر قاضی اولی ہے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو پھر امام الحی (اس محلہ کی مسجد کا امام) اولی ہے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو میت کا ولی (قریبی وارث) اولی ہے۔ یہ حکم اکثر متون میں ہے۔	متون
	(ب) حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ (نماز جنازہ پڑھانے میں) امام اعظم یعنی خلیفہ اولی ہے اگر حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو شہر کا امام اولی ہے اگر وہ حاضر نہ ہو تو امام الحی (اس محلہ کی مسجد کا امام) اولی ہے [2] اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو رشتہ داروں میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ اولی ہے اور اسی روایت کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے	کفایہ۔ نہایہ۔ معراج درایہ۔ عنایہ
۱۵	(ا) (نماز جنازہ پڑھانے میں) رشتہ داروں کی ترتیب عصبات [3] کی ترتیب کے مطابق ہوتی ہے پس جو زیادہ قریب ہے وہ نسبتاً اولی ہے مگر باپ کا حکم اس کے خلاف ہے وہ بیٹے پر مقدم ہے [4]	خزانۃ المفتین
	(ب) بعض نے کہا ہے کہ (نماز جنازہ پڑھانے میں بیٹے پر باپ کے مقدم ہونے کا) یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں بیٹا مقدم ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ باپ کے مقدم ہونے کا حکم سب کا قول ہے۔ تبیین۔ غیاثیہ۔	فتح قدیر

امام الحی کو مقدم کرنا مستحب نہیں ہونا چاہیئے بشرطیکہ اس کا راضی نہ ہونا کسی صحیح وجہ سے تھا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۳ (مترجم)

[3] عصبات وہ وارث ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں ہوتا۔ اور مقررہ حصہ والوں (یعنی اصحاب الفروض) سے جو کچھ بچتا ہے وہ عصبات کو ملتا ہے اور اگر صرف عصبہ ہی وارث ہو تو اسے میت کا سارا مال ملتا ہے (ماخوذ از فتاوی ذا بحث ۷۱ باب ۳) (مترجم) [4] یعنی اگرچہ عصبات میں میت کا بیٹا مقدم ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے میں میت کے بیٹے پر میت کا باپ مقدم ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۱۲	ولاحق للنساء فی الصلوٰۃ علی المیت ولا للصغار	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۷	وللاقرب ان یقدم علی الابعد من شاء فان غاب ولاقرب فی مکان تفوت الصلوٰۃ بحضورہ فالابعد اولی فان تدم الغائب غیرہ بکتاب کان للابعد ان یمنعہ	
	والمریض فی المصر بمنزلۃ الصحیح یقدم من شاء ولیس للابعد ان یمنعہ	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۸	فان تساوی ولیان فی درجۃ فاکبرہم سنا اولی ولیس لاحدہما ان یقدم غیر شریکہ الا باذنہ فان تدم کل واحد منہما رجلا کان الذی تدمہ الاکبر اولی	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۱۹	وفی الکبری المیت اذا اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
۲۰	عبد مات واختصم فی الصلوٰۃ علیہ المولی وابو العبد وابنہ وہما حران فالمولی احق بالصلوٰۃ علیہ	کذا فی المحیط
۲۱	وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
۲۲	ولا ولایۃ للزوج عندنا لانقطاع الوصلۃ بالموت	کذا فی الجامع الصغیر لقاضیخان

۱؎ جیساکہ نورالایضاح میں کہ جس شخص کو نماز جنازہ پڑھانے میں مقدم ہونے کا حق حاصل ہے وہ کسی غیر کو جنازہ پڑھانے کی اجازت دے سکتا ہے نورالایضاح ص۵۷ وھکذا فی الدرالمختار ج ا ص۸۲۴، ۸۲۵ (مترجم) ۲؎ ردالمحتار میں ہے کہ جو شخص جنازہ پڑھانے میں مقدم ہے دوسرے کو اذن دینے میں اولی ہے۔ لیکن امام الحی کسی اجنبی کو جنازہ پڑھانے کا اذن دے تو ولی منع کر سکتا ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص۸۲۵ (مترجم) ۳؎ ردالمحتار میں ہے کہ جو شخص مقدم ہونے کا حق رکھتا ہے اگر میت نے اس کے غیر کے لئے غسل دینے یا نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت کی یا میت نے کسی خاص کپڑے کا کفن پہنانے کی کسی خاص جگہ میں دفن کرنے کی وصیت کی تو اس وصیت کا نافذ کرنا ضروری

صفحات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲-۱۶	نماز جنازہ (پڑھانے) میں عورتوں اور بچوں کا کوئی حق نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۷	(ا) (جنازہ پڑھانے کے حق میں) قریب شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ (جنازہ پڑھانے کے لئے) جسے چاہے (جنازہ پڑھانے کے حق میں) دور شخص پر مقدم کردے [1] (ب) اور اگر (مذکورہ حق میں) قریب شخص غائب ہو اور اس کی جگہ اتنی دور ہو کہ اس کے آنے تک نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو پھر اسکی نسبت (مذکورہ حق میں) دور شخص اولی ہے (ج) اگر (مذکورہ حق میں) قریب شخص غائب ہو اور خط کے ذریعہ کسی غیر کو مقدم کرنے کا حکم دے تو (مذکورہ حق میں) اس کی نسبت دور شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس (غیر) کو (نماز جنازہ پڑھانے سے) منع کردے۔ (د) جو شخص شہر میں مریض ہو (جنازہ پڑھانے کے حق میں) وہ تندرست کے حکم میں ہے۔ اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ (اولی ہونے کی صورت میں) جسے چاہے مقدم کردے۔ اور (اس صورت میں) بعد کے درجہ والے کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے [2]	جوہرہ نیرہ
۱۸	(ا) اگر دو وارث درجہ میں برابر ہوں تو (جنازہ پڑھانے کے حق میں) ان میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ اولی ہے۔ (ب) اور ان دونوں میں سے کسی کو اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنے برابر کے شخص کے علاوہ کسی اور کو مقدم کردے مگر اپنے برابر شخص کی اجازت سے کسی اور کو مقدم کرنا جائز ہے۔ (ج) اگر (مذکورہ صورت میں) ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک آدمی جنازہ پڑھانے کے لئے مقدم کردیا تو وہ شخص اولی ہے جسے عمر میں بڑے نے مقدم کیا ہے۔	جوہرہ نیرہ
۱۹	کبریٰ میں ہے کہ میت نے اگر یہ وصیت کی کہ فلاں شخص میرے جنازہ کی نماز پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے [3]	مضمرات
۲۰	کوئی غلام وفات پاگیا اور اس کے آقا۔ غلام کے باپ اور غلام کے بیٹے میں اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق جھگڑا ہوگیا اور غلام کا باپ اور بیٹا دونوں آزاد ہوں تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے میں آقا کو زیادہ حق حاصل ہے۔	محیط
۲۱	اور اسی (مذکورہ حکم) پر فتویٰ ہے۔	مضمرات۔
۲۲	ہمارے ہاں خاوند کو بیوی کا جنازہ پڑھانے میں ولایت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے کہ تعلق موت سے ختم ہوگیا ہے [4]	جامع صغیر

نہیں اور اس سے ولی کا حق باطل نہیں ہوتا۔ نیز لکھا ہے کہ جب ولی پر امام الحی کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میت اپنی زندگی میں امام الحی کی امامت پر راضی رہا تو وفات پانے والے نے جس شخص کے لئے جنازہ پڑھانے کی وصیت کی ہو اس پر میت کی رضامندی صراحتاً ہے۔ پس اس وجہ سے امام الحی پر وصیت یافتہ شخص کا مقدم ہونا معلوم ہوتا ہے گو ایسی وصیت باطل ہے۔ اس کا نافذ کرنا ضروری نہیں۔ رد المحتار ج ا ص ۸۲۵ (مترجم) [5] حکم نمبر ۵۸ تا ۵۹/۲۲۱ ۲۳-۲۴/۲۲۵ مع حاشیہ ۱۵/۲۲۶ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵ - ۲۳	فان لم يكن للميت ولى فالزوج اولى ثم الجيران اولى من الاجنبى	كذا فى التبيين
۲۴	ولومانت امرأة ولها زوج وابن عاقل بالغ منه فالولاية للابن دون الزوج لكن يكره للابن ان يتقدم اباه و ينبغى ان يقدمه فان كان لها ابن من زوج آخر فلا باس بان يتقدم لانه هو الولى وتعظيم زوج امه غير واجب عليه	كذا فى البدائع
۲۵	ولايصلى على ميت الامرة واحدة والتنفل بصلوة الجنازة غير مشروع	كذا فى الايضاح
۲۶	ولا يعيد الولى ان صلى الامام الاعظم او السلطان والوالى او القاضى او امام الحى لان هولاء اولى منه وان كان غير هولاء ان يعيد	كذا فى الخلاصة
۲۷	وان صلى عليه الولى لم يجز لاحد ان يصلى بعده ولو اراد السلطان ان يصلى عليه فله ذلك لانه مقدم عليه	كذا فى الجوهرة النيرة
۲۸	ولو صلى عليه الولى وللميت اولياء اخر بمنزلته ليس لهم ان يعيدوا	كذا فى الجوهرة النيرة
۲۹	فان صلى غير الولى او السلطان اعاد الولى ان شاء	كذا فى الهداية
	رجل صلى صلوة الجنازة والولى خلفه ولم يرض به ان تابعه فصلى معه جاز و لا يعيد الولى	كذا فى الخلاصة
۳۰	ولوكان الامام على غير الطهارة تعاد وان كان الامام على طهارة والقوم على غير طهارة صحت صلوة الامام و لا تعاد الصلوة عليه	كذا فى الخلاصة

۱؎ نماز جنازہ میں خاوند کی ولایت کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۳ / ۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ درمختار میں ہے کہ ولی نے نماز جنازہ پڑھائی یعنی جائز حق کی بنا پر نماز جنازہ پڑھادی بایں صورت کہ جنازہ پڑھانے میں اس سے مقدم حق رکھنے والا حاضر نہ تھا تو اس کے بعد کسی اور کو وہ جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ لیکن اگر مثلاً ولی نے سلطان کے حاضر ہوتے ہوئے نماز جنازہ پڑھادی تو سلطان اس نماز جنازہ کو لوٹا سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۱ صفحہ ۸۲۶ (مترجم) ۳؎ درمختار میں ہے اگر ولی کے علاوہ ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھائی

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — پانچویں فصل۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۲۳	اگر عورت میت کا کوئی اور وارث نہ ہو تو پھر (نماز جنازہ پڑھانے میں) خاوند اولیٰ ہے۔ پھر ہمسایہ شخص اجنبی شخص کی نسبت اولیٰ ہے۔	تبیین
۲۴	اگر کوئی عورت وفات پاگئی اور اس کا خاوند ہے اور اسی خاوند سے عاقل بالغ بیٹا بھی ہے تو (جنازہ پڑھانے میں) خاوند [1] کی نسبت ولایت بیٹے کو حاصل ہے لیکن بیٹے کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے باپ سے مقدم ہو اور (اس صورت میں) بیٹے کو چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کو مقدم کرے۔ (ب) اور اگر وہ بیٹا اس عورت کے کسی اور خاوند سے تھا تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ بیٹا (نماز جنازہ پڑھانے میں) مقدم ہو جائے اس لئے اس کو ولایت حاصل ہے اور اس پر اپنی ماں کے خاوند کی (مذکورہ) تعظیم واجب نہیں ہے۔	بدائع
۲۵	میت پر صرف ایک بار نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔ اس لئے کہ نفل نماز جنازہ مشروع نہیں ہے۔	ایضاً
۲۶	اگر امام اعظم (یعنی خلیفہ) یا سلطان یا گورنر یا قاضی یا امام حی (اس محلہ کی مسجد کے امام) نے نماز جنازہ پڑھادی ہو تو ولی کو نماز جنازہ لوٹانے کا اختیار نہیں ہے اس لئے کہ یہ مذکورہ لوگ ولی سے اولیٰ ہیں۔ (ب) اور اگر ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ولی (رشتہ میں سب سے قریب) کو اختیار حاصل ہے کہ وہ نماز جنازہ کو لوٹائے۔	خلاصہ
۲۷	اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھادی ہو تو اس کے بعد کسی اور کو (اس میت کی) نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں ہے اور اگر سلطان نماز جنازہ پڑھانا چاہے تو پڑھا سکتا ہے اس لئے کہ سلطان (نماز جنازہ پڑھانے میں) ولی پر مقدم ہے [2]	جوہرہ نیرہ
۲۸	اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھادی اور اس میت کے کئی اور وارث بھی ہوں جو نماز جنازہ پڑھانے میں اس ولی کے ہمرتبہ ہوں تو ان کے لئے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ نماز جنازہ کو لوٹائیں۔	جوہرہ نیرہ
۲۹	(ا) اگر ولی یا سلطان کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ولی چاہے تو نماز جنازہ لوٹا سکتا ہے	ہدایہ
	(ب) کسی آدمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور میت کا ولی اس کے پیچھے ہے اور وہ راضی نہیں کہ وہ آدمی نماز جنازہ پڑھائے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ولی نے اس آدمی کی اقتدا کرکے نماز جنازہ پڑھ لی ہے تو نماز جائز ہے اور (اس صورت میں) ولی (اس نماز جنازہ کو) نہیں لوٹائے گا [3]	خلاصہ
۳۰	(ا) اگر نماز جنازہ میں امام بے وضو تھا تو نماز جنازہ لوٹائی جائے گی۔	

ہے ولی پر مقدم ہونے کا حق نہیں ہے اور ولی نے اس شخص کی متابعت نہ کی تو ولی چاہے تو نماز جنازہ لوٹا سکتا ہے۔ خواہ اس کی تحریمہ باندھے اور یہ لوٹانا اسقاط فرض کے لئے نہیں اس کے حق کے لئے ہوگا اور اگر ولی کے علاوہ ایسے شخص نے نماز جنازہ پڑھائی جو ولی پر مقدم ہے مثلاً قاضی اور امام الحی وغیرہ یا وہ شخص ولی پر مقدم نہیں مگر ولی نے اس نماز جنازہ میں اس شخص کی متابعت کی تو پھر ولی وہ نماز جنازہ نہیں لوٹا سکے گا۔ مفہوم ماخوذ از در مختار ج ا صـ۸۲۵ ۔ صـ۸۲۷ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-		
۳۱	اذا صلی المریض علی جنازۃ قاعدا وهو ولیها والقوم خلفه قیام جاز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	رجل مات فی غیر بلدہ ثم جاء اهله فحملوہ الی منزله ان كانت الصلوٰۃ باذن السلطان او القاضی لا تعاد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	حضرت وقت صلوٰۃ المغرب جنازۃ تقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی سنۃ المغرب	کذا فی القنیۃ
۳۴	ولا تجوز الصلوٰۃ علی الجنازۃ راکبا	کذا فی المحیط
۳۵	وكل ما یعتبر شرطا لصحۃ سائر الصلوات من الطهارۃ الحقیقیۃ والحكمیۃ واستقبال القبلۃ وستر العورۃ والنیۃ یعتبر شرطا لصحۃ صلوٰۃ الجنازۃ	هكذا فی البدائع
۳۶	فالامام والقوم ینوون ویقولون نویت اداء هذہ الفریضۃ عبادۃ لله تعالی متوجها الی الكعبۃ مقتدیا بالامام ولو تفكر الامام بالقلب انه یؤدی صلوٰۃ الجنازۃ یصح ولو قال المقتدی اقتدیت بالامام یجوز	کذا فی المضمرات
۳۷	ومن الشروط حضور المیت ووضعه وكونه امام المصلی فلا تصح علی غائب ولا علی محمول علی دابۃ ولا علی موضوع خلفه	هكذا فی النهر الفائق
۳۸	وتفسد صلوٰۃ الجنازۃ بما تفسد به سائر الصلوات الا محاذاۃ المرأۃ	کذا فی الزاهدی
۳۹	اذا كان القوم سبعۃ قاموا ثلاثۃ صفوف یتقدم واحد وثلاثۃ بعدہ واثنان بعدهم وواحد بعدهما	کذا فی التتارخانیۃ
۴۰	یقوم للرجل والمرأۃ بحذاء الصدر وهذا احسن مواقف الامام من المیت للصلوٰۃ علیه وان وقف فی غیرہ جاز	هكذا فی الكافی

۱؎ اور نماز جنازہ کے لئے تیمم کے جواز کے متعلق حکم ۲۹ تا ۳۲/۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ نیت کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳/۱۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ نماز فاسد کرنے والے امور کے متعلق حکم نمبر ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۴؎ محاذاۃ المرأۃ یعنی اگر نماز میں عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے اور بعض شرطیں

دفعات دشتی نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-	(ب) اور اگر نماز جنازہ میں امام باوضو تھا اور جماعت کے لوگ بے وضو تھے تو امام کی نماز صحیح ہو گی اور نماز جنازہ نہیں لوٹائی جائے گی۔٭	خلاصہ
۳۱	اگر مریض نے نماز جنازہ بیٹھ کر پڑھائی اور میت کا ولی بھی وہی ہے اور جماعت کے لوگ اس کے پیچھے کھڑے (ہو کر نماز جنازہ پڑھ رہے) ہوں تو جائز ہے۔	قاضیخان
۳۲	کوئی شخص اپنے شہر کے علاوہ میں وفات پاگیا پھر اس کے رشتہ دار آئے اور اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) اگر سلطان یا قاضی کے حکم سے اس کی نماز جنازہ پڑھ چکے تھے تو اس کی نماز جنازہ نہیں لوٹائی جائے گی۔	قاضیخان
۳۳	مغرب کی نماز کے وقت جنازہ حاضر کیا گیا تو جنازہ کی نماز مغرب کی سنتوں پر مقدم کی جائے گی۔	قنیہ
۳۴	سوار ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔	محیط
۳۵	جو شرطیں دوسری نمازوں کے صحیح ہونے کے لئے ہیں جیسے حقیقی طہارت۔ حکمی طہارت قبلہ کی طرف رُخ کرنا۔ ستر ڈھانکنا اور نیت کرنا یہ سب شرطیں نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے (بھی) ہیں[1]	بدائع
۳۶	(د) پس امام اور جماعت کے لوگ نماز جنازہ کی نیت کریں گے تو یوں کہیں گے میں نماز جنازہ کے فرض کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں بندگی اللہ تعالیٰ کی منہ طرف کعبے شریف کے پیچھے امام صاحب کے (ب) اور اگر امام دل میں نیت کرے کہ وہ نماز جنازہ ادا کر رہا ہے تو صحیح ہوگا (ج) اور اگر مقتدی یہ کہے کہ میں اس امام کی اقتدا کرتا ہوں تو جائز ہوگا[2]	مضمرات
۳۷	نماز جنازہ کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ میت حاضر ہو میت رکھی ہوئی ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو پس اگر میت غائب ہو یا کسی جانور پر لادی ہوئی ہو یا نماز پڑھنے والے کے پیچھے رکھی ہوئی ہو تو نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی۔	نہر فائق
۳۸	جن امور سے دوسری نمازیں فاسد[3] ہو جاتی ہیں ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہے مگر نماز جنازہ میں محاذاۃ المرأۃ[4] کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔	زاہدی
۳۹	جب نماز جنازہ میں (کل) سات آدمی ہیں تو تین صفیں کریں ایک (بطور امام) آگے ہو جائے تین اس کے پیچھے ہوں اور پھر دو ان کے پیچھے ہوں اور پھر ایک ان (دونوں صفوں) کے پیچھے ہو۔	تتارخانیہ
۴۰	(ا) نماز جنازہ میں میت مرد ہو یا عورت ہو امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ میت کی نماز جنازہ میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ یہی بہتر ہے (ب) اور اگر کوئی امام میت کے سینہ کی سیدھ کے علاوہ میں کھڑا ہو گیا تو جائز ہے۔	کافی

بھی پائی جائیں تو اس مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۶۴ میں ہے مگر نماز جنازہ میں محاذاۃ المرأۃ کے احکام لاگو نہیں ہوتے جیسا کہ حکم نمبر ۳/۱۶۴ میں ہے (مترجم) ٭ حکم نمبر ۲/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۴۱	وصلوۃ الجنازۃ اربع تکبیرات ولو ترک واحدمنھا لم تجز صلوتہ	ھکذا فی الکافی
۴۲	فیکبر لافتتاح ویقول سبحٰنک اللھم الخ ثم یکبر اخری ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکبر اخری ویدعو للمیت وجمیع المسلمین ولیس فیھا دعاء موقت وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان فان کان المیت صغیرا عن ابی حنیفۃ رح انہ یقول اللھم اجعلہ لنا فرطا اللھم اجعلہ لنا ذخرا واجرا اللھم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا ھذا اذا کان یحسن ذلک فان کان لا یحسن یأتی بای دعاشاء ثم یکبر الرابعۃ ثم یسلم تسلیمتین ولیس بعد التکبیرۃ الرابعہ قبل السلام دعاء	ھکذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان
۴۳	وھو ظاھر المذھب	ھکذا فی الکافی

ے۱ کیونکہ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ سمیت چاروں تکبیریں رکن ہیں ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صـ ۴۱۱ (مترجم) ے۲ اور میت کے لئے خلوص سے دعا کرے جیساکہ نماز جنازہ کے متعلق ابو امامہ کی روایت میں ہے کہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخلص الدعا للمیت ثم یسلم الخ یعنی درود شریف کے بعد (تیسری تکبیر کہکر) پھر میت کے لئے خلوص سے دعا کرے پھر (چوتھی تکبیر کہکر) سلام پھیرے ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ صـ ۱۹۸ بحوالہ اسمٰعیل قاضی وہکذا بحوالہ الحاکم وہکذا عن ابی ہریرۃ مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۴۹ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میت کے لئے ایسی رقت اور خلوص سے ہوتی تھی کہ بعض صحابہ رض نے سنکر تمنا کی کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔ بحوالہ مسلم عن عوف ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ ۱۸۳ (مترجم) ے۳ ترجمہ:۔ الٰہی ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر میت کو بخش دے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو بخشدے ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو بخشدے اور ہمارے ہر مرد اور ہر عورت کو بخشدے الٰہی تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے (مترجم) ے۴ ترجمہ:۔ الٰہی اسکو ہمارے لئے آگے پہنچکر سامان کرنیوالا بنادے اور اس کو ہمارے لئے وقت پر کام آنے والا اور اجر کا موجب بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنیوالا بنادے اور ایسا سفارشی بنادے جسکی سفارش منظور ہو جائے (مترجم) ے۵ نماز جنازہ کے سلام کے بعد دعا کرنے کے متعلق حنفی فقہ کی کتب کے مندرجہ ذیل احکام ملاحظہ ہوں (۱) البحر الرائق میں ہے کہ لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصۃ وعن الفضلی لا باس بہ: ترجمہ:۔ (نماز جنازہ میں) سلام پھیرنے کے بعد دعا نہ کرے جیساکہ یہ حکم خلاصۃ الفتاوی میں ہے اور فضلی رح سے منقول ہے کہ مذکورہ دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ صـ ۱۸۳ اور "لا باس بہ یعنی اسمیں کوئی حرج نہیں" کے فقرہ کے متعلق فتاوی شامیہ میں ہے کہ قولہ لا باس الخ ذ منا

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-۴۱	(ا) نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں (ب) اگر کسی نے ان میں سے کوئی ایک تکبیر چھوڑ دی تو اس کی وہ نماز جنازہ جائز نہ ہوگی [۱]	کافی
۴۲	(ا) پس شروع کی تکبیر (تحریمہ) کہے اور سبحنک اللھم آخر تک پڑھے (ب) پھر دوسری تکبیر کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے (ج) پھر (تیسری) تکبیر کہے اور میت کیلئے [۲] اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کہے اور اس میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ [۳] اور اگر میت بچہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاَجْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا [۴] یہ (مذکورہ دعائیں پڑھنے کا حکم) اس صورت میں ہے کہ وہ ان دعاؤں کو اچھی طرح پڑھ سکے اور اگر (مذکورہ دعائیں) اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جونسی دعا چاہے پڑھے۔ (د) پھر چوتھی تکبیر کہے پھر دونوں طرف سلام پھیرے (س) چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے کوئی دعا نہیں ہے [۵]	شرح جامع صغیر
۴۳	اور یہی (مذکورہ) حکم ظاہر المذہب ہے۔	کافی

التعبیر کما قال شمس الائمۃ اشارۃ الی انہ لا یوجب ویکفیہ ان یجوز اسا برأس اھ قال فی النھایۃ لان لفظ لا بأس دلیل علی ان المستحب غیرہ الخ یعنی کوئی حرج نہیں کے لفظ میں اشارہ ہے کہ ایسا کرنے میں ثواب نہیں۔ البتہ مواخذہ سے بچنے کیلئے کفایت کر جائیگا اور مستحب امر اسکے علاوہ میں ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا ص۶۱۱ (ب) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ولا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ دعا مرۃ لان اکثرھا دعاء ترجمہ:- نماز جنازہ کے بعد دعا کیلئے نہ ٹھہرے اسلئے کہ وہ ایک دفعہ دعا کر چکا ہے کیونکہ نماز جنازہ کا اکثر حصہ دعا ہی کا ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیریہ ج ۴ ص۸۰ (ج) مرقاۃ شرح مشکوۃ از ملا علی قاریؒ میں ہے کہ ولا یدعو للمیت بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ -ترجمہ:- میت کیلئے نماز جنازہ کے بعد (وہاں) دعا نہ مانگے اس لئے کہ ایسا کرنا نماز جنازہ میں زیادتی کرنے کے مشابہ ہے۔ ماخوذ از مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۲ ص۳۱۹ (د) اور خلاصۃ الفتاوی میں ہے کہ ولا یقوم بالدعاء فی قرأۃ القرآن لاجل المیت بعد صلوۃ الجنازۃ الخ وقبلھا ترجمہ:- نماز جنازہ سے (متصل) پہلے اور بعد قرآن مجید پڑھکر میت کیلئے دعا کرنے کے لئے نہ ٹھہرے۔ ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج ا ص۲۲۵ (س) قنیہ میں ہے کہ لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ۔ ترجمہ- نماز جنازہ کے (متصل) بعد دعا کیلئے کوئی آدمی نہ ٹھہرے ماخوذ از قنیہ ص۵۶ (ص) اور محیط میں ہے ان الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ مکروہ۔ ترجمہ- بیشک نماز جنازہ کے بعد (متصل) دعا مانگنا مکروہ ہے ماخوذ از محیط باب الجنائز (ص) فتاوی سراجیہ میں ہے کہ اذا فرغ من الصلوۃ لا یقوم بالدعاء ترجمہ جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے تو وہاں دعا کیلئے نہ ٹھہرے ماخوذ از فتاوی سراجیہ ص۲۳ (مستہ مترجم) البتہ میت کے دفن کے بعد دعاؤں کے متعلق حکم $\frac{۳۵،۳۶}{۲۲۶}$ مع حاشیہ اور زیارت قبور کے وقت دعاؤں کے متعلق حکم $\frac{۳۸}{۲۲۶}$ کے حاشیہ اور میت کو ایصال ثواب کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۲}{۱۸۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت	حوالہ
۲۲۵-۴۴	ویخافت فی الکل الا فی التکبیر	کذا فی التبیین
۴۵	ولا یقرأ فیها القرآن ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعاء فلا بأس بہ وان قرأ بنیۃ القرأۃ لا یجوز لانہا محلہا الدعاء دون القرأۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	ولا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی فی ظاہر الروایۃ والامام والقوم فیہ سواء	کذا فی العینی شرح الکنز کذا فی الکافی
۴۷	ولا ینوی المیت فی التسلیمتین بل ینوی بالاولی من عن یمینہ وبالثانیۃ من عن شمالہ کذا فی السراج الوہاج	وہکذا فی فتاوی قاضیخان والظہیریۃ
۴۸	ولو کبر الامام خمسا فالمقتدی لا یتابع ثم ماذا یصنع فی روایۃ عن ابی حنیفۃؒ یمکث حتی یسلم معہ وہو الاصح	ہکذا فی محیط السرخسی
۴۹	واذا جاء رجل وقد کبر الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکن حاضرا انتظرہ حتی یکبر الثانیۃ ویکبر معہ فاذا فرغ الامام کبر المسبوق التکبیرۃ التی فاتتہ قبل ان ترفع الجنازۃ وہذا قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ	کذا فی السراج الوہاج
۵۰	وکذا اذا جاء وقد کبر الامام تکبیرتین او ثلاثا	کذا فی السراج الوہاج
۵۱	وان جاء رجل وقد کبر الامام اربعا ولم یسلم لا یدخل معہ فی روایۃ عن ابی حنیفۃؒ والاصح انہ یدخل وعلیہ الفتوی	کذا فی المضمرات
	ثم یکبر ثلاثا قبل ان ترفع الجنازۃ متتابعا لا دعاء فیہا کذا فی الخلاصۃ	وفتاوی قاضیخان
	ولو رفعت بالایدی ولم توضع علی الاکتاف ذکر فی ظاہر الروایۃ انہ لا یأتی	کذا فی الظہیریۃ

ـــلـہ رد المحتار میں ہے کہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے بعد جو ذکر پڑھا جاتا ہے اسے اونچی آواز سے نہ پڑھے اس لئے کہ ذکر میں آہستہ پڑھنا مسنون ہے اور سلام اونچی آواز سے یا آہستہ آواز سے کہنے کے متعلق ظاہر روایت میں کوئی حکم نہیں ہے حسن بن زیادؒ نے کہا ہے کہ چونکہ اونچی آواز سے سلام کہنا نماز کی تکمیل کی اطلاع کے لئے ہوتا ہے اور نماز جنازہ میں اسکی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس نماز میں سلام کہنا تو چوتھی

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — پانچویں فصل - میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵-۴۴	(نماز جنازہ میں) تکبیروں کے سوا باقی سب آہستہ پڑھے [1]	تبیین
۴۵	(ا) نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہ کرے (ب) اور اگر کسی نے سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھی تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور اگر سورہ فاتحہ قرأت کی نیت سے پڑھی تو جائز نہ ہو گا اس لئے کہ وہ موقع قرأت کی بجائے دعا کا ہے۔	محیط سرخسی
۴۶	(ا) اور ظاہر روایت میں (نماز جنازہ کے دوران) پہلی تکبیر (یعنی تکبیر تحریمہ) کے سوا ہاتھ نہ اٹھائے (ب) اور اس (مذکورہ) حکم میں امام اور قوم برابر ہیں۔	عینی۔ کافی
۴۷	دونوں سلاموں میں میت کی نیت نہ کرے بلکہ پہلے سلام میں ان کی نیت کرے جو اس کی دائیں طرف ہیں اور دوسرے سلام میں ان کی نیت کرے جو اس کے بائیں طرف ہیں [2] سراج الوہاج-	قاضیخان ظہیریہ
۴۸	اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی (پانچویں تکبیر میں) امام کی پیروی نہ کرے [3] پھر وہ کیا کرے اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رح کی ایک روایت میں حکم یہ ہے کہ وہ ٹھہرا رہے۔ حتی کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	محیط سرخسی
۴۹	کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام پہلی تکبیر کہہ چکا تھا اور یہ اس وقت حاضر نہ تھا [4] تو وہ انتظار کرے اور جب امام دوسری تکبیر کہے تو اس کے ساتھ تکبیر کہکر نماز میں شریک ہوا اور جب امام نماز سے فارغ ہو تو یہ مسبوق جنازہ اٹھنے سے پہلے وہ تکبیر کہہ لے جو اس سے فوت ہو گئی ہے یہ قول امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔	
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام دو تکبیریں یا تین تکبیریں کہہ چکا تھا۔	سراج وہاج
۵۱	(ا) اور اگر کوئی شخص (نماز جنازہ کے لئے) آیا اور امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا البتہ امام نے ابھی سلام نہیں پھیرا تھا تو امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ شخص امام کے ساتھ اس نماز جنازہ میں شامل نہ ہو۔ (ب) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ داخل ہو اور اس حکم پر فتوی ہے۔	مضمرات
	(ج) پھر (اس مذکورہ صورت میں نماز میں داخل ہونے کے بعد) وہ شخص پے درپے تین تکبیریں ان تکبیروں کے درمیان کوئی دعا پڑھے بغیر کہہ لے۔	خلاصہ قاضیخان
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جنازہ ہاتھوں پر اٹھالیا گیا تھا البتہ ابھی کندھوں پر نہیں رکھا گیا تھا تو ظاہر روایت میں اس کا حکم یہ ہے کہ پھر تکبیریں نہ کہے۔	ظہیریہ

تکبیر کے بعد بلا فصل شروع ہے۔ مگر ہمارے زمانہ میں عمل اس پر ہے کہ سلام اونچی آواز سے کہا جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ا ص ۸۱۷ (مترجم) [2] سلام میں نیت کے متعلق حکم ۹ تا ۱۵/۱۳۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ حکم ۱/۱۶۷ میں ہے (مترجم)

[4] اور اگر وہ حاضر تھا تو انتظار نہ کرنے کے متعلق حکم ۵۲/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل الخامس فی الصلوٰۃ علی المیت	دفعات وشق نمبر
کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان	وان کان مع الامام فتغافل و لم یکبر مع الامام او کان فی النیۃ بعد فأخر التکبیرۃ فانہ یکبر ولا ینتظر تکبیرۃ الامام الثانیۃ فی قولھم لانہ لماکان مستورا جعل بمنزلۃ المشارک	۲۲۵ – ۵۲
کذا فی فتاوی قاضیخان	وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانیۃ والثالثۃ یکبرھما ثم یکبر مع الامام	۵۳
کذا فی التتارخانیۃ	ولو سلم الامام بعد الثالثۃ ناسیا کبر الرابعۃ ویسلم	۵۴
کذا فی معراج الدرایۃ	ولو اجتمعت الجنائز یخیر الامام ان شاء صلی علی کل واحد علی حدۃ وان شاء صلی علی الکل دفعۃ بالنیۃ علی الجمیع	۵۵
کذا فی فتح القدیر	وھو فی کیفیۃ وضعھم بالخیار ان شاء وضعھم بالطول سطرا واحدا ویقف عند افضلھم وان شاء وضعھم واحدا وراء واحد الی جھۃ القبلۃ وترتیبھم بالنسبۃ الی الامام کترتیبھم فی صلوتھم خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منھم الافضل فالافضل فیصف الرجال الی جھۃ الامام ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ثم المراھقات ولوکان الکل رجالا روی الحسنؒ عن ابی حنیفۃؒ یوضع افضلھم واسنھم مما یلی الامام ولو اجتمع حر وعبد فالمشھور تقدیم الحر علی کل حال	۵۶
کذا فی السراج الوھاج	واذا کبر الامام علی جنازۃ فجیئ باخری مضی علی صلوتہ علی الاولی فاذا فرغ استأنف علی الثانیۃ وان کان لما وضعوا کبر التکبیرۃ الاخری ینویھما فھی للاولی ایضا ولاتکون للثانیۃ وان کبر الثانیۃ ینوی الثانیۃ وحدھا فھی للثانیۃ وقد خرج من الاولی فاذا فرغ اعاد الصلوۃ علی الاولی	۵۷

اور اگر وہ حاضر نہ تھا تو انتظار کرنے کے متعلق حکم ۴۹/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ جیساکہ حکم نمبر ۱۰/۱۶۳ میں ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام پانچویں فصل ۔ میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان	حوالہ
۲۲۵ - ۵۲	اگر کوئی شخص (نماز جنازہ میں) امام کے ساتھ تھا اور غافل ہوگیا ۔ اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یا وہ شخص بعد تک نیت میں رہا اور اس وجہ سے تکبیر کہنے میں اس سے تاخیر ہوگی تو فقہاءؒ کے قول میں (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ (اسی وقت) تکبیر کہہ لے اور امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے [1] اس لئے کہ جب وہ اس نماز کے لئے (حاضر) اور تیار تھا تو اسے بمنزلہ شریک نماز قرار دیا جائیگا ۔	شرح جامع صغیر
۵۳	اگر کسی شخص نے (نماز جنازہ میں) امام کے ساتھ پہلی تکبیر کہی اور دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ مذکورہ دونوں تکبیریں کہہ لے پھر امام کے ساتھ تکبیر کہے ۔	قاضیخان
۵۴	اگر امام نے (نماز جنازہ میں) تین تکبیروں کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا تو وہ چوتھی تکبیر کہے اور پھر سلام پھیرے	تتارخانیہ
۵۵	(ا) اگر بہت سے جنازے جمع ہو جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے تو ہر ایک کے لئے الگ الگ نماز جنازہ پڑھائے (ب) اور چاہے تو سب پر ایک نماز جنازہ پڑھائے اور اس میں سب کی نیت کرے ۔	معراج درایہ
۵۶	اور (بہت سے جنازے جمع ہونے کی صورت میں) امام کو ان کے رکھنے کی کیفیت میں مختار ہے ۔ (ا) چاہے تو سب جنازوں کو لمبائی میں ایک قطار بنالے اور جنازوں میں سے جو افضل ہو خود اس کے سامنے کھڑا ہو (اور نماز جنازہ پڑھادے) (ب) اور [1] چاہے تو ان جنازوں کو قبلہ کی طرف ایک کے بعد دوسرا رکھے اور اس کے رکھنے میں ان کی ترتیب امام کی نسبت اسی طرح ہوگی جس طرح زندگی میں امام کے پیچھے ان کی نمازوں میں ان کی (جگہوں کی) ترتیب ہوتی ہے تو ان میں سے جو افضل ہے وہ امام کے قریب ہوگا پھر جو اس کے بعد افضل ہے ۔ پس امام کی طرف پہلے مردوں کے جنازے ہوں گے پھر لڑکوں کے پھر ہیجڑوں کے پھر عورتوں کے اور پھر قریب البلوغ لڑکیوں کے جنازے رکھے جائیں گے [2] اور [2] اگر سبھی جنازے مردوں کے ہوں تو حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے جو افضل ہے اور عمر میں بڑا ہے اس کا جنازہ امام کے قریب رکھا جائیگا ۔ [3] اور اگر آزاد شخص اور غلام شخص کے جنازے جمع ہو جائیں تو مشہور حکم یہ ہے کہ ہر حال میں آزاد شخص کا جنازہ مقدم ہوگا ۔	فتح قدیر
۵۷	(ا) جب امام کسی جنازہ کی نماز میں تکبیر کہہ چکا تو دوسرا جنازہ لایا گیا تو وہ اسی طرح پہلا جنازہ پڑھتا رہے اور جب (پہلے جنازہ سے) فارغ ہو تو دوسرے جنازہ پر از سر نو نماز جنازہ پڑھے اور اگر دوسرا جنازہ رکھے کے بعد امام نے دوسری تکبیر کہی تو اس میں دونوں جنازوں کی نیت کی تب بھی وہ پہلے جنازہ کی تکبیر قرار پائے اور دوسرے جنازہ کے لئے نہ ہوگی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) امام نے دوسری تکبیر میں صرف دوسرے جنازے کے لئے نیت کی تو (اس صورت میں) وہ تکبیر دوسرے جنازے کے لئے ہے اور وہ پہلے جنازہ کی نماز سے نکل گیا ہے پس جب وہ (دوسرے جنازہ کی نماز سے) فارغ ہو تو پہلے جنازہ کی نماز لوٹائے گا ۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الحادى والعشرون فى الجنائز — الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل من مكان الى آخر	حواله
۲۲۵-۵۸	ولو احدث الامام فى صلوة الجنازة نقدم غيره جاز هو الصحيح	كذا فى الظهيرية
۵۹	ولو دفن الميت قبل الصلوة او قبل الغسل فانه يصلى على قبره الى ثلاثة ايام	
	والصحيح ان هذا ليس بتقدير لازم بل يصلى عليه مالم يعلم انه قد تمزق	كذا فى السراجية
۶۰	والصلوة على الجنازة فى الجبانة والامكنة والدور سواء	كذا فى المحيط
۶۱	وصلوة الجنازة فى المسجد الذى تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم فى المسجد او كان الميت خارج المسجد والقوم فى المسجد او كان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقى فى المسجد او الميت فى المسجد والامام والقوم خارج المسجد هو المختار	كذا فى الخلاصة
	ولا تكره بعذر المطر ونحوه	هكذا فى الكافى
۶۲	تكره فى الشارع واراضى الناس	كذا فى المضمرات
۶۳	اما المسجد الذى بنى لاجل صلوة الجنازة فلا تكره فيه	كذا فى التبيين
۶۴	ولا ينبغى ان يرجع من جنازة حتى يصلى عليه	
	وبعد ما صلى لا يرجع الا باذن اهل الجنازة قبل الدفن	
	وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير اذنهم	كذا فى المحيط

الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل من مكان الى آخر

دفعات ۲۲۶ تا ۲۲۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۸

۲۲۶- القبر والدفن ونقل الميت — تعداد شق ۵۰

دفعات وشق نمبر	متن	حواله
۱	دفن الميت فرض على الكفاية	كذا فى السراج الوهاج
۲	السنة هو اللحد دون الشق	كذا فى محيط السرخسى
۳	وصفة اللحد ان يحفر القبر بتمامه ثم يحفر فى جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت	كذا فى المحيط
۴	ويجعل ذلك كالبيت المسقف	كذا فى البحر الرائق

ا؎ خليفہ بنانے کے احکام حکم نمبر ۱۷۵ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ اس کے متعلق حکم ۳/۲۲۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — چھٹی فصل - قبر دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکا بیان	حوالہ
۲۲۵-۵۸	اگر کسی امام کو نماز جنازہ میں حدث (وضو توڑنے والا امر پیش آنا) ہوا اور اس نے کسی اور کو (بطور خلیفہ) [۱] آگے کر دیا تو جائز ہے یہی حکم صحیح ہے۔	ظہیریہ
۵۹	(ا) اگر کسی میت کو غسل یا جنازہ سے پہلے ہی دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر [۲] نماز جنازہ پڑھی جائیگی مگر یہ حکم تین دن تک کے لئے ہے۔	
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ تین دن کی حد مقرر نہیں ہے۔ بلکہ جب تک یہ سمجھے کہ میت کا جسم نہیں پھٹا تب تک اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔	سراجیہ
۶۰	عیدگاہ، مکانوں اور حویلیوں میں نماز جنازہ کا حکم برابر ہے۔	محیط
۶۱	(ا) ایسی مسجد [۳] جس میں نماز با جماعت ہوا کرتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ میت اور جماعت کے لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر ہو اور جماعت کے لوگ مسجد میں ہوں یا امام اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد میں ہو اور امام اور جماعت کے لوگ مسجد سے باہر ہوں۔ یہی حکم مختار ہے۔	خلاصہ
	(ب) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بارش کی وجہ سے یا اس قسم کے کسی عذر کیوجہ سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔	کافی
۶۲	عام راستہ میں یا غیر لوگوں کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔	مضمرات
۶۳	ایسی مسجد جو نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے [۴]	تبیین
۶۴	(ا) کسی جنازہ (پر جانے کے بعد اس) پر نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے نہیں لوٹنا چاہیئے۔	
	(ب) اور نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد اور اس کے دفن سے پہلے جنازہ والوں کی اجازت کے بغیر نہ لوٹیں۔	
	(ج) اور میت کے دفن ہونے کے بعد جنازہ والوں کی اجازت کے بغیر واپس آسکتا ہے۔	محیط

چھٹی فصل قبر- دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانیکا بیان

دفعات ۲۲۶ تا ۲۲۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۶۸

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۲۲۶	**قبر- دفن اور میت کا منتقل کرنا** اور اس میں ۵۰ شقیں ہیں	
۱	میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔	سراج وہاج
۲	(قبر کھودنے میں) سنت طریقہ یہ ہے کہ لحد طرز سے قبر بنائی جائے شق کی طرح سے نہیں۔	محیط سرخسی
۳	اور لحد اسے کہتے ہیں کہ پوری قبر کھودی جائے پھر اس کے اندر قبلہ کی طرف گڑھا کھودا جائے اور اس گڑھے میں میت رکھا جائے۔	محیط
۴	اور وہ گڑھا چھت والے کمرے کی طرح بنایا جائے۔	بحر الرائق

۳ حکم نمبر ۶۳/۲۲۵ بھی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۳۷/۲۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز　　الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶ - ۵	فان کانت الارض رخوۃ فلا بأس بالشق	كذا فی فتاوی قاضیخان
۶	وصفۃ الشق ان تحفر حفیرۃ کالنهر وسط القبر و یبنی جانباہ باللبن او غیرہ ویوضع المیت فیہ	كذا فی معراج الدرایۃ
۷	وینبغی ان یکون مقدار عمق القبر الی صدر رجل وسط القامۃ و کلما زاد فهو افضل	كذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۸	وروی الحسن ابن زیادؒ عن ابی حنیفۃؒ طول القبر قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامته	كذا فی المضمرات
۹	وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رح انه جوز اتخاذ التابوت فی بلادنا لرخاوۃ الارض قال ولو اتخذ تابوت من حدید لا بأس به لکن ینبغی ان یفرش فیه التراب ویطین الطبقۃ العلیا مما یلی المیت و یجعل اللبن الخفیف علی یمین المیت وعلی یساره لیصیر بمنزلۃ اللحد	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	ویکرہ الآجر فی اللحد اذا کان یلی المیت	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	ویکرہ الدفن فی الاماکن التی تسمی فساقی	كذا فی فتح القدیر
۱۲	والشفع کالوتر فیمن دخل	كذا فی الکافی
۱۳	ویستحب ان یکونوا اقویاء امناء وصلحاء	كذا فی التاتارخانیۃ
۱۴	وذو الرحم المحرم اولی بادخال المرأۃ من غیرهم	كذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۱۵	وکذا ذو الرحم غیر المحرم اولی من الاجنبی	
	فان لم یکن فلا بأس للاجانب وضعها	كذا فی البحر الرائق
۱۶	ولا یدخل احد من النساء القبر	كذا فی محیط السرخسی
۱۷	ویدخل المیت مما یلی القبلۃ وذلك ان یوضع فی جانب القبلۃ من القبر ویحمل المیت منه ویوضع فی اللحد فیکون الآخذ له مستقبل القبلۃ حالۃ الاخذ	كذا فی فتح القدیر
۱۸	ویقول واضعه بسم الله و علی ملۃ رسول الله	كذا فی المتون
۱۹	ویوضع فی القبر علی جنبه الایمن مستقبل القبلۃ	كذا فی الخلاصۃ
۲۰	وتحل العقدۃ و یسوی اللبن والقصب لا الآجر و الخشب	كذا فی المتون

سلہ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ ویکرہ الدفن فی الفساقی اھ وھی کبیت معقود بالبناء یسع جماعۃ قیاما لمخالفتها السنۃ امداد والکراهۃ فیها من جهۃ عدم اللحد ودفن الجماعۃ فی قبر واحد بلا ضرورۃ واختلاط الرجال بالنساء بلا حاجز وتجصیصها والبناء علیها بحر۔ رد المحتار ص۸۳۵ ترجمہ فساق یعنی محراب دار گھر کی طرح جگہ جس میں ایک جماعت کھڑی ہو سکتی ہو ایسی جگہ میں میت دفن کرنا سنت طریقہ کے خلاف ہے اور اس میں کراہیت کی کئی وجوہات ہیں اس لئے اس میں لحد نہیں نیز ایک قبر میں

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر ، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶-۵	اگر زمین نرم ہو تو شق کے طریقہ سے قبر بنانے میں کوئی حرج نہیں ۔	قاضیخان
۶	شق اسے کہتے ہیں کہ قبر کے درمیان نہر کی طرح ایک گڑھا کھودا جائے اس کی دونوں طرفیں کچی ، اینٹوں وغیرہ سے بنادی جائیں اور اس کے اندر میت رکھ دیا جائے اور اس پر چھت بنادی جائے ۔	معراج درایہ
۷	قبر کی گہرائی درمیانہ قد کے آدمی کے سینہ تک ہونی چاہیئے اور قبر جس قدر گہری ہو افضل ہے ۔	جوہرہ نیرہ
۸	حسن بن زیادؒ نے امام ابو حنیفہ رحؒ سے روایت کیا ہے کہ قبر کی لمبائی اس آدمی کے قد کی لمبائی جتنی ہو اور اسکی چوڑائی آدمی کے قد کے نصف جتنی ہو ۔	مضمرات
۹	(۱) شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضلؒ سے روایت ہے کہ ہمارے شہروں میں زمین کی نرمی کی وجہ سے میت کو تابوت (صندوق) میں رکھنا جائز ہے (ب) اور اگر تابوت لوہے کا ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں لیکن لوہے کا تابوت ہونے کی صورت میں اس میں کچھ مٹی بچھادی جائے ۔ اور اوپر کی جانب جو میت سے ملی ہوئی ہے اس پر بھی کیچڑ لگا دیا جائے اور بلکی کچی اینٹیں میت کے دائیں اور بائیں طرف لگادی جائیں تا کہ وہ تابوت لحد کے قائمقام ہو جائے ۔	قاضیخان
۱۰	لحد میں پکی اینٹیں لگانا مکروہ ہے جبکہ وہ میت سے متصل ہوں [۱]	قاضیخان
۱۱	ایسی جگہوں میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے جنہیں فساقی کہا جاتا ہے [۲]	فتح قدیر
۱۲	(قبر میں میت رکھنے کے لئے) جو لوگ قبر میں داخل ہوں وہ (تعداد میں) طاق ہوں یا جفت ہوں حکم برابر ہے ۔	کافی
۱۳	اور یہ مستحب ہے کہ (میت کو قبر میں اتارنے والے) قوی ۔ امین اور نیک آدمی ہوں ۔	تتارخانیہ
۱۴	عورت میت کو قبر میں اتارنے کے لئے اوروں کی نسبت رشتہ دار محرم اولیٰ ہیں ۔	جوہرہ نیرہ
۱۵	(۱) اسی طرح (عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے) اجنبی کی نسبت رشتہ دار غیر محرم اولیٰ ہیں ۔ (ب) اور اگر یہ نہ ہوں اور اجنبی لوگ عورت کو قبر میں اتاریں تو کوئی حرج نہیں	بحر رائق ۔
۱۶	(میت کو قبر میں اتارنے کیلئے) کوئی عورت قبر میں داخل نہ ہو ۔	محیط سرخسی
۱۷	میت قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاری جائے اور یہ اس طرح ہو گا کہ میت قبر سے قبلہ کی طرف رکھی جائے اور وہاں سے میت اٹھا کر لحد میں رکھی جائے پس (قبر میں رکھنے کیلئے) میت پکڑنے والا پکڑتے وقت قبلہ رو ہو گا ۔	فتح قدیر
۱۸	قبر میں میت رکھنے والا یہ کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ [۳]	متون
۱۹	میت قبر میں دائیں پہلو پر قبلہ رو رکھا جائے	خلاصہ
۲۰	پھر کفن کی گرہیں کھول دی جائیں اور اس پر کچی اینٹیں ۔ اور بانس ہموار لگائے جائیں [۴] مگر پکی اینٹیں اور لکڑی نہ لگائی جائے ۔	متون

[۳] ترجمہ :- میں یہ کام اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور حضور کے طریقہ پر کرتا ہوں ✱ نیز رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت جو اذان متعارف ہے وہ مسنون نہیں ہے ۔ علامہ ابن حجرؒ نے اپنے فتاویٰ میں اسکے بدعت ہونے کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ مذکورہ اذان کو نومولود کے لئے اذان پر قیاس کرکے اختتام امر کو ابتداء سے ملحق کرنے کا ظن صحیح نہیں ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ صفحہ ۸۳۷ و کذا فی رد المحتار ج ۱ صفحہ ۳۵۸ (مترجم)

[۴] رد المحتار میں ہے لحد پر کچی اینٹیں اسطرح لگادیں کہ قبر کی طرف سے بند ہو جائے ۔ اور اینٹوں میں خالی جگہ کو مٹی کے ڈھیلوں اور بانس سے پُر کر دیا جائے تاکہ

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶-۲۱	ویسجی قبرها لا قبره	کذا فی المتون
۲۲	ویهال التراب	کذا فی المتون
۲۳	ولا بأس بان یهیلوا بایدیهم او بالمساحی وبکل ما امکن	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۴	ویکره ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر	کذا فی العینی شرح الکنز
۲۵	ویستحب لمن شهد دفن المیت ان یحثو فی قبره ثلاث حثیات من التراب بیدیه جمیعا ویکون من قبل رأس المیت ویقول فی الحثیة الاولی منها خلقناکم وفی الثانیة وفیها نعیدکم وفی الثالثة ومنها نخرجکم تارة اخری	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۶	ولا بأس بالدفن باللیل ولکنه بالنهار امکن	کذا فی السراج الوهاج
۲۷	ویسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ولا یجصص .	کذا فی التبیین
۲۸	ولا بأس برش الماء علیه	کذا فی التبیین
۲۹	ویکره ان یبنی علی القبر او یقعد او ینام علیه او یوطأ علیه او یقضی حاجة الانسان من بول او غائط او یعلم بعلامة من کتابة ونحوه	کذا فی التبیین
۳۰	واذا اخربت القبور فلا بأس بتطیینها	کذا فی التاتارخانیة
۳۱	وهو الاصح وعلیه الفتوی	کذا فی جواهر الاخلاطی
۳۲	ومن حفر قبرا لنفسه فلا بأس به ویؤجر علیه	کذا فی التاتارخانیة
۳۳	رجل حفر قبرا فاراد ولد فن میت آخر فیه ان کانت المقبرة واسعة یکره وان کانت ضیقة جاز ولکن یضمن ما انفق صاحبه فیه	کذا فی المضمرات

[1] دفن سے پہلے میت سے پردہ ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ البتہ حکم ۵۸/۲۲۲ ، حاشیہ ۲۰/۱۰۶ جائز وناجائز دیکھنے کے احکام عالمگیری بحث ۴۸ باب ۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] ترجمہ۔ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہم تمہیں اسی میں واپس لا رہے ہیں اور ہم تمہیں اسی سے ایکبار پھر نکالیں گے (مترجم) [3] جیسا کہ قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۴ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۴ ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۹ وفتاوی بزازیہ علی هامش علی عالمگیری ج ۴ ص ۸۱ ، وکبیری ص ۵۹۹ ، فتاوی سراجیہ ص ۲۴ میں ہے اور در مختار اور نور الایضاح میں ہے کہ زینت کیلئے قبر پر تعمیر حرام ہے اور دفن کے بعد استحکام کیلئے قبر پر تعمیر مکروہ ہے نیز لکھا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ انہیں اسی مکان میں دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۹ ، ص ۸۳۶ ونور الایضاح ص ۵۹ اور در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ وفات پانیوالا چھوٹا ہو یا بڑا اسکے لئے مخصوص قبرستان بنانے کی بجائے اسے عام لوگوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۷ نیز رد المحتار میں بحوالہ الاحکام لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ اگر میت مشائخ۔ علماء یا سادات میں سے ہو تو (اس کی قبر پر) تعمیر مکروہ نہیں اور اسکے بعد صاحب رد المحتار نے یہ بھی لکھا ہے واما البناء علیه فلم أر من اختار جوازه الخ یعنی مجھے معلوم نہیں کہ قبر پر تعمیر کے جواز کو کسی نے پسند کیا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۹ (مترجم) [4] جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُوْطَأَ الخ. ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ قبر پکی کیا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اسے تعمیر کی جائے یا اس پر لکھا جائے یا اسے روندا جائے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۴ اور جیسا کہ مذکورہ امور کی ممانعت فتاوی بزازیہ

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر - دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶ - ۲۱	(و) (اس وقت) عورت کی قبر پر پردہ کیا جائے (ب) مرد کی قبر پر پردہ نہ کیا جائے ؎۱	متون
۲۲	اور (پھر قبر میں) مٹی ڈالی جائے۔	متون
۲۳	اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ قبر میں مٹی ہاتھوں سے ڈالیں یا ہتھیاروں سے اور رھیں اس چیز سے ڈالیں جو ممکن ہو۔	جوہرہ نیرہ
۲۴	جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زائد ڈالنا مکروہ ہے	عینی
۲۵	جو شخص میت کے دفن میں حاضر ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ (و) اپنے دونوں اکھٹے ہاتھوں سے مٹی بھر کر تین بار قبر میں ڈالے (ب) اور یہ ڈالنا میت کے سر کی طرف سے ہو (ج) اور پہلی مرتبہ ڈالنے میں کہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری مرتبہ ڈالنے میں کہے وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری دفعہ ڈالنے میں کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ؎۲	جوہرہ نیرہ
۲۶	(و) میت رات کے وقت دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) لیکن دفن کا کام دن میں آسانی سے ہوتا ہے۔	سراج وہاج
۲۷	(و) قبر اونٹ کی کوہان کی شکل کی ایک بالشت اونچی بنائی جائے (ب) قبر نہ مربع شکل کی ہو (ج) اور نہ اسپر گچ کا استعمال کیا جائے۔	تبیین
۲۸	اس میں کوئی حرج نہیں کہ قبر پر پانی چھڑک دیا جائے۔	تبیین
۲۹	اور یہ مکروہ ہے کہ (و) قبر پر عمارت بنائی جائے ؎۳ (ب) یا قبر پر بیٹھا جائے (ج) یا قبر پر سویا جائے (د) یا قبر کو روندا جائے (س) یا اسپر پیشاب پاخانہ کیا جائے (س) یا لکھائی یا اس قسم کی علامت سے نشان لگایا جائے ؎۴	تبیین
۳۰	جب قبر خراب ہو جائے تو اسے مٹی سے لیپ دینے میں کوئی حرج نہیں ؎۵	تتارخانیہ
۳۱	اور یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔	جوہر الاخلاطی
۳۲	جس نے اپنے لئے قبر کھود رکھی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وہ اجر دیا جائیگا ؎۶	تتارخانیہ
۳۳	کسی شخص نے (اپنے لئے) قبر کھود رکھی۔ اور لوگوں نے اس میں دوسری میت دفن کرنیکا ارادہ کیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (و) اگر قبرستان وسیع ہے تو (ایسا کرنا) مکروہ ہے (ب) اور اگر قبرستان تنگ ہے	

؎۴ میں ہے کہ مذکورہ ممانعت کی روایات درست ہیں البتہ اجماع عملی کی رو سے مذکورہ لکھائی کی رخصت بھی ہے چنانچہ محیط میں ہے کہ اگر مذکورہ لکھائی بنا بر ضرورت ہو تاکہ قبر کی یادگار ختم نہ ہو اور قبر کی توہین نہ ہو تو لکھائی میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مذکورہ عذر نہ ہو تو یہ حکم نہیں ہے۔ پس قبر پر قرآن مجید۔ اشعار اور قصیدہ وغیرہ لکھنا مکروہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ بقول بعض محققین مذکورہ اجماع عملی کا اکثری ہونا تسلیم نہیں اور بنا بر تسلیم اسکے حجت ہونے کا مدار اسپر ہے کہ وہ زمانہ خیر کا اجماع ہو پس مذکورہ ممانعت کو عدم ضرورت پر محمول کرنا زیادہ اچھا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹ (مترجم) ؎۵ قبروں پر پھول اور چادر وغیرہ ڈالنے کے متعلق فقہ حنفی کے مندرجہ ذیل احکام ملاحظہ ہوں (و) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر گلاب اور خوشبودار پھول ڈالنا اچھا ہے اور اگر ان کی قیمت خیرات کردے تو زیادہ اچھا ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ - (ب) ردالمحتار جلد اول میں بحوالہ بحر لکھا ہے کہ قبروں پر دے اور چادر ڈالنا مکروہ ہے ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹ اور ردالمحتار ج ۱ ہی میں ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں پر چادر۔ عمامہ یا کپڑا ڈالنا بعض فقہاء کے ہاں مکروہ ہے اور فتاوی الحجۃ میں ہے کہ قبروں پر چادر ڈالنا مکروہ ہے الخ پھر صاحب ردالمحتار نے اپنی ذاتی رائے پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مذکورہ امر اس مقصد سے ہو کہ عوام اور غافل زائرین صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں تو اگرچہ ایسا کرنا بدعت ہے تاہم اس کا جواز ایسا ہی ہے جیسا کہ طواف وداع کے بعد خانہ کعبہ کے اجلال و اکرام کے لئے مسجد حرم سے الٹے پاؤں نکلنے کا عمل ہمارے اصحاب نے کیا ہے حالانکہ بقول منحاج الحقی ایسا کرنا روایات اور آثار میں نہیں ملتا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۶ - واللہ اعلم - (مترجم) ؎۶ اپنے لئے موت سے پہلے تابوت بنا کر رکھنا اور میت کو تابوت میں (رکھکر نماز (جنازہ) پڑھنا مکروہ ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ اور اگر میت کہیں باہر سے تابوت میں بند آئے تو وہ الگ صورت ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶ -		
۳۴	والافضل الدفن فی المقبرۃ التی فیھا قبور الصالحین	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۳۵	ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر جزور ویقسم لحمھا یتلون القرآن ویدعون للمیت	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۳۶	قرأۃ القرآن عند القبور عند محمد[1] لاتکرہ ومشائخنا[2] أخذوا بقولہ وھل ینتفع والمختار انہ ینتفع	ھکذا فی المضمرات
۳۷	ویکرہ ان یبنی علی القبر مسجد وغیرہ	کذا فی السراج الوھاج
۳۸	ویکرہ عند القبر مالم یعھد من السنۃ والمعھود منھا لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما	کذا فی البحر الرائق
۳۹	ولا یدفن اثنان اوثلاثۃ فی قبر واحد الا عند الحاجۃ فیوضع الرجل مما یلی القبلۃ ثم خلفہ الغلام ثم خلفہ الخنثی ثم خلفہ المرأۃ ویجعل بین کل میتین حاجز من التراب	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	وان کانا رجلین یقدم فی اللحد افضلھما	ھکذا فی المحیط
۴۱	وکذا اذا کانتا امرأتین	ھکذا فی التاتارخانیۃ
۴۲	ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ	کذا فی التبیین

[1] جیساکہ درمختار میں ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ وہ سوالات کا وقت ہے اس وقت میت کے لئے مغفرت اور سوالات کے جواب میں استقلال کی دعا کریں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ مستحب سمجھتے تھے کہ میت کے دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اول اور آخر پڑھا جائے (جیساکہ حاشیہ نمبر $\frac{۳۵}{۲۲۶}$ میں ہے) ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۱ ص ۸۳۵ (مترجم) [2] البحر الرائق میں ہے کہ شاید اس وقت اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے کچھ عذاب ہلکا کردے یا بند کردے جیساکہ اسکے متعلق بعض آثار میں آتا ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۵ ورد المحتار ج ۱ ص ۸۴۴ (مترجم) [3] اور وغیرہ کے متعلق حکم $\frac{۲۹}{۲۲۶}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] ردالمحتار میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کے قبرستان میں کھڑے ہوکر زیارت کرتے اور یہ دعا پڑھتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ (تم پر سلام ہو اے مومنین کی قوم۔ اور ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں (روایات میں بعض الفاظ کی کمی بیشی منقول ہے) نیز لکھا ہے کہ زیارت قبر کے آداب میں سے ہے کہ ممکن ہو تو قبر والے کی پائنتی کھڑا ہو۔ اور بیٹھنا چاہے تو قبر والے کی زندگی میں حسب مرتبہ قریب یا دور بیٹھے۔ نیز لکھا ہے کہ قرآن مجید میں سے جو آسانی سے پڑھ سکے اس کا ثواب قبر والے کو بخشے۔ سورۃ فاتحہ۔ سورہ بقرہ المفلحون تک۔ آیۃ الکرسی سورۃ بقرہ کے آخر میں امن الرسول سے آخر تک۔ سورۃ یٰس۔ سورۃ ملک۔ سورۃ التکاثر۔ سورۃ اخلاص بارہ بار یا سات بار یا تین بار جو آسانی سے پڑھ سکے پڑھ کر ثواب پہنچادے اور افضل یہ ہے کہ ثواب سب مومنوں کو

نوٹ: قبر پر ہاتھ رکھنے چھونے اور چومنے کے متعلق فتاوی عالمگیری میں مندرج درج ذیل احکام ملاحظہ ہوں (۱) قنیہ میں ہے کہ بموجب قول برہان الدین ترجمانی قبر پر ہاتھ رکھنا سنت نہیں ہے اور نہ مستحب اور نہ ایسا کرنے میں حرج ہے اور عین الائمہ الکرابیسی کا قول ہے کہ ہم نے اس سے منع کرنا اسلاف سے نہیں پایا اور شمس الائمہ المکی قول ہے کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ ب: فتاوی الغرائب میں ہے

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر۔ دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶-	تو جائز ہے۔ لیکن پہلے شخص نے اس قبر پر جو خرچ کیا ہے وہ دینا پڑے گا۔	مضمرات
۳۴	افضل یہ ہے کہ میت نیک لوگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔	جوہرہ نیرہ
۳۵	مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن سے فارغ ہو کر اتنی دیر قبر کے پاس بیٹھیں جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (اور اس دوران) قرآن مجید کی تلاوت کریں اور میت کیلئے دعا کریں [1]	جوہرہ نیرہ
۳۶	(ا) قبروں کے پاس قرآن مجید پڑھنا امام محمدؒ کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے۔ (ب) اور آیا مذکورہ قرآن خوانی سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ مختار حکم یہ ہے کہ میت کو فائدہ ہوتا ہے [2]	مضمرات
۳۷	قبر پر مسجد[3] وغیرہ تعمیر کرنا مکروہ ہے۔	سراج وہاج
۳۸	(ا) جو کام سنت سے ثابت نہیں اسے قبر کے پاس کرنا مکروہ ہے۔ (ب) اور سنت سے قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر (ماثورہ) دعا کرنے[4] کے علاوہ اور کچھ ثابت نہیں ہے۔	بحر الرائق
۳۹	(ا) ایک قبر میں دو یا تین شخص دفن نہ کئے جائیں (ب) لیکن ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے پس ایسی حالت میں مرد کو قبلہ کی طرف رکھا جائے پھر اس کے پیچھے لڑکا پھر اسکے پیچھے ہیجڑہ پھر اس کے پیچھے عورت اور ہر دو میتوں کے درمیان مٹی کی آڑ بنا دی جائے۔	محیط سرخسی
۴۰	اگر (بوقت ضرورت ایک قبر میں دفن ہونے والے میت) دو مرد ہوں تو لحد میں ان میں سے افضل کو مقدم کریں	محیط
۴۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (بوقت ضرورت ایک قبر میں دفن ہونے والی میتیں) دو عورتیں ہوں (تو لحد میں ان میں سے افضل کو مقدم کریں)	
۴۲	جب میت پرانا ہو کر مٹی بن جائے تو (ا) اس قبر میں کسی اور شخص کو دفن کرنا (ب) یا اس پر کھیتی کرنا (ج) یا اس پر عمارت بنانا جائز ہے[5]	تبیین

پہنچانے اسلئے کہ سب کو بغیر کسی کمی کے پہنچتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۸۴۳، ۸۴۴ نیز فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ میں ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے نیز مستحب ہے کہ گھر میں دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایکبار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب میت کو پہنچا دے پھر قبر کی جگہ پہنچے تو جوتے اتار دے اور میت کے چہرے کے سامنے کی سمت رک کر پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترجمہ: اے قبرستان والو تم پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمہارے لئے مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے آنے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں) جب دعا مانگنے لگے تو قبلہ کی طرف رخ کرے اور شہید کی قبر پر یوں پڑھے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (ترجمہ: تم پر سلام ہو۔ اسلئے کہ تم نے صبر کیا پس عاقبت کا گھر بہت اچھا ہے) نیز قبر کی زیارت کے لئے متبرک دن اور راتیں مثلاً شب برات۔ ذوالحجۃ کے پہلے دس دن عیدین۔ عاشورہ افضل ہیں نیز سوموار جمعرات جمعہ اور ہفتہ اور خاصکر جمعہ کی نماز کے بعد کا وقت اچھا ہے ✕ نیز زیارت قبور کے مزید احکام فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۶ میں ہیں (مترجم) [5] جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور ابتدا کئی میتوں کو ایک قبر میں جمع کرنے کے متعلق حکم ۳۹ تا ۴۱/۲۲۶ ملاحظہ ہو نیز رد المحتار میں ہے کہ پہلے میت کے پرانا ہونے سے پہلے وہاں نیا میت دفن کرنے میں پہلے میت کی توہین ہے اس سے بچیں نیز رد المحتار میں بحوالہ تتارخانیہ لکھا ہے کہ قبر میں پہلا میت خواہ مٹی ہو جائے اسکی حرمت باقی ہے اور اسمیں کسی اور میت کا دفن کرنا مکروہ ہے اور اگر پہلے میت کی ہڈیاں جمع کر کے ایک طرف کر دی جائیں اور کسی اور میت کو نیک لوگوں کے پڑوس میں بتبرک دفن کر دیں اور وہاں دفن کیلئے فارغ جگہ موجود ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے الخ مگر صاحب رد المحتار نے اسکے بعد لکھا ہے کہ اس حکم میں بڑی مشقت ہے کیونکہ ہر میت کیلئے ایسی قبر کھودنا جہاں پہلے کوئی میت دفن نہ ہوا ہو اور اسکی ہڈی بھی باقی نہ رہی ہوں مشکل ہے اور بڑے شہروں میں تو ناممکن ہے لہذا (تتارخانیہ میں) مذکورہ حکم پر عمل بعض لوگوں کے لئے تو ممکن ہے مگر اسے عام حکم نہیں بنایا جا سکتا پس پہلے میت کے پرانا ہونے کے بعد وہاں نئے میت کو دفن کرنے کے جواز کے حکم کو اولیت ہے مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ا صفحہ ۸۳۵ (مترجم) ✕ حکم ۵۰/۲۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر	حوالہ
۲۲۶- ۴۳	ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا بأس به	کذا فی الخلاصة
۴۴	وکذا لومات فی غیر بلده یستحب ترکه فان نقل الی مصر اخر لابأس به[1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	ولا ینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبة او اخذت بشفعة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۶	اذا دفن المیت فی ارض غیره بغیر اذن مالکها فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوّی الارض وزرع فیها	کذا فی التجنیس
۴۷	ولو وضع المیت الی غیر القبلة او علی شقه الایسر اوجعل رأسه موضع رجلیه واهیل علیه التراب لم ینبش	
۴۸	ولو سوی علیه اللبن ولم یهل علیه التراب نزع اللبن وروعی السنة وان وقع فی القبر متاع نعلم بذلک بعد ما اهالوا علیه التراب ینبش قالوا ولو کان المال درهما	کذا فی التبیین کذا فی فتاوی قاضیخان کذا فی البحر الرائق
۴۹	ویکره قطع الحطب والحشیش من المقبرة فان کان یابسا لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۰	والمشی فی المقابر بنعلین لا یکره عندنا	کذا فی السراج الوهاج

[1] جیساکہ درمختار میں ہے کہ دفن کرنے سے پہلے میت کو دوسری جگہ لے جانے میں کوئی حرج نہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ بعض کے ہاں یہ اجازت علی الاطلاق ہے اور بعض کے ہاں سفر کی مسافت سے کم تک ہے (سفر کی مسافت کے لئے حکم نمبر ۱ تا ۱۳/۲۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہو) اور امام محمدؒ کے ہاں میل دو میل تک کے لئے ہے ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۰ (مترجم)

[2] جیساکہ البحرالرائق میں ہے کہ دفن کے بعد قبر سے میت نکالنا حرام ہے یہ صرف اللہ کا حق ہے ماخوذ از البحرالرائق — ج ۲ ص ۱۹۵ اور درمختار میں ہے کہ قبر میں مٹی ڈالنے کے بعد میت کو قبر سے نہ نکالا جائے لیکن کسی آدمی کے حق کے لئے ایسا کرنا پڑے

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۶-۴۳	(ا) مقتول اور میت کے متعلق مستحب یہ ہے کہ جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہے اسی جگہ والوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (ب) اور اگر اسے دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل تک (دوسری جگہ) لے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔	خلاصہ
۴۴	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے شہر کے علاوہ کسی جگہ وفات پا جائے تو وہیں رہنے دینا (یعنی وہاں کے قبرستان میں دفن کرنا) ہی مستحب ہے۔ (ب) اور اگر دوسرے شہر کو لے جائیں تو کچھ حرج نہیں [۱]	قاضیخان
۴۵	(ا) دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نہیں نکالنا چاہیئے [۲] (ب) لیکن اگر زمین کسی سے چھینی ہوئی تھی یا کسی نے وہ زمین بطور شفعہ لے لی (تو پھر یہ اجازت ہے)۔	قاضیخان
۴۶	جب کوئی میت کسی غیر کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس زمین کے مالک کو اختیار حاصل ہے چاہے تو وہ میت کو نکالنے کا حکم کرے اور چاہے تو اس زمین کو برابر کرے اور اس پر کھیتی کرے [۳]	تجنیس
۴۷	اگر کوئی میت قبلہ کے رخ کے علاوہ کسی طرف کو رکھا گیا یا بائیں جانب پر رکھا گیا یا اس کا سر اس طرف کر دیا گیا جس طرف پاؤں کئے جاتے ہیں اور اس پر مٹی ڈال دی گئی تو اس کے بعد اس قبر کو نہ کھودا جائے۔ اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) میت پر (ابھی صرف) کچی اینٹیں لگائی گئی تھیں اور اس پر مٹی نہیں ڈالی گئی تھی تو وہ اینٹیں نکال کر (میت کو) سنت طریقہ کے مطابق کر دیا جائے۔	تبیین
۴۸	(ا) اگر قبر کے اندر کچھ مال رہ گیا اور اس وقت پتہ چلا جبکہ قبر پر مٹی ڈال چکے تھے تو (اس صورت میں وہ مال نکالنے کے لئے) قبر کھودنا جائز ہوگا۔ (ب) فقہاء نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں خواہ وہ مال ایک درہم تھا یہی حکم ہے)	قاضیخان بحرالرائق
۴۹	(ا) قبرستان سے لکڑی اور گھاس کاٹنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر سوکھا ہو تو اسے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔	قاضیخان
۵۰	قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے [۴]	سراج وہاج

[۱] تو پھر یہ حکم نہیں ہے ماخوذ از درمختار ج ۱ ص ۸۳۹۔ [۲] آدمی کے حق کی مثال کے متعلق حکم $\frac{۴۵،۴۶}{۲۲۶}$ ملاحظہ ہو۔ اور مٹی ڈالنے سے پہلے اور کچی اینٹیں لگانے کے بعد انہیں اکھیڑنے یا مٹی ڈالنے کے بعد قبر اکھیڑنے کے متعلق حکم $\frac{۴۷،۴۸}{۲۲۶}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۳}{۲۲۵}$ ملاحظہ ہو ردالمحتار میں ہے کہ اگر کوئی میت غسل کے بغیر یا نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا یا (قبر میں) دائیں کروٹ کے علاوہ یا قبلہ رُخ کے علاوہ پر رکھا گیا تو مٹی ڈالنے کے بعد (مذکورہ کی اصلاح کے لئے) اس کی قبر نہ اکھاڑی جائے گی نیز لکھا ہے کہ میت کو قبلہ رُخ کرنا سنت ہے اور اس کی قبر اکھاڑنا حرام ہے (ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۵، ۸۳۶) (مترجم) [۳] یا مالک چاہے تو چھوڑ دے یا چاہے تو وارث سے قبر کے گڑھے کی قیمت لے لے (ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۴۸ باب ۱۷) (مترجم) [۴] نیز حکم نمبر $\frac{۳۸}{۲۲۶}$ مع حاشیہ میں مزید احکام ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الٰی آخر	حوالہ
۲۲۷-	**ومما یتصل بذلک مسائل** تعداد شق ۱۸	
۱	(ومما یتصل بذلک مسائل) التعزیۃ لصاحب المصیبۃ حسن	کذا فی الظہیریۃ
۲	وروی الحسن بن زیاد اذا عزی اھل المیت مرۃ فلا ینبغی ان یعزیہ مرۃ اخری	کذا فی المضمرات
۳	ووقتھا من حین یموت الی ثلاثۃ ایام ویکرہ بعدھا الا ان یکون المعزی او المعزی الیہ غائبا فلا بأس بھا	کذا فی السراج الوھاج
۴	وھی بعد الدفن اولی منھا قبلہ وھذا اذا لم یر منھم جزع شدید فان رؤی ذلک قدمت التعزیۃ	کذا فی السراج الوھاج
۵	ویستحب ان یعم بالتعزیۃ جمیع اقارب المیت الکبار والصغار والرجال والنساء الا ان یکون امرأۃ شابۃ فلا یعزیھا الا محارمھا	کذا فی السراج الوھاج
۶	ویستحب ان یقال لصاحب التعزیۃ غفر اللہ تعالی لمیتک وتجاوز عنہ وتغمدہ برحمتہ ورزقک الصبر علی مصیبتہ وآجرک علی موتہ	کذا فی المضمرات ناقلا عن الحجۃ
۷	واحسن ذلک تعزیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمی	کذا فی السراج الوھاج
۸	ویقال فی تعزیۃ المسلم بالکافر اعظم اللہ اجرک واحسن عزاءک	کذا فی السراج الوھاج
۹	وفی تعزیۃ الکافر بالمسلم احسن اللہ عزاءک وغفر لمیتک ولا یقال اعظم اللہ اجرک	کذا فی السراج الوھاج
۱۰	وفی تعزیۃ الکافر بالکافر اخلف اللہ علیک ولا نقص عددک	کذا فی السراج الوھاج

ـــہ[۱] تعزیۃ اھلہ ای تصبیرھم والدعاء لھم بہ۔ ردالمحتار ج ا ص ۸۴۱ (مترجم) ـــہ[۲] اس لئے کہ بعد میں تعزیت پھر غم تازہ کردیتی ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۸۴۲ چنانچہ حکم ۲/۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ[۳] ترجمہ :- اللہ تعالیٰ تیرے وفات پانے والے صاحب کی مغفرت فرمائے۔ اسکے گناہوں سے درگذر کرے۔ اسے اپنی رحمت کے سائے میں رکھے تجھے اسکی مصیبت میں

دفعات دشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — چھٹی فصل قبر، دفن اور میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکا بیان	حوالہ
۲۲۷-	**مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے تعزیت کے مسائل** اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں	
۱	مذکورہ مسائل سے ملتے جلتے مسائل۔ مصیبت زدہ کیلئے تعزیت ؎۱ (یعنی صبر دلانا اور ان کے لئے دعا کرنا) اچھا کام ہے۔	ظہیریہ
۲	حسن بن زیادؒ نے روایت کیا ہے کہ جب کسی نے میت والوں سے ایک بار تعزیت کر دی تو پھر اسے دوبارہ تعزیت نہیں کرنا چاہیئے۔	مضمرات
۳	(ا) جب کسی کی وفات ہو جائے تو اس دن سے لیکر تین دن تک تعزیت کا وقت ہے۔ (ب) اور اس کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے ؎۲ (ج) لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس سے تعزیت کی جائے غائب رہا ہو تو پھر مذکورہ مدت کے بعد تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔	سراج وہاج
۴	(ا) اور دفن سے پہلے تعزیت کرنے کی نسبت دفن کے بعد تعزیت کرنا اولی ہے۔ (ب) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اہل مصیبت سے انکی بے صبری شدید نہ دکھائی دے اور اگر ان کی بے صبری زیادہ دکھائی دے تو تعزیت دفن سے پہلے کی جائے۔	سراج وہاج
۵	یہ مستحب ہے کہ میت کے سب رشتہ داروں کے لئے تعزیت کرے بڑے ہوں یا چھوٹے۔ مرد ہوں یا عورتیں لیکن اگر عورت جوان ہو تو اس سے صرف اس کے محرم لوگ تعزیت کریں	سراج وہاج
۶	یہ مستحب ہے کہ جس کو تعزیت کی جائے اس سے یہ کہا جائے کہ غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَیِّتِکَ وَتَجَاوَزَ عَنْہُ وَتَغَمَّدَہٗ بِرَحْمَتِہٖ وَرَزَقَکَ الصَّبْرَ عَلٰی مُصِیْبَتِہٖ وَاٰجَرَکَ عَلٰی مَوْتِہٖ ؎۳	مضمرات
۷	سب سے اچھی تعزیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد کردہ تعزیت ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؎۴	سراج وہاج
۸	کسی مسلمان سے (اس کے کافر میت کے متعلق) اظہار افسوس میں یوں کہا جائے گا۔ اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ ؎۵	سراج وہاج
۹	کسی کافر سے (اس کے مسلمان میت کے متعلق) تعزیت میں یوں کہا جائے گا۔ اَحْسَنَ اللّٰہُ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ ؎۶ اور اسے یہ نہ کہا جائے گا کہ اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ	سراج وہاج
۱۰	کسی کافر سے (اس کے کافر میت کے متعلق) اظہار افسوس میں یوں کہا جائے گا۔ اَخْلَفَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَلَا نَقَصَ عَدَدَکَ ؎۷	سراج وہاج

صبر اور اس کی موت پر اجر دے (مترجم) ؎۴ ترجمہ: البتہ اللہ تعالی ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا۔ اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور اسکے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے (مترجم) ؎۵ ترجمہ: اللہ تعالی تیرے اجر کو بڑھائے اور تیرے صبر کو بہتر بنائے (مترجم) ؎۶ ترجمہ: اللہ تعالی تیرے صبر کو بہتر کرے اور تیرے وفات پانے والے کی مغفرت کرے۔ (مترجم) ؎۷ ترجمہ: اللہ تجھے اسکا بدل لوٹا دے اور تمہاری تعداد کو کم نہ کرے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
٢٢٧-١١	ولا بأس لاهل المصيبة ان يجلسوا فى البيت او فى المسجد ثلاثة ايام والناس يأتونهم ويعزونهم	كذا فى الظهيرية
١٢	ويكره الجلوس على باب الدار وما يصنع فى بلاد العجم من فرش البسط والقيام على قوارع الطرق من اقبح القبائح	كذا فى الظهيرية
١٣	وفى خزانة الفتاوى والجلوس للمصيبة ثلاثة ايام رخصة وتركه احسن	كذا فى معراج الدراية
١٤	واما النوح العالى فلا يجوز والبكاء مع رقة القلب لا بأس به	كذا فى المضمرات
١٥	ويكره للرجال تسويد الثياب وتمزيقها للتعزية ولا بأس بالتسويد للنساء	كذا فى المضمرات
١٦	اما تسويد الخدود والايدى وشق الجيوب وخدش الوجوه ونشر الشعور ونثر التراب على الرؤس والضرب على الفخذ والصدر وايقاد النار على القبور فمن رسوم الجاهلية والباطل والغرور	كذا فى المضمرات
١٧	ولا بأس بان يتخذ لاهل الميت طعام	كذا فى التبيين
١٨	ولا يباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة ايام	كذا فى التاتارخانية

الفصل السابع فى الشهيد

دفعات ٢٢٨ تا ٢٢٨ عنوان ١ تعداد شق ٣٠

٢٢٨- الشهيد تعداد شق ٣٠

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
١	وهو فى الشرع من قتله اهل الحرب والبغى وقطاع الطريق	كذا فى الكافى
٢	او وجد فى معركة وبه جرح او يخرج الدم من عينيه او اذنه او جوفه	

١ حکم نمبر ١٢/٢٢٤ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ جیساکہ رد المحتار ج١ ص٨٤١، ص٨٤٢ اور ص٨١٠ میں اور البحر الرائق ج٢ ص١٩٢ میں ہے نیز البحر الرائق میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اگر میت کا وارث فقراً (غریبوں) کو کھانا دے تو اچھا ہے بشرطیکہ سبھی وارث بالغ ہوں اور اگر ان میں کوئی نابالغ ہو تو پھر میت کے ترکہ میں سے نہ دیا جائے ماخوذ از البحر الرائق ج٢ ص١٩٢۔ اور ترکہ میں سے وارثوں کی اجازت کے متعلق حکم ١٣/١٨٩ کا حاشیہ نمبر٢ ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ المعراج لکھا ہے کہ مذکورہ کھانا بالعموم لوجہ اللہ نہیں شہرت اور دکھاوے کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس سے بچا جائے ماخوذ از رد المحتار ج١ ص٨٤٢ نیز رد المحتار میں ہے۔

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب ۔ جنازہ کے احکام ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۷ - ۱۱	اس میں کوئی حرج نہیں کہ اہل مصیبت لوگ کسی گھر میں یا مسجد میں تین دن تک بیٹھیں ۔ اور لوگ ان کے پاس تعزیت کے لئے آتے رہیں ۔	ظہیریہ
۱۲	(ا) اور اہل مصیبت کا حویلیوں کے دروزوں پر بیٹھنا مکروہ ہے ۔ (ب) اور اہل مصیبت عجم کے علاقوں میں (زمین پر) بچھونے بچھانے اور عام گذر گاہوں میں کھڑے ہونے کا جو عمل کرتے ہیں وہ بہت برا ہے ۔	ظہیریہ
۱۳	خزانۃ الفتاوی میں ہے کہ مصیبت میں تین دن تک (بطور سوگ) بیٹھنا رخصت ہے اور اس کا چھوڑنا احسن ہے ۔	معراج درایہ
۱۴	(ا) بس (مصیبت کی وجہ سے) بلند آواز سے بین کرنا جائز نہیں ہے (ب) البتہ رقت قلب کے ساتھ (آواز بلند کئے بغیر) رونے میں کوئی حرج نہیں ۱ء	مضمرات
۱۵	(ا) مردوں کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ تعزیت کے لئے سیاہ کپڑے پہنیں یا کپڑے پھاڑیں (ب) اور عورتیں سیاہ کپڑا پہنیں تو کوئی حرج نہیں	مضمرات
۱۶	مگر رخساروں اور ہاتھوں کو سیاہ کرنا ۔ اور گریباں پھاڑنا ۔ منہ نوچنا ۔ بال اکھاڑنا ۔ سر پر خاک ڈالنا ۔ رانیں اور سینا پیٹنا اور قبروں پر آگ روشن کرنا جاہلیت کی رسموں سے ہے باطل ہے اور دھوکہ کا ذریعہ ہے ۔	مضمرات
۱۷	میت والوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔	تبیین
۱۸	یہ مباح نہیں ہے کہ (میت والوں کے ہاں) تین دن میں مہمانی حاصل کی جائے ۲ء	تتارخانیہ

ساتویں فصل ۔ شہید کے احکام کا بیان

دفعات ۲۲۸ تا ۲۲۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۲۲۸ -	شہید ۔ اور اس میں ۳۰ شقیں ہیں	
۱	شرع میں (کامل) شہید وہ ہے جسے جنگ کرنے والے کافروں نے یا ۲ باغیوں ۳ نے یا رہزنوں ۴ نے قتل کر دیا ہو ۔	کافی
۲	یا ۴ میدان جنگ میں اس مسلمان کی میت ملی ہو اور وہ زخمی ہو یا ۵ اس کی آنکھ سے یا کان ۶	

۱ء کہ اگر میت کے ذمہ نمازوں کا فدیہ یا زکوۃ یا قربانی وغیرہ باقی ہو تو اس پر ان کی ادائیگی کے لئے وصیت کرنا واجب ہے ۔ اور اگر ان کی ادائیگی کے لئے معمولی رقم کی وصیت کرے اور زیادہ تر وصیت ختمات وغیرہ کے لئے کرے تو اہل علم نے ایسی وصیت کو صحیح نہیں کہا ماخوذ از رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۷ ۔ نیز میت کے لئے صدقہ کرنے اور میت کی بقیہ نمازوں کے فدیہ وغیرہ کے متعلق حکم $\frac{۱۲ \text{ تا } ۱۹}{۱۸۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ء باغی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴۰}{۲۲۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ء قبروں پر مزید ممنوع احکام فتاوی عالمگیریہ بحث ۲ باب لاعتکاف ۳ ء عنوان المتفرقات میں اور زیارت قبور کے متعلق احکام $\frac{۲۰}{۲۱۶}$ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہوں ۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
٢٢٨-	اوبہ اثر الحرق اووطئته دابة العدو وھو راکبھا اوسائقھا اوکدمته اوصدمته بیدھا اوبرجلھا اونفر وادابته بضرب اوزجر فقتلته	کذا فی الکافی
٣	اوطعنوہ فالقوہ فی ماء اونار اورموہ من سور او اسقطوا علیه حائطا اورموا نارا فینا اوھبت بھا ریح الینا اوجعلوھا فی طرف خشب رأسھا عندنا اوارسلوا الینا ماء فاحترق اوغرق مسلم	کذا فی الکافی
٤	اوقتله مسلم ظلما ولم تجب به دیة	کذا فی الکافی
	وکذا ان قتله اھل الذمة والمستأمنون[1]	ھکذا فی العینی شرح الھدایة
	ولو وجبت الدیة بصلح اوبقتل الاب ابنه لاتسقط الشھادة لان موجبه القصاص لکنه سقط بالصلح اوالشبھة[2]	کذا فی العینی شرح الکنز
٥	ومن قتل مدافعا عن نفسه اوماله اوعن المسلمین اواھل الذمة بای آلة قتل بحدید اوحجر اوخشب فھو شھید	کذا فی محیط السرخسی
٦	ولو کان المسلمون فی سفینة فرماھم العدو بالنار فاحترقوا من ذلك وتعدی الی سفینة اخری فیھا المسلمون فاحترقوا فھم کلھم شھداء	کذا فی الخلاصة
٧	وحکمه ان لایغسل ویصلی علیه	کذا فی محیط السرخسی
٨	ویدفن بدمه وثیابه	کذا فی الکافی
٩	ولو کان فی ثوب الشھید نجاسة تغسل	کذا فی العتابیة
١٠	وینزع عنه مالیس من جنس الکفن نحو السلاح والجلود والفرو والحشو والخف والقنسوة والسراویل ولم یذکر محمدؒ السراویل الافی السیر وکان الشیخ ابو جعفر الھندوانیؒ	

[1] ذمی کے مفہوم کے لئے حکم نمبر ۶/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور مستامن وہ کافر جو امن حاصل کرکے مسلمانوں کے ملک میں رہ رہا ہو (مترجم)
[2] حکم نمبر ۱۳۰، ۱۴۰ / ۲۲۸

دفعات دشتی نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — ساتویں فصل - شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	سے یا پیٹ سے خون نکلا ہو یا آتش پر جلنے کا اثر ہو یا اسے دشمن کی سواری کے جانوروں نے روندا ہو خواہ ان جانوروں پر دشمن سوار ہو یا دشمن نے ان جانوروں کو ہانک دیا ہو یا اسے ان جانوروں نے دانتوں سے زخمی کر دیا ہو یا ان جانوروں نے اسے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے مارا ہو یا دشمن نے اس کی سواری کے جانور کو کسی ضرب سے یا ڈانٹ سے بھگا دیا ہو اور اس وجہ سے وہ قتل ہو گیا ہو -	کافی
۳	یا دشمنوں نے تیر مار کر اس مسلمان کو پانی میں یا آگ میں ڈال دیا ہو (تو وہ شہید قرار پائیں گے) یا دشمن نے اسے دیوار سے گرا دیا ہو - یا اس پر دیوار گرا دی ہو یا دشمن نے ہمارے لشکر پر آگ پھینکی ہو - یا اس آگ کو ہوا مسلمانوں کے لشکر کی طرف اڑا لائی ہو یا دشمنوں نے کسی لکڑی کے ایک طرف کو آگ لگا دی ہو اور اس کا ایک سرا مسلمانوں کی طرف ہو یا انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کی طرف پانی بہا دیا ہو اور پھر کوئی مسلمان جل گیا ہو یا ڈوب گیا ہو (تو وہ شہید ہے)	کافی
۴	(ا) یا اس مسلمان کو کسی مسلمان نے بطور ظلم قتل کیا ہو اور اس قتل کی وجہ سے دیت (یعنی تاوان قتل) واجب نہ ہوا ہو (تو وہ شہید قرار پائے گا) -	کافی
	(ب) اور اسی طرح اگر اس مسلمان کو ذمیوں نے یا مستامن کافروں نے قتل کیا ہو (تو وہ شہید ہے)	عینی شرح ہدایہ
	(ج) اور اگر صلح کی وجہ یا اس وجہ سے کہ باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو دیت (یعنی تاوان قتل) واجب ہوا ہو تو اس سے شہید قرار پانا ساقط نہ ہو گا اس لئے کہ واجب قصاص (جان کا بدلہ جان) تھا لیکن وہ صلح کی وجہ سے یا شبہ کی وجہ ساقط ہو گیا۔	عینی شرح کنز
۵	اور وہ مسلمان جو اپنی جان یا مال یا مسلمانوں یا ذمیوں کے بچانے میں قتل ہوا ہو خواہ وہ کسی ہتھیار سے قتل ہوا یا پتھر سے یا لکڑی سے مارا جائے تو وہ شہید ہے -	محیط سرخسی
۶	اور اگر مسلمان کسی کشتی میں ہوں دشمن نے ان پر آگ پھینکی پس اس وہ سے وہ جل گئے پھر آگ دوسری کشتی تک جا پہنچی اس میں بھی مسلمان تھے وہ بھی جل گئے تو وہ سب شہید قرار پائیں گے۔	خلاصہ
۷	شہید کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے ۲ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے -	محیط سرخسی
۸	شہید کو اس کے خون اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے -	کافی
۹	اگر شہید کے کپڑوں میں نجاست لگی ہو تو اسے دھو دیا جائے ۳	عتابیہ
۱۰	(ا) شہید سے وہ چیزیں اتار لی جائیں جو کفن کی جنس سے نہیں ہیں مثلاً ہتھیار، چمڑا پوستین اور روئی دار کپڑے - موزے - ٹوپی اور پائجامہ اتار لیا جائے)	
	(ب) اور امام محمد نے السیر کے سوا کسی اور کتاب میں پائجامہ کا ذکر نہیں کیا اور شیخ ابوجعفر ہندوانی کا	

ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ یعنی اگر نفس شہادت کے علاوہ کوئی نجاست لگی ہوا ہو کے متعلق حکم ۲۱۸ ملاحظہ ہو نیز شہید کے بدن پر خون شہادت کے علاوہ

کوئی نجاست لگی ہونے کی صورت میں بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔ (۲) کے متعلق حکم نمبر ۲ و ۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز — الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
۲۲۸-	يقول الاشبه ان لا ينزع السراويل ووافقه فى ذلك كثير من مشائخنا رح	هكذا فى المحيط
۱۱	ويزاد حتى يتم الكفن وينقص ان كان زيادة على سنة الكفن	كذا فى الكافى
۱۲	ويجعل الحنوط للشهيد كما فى الميت	كذا فى البحر الرائق
۱۳	ويغسل ان قتل جنبا او صبيا مجنونا عند ابى حنيفة رح	هكذا فى التبيين
۱۴	وكذا تغسل ان قتلت حائضا او نفساء ان طهرتا وتم الانقطاع فان لم ينقطع تغسل ان صلح المرئى حيضا فى الاصح	هكذا فى الكافى
۱۵	اما لو رأت يوما او يومين ثم قتلت لا تغسل بالاجماع	كذا فى العينى شرح الهداية
۱۶	ويغسل من ارتث وهو من صار خلقا فى حكم الشهادة لنيل مرافق الحياة وهو ان يأكل او يشرب او ينام او يداوى او ينقل من المعركة حيا الا اذا حمل من مصرعه كيلا تطأه الخيول ولو آواه فسطاط او خيمة او بقى حيا حتى مضى وقت الصلوة وهو يعقل فهو مرتث	هكذا فى الهداية

[1] میت کو خوشبو لگانے کے متعلق حکم ۲۰۱۱۹/۲۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] نسخہ ہذا مطبوعہ مطبع امیریہ میں صبیا مجنونا (یعنی مجنون لڑکا) کے الفاظ ہیں اور نسخہ امیریہ میں بھی یوں ہی ہے مگر اکثر متون میں مجنون لڑکا" کی بجائے "لڑکا یا مجنون" کا ذکر ہے چنانچہ نور الایضاح صفحہ ۶۰ میں ہے ویغسل ان قتل صبیا او مجنونا الخ یعنی اگر لڑکا یا مجنون قتل کیا گیا تو انہیں غسل دیا جائیگا اور البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۱۹۷ میں ہے۔ ویغسل ان قتل جنبا او صبیا الخ یعنی اگر لڑکا یا جنبی قتل کیا گیا تو انہیں غسل دیا جائیگا۔ اور اسی قسم کا حکم رد المحتار ج ۱ صفحہ ۸۴۸ مختصر الوقایہ صفحہ ۴۲ شرح وقایہ ج ۱ صفحہ ۲۰۲ اور ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۷۶ میں ہے (مترجم) [3] اسکے متعلق حکم نمبر ۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] کیونکہ اس طرح ان سے ظلم کا اثر کم ہو جاتا ہے اور وہ کامل شہیدوں مثلاً) شہدائے احد کے حکم میں نہیں رہتا (ماخوذ از ہدایہ ج ۱ صفحہ ۱۷۷ نیز ۳۰/۲۲۰ میں مندرجہ قاعدہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] درمختار میں ہے کہ مذکورہ مرتث شخص بھی اخروی لحاظ سے شہیدوں میں شمار ہے آخرت میں اسے ثواب ملے گا۔ البتہ اسپر دنیوی لحاظ سے شہیدوں کے خصوصی احکام مثلاً غسل نہ دینا وغیرہ لاگو نہیں ہوتے جیسا کہ جنبی۔ لڑکا مجنون حائض اور نفاس والی شہید ہو تو اسپر دنیوی لحاظ سے شہید کے احکام، جاری نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کسی کی نذر کی تکلیف کو ضائع نہیں فرماتے۔ انہیں آخرت میں شہید کا اجر ملتا ہے چنانچہ درمختار اور رد المحتار میں اخروی لحاظ سے شہیدوں کی مزید سے ۳۶ کی فہرست درج ہے۔ جس[1] مسلمان نے قتال فی سبیل اللہ میں دشمن کو قتل کرنیکا ارادہ کیا اور اپنے آپ کو مار دیا یا[2] وہ مسلمان جو ڈوب کر وفات پاگیا یا[3] جلنے سے وفات پاگیا یا اسپر[4] کوئی چیز گر پڑی اور وفات پاگیا یا[5] مرض استسقا یا[6] اسہال سے وفات پاگیا یا[7] بلندی سے گر کر وفات پاگیا یا[8] ذات الجنب یا[9] جو سل (دق) سے وفات پاگیا یا[10] جو طاعون سے وفات پاگیا۔ [11] وہ عفیفہ جو باکرہ رہے یا وہ شادی شدہ عورت جو بچہ[12] ہونے سے یا نفاس[13] میں وفات پاگئی یا وہ[14] شخص جو شب جمعہ کو وفات پاگیا یا[15] جو غربۃ (مسافری) میں وفات پاگیا یا[16] بخار سے وفات پاگیا یا جو[17] عشق (یعنی کسی چیز سے محبت میں حد سے بڑھ جانے) میں مبتلا ہونے سے وفات پاگیا بشرطیکہ اسے چھپا کر رکھا اور گناہ سے بچا۔ اگرچہ عشق کرنا ایک بری چیز اور حرام ہے یا[18] بچھو لگنے سے وفات پاگیا یا[19] اسے درندے نے پھاڑ دیا یا[20] وہ بیگناہ قید ہوا اور اس قید میں وفات پاگیا یا[21] جو پھیپھڑوں میں پیپ پڑنے سے وفات پاگیا

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب۔ جنازہ کے احکام ساتویں فصل۔ شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	قول ہے کہ فقہ سے زیادہ مشابہ حکم یہ ہے کہ شہید سے پاجامہ نہ اتارا جائے اور ہمارے ہاں بہت سے مشائخ نے اسی قول سے موافقت کی ہے۔	محیط
۱۱	اور (اگر شہید کے کپڑے کم ہوں تو) بڑھا کر کفن پورا کر دیا جائے اور اگر (کپڑے) مسنون کفن سے زیادہ ہوں تو کم کردئے جائیں۔	کافی
۱۲	شہید کو خوشبو لگائی جائے جیسا کہ میت کو لگائی جاتی ہے [۱]	بحرالرائق
۱۳	اگر شہید شخص جنبی ہو یا مجنون [۲] لڑکا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائے	تبیین
۱۴	(ا) اسی مذکورہ حکم کی طرح اگر حیض والی یا نفاس والی عورت قتل (شہید) ہو جائے اور وہ حیض و نفاس سے پاک ہو چکی ہو اور خون بند ہو چکا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا (ب) اور اگر خون بند نہ ہوا ہو اور جو کچھ نظر آتا ہے اگر وہ حیض قرار پانے کے قابل [۳] ہے تو زیادہ صحیح حکم کے مطابق اسے غسل دیا جائیگا ※	کافی
۱۵	لیکن اگر اس عورت نے ایک یا دو دن خون دیکھا تھا پھر قتل (شہید) ہو گئی تو بالاجماع اسے غسل نہ دیا جائیگا	عینی شرح ہدایہ
۱۶	(ا) وہ شہید جو مرتث ہو اسے غسل دیا جائیگا (ب) اور مرتث اسے کہتے ہیں جو (ضرب پہنچنے کے بعد) زندگی کے کچھ منافع پالینے کیوجہ [۴] سے شہادت کے (دنیوی) احکام میں پرانا ہو جائے [۵] اور زندگی کے منافع یہ کہ مثلاً وہ کھائے یا پیئے یا سوجائے یا علاج [۶] کیا جائے یا وہ میدان جنگ سے زندہ لایا جائے (تو ان صورتوں میں اسے غسل دیا جائیگا) لیکن اگر وہ لپیٹے بچھاڑے جانے کی جگہ سے اس لئے اٹھالیا جائے کہ اسے گھوڑے نہ روندیں تو یہ حکم نہیں ہے [۷] (ج) اگر اسپر سائبان یا خیمہ لگایا گیا یا وہ ایک نماز کا وقت گذرنے تک زندہ رہا اور اس دوران وہ ہوش میں رہا تو وہ مرتث ہے اسے غسل دیا جائیگا)	ہدایہ

[۲۳] یا کسی چیز کے ڈسنے سے وفات پاگیا یا [۲۴] وہ شرعی علم کے اشتغال میں رہتا تھا یا [۲۵] ثواب کے لئے اذان دیا کرتا تھا یا [۲۶] سچا تاجر تھا یا [۲۷] اپنے اور بال بچوں کیلئے رزق حلال کی کوشش میں تھا کہ وفات پاگیا یا [۲۸] نفسان کے مرض سے یا [۲۹] تپ دق کے مرض میں وفات پاگیا یا [۳۰] جو عورت غیرت پر صبر میں وفات پاگئی یا [۳۱] جو شخص ہر دن پچیس بار اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي فِي الْمَوْتِ وَفِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ کہا کرے یا [۳۲] جو چاشت کی نماز پڑھتا ہو یا [۳۳] جس نے ہر ماہ تین نفل روزے رکھے یا [۳۴] جس نے وتر کی نماز نہ چھوڑی یا [۳۵] جس شخص نے حضورؐ کی کوئی سنت چالو کی یا [۳۶] جس نے اپنی بیماری میں چالیس بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ پڑھا یا [۳۷] جو مرابط (یعنی اسلامی حکومت کی سرحد پر پہرہ دار) ہو یا [۳۸] جو شخص ہر رات سورۃ یٰسٓ پڑھے یا [۳۹] جو جانور سے گر کر وفات پاجائے یا [۴۰] جو رات بھر باوضو رہے یا [۴۱] جس نے شخص نے نرم خو ہو کر زندگی بسر کی یا [۴۲] جو شخص حضورؐ پر سو مرتبہ درود بھیجے یا [۴۳] جو اللہ کی راہ میں شہادت مانگے یا [۴۴] جو مسلمانوں کے شہر میں خوراک لائے یا [۴۵] جو شخص جمعہ کے دن وفات پائے یا [۴۶] جس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا اور ٹھنڈ سے وفات پاگیا یا [۴۷] جو صبح کے وقت تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور سورہ حشر کی تین آئتیں پڑھے تو ان سب کے لئے شہید کا اجر ملے گا۔ اور جو شخص کسی گناہ کی وجہ سے مر گیا وہ شہید نہیں قرار پاتا اور جو شخص گناہ کے دوران شہادت کی موت مر گیا مثلاً رہزنی کر رہا تھا۔ کہ پانی میں ڈوب گیا یا کسی مصیبت میں جمع تھے تو ان پر چھت گر پڑی تو وہ گناہ ان کے ذمہ ہے اور ان کے لئے شہادت کا اجر ہے۔ ماخوذ از درمختار ور دالمحتار ج ۱ ص ۸۵۲ تا ص ۸۵۴ (مترجم)

[۶] جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے۔ او عولج یعنی یا اسکا علاج کیا جائے ماخوذ از شرح وقایہ ج ۱ ص ۲۰۵ (مترجم) [۷] اس لئے کہ اس صورت میں اس نے زندگی کی کوئی آسائش نہیں پائی ماخوذ از ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۷ (مترجم)

※ نیز حکم نمبر ۱۵/۲۲۸ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السابع فی الشهید	حوالہ
۲۲۸	ومن الارتثاث ان یبیع او یشتری او یتکلم بکلام کثیر وهذا کله اذا وجد بعد انقضاء الحرب واما قبل انقضائها فلا یکون مرتثا	كذا فی التبیین
۱۷	ویغسل ان اوصی بامر دنیوی	كذا فی العینی شرح الکنز
۱۸	او قتل فی المصر ولم یعلم انه قتل بحدیدة ظلما	كذا فی العینی شرح الکنز
۱۹	وکذا لو قام من مکانه او تحول الی مکان آخر	هکذا فی الخلاصة
۲۰	وان انفلتت دابة مشرک ولیس علیها احد فوطئت مسلما او رمی مسلم الی المشرکین فاصاب مسلما او نفرت دابة مشرک نفرمته او هرب المسلمون فالجأهم الکفار الی نار او خندق او جعل المسلمون الحسک حولهم فمشوا علیها وماتوا یغسلون خلافا لابی یوسف رح	كذا فی محیط السرخسی
۲۱	وان عثرت دابة رجل من المسلمین فی القتال فرمت به فقتلته غسل عند ابی حنیفة رح	كذا فی المحیط
۲۲	ولو رأت دواب المسلمین رایات المشرکین فنفرت من ذلک دابة من غیر تنفیر المشرکین ورمت صاحبها وقتلته غسل عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	كذا فی المحیط
۲۳	وکذا لو ان المشرکین تحصنوا فی مدینة فصعد المسلمون لیسوّروها فمالت رجل انسان منهم فوقع ومات غسل عند هما رح	كذا فی المحیط
۲۴	وکذا لو انهزم المسلمون فوطئت دابة مسلم مسلما وصاحبها علیها او سائق او قائد غسل وکذلک لو ان المسلمین نقبوا الحائط فوقع علیهم من نقبهم غسلوا الا علی قول ابی یوسف رح	كذا فی المحیط

سلہ البحرالرائق میں بحوالہ بدائع لکھا ہے کہ اگر وہ شہید اپنی جگہ سے اٹھکر دوسری جگہ چلا گیا تھا تو وہ بطریق اولی مرتث قرار پائے گا نیز اس کے بعد مرتث قرار پانے کے مزید امور ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ ان جملہ امور میں مرتث تب قرار پائے گا کہ مذکورہ امور میں سے کوئی ام

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام ساتویں فصل - شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲۸-	(د) وہ شہید اس سے بھی مرتث قرار پاتا ہے کہ وہ کچھ خرید و فروخت کرے یا بہت سی باتیں کرے (س) اور ان مذکورہ جملہ امور کیوجہ سے وہ شہید مرتث تب قرار پائے گا جبکہ یہ امور لڑائی تام ہونے کے بعد پائے جائیں اور لڑائی تام ہونے سے پہلے مذکورہ امور سے کوئی امر پایا گیا تو وہ مرتث نہ قرار پائے گا (اور پھر اسے غسل نہ دیا جائیگا)	تبیین
۱۷	اگر اس (شہید نے) کسی دنیاوی امر کی وصیت کی تو اسے غسل دیا جائے گا۔	عینی شرح کنز
۱۸	یا اگر کوئی شخص شہر میں قتل کیا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دھار دار چیز سے بطور ظلم قتل ہوا ہے تو اسے غسل دیا جائے گا۔	عینی شرح کنز
۱۹	اسی طرح اگر وہ (شہید) جو اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ یا اس نے اپنی جگہ تبدیل کر لی تھی (تو اسے غسل دیا جائے گا) له	خلاصہ
۲۰	(ا) اگر کسی مشرک کا جانور چھوٹا اور اس پر کوئی سوار نہ تھا اور اس نے کسی مسلمان کو روند ڈالا یا کسی مسلمان نے مشرکوں کی طرف تیر پھینکا اور وہ کسی مسلمان کو لگ گیا یا کسی مشرک کا جانور بھاگا تو اس کی وجہ مسلمان گر گیا یا مسلمانوں کا لشکر بھاگا اور کفار نے انہیں آگ یا خندق کی طرف جانے پر مجبور کر دیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد کانٹے بچھا دیئے تھے ان پر چلنے کی وجہ سے مر گئے تو ان سب صورتوں میں انہیں غسل دیا جائے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا اس میں اختلاف ہے	محیط سرخسی
۲۱	اگر کسی مسلمان کے گھوڑے نے لڑائی میں ٹھوکر کھائی اور اس مسلمان کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اسے غسل دیا جائے گا	محیط
۲۲	اور اگر مسلمانوں کے جانوروں نے مشرکوں کے جھنڈے دیکھے اور اس وجہ سے کوئی جانور مشرکوں کے بھگائے بغیر بھاگ نکلا اور اس نے اپنے سوار کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمدؒ کے ہاں اسے غسل دیا جائیگا۔	محیط
۲۳	اور اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب مشرک کسی شہر میں قلعہ بند ہو گئے تو مسلمان اس شہر کی شہر پناہ فصیل پر چڑھے تو ان میں سے کسی مسلمان کا پاؤں پھسل گیا اور گر کر مر گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد رح کے ہاں اسے غسل دیا جائے گا۔	محیط
۲۴	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مسلمانوں نے شکست کھائی اور کسی مسلمان کے جانور نے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور اس کا مالک اس پر سوار تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا۔	

له لڑائی تام ہونے کے بعد پایا جائے اور اگر لڑائی تام ہونے سے پہلے مذکورہ امور سے کوئی امر پایا جائے تو مرتث نہ قرار پائے گا اور غسل نہ دیا جائے گا، ماخوذ از البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السابع فی الشہید	حوالہ
۲۲۸-		
۲۵	وکذلک اذا حمل علی العدو فسقط عن فرسہ	کذا فی البدائع
۲۶	وان تراء ی الفریقان ولم یتقاتلا غسلا من وجد میتا حتی یعلم انہ قتل بحدیدۃ ظلما	کذا فی التاتارخانیۃ
۲۷	ولو وجد فی المعرکۃ ولم یکن بہ اثر القتل من جراحۃ او حنق او ضرب او خروج دم لم یکن شہیدا	ہکذا فی البدائع
۲۸	وکذا لو خرج الدم من موضع یخرج منہ من غیر آفۃ فی الباطن کالانف والذکر والدبر	ہکذا فی البدائع
۲۹	وکذا لو خرج من فمہ نازلا من رأسہ	ہکذا فی البدائع
۳۰	والاصل ان کل من صار مقتولا فی قتال ثلاث اہل الحرب اوالبغاۃ اوقطاع الطریق بمعنی مضاف العدو سواء کان بالمباشرۃ اوالتسبیب کان شہیدا وکل من صار مقتولا بمعنی غیر مضاف الی العدو لایکون شہیدا	کذا فی المحیط

[1] نیز بموجب حکم $\frac{۱۶}{۲۲۸}$ غیر مرتث شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اور مرتث شہید کو غسل دیا جاتا ہے اسکے متعلق ردالمحتار میں ہے کہ یہ حکم میدان جنگ کے شہید سے مخصوص نہیں ہے اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ مرتث شہید تھے چنانچہ انہیں غسل

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب - جنازہ کے احکام — ساتویں فصل - شہید کے احکام کا بیان	حوالہ
	یا آ۔گ سے کھینچ رہا تھا تو اس (روندنے سے شہید مسلمان) کو غسل دیا جائے گا	
۲۲۸	(ب) اسی طرح اگر مسلمانوں نے کسی دیوار میں سوراخ کیا تو ان کے سوراخ کرنے کی وجہ سے۔ وہ دیوار ان پر گر پڑی (اور وہ شہید ہو گئے) تو انہیں غسل دیا جائے گا مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب یہ حکم نہیں ہے۔	محیط
۲۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مسلمان نے دشمن پر حملہ کیا اور اپنے گھوڑے سے گر گیا (اور وفات پا گیا تو اسے غسل دیا جائے گا)	بدائع
۲۶	اگر (مسلمانوں اور کافروں کے) دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کا سامنا کیا اور جنگ نہ لڑی تو (اس صورت میں) جو میت پایا جائے اسے غسل دیا جائے گا۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ لوہے (کے ہتھیار) سے بطور مظلوم قتل کیا گیا ہے۔ تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۲۷	اگر میدان جنگ میں کوئی آدمی مرا ہوا ملا اور اس پر قتل کا کوئی نشان نہ تھا۔ مثلاً زخم۔ یا گلا گھونٹنے یا ضرب یا خون نکلنے کی علامت نہ تھی تو اس پر شہید ہونے کے احکام لاگو نہ ہوں گے۔	بدائع
۲۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس کا خون ایسی جگہ سے نکلا کہ بغیر کسی اندرونی بیماری کے اس جگہ خون نکل آتا ہے مثلاً ناک سے خون نکلا یا پیشاب کی جگہ سے خون نکلا یا پاخانہ کی جگہ سے خون نکلا (تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے)	بدائع
۲۹	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ خون اس کے سر کی طرف سے اتر کر اس کے منہ سے نکلا (تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے)	بدائع
۳۰	(د) اور مذکورہ احکام میں اصول یہ ہے کہ جو شخص تین قسم کی لڑائیوں یعنی لڑنے والے کافروں کی لڑائی یا باغیوں کی لڑائی یا رہزنوں کی لڑائی میں یوں قتل ہوا کہ اس کا قتل ہونا دشمن کی طرف منسوب ہوتا ہو خواہ دشمن نے اسے قتل کیا ہو یا اس کے قتل کا سبب دشمن کا فعل ہو تو اس پر شہید کے احکام لاگو ہوں گے۔ (ب) اور وہ شخص جو یوں قتل ہو کہ اس کا قتل ہونا دشمن کی طرف منسوب نہ ہوتا ہو تو اس پر شہید کے احکام لاگو نہ ہوں گے سلہ	محیط

دیا گیا تھا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر شہید ہوئے تو وہ غیر مرتث شہید تھے چنانچہ انہیں غسل نہیں دیا گیا تھا ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۵۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثانی والعشرون فی السجدات

دفعات ٢٢٩ تا ٢٢٩ عنوان ١ تعداد شق ١٠

٢٢٩- السجدات

تعداد شق ١٠

١	مسائلة مبنية على اصول (ومنها) السجدة متى اديت فى محلها تصح بغير النية ومتى فاتت عن محلها لاتصح الا بالنية ثم انما تصير فائتة عن محلها اذا تخلل بينها وبين محلها ركعة تامة	كذا فى محيط السرخسى والظهيرية
٢	(ومنها) متى وقع الشك فى ترك الركعة او السجدة فانه يجمع بينهما ليخرج عما عليه بيقين ويقدم السجدة على الركعة ولو قدم الركعة عليها فسدت صلوته	كذا فى محيط السرخسى والظهيرية
٣	(ومنها) ان ما تردد به بين الواجب والبدعة يأتى به احتياطًا وما تردد به بين البدعة والسنة يترك	كذا فى محيط السرخسى والظهيرية
٤	(ومنها) انه ينظر الى المتروكة من السجدات والى المؤداة فايها اقل فالعبرة له لان اعتبار الاقل اسهل	كذا فى محيط السرخسى والظهيرية
٥	رجل صلى صلوة الفجر فتذكر فى آخرها قبل السلام او بعده انه ترك منها سجدة فعليه ان يسجدها ثم يتشهد ويسلم ويسجد للسهو	

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب - سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	بائیسواں باب - سجدوں کا بیان	
	دفعات ۲۲۹ تا ۲۲۹ عنوان ۱ تعداد شق ۱۰	
۲۲۹-	سجدے — اور اس میں ۱۰ شقیں ہیں	
۱	یہ مسائل ایسے ہیں جو مقررہ اصولوں پر ہیں سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ (ا) سجدہ اگر اپنے موقع پر ادا ہو تو بغیر نیت کے ادا ہو جاتا ہے اور جب سجدہ اپنے موقع سے فوت ہو جائے تو بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوتا۔ (ب) اور سجدہ کے لئے اپنے موقع سے فوت ہونے کا حکم اس وقت ہوتا ہے جب اس سجدہ کے ادا کرنے میں اور اس کے اصل موقع میں پوری ایک رکعت کا فصل ہو جائے۔	محیط سرخسی۔ ظہیریہ
۲	اور سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ (ا) جب یہ شک ہو کہ رکعت رہ گئی ہے یا سجدہ رہ گیا ہے تو ان دونوں کو اکٹھے ادا کر دے۔ تاکہ جو کچھ رہ گیا ہے وہ یقین سے ادا ہو جائے۔ (ب) اور (اکٹھے ادا کرنے میں) اس سجدہ کو اس رکعت پر مقدم کرے۔ اور اگر رکعت کو سجدہ پر مقدم کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی	محیط سرخسی۔ ظہیریہ
۳	(ا) ان میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اگر کسی امر میں یہ شک ہو کہ وہ واجب ہے یا بدعت تو اسے احتیاطاً ادا کرے۔ (ب) اور اگر کسی امر میں یہ شک ہو کہ وہ سنت ہے یا بدعت ہے تو اسے ترک کر دے۔	محیط سرخسی۔ ظہیریہ
۴	سجدوں سے متعلق اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ دیکھا جائے گا کہ جس قدر سجدے رہ گئے ہیں اور جس قدر ادا ہوئے ہیں ان میں سے کم کونسے ہیں پس جو کم ہیں اس کا اعتبار ہوگا اس لئے کہ کم کا اعتبار کرنا آسان ہے۔	محیط سرخسی۔ ظہیریہ
۵	(ا) کسی آدمی نے صبح کی نماز پڑھی - اور نماز کے آخر میں سلام سے پہلے یا سلام کے بعد اسے یاد آیا کہ اس سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سجدہ کو ادا کرے پھر تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
۲۲۹	فان علم انها من الركعة الاولى وغالب رأيه ذلك ينوى القضاء	
	وكذا لو لم يعلم انها من الاولى او الثانية ولم يقع تحريه على شيئ	
	وان علم انها من الثانية لا ينوى القضاء	
	ولو تذكر انه ترك منها سجدتين ان علم انه تركهما من الركعتين او من الركعة الاخيرة فعليه ان يسجدهما ويتشهد ويسلم ثم يسجد للسهو	
	ولو علم انه تركهما من الركعة الاولى فعليه ان يصلى ركعة	
	ولو لم يعلم انه كيف تركهما يسجد سجدتين ينوى القضاء من الاولى ثم يصلى ركعة	
	ومن ادركه فى الركوع الثانى لا يكون مدركا لتلك الركعة لان السجدتين تضمان الى الركوع الاول هذا فى رواية	
	وفى رواية تضمان الى الركوع الثانى فيصير مدركا على هذه الرواية	
	وان كان لا يعلم من ايهما ترك فانه يسجد سجدتين اولا ويتشهد ولا يسلم ثم يقوم ويصلى ركعة ويتشهد ويسلم ويسجد للسهو	
	ولو تذكر انه ترك منها ثلاث سجدات فانه يسجد سجدة ويصلى ركعة ثم يتشهد ولا ينوى القضا فى السجدة	
	ولو تذكر انه ترك منها اربع سجدات فانه يسجد سجدتين ويضم الى الركوع الاول فى رواية	
	وفى رواية الى الركوع الثانى ويصلى ركعة اخرى	هكذا فى الخلاصة
۶	واذا صلى صلوٰة المغرب وترك منها سجدة يأتى بالسجدة وحدها وينوى ما عليه ويتشهد ويسلم ويسجد سجدتى السهو	

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۹-	پس[۲] اگر اسے معلوم ہوا کہ پہلی رکعت کا سجدہ رہ گیا تھا اور یہ اس کا گمان غالب ہو تو وہ اس سجدہ کو قضا کی نیت سے کرے گا۔ [۳] اسی طرح اگر اسے معلوم نہیں ہوا کہ وہ سجدہ پہلی رکعت سے رہ گیا تھا یا دوسری رکعت سے رہ گیا تھا اور اس کا گمان غالب بھی کسی رائے پر نہ ٹھہرا (تو اس سجدہ کو قضا کی نیت سے کرے گا)۔ اور[۴] اگر اسے معلوم ہوا کہ وہ سجدہ دوسری رکعت سے رہ گیا تھا تو وہ اس سجدہ کو قضا کی نیت سے نہیں کرے گا۔ (ب) اور[۱] اگر (مذکورہ صورت میں) ایسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے دو سجدے رہ گئے ہیں تو اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ دو سجدے دو رکعتوں میں رہ گئے ہیں یا دوسری رکعت میں سے رہ گئے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ دو سجدے کرے۔ تشہد پڑھے۔ سلام پھیرے سجدہ سہو کرے۔ اور[۲] اگر اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ دو سجدے اس کی پہلی رکعت سے رہ گئے تھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایک رکعۃ (اور) پڑھے گا۔ اور[۳] اگر اسے معلوم نہ ہوا کہ وہ دو سجدے کس کیفیت سے رہ گئے تھے تو وہ دو سجدے پہلی رکعت سے قضا کی نیت سے کرے گا پھر ایک رکعت پڑھے گا اور جو شخص اس کے ساتھ دوسرے رکوع میں ملا وہ اس رکعت کو پالینے والا نہیں قرار پائے گا اسلئے کہ وہ دونوں سجدے پہلے رکوع سے ملتے ہیں۔ یہ حکم ایک روایت میں ہے اور ایک روایت میں یہ حکم ہے کہ وہ دو سجدے دوسرے رکوع سے ملتے ہیں پس اس روایت پر وہ اس رکعت کو پالینے والا قرار پائے گا۔ اور اگر اسے معلوم نہیں ہوا کہ ان دو رکعتوں میں سے وہ سجدے کس رکعت سے رہ گئے تھے تو وہ پہلے دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام نہ پھیرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے۔ (ج) اور اگر اسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے تین سجدے رہ گئے تھے تو وہ ایک سجدہ کرے۔ اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور اس سجدہ کو قضا کی نیت سے نہیں کرے گا۔ (د) اور اگر اسے یاد آیا کہ اس نماز سے اس کے چار سجدے رہ گئے تھے تو وہ دو سجدے کرے گا اور وہ دو سجدے ایک روایت کے بموجب پہلے رکوع سے ملیں گے اور دوسری روایت کے بموجب وہ دو سجدے دوسرے رکوع سے ملیں گے اور وہ ایک رکعت اور پڑھے گا۔	خلاصہ
۶	(ہ) اگر کسی نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا تو وہ صرف ایک سجدہ کرے اور نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے۔ اور تشہد پڑھے۔ سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
۲۲۹-	وان ترک سجدتین منها یؤمر بالعمل بالتحری ان لم یدر انهما من رکعتین او واحدة وان لم یقع تحریه علی شیٔ یأخذ بالاحتیاط ویسجد سجدتین ینوی بهما جمیعا ما علیه او القضاء ویتشهد بعدهما ثم یصلی رکعة اخری ثم یتشهد و یسلم و یسجد سجدتی السهو ثم یتشهد و یسلم	
	وان ترک ثلاث سجدات یؤمر بالتحری علی ما بینا وان لم یقع تحریه علی شیٔ یسجد ثلاث سجدات و یجلس بعدها جلوسا مستحقا لو ترکه تفسد صلوته ثم یقوم فیصلی رکعة ثم یتشهد و یسلم و یسجد سجدتی السهو بعد السلام	
	وان ترک اربع سجدات ولم یدر کیف ترکهن من رکعتین او ثلاث سجد سجدتین و یجلس جلسة مستحقة ثم یقوم فیصلی رکعة و یتشهد ثم یصلی رکعة اخری و یتشهد و یسلم و یسجد سجدة السهو	
	وان ترک خمس سجدات فالمؤدی سجدة واحدة فیضیف الیها اخری فتم له رکعة ثم یصلی رکعة و یتشهد ثم یصلی الثالثة و یتشهد ثم یسجد سجدتی السهو	
	قال الشیخ الاسلام المعروف بخواهر زاده هذا اذا نوی بها عن الرکعة التی قیدها بالسجدة الواحدة حتی لا تلحق برکوع آخر بعد تلک الرکعة	
	اما اذا سجد مطلقا و لم ینو یجب ان تفسد صلوته	هکذا فی الظهیریة
۷	وحکم ذوات الاربع کحکم ذوات الاثنین والثلاث لو ترک واحدة او الاثنتین او ثلاثة وان ترک اربع سجدات و لا یدری کیف ترک یسجد اربع سجدات و یجلس جلسة مستحقة و لو ترکها تفسد صلوته ثم یصلی رکعة و یقعد و یتشهد ثم یقوم و یصلی اخری و یتشهد و یسلم و یسجد سجدتی السهو	هکذا فی الظهیریة

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۱ -	(ب) اگر (نماز مغرب) سے اس کے دو سجدے رہ گئے اور اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدے دونوں رکعتوں سے رہ گئے ہیں یا ایک رکعت سے تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان غالب کسی رائے پر نہ ٹھہرے تو احتیاط پر عمل کرے وہ دو سجدے کرے اور نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے یا قضا کی نیت کرے اور ان سجدوں کے بعد تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے ۔	
	(ج) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے تین سجدے رہ گئے تو گمان غالب پر عمل کرے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ۔ اور اگر اس کا گمان غالب کسی رائے پر نہ ٹھہرے تو تین سجدے کرے اور اس کے بعد تھوڑی دیر ضرور بیٹھے اور اگر نہ بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی پھر کھڑا ہو پس ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے ۔ سلام پھیرے اور سلام کے بعد سہو کے سجدے کرے ۔	
	(د) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے چار سجدے رہ گئے اور اسے معلوم نہ ہوا کہ وہ سجدے کس کیفیت سے چھوٹے ہیں وہ دو رکعتوں سے رہ گئے ہیں یا تین رکعتوں سے رہ گئے ہیں تو وہ دو سجدے کرے اور اس کے بعد تھوڑی دیر ضرور بیٹھے پھر کھڑا ہو پس ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے اور تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے ۔	
	(ر) اور اگر (نماز مغرب سے) اس کے پانچ سجدے رہ گئے تو ادا شدہ سجدہ تو ایک ہی ہے پس وہ اس کے ساتھ ایک سجدہ اور ملائے تو اس کی ایک رکعت پوری ہو جائے گی پھر ایک رکعت اور پڑھے تشہد بیٹھے پھر تیسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر سہو کے دو سجدے کرے شیخ الاسلام معروف بخواہر زادہ ؒ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے وہ سجدہ کرنے میں یہ نیت کر لی کہ یہ ایک سجدہ اس رکعت کا ہے جس رکعت کو اس نے ایک سجدہ سے مقید کیا ہے تاکہ وہ سجدہ دوسرے رکوع سے ملا ہوا نہ قرار پائے جو اس رکعت کے بعد ہے ۔ لیکن اگر اس نے مطلق سجدہ کر لیا اور (مذکورہ) نیت نہ کی تو اس کی نماز فاسد ہونا لازمی ہے ۔	ظہیریہ
۷	(ا) اور چار رکعتوں والی نماز میں سجدے چھوٹ جانے کی صورت میں وہی حکم ہے جو دو رکعتوں یا تین رکعتوں والی نماز میں ایک یا دو یا تین سجدے رہ جانے کی صورت میں ہے ۔	ظہیریہ
	(ب) اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے چار سجدے رہ گئے اور یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدے کس کیفیت سے چھوٹے تو وہ چار سجدے کرے اور تھوڑی دیر بیٹھے اگر نہ بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ پھر ایک رکعت پڑھے تشہد پڑھے سلام پھیرے اور سہو کے سجدے کرے	

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی السجدات — السجدات	حوالہ
۲۲۹-	وان ترک خمس سجدات یسجد ثلاثا ولا یقعد بعدها ویصلی رکعتین ویقعد بین الرکعتین احتیاطا	
	وان ترک ستا سجد سجدتین ثم لا یقعد ثم یصلی رکعتین ثم یقعد ثم یصلی رکعة	
	وان ترک سبعا سجد سجدة وصلی ثلاث رکعات قالوا هذا اذا نوی بالسجدة الرکعة التی قیدها بالسجدة وان سجد بغیرنیة ساهیا ثم تذکر یأتی بسجدتین وینوی باحدا هما ما علیه حتی تلتحق احداهما بالرکعة الاولی والثانیة بالرکعة الثانیة فصار مصلیا رکعتین ثم اذا صلی ثلاثا وتشهد فی الثانیة من الثلاث ثم صلی الرابعة جازت صلوته	
	ولو ترک ثمانی سجدات سجد سجدتین ویصلی ثلاث رکعات	کذا فی محیط السرخسی
۸	ولو صلی الفجر ثلاث رکعات ولم یقعد فی الثانیة اوقعد وترک سجدة وهو لا یعلم کیف ترک فسدت صلوته	
	ولو ترک سجدتین ففیه قولان والاصح انها تفسد	
	وکذلک لو ترک ثلاث سجدات	
	ولو ترک اربعا لا تفسد ویسجد سجدتین ثم یقعد ثم یصلی رکعة	کذا فی محیط السرخسی
	ولو صلی الظهر خمسا وترک سجدة فسدت	
	وکذا لو ترک سجدتین فی الاصح او ترک ثلاثا او اربعا او خمسا	

دفعات دشق نمبر	بائیسواں باب۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۹-	(ج) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے پانچ سجدے رہ گئے تو وہ تین سجدے کرے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اور دو رکعتیں پڑھے اور ان دو رکعتوں کے درمیان احتیاطاً قعدہ کرے۔ (د) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے پھر قعدہ نہ کرے پھر دو رکعتیں پڑھے پھر قعدہ کرے اور پھر ایک رکعت پڑھے۔ (س) اور[1] اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے سات سجدے رہ گئے تو وہ ایک سجدہ کرے اور پھر تین رکعتیں پڑھے[2] فقہاء نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے یہ نیت کر لی کہ یہ ایک سجدہ اسی رکعت کا ہے جس رکعت کو اس نے ایک سجدے سے مقید کیا ہے اور اگر بھول کر بغیر نیت کے وہ سجدہ کیا پھر اسے یاد آیا تو دو سجدے (اور کرے) اور ان دو سجدوں میں سے ایک میں نیت یہ کرے کہ جو اس کے ذمہ واجب ہے تاکہ ان میں سے ایک سجدہ پہلی رکعت کے ساتھ مل جائے اور دوسرا سجدہ دوسری رکعت کے ساتھ مل جائے پس دونوں رکعتیں ادا ہو جائیں گی[3] پھر جب تین رکعتیں پڑھے تو ان تین رکعتوں میں سے دوسری رکعت پر تشہد پڑھے پھر چوتھی رکعت پڑھے تو اس کی نماز جائز ہو جائے گی۔ (س) اور اگر (چار رکعت والی نماز میں) اس سے آٹھ سجدے رہ گئے تو دو سجدے کرے پھر تین رکعتیں پڑھے۔	محیط سرخسی
۸	(ا) اگر کسی نے فجر کی نماز تین رکعتیں پڑھ لی اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا یا قعدہ کیا اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ سجدہ کس کیفیت سے چھوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تو اس کے حکم میں دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ج) اور اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں) اس سے تین سجدے رہ گئے۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے چار سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ دو سجدے کرے گا پھر قعدہ کرے گا پھر ایک رکعت پڑھے گا۔	محیط سرخسی
۹	(ا) اگر کسی نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھی اور اس سے ایک سجدہ رہ گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گی۔ (ب) اسی[1] طرح (جب مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تو زیادہ صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے۔[2] یا اس سے (مذکورہ صورت میں) تین سجدے رہ گئے یا چار سجدے رہ گئے یا پانچ سجدے رہ گئے	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانى والعشرون فى السجدات — السجدات	حوالہ
۲۲۹- ۱	ولو ترك ستا لم تفسد وهو كمن صلى الظهر اربعا وترك اربع سجدات كما مر	
	ولو ترك سبعا لم تفسد ويسجد ثلاث سجدات ويصلى ركعتين	
	ولو ترك ثمانى سجدات سجد سجدتين ويصلى ثلاث ركعات	كذا فى محيط السرخسى
	وان ترك تسع سجدات يسجد سجدة ثم يصلى ركعة ثم يقعد وهذه القعدة سنة ثم يصلى ركعتين ويقعد مستحقا	
	وان ترك منها عشر سجدات يسجد سجدتين ثم يصلى ثلاث ركعات ويسجد للسهو	هكذا فى الظهيرية
	ولو صلى المغرب اربعا تفسد صلوته ولو ترك سجدتين فيه قولان وكذلك لو ترك ثلاثا او اربعا	
	ولو ترك خمسا لا تفسد ويسجد ثلاث سجدات ويصلى ركعة	
	ولو ترك ستا سجد سجدتين ويصلى ركعتين كما لو صلى المغرب ثلاثا وسجد سجدتين	كذا فى محيط السرخسى

دفعات و شق نمبر	بائیسواں باب ۔ سجدوں کے احکام — سجدہ رہ جانے کا بیان	حوالہ
۲۲۹	تو یہی حکم ہے ۔	
	(ج) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ (صورت) اس صورت جیسی ہوگی جبکہ کسی نے نماز ظہر چار رکعتیں پڑھی اور اس سے چار سجدے رہ گئے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے ۔	
	(د) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے سات سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ تین سجدے کرے گا اور دو رکعتیں پڑھے گا ۔	
	(ر) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے آٹھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے اور تین رکعتیں پڑھے ۔	محیط سرخسی
	(س) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے نو سجدے رہ گئے تو وہ ایک سجدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے پھر قعدہ کرے اور یہ قعدہ سنت ہے پھر دو رکعتیں پڑھے اور یہ قعدہ ضروری ہے ۔	
	(ص) اور اگر (کسی نے نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھی اور) اس سے دس سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے پھر تین رکعتیں پڑھے اور سجدہ سہو کرے گا ۔	ظہیریہ
۱۰	(و) اگر (کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس سے دو سجدے رہ گئے تھے تو اس کے حکم میں دو قول ہیں ۔	
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں) اس سے تین یا چار سجدے رہ گئے تھے ۔	
	(ج) اور اگر (کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور) اس سے پانچ سجدے رہ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ تین سجدے کرے اور ایک رکعت پڑھے ۔	
	(د) اور اگر (کسی نے مغرب کی نماز چار رکعتیں پڑھی اور) اس سے چھ سجدے رہ گئے تو وہ دو سجدے کرے اور دو رکعتیں پڑھے گا جیسا کہ مغرب کی نماز میں اس صورت میں حکم تھا جبکہ اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور دو سجدے کئے ۔	محیط سرخسی

ابو العلید محمد صادق بن حافظ قادری (مترجم)

اللھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتھاء الاجل والعون علی الاتمام یاذا الجلال والاکرام والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

حرفِ آخر

جلد دوم یعنی نماز کی مکمل بحث کا نیا ایڈیشن بفضلہ تعالیٰ تکمیل پذیر ہوا۔ وللہ الحمد۔ اِس ایڈیشن میں بعض ضروری اصلاحات شامل ہیں۔ اب انشاء اللہ جلد سوم کا نیا ایڈیشن شائع ہوگا۔

وھو الموفق واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قارئین کرام فتاویٰ ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت۔ عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو اردو میں اس کے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو کتابت کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی۔ تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ، مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاویٰ ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاویٰ کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجھدہ ومحنتہ من یبتلی ببلائھا

اعتذار و استدعا تاہم مجلس سہو و خطاء سے مبرّا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی۔ تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے اہل علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں۔ ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا وکف عنہ لسان المجادلین اللھم ھذا امنک ولک فتقبلہ واجعلہ ذخیرۃ لنجاتی وثقلا فی میزانی واغفر لی ولوالدی ولجمیع اساتذتی ومشائخی ولمن سعی فیہ بدعوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔ بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کا حل فرمائے اور اس کام کو اس [illegible] رفقاء کار کیلئے والدین اور اساتذہ کرام و مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

لکل بنی الدنیا مراد و مقصد وان مرادی صحۃ وفراغ
لابلغ فی علم الشریعۃ مبلغا یکون بہ لی فی الجنان بلاغ

غرض نقشے است کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعاجو:۔ خویدم اہل السنت والجماعت۔ محمد صادق عفی عنہ مترجم و مہتمم مجلس اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ
میراتہ موہڑہ ڈاکخانہ فریال ضلع راولپنڈی)۔ (حال) سہام آباد کستاں)